www.KitaboSunnat.com
الاصابۃ
فی
تمییز الصحابۃ
اردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبۃ رحمانیۃ

الاصابہ
فی
تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
(اردو)
(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۲

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ
اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

نام کتاب .... الاصابۃ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو) جلد ۲
تالیف .... حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم .... مولانا محمد عامر شہزاد علوی
ناشر .... مکتبہ رحمانیہ اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
مطبع .... خضر جاوید پرنٹرز

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست موضوعات

حرف خاء با نقطہ

باب خاء کے بعد الف

خالد نامی حضرات

باب خاء کے بعد با

باب خاء کے بعد ثاء اور دال

باب خاء کے بعد طاء

باب خاء کے بعد فاء

باب خاء کے بعد لام

باب خاء کے بعد میم

باب خاء کے بعد نون

باب خاء کے بعد واؤ

باب خاء کے بعد یاء

باب خاء کے بعد الف

باب خاء کے بعد لام

باب خاء کے بعد الف

حرفِ ذال

باب ذال کے بعد الف

باب ذال کے بعد باء

باب ذال کے بعد راء

باب ذال کے بعد راء

باب ذال کے بعد فاء

باب ذال کے بعد کاف

لفظ "ذو" والوں کا "ذو" کے بعد ترتیب وار ذکر

باب ذال کے بعد ھاء

باب ذال کے بعد الف

باب ذال کے بعد باء

باب ذال کے بعد راء

باب ذال کے بعد واؤ

باب ذال کے بعد ھاء

باب ذال کے بعد کاف

باب ذال کے بعد واؤ

حرفِ راء

باب راء کے بعد الف

باب راء کے بعد باء

باب راء کے بعد جیم

باب راء کے بعد حاء

باب راء کے بعد خاء

باب راء کے بعد دال

باب راء کے بعد زاء

باب راء کے بعد سین

باب راء کے بعد شین

باب را کے بعد عین

باب راء کے بعد فاء

باب راء کے بعد قاف

باب راء کے بعد کاف

باب راء کے بعد ہاء

باب راء کے بعد واؤ

باب راء کے بعد یاء

باب راء کے بعد الف

باب راء کے بعد باء

باب راء کے بعد واؤ

قسم ثالث از حرفِ راء

جنہوں نے دورِ نبوی پایا اور جنہیں آپ ﷺ سے سماع کرنا ممکن تھا لیکن پھر ان سے منقول نہیں

باب راء کے بعد الف

باب راء کے بعد باء

الف لام کے ساتھ الربیع نامی حضرات

ربیعہ نامی حضرات

باب راء کے بعد حاء

باب راء کے بعد شین

باب راء کے بعد فاء

باب راء کے بعد واؤ

باب راء کے بعد یا

قسم الرابع از حرفِ راء

باب راء کے بعد الف

الف لام سے الربیع نامی حضرات

باب راء کے بعد تاء

باب راء کے بعد جیم

باب راء کے بعد دال

باب راء کے بعد فاء

باب راء کے بعد قاف

باب راء کے بعد کاف

باب راء کے بعد واؤ

باب راء کے بعد یاء

حرفِ زا نقطہ والی

قسم اوّل از حرفِ زاء

باب زاء کے بعد الف

باب زاء کے بعد باء

زبیر نامی حضرات

باب زاء کے بعد جیم

باب زاء کے بعد خاء

باب زاء کے بعد راء

باب زاء کے بعد عین اور فاء

باب زاء کے بعد کاف

باب زاء کے بعد لام، میم

باب زاء کے بعد نون

باب زاء کے بعد ہاء

زہیر نامی حضرات

قسم الرابع از حرفِ زاء

باب زاء کے بعد باء

باب زاء کے بعد راء

باب زاء کے بعد عین

باب زاء کے بعد کاف

باب زاء کے بعد ہاء

باب زاء کے بعد یاء

حرفِ سین

قسم اوّل از حرفِ سین

باب سین کے بعد الف

سالم نامی حضرات کا تذکرہ

السائب نامی حضرات

باب سین کے بعد باء

باب سین کے بعد جیم

باب سین کے بعد حاء

باب سین کے بعد خاء

باب سین کے بعد راء

سراقہ نامی حضرات کا تذکرہ

باب سین کے بعد عین - سعد نامی حضرات

سعید نامی حضرات

باب سین کے بعد فاء

باب سین کے بعد کاف

باب سین کے بعد لام

سلیمان نامی حضرات

باب سین کے بعد میم

باب سین کے بعد نون

باب سین کے بعد ہاء - سہل نامی حضرات

سہیل نامی حضرات

باب سین کے بعد واؤ

باب سین کے بعد یاء

قسم ثانی از حرفِ سین

باب سین کے بعد الف

باب سین کے بعد فاء

باب سین کے بعد لام

باب سین کے بعد میم

باب سین کے بعد نون

باب سین کے بعد هاء

باب سین کے بعد واؤ

باب سین کے بعد یا

حرفِ شین

قسم اوّل از حرفِ شین

باب شین کے بعد الف

باب شین کے بعد باء

باب شین کے بعد تاء

باب شین کے بعد جیم

باب شین کے بعد دال

باب شین کے بعد راء

باب شین کے بعد صاد

باب شین کے بعد طاء

باب شین کے بعد عین

باب شین کے بعد فاء

باب شین کے بعد قاف

باب شین کے بعد کاف

باب شین کے بعد میم

باب شین کے بعد نون

باب شین کے بعد ہاء

باب شین کے بعد واؤ

باب شین کے بعد یاء

کعبہ کے چابی بردار

قسم ثانی از حرفِ شین .... //

باب شین کے بعد تاء

باب شین کے بعد یاء

قسم ثالث از حرفِ شین

باب شین کے بعد الف

باب شین کے بعد باء

باب شین کے بعد حاء

باب شین کے بعد راء

باب شین کے بعد عین

باب شین کے بعد فاء

باب شین کے بعد یاء

حرفِ خاء با نقطہ

قسم اوّل از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

۲۱۳۲ خارج بن خویلد کعبی

ابن سعد نے خالد بن ولید کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ثنیۃ اذاخر (گھاسوں والی گھاٹی) کے بلے پر چڑھے تو آپ ﷺ کو چمکتی تلواریں نظر آئیں۔ ارشاد فرمایا: ''یہ کیا میں نے جنگ سے منع نہیں کیا تھا؟'' کسی نے بتایا کہ یا رسول اللہ! خالد بن ولید سے کسی نے مزاحمت کی تو انہوں نے بھی جوابی کارروائی کی۔ فرمایا: ''خیر مرضی الٰہی بہتر ہے''۔[1] ابن سعد لکھتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے خارج بن خویلد خزاعی کعبی کے اشعار زبان سے دہرا رہے تھے:

''جب ہم میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس ہوتے ہیں اس وقت ہمیں دیکھنا جیسے سمندر کی گہرائی ہوتی ہے جس کا ریت ظاہر ہو جائے۔ جب ہم گلے میں تلواریں لٹکاتے ہیں تو محمد ﷺ ان کے مددگار رہتے ہیں۔ یوں وہ اور ان کا مددگار غالب رہتا ہے''۔

ابن سعد کہتے ہیں: محمد بن عمر نے فرمایا: ہمیں یہی اشعار حزام بن ہشام کعبی نے بحوالہ اپنے والد سنائے۔

۲۱۳۳ خارجہ بن جزء[*] العذرؔی

ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا، انہوں نے اور ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی، بیہقی نے ''شُعب'' میں اور خطیب نے ''مؤتلف'' میں سعید بن سنان کے طریق سے بحوالہ ربیعہ بن یزید، خارجہ بن جزء عذری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے تبوک کے روز ایک آدمی کو کہتے سنا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت میں لوگ ہمبستری کریں گے؟ (حدیث)[*] اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ خطیب کی روایت میں بحوالہ ربیعۃ الجرشی منقول ہے کہ مجھ سے خارجہ نے بیان کیا کہ میں نے تبوک میں ایک شخص کو کہتے سنا: یا رسول اللہ ﷺ! پھر یہ واقعہ ذکر کیا۔ ابو عمر[*] نے یہ واقعہ ذکر کیا لیکن اس میں راویوں میں اضافہ نقل کیا ہے کہ خارجہ بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے۔

۲۱۳۴ خارجہ بن حذافہ

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عوِیج (عین پر زبر آخر میں جیم) بن عدی بن کعب بن لؤی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن بجرہ عدویہ ہیں۔ مشہور گھڑ سوار تھے۔ بقول بعض ایک ہزار گھڑ سواروں کے برابر انہیں مانا جاتا تھا۔ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ذریعہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کمک و مدد پہنچائی تھی۔ چنانچہ یہ ان کے ساتھ فتح مصر میں شریک

---

[1] دلائل النبوة (٤٨/٥) الطبقات الكبرى (١/٢) (٩٨/٢) ✿ اسد الغابه (١٣٢٦) استيعاب (٦١٤) تجريد (١٤٦/١)

✿ كنز العمال (٣٩٣٦٢) ✿ استيعاب (٦/٢)

ہوئے اور وہیں مخصوص حویلی بنائی۔ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پولیس دستہ کے نگران تھے۔ بقول بعض: جس رات حضرت علی بن ابی طالب شہید ہوئے اس رات عمرو بن العاص نے انہیں نماز پڑھانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ تو جس خارجی نے عمرو بن العاص کو قتل کرنا تھا اس نے انہیں شہید کر دیا۔ وہ کہنے لگا: میں نے عمرو کو قتل کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی خارجہ کے بارے میں تھی۔

وتر کے بارے میں [1] ان کی ایک حدیث ہے مصری عبدالرحمن بن جبیر کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں خارجہ بن حذافہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا تھا۔ محمد بن ربیع فرماتے ہیں: ان سے مصری لوگوں کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔

۲۱۳۵ خارجہ بن حصن [2]

بن حذیفہ بن بدر عیینہ بن حصن کے بھائی۔ اسماء بن خارجہ کے والد جو کوفہ میں تھے۔ انہیں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف آوری کی سعادت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے بطریق مدائنی، ابو معشر بحوالہ یزید بن رومان روایت کی ہے۔ فرمایا: خارجہ بن حصن اور ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جنہوں نے آ کر قحط سالی اور بھوک کی شکایت کی اور عرض کرنے لگے: ہمارے لیے اپنے رب کے حضور سفارش کریں۔ آپ نے [3] دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمیں سیراب فرما''۔ (حدیث) اسی میں ہے کہ وہ سب مسلمان ہو کر واپس گئے تھے۔ واقدی کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اپنی قوم کی زکوۃ روکی تھی اور اس سلسلہ میں حطیئہ کے وہ اشعار بھی نقل کیے جن میں ان کی تعریف کی تھی۔ نوفل بن معاویہ دوئلی سے جب ان کی ملاقات ہوئی تو ان سے زکوٰۃ واپس لے لی اور جن جن سے وصول کی تھی انہیں واپس کر دی۔ واقدی لکھتے ہیں: پھر انہوں نے توبہ کر لی تھی۔

واقدی کی روایت ہے کہ جب خالد بن ولید بنی اسید کی جنگ سے سبکدوش ہوئے تو خارجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں: یا ذلت سے صلح کر لو یا ایسی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ جو تمہارا صفایا کر دے۔ وہ کہنے لگے: جنگ کی تو ہمیں سمجھ آ گئی یہ صلح کیا ہے؟ آپ نے اس کی تفصیل بتائی جس پر وہ کہنے لگے: اے خلیفۂ رسول! میں راضی ہوں۔ مرزبانی فرماتے ہیں: یہ حضرمی ہیں اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے یوم عوارض کے روز دونوں گروہوں کے مقابلہ میں فخریہ طور پر کہے تھے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ زید الخیل نے انہیں اس کا جواب دیا تھا۔

۲۱۳۶ خارجہ بن حمیّر

بقول بعض حارثہ، یہی زیادہ صحیح ہے۔ حاء میں تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] ترمذی کتاب الوتر (٤٥٢) کتاب التاریخ الکبیر (٢٠٣/٣) الاحاد والمثانی (١١٢/٢، ١٣٣)

[2] اسد الغابہ (١٣٢٨) تجرید (١٤٧/١)

[3] ابوداؤد کتاب الصلاۃ (١١٦٩) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا (١٢٦٩، ١٢٧٠)

مسند احمد (٢٣٦/٤) جامع المسانید (١٠/٤)

۲۱۳۷ خارجہ بن زید

بن ابی زہیر بن امری القیس بن مالک انصاری خزرجی موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور محمد بن اسحاق وغیرہ لوگوں نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکران کے داماد ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی اور جب وہ امید سے تھی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا تھا۔ بغوی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حالات میں بحوالہ زہیر بن محمد، صدقہ بن سابق، محمد بن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ زید بن خارجہ کے والد ہیں جنہوں نے موت کے بعد بات کی تھی۔

۲۱۳۸ خارجہ بن زید

ان کے متعلق یہ واقعہ آیا ہے کہ انہوں نے موت کے بعد بات کی تھی۔ جس کی تفصیل زید بن خارجہ کے تذکرہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۲۱۳۹ خارجہ بن عبدالمنذر انصاری

بقول بعض یہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ ابن ابی داؤد نے ان کا تذکرہ کیا اور عطاردی سے، ابن فضیل، عمرو بن ثابت، ابن عقیل، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلہ سند سے خارجہ بن عبدالمنذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ سارے دنوں کا سردار ہے''۔ (حدیث) ان کے علاوہ لوگوں نے یہ روایت ابن فضیل سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ابولبابہ سے مروی ہے۔ اسی طرح کئی ایک نے عمرو بن ثابت کے حوالہ سے نقل کی ہے جو مشہور ہے۔

عبدان نے اپنے بعض احباب سے نقل کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام خارجہ بن منذر تھا۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور جو انہوں نے ''ابن المنذر'' کہا تو وہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ بالاتفاق ابن عبدالمنذر ہیں۔ اور ابولبابہ کا نام جو مشہور ہے وہ رفاعہ بن عبدالمنذر ہے۔

۲۱۴۰ خارجہ بن عُقفان ثقفی

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ابن مرزوق، ام دہیم بنت مہدی بن عبداللہ سے وہ جمیع سے وہ خارجہ بن عقفان سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے آباء واجداد سے بحوالہ خارجہ بن عقفان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری کے ایام میں آئے۔ آپ کو پسینہ آ رہا تھا۔ حضرت فاطمہ کہنے لگیں: ہائے میرے ابا کی تکلیف! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے بعد تمہارے والد کے لئے کوئی مشقت نہیں رہی''۔ ابن مندہ نے بطریق ابن مرزوق، ام سعید بنت اعین، ام فلیحہ بنت ورّاد وہ اپنے والد سے بحوالہ عقفان بن سعیم روایت کرتی ہیں کہ وہ اور ان کے دونوں بیٹے خارجہ اور مرداس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان دونوں کے لئے دعا فرمائی، مرداس بن عقفان کے تذکرہ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

---

۱. اسد الغابہ (۱۳۳۰) استیعاب (۶۰۸) ۲. اسد الغابہ (۱۳۳۳) تجرید (۱۴۷/۱)

۳. مسند احمد (۴۳۰/۳) المعجم الکبیر (۴۵۱۲/۵) المستدرک (۲۷۷/۱) مجمع الزوائد (۲۹۹۵) الدر المنثور (۲۱۶/۶) کشف الخفاء (۵۵۴/۲)

۴. اسد الغابہ (۱۳۳۴) استیعاب (۶۱۶) تجرید (۱۴۷/۱) ۵. الجرح والتعدیل (۳۷۴/۳)

۶. ابن ماجہ کتاب الجنائز (۱۶۲۹) دلائل النبوۃ (۲۱۲/۷) تاریخ بغداد (۲۶۲/۶)

۲۱۴۱ خارجہ بن عمرو انصاری ❶

بقول بعض ابن عامر۔ ابن ابی حاتم ❶ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں یہ ان لوگوں میں تھے جن کے احد کے دن قدم اکھڑ گئے تھے۔

۲۱۴۲ خارجہ بن عمرو جمحی ❷

طبرانی ❸ نے بطریق عبدالملک بن قدامہ جمحی انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے خارجہ بن عمرو جمحی سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی"۔ (حدیث) ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمرو بن خارجہ کے نام سے مشہور ہے یعنی اس میں قلب ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث عمرو بن خارجہ، امام احمد ❺ اور اصحاب السنن نے نقل کی ہے۔ اس کا مخرج حدیث خارجہ بن عمرو کے مخالف ہے بظاہر یہ اور ہیں۔ اسی متن کو ابوامامہ، انس، ابن عباس اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے۔

۲۱۴۳ خارجہ بن عمرو ❻

آل ابوسفیان کے حلیف۔ ابن مندہ بطریق عبدالحمید بن جعفر روایت کرتے ہیں۔ درست ابن بہرام بحوالہ شہر بن حوشب، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے خارجہ بن عمرو نے روایت کی جو جاہلیت میں آل ابی سفیان کے حلیف تھے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت فرماتے سنا جب آپ کجاوے میں تشریف فرما تھے: "میرے اور میرے گھرانے کے کسی فرد کے لئے زکوۃ و صدقات جائز نہیں"۔ ❼ بقول ابن مندہ، اس میں فریابی کو بحوالہ عبدالحمید وہم ہوا ہے تو انہوں نے خارجہ بن عمرو کہہ دیا۔ حالانکہ وہ عمرو بن خارجہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جنادہ بن مغلس نے بحوالہ عبدالحمید بن بہرام روایت کی تو خارجہ بن عمرو کہا۔

خالد نامی حضرات

۲۱۴۵ خالد بن اساف جہنی ❽

ابن شاہین فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا: وہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ بقول عدوی اُحد میں شریک اور قادسیہ میں شہید ہوئے۔ بنوحارث بن خزرج کا گمان ہے کہ وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے تھے۔

---

❶ اسد الغابہ (١٣٣٥) استیعاب (٦١١). ❷ الجرح والتعدیل (٣٧٤/٣)
❸ اسد الغابہ (١٣٣٦) تجرید (٤٧/١) ❹ المعجم الکبیر (٤١٤٠/٤) مجمع الزوائد (٢١٤/٤) کنز العمال (٤٦٠٧٤)
❺ مسند احمد (٢٣٨/٤) ❻ اسد الغابہ (١٣٣٧)
❼ مسند احمد (١٨٥/٤) (١٨٦/٤) المعجم الکبیر (٧٢/١٧) مجمع الزوائد (٣٣٩/٥) کنز العمال (١٢٩١٧) (١٦٥٢٥)
❽ اسد الغابہ (١٣٤٢) تجرید (١٤٨/١)

۲۱۳۶ خالد بن اسید [1]

ابن ابی عیص بن امیہ بن عبد شمس اموی، عتاب کے بھائی، ہشام کلبی فرماتے ہیں: فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور مکہ ہی قیام رکھا، ان میں بڑا غرور تھا۔ تالیف قلبی والوں میں شامل تھے۔ ابن درید کا قول ہے کہ وہ قصاب تھے، سرّاج بحوالہ عبدالعزیز بن معاویہ لکھتے ہیں: خالد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ ابن مندہ نے بطریق یحییٰ بن جعدہ، عبدالرحمٰن بن خالد بن سعید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ کا رخ کیا تو لا الٰہ الا اللہ کہا''۔ [2] فرماتے ہیں یہ حدیث صرف اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سند میں ابوالربیع سمان جیسے دیگر کئی راوی ضعیف ہیں۔

ابوحسان زیادی کا قول ہے کہ جنگ یمامہ کے روز یہ لاپتہ ہو گئے۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے ان کے بھائی عتاب نے انہیں اس مہم کا امیر مقرر کیا تھا جسے مرتدوں کے لیے روانہ فرمایا تھا اور عبدان نے بطریق بشر بن تیم، تالیف قلبی والوں میں ان خالد بن اسید کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے دادا کا نام ابوالمغلّس بتایا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ بلاذری ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن اسید کے گھرانے کے لیے مدد سے محرومی کی بددعا فرمائی تھی، جس کے متعلق آمنہ بنت عمر بن عبدالعزیز، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک کی اہلیہ کہتی ہے: جو ابوحمزہ خارجی کے مقابلہ سے بھاگا تھا۔ اس نے جنگ بلاوجہ چھوڑی ہے۔ صرف اس میں کمزوری اور خالد کی نسل میں ہونے سے خاندانی اثر ہے۔

۲۱۳۷ خالد بن ایاس [3]

بقول ابن مندہ: ابن عقدہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے ابواسحاق روایت کرتے ہیں، فرمایا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۲۱۳۸ خالد بن بجیر

ابوعقرب۔ خویلد بن خالد میں ذکر ہوگا اور ابوعقرب کے حالات کنیتوں میں آئیں گے۔

۲۱۳۹ خالد بن برصاء

ان کے بھائی حارث بن برصاء کا ذکر ہو چکا ہے کہ ان کے والد کا نام مالک ہے وہاں بنی لیث تک کا نسب مذکور ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: محمد بن سلّام یزید بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر غنیمت کا نگران ابوجہم بن حذیفہ عدوی کو مقرر کیا، اتنے میں خالد بن برصاء نے آ کر بالوں کی ایک مہار اٹھالی۔ ابوجہم نے انہیں منع بھی کیا، وہ کہنے لگا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ جس پر وہ باہم دست و گریبان ہو گئے۔ ابوجہم نے گرا کر انہیں زخمی کر دیا، جس سے ان کی ہڈی ٹل گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پندرہ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ اسے زبیر نے دوسری سند سے موصولاً روایت کیا ہے لیکن ان کا نام خالد نہیں لیا۔ اور ابوداؤد و نسائی نے بطریق معمر بحوالہ زہری، عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو زکوٰۃ

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۴۳) استیعاب (۶۲۴) [2] جامع المسانید (۱۴/۴) [3] اسد الغابہ (۱۳۴۶)

کی وصولیابی کے لیے بھیجا تو ان سے ایک شخص الجھ پڑا جسے ابوجہم نے مار کر زخمی کر دیا۔ ❶

۲۱۵۰ خالد بن بکیر ❷

بن یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن بکر بن لیث بن عبدمناۃ لیثی، بنی عدی بن کعب کے حلیف۔ سابقین میں شہرت یافتہ ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ ان بھائیوں میں سے ایک ہیں جن میں سے ایاس کا تذکرہ پہلے ہوا ہے۔ جبکہ عامر اور غافل کا تذکرہ ابھی ہونا باقی ہے۔ غزوۂ رجیع میں بعمر چونتیس (۳۴) سال شہید ہوئے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، انہی کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اس شعر میں مراد لیتے ہیں:

''میں نے اپنے دوست خبیب اور عاصم کا دفاع کیا، اگر میں خالد سے مل جاتا تو دِل کو چین آ جاتا''۔

ابن مندہ نے بطریق کلبی، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، فرمایا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن بکیر کو عبداللہ بن جحش کے ساتھ قریشی قافلہ کی تلاش میں بھیجا تھا''۔ (حدیث)

۲۱۵۱ خالد بن ثابت

بن طاعن بن عجلان بن عبداللہ بن صبح فہمی۔ عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر بن خالد بن ثابت۔ مصر کے گورنر لیث کے شیخ کے دادا۔ ابن یونس کا بیان ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ لیث، یزید بن ابی حبیب سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خالد بن ثابت فہمی کو لشکر کا نگران بنا کر بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود جابیہ میں تھے پھر وہ قصہ ذکر کیا جسے ابوعبید نے نقل کیا ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں کہ خالد بن ثابت ۵۱ھ میں مصری سمندر کے والی مقرر ہوئے۔ خلیفہ بن خیاط لکھتے ہیں: مسلمہ بن مخلد نے انہیں غزوۂ افریقہ کے لئے ۵۴ھ میں روانہ کیا۔

میں کہتا ہوں: اس قسم میں مَیں نے ان کا اس اعتماد سے ذکر کیا کہ فتوحات میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۱۵۲ خالد بن ثابت ❸

بن نعمان بن حارث بن عبدرزاح بن ظفر انصاری ظفری۔ عدوی نے لکھا ہے کہ وہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ ابوعلی جیانی نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۵۳ خالد بن ثابت انصاری اوسی

بقول ابن عساکر: ❹ ابن درید کا بیان ہے کہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں: مجھے مغازی میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۲۱۵۴ خالد بن جَبَل ❺

امام بخاری ❻ اور ابن البرقی کی روایت میں جبل لکھا ہے جبکہ ابن ماکولا ❼ نے پہلے کو ترجیح دی ہے۔ اور خطیب نے

---

❶ المعجم الکبیر (۷۸۸) مجمع الزوائد (۱۰۷۷۳) ❷ اسد الغابہ (۱۱۴۸) استیعاب (۶۱۹)

❸ اسد الغابہ (۱۳۴۹) ❹ تاریخ دمشق (۱۱/۱۶) ❺ اسد الغابہ (۱۳۵۰) استیعاب (۶۳۸) تجرید (۱/۱۴۹)

❻ التاریخ الکبیر (۳/۱۳۸، ۱۳۹) ❼ الاکمال (۱/۲۳)

دوسرے نام کو راجح قرار دیا ہے۔ عَدَوانی طائفی۔ بقول ابن السکن: طائف میں رہائش رکھی۔ ان کی ایک ہی حدیث ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بیعت رضوان میں شریک تھے جسے امام احمد، ❶ ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں طبرانی اور ابن شاہین نے نقل کیا ہے اور وہ بطریق عبداللہ بن عبدالرحمٰن طائفی سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن خالد بن ابی جبل عدوانی ان کے والد سے مروی ہے کہ انہوں نے ثقیف کے مشرقی حصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مدد طلب کرنے آئے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طارق کی تلاوت کرتے سنا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختتام تک پڑھا۔ فرماتے ہیں: میں نے دورِ جاہلیت میں ہی اسے یاد کر لیا۔ اور پھر مسلمان ہونے کے بعد پڑھی۔ ابن شاہین کی بحوالہ عبدالرحمٰن بن خالد بن ابی جبل روایت میں ہے۔ ابن حبان ❷ نے خالد بن جبل عَدَوانی اور خالد بن ابی جبل ثقفی میں وہم کی وجہ سے فرق کیا ہے۔

۲۱۵۵ خالد بن حارث نصری

ان شاء اللہ تعالیٰ خالد بن غلاب میں تذکرہ ہوگا۔

۲۱۵۶ خالد بن حزام ❸

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسد، حکیم بن حزام کے بھائی۔ بلاذری اور ابن مندہ نے منذر بن عبداللہ کے طریق سے بحوالہ ہشام بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے فرمایا: خالد بن حزام نے حبشہ ہجرت کی تو راستہ میں انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا جس سے ان کی وفات ہوگئی۔ جس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

"جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے اور پھر راستہ ہی میں اسے موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے (سمجھو) واجب ہوگیا"۔ ❹

بلاذری لکھتے ہیں: ان کے متعلق اتفاق نہیں۔ اسی بنا پر ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم ❺ نے اسی سند سے موصولاً نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ہشام بن عروہ اپنے والد سے وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں یہ اضافہ ہے: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے آنے کی پوری توقع تھی۔ حبشہ میں میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے کسی بات سے اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا ان کی وفات کی خبر ملنے سے ہوا۔ اس واسطے کہ وہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے فرد تھے اور میرے ساتھ ان کے علاوہ وہاں کوئی بھی نہیں بچا تھا۔

کتاب النسب میں زبیر بن بکار لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا مصعب نے آلِ حزم کے کئی افراد کے حوالہ سے بحوالہ واقدی، مغیرہ بن عبداللہ حزامی سے نقل کر کے بتایا کہ خالد بن حزام مکہ سے ہجرت کر کے نکلے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے لیکن خالد راستہ میں ہی انتقال کر گئے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

---

❶ مسند احمد (۳۳۵/٤) ❷ الثقات (۱۰۵/۳) ❸ اسد الغابہ (۱۳۵۱) استیعاب (٦٢٦)

❹ سورة النساء: ۱۰۰ ❺ الجرح والتعدیل (۳۲٤/۳)

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہ ہے کہ یہ آیت جندب بن ضمرہ کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ [1]
طبرانی فرماتے ہیں کہ واقدی اس بارے میں منفرد ہیں کہ انہوں نے حبشہ ہجرتِ ثانیہ کی تو راستہ میں انہیں سانپ نے ڈس لیا جس سے حبشہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے اتنا ہی کہا۔ لیکن اس میں تامل ہے اس واسطے کہ زبیر کی بحوالہ مصعب جو روایت ہے وہ واقدی کے موافق ہے۔

۲۱۵۷ خالد بن حکیم [2]

بن حزام بن خویلد سابقہ شخصیت کے بھتیجے۔ بقول ہشام بن کلبی فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے جبکہ ابن السکن نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے بیٹے خالد، ہشام اور یحییٰ اسلام لے آئے تھے۔ طبرانی فرماتے ہیں: حکیم کے یہ بیٹے تھے: عبداللہ، خالد، یحییٰ اور ہشام۔ سب نے زمانۂ نبوی پایا ہے اور فتح مکہ کے روز اسلام لے آئے تھے۔ ابو عمر [3] نے ان کا ذکر کیا کہ بکیر بن اشج بواسطہ ضحاک بن عثمان، بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سند سے تو ان کی حدیث بحوالہ ان کے والد، نبی ﷺ سے مروی ہے۔ اور اسی سے امام بخاری، [4] ابن ابی حاتم [5] نے بحوالہ اپنے والد ذکر کی ہے۔ اسی بنا پر ابن حبان [6] وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن ابی عاصم اور بغوی وغیرہ نے ان کی ایک معلول حدیث بیان کی ہے جس کا مدار ابن عیینہ پر بحوالہ عمرو بن دینار ہے کہ مجھے ابو نجیح نے بحوالہ خالد بن حکیم بن حزام بتایا کہ ابو عبیدہ شام کے گورنر تھے۔ تو وہاں کے کچھ لوگوں کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کوئی سزا دے رہے تھے، جس پر خالد رضی اللہ عنہ ان سے بات کرنے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے کہا: تم نے امیر کو ناراض کر دیا۔ وہ کہنے لگے: میرا ارادہ انہیں ناراض کرنا نہیں تھا بلکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے: ''قیامت کے روز زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جو دنیا میں لوگوں کو سخت سزا دیتا ہوگا''۔ [7] یہ بغوی کے الفاظ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کی یہ حدیث لکھی ہے اسے وہم ہوا ہے کہ ان کی اس بات سے ''تو خالد رضی اللہ عنہ اٹھ کر ان سے گفتگو کرنے لگے''۔ مراد خالد بن حکیم صاحبِ عنوان ہیں۔ جس کی صراحت طبرانی نے اپنی روایت میں کی ہے۔ جو سراسر وہم ہے وہ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے انہی نے یہ کہا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے۔ فرماتے ہیں: امام احمد نے بحوالہ ابن عیینہ اپنی مسند میں، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی [8] نے دوسرے طریق سے یہ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات میں نقل کی ہے۔

یہی حدیث ابن شاہین نے بطریق حماد بن سلمہ نقل کی تو اس میں بھی وہم پیدا ہوگیا۔ وہ لکھتے ہیں: عمرو بن دینار، ابو نجیح سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن حکیم بن حزام کا گزر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو وہ کچھ لوگوں کو سزا دے رہے تھے جس پر وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: پھر بعینہ وہ حدیث ذکر کی۔ اصل میں اس کی کچھ عبارت رہ گئی جس سے یہ وہم پیدا ہوا کیونکہ باوردی نے یہی روایت دوسری سند سے بحوالہ حماد بن سلمہ نقل کی تو اس میں یہ اضافہ کیا ہے: وہ جزیہ نہ دینے پر چند افراد کو سزا دے

---

[1] تفسیر الطبری سورۃ النساء: ۱۰۰ (۲۳۸/٤) [2] اسد الغابہ (۱۳۵۲) استیعاب (٦۳۷) تجرید (۱٤۹/۱)
[3] جامع المسانید (۱۷/٤) [4] استیعاب (۱۹/۲) [5] التاریخ الکبیر (۱٤۳/۱) [6] الجرح والتعدیل (۳۲٤/۳)
[7] الثقات (۱۹۷/٤) [8] مستدرک حاکم (۲۹۰/۳) مسند احمد (۹۰/٤) المعجم الکبیر (۱۹۵/٤)

رہے تھے۔ تو اس پر انہوں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث نہیں سنی؟ پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اسی طرح کا واقعہ ان کے بھائی ہشام بن حکیم کے ساتھ پیش آیا جس کا ہم ان کے حالات میں تذکرہ کریں گے۔

۲۱۵۸ (ز) خالد بن حواری حبشی [1]

ابن ابی خیثمہ، بغوی اور مطین سب کا قول ہے ہمیں اسمٰعیل بن ابراہیم ترجمانی نے بواسطہ اسحاق بن حارث بتایا، فرماتے ہیں: میں نے خالد بن حواری کو جو ایک حبشی صحابی رسول ﷺ تھے دیکھا، جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئے تو ان کی وفات کے آثار نمودار ہونے لگے، فرمایا: مجھے دو غسل دینا ایک غسل جنابت دوسرا غسل موت۔ اسے طبرانی [2] نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۲۱۵۹ خالد بن ابی خالد انصاری [3]

ضرار بن صرد نے عبیداللہ بن ابی رافع تک اپنی سند سے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں شامل تھے۔ طبرانی [4] وغیرہ نے انہی کے طریق سے یہ روایت لی ہے۔

۲۱۶۰ خالد بن خلّاد انصاری

ان کی ایک حدیث ہے محاملی نے امالی کے پانچویں جزء بروایت اصبہانیوں کے ان سے روایت کے لکھا ہے۔ عبداللہ بن شبیب، اسمٰعیل، وہ اپنے بھائی سے بحوالہ سلیمان (جو ابن بلال ہیں) موسیٰ بن عبید سے وہ عبداللہ بن دینار سے وہ خالد بن خلاد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اسے دہشت زدہ کرے اور اس پر لعنت کرے اور قیامت تک اس سے ناراض رہے۔ اس کی نہ فرض عبادت قبول ہے اور نہ نفلی“۔ [5] ایسا ہی لکھا ہے، جبکہ اس متن کی روایت سے سائب بن خلاد انصاری مشہور ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

۲۱۶۱ خالد بن ابی دجانہ انصاری [6]

ان کا بھی ضرار نے جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۶۲ خالد بن رافع [7]

امام بخاری [8] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ سے مالک بن عبد روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [9] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق سعید بن ابی مریم، نافع بن یزید مصری، عیاش بن عباس، عبد بن مالک معافری، جعفر بن عبداللہ بن حکم سے بحوالہ خالد بن رافع روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، جو مقدر میں ہے ہو کر رہے گا اور جو رزق تمہیں ملنا ہے تم تک پہنچ کر رہے گا“۔ [10]

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۵۳) استیعاب (۶۴۳) [2] المعجم الکبیر (۱۹۶/۴) [3] اسد الغابہ (۱۳۵۴) [4] المعجم الکبیر (۱۹۷/۴)
[5] مسند احمد (۵۶/۴) [6] اسد الغابہ (۱۳۵۶) [7] اسد الغابہ (۱۳۵۷) تجرید (۱۵۰/۱) [8] التاریخ الکبیر (۱۴۸/۱)
[9] الثقات (۲۰۱/۴) [10] مسند احمد (۳۸۹/۳) کنز العمال (۵۰۵) اتحاف السادۃ المتقین (۱۹۴/۶) (۱۹۷/۸) جامع المسانید (۲۰/۴)

سعید فرماتے ہیں: یحییٰ بن ایوب اور ابن لہیعہ نے ہمیں بواسطہ عیاس، مالک سے بحوالہ عبد بتایا۔ اور ابن مندہ فرماتے ہیں ان کے علاوہ راوی کہتے ہیں: عیاس سے بحوالہ جعفر، مالک سے یہی الفاظ مروی ہیں۔ بغوی نے یہ حدیث بروایت سعید، نافع سے نقل کی۔ فرمایا: میں نہیں جانتا آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن ابی عاصم نے یہ روایت بطریق سعید بن ایوب، عیاش بن عباس، جعفر بن عبداللہ بن حکم، مالک بن عبداللہ معافری سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پھر وہ حدیث ذکر کی۔ خالد بن رافع کا ذکر نہیں کیا۔ اس سند میں اضطراب عیاش بن عباس کی طرف سے ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۲۱۶۳ خالد بن رباح حبشی [1]

حضرت بلال مؤذن کے (اسلامی) بھائی، کنیت ابورویحہ تھی۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ہمیں عارم نے بواسطہ عبدالواحد بن زیاد، عمرو بن میمون سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بھائی نے ایک عربی خاتون کے لئے رشتہ بھیجا۔ تو ان لوگوں نے کہا: بلال حاضر ہوتے تو ہم تمہاری شادی کر دیتے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

انہوں نے یہ روایت بطریق شعبی نقل کی ہے کہ حضرت بلال اور ان کے بھائی نے یمن کے ایک گھر رشتہ بھیجا۔ ابن مندہ سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء سے وہ ام درداء سے وہ بحوالہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے بھائی ابورویحہ، جن سے رسول اللہ ﷺ نے میرا رشتۂ اخوت قائم فرمایا تھا، کو شام میں ٹھہرا دیں۔ چنانچہ وہ دونوں خولان میں بمقام داریا فروکش ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابورویحہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اسلامی بھائی تھے نسبی نہیں۔ (کسی کو شک ہو تو) ان کے دادا کا نام دیکھ لیا جائے۔

مواعظ میں ابوعبید لکھتے ہیں: ابونضر، شیبان، آدم بن علی ان کے سلسلۂ سند میں ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن کے بھائی کو فرماتے سنا کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: سلامتی والے، فائدہ حاصل کرنے والے اور بک بک کرنے والے۔

۲۱۶۴ خالد بن ربعی نہشلی

انہیں خالد بن مالک بن ربعی نہشلی بھی کہا جاتا ہے، عنقریب ان کا ذکر آئے گا۔

۲۱۶۵ خالد بن زید بن کُلَیب [2]

بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار، ابوایوب انصاری۔ اپنے نام اور کنیت سے مشہور ہیں ان کی والدہ ہند بنت سعید بن عمرو جن کا تعلق خزرج میں سے بنی حارث کے سابقین میں سے ہے۔ نبی ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ ان سے براء بن عازب، زید بن خالد، مقدام بن معدیکرب، ابن عباس، جابر بن سمرہ اور انس رضی اللہ عنہم صحابہ کی جماعت اور تابعین کا ایک گروہ روایت کرتا ہے۔

بیعت عقبہ، غزوۂ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو انہی کے گھر فروکش ہوئے اور جب تک آپ کے حجرے اور مسجد نہیں بنی انہی کے گھر مقیم رہے۔ [3] آپ ﷺ نے ان میں اور مصعب بن عمیر میں

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۵۸) استیعاب (۶۳۹) تجرید (۱/۱۵۰) [2] اسد الغابہ (۱۳۶۱) استیعاب (۶۱۸) تجرید (۱/۱۵۰)

[3] البدایہ والنہایہ (۳/۱۹۸)

رشتۂ اخوت قائم فرمایا، حکم بن عیینہ کا قول ہے کہ فتوحات میں شرکت کی ہمیشہ جہاد میں مصروف رہے۔ حضرت علی جب عراق گئے تو انہیں مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر گئے۔ بعد میں یہ بھی ان سے جا ملے، یوں خوارج سے جنگ میں آپ کا ساتھ دیا۔

سعید بن المسیّب سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب نے نبی ﷺ کی ریش مبارک کا خط بنایا اور اس کے بال اپنے پاس رکھ لیے، جس پر بارگاہِ نبوت سے یہ مژدہ ملا کہ ابوایوب تمہیں کبھی کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم بطریق ابوالخیر، ابورہم کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی ﷺ ان کے کاشانہ پر فروکش ہوئے، میں بالاخانے میں تھا ہمارا گھڑا ٹوٹنے سے اس کا پانی پورے کمرے میں پھیل گیا۔ تو جھٹ سے میں اور ام ایوب اپنا لحاف لے کر پانی جذب کرنے لگے مبادا آپ ﷺ تک پانی پہنچنے سے تکلیف ہو۔ میں ڈرتے ڈرتے نیچے آیا، آپ سے دریافت کیا پھر اوپر منتقل ہو گیا۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ جو باقیماندہ کھانے ہمیں واپس بھیجتے ہیں تو میں آپ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کر کے وہیں سے کھاتا ہوں، آج یہ کھانا ویسے کا ویسے واپس آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: چونکہ اس میں لہسن تھا اور میں فرشتے کی وجہ سے کھانا پسند نہیں کرتا، لیکن تم لوگ کھا لیا کرو"۔ امام احمد [1] بطریق جبیر بن نفیر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار نے آپ کی میزبانی کے لیے قرعہ اندازی کی، جس میں ابوایوب قرعہ جیت گئے۔ (حدیث)

ابن سعد [2] بحوالہ ابن علیہ، ایوب سے وہ محمد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوایوب جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ پھر وہ مسلمانوں کی کسی جنگ میں پیچھے نہیں صرف ایک سال جس میں ایک نوجوان شخص لشکر کا امیر مقرر ہوا ہوا تو ابوایوب گھر بیٹھ گئے اور اس کے بعد افسوس سے کہنے لگے: جو میرا امیر بنا اس نے مجھے کوئی نقصان نہیں دیا۔ پھر بیمار پڑ گئے، اس وقت لشکر کا گورنر یزید بن معاویہ تھا۔ تو وہ آپ کی عیادت کرنے آیا، کہنے لگا: آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ آپ نے فرمایا: ضرورت بس یہی ہے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری لاش ساتھ لے جانا جب تک گنجائش ہوئی ساتھ رکھنا اور جب ایسا کرنا مشکل ہو جائے تو مجھے دفنا دینا اور پھر جنگ کی طرف لوٹ جانا، چنانچہ اس نے یونہی کیا۔

ابو اسحاق فزاری ہشام سے بحوالہ محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نوجوان کا نام "عبدالملک بن مروان" بتایا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد جہاد نہیں چھوڑا بلکہ مسلسل شریک عمل رہے بالآخر ۵۰ھ یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ غزوۂ قسطنطنیہ میں فوت ہوئے۔ آخری قول اکثر لوگوں کا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی، بواسطہ دحیم، ولید سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ برّی و بحری جنگ کے لیے روانہ کیا، تو ان لوگوں نے قسطنطنیہ کو عبور کر لیا۔ اور قسطنطنیہ کے باشندوں سے فصیل کے دروازے پر جنگ کرتے رہے۔

۲۱۶۶ خالد بن زید انصاری [3]

ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ہمارے بعض احباب نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابوایوب کے علاوہ کوئی شخصیت ہے۔ پھر جو روایت حمید بن زنجویہ نے کتاب الترغیب میں ان کے حوالہ سے نقل کی ہے اسے روایت کیا۔ جو بطریق حسین بن ابی زینب، ان کے والد سے انہوں نے خالد بن زید سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ "جو شخص بیس (۲۰) بار سورۂ اخلاص "قل ھو اللہ احد" [4] پڑھے گا اس کے لیے جنت میں ایک

---

[1] مسند احمد (۴۲۰/۵) [2] الطبقات (۱۶۰/۱) [3] اسد الغابہ (۱۳۶۲) [4] سورۃ الاخلاص

محل تعمیر ہوگا"۔ ✿ (حدیث)

میں کہتا ہوں: ثعالبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ حارث بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے اور اپنے گھرانے کی دیکھ بھال کے لئے خالد بن زید کو چھوڑ گئے تو انہوں نے ان کے اناج سے کھانا ناجائز سمجھا حالانکہ وہ بھوک سے تھے جس پر یہ آیت نازل ہوئی "اندھے پر کوئی حرج نہیں"۔ ✿ جس سے معلوم ہوتا ہے شاید وہ یہی صاحب ہوں۔

۲۱۶۷ خالد بن زید بن حارثہ ✿

بقول بعض ابن یزید بن حارثہ انصاری۔ ابویعلی اور طبرانی ✿ مجمع بن یحییٰ بن یزید بن حارثہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے چچا خالد بن زید بن حارثہ انصاری کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص زکوٰۃ کی ادائیگی کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے اور مصیبت میں لوگوں سے ہاتھ نہیں کھینچتا تو وہ بخل و کنجوسی سے بری ہے"۔ ✿ اس کی سند اگرچہ حسن ہے لیکن امام بخاری ✿ اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۲۱۶۸ (ز) خالد بن زید مزنی

خلیفہ بن خیاط نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم نے ایک انتہائی کمزور روایت کے ذریعہ بطریق معاذ الجہنی، خالد بن یزید مدنی جو صحابی ہیں کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس گھرانے کے لوگوں کے پاس بکریوں کا ریوڑ لوٹتا ہے تو فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں"۔ ✿

میں کہتا ہوں: اس روایت میں نام "ابن یزید" یاء کے اضافہ سے لکھا ہے اور مدنی دال سے، میرے خیال میں یہ وہی ہیں جن کا خلیفہ نے تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابن ابی شیبہ بطریق ابویحییٰ روایت کرتے ہیں کہ خالد بن زید (جن کی آنکھ غزوۂ سوس میں شہید ہوگئی تھی) فرمانے لگے: ہم نے سوس کا محاصرہ کیا، بڑی مشقت اٹھائی، اس وقت ہمارے امیر ابوموسیٰ تھے پھر قصہ ذکر کیا۔

۲۱۶۹ (ز) خالد بن سعید

بن العاص بن امیہ بن عبدشمس اموی، ابوسعید، والدہ کا نام ام خالد بنت حباب ثقفیہ ہے۔ سابقین اوّلین سے ہیں۔ بقول بعض چوتھے یا پانچویں نمبر پر اسلام لائے۔

اسلام لانے کا سبب:

انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ کی گھاٹی کے کنارے کھڑے ہیں۔ ان کے والد چاہ رہے ہیں کہ انہیں اس میں پھینک دیں۔ اچانک وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوکھ سے پکڑ لیا، اسی میں بیدار ہوگئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے

✿ مسند احمد (۴۳۷/۳) سنن الدارمی (۴۵۹/۲)

✿ سورۃ النور: ۶۱ ✿ اسد الغابہ (۱۳۶۰) ✿ المعجم الکبیر (۴۰۹۷/۴)

✿ کنز العمال (۱۵۷۸) الدر المنثور (۱۹۶/۶-۱۹۷) ✿ التاریخ الکبیر (۱۱۷/۴)

✿ الطبقات (۱۷۹/۱) کنز العمال (۳۵۲۳۲)

فرمایا: محمد (ﷺ) کا اتباع کرلو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ چنانچہ یہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کے والد کو پتہ چلا، درپے آزار ہوئے، ان کا کھانا پینا بند کر دیا اور بھائیوں کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر وہ روپوش ہو گئے اور کچھ ایام کے بعد حبشہ کا رخ کر لیا۔ مہاجرین حبشہ میں سے تھے وہیں ان کی دختر ام خالد پیدا ہوئیں۔

یعقوب بن سفیان، بواسطہ ابوغستان روایت کرتے ہیں کہ اسحاق بن سعید نے ان سے بیان کیا کہ مجھے سعید بن عمرو بن سعید اور میرے بھائیوں نے بحوالہ ام خالد بنت سعید روایت کی کہ ان کے والد مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ اور وہیں ان کی (یعنی ام خالد کی) ولادت ہوئی تھی۔ ابن سعید، [1] سعید بن عمرو بن سعید بن عاص کے طریق سے وہ اپنے چچا خالد بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن عاص بن امیہ بیمار ہوا تو اس نے کہا: اگر میں صحت یاب ہو گیا تو مکہ میں ابن ابی کبشہ (مراد حضرت محمد ﷺ) کے معبود کی پرستش نہیں ہوگی۔ تو خالد بن سعید نے کہا: اے اللہ! اسے تندرست نہ فرما۔ اور اسی سند سے خالد بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قریش کی ایک جماعت سمیت شاہِ حبشہ کی جانب بھیجا تھا۔ خالد کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھی۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو وہاں ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی اور یہ لوگ اتنا عرصہ وہیں رہے کہ وہ بچی چلنے پھرنے اور بولنے لگی تھی۔

ابن ابی داؤد ''مصاحف'' میں بطریق ابراہیم بن عقبہ، ام خالد بنت خالد سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: سب سے پہلے میرے والد نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھی۔ ''افراد'' میں دارقطنی بطریق اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ وہ اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید سے سنا، فرماتی ہیں: میرے والد سب سے پہلے اسلام لائے جس کا سبب وہ خواب بنا جو انہوں نے دیکھا تھا...... (حدیث) فرماتے ہیں: اس روایت میں اسمٰعیل متفرد ہیں اور ان سے محمد بن ابی شملہ جو واقدی ہیں کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ عمر بن شبہ، مسلمہ بن محارب سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن سعید نے فرمایا: میں اسلام تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے لے آیا تھا البتہ ابواحیحہ یعنی اپنے والد سعید بن العاص کے خوف سے اظہار نہ کر سکا جبکہ علی ابوطالب سے اس بارے میں خوفزدہ نہ تھے۔ ضمرہ بن ربیعہ فرماتے ہیں: وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔ ام خالد فرماتی ہیں: میرے والد پانچویں نمبر پر مسلمان ہوئے جبکہ ابوبکر، علی، زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم نے ان سے پہل کی ہے۔

حبشہ سے جب حضرت جعفر بن ابی طالب آئے تو ان کے ساتھ خالد اور ان کے بھائی عمرو بھی نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عمرۃ القضیہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ آپ ﷺ نے انہیں مَذْحِج کے صدقات وزکوٰۃ کے لیے مقرر کیا تھا یعقوب بن سفیان بطریق زہری، سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلی ہجرتِ حبشہ میں جعفر بن ابی طالب اپنی اہلیہ اسماء بنت عمیس کے ساتھ اور حضرت عثمان بن عفان اپنی اہلیہ رقیہ بنت النبی ﷺ کے ساتھ اور خالد بن سعید بن عاص اپنی اہلیہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہی قول ابن اسحاق کا ہے البتہ ان کی اہلیہ کا نام امیہ بنت خالد بن اسعد بن عامر از خزاعہ لیا ہے۔ فروہ بن مسیک کے حالات میں بھی خالد کا تذکرہ ہوگا۔ فتوح میں سیف نے سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ ارتداد میں انہیں شام کے مشرقی علاقوں کا گورنر مقرر کیا تھا حضرت عمرو بن معدیکرب کے دیوان میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس وقت خالد بن سعید کی ایک قصیدہ میں مدح کی تھی جب آپ ﷺ نے انہیں زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے بھیجا تھا جس میں انہوں نے کہا:

---

[1] الطبقات (٤٩/٤)

میں نے خیر کے طلبگار سے کہا: اگر تو خالد سے ملا تو تجھے بڑی خوشی ہوگی اور واپس جاتے ہوئے تیرا دل اتنا خوش ہوگا کہ تو ان کی تعریف سے رطب اللسان ہوگا۔

ابن اسحاق، خلیفہ اور زبیر بن بکار کا قول ہے: حضرت خالد مرج الصُفّر کے روز شہید ہوئے، یہی قول اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے۔ محمد بن فلیح بحوالہ موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ اجنادین کے روز شہید ہوئے۔ اور یہی قول ابوالاسود نے بحوالہ عروہ قلمبند کیا ہے۔ اس میں اہل سیر و تاریخ کا اختلاف رہا ہے کہ کونسا معرکہ پہلے پیش آیا۔ واللہ اعلم

۲۱۷۰ خالد بن سلمه

ابن الامین نے بحوالہ دارقطنی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قانع اپنی معجم میں بطریق خالد الحذّاء، بواسطہ ابوقلابہ بحوالہ خالد بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک غلام آزاد کر کے فرمایا: اس کی وِلاء تمہاری ہے اس روایت کو ابن قانع نے بحوالہ عمر بن حسن اشنانی (جو ایک ضعیف راوی ہے) نقل کی ہے۔

۲۱۷۱ خالد بن سنان

بن ابی عبید بن وہب بن لوذان بن عبدودّ بن ثعلبہ اوسی۔ عدوی فرماتے ہیں: احد میں شریک ہوئے اور "یوم جسر" میں شہید ہوئے۔

۲۱۷۲ خالد بن سَیَّار [1]

بن عبدعوف بن معشر بن بدر غفاری۔ بقول ابن کلبی: وہ اور حسان اسلمی نبی ﷺ کے (قربانی کے) اونٹ لے جانے والے تھے۔ ابن شاہین اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۷۳ خالد بن طفیل

بن مُدْرِک غفاری۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن بنت منیع نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جس میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ابن بنت منیع کی کتاب میں ان کا نام نہیں ملا، البتہ انہوں نے ان کے دادا مدرک کے سوانح میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ چنانچہ سفیان بن حمزہ کے طریق سے بحوالہ کثیر بن زید، خالد بن طفیل بن مدرک غفاری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو اپنی بیٹی لانے کے لئے مکہ بھیجا تھا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رکوع اور سجدہ کرتے تو فرماتے:

اللّٰھم انی اعوذ برضاك من سخطك.

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعہ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں''۔ (حدیث) [2]

سو اس حدیث میں خالد کے صحابی ہونے کی کوئی صراحت نہیں ہاں البتہ اس کا احتمال ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۶۹) [2] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب القنوت فی الدعاء (۱۴۲۷) ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الوتر (۳۵۶۶) نسائی کتاب قیام اللیل باب قدر السجدۃ بعد الوتر (۱۷۴۶) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ما جاء فی القنوت فی الوتر (۱۱۷۹) جامع المسانید (۲۴/۴)

۲۱۷۴ خالد بن عاص [1]

بن ہشام بن المغیرہ مخزومی، ان کے والد بدر میں قتل ہوئے۔ ابن سعد [2] اور ابن حبان [3] فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور مکہ ہی مقیم رہے۔ طبرانی اور ابن قانع ان کے حالات میں بروایت حماد بن سلمہ، عکرمہ بن خالد سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا کی طاعون کے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے حالانکہ عکرمہ کے دادا عاص بن ہشام ہیں جس کے ظاہر سے طبرانی کو دھوکا ہوا ہے اور عاص بن ہشام کو صحابہ کی فہرست میں شمار کر دیا ہے۔ جو کھلی غلطی ہے۔ جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ میں حرف عین میں کروں گا جہاں یہ بھی تفصیل ہوگی کہ عکرمہ کے والد خالد اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ نسب یوں ہے عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص لہٰذا صحبت سعید کے لیے ہے نہ کہ عاص کے لئے اور صاحب ترجمہ (جن کے حالات بیان ہو رہے ہیں) خالد بن عاص، خالد کے چچا ہیں جو عکرمہ کے والد کہلاتے ہیں۔ واللہ اعلم

بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی خالد بن عاص کو نافع بن عبد حارث خزاعی کے بعد مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔ صحیح مسلم میں ثابت مولیٰ عمر بن عبدالعزیز کے طریق سے مروی ہے کہ جب عنبسہ بن سفیان اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کے درمیان جو جھگڑا پیش آیا کہ لوگ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو عنبسہ نے طائف میں عبداللہ بن عمرو کا مال لینا چاہا تو عبداللہ بن عمرو کے پاس خالد بن عاص آ کر نصیحت کرنے لگے: تو عبداللہ بن عمرو نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے''۔ [4]

اس سے پتہ چلا کہ خالد بن عاص امیر معاویہ کی خلافت تک حیات رہے۔

۲۱۷۵ خالد بن عبادہ غفاری [5]

ابو عمر [6] کا قول ہے یہ وہی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز اپنے عمامہ سے کنویں میں اتارا تھا، جب ان لوگوں کو پیاس لگی تھی۔ بقول بعض: وہ اور ہیں۔

میں کہتا ہوں: ناجیہ بن اعجم اسلمی اور ناجیہ بن جندب اسلمی کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بقول بعض: اترنے والے بریدہ بن حصیب تھے۔ بعض نے کہا: وہ براء بن عازب تھے۔ بہرکیف تعدد کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۷۶ (ز) خالد بن عبداللہ بن حرملہ [7] مدلجی

بقول بعض وہ، ان کے والد اور دادا صحابہ ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابن ابی عاصم اور ایک جماعت نے انہیں ذکر کیا ہے۔ اور بطریق سحبل بن محمد اسلمی وہ اپنے والد وہ خالد بن عبداللہ بن حرملہ مدلجی سے ان کی ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عسفان میں نبی ﷺ کو دیکھا، تو ایک شخص آپ سے کہنے

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۷۲) إستیعاب (۶۲۵) [2] الطبقات (۱۹/۴) (۳۶/۲) [3] الثقات (۱۰۳/۳)

[4] ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی قتال اللصوص (۴۷۷۱) ترمذی فی کتاب الدیات (۱۴۱۹) (۱۴۲۰) نسائی کتاب التحریم (۴۰۹۹)

[5] اسد الغابہ (۱۳۷۳) استیعاب (۶۳۳) [6] استیعاب (۱۷/۲) [7] اسد الغابہ (۱۳۷۴)

لگا: کیا آپ کو بنی مدلج کی پردہ نشین عورتوں اور اونٹوں کے چمڑوں کی رغبت ہے؟ لوگوں میں بنی مدلج کا ایک شخص بھی موجود تھا جسے یہ بات ناگوار لگی، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی قوم کا دفاع کرے جب تک گناہ کا خطرہ نہ ہو''۔ [1] ایسا ہی ابن ابی عاصم کی روایت میں بطریق ابن ابی عاصم بحوالہ سَحْبَل مروی ہے۔

طبرانی اور دوسرے حضرات نے یہی روایت دوسری سندوں سے نقل کی ہے جن میں ''میں نے دیکھا'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

بیہقی نے شعب میں بطریق ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم بحوالہ سَحْبَل نقل کی، فرماتے ہیں: خالد بن عبداللہ سے وہ اپنے والد سے، اس کے ایک راوی حسین قبانی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ابوسعید کے علاوہ کسی نے ''عن ابیہ'' کے الفاظ کہے ہوں۔ اور ابوسعید کے طریق سے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں یہ روایت مختصر نقل کی ہے۔ مطین نے وحدان میں انس بن عیاض کے طریق سے بحوالہ سحبل نقل کی ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: خالد کی حدیث مرسل ہے نبی ﷺ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ امام بخاری، [2] ابوحاتم رازی [3] اور ابن حبان [4] وغیرہ حضرات نے تابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۱۷۷ خالد بن عبداللہ خزاعی [5]

بقول بعض اسلمی۔ ابوعمر [6] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ہے نبی ﷺ حنین کے روز قیدیوں کو لے کر واپس آئے تو بمقام جعرانہ انہیں تقسیم کیا۔ (لیکن یاد رہے) ان کی حدیث بطورِ دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔

۲۱۷۸ (ز) خالد بن عبداللہ قنانی

قاف نون مخفف اور الف کے بعد پھر نون۔ از بنی حارث بن کعب۔ بقول ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۲۱۷۹ (ز) خالد بن عبداللہ عدوی

بقول ابن حبان [7] نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۲۱۸۰ خالد بن عبدالعزی [8]

بن سلامہ بن مرّہ بن جعونہ بن حبتر بن عدی بن سلول بن کعب خزاعی ابوخُناس، نسائی نے ان کی کنیت ابومُحَرِّش لکھی ہے۔ یہی قول قوی ہے۔ اس واسطے کہ ابوخناس ان کے بیٹے مسعود کی کنیت ہے۔ ابن حبان [9] لکھتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ یعقوب بن سفیان اپنے نسخہ میں رقمطراز ہیں کہ ہمیں سلیمان بن عثمان بن ولید نے بیان کیا کہ مجھے میرے چچا ابومصرّف سعید بن ولید بن عبداللہ بن مسعود بن خالد بن عبدالعزیٰ وہ اپنے والد سے وہ اپنے والد سے وہ خالد بن عبدالعزیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بکری ذبح کر کے بھیجی۔ خالد کے اہل وعیال زیادہ تھے۔ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اس میں

---

[1] ابوداؤد كتاب الادب (۱۵۲۰) كنز العمال (۶۹۳۲، ۵۱۲۰) جامع المسانيد (۲۷/۴)

[2] التاريخ الكبير (۱۵۹/۱) [3] الجرح والتعديل (۳۳۸/۳) [4] الثقات (۲۵۷/۶)

[5] اسد الغابہ (۱۳۷۶) استيعاب (۶۳۴) تجريد (۱۵۲/۱) [6] استيعاب (۱۷/۲)

[7] الثقات (۱۰۵/۳) [8] اسد الغابہ (۱۳۷۵) تجريد (۱۵۲/۱) [9] الثقات (۱۰۴/۳)

سے تناول کر کے باقیماندہ انہیں بھجوادی۔ انہوں نے اس میں سے کھایا پھر بھی گوشت بچ گیا۔ ❶

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی کتاب الکنی میں یہ روایت بواسطہ یعقوب بحوالہ ان (اس شخصیت) کے طویل نقل کی ہے کہ میں نے ابومصرف سے کہا: کیا آپ نے خالد کو دیکھا تھا؟ کہنے لگے: ہاں (لیکن) مجھ سے حدیث بیان کرنے والے مسعود ہیں۔ اس کا ایک طریق بھی ہے جسے طبرانی نے بواسطہ محمد بن علی الصائغ، ابو مالک بن ابی فارہ خزاعی سے وہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا مسعود بن خالد وہ خالد بن عبدالعزیٰ بن سلامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بمقام جعرانہ ان کے ہاں فروکش ہوئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں ایک بکری ذبح کر کے بھیجی اور خدمتِ رسالت میں ہی رہے۔ (حدیث)

اسی میں ہے کہ ان کا عمرہ کا ارادہ ہوا تو آپ نے ان کے ساتھ اپنے ایک صحابی محرش بن عبداللہ بھیجے جو انہیں خفیہ راستے سے مکہ لے گئے۔ ارکانِ عمرہ ادا کیے اور صبح خالد کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے بیٹے مسعود بن خالد کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

۲۱۸۱ خالد بن عبیداللہ ❷

بن الحجاج سلمی، ابن ابی حاتم ❸ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن اور طبرانی بطریق اسمٰعیل بن عیاش، عقیل بن مدرک سلمی سے بحوالہ حارث بن خالد بن عبداللہ سلمی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیادہ اعمال کے رہ جانے کی وجہ سے تمہیں تمہارے اموال کا تہائی حصہ عطا کیا ہے"۔ ❹ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسمٰعیل سے یہ روایت مشہور ہے ان کی ایک اور حدیث بطریق ابن عائذ، خالد بن عبیداللہ بن حجاج روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ انی اعوذبك ان اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَم. ❺ "اے اللہ! میں ظلم کرنے اور کیے جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ (حدیث)

فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

۲۱۸۲ (ز) خالد بن عتبہ

بن ربیعہ بن عبدشمس۔ بقول بعض: یہ ابوہاشم کا نام ہے۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۱۸۳ خالد بن عدی الجھنی ❻

اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اشعر فروکش ہوئے۔ امام احمد، ابن ابی شیبہ، حارث، ابویعلی اور طبرانی ❼ نے ان کی حدیث

---

❶ جامع المسانید (۲۷/٤) ❷ اسد الغابہ (۱۳۷٦) تجرید (۱۵۲/۱) ❸ الجرح والتعدیل (۳۳۸/۳)

❹ المعجم الکبیر (٤۱۲۹/٤) السنن الکبری (۲۹٦/٦) مجمع الزوائد (۲۱۵/٤)

❺ ابوداؤد کتاب الادب باب جاء فیمن دخل بیتہ ما یقول (۵۰۹٤) ترمذی کتاب الدعوات باب منہ (۳٤۲۷)
نسائی کتاب الاستعاذہ باب الستعاذہ من الضلال (۵۵۰۱)

❻ اسد الغابہ (۱۳۷۷) استیعاب (٦٤۰) ❼ المعجم الکبیر (۱۹٦/٤)

بطریق بسر بن سعید بحوالہ خالد بن عدی روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جسے اپنے بھائی کی طرف سے بغیر حرص وسوال کوئی بھلائی پہنچ جائے تو وہ اسے رد نہ کرے بلکہ قبول کر لے کیونکہ درحقیقت یہ ایسا رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف روانہ کیا ہے''۔ اس کی سند ابویعلیٰ کے سیاق سے صحیح ہے۔

۲۱۸۴ خالد بن عُرفُطہ [1]

بن اَبرَہہ بن سنان لیثی۔ بقول بعض عذری، یہی صحیح نسبت ہے۔ عمر بن شبہ ''اخبار مکہ'' میں تحریر کرتے ہیں: خالد بن عرفطہ بن صُعَیر بن حرّاز بن کاہل بن عبد بن عذرہ، بچپن میں مکہ آ گئے اور بنی زہرہ سے عہد و پیمان کیا یوں وہ بنی زہرہ کے حلیف ہیں۔ بقول بعض: یہ ثعلبہ بن صعیر عذری کے بھتیجے اور عبداللہ بن ثعلبہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

ابن مندہ نے ایک شاذ قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ خزاعی ہیں، ابن کلبی نے ان کے دادا سنان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: ابن صیفی بن ہائلہ بن عبداللہ بن غیلان بن اسلم بن حراز بن کاہل بن عذرہ۔ لکھتے ہیں: وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ حضرت سعد نے جنگ قادسیہ کی ذمہ داری انہیں سونپی تھی۔ ترمذی نے صحیح سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ان سے ابوعثمان نہدی، عبداللہ بن یسار، ان کے مولا مسلم اور ابواسحاق سبیعی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عراقی فتوحات میں خالد حضرت سعد بن ابی وقاص کے دست و بازو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق حکمنامہ بھیجا کہ انہیں امیر بناؤ۔ اسی بنا پر حضرت سعد انہیں اپنا نائب چھوڑ گئے تھے۔ جب لوگوں نے امیر معاویہ کی بیعت شروع کی اور کوفہ پہنچے تو عبداللہ بن ابی حوساء نُخیلہ مقام میں علم بغاوت لے کر نکلے جس کی سرکوبی کے لئے انہی خالد بن عرفطہ کو روانہ کیا جنہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اگرچہ تھوڑی بہت جنگ جاری رہی۔

خالد ۶۰ھ تک حیات رہے۔ بقول بعض ۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ ابن المعلم (جو شیخ مفید رافضی کے نام سے مشہور ہے) نے ''مناقب علی رضی اللہ عنہ'' میں ثابت ثمالی کے طریق سے بواسطہ ابواسحاق بحوالہ سوید بن غفلہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: میرا وادی قری سے گزر ہوا تو میں نے وہاں خالد بن عرفطہ کی لاش دیکھی ہے۔ آپ نے ان کے لیے دعاءِ مغفرت کی، پھر فرمایا: وہ نہیں فوت ہوئے۔ جب تک وہ گمراہ لشکر کی قیادت نہیں کر لیتے نہیں مریں گے۔ ان کا علم بردار حبیب بن حمار ہوگا۔ وہ شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: امیر المومنین! مجھے تو آپ سے محبت ہے اور میں ہی حبیب بن حمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اسے اٹھاؤ گے اور اسے لے کر اس دروازے سے داخل ہو گے۔ آپ نے باب المقبل کی طرف اشارہ کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا تو اس نے مقدمة الجیش میں خالد کو مقرر کیا اور حبیب بن حمار ان کا علم بردار تھا۔ اور مسجد میں باب المقبل سے ہی داخل ہوا۔

امام احمد [2] کے ہاں بروایت ابی اسحاق منقول ہے۔ ایک نیک شخص فوت ہوا تو ہماری ملاقات خالد بن عرفطہ اور سلیمان بن صرد سے ہوئی جو دونوں صحابی ہیں۔ [3]

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۷۸) استیعاب (٦٣٦) تجرید (١/١٥٢)

[2] مسند احمد (٢٩٢/٥) المعجم الکبیر (٤/٤٠٩٩) کنز العمال (٣١٠٠٥)

[3] جامع المسانید (٣٢/٤)

۲۱۸۵ (ز) خالد بن عقبہ ❶

بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس اموی، ولید کے بھائی۔ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔ رقہ فروکش ہوئے تھے وہیں ان کی اولاد ہے۔ رقہ کے مؤرخ نے اس کی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں دار کے روز ان کا ایک نشان ہے، جس کی طرف ازہر بن سیحان اپنے اس شعر میں اشارہ کرتا ہے:

''لوگ مجھے حویلی عثمان میں ننگے سر پھرنے پر ملامت کرتے ہیں جبکہ وہاں سے خالد باوجودیکہ وہ زرہ پوش تھا بھاگ نکلا''۔ ❷

۲۱۸۶ خالد بن عقبہ ❸

ابو عمر کہتے ہیں ❹ یہ وہی ہیں جنہوں نے خدمت رسالت میں آ کر عرض کی تھی: مجھے قرآن سنایئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے''۔ ❺

وہ کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! اس میں بڑی چاشنی ہے یہ بہت بارونق ہے اس کا زیریں حصہ با آب اور بالائی حصہ بار آور ہے''۔

بقول ابوعمر: مجھے معلوم نہیں یہ وہی ابن ابی معیط ہیں یا کوئی اور ہیں۔ فرماتے ہیں: میرا غالب گمان یہی ہے کہ یہ اور ہیں (کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کے بیٹے خالد کی کوئی روایت نہیں۔ [عامر])

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی اور نہ یہ ذکر کیا کہ کس نے اس کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح کی بات مغازی ابن اسحاق میں ولید بن مغیرہ کے حوالہ سے مشہور ہے اس کے باوجود سیاق میں صاحب قصہ کے اسلام لانے کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲۱۸۷ خالد بن عمرو ❻

بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی، بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کی، ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔

۲۱۸۸ خالد بن عمرو ❼

بن ابی کعب انصاری۔ ابن اسحاق نے عقبہ میں شریک حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے یہ تجویز دی ہے کہ یہ پہلے والے ہو سکتے ہیں۔ عدی کی کنیت ابوکعب ہو۔

۲۱۸۹ خالد بن عمیر عبدی

حسن بن سفیان اپنی مسند میں معلیٰ بن مہدی، بشر بن مفضل، شعبہ، سماک بن حرب بحوالہ خالد بن عمیر روایت کرتے ہیں،

---

❶ اسد الغابہ (۱۳۸۰) استیعاب (۶۲۷) ❷ اسد الغابہ (۹۴۱۲) ❸ اسد الغابہ (۱۳۸۱) استیعاب (۶۳۰)
❹ استیعاب (۱۶/۲) ❺ النحل: ۹۰ ❻ اسد الغابہ (۱۳۸۲) استیعاب (۶۲۰) ❼ اسد الغابہ (۱۳۸۳)

فرمایا: جب نبی ﷺ مکہ میں تھے میں وہاں آیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ بہت سی شلواریں فروخت کیں۔ آپ ﷺ نے بدلہ میں مجھے زیادہ وزن کر کے معاوضہ دیا۔ ✿ اس سند کے رجال تو ثقہ ہیں البتہ شعبہ اور سماک سے آگے راویوں میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ روایت مخرمہ عبدی سے مروی ہے، رہے خالد بن عمیر سدوسی جن سے عتبہ بن غزوان روایت کرتے ہیں تو وہ مخضرمی ہیں جن کا ذکر تیسری قسم میں ہوگا۔

۲۱۹۰ خالد بن عنبس

سعید بن عفیر نے اہل مصر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن الاثیر بحوالہ ابوربیع جیزی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جس پر مغلطائی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: ابوربیع کی کتاب میں ان کا نام نہیں ہے۔ البتہ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۱۹۱ خالد بن غلَاب

محمد بن زکریا غلابی کے دادا۔ انہیں وفد میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر بصرہ فروکش ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اصبہان کے والی مقرر ہوئے۔ ابن مندہ احوص بن مفضل بن غسان کے طریق سے وہ اپنے چچا محمد بن غسان سے وہ اپنے دادا خالد بن عمرو سے وہ اپنے والد عمرو بن معاویہ سے وہ اپنے والد عمرو بن خالد بن غلاب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو میرے والد ان کی مدد کے لئے آئے وہ اصبہان کے والی تھے۔ اسی وقت ان کی شہادت کا سانحہ فاجعہ پیش آیا، چنانچہ وہ اپنے طائف والے گھر واپس چلے گئے۔ بعد میں میں اپنے والد کے لباس میں جنگ جمل میں شریک ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضری ہوئی، آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: عمرو بن خالد۔ فرمایا: ابن غلاب؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: میں نے اس کے والد کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے فتنوں کا تذکرہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے ظاہر و پوشیدہ فتنوں سے بچا''۔ ✿

ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے روایت کرنے میں ان کی اولاد متفرد ہے۔ غلَاب حقیقت میں عورت کا نام ہے۔ ''تاریخ اصبہان'' میں ابونعیم لکھتے ہیں: خالد بن حارث بن اوس بن نابغہ بن عمرو بن حبیب بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن ہوازن۔ مرزبانی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ''بیت المال'' کے نگران تھے۔ اصبہان کے کچھ کام بھی ان کے سپرد تھے۔ جس کے متعلق ابوالمختار یزید بن قیس کلابی اپنے اس قصیدہ میں کہتا ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گورنروں کی شکایت کرتا ہے:

''جب ہندی تاجر مشک کا نافہ لایا تو وہ ان کی گردنوں پر بہہ رہی تھی۔ نفع پہنچانے والوں کو آپ ہرگز نہ بھولنا، وہ دونوں اور نہ بنی نصر کے سرداروں میں سے ابن غلاب کو فراموش کرنا''۔

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس کا تذکرہ اس کے قائل یزید بن قیس کے حالات میں قسم ثالث کے تحت آئے گا۔ اس پر خالد نے ان اشعار میں اسے جواب دیا:

✿ اسد الغابہ (۹۵/۲) ✿ کنز العمال (۳۱۶۸۰)

"ابوالمختار کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میں تمہارا رشتہ دار اور تمہارا اگپ باز تھا۔ کسی دن بھی تم پر میری کوئی زیادتی نہیں جس کی پاداش میں مجھے تم اشعار میں شامل لوگوں میں ملانا چاہتے ہو"۔

ان کے یہ دونوں اشعار دِعبل نے طبقات الشعراء میں ذکر کیے ہیں۔

۲۱۹۲ خالد بن قیس بن مالک ❶

بن عجلان بن مالک بن عامر بن بیاضہ انصاری خزرجی بیاضی۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر بیعت عقبہ، بدر اور اُحد کے شرکاء میں کیا ہے۔ ابن حبان ❷ لکھتے ہیں: ان لوگوں میں سے تھے جو بدر کے روز بڑی بے جگری سے لڑے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے شرکاءِ بیعت عقبہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۱۹۳ (ز) خالد بن قیس سہمی ❸

تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن یربوع کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۱۹۴ خالد بن قیس بن نعمان

خُلَید میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۱۹۵ خالد بن کعب

بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری مازنی۔ واقعۂ بئر معونہ ❹ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی اور عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۹۶ خالد بن مالک ❺

بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی نہشلی، مقاتل کی تفسیر میں ان کا ذکر آتا ہے کہ یہ اس وفد میں تھے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ حجروں سے باہر آپ کو آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر (یہ) نہیں سمجھتے (کہ بے ادبی ہوگی)"۔ ❻

صاعد ربعی کی کتاب الفصوص میں ابوعبیدہ معمر بن مثنی سے ان کی روایت سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ بردبار تھے اور اپنے چچا حاجب بن زرارہ کے مشابہ تھے۔ ایک دفعہ حاجب بیٹھے تھے کہ ان کے اونٹ لائے گئے۔ اتنے میں خالد بن مالک نہشلی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لیے آگئے اور کہنے لگے: یا تو تم رقص کرو گے یا میں تمہیں نیزہ گھونپ دوں گا۔ وہ بولے پرے ہٹ بے وقوف! لیکن وہ ڈٹا رہا۔ وہ بوڑھاپے کے عالم میں اٹھے، جھوم گھوم کر ٹھہر گئے۔ ادھر شیبان بن علقمہ بن زرارہ کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگے: کیا خالد کو مذاق کے لیے میرا چچا ہی نظر آیا ہے؟ میں ضرور اس کا فیصلہ کروں گا۔ بنی تمیم نے حاجب سے بات کی تو انہوں

---

❶ اسد الغابہ (۱۳۸۹) استیعاب (۶۳۱) تجرید (۱/۱۵۳) ❷ الثقات (۳/۱۰۵) ❸ اسد الغابہ (۱۳۹۱)
❹ اسد الغابہ (۲/۹۶) ❺ اسد الغابہ (۱۳۹۳) ❻ سورۃ الحجرات : ٤

نے انہیں منع کر دیا۔ پھر قعقاع بن معبد اور خالد بن مالک نے ربیعہ بن حِذار اسدی سے فیصلہ کرایا، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے دونوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسے بھیجتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسے بھیجتے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تم دونوں کی رائیں مختلف نہ ہوتیں تو میں انہیں قبول کر لیتا''۔ [1] چنانچہ وہ دونوں واپس آ گئے اور آپ علیہ السلام نے انہیں کوئی ذمہ داری نہیں سونپی۔ ابو احمد عسکری نے یہی قصہ ''الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر [2] لکھتے ہیں کہ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کرنے کے بعد یہ ذکر نہیں کیا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ میرے خیال میں صرف عسکری نے ان کا صحابی ہونا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر [3] نے بھی ان کا ذکر کیا ہے البتہ انہیں ان کے دادا کی طرف نسبت کر کے کہا: خالد بن ربعی۔ جن کا تذکرہ میں نے پہلے کیا ہے وہاں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابو عمر بحوالہ ابن المنکدر روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قعقاع اور خالد سے فرمایا: ''میں تمہیں پہچان چکا ہوں''۔ آپ کا ارادہ تھا کہ ان میں سے ایک کو بنی تمیم کا سردار بنائیں۔ لیکن رائے دہی میں حضرات شیخین ابوبکر و عمر کا اختلاف ہو گیا، پھر ان کا ذکر کیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کسی کام میں پہل نہ کیا کرو''۔ [4]

حضرات شیخین کی رائے میں اختلاف کا قصہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن ابی ملیکہ، ابو زبیر سے نقل کیا ہے، البتہ اس میں یہی قعقاع اور اقرع بن حابس ہیں خالد بن مالک کا نام نہیں ہے۔

تنبیہ: ربیعہ کے والد حِذار کا نام حاء کے زیر اور ذال سے ہے۔ ابن عبدالبر نے وہم کی وجہ سے یہ نام جیم اور دال سے قلمبند کیا ہے۔

۲۱۹۷ خالد بن مُغیث [5]

ابن وہب بواسطہ عمرو بن حارث، سعید بن ابی ہلال سے، وہ شیبہ بن نصاح سے وہ خالد بن مغیث سے جو صحابی ہیں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے قزمان کو جہنم کی ایک چادر میں لپٹے دیکھا''۔ مراد وہ شخص ہے جس نے خیبر کے روز مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ اسے ابن ابی عاصم [6] وغیرہ نے حدیث ابن وہب سے نقل کیا ہے۔ جہاں تک ابن ابی حاتم [7] ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں جن سے آگے شیبہ بن نصاح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: شیبہ کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، یوں خالد سے ان کی روایت میں انقطاع ہوگا۔ رہے خالد تو خود اسناد سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۱۹۸ خالد بن نافع خُزاعی

خالد نامی حضرات کے اخیر میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

---

[1] مسند احمد (۲۲۶/۴ و ۲۲۷) [2] اسد الغابہ (۲۹۷) [3] استیعاب (۴۳۶/۲) [4] سورۃ الحجرات

[5] اسد الغابہ (۱۳۹۵) تجرید (۱۵۴/۱) [6] الاحاد والمثانی (۲۴۷/۵) [7] الجرح والتعدیل (۳۵۲/۳)

۲۱۹۹ خالد بن نضلہ اسلمی

بقول بعض یہ ابو برزہ کا نام ہے جو ہیثم بن عدی نے بتایا ہے، اور مشہور یہ ہے کہ وہ نضلہ بن عُبَید ہیں۔

۲۲۰۰ خالد بن نعمان

بن حارث بن رَزَاح بن ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظَفَرِیؓ۔ حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے اور اسی میں شہادت پائی۔

۲۲۰۱ خالد بن ہشام✿

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، ابوجہل کے بھائی۔ عبدان نے بشر بن تمیم تک کی اپنی سند سے تالیف✿ قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر کے روز کافر گرفتار ہوئے۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ اسلام لائے۔ زبیر بن بکار نے بطحاء کے متعلق ان کے رجزیہ اشعار نقل کیے ہیں جن کا مطلع یہ ہے: ''یا تو مجھے شاموں کے اوقات میں برتن بھرنے والا دیکھے گی''۔ فاللہ اعلم

۲۲۰۲ خالد بن ہوذہ✿

بن ربیعہ بکائی۔ بقول بعض قشیری، ان کے بیٹے عدّاء کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ باوردی عبدالمجید ابی عمرو کے طریق سے بحوالہ عدّاء بن خالد روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ نکلا تو میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے دیکھا۔ اصمعی ابوعمرو بن علاء سے روایت کرتے ہیں کہ عدّاء اور ان کے بھائی حرملہ اور ان کے والد اسلام لے آئے تھے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے سردار✿ تھے۔ نبی ﷺ نے خزاعہ کی طرف ان دونوں کے اسلام لانے کا مژدہ دینے کے لیے پیام بھیجا۔ ابن کلبی نے تالیفِ قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ''جمہرہ'' میں لکھا ہے کہ خالد اور حرملہ صاحبزادگانِ ہوذہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ فرماتے ہیں: خالد ہی نے حجاج بن یوسف ثقفی کے دادا ابوعقیل کو قتل کیا تھا۔

۲۲۰۳ خالد بن ولید بن مغیرہ✿

ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، سیف اللہ، ابوسلیمان۔ والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث بن حرب ہلالیہ ہے جو لبابہ کبریٰ زوجۂ عباس بن عبدالمطلب کی بہن ہیں اور یہ دونوں میمونہ بنت حارث زوجۂ رسول اللہ ﷺ کی بہنیں ہیں۔ جاہلیت میں خالد قریش کے ایک معزز فرد تھے۔ دورِ جاہلیت میں فوج کی سپہ سالاری ان کے سپرد تھی۔ عمرہ حدیبیہ تک مسلمانوں اور کفار کی باہمی جنگوں میں کفارِ قریش کے ساتھ تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ قریش کے مقدمۃ الجیش کی کمان کر رہے تھے۔ پھر خیبر کے بعد ۷ھ میں اسلام لے آئے۔ بقول بعض اس سے قبل مسلمان ہو چکے تھے، جس کا گمان ہے کہ وہ ۵ھ میں مسلمان ہوئے اسے وہم ہوا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۱۴۰۱) استیعاب (۶۲۹) ✿ اسد الغابہ (۱۰۱/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۴۰۲) استیعاب (۶۲۸)

✿ اسد الغابہ (۱۰۱/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۳۹۹) استیعاب (۶۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں: یزید بن ابی حبیب نے راشد مولا حبیب بن ابی اوس سے، انہوں نے حبیب سے نقل کیا، فرمایا: مجھے عمرو بن عاص نے اپنی زبانی بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوا تو خالد سے راہ میں ملاقات ہوگئی۔ پوچھا: ابوسلیمان! کہاں کا قصد ہے؟ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو مسلمان ہونے جارہا ہوں۔ کب تک حق سے منہ پھیریں گے؟ میں نے کہا: میرا بھی مسلمان ہونے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ ہم دونوں ایک ساتھ ہی وہاں پہنچے۔ خالد آگے بڑھے، اسلام قبول کیا اور بیعت ہوئے۔ پھر میں نے بیعت کی اس کے بعد میں واپس آ گیا (اور خالد مدینہ ہی ٹھہر گئے)۔ غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کے ساتھ شرکت کی۔ جب تیسرے امیر (عبداللہ بن رواحہ) کی شہادت ہوئی تو خالد نے پرچم تھاما اور لوگوں کو میدان سے ہٹالیا۔ ادھر آپ ﷺ نے (بذریعہ وحی) خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو آگاہ کیا جس کا ثبوت صحیح بخاری میں ہے۔

فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جس میں جرأت کا مظاہرہ کیا اور بنی خزیمہ کے ساتھ جو تھوڑی بہت چھیڑ چھاڑ پیش آئی اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ اس کے بعد حنین اور طائف میں عزیٰ کو گرانے میں شریک ہوئے۔ صحیحین وغیرہ میں ان کی نبی ﷺ سے روایت ہے ان سے ابن عباس، جابر، مقدام بن معدی کرب، قیس بن ابی حازم اور علقمہ بن قیس وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ترمذی [1] نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ کسی جگہ پڑاؤ کیا۔ لوگ سامان اتار کر گزرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے بتایا یہ فلاں صاحب ہیں، اتنے میں خالد بن ولید کا گزر ہوا، فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: خالد بن ولید، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور اس کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے''۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اکیدر دومہ کی طرف بھیجا جسے وہ گرفتار کر لائے تھے۔

ابواسحاق کے طریق سے بواسطہ عاصم حضرت انس اور عمرو بن ابی سلمہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے خالد کو دومہ اکیدر کی جانب ایک دستہ کے ساتھ روانہ کیا تو یہ لوگ اسے پکڑ کر لے آئے۔ آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ لینے پر صلح کر لی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدوں سے جنگ کے لیے روانہ کیا تھا جس میں انہوں نے ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ بعد میں فارس وروم سے جنگوں کا سپہ سالار مقرر کیا جن میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ اور دمشق کو فتح کر لیا۔ یعقوب بن سفیان ابوالاسود کے طریق سے بحوالہ عروہ روایت کرتے ہیں کہ جب خالد یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام جانے کا حکم دیا۔ تو وہ عین تمر کی راہ چلے اور دومۃ الجندل سے جودی کی بیٹی کو قید کر لیا اور شام پہنچ کر اللہ کے دشمن کو شکست دی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا نائب بنایا تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس عہدے سے معزول کر دیا۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ناشرہ بن سمی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی بابت معذرت کی تو ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ بولے: آپ نے ایسے گورنر کو معزول کیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا تھا اور جسے رسول اللہ ﷺ نے بلند مرتبہ دیا۔ آپ نے اسے گھٹایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم قریبی رشتہ دار، نوجوان اور اپنے چچا زاد کے لیے غصہ میں ہو''۔ ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: مجھے میرے والد نے بواسطہ عباد بن عوام، انہوں نے سفیان بن حسین بحوالہ قتادہ بتایا کہ نبی ﷺ نے خالد بن ولید کو عزیٰ [2] کی جانب روانہ کیا جسے یہ منہدم کر آئے۔

[1] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب خالد بن ولید (۳۸۴۶) [2] اسد الغابہ (۹۹/۲)

ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں: مجھے علی بن عباس نے ولید سے بحوالہ وحشی انہوں نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کر کے بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو مرتدوں سے جنگ کا پرچم عطا کیا۔ اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور خاندان کا فرد خالد بن ولید ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے سونتا ہے''۔ [1] امام احمد رحمہ اللہ [2] فرماتے ہیں: حسین بن علی نے ہمیں بحوالہ زائدہ انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام سے خالد بن ولید کو معزول کر کے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا، جس پر حضرت خالد بولے: تمہیں اس امت کے امانت دار نصیب ہوئے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے، حضرت ابوعبیدہ سے رہا نہ گیا، کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، خاندان کا بہترین نوجوان ہے''۔ ابویعلی بطریق شعبی بحوالہ ابن ابی اوفی مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''خالد کو اذیت نہ دینا یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے بے نیام کیا ہے''۔ [3] اور اسمٰعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ قیس بن ابی حازم مروی ہے کہ مجھے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جیسی روایت بیان کی گئی ہے۔

سعید بن منصور، ہشیم سے، وہ عبدالحمید بن جعفر سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی کھوگئی، فرمایا: اسے ڈھونڈو۔ لیکن نہ ملی، بالآخر مزید تلاش سے مل گئی۔ کیا دیکھتے ہیں ان کے پیچھے ہے۔ کسی نے اس کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: حضور علیہ السلام نے عمرہ کے دوران سر ترشوایا، لوگوں نے آپ کے بال لینے میں ایک دوسرے سے پہل کی لیکن آپ کی پیشانی کے موئے مبارک مجھ سے پہلے کوئی نہ لے سکا جنہیں میں نے اس ٹوپی میں سی لیا ہے۔ جس لڑائی میں بھی دشمن سے میرا سامنا ہوا فتح ونصرت دوڑی آئی۔ ابویعلی، شریح بن یونس سے وہ ہشیم سے مختصر روایت کرتے ہیں، جس کے آخر میں ہے مجھے جس مہم پر بھی روانہ کیا گیا تو مجھے فتح نصیب ہوئی۔ [4] صحیحین میں زکاۃ کے قصہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خالد نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں روک رکھے ہیں''۔

بخاری [5] میں قیس بن ابی حازم سے بحوالہ خالد بن ولید مروی ہے، فرمایا: جنگ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، یمنی جماعت ہی میرے ساتھ ثابت قدم رہی۔ یونس بن ابی اسحاق بحوالہ ابوسفر روایت کرتے ہیں: حضرت خالد بن ولید جب حرہ تشریف لائے تو زہر پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے ہتھیلی پر رکھا، بسم اللہ پڑھی اور پی گئے، جس سے کچھ نقصان نہ ہوا۔ اسے ابویعلی نے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے دوسری دوسندوں سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے بحوالہ خیثمہ صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت خالد کے پاس ایک شخص شراب کا مشکیزہ لیے حاضر ہوا، آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اسے شہد بنا دے''۔ چنانچہ وہ شہد میں تبدیل ہو گئی۔ اور اسی سند سے ان کی روایت میں ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا جس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا: اس میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: سرکہ۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے سرکہ ہی کر دے۔ چنانچہ دیکھا گیا تو سرکہ ہی نکلا حالانکہ اس

---

[1] المستدرك (۲۸۹/۳) مجمع الزوائد (۳۴۹/۹) كنز العمال (۱۱۳۰۷) [2] مسند احمد (۳۲۳/٤)

[3] المعجم الكبير (۳۸۰۱) مجمع الزوائد (۳٤۹/۹) مسند ابى يعلى (۷۱۸۸) [4] مسند ابى يعلى (۷۱۸۳/۱۳)

[5] بخاری كتاب الزكاة باب قول الله تعالى "وفي الرقاب والغارمين..." (١٤٦٨) مسلم كتاب الزكاة باب فى تقديم الزكاة (۲۲۷٤) ابوداؤد كتاب الزكاة باب فى تعجيل الزكاة (۱٦۲۳) مسند احمد (۳۲۱/۲)

میں شراب تھی۔

ابن سعد، [1] محمد بن عبید اللہ سے وہ اسمٰعیل بن ابی خالد سے وہ زیاد مولا آلِ خالد سے روایت کرتے ہیں کہ خالد نے اپنی موت کے وقت کہا: ''جو برفیلی رات مہاجرین کی جماعت میں جہاد میں بسر ہو وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جس کی اگلی صبح دشمن کا سامنا ہو، سوتم لوگ جہاد نہ چھوڑنا''۔ ابو یعلی اسمٰعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ قیس روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد نے فرمایا: ''وہ ٹھنڈی رات مجھے اس رات سے کئی درجے عزیز ہے جس میں میری محبوبہ کو میری طرف روانہ کیا جائے اور مجھے لڑکے کی ولادت کی خوشخبری دی جائے''۔ اسی طرح کے مفہوم کے الفاظ ذکر کیے۔ اسی سند سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مجھے جہاد کی مشغولی نے زیادہ قرآن سیکھنے کا موقع نہ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا سبب زبیر بن بکار نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مال حاصل ہوتا تو وہ اہل غنیمت میں بانٹ دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا حساب نہ بھیجتے۔ جس میں چند ایسی باتیں بھی پیش آئیں جنہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ مالک بن نویرہ کا قتل اور اس کی بیوی سے شادی کرنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرا۔ متمم بن نویرہ کو دیت پیش کی اور خالد سے مالک کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا لیکن انہیں معزول کرنے کا خیال نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تردید کرتے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے بجھاتے۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں امیر تھے۔ آپ نے انہیں طلیحہ کی طرف بھیجا تھا جسے انہوں نے شکست سے دوچار کیا۔ پھر مسیلمہ کا رُخ کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قتل کر دیا۔ [2]

زبیر فرماتے ہیں: مجھے محمد بن مسلم نے بحوالہ امام مالک بن انس بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: خالد کو یہ حکمنامہ بھیجیں کہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے۔ آپ نے یہ فرمان انہیں بھجوا دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب بھیجا کہ اگر مجھے میری موجودہ حالت پر چھوڑ دیں تو کام کر سکتا ہوں ورنہ اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: خالد جیسا کون ثابت ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں۔ فرمایا: تم! چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامان وغیرہ تیار کر کے جانے لگے اور گھر میں سواری کا اونٹ بھی بٹھا دیا گیا۔ اصحابِ رسول یہ منظر دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے: عمر کہاں جا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو ان کی ضرورت ہے اور آپ نے خالد کو کیوں معزول کر دیا جبکہ وہ آپ کے لئے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا: تو پھر میں کیا کروں؟ انہوں نے کہا: آپ عمر سے باصرار کہیں تاکہ وہ یہیں ٹھہر جائیں اور خالد کو لکھ بھیجیں کہ اپنا کام جاری رکھو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خالد کو لکھا: میری اجازت کے بغیر اونٹ کیا بکری تک کسی کو نہ دینا۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہی جواب بھیجا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ جھوٹ نہ بلوائے میں جس بات کا مشورہ ابوبکر کو دیتا تھا خود اسے نافذ نہ کروں۔ چنانچہ آپ نے انہیں معزول کر دیا۔ بعد میں آپ انہیں کوئی ذمہ داری سونپنا چاہتے تو وہ شرط لگاتے کہ مجھے آزادی سے کام کی اجازت ہو۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات نامنظور تھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

---

[1] الطبقات (۱/٤) [2] اسد الغابہ (۹۹/۲)

ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خالد کے متعلق شبہ ہوتا تھا پھر وہ قصہ ذکر کیا جو علقمہ بن علاثہ کے حالات میں بیان ہوگا۔

زبیر کا بیان ہے کہ جب حضرت خالد کی وفات کا وقت ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت کا ذمہ دار بنایا تو وہ اس کے لیے تیار ہو گئے اتنے میں حضرت خالد کے متعلق ایک شاعر سے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ خالد پر رحم کرے۔ جس پر طلحہ بن عبیداللہ نے آپ سے کہا:

''موت کے بعد آپ مجھے خوش آمدید کہتے ہیں، اس کی میں ہرگز آپ سے توقع نہیں کرتا جبکہ میری زندگی میں میرا توشہ مجھے نہ دیا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے خالد کو صرف خودسری اور مال میں بے جا تصرف کی وجہ سے معزول کیا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات شہر حمص میں ۲۱ھ میں ہوئی، بقول بعض مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فوت ہوئے۔ ابن المبارک کتاب الجہاد میں بواسطہ حماد بن زید وہ عبداللہ بن مختار سے بحوالہ عاصم بن بہدلہ، وہ ابووائل سے پھر حماد کو ابووائل میں شک ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا، فرمایا: میں نے قتل گاہوں سے قتل ہونا تلاش کیا لیکن میرے مقدر میں نہ تھا آج میں بستر پر دم توڑ رہا ہوں۔ مجھے لا الٰہ الا اللہ کے بعد صرف اسی عمل سے نجات کی امید ہے کہ میں جہاد میں مصروف عمل [1] ہوں۔ موسلا دھار بارش ہوا اور اس رات میں اس بات کا انتظار کر رہا ہوں کہ پو پھوٹتے ہی ہم دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر فرمایا: جب میری روح پرواز کر جائے تو میرے گھوڑے اور ہتھیار فی سبیل اللہ وقف کر دینا۔ جب وفات ہوگئی تو حضرت عمر ان کے جنازے میں نکل کر فرمانے لگے: آل ولید کی خواتین کو خالد پر اپنے آنسو بہانے میں کوئی گناہ نہیں جب تک چیخ و پکار بلند نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ عنقریب ان کی والدہ لبابہ صغریٰ کے حالات میں اس کی تائید آئے گی۔ لیکن اکثر مؤرخین کا کہنا ہے کہ وہ حمص میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

۲۲۰۴ خالد بن ولید انصاری [2]

ابن کلبی وغیرہ نے جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے جم کر مقابلہ کیا۔

ابوعمر [3] فرماتے ہیں: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

۲۲۰۵ (ز) خالد بن یزید

بن حارثہ۔ خالد بن زید بن حارثہ میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۲۰۶ خالد بن یزید مدنی

خالد بن زید مزنی میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۰۰/۲) [2] اسد الغابہ (۱۳۹۸) استیعاب (۶۲۲) [3] استیعاب (۱۴/۲)

۲۲۰۷ (ز) خالد احدب حارثی ❶

عبدان بطریق ثابت، عمارہ سے بحوالہ خالد احدب (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو بھائی تھے۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ❷

۲۲۰۸ (ز) خالد ازرق غاضری ❶

بقول باوردی و ابن سکن حمص فروکش ہوئے۔ دونوں بطریق ابن عائذ بحوالہ ابو راشد جرانی وہ خالد ازرق غاضری سے روایت کرتے ہیں کہ میں سواری پر سامان لادے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ چلتا رہا۔ اور حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس منیٰ میں ایک شخص سر کے تھوڑے چھوٹے بال کرا کے حاضر ہوا، عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ❷ ان سر منڈانے والوں پر رحمت فرمائے''۔

۲۲۰۹ (ز) خالد الاشعر ❶

حبیش بن خالد خزاعی کے والد۔ ان کے بیٹے حبیش کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ خالد مکہ کے راستے میں کرز بن خالد کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ مشہور یہ ہے کہ مکہ میں قتل ہونے والے حبیش بن خالد تھے۔ فاللہ اعلم

۲۲۱۰ خالد انصاری

اوس بن ثابت کے چچا زاد بھائی، اوس بن ثابت ہیں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲۱۱ خالد خزاعی ❶

نافع کے والد۔ ابن مندہ کا خیال ہے کہ خالد کے والد کا نام نافع ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، ان کی حدیث کوفیوں سے مروی ہے۔ حسن بن سفیان، ابویعلیٰ، طبرانی اور تفسیر میں طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابو مالک اشجعی کے طریق سے بحوالہ نافع بن خالد خزاعی سے وہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور انہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: ''میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے جن میں سے دو مجھے عطا کیے اور ایک سے روک دیا''۔ ❷ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۳۴۰) تجرید (۱/۱۴۸) ❷ اسد الغابہ (۱/۸۰)

❶ اسد الغابہ (۱۳۴۱) تجرید (۱/۱۴۸)

❶ کنز العمال (۱۲۷۴۲) ❷ اسد الغابہ (۱۳۴۵) استیعاب (۶۳۲)

❶ اسد الغابہ (۱۳۵۵) استیعاب (۶۳۵) تجرید (۱/۱۵۰)

❷ مسلم کتاب الفتن باب ھلاك ہذہ الامۃ (۷۱۸۹) مسند احمد (۵/۲۴۰)
المصنف لابن ابی شیبہ (۱۰/۳۲۱) جامع المسانید (۴/۳۶)

باب خاء کے بعد با

۲۲۱۲ خبّاب بن ارتؓ [1]

ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی۔ بقول بعض خزاعی ابوعبداللہ۔ زمانۂ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں بیچ دیئے گئے۔ چنانچہ آپ ام انمار خزاعیہ کے غلام تھے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ پھر بنی زہرہ سے عہد کر لیا سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ ابن سعد [2] کا قول ہے: مکہ میں فروخت ہوئے پھر بنی زہرہ سے عہد کیا۔ بہت پہلے اسلام لے آئے اور لاچار لوگوں میں سے تھے۔ باوردی کی روایت ہے کہ چھٹے نمبر پر اسلام لائے، یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے باوجود غلامی کے اپنا اسلام ظاہر کر کے اس کی پاداش میں سخت سے سخت مصائب برداشت کیے۔ طبری لکھتے ہیں: بنی زہرہ کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ آلِ سباع عمرو بن عوف بن حارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔ اور آل سباع سے سباع ابن ام انمار خزاعیہ تھا۔ خباب بعد کے تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جبر بن عتیک [3] اور ان میں مواخاۃ قائم کی۔

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے ابوامامہ اور آپ کے بیٹے عبداللہ بن خباب اور ابومعمر، قیس بن ابی حازم اور مسروق وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ طبرانی [4] کی بطریق زید بن وہب روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے لوٹ رہے تھے، راہ میں حضرت خباب کی قبر سے گزر ہوا، فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ خباب پر رحم کرے، اپنی مرضی سے اسلام لائے اور اپنی خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزاری کئی سال ان کا جسم مصائب کی بھٹی میں مبتلا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت خباب بدر اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ کوفہ فروکش ہوئے اور وہیں ۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابن حبان [5] نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی کے موقع پر ان کی وفات ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی جنازہ پڑھایا۔ بقول بعض ۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

دورِ جاہلیت میں تلوار سازی کا کام کرتے تھے، جس کا ثبوت صحیحین کی روایت ہے۔ انہی کی روایت ہے کہ وہ مالدار ہو گئے تھے اور سخت بیمار پڑ گئے۔ قریب تھا کہ موت کی تمنا کرنے لگتے۔ مسلم نے بطریق قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت خباب کے پاس آئے انہیں داغا گیا تھا، وہ کہنے لگے: ''اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا''۔ [6] بقول بعض سب سے پہلے کوفہ سے باہر یہی دفن ہوئے۔ جس کا تذکرہ طبری نے علقمہ بن قیس نخعی تک بحوالہ ابن خباب اپنی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: وہ تریسٹھ (۶۳) برس زندہ رہے۔

۲۲۱۳ (ز) خبّاب ابو عُرفُطہ

بن خبیب یا جبیر بن عبدمناف اسدی، انصار کے حلیف، حاء میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے: ابوعمر نے ان کا

---

[1] اسد الغابہ (۱٤۰۷) استیعاب (٦٤٦) [2] الطبقات (۱۱٦/۳) [3] اسد الغابہ (۱۰۵/۲)

[4] المعجم الکبیر (۳٦۱٦/٤) [5] الثقات (۱۰٦/۳) [6] التاریخ الکبیر (۲۱۵/۲)

تذکرہ خاء کے پیش اور باء کی تخفیف سے کیا ہے۔ دارقطنی نے بھی اسی طرح قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے طبری کی کتاب میں خبّاب خاء کے زبر اور باء مشدد کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: طبری کے ذیل میں میں نے بھی یہی لکھا دیکھا ہے۔

۲۲۱۴ (ز) خبّاب بن عمرو

بن حُمَمہ دوسی جندب کے بھائی۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک میں کسی سوار دستے کا امیر مقرر کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے بارہا گزر چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۲۱۵ (ز) خباب خزاعی[1]

ابراہیم کے والد۔ طبرانی اور ابونعیم نے ان میں اور خباب بن ارت میں فرق کیا ہے۔ طبرانی[2] کی بطریق قیس بن ربیع، مجزأۃ بن ثور سے ان کی ابراہیم بن خبّاب سے وہ اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اے اللہ! میری پردہ پوشی فرما، مجھے امن عطا فرما اور میرا قرض ادا فرما"۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مجھے تجرید[3] اور اس کی اصل میں ان کا نام نہیں ملا۔

۲۲۱۶ خباب[4] (سائب کے والد)

ابن مندہ بطریق عبدالعزیز بن عمران، عبداللہ بن سائب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چارپائی پر ٹیک لگائے دیکھا۔ آپ خشک گوشت کی ٹکڑیاں کھاتے جا رہے تھے اور ایک صراحی کا پانی پی رہے تھے۔ یہ غریب حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابونعیم فرماتے ہیں: بقول بعض عبدالعزیز سے بحوالہ ابوعبداللہ بن سائب مروی ہے یعنی پھر مسند سائب سے یہ روایت ہوگی۔ امام بخاری[5] کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فاطمہ بنت عتبہ کے مولا ہوں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کہا: سائب بن خباب، ابومسلم مقصورہ (کشادہ مکان) والے اور بقول بعض: فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ کے مولا، اسی پر ابن الاثیر[6] کا اعتماد ہے اس لیے انہوں نے مولا فاطمہ کا الگ عنوان نہیں دیا۔

۲۲۱۷ خبّاب مولا عتبہ[7]

بن غزوان۔ کنیت ابویحییٰ تھی۔ ابن اسحاق[8] نے حلفاءِ بنی نوفل بن عبدمناف میں شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: ان کی نہ اولاد ہے اور نہ روایت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کا جنازہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

---

[1] اسد الغابہ (١٤٠٦) [2] المعجم الکبیر (٣٧١٠/٤) مجمع الزوائد (١٨٠/١٠) الصحیح لابن حبان (٢٣٥٦)

[3] اسد الغابہ (١٤٠٨) تجرید (١٥٥/١) [4] جامع المسانید (٨١/٤) [5] التاریخ الکبیر (١٥١/٤)

[6] اسد الغابہ (١٠٤/٢) [7] اسد الغابہ (١٤٠٩) استیعاب (٦٤٨) [8] السیرۃ النبویہ (٢٤٣/٢)

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے وہم سے خباب بن ارت کے حالات میں ذکر کر دیا تھا کہ وہ عتبہ بن غزوان کے غلام ہیں۔
ابن اسحاق نے دونوں میں فرق بیان کیا اگرچہ دونوں کا ذکر بدری صحابہ میں کیا ہے جو درست ہے۔

۲۲۱۸ خباب مولا فاطمہ [1]

بنت عتبہ بن ربیعہ۔ ابو مسلم، حویلی والے۔ دورِ جاہلیت پایا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے: "جب تک (وہی آدمی) آواز سن نہ لے یا بُو محسوس نہ کر لے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا"۔ [2] ان سے ان کے بیٹے حویلی والے روایت کرتے ہیں، ان میں سے ایک سائب بن خباب، مسلم کے والد بھی ہیں۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ [3]
میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث ابن ماجہ میں بروایت سائب بن خباب مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، اور مسلم نے بطریق عامر بن سعید بن ابی وقاص بحوالہ خباب مقصورہ والے، حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے جنازوں کے ساتھ چلنے کے بیان میں روایت کی ہے۔

۲۲۱۹ خبّاب [4] (عطاء کے والد)

ابن مندہ نے بطریق عبداللہ بن مسلم، محمد بن عبداللہ بن عطاء بن خباب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ میں ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، آپ نے ایک پرندہ دیکھ کر فرمایا: اس کے لئے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ کے دوست ہوتے ہوئے یہ [5] بات کر رہے ہیں؟ (حدیث) فرماتے ہیں: یہ غریب حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی صراحت نہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ پہلے والے کوئی شخص ہوں۔

۲۲۲۰ خبّاب زبیدی

بزار نے کم روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت مالک بن اسمٰعیل، شریک سے، جابر جعفی کے ذریعہ معقل زبیدی سے وہ عباد ابی الاخضر جو ابن اخضر ہیں وہ جندب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب سونے لگو تو ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴾ [6] پڑھ لیا کرو"۔ آپ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ اسی حدیث کو بغوی وغیرہ نے بروایت یحییٰ حمانی، شریک سے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے عباد بن اخضر سے اوپر کسی راوی کا تذکرہ نہیں کیا۔ عباد کے متعلق گفتگو ہوگی۔

---

[1] اسد الغابہ (۱٤۰۸) استیعاب (٦٤۸)
[2] ترمذی کتاب الطهارة باب ما جاء في الوضوء من الريح (۷٤) ابن ماجہ کتاب الطهارة لا وضوء الا من حدث (٥١٥، ٥١٦) مسند احمد (٤٧١/٢) السنن الكبرىٰ (١١٧/١) التاريخ الكبير (٥١/٤)
[3] استیعاب (٢٢/٢) [4] اسد الغابہ (١٤١٠) [5] اسد الغابہ (١٠٦/٢) [6] سورة الكافرون

۲۲۲۱ خُبَیب بن اساف

بن عِنَبہ بن عمرو بن خُدَیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج بن اوس انصاری اوسی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی کا بیان ہے: نبی ﷺ کی بدر روانگی سے پہلے تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ راستے میں آپ سے ملے وہیں اسلام لائے۔ غزوۂ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ ابن اسحاق مکحول سے بحوالہ سعید بن المسیّب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خبیب بن اساف کو جن کا تعلق بنی حارث بن خزرج سے تھا اور وہ بدری صحابی تھے، کسی کام کا نگران بنا کر بھیجا۔ امام احمد نے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں مسلم بن سعید کے طریق سے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اور میری قوم کے ایک اور شخص نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضری دی جب آپ کا ارادہ کسی غزوے میں جانے کا تھا۔ چونکہ ہم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے پھر بھی ہم نے کہا: ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم تو محوِ کارزار ہو اور ہم پیچھے رہ جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم مشرکین کے مقابلہ میں مشرکین سے امداد نہیں لیتے''۔ فرماتے ہیں: ہم دونوں مسلمان ہو کر جنگ میں شریک ہو گئے۔ احمد بن منیع نے یہی روایت نقل کی تو یوں کہا: خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب سے مروی ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بتایا: میرے دادا خبیب نے بدر کے روز حملہ کیا تو ان کی تلوار پھسل گئی۔ نبی ﷺ نے اس پر پھونک مار کر انہیں لوٹا دی اور انہیں خود پہنائی۔ واقدی کا بیان ہے، جسے تلوار ماری تھی وہ امیہ بن خلف تھا۔ بقول بعض اسی کو انہوں نے قتل کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام احمد کے ہاں ان کی مذکورہ حدیث میں ہے کہ ایک مشرک نے میرے کندھے پر وار کیا جسے میں نے جوابی حملہ میں قتل کر دیا۔ پھر اسی کی بیٹی سے شادی کر لی۔ وہ مجھے کہا کرتی تھی: جس شخص نے تمہیں یہ زخم لگایا مجھے نہیں بھولے گا۔ میں کہتا: اور میں اس شخص کو نہیں بھولوں گا جسے میں نے جلد ہی جہنم رسید کر دیا۔

۲۲۲۲ خبیب بن اسود انصاری

ان کے مولا ہیں۔ عبدان بواسطہ ابی غیلہ، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ بنی نجار کے مولا ہیں اور تعلق اہل حجاز سے ہے۔ سلمہ بن مفضل اور زیاد بکائی بحوالہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خبیب بن اسود انصار کے حلیف تھے۔

۲۲۲۳ (ز) خبیب بن حباشہ

حاء میں ذکر ہوا ہے۔

۲۲۲۴ خبیب بن عدی

بن مالک بن عامر بن مَجْدَعہ بن جَحْجَبی بن عوف بن کُلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی،

اسد الغابہ (۱٤۱۳) استیعاب (٦٥١) تجرید (١٥٦/١) البدایہ والنہایہ (١٨٧/٦) السیرۃ النبویہ (٢٧٠/٢)

مسند احمد (٤٥٤/٣) مصنف بن ابی شیبہ (٢٩٤/١٢) الطبقات الکبریٰ (٣٤/٢)

اسد الغابہ (١٤١٤) اسد الغابہ (١٤١٧) استیعاب (٦٥٠)

بدر میں شریک اور عہد نبوی میں ہی شہید ہوئے۔ صحیح بخاری [1] میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو جاسوسی کے لیے بھیجا جن کا امیر عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کو مقرر کیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: مشرکین خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو لے کر روانہ ہوئے اور دونوں کو مکہ جا کے فروخت کر دیا۔ بنی حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خرید لیا۔ انہی نے حارث بن عامر کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ پھر وہ طویل حدیث ذکر کی جس میں انہیں قتل کیا گیا اور اسی میں ان کے یہ اشعار ہیں:

''جب مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس جانب ہوں، جب میرا پچھڑنا ہی اللہ کے لئے ہے''۔ [2]

اور بخاری کی روایت بحوالہ جابر بھی ہے کہ ابو سروعہ نے خبیب کو قتل کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں اختلاف ہے آیا ابو سروعہ وہی عقبہ بن حارث ہے یا اس کا بھائی ہے۔ ابن الاثیر [3] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں لکھتے ہیں کہ بنی حارث بن عامر نے خبیب کو خرید لیا اور ابن اسحاق کا بیان ہے ان کے حلیف حجیر بن ابی اہاب تمیمی نے خریدا تھا اور حجیر، حارث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اس نے عقبہ بن حارث کے لئے انہیں خریدا تھا تاکہ وہ اپنے باپ کے بدلہ میں انہیں قتل کرے۔ فرماتے ہیں، بقول بعض: خریداری میں ابواہاب، عکرمہ بن ابی جہل، اخنس بن شریق، عبیدہ بن حکیم بن اوقص، امیہ بن ابی عتبہ، حضرمی کے بیٹے اور صفوان بن امیہ شریک تھے۔ یہ سب جنگ بدر میں مقتول کفار کے بیٹے تھے (گویا سب نے قلبی بھڑاس نکالنے کے لیے چندہ کر کے گلستانِ نبوی کا یہ پھول بھینٹ چڑھانے کے واسطے خریدا تھا)۔

ابن اسحاق [4] کا قول ہے: مجھے ابن ابی نجیح نے بحوالہ ماویہ بنت حجیر بن ابی اہاب بتایا اور وہ اسلام لا چکی تھیں۔ فرماتی ہیں: خبیب کو میرے گھر قید کر دیا گیا۔ میں نے دروازے کی جھری سے ان کے ہاتھ میں انسانی سر جتنا انگور کا خوشہ دیکھا تھا جس سے وہ کھا رہے تھے اور اس وقت انگور کا نہ موسم تھا اور نہ کوئی انگور کھانے والا تھا جو انہیں پہنچاتا۔

امام بخاری نے انگور کا قصہ کسی اور سند سے نقل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ بطریق جعفر بن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خبیب کی لاش اتارنے کے لئے بھیجا جنہیں اکیلے قریش کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ فرماتے ہیں: میں خبیب کی سولی والی لکڑی کے پاس آیا، انہیں کھولا تو وہ زمین پر آ رہے اور میں نے تھوڑی دور چھلانگ لگائی اپنے آپ کو سنبھال کر جونہی میں انہیں دیکھتا ہوں تو وہ مجھے نظر نہ آئے، زمین انہیں نگل گئی تھی۔

ابو یوسف نے ''کتاب اللطائف'' میں بحوالہ ضحاک نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خبیب رضی اللہ عنہ کو لکڑی سے اتارنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات تنعیم میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے اردگرد تقریباً چالیس آدمی نشے میں مدہوش پڑے ہیں۔ آہستگی سے دونوں نے ان کی نعش اتاری۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے پر لاش رکھی ان کا جسم تر و تازہ تھا۔ کسی قسم کی خرابی جسم میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ ادھر [5] مشرکین کو خبر ہو گئی، انہوں نے تعاقب کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لاش پھینک

---

[1] بخاری کتاب الجهاد والسير باب هل يستأثر الرجل (٣٠٤٥) [2] مسند احمد (٢/٢٩٤) طبرانی (٤/٤١٩)

[3] اسد الغابه (٢/١٠٩) [4] السيرة النبويه (٣/١٣٩، ١٤٠) [5] تفسير القرطبی (١١/٣١) اسد الغابه (٢/١٠٨)

دی جسے فوراً زمین نے نگل لیا۔ قیروانی نے ''حلی العلی'' میں ذکر کیا ہے کہ مشرکین نے جب حضرت خبیب کو قتل کر دیا تو قبلہ سے ان کا چہرہ ہٹا دیا (کمبخت اسی قبلہ کا طواف کیا کرتے تھے صرف مذہبی عداوت اور انتقامی آگ نے دل کو ان سب کاموں پر مجبور کیا) بعد میں انہیں قبلہ رُخ پایا، کئی بار ایسا کیا، آخر خود ہی تنگ آ کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

۲۲۲۵ خُبَیب الجَھَنی ❶

معاذ بن عبداللہ بن خبیب کے دادا۔ ابن السکن، اور ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ابن السکن بطریق ابن وہب، بحوالہ ابن ابی ذئب، انہوں نے اسید بن ابی اسید انہوں نے معاذ بن عبداللہ بن خبیب سے انہوں نے اپنے والد خبیب جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہو! میں خاموش ہو گیا۔ پھر فرمایا: کہو! مجھے پتہ نہیں چل رہا تھا میں کیا کہوں؟ پھر تیسری بار مجھ سے فرمایا: کہو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کیا کہوں؟ فرمایا: کہو! ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ ''کہہ دو وہ اللہ یکتا ہے''۔ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾ ''کہو میں صبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں''۔ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ ''کہو میں لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں''۔ صبح وشام تین بار پڑھ لیا کرو ہر چیز کے بدلے تمہیں کافی ہیں''۔ ❷

ابن السکن فرماتے ہیں: میرے خیال میں ان کا قول ''خبیب سے'' اضافہ ہے اور اس حدیث میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے یہ حدیث بطریق ابومسعود، ابن ابی فدیک سے بحوالہ ابن ابی ذئب نقل کی تو کہا: میرے خیال میں ان کے دادا سے مروی ہے پھر فرماتے ہیں: اسی طرح اسے ابومسعود نے روایت کیا ہے دوسروں کی روایت میں ''ان کے دادا سے'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح یہ روایت ابوداؤد، نسائی، ترمذی، طبرانی اور عبد بن حمید وغیرہ نے نقل کی کسی نے ''ان کے دادا سے'' کے الفاظ نہیں کہے۔ اور ابن شاہین نے بطریق ابوعاصم اور عبدان نے بطریق ابن عمارہ دونوں ابن ابی ذئب سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: معاذ بن خبیب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عمارہ نے خبیب جہنی کے الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ شاید ان کے دادا کی طرف نسبت کر دی اور ابن عمارہ ظاہری صورت حال کے مطابق چل پڑے۔ انہیں صحابہ کرام میں ذکر کرنے والوں میں سے ابن قانع اور طبرانی وغیرہ بھی ہیں۔ ❸

باب خاء کے بعد ثاء اور دال

۲۲۲۶ (ز) خُثیم سلمی

قسم ثالث میں ہوذہ سلمی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۴۱۸)

❷ عمل الیوم واللیلۃ (۷۹) الدر المنثور (۴۱۵/۶) الاذکار النوویہ (۷۲)

❸ مسند احمد (۳۱۲/۵)

۲۲۲۷ خداش بن بشیر ❶

بقول بعض: ابن حصین بن اصم بن عامر بن رواحہ بن حُجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری۔ بعض کا قول ہے: یہ خراش ہیں یعنی دال کی جگہ را ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق بنو عامر کا گمان ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا تھا۔ یہی دارقطنی کا قول ہے۔ ابن عبدالبر ❷ نے اس روایت کو خداش بن بشیر اور خداش بن حصین میں درج کیا ہے جبکہ وہ ایک شخص ہے۔

۲۲۲۸ خِدَاش بن ابی خِدَاش مکی ❸

ابوعامر عقدی بواسطہ داؤد بن ابی ہند، ایوب بن ثابت سے بحوالہ صفیہ بنت بحریہ روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میرے چچا "خداش" نے نبی ﷺ سے طباق طلب کیا۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن السکن فرماتے ہیں: مشہور نہیں۔ ان سے ایک حدیث منقول ہے جس کی سند میں تامل ہے پھر اسے دوسری سند سے لکھا کہ ایوب بن ثابت سے بحوالہ بحریہ مروی ہے۔ انہوں نے یوں کہا: ان کے چچا خداش نے نبی ﷺ کو طباق میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے آپ ﷺ سے وہ برتن مانگ لیا۔ ❹ فرمایا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو فرماتے: رسول اللہ ﷺ والا طباق لاؤ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس حدیث کے متعلق بعض لوگ یوں کہتے ہیں۔ بحریہ اپنے چچا خداش سے روایت کرتی ہیں، لیکن یہ حدیث ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے یہ روایت نقل کی تو کہا: یحییٰ بن ثابت صفیہ سے، اس میں خراش کہا، جس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ہم وہ طباق ان کے لیے نکالتے جسے وہ آب زمزم سے بھر کر کچھ پی لیتے اور کچھ چہرے پر چھڑک لیتے۔ شاید ابوعامر کی اس میں دو سندیں ہوں۔ بظاہر ایک ہے۔ ایک نام غلطی سے دوسرا بن گیا۔ راجح یہی ہے کہ خداش ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۲۹ خِدَاش بن سلامہ ❺

بقول بعض: ابن ابی سلامہ یہی نام ابن السکن کے ہاں لکھا ہے۔ انہیں ابوسلمہ سلمی اور سلامی بھی کہا جاتا ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث امام احمد، ❻ ابن ماجہ اور اوسط ❼ میں طبرانی نے نقل کی ہے۔ ان کی حدیث منصور بن معتمر، عبداللہ بن علی بن عرفطہ سے بواسطہ عرفطہ ان سے نقل کرنے میں متفرد ہے۔ امام بخاری ❽ فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے ان کا سماع ثابت نہیں، ابن السکن کا قول ہے: ان کی سند میں اختلاف ہے، ابن قانع کا قول ہے: اس روایت کو زائدہ نے بحوالہ منصور نقل کیا تو "خراش" کہا۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان ❾ نے دونوں جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔

ابوعمر فرماتے ہیں: ❿ جس نے نام جمع کیے ہیں اسے ان کے بارے وہم ہوا ہے تو اس نے لکھ دیا کہ یہ حبیب سلمی کی اولاد

---

❶ اسد الغابہ (۱۴۱۹) استیعاب (۶۵٤) ❷ استیعاب (۲/۲٦) ❸ اسد الغابہ (۱٤۲۱) استیعاب (٦۰۳)

❹ اسد الغابہ (۱۰۱۲) ❺ اسد الغابہ (۱٤۲۲) استیعاب (٦۵۲) تجرید (۱/۱۵٦) ❻ مسند احمد (٤/۳۱۱) السنن الکبری (٤/۱۷۹)

❼ ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالدین (۳٦۵۷) المستدرک (٤/۱۵۰) المعجم الکبیر (٤/٤۱۸٤)

❽ التاریخ الکبیر (۱/۲۱۸) ❾ الثقات (۳/۱۱۳) ❿ استیعاب (۲/۲٦)

سے ہیں، اور ابوعبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ جو بے حیثیت بات ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۳۰ (ز) خداش بن عیاش انصاری عَجلانی

ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۲۳۱ خداش بن قتادہ[1]

بن ربیعہ بن مُطرّف بن حارث بن زید بن عبید بن زید انصاری اوسی، ہشام بن کلبی اور ابوعبیدہ کا قول ہے: بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔

۲۲۳۲ خُدیج بن رافع

بن عدی انصاری اوسی حارثی۔ رافع کے والد۔ بغوی اور ان کے متبعین نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں وہم ہے۔ طبرانی نے بطریق عاصم بن علی، بواسطہ شعبہ، یحییٰ بن ابی سلیم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عَبایہ بن رفاعہ کو بحوالہ ان کے دادا روایت کرتے سنا کہ وفات کے وقت انہوں نے ایک باندی، ایک پانی ڈھونے والا اونٹ، ایک غلام، ایک پچھنے لگانے والا اور کچھ زمین وراثت میں چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے باندی کے متعلق فرمایا: ''اس کی کمائی ممنوع ہے''۔[2] اور سینگی لگانے والے کے متعلق فرمایا: ''اسے جو معاوضہ ملے اس کا اونٹ کو چارہ ڈال دیا کرو''۔[3] اور زمین کے متعلق ارشاد فرمایا: ''اس میں کاشت کرتے رہو یا چھوڑ دو''۔ اور ہشیم بواسطہ ابوبلج، عبایہ سے روایت کرتے ہیں: جب ان کے دادا فوت ہوئے، پھر وہی روایت ذکر کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی روایت میں ''عن جدہ'' سے ان کے دادا کا قصہ مراد ہے نہ کہ ان سے روایت کرنا۔ عبایہ کے جد حقیقی رافع بن رافع بن خدیج ہیں۔ جو زمانہ نبوی میں نہیں فوت ہوئے بلکہ آپ کے بعد کافی عرصہ حیات رہے۔ شاید دادا کہنے سے ان کی مراد جداعلیٰ ہو جو واقعی خدیج ہیں۔

مسند مسدد میں بواسطہ ابوعوانہ، ابوبلج سے بحوالہ عَبایہ بن رفاعہ مروی ہے کہ رفاعہ کا انتقال نبی ﷺ کے دور میں ہوا۔ انہوں نے وراثت میں ایک غلام چھوڑا۔ (حدیث) یہ عَبایہ سے آگے ایک اور اختلاف ہے۔ طبرانی[4] نے بطریق حصین بن نمیر بواسطہ ابوبلج انہوں نے عبایہ بن رفاعہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے والد فوت ہوئے تو انہوں نے وراثت میں زمین چھوڑی۔ سو یہ چوتھا اختلاف ہوا۔ رفاعہ کے والد رافع بن خدیج ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ وہ عہد نبوی میں فوت نہیں ہوئے۔ شاید ''میرے والد'' سے مراد ان کی ''دادا'' ہو، کیونکہ دادا بھی باپ ہے (لیکن یہ احتمال بعید ہے)۔

بغوی بطریق سعید بن زید بحوالہ لیث بن ابی سلیم روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہمارے ہاں کوفہ میں رفاعہ بن رافع بن خدیج تشریف لائے، تو انہوں نے اپنے دادا کے حوالہ سے ایک حدیث بیان کی کہ انہوں نے ذوالحلیفہ کی غنیمتیں بانٹیں تو ایک اونٹ ان

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۲۳) [2] مسند احمد (۱۴۲/۴)

[3] نسائی کتاب الایمان کراء الارض (۳۸۷۴) مسند احمد (۱۴۲/۴)

[4] المعجم الکبیر (۳۲۰/۴)

میں سے بھاگ نکلا، کسی مسلمان شخص نے اس کا پیچھا کیا۔ اسی میں یہ حدیث ہے: ''ان اونٹوں میں بعض بدکنے والے ہوتے ہیں''۔ [1]
بغوی فرماتے ہیں: یہ روایت حماد بن سلمہ نے بواسطہ لیث، عبایہ سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کی ہے، جو درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے عبدالوارث نے بواسطہ لیث عبایہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔ اضطراب لیث کی طرف سے ہے کیونکہ انہیں اختلاط ہو گیا تھا۔ حدیث اصل میں حدیث رافع بن خدیج ہے جیسا کہ حماد بن سلمہ کی روایت میں ہے۔ صحیحین [2] میں دوسری سند کے ذریعہ عبایہ سے مروی ہے، ابن عساکر کے اطراف میں مسنداً لکھا ہے: خدیج بن رافع، رافع کے والد ہیں۔ یہ بعض لوگوں کا قول ہے۔ یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

نسائی [3] کتاب المزارعہ میں علی بن حجر سے بواسطہ عبیداللہ بن عمرو، عبدالکریم الجزری سے بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے طاؤس کا ہاتھ پکڑا اور انہیں رافع بن خدیج کے پاس لے گیا۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے ان سے حدیث بیان کی پھر اس کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: عبدالکریم نے ایسا ہی کہا۔ درست یوں ہے: میں انہیں رافع کے بیٹے کے پاس لے گیا۔ ایسا ہی اسے عمرو بن دینار نے بحوالہ طاؤس اور مجاہد روایت کیا ہے۔ مزی لکھتے ہیں: نسائی کے صحیح نسخوں میں ہے میں انہیں ابن رافع کے پاس لے گیا۔ شاید ابن عساکر کے نسخہ سے ابن کا لفظ رہ گیا ہو۔ میں نے جوان خدیج کا ذکر کیا ہے تو محض احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۲۳۳ خدیج بن سلامہ [4]

بن اوس بن عمرو بن کعب بن قراقر بلوی۔ بنی حرام کے حلیف، بقول بعض ابن سالم بن اوس بن عمرو اور ایک قول ہے ابن اوس بن سالم بن عمرو انصاری۔ کنیت ابوشباث موسیٰ بن عقبہ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ طبری وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: بدر و اُحد میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف کی بنا پر ابوموسیٰ نے انہیں دو شخص قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ابن ماکولا [5] کے پیرو ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خدیج بن سلامہ لکھا پھر خدیج بن سالم بھی لکھ دیا۔

باب خاء کے بعد ذال

۲۲۳۴ خِذام [6]

خنساء کے والد۔ بقول بعض ابن ودیعہ یا ابن خالد، ابونعیم فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوودیعہ تھی۔ مؤطا [7] اور بخاری [8] میں بطریق خنساء بنت خذام روایت کی گئی ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی جبکہ یہ پہلے سے خاتونِ خانہ رہ چکی تھیں،

---

[1] مسند احمد (۴۶۳/۳) (۱۴۲/۴) المصنف لعبد الرزاق (۸۴۸۱) السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۴۶/۹)
[2] بخاری کتاب الحرث والمزارعۃ (۲۳۴۵) مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض (۳۸۹۳)
[3] نسائی کتاب الایمان (۳۹۲۰) [4] اسد الغابہ (۱۴۲۶) استیعاب (۶۹۳)
[5] الاکمال (۳۹۸/۲) [6] اسد الغابہ (۱۴۲۷) استیعاب (۶۹۱) تجرید (۱۵۷/۱)
[7] موطا مالک کتاب النکاح باب جامع ما لا یجوز من النکاح (۱۱۵۸)
[8] بخاری کتاب النکاح باب اذا زوج الرجل ابنۃ وھی کارھۃ (۵۱۳۸) (۵۱۳۹) کتاب الاکراہ (۶۹۴۵) (۶۹۶۹)

تو انہیں یہ رشتہ ناگوار گزرا۔ (الحدیث) اس روایت کا مدار عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بحوالہ ان کے والد پر ہے۔ مستغفری نے بطریق ربیعہ یہ روایت قاسم سے نقل کی تو فرمایا کہ ودیعہ بن خدام نے اپنی بیٹی کی شادی کی، شاید یہ نام الٹ ہوگیا ہو۔

باب خاء کے بعد راء

۲۲۳۵ خراش بن امیہ ✿

بن ربیعہ بن فضل بن مُنقذ بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول خزاعی ثم کلیبی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا تو کہا: ان کی کنیت ابونضلہ ہے، بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ غزوۂ مریسیع، اور حدیبیہ میں شریک رہے اور اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک مونڈا تھا یا اس کے بعد ہی جو عمرہ تھا اس میں یہ خدمت انجام دی تھی۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جو محمد بن سلیمان مسمول کے طریق سے بواسطہ حرام بن ہشام امیہ سے بحوالہ خراش بن امیہ روایت کی جاتی ہے۔ فرمایا: میں نے ہی عمرۃ القضاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈا تھا۔ ابوعمر ✿ فرماتے ہیں: خراش بن امیہ بن فضل کعبی، پھر ان کے حالات ذکر کیے۔ اسی میں ہے وہ حدیبیہ، خیبر اور بعد کے معرکوں میں مصروفِ عمل رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ بھیجا اور انہیں ثعلب نامی اونٹ پر سوار کیا تھا۔ قریش نے انہیں اذیت پہنچائی، ان کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں اور انہیں بھی قتل کرنا چاہا۔ تو قبیلہ احابیش کے لوگوں نے انہیں پناہ دے کر محفوظ کرلیا۔ یوں وہ واپس آگئے۔ تو اس وقت آپ علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا۔ پھر ابوعمر فرماتے ہیں: خراش کلبی ثم سلولی صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ مجھے اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں گمان ہے کہ یہ اور ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے شخص کا نسب بیان نہیں کیا۔ جبکہ بلاشبہ وہ ایک ہی آدمی ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: وہ سینگی لگانے کا کام کرتے تھے۔ انہی نے عامر بن ابی ضرار خزاعی پر اپنے آپ کو پھینک دیا تھا کہ کہیں انصار انہیں قتل نہ کردیں۔

۲۲۳۶ خراش بن حارثہ

اسماء کے بھائی۔ ان کے بھائی حمران کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲۳۷ خِرَاش بن الصمّہ ✿

بن عمرو الجموح بن زید بن حرام بن کعب انصاری سلمی۔ ابن اسحاق، ابن کلبی اور ابوعبید نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آخری دو حضرات کا قول ہے کہ بدر میں ان کے پاس دو گھوڑے تھے، جنگ اُحد میں انہیں دس زخم آئے۔ نامور تیر اندازوں میں سے ایک تھے۔

✿ اسد الغابہ (۱۴۲۸) استیعاب (٦٥٦) تجرید (۱۵۷/۱) ✿ استیعاب (۲۷/۲)

✿ اسد الغابة (ت: ۱۴۳۰) الاستيعاب (ت: ٦٥٥) تجريد أسماء الصحابة (۱۵۷/۱)

۲۲۳۸۔ خراش بن مالک ❶

ان کی حدیث علی بن سعید عسکری نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی فراغت کے آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی امانتداری میں اضافہ ہوا جو رسول اللہ ﷺ کی رگوں کی ذمہ داری لوہے کے آلہ سے ادا کرنے پر مامور ہوا''۔ ❶ تجرید میں ہے شاید یہ تابعی ہیں۔

۲۲۳۹۔ (ز) خرافہ العذری

انہی کا نام بطور ضرب المثل لیا جاتا ہے۔ ''خرافات باتیں'' لوگ آپس میں کہتے ہیں جہاں تک میرا علم ہے کسی نے ان کا ذکر صحابہ میں نہیں کیا ہے۔ البتہ مجھے بعض ایسے شواہد ملے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ میں نے مفضل ضبی کی کتاب ''الامثال'' میں پڑھا ہے کہ اسمٰعیل بن ابان ورّاق نے بواسطہ زیاد بکائی، عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد قاسم بن عبدالرحمٰن سے فرمایا: میں نے اپنے والد یعنی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے حدیث خرافہ کے متعلق پوچھا، فرمانے لگے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ مجھے حدیث خرافہ سنایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خرافہ پر رحم فرمائے، وہ نیک آدمی تھا۔ اسی نے مجھے بتایا کہ ایک رات وہ اپنی ضرورت سے باہر نکلا تو تین جن اسے مل گئے جو اسے گرفتار کر کے لے گئے جن میں سے ایک کہنے لگا: ہم اسے غلام بنالیں۔ ایک نے کہا: (نہیں بلکہ) ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ اتنے میں ایک اور جن وہاں سے گزرا.... ❷ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک حدیث بیان کی، ان میں سے ایک خاتون بولیں یہ تو حدیث خرافہ ہے، جس پر آپ نے فرمایا: ''جانتی ہو خرافہ کون تھا؟ وہ عذرہ قبیلہ کا ایک شخص تھا جسے جن گرفتار کر کے لے گئے تھے جو عرصہ دراز ان میں رہا۔ پھر واپس آ گیا۔ وہ ان کی عجیب عجیب باتیں سنایا کرتا تھا جن کا وہاں مشاہدہ کیا تھا، لوگ کہتے یہ (حدیث) خرافہ کی بات ہے''۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''ذم البغی'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں تو آپ ان سے بات چیت کرنے لگے جیسے کوئی شخص عموماً اپنی بیوی سے بات چیت کرتا ہے۔ ایک خاتون کہتی ہیں یہ تو حدیث خرافہ ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جانتی ہو خرافہ کون تھا؟ وہ بنی عذرہ کا ایک شخص تھا جسے جن اٹھا لے گئے تھے جو اُن میں ایک عرصہ تک مقیم رہا پھر واپس آ گیا۔ وہ ایسی ایسی باتیں کرتا تھا جو (عموماً) انسانوں کے ہاں نہیں پائی جاتیں۔ وہ سناتا تھا کہ ایک جن مرد کی ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ''شادی کرلو'' پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

اس کے باقی رجال تو ثقہ ہیں، صرف ثابت سے روایت کرنے والے صاحب تحیم بن معاویہ، جن سے عاصم بن علی روایت کرتے ہیں مجھے ان کے بارے میں علم نہیں کہ کس درجہ کے آدمی ہیں۔ اس کے رجال میں تحقیق کر لی جائے۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۴۳۲) استیعاب (٦۵۵) تجرید (۱۵۷/۱) ❶ جامع المسانید (۸۸/٤)

❷ مسند احمد (۱۵۷/٦)

۲۲۴۰ خرباق سلمی[1]

مسلم[2] کی حدیث عمران بن حصین میں ان کا ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیسری رکعت میں سلام پھیر دیا، اور اپنے گھر جانے لگے۔ ایک شخص آپ ﷺ سے عرض کرنے اٹھا جس کا نام ''خرباق'' تھا۔ عقیلی نے ضعفاء میں اور طبرانی[3] نے بحوالہ خرباق سلمی روایت کی ہے پھر حدیث سہو ذکر کی۔ ابن حبان[4] لکھتے ہیں: یہ ذوالیدین کے علاوہ کوئی صاحب ہیں، بقول بعض وہی ہیں۔

۲۲۴۱ خَرَشہ[5]

ابن حارث یا ابن حر محاربی۔ امام احمد،[6] بغوی اور طبرانی[7] وغیرہ حضرات بطریق ابوکثیر محاربی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے خرشہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے بعد ایک فتنہ ہوگا''۔ (حدیث) طبرانی کی روایت میں خرشہ محاربی، امام احمد کی روایت میں خرشہ بن حر اور بقیہ حضرات کی روایت میں خرشہ بن حارث لکھا ہے، یہی راجح ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: خرشہ بن حارث اسدی صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے وہ حمص فروکش ہوئے، پھر یہی روایت درج کی۔

ابوحاتم[8] رازی لکھتے ہیں: خرشہ شامی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ جن سے ابوکثیر محاربی روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر[9] نے ان پہ تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ خرشہ بن حر ہیں (یعنی جو ان کے بعد والے ہیں) یہ محض ان کا گمان ہے جو درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ دو شخصیتیں ہیں۔ چنانچہ امام بخاری[10] نے دونوں میں فرق کیا ہے، خرشہ بن حر کو تابعین میں اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ یہی[11] روش ابن حبان نے اختیار کی۔ کنیتوں میں ابواحمد حاکم نے ابوکثیر کے سوانح میں اس شخص کی روایت نقل کی ہے جو ابوکثیر سے بحوالہ خرشہ بن حر روایت کرتا ہے۔ اور اسے واہی قرار دیا ہے اور اس بات کو درست قرار دیا ہے کہ یہ خرشہ بن حارث ہیں۔

۲۲۴۲ خرشہ بن حارث مرادی[12]

از بنی زبید۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فتح مصر میں شریک رہے، ان کی اولاد سے ابوخرشہ عبداللہ بن حارث بن ربیعہ بن خرشہ ہیں۔ یہ قول ابن یونس کا ہے۔ امام احمد[13] اور طبرانی[14] بطریق ابن لہیعہ، بواسطہ یزید بن ابی حبیب، بحوالہ خرشہ بن حارث صحابی رسول ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس جگہ نہ جائے جہاں کسی کو باندھ کر پھانسی دی جائے اس لئے کہ ہوسکتا ہے وہ ظلماً قتل کیا جا رہا ہو۔ یوں ان پہ جو عذاب نازل ہو رہا ہو کہیں اسے بھی نہ پہنچ جائے''۔

۲۲۴۳ (ز) خرشہ بن حرّ فزاری

سابقہ شخصیت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ یتیمی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ آجری کا قول ہے کہ ابوداوٗد

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۳۳) استیعاب (٦٨٦) تجرید (١/١٥٧) [2] مسلم كتاب المساجد (١٢٩٣)
[3] المعجم الكبير (٤١٨٢) [4] الثقات (١١٤/٣) [5] اسد الغابہ (١٤٣٥) استيعاب (٦٥٩) تجريد (١٥٨/١)
[6] مسند احمد (١٠٦/٤) [7] المعجم الكبير (٢٥٨/٤) [8] الجرح والتعديل (٣٨٩/٣) [9] استيعاب (٤٠/٢)
[10] التاريخ الكبير (٢١٣/١) [11] الثقات (١١٣/٣) [12] اسد الغابہ (١٤٣٤) استيعاب (٦٥٨)
[13] مسند احمد (١٦٧/٤) [14] المعجم الكبير (٢٥٩/٤)

فرماتے ہیں یہ صحابی ہیں اور ان کی بہن سلامہ بنت حر بھی صحابیہ ہیں۔ ابن حبان [1] اور عجلی نے ثقاہت التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ صحیحین میں صحابی کے حوالہ سے ان کی روایت موجود ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: جب بشر عراق کے والی تھے اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ بقول خلیفہ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔

۲۲۴۴ (ز) خَرَشه بن مالك

بن جری بن حارث بن مالک بن ثعلبہ بن ربیعہ بن مالک بن اود اودی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رشاطی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی تمام مہمات میں شریک رہے۔

۲۲۴۵ خَرشه ثقفی

سہیلی نے ''روض'' میں لکھا ہے کہ یہ خدمت نبوی میں آ کر مسلمان ہوئے تھے۔

۲۲۴۶ خِرّیت بن راشد ناجی [2]

سیف بن عمر نے ''فتوح'' میں ان کا ذکر کیا اور بحوالہ زید بن اسلم ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ خرّیت بن راشد نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور یہ ملاقات مکہ و مدینہ کے درمیانی علاقہ میں ہوئی۔ جب بنی سلمہ بن لوی کے وفد میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے ان کی بات بغور سنی اور آپ علیہ السلام نے قریش کے بارے فرمایا: ''یہ جھگڑالو قوم ہے''۔ سیف لکھتے ہیں: جنگ جمل میں خرّیت سارے مضر کے کمانڈر تھے، عبداللہ بن عامر نے انہیں فارس کے کسی ضلع کا گورنر بنایا تھا۔ سیف ہی قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ مرتدوں سے جنگوں کے دوران وہ بنی ناجیہ کے سردار تھے اور امیر بھی تھے۔ زبیر بن بکّار کا قول ہے: حکمین کے حکم تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ پھر مخالفت کر کے فارس کے شہروں میں جا بسے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس کو ایک لشکر تیار کر کے ان کی طرف بھیجا۔ خرّیت نے عرب اور نصاریٰ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ عربوں کو زکوٰۃ دینے سے اور نصاریٰ کو جزیہ ادا کرنے سے روک دیا۔ یوں وہ بہت سے عیسائی جو مسلمان ہوئے مرتد ہو گئے۔ معقل نے ان سے جنگ کی اور جھنڈا نصب کر کے اعلان کر دیا جو پرچم تلے آ جائے گا اسے امن ہے۔ اس طرح خریت کے بہت سے ساتھی ادھر پلٹ گئے۔ خریت کو شکست ہوئی اور اسی حالت میں قتل ہو گئے۔

۲۲۴۷ خریم بن اوس [3]

بن حارثہ بن لأم طائی۔ ابن ابی خیثمہ، بزّار اور ابن شاہین بطریق حمید بن منہب روایت کرتے ہیں کہ خریم بن اوس نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''سنایئے! اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ سلامت رکھے''۔ [4] پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ طبرانی نے اسی سند سے نقل کیا کہ خریم نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یہ حیرہ جو مجھے دکھانے کے لئے بلند کر دیا گیا۔ اس میں شیماء بنت نقیلہ ازدیہ ملکے کالے رنگ والے خچر

---

[1] الثقات (۲۱۲/٤) [2] اسد الغابہ (۱٤۳۷) استیعاب (٦۹۰) [3] اسد الغابہ (۱٤۳۸) استیعاب (٦٦۲) تجرید (۱۵۸/۱)

[4] کنز العمال (۳۰۲۷٦) فتح الباری (٤۰٦۵) تهذیب تاریخ دمشق (۳۵۰/۱)

پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے سوار ہے"۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور اس خاتون کو اسی حالت میں پایا تو وہ میری ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ تمہاری ہے"۔ فرماتے ہیں: میں خالد بن ولید کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوا، سب سے پہلے مجھے شیماء ہی ملی جس سے میں چمٹ گیا تو خالد نے وہ میرے حوالہ کر دی۔ (حدیث) ان کی حدیث کے کسی طریق میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس تبوک سے آپ ﷺ کی واپسی پر حاضر ہوئے۔ محمد بن بشر کے حالات میں ان کی حدیث کا طریق آئے گا۔

۲۲۴۸ خریم بن فاتک [1]

بن اخرم، بقول بعض خریم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک اسدی کنیت ابوایمن بقول بعض: ابویحییٰ۔ امام مسلم، بخاری اور دارقطنی وغیرہ نے کہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری [2] نے اپنی تاریخ میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ شاید آئندہ حدیث کی طرف ان کا اشارہ ہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: شعبی ایمن بن خریم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میرے والد اور چچا دونوں بدر میں شریک ہوئے اور نبی ﷺ سے یہ عہد کیا کہ وہ کسی مسلمان سے نہیں لڑیں گے (یعنی جنگ نہیں کریں گے)۔ محمد بن عمر کا قول ہے: یہ روایت غیر معروف ہے۔ یہ دونوں حضرات تو اس وقت اسلام لائے تھے جب بنی اسد فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور کوفہ منتقل ہو گئے تھے بقول بعض رقہ فروکش ہوئے اور وہیں فوت ہوئے جو خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بطریق اسمٰعیل بن ابی خالد بحوالہ شعبی مروی ہے۔ اسے ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ وہ بھی کئی طرق سے شعبی سے ہی منقول ہے۔ اس میں ہے وہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ یہی درست ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ خریم اور ان کا بیٹا ایمن دونوں فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے، اسی پر ابن سعد کو اعتماد ہے۔

باب خاء کے بعد زاء

۲۲۴۹ خزاعی بن اسود

یہ نام نسب کے الفاظ میں ہے، اسود بن خزاعی میں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۲۵۰ خزاعی بن عبد نہم [3]

بن عفیف بن سحیم ابن ربیعہ بن عدی لفظ "عدی" میں طبری سے قصر بوزن مری اور دارقطنی سے تشدید "عدیّ" منقول ہے۔ ابن ابی ذؤیب المزنی، بقول بعض: خزاعی بن عثمان بن عبد نہم۔ ابن کلبی لکھتے ہیں: یہ "عبداللہ ذوالبجادین" کے باپ شریک بھائی ہیں۔ اور عبداللہ بن معقل بن عبد نہم کے چچا ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۱٤٤٠) استیعاب (٦٦١) تجرید (۱/۱٥٨) [2] التاریخ الکبیر (۲/۲۲٤)

[3] اسد الغابة (ت: ۱٤۲۲)

ابن شاہین مزینہ کے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مزینہ کا نہم نامی ایک بت تھا، خزاعی بن عبدنہم ہی اس کے مجاور تھے۔ بت توڑ تاڑ کر نبی ﷺ سے جا ملے وہ اس بارے میں کہتے ہیں:

''میں حسب سابق نہم کے پاس قربانی کا جانور ذبح کرنے گیا۔ میں نے جب اس کا گلا دبایا تو مجھے خیال آیا بھلا یہ گونگا جسے سمجھنے بوجھنے کی قدرت نہیں، معبود و مشکل کشا ہو سکتا ہے؟ یوں میں نے اس کا انکار کر دیا۔ آج سے میرا دین، دین محمد ہے اور میرا معبود آسمانوں والا عزت و بزرگی اور فضیلت والا معبود ہے''۔ [1]

فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے انہیں بیعت کیا اور مزینہ کے لیے بھی ان سے بیعت کی، ان کے ساتھ ان کی قوم کے دس افراد آئے تھے جن میں عبداللہ بن دُرّہ، ابو اسماء اور نعمان بن مقرن بھی تھے۔ ''دلائل'' میں قاسم بطریق محمد بن سلام جمحی، ابن دأب سے روایت کرتے ہیں کہ خزاعی بن اسود آ کر مسلمان ہوئے اور آپ سے یہ وعدہ کر گئے کہ اپنی قوم کو بھی لائیں گے۔ پھر کسی وجہ سے انہیں تاخیر ہو گئی۔ حضرت حسان کو دربارِ نبوی سے کچھ پیش کرنے کی اجازت ہوئی تو انہوں نے فرمایا: ''خزاعی کو یہ پیام کوئی قاصد پہنچا دے کہ بے وفائی کے داغ کو وفا ہی دھو سکتی ہے۔ عثمان بن عمرو کی تم بہترین ہو جب کبھی بھی بلندی کا تذکرہ ہوگا اور ان میں سے تم بلند ترین تھے۔ اس بھلائی پر مستزاد یہ کہ تم نے نبی ﷺ کے دستِ حق پر بیعت کی جس نے تمہاری عظمت کو ثریا تک جا پہنچایا، تمہیں کیا مجبوری اور بے بسی ہے صرف دشمنی سے عاجز نہیں ہوئے (یعنی اپنے قبیلہ سے)''۔

فرماتے ہیں: جب انہوں نے یہ اشعار سنے وہ اور ان کی قوم خدمت نبوی میں پہنچ گئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ ابن دأب کا خزاعی بن اسود کہنا غلط ہے، یہ تو خزاعی بن عبدنہم ہیں۔ طبقات میں ابن سعد نے بروایت ابن ہشام بحوالہ ابو سکین اور ابو عبدالرحمٰن عجلانی نقل کیا ہے، دونوں فرماتے ہیں: مزینہ کے کچھ آدمی دربارِ نبوی میں آئے۔ ان میں خزاعی بن عبدنہم تھے جنہوں نے آپ علیہ السلام سے اپنی قوم مزینہ کے لیے بیعت کی ان کے ساتھ دس افراد تھے پھر وہ قصہ اور اشعار ذکر کیے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا۔ ان میں بلال بن حارث، بشر بن محتفز تھے۔ اور یہ اضافہ بھی نقل کیا: خزاعی بن عبدنہم کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے قوم! اس شخص کے شاعر نے خصوصاً تمہارا ذکر کیا ہے۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، میری بات مان لو، چنانچہ سب نے سر تسلیم خم کر کے اسلام قبول کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مزینہ کا پرچم انہی خزاعی کو دیا تھا۔ اس وقت ان لوگوں کی تعداد لگ بھگ ہزار تھی۔ ابن سعد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان میں دکین بن سعید بھی تھے، مرزبانی نے یہ قصہ طویل انداز میں نقل کیا ہے۔ حضرت حسان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ عدی میں مد ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۵۱ خزرج انصاری [2] (بے نسبت)

ابن شاہین نے جنائز میں بطریق عمرو بن شمر، انہوں نے بحوالہ جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد سے فرمایا: میں نے حارث بن خزرج انصاری سے سنا، فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے ایک انصاری کے سرہانے ملک الموت کو دیکھ کر فرمایا: ''اے موت کے فرشتے! میرے ساتھی سے نرمی کرنا کیونکہ یہ ایماندار ہے''۔ وہ عرض کرنے لگا:

---

[1] اسد الغابہ (۱۱۸/۲) [2] اسد الغابہ (۱۴۴۴)

"محمد (ﷺ)! آپ تسلی رکھیئے اور اطمینان سے رہیے! میں تو ہر مومن سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہوں"۔ لمبی حدیث ہے۔ اسے ابن مندہ نے اسی سند سے مختصر نقل کیا ہے اور یہی روایت بزار،[1] ابن ابی عاصم،[2] طبرانی اور ابن قانع نے روایت کی ہے۔ عمرو بن شمر کی حدیث متروک ہے۔

۲۲۵۲ خزیمہ بن اوس[3]

بن یزید۔ بن اصرم انصاری نجاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ سلمہ بن فضل نے بحوالہ ابن اسحاق شہداءِ یوم الجسر میں ذکر کیا ہے۔

۲۲۵۳ خزیمہ بن ثابت[4]

بن فاکہ ابن ثعلبہ بن غِیان ابن عامر بن خَطمہ (ان کا نام عبداللہ بن جشم) ابن مالک بن اوس انصاری اوسی ثم خطمی۔ ان کی والدہ کبشہ بنت اوس ساعدیہ، کنیت ابوعمارہ تھی۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ بدر اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ بقول بعض سب سے پہلے وہ اُحد میں شریک ہوئے۔ یہی بنی خطمہ کے بت پاش پاش کرتے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر خطمہ کا علَم انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ابوداود[5] بطریق زہری عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے کہ ان کے چچا جو صحابیٔ رسول ﷺ تھے نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کسی دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا۔ (حدیث) اس میں ہے جس کی خزیمہ گواہی دے دے تو وہی کافی ہے (دو کا ہونا ضروری نہیں)۔ دارقطنی بطریق امام ابوحنیفہ، حماد سے بحوالہ ابراہیم وہ ابوعبداللہ جدلی سے وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں (مردوں) کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ بخاری میں حدیث زید بن ثابت ہے کہ میں نے وہ آیت خزیمہ بن ثابت کے پاس پائی جن کی شہادت و گواہی کو نبی ﷺ نے دو آدمیوں کے برابر قرار دیا تھا۔

ابویعلی حضرت انس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ دونوں قبیلے اوس وخزرج باہمی فخر کرنے لگے، اوسیوں نے کہا: ہم میں وہ شخص ہے جس کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ (حدیث) مسند احمد[6] میں بواسطہ عبدالرزاق بن معمر، زہری سے مروی ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ بطریق ابومَعشر امام احمد ہی کی روایت، محمد بن عمارہ بن خزیمہ ہے کہ میرے دادا حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہادت سے پہلے تک جنگ سے رُکے رہے پھر اپنی تلوار نیام سے نکال لی، اور لڑتے لڑتے جان دے دی۔ یہی روایت معناً یعقوب بن شیبہ نے بطریق ابواسحاق نقل کی ہے، واقدی فرماتے ہیں: عبداللہ بن حارث نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کے حوالہ سے مجھے بتایا کہ حضرت خزیمہ جنگ جمل میں بغیر کسی سے تعرض کیے شریک ہوئے اور صفین میں شریک ہوئے تو فرمایا: جب تک عمار شہید نہیں ہوں گے میں جنگ نہیں لڑوں گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں اس قتل کی ذمہ داری کون لیتا ہے، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: "(عمار کو) ایک باغی گروہ قتل کرے گا"۔

---

[1] زوائد البزار (٧٨٤) [2] المعجم الكبير (٢٢٠/٤) [3] اسد الغابہ (١٤٤٥) استیعاب (٦٦٦)

[4] اسد الغابہ (١٤٤٦) استیعاب (٦٦٣) [5] ابوداؤد كتاب الاقضية باب اذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد (٣٦٠٧)

[6] مسند احمد (٢١٤/٥) (٢١٥/٥)

جب عمار شہید ہوگئے تو فرمایا: ''اب گمراہی کا پتہ چل گیا''۔ پھر نبرد آزماؤں کے قریب ہوئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ طبرانی فرماتے ہیں: ان کے دو بھائی تھے: وَحُوح اور عبداللہ۔ مرزبانی کا قول ہے: جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے۔ وہ ہی ان اشعار کے قائل ہیں:

اذا نحن بایعنا علیا فحسبنا ابو حسن مما نخاف من الفتن

''ہم نے علی سے بیعت کی ہے یہی کافی ہے، جن فتنوں کا ہمیں ڈر تھا''۔

وفیه الذی فیهم من الخیر کلّه وما فیهم بعض الذی فیه من حسن

''ابوحسن علی میں ان کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جبکہ ان لوگوں میں علی کی بعض خوبیاں بھی ناپید ہیں''۔

بقول ابن سعد [1] بدر میں شریک اور صفین میں شہید ہوئے۔

۲۲۵۴ (ز) خزیمہ بن ثابت انصاری (دوسرے ہیں)

حافظ ابن عساکر کی تاریخ میں بطریق حکم بن عتیبہ مروی ہے کسی نے ان سے کہا: کیا خزیمہ بن ثابت جو ذوالشہادتین کہلاتے ہیں جنگ جمل میں شریک ہوئے تھے؟ فرمانے لگے: نہیں، وہ خزیمہ بن ثابت اور ہیں۔ جبکہ ذوالشہادتین تو خلافت عثمانی میں فوت ہو چکے تھے۔ اسی طرح انہوں نے ''فتوح'' کے مصنف سیف کے طریق سے محمد بن عبیداللہ سے بحوالہ حکم نقل کیا ہے۔ خطیب نے ''موضح'' میں اس روایت کو واہی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ذوشہادتین جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے ہیں۔ سیف جب ثقات کی مخالفت کریں تو ان کی بات حجت و دلیل نہیں۔

میں کہتا ہوں: سیف کا کوئی قصور نہیں۔ ساری آفت ان کے شیخ کی طرف سے ہے جو عرزمی ہیں۔ سیف نے جنگ جمل کا واقعہ محمد بن طلحہ کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا عزم کیا تو مدینہ میں خطبہ دیا، پھر خطبہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: پھر انصار کے دو معزز حضرات نے انہیں جواب دیا جو ابوالہیثم التیہان (جو بدری تھے) اور خزیمہ بن ثابت تھے یہ ذوشہادتین نہیں ہیں۔ ذوشہادتین خلافت عثمانی میں وفات پا چکے تھے۔ خطیب نے یہ بات یقین سے لکھی ہے کہ صحابہ میں خزیمہ نامی کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے والد کا نام ثابت ہو وہ صرف ذوشہادتین ہیں (جن کا اپنا نام خزیمہ اور والد کا نام ثابت ہے)۔

۲۲۵۵ خزیمہ بن ثابت سلمی خزیمہ بن حکیم میں تذکرہ ہوگا۔

۲۲۵۶ خزیمہ بن جزی [2] اسلمی

گوہ اور بجو [3] وغیرہ کھانے کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے جسے ترمذی، ابن ماجہ باوردی اور ابن السکن نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ثابت نہیں۔ ہم نے اسے غیلانیات میں طویل انداز میں روایت کیا ہے، جس کا مدار ابوامیہ بن ابی مخارق پر ہے جو ایک ضعیف راوی ہے۔

---

[1] الطبقات (۳۲/٦) [2] اسد الغابہ (١٤٤٨) استیعاب (٦٦٧) تجرید (١٥٩/١)

[3] ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اکل الضبّ (١٧٩٢) ابن ماجه کتاب الصید باب الذئب والثعلب (٣٢٣٥)

۲۲۵۷ خُزیمہ بن جَزِیّ[1]

بن شہاب العبدی۔ ابوعمر[2] نے ان کا ذکر کیا کہ اہل بصرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ گوہ کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے۔ حالانکہ گوہ کی حدیث ان سے پہلے والے روایت کرتے ہیں۔

۲۲۵۸ خُزیمہ بن جَہْم[3]

بن عبد بن شرحبیل بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی العبدری۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور بھائی عمرو کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ ابوعمر[4] نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم[5] کی کتاب میں لکھا ہے: خزیمہ بن جہم بن عبد قیس بن عبد شمس فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نجاشی نے عمرو بن امیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ تو ان کا قول ہے لیکن زبیر کی بات دِل کو لگتی ہے۔

کتاب الفردوس میں مجھے یہ حدیث نظر آئی ہے: ''لعاب دل میں رگ کے ساتھ لگا ہوتا ہے''۔ (حدیث) اسے خزیمہ بن جہم نے روایت کیا ہے لیکن ان کے بیٹے نے اس کی سند نہیں لکھی بلکہ وہاں بیاض چھوڑ دی ہے۔

۲۲۵۹ خزیمہ بن حارث[6]

مصری ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث ابن لہیعہ کے ہاں بواسطہ یزید یعنی ابن ابی حبیب مروی ہے، ایسا ہی ابوعمر[7] نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہم ہے جو لفظی غلطی سے رونما ہوا۔ اس واسطے کہ پہلے خرشہ بن حارث کا تذکرہ گزرا ہے۔ اگر ابوبکر نے ان کی حدیث ذکر کی ہوتی تو ہمارے سامنے صحیح سمت واضح ہو جاتی۔

۲۲۶۰ خزیمہ بن حکیم سلمی[8]

السہزی بقول ابن ثابت ابن شاہین وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے سسر تھے۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق ابوعمران الجونی، ابن جریج سے بواسطہ عطاء جابر سے روایت کی ہے کہ خزیمہ بن ثابت، (یہ وہ انصاری (خزیمہ بن ثابت) نہیں ہیں) نے نبی ﷺ سے امن والے شہر کے متعلق پوچھا، فرمایا: ''مکہ''۔ طبرانی[9] نے اوسط میں اسی سند سے یہ روایت انتہائی طویل نقل کی ہے، جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ وہ قافلہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ سے کہنے لگے:

> ''محمد (ﷺ)! مجھے آپ میں نبی والی علامات معلوم ہوتی ہیں۔ آپ یقیناً نبی ہوں گے۔ تو میں ابھی سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہوں گے جو تہامہ سے مبعوث ہوں گے۔ مجھے جب آپ کی آمد کا علم ہوگا تو میں آپ کے پاس آ جاؤں گا''۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۴۹) استیعاب (۶۷۰) [2] استیعاب (۳۲/۲) [3] اسد الغابہ (۱۴۵۰) استیعاب (۶۶۸)
[4] استیعاب (۳۲/۲) [5] الجرح والتعدیل (۵۱/۲) [6] اسد الغابہ (۱۴۵۱) استیعاب (۶۶۹)
[7] استیعاب (۳۲/۲) [8] اسد الغابہ (۱۴۵۲) [9] المعجم الکبیر (۱۲۴۱۲)

بعد میں فتح مکہ تک وہ نہ آئے۔ پھر اسی دن پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر اوّل کو خوش آمدید!'' (حدیث) [1] فرماتے ہیں: ابن جریج سے سوائے ابو عمران کے یہ روایت کسی نے نقل نہیں کی۔

ابو موسیٰ لکھتے ہیں: اسے ابو معشر، عبید بن حکیم نے بواسطہ ابن جریج، زہری سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ لیکن نام خزیمہ بن حکیم سلمی لیا ہے۔ ان کا یہی نام ابن شاہین نے بطریق یزید بن عیاض، زہری سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خزیمہ بن حکیم ہر سال خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آتے۔ ان کی باہمی رشتہ داری تھی۔ ایک سال آئے تو انہیں نبی ﷺ کے ہمراہ (تجارت کے لیے) روانہ کر دیا۔ پھر لمبا قصہ تقریباً دو ورقوں کی مقدار لکھا ہے جس میں کئی انوکھی باتیں ہیں، ارسال کے باوجود اس کی سند ضعیف ترین ہے۔

ہم نے تاریخ ابن عساکر میں اس روایت کو بطریق عبید بن حکیم، بحوالہ ابن جریج اسی طرح طویل ذکر کیا ہے۔ منصور بن معتمر کے واسطہ سے، قبیصہ سے بحوالہ خزیمہ بن حکیم بھی مروی ہے۔

۲۲۶۱ خزیمہ بن خزمہ [1]

ابن عدی بن ابی عثمان بن قوقل بن عوف انصاری خزرجی از قواقلہ۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ غزوہ احد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

۲۲۶۲ خزیمہ بن عاصم [2]

بن قطن ابن عبداللہ بن عبادہ بن سعد بن عوف عُکلی۔ یہ نسب ابن کلبی کا بیان کردہ ہے۔ ابن قانع وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بطریق سیف بن عمر بحوالہ بختری بن حکیم عکلی روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے چہرہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ تو وہ ہمیشہ عالی مرتبہ رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ان کے لیے ایک تحریر بھی قلمبند کروائی تھی۔ [3] ابن قانع کی بطریق سیف بن عمر ہی روایت میں بحوالہ مستنیر بن عبداللہ بن عدس مروی ہے کہ عدس اور خزیمہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے خزیمہ کو احلاف کا ذمہ دار مقرر کر کے ایک تحریر لکھوائی۔ جس کا مضمون یہ تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از محمد رسول اللہ، خزیمہ بن عاصم کی جانب۔ میں نے تمہیں تمہاری قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا ہے تو نہ وہ لوگ بخل کریں اور نہ ان پر ظلم کیا جائے''۔

رشاطی نے عکلی میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ ابو عمر نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

۲۲۶۳ خزیمہ بن عبد عمرو العَصَری

العبدی ابن شاہین کا بیان ہے کہ وفدِ عبدالقیس کے ایک فرد تھے۔ صحار بن عباس کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا کہ اشج کے ساتھ وفد میں آ کر اسلام لے آئے تھے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۱۳۳۶۸) کنز العمال (۳۷۰۴۳) تهذيب تاريخ دمشق (۱۳۷/۵)

[1] اسد الغابه (۱۴۵۳) استيعاب (۶۶۵) [2] اسد الغابه (۱۴۵۴) [3] اسد الغابه (۱۲۲/۲)

۲۲۶۴ خزیمہ بن عمرو العصری

رشاطی نے بحوالہ ابوعبیدہ ان کا ذکر کیا ہے۔ جذیمہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۲۶۵ خزیمہ بن معمر خطمی ❶

امام بخاری ❷ وغیرہ حضرات نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کا کوئی علم نہیں۔ ابن السکن کا قول ہے ان سے مروی حدیث میں تامل ہے۔ چنانچہ خود ابن السکن اور ابن شاہین وغیرہ بطریق منکدر بن محمد بن منکدر وہ اپنے والد سے وہ خزیمہ بن معمر انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت کو سنگسار کیا گیا۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے''۔ ❸ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں منکدر منفرد ہیں جو ضعیف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسامہ بن زید نے ان کے برخلاف روایت کی ہے، چنانچہ وہ یہ روایت ابن المنکدر سے وہ ابن خزیمہ بن ثابت سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ یہ زیادہ مناسب ہے اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے۔

۲۲۶۶ خزیمہ / ابوخزیمہ

صحیح میں حدیث زید بن ثابت میں مذکور ہیں جس کی تفصیل ابوخزیمہ میں آئے گی۔

باب خاء کے بعد شین

۲۲۶۷ خُشخَاش ❹

بن حارث۔ بقول بعض: ابن مالک بن حارث بن احنف۔ ایک قول ''احیف'' ہے۔ بقول بعض: خلف بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم، ایک قول ہے: خشخاش بن جناب / کناب۔ شرفِ صحابیت سے مشرف ہیں۔ بصرہ کے قاضی معاذ بن معاذ کے دادا ہیں۔ امام احمد و ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث بے کلام سند سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ''تمہارے کیے کا یہ ذمہ دار نہیں اور نہ تم اس کے کیے کے ذمہ دار ہو''۔ ❺ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے بیٹے کا نام مالک ہے۔

۲۲۶۸ (ز) خشخاش ❻

ابن المفضل بن عائذ حنظلی۔ ان کی حدیث خالد بن ہیاج نے حسان بن قتیبہ بن خشخاش بن عیسیٰ بن مفضل بن عائذ حنظلی

---

❶ اسد الغابہ (۱٤٥٥) استیعاب (٦٤٤) تجرید (١/١٦٠) ❷ التاریخ الکبیر (٢٠٦/١)

❸ المعجم الکبیر (٣٧٩٤) کنز العمال (١٤٠٠٤) ❹ اسد الغابہ (١٤٥٦) استیعاب (٦٨٥)

❺ ابوداؤد کتاب الدیات (٤٤٩٥) ابن ماجہ کتاب الدیات (٢٦٦٩) مسند أحمد (٢٢٧/٢) (١٦٣/٤) (٨١/٥) ❻ اسد الغابہ (١٤٥٧)

سے جو ان کے ماموں ہیں روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد اپنے دادا عیسیٰ سے انہوں نے اپنے والد خشخاش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کے دو مقام ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں"۔ (حدیث) یہ روایت میں منذری کے قلم سے انہوں نے بحوالہ ان لوگوں کے جنہوں نے سلفی کے قلم سے انہوں نے خالد بن ہیاج جو ایک ضعیف راوی ہے تک اپنی سند سے نقل کی ہے۔

۲۲۶۹ خَشرم[1] (بروزن احمد)

ابن حُبَاب ابن المنذر بن جموح بن زید بن حارث بن حرام بن کعب انصاری سلمی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ بیعت شجرہ (بیعت رضوان) میں شریک تھے۔ اور ابن درید کا قول ہے: بدر کے بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ طبری فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پہرے دار و محافظ تھے۔

باب خاء کے بعد صاد

۲۲۷۰ خصفہ[2]

ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے اور بیہقی اور خطیب نے "متفق" میں بطریق شعبہ، یزید بن خصفہ سے انہوں نے مغیرہ بن عبداللہ جعفی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ایک صحابیٔ رسول ﷺ کے پاس بیٹھا تھا جنہیں "خصفہ" کہا جاتا تھا یا ابن خصفہ۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "زبردست پہلوان وہ ہے جو اپنے آپ پر قابو رکھے جب اسے غصہ آئے"۔ (حدیث)[3] اس میں رقوب (خاوند کی موت کا انتظار کرنے والی یا وہ عورت جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو یا اس کا بچہ فوت ہو گیا ہو) اور فقیر کا ذکر ہے۔ خطیب نے یہ روایت دو طریقوں سے درج کی ہے، ایک میں خصفہ اور دوسرے میں خُصَیفہ ہے۔

۲۲۷۱ خصفہ تمیمی

زمانِ ارتداد میں علاء بن حضرمی نے جن لوگوں کو امیر مقرر کیا تھا، ان میں طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ہم بارہا یہ ذکر کر چکے ہیں کہ اس وقت صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

باب خاء کے ضاد

۲۲۷۲ خَضِر

موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام والے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ نیز آیا یہ نبی ہیں یا نہیں، پھر انہیں لمبی عمر ملی تھی اور ہمیشہ کی زندگی ملی تھی اس میں اختلاف ہے۔ بالفرض اگر انہیں حیاتِ جاودانی ملی تو وہ نبی ﷺ کی حیات اور آپ ﷺ کے بعد بھی

---

[1] استیعاب (۶۹۶) [2] اسد الغابہ (۱۴۵۹) [3] الدر المنثور (۳۵۶/۱) جمع الجوامع (۵۵۹۴) والترهيب والترغيب (۲۹/۲)

زندہ ہو کر صحابی کی تعریف میں شامل ہوں گے؟ جیسا کہ ایک قول ہے۔ قدماء میں سے اکثر لوگ ان کی لمبی عمر اور حیات جاوید کے متعلق احادیث نقل تو کرتے ہیں لیکن صحابہ میں کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ میرے علم میں ان کے متعلق جس قدر روایات آئیں میں نے یکجا کر دیں ساتھ ساتھ صحیح اور غیر صحیح کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

حضرت خضر کا نسب

دار قطنی نے ''افراد'' میں روّاد بن جراح کے طریق سے بواسطہ مقاتل بن سلیمان ضحاک بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک قول نقل کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صلبی بیٹے ہیں۔ جبکہ روّاد ضعیف، مقاتل متروک اور ضحاک کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

دوسرا قول: ابو حاتم سجستانی [1] نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ جن میں سے ایک ابو عبیدہ ہیں، پھر ان کا ذکر کیا کہ وہ فرماتے ہیں: خِضر حضرت آدم کے بیٹے قابیل کے صاحبزادے ہیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ انہوں نے عمر پائی۔ لیکن یہ روایت معضل (سلسلۂ روایت میں سے دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں تو وہ روایت معضل کہلاتی) ہے۔ جس شخص کا یہ قول ہے اس نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ ان کا نام خُضرون ہے اور وہی خِضر ہیں۔ بقول بعض ان کا نام عامر ہے جسے ابو الخطاب بن دِحیہ نے بحوالہ ابن حبیب بغدادی نقل کیا ہے۔

تیسرا قول: جو وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ ان کا نام بلیا بن ملکان بن فالغ بن شالخ بن عابر بن اَرْفُخْشَذ بن نوح ہے۔ یہی ابن قتیبہ کا اختیار کردہ قول ہے جسے نووی نے نقل کر کے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ بقول بعض: ملکان کی جگہ کلمان ہے۔

چوتھا قول: جو اسمٰعیل بن ابی اویس سے منقول ہے کہ ان کا نام معمر بن مالک بن عبد اللہ بن نصر بن ازد ہے۔

پنجم قول: یہ بھی ابن قتیبہ نے نقل کیا ہے: وہ ابن عمائیل بن نوار بن عیص بن اسحاق ہیں۔ مقاتل نے بھی ان کے والد کا نام عمائیل بتایا ہے۔

ششم قول: یہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابن عباس، ابو صالح نے اور ان سے کلبی نے نقل کیا ہے جو بعید ہے۔ اس سے تعجب خیز قول ابن اسحاق کا ہے کہ وہ ارمیا بن خلفیا ہیں۔ جس کی تردید ابو جعفر بن حزم نے کی ہے۔

قول ہفتم: یہ قول محمد بن ایوب نے ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کے نواسے ہیں۔ بقول بعض: فرعون کے صلبی بیٹے ہیں، جسے نقاش نے نقل کیا ہے۔

قول ہشتم: یہی الیسع ہیں۔ یہ قول بھی مقاتل سے منقول ہے لیکن یہ بھی بعید ہے۔

قول نہم: طبری نے ایک اچھی سند سے بروایت ضمرہ بن ربیعہ بحوالہ ابن شوذب نقل کیا ہے کہ یہ فارس کی اولاد میں سے ہیں۔

---

[1] المعمرین (۳)

قول دھم: ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ سرزمین بابل سے مہاجر ہوئے ان میں سے کسی کے بیٹے ہیں۔ بقول بعض: ان کے والد فارسی اور والدہ رومی تھی۔ ایک قول ہے: والد رومی تھے اور والدہ فارسی تھی۔ صحیحین میں یہ روایت ثابت ہے کہ ان کا نام خضر کیوں پڑا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ وہ بنجر و بیابان زمین پر بیٹھے تو وہ سر سبز ہو کر لہلہانے لگی۔ یہ امام احمد [1] کے الفاظ ہیں [2] فرماتے ہیں: ہم سے عبدالرزاق نے معمر سے، بحوالہ ہمام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ ان کا نام خضر اس لیے پڑ گیا کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹھے تو وہ سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگی۔ عبداللہ بن احمد کا قول ہے: میرے خیال میں یہ عبدالرزاق کی تفسیر ہے اس سلسلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق قتادہ، عبداللہ بن حارث اور بطریق منصور، مجاہد سے بھی مروی ہے۔ نووی فرماتے ہیں: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی کنیت "ابوالعباس" تھی۔

ان کے نبی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے واقعہ کو انہی کی زبانی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ سب کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیے"۔ [3] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیے تھے۔ اصل یہ ہے کہ واسطہ کوئی نہ تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ کسی غیر مذکور نبی کی وساطت سے ہوئے ہوں۔ لیکن یہ بعید ہے۔ الہام بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کسی غیر نبی سے الہام وحی کا درجہ نہیں رکھتا کہ جس پر اس حد تک عمل ہو کہ کسی کی جان لے لی جائے یا بعض لوگوں کو غرقابی جیسی مصیبت میں دھکیل دیا جائے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ اس میں انکار نہیں کہ وہ نبی ہیں۔ نیز غیر نبی، نبی سے زیادہ علم والا کیسے ہو سکتا ہے؟ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: "بلکہ ہمارا بندہ خضر (آپ سے بڑھ کر صاحب علم) ہے"۔ [4] علاوہ ازیں نبی غیر نبی کا تابع کیسے ہو سکتا ہے؟ ثعلبی فرماتے ہیں: بقیہ اقوال میں وہ نبی ہیں۔ بعض اکابر علماء کا کہنا ہے، حضرت خضر کو نبی ماننا زندقہ و بے دینی کا دروازہ ہے۔ اس واسطے کہ زنادقہ ان کے نبی نہ ہونے کے ذریعہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہے۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

"برزخ میں نبوت کا مقام رسول سے تھوڑا سا اوپر اور ولی سے نیچے ہے"۔

پھر انہیں نبی ماننے والوں میں یہ اختلاف ہے کہ آیا وہ کسی قوم کی طرف مبعوث بھی ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس اور وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ وہ ایسے نبی تھے جو کسی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ اسمٰعیل بن ابی زیاد اور محمد بن اسحاق اور بعض اہل کتاب سے منقول ہے، وہ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ ان پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی قول کی تائید ابوالحسن رمانی اور ابن الجوزی نے بھی کی ہے۔ ثعلبی فرماتے ہیں: تمام اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لمبی عمر والے نبی ہیں، لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ ابوحیان اندلسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ خضر نبی ہیں ان کا علم باطنی امور کی معرفت پر مبنی تھا جو ان کی طرف

---

[1] مسند احمد (۳۱۲/۲) [2] مسند احمد (۳۱۸/۲) [3] سورۃ الکھف: ۸۲

[4] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام (۳۴۰۰) تہذیب تاریخ دمشق (۱۴۶/۵)

جمع ہوتا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام ظاہری احکام کے علم سے نوازے گئے تھے۔ صوفیاء کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وہ ولی تھے۔ حنابلہ میں سے ابوعلی بن ابوموسیٰ کا بھی یہی مسلک ہے اور ابوبکر بن الانباری نے اپنی کتاب ''الزاہر'' میں علماء کے دوقول کہ آیا وہ نبی تھے یا ولی نقل کرنے کے بعد یہی قول اختیار کیا ہے۔ ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں: خضر نبی نہیں بلکہ ولی تھے۔ ماوردی نے ایک تیسرا قول بھی نقل کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھے جو انسانی صورت میں نمودار ہوتے تھے۔ ابوالخطاب بن دحیہ فرماتے ہیں: ہمیں اس بارے کوئی علم نہیں کہ آیا وہ کوئی فرشتہ تھے یا نبی یا صرف اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے۔

لیث کے کاتب ابوصالح کے طریق سے بواسطہ یحییٰ بن ایوب بحوالہ خالد بن یزید مروی ہے کہ کعب احبار نے فرمایا: خضر بن عامیل اپنے ساتھیوں سمیت کشتی (بحری جہاز) میں سوار ہو کر بحر ہند جو بحر چین کہلاتا ہے جا پہنچے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: مجھے سمندر میں اتار دو۔ چنانچہ انہوں نے اتار دیا، یہ کچھ ایام سمندر میں رہے دوبارہ پھر بحری جہاز میں واپس آ گئے۔ وہ ان سے کہنے لگے: خضر تم نے کیا دیکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سمندر کی گہرائی میں محفوظ رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک فرشتہ میرے سامنے آ کر کہنے لگا: اے زیادہ چلنے والے آدمی، کہاں کا ارادہ ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: میں اس سمندر کی گہرائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے ایک شخص اس میں گرا ہے اور ابھی تک اس کی گہرائی کے تہائی حصہ تک بھی نہیں پہنچا۔ جسے تین سو سال ہو گئے ہیں۔ یہ بات ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں کعب احبار کے حالات میں نقل کی ہے۔

ابوجعفر بن جریر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: خضر افریدون [1] بادشاہ کے دور میں تھے، یہی پہلی کتب کے علماء کا قول ہے۔

بقول بعض: وہ ذوالقرنین اکبر کے مقدمۃ الجیش، فوج کی کمان کر رہے تھے، جو ابراہیم علیہ السلام کے دور میں گزرا ہے۔ وہی ذوالقرنین کے ساتھ آب حیات کے چشمہ تک گئے تھے جہاں سے انہوں نے ان کے ساتھیوں نے اور ذوالقرنین نے پانی پی لیا تھا لیکن انہیں پتہ نہ تھا۔ یوں یہ ہمیشہ زندہ رہے۔ [2] وہ آج تک ان کے نزدیک زندہ ہیں۔ ابن جریر لکھتے ہیں: ابن اسحاق کا بیان ہے: حضرت خضر اس کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے۔ ابن جریر فرماتے ہیں: اس وقت اور افریدوں کے وقت میں [3] ہزار سال سے زائد عرصے کا وقفہ ہے۔ فرماتے ہیں: ان کا افریدوں کے دور میں ہونے کا قول زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ وہ صرف اسی بادشاہ کے دور میں نبی بنا کر بھیجے گئے۔

میں کہتا ہوں: بلکہ اس میں احتمال ہے جو انہوں نے کہا کہ خضر اس کے ساتھ بطور نبی مبعوث ہوئے۔ یعنی ان کی وجہ سے اسے تائید ملی ورنہ وہ تو ان کی نبوت کا ابتدائی زمانہ تھا، لہٰذا یہ ناممکن بات نہیں کہ وہ اس سے پہلے نبی تھے۔ اور بعد میں اس بادشاہ کے ساتھ بھیجے گئے۔ اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے پیش آمدہ اکثر واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی تھے اور جس نے انہیں نبی کہا اس کی بات صحیح ہے۔ ذوالقرنین کے ساتھ والا ان کا قصہ ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں خیثمہ بن سلیمان بطریق جعفر الصادق وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ذوالقرنین کا ایک فرشتہ دوست تھا، جس سے انہوں نے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسی چیز بتائے جس سے ان کی عمر لمبی ہو جائے۔ تو اس فرشتہ نے انہیں آبِ حیات کا پتہ بتایا، جو اندھیروں میں ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے

---

[1] تاریخ طبری (۳۶۵/۱) المنتظم (۳۵۷/۱) [3] المنتظم (۳۶۱/۱)

[2] تاریخ طبری (۳۶۵/۱) المنتظم (۳۵۷/۱)

اس چشمہ کا رُخ کیا، ان کی فوجوں کا کمانڈر خضر تھا، خضر تو وہاں تک پہنچ گیا لیکن ذوالقرنین محروم رہ گئے۔

ان کے نبی ہونے کے دلائل میں ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے جو عبد بن حمید نے بطریق ربیع حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام کی خضر سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: خضر! السلام علیک۔ انہوں نے کہا: موسیٰ! وعلیک السلام۔ آپ نے فرمایا: آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں ہی موسیٰ ہوں؟ فرمایا: جس نے تمہیں میرا پتہ بتایا اسی نے مجھے تمہارے متعلق بتایا ہے۔ ''مبتداء'' میں وہب بن منبہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خضر سے فرمایا: ''میں نے تمہاری پیدائش سے پہلے تمہیں پسند کیا، اور جب تمہیں پیدا کیا تو پاک کیا اور تمہاری پیدائش کے بعد بھی تمہیں محبوب رکھا''۔ آپ عہد موسوی کی تجدید کے لیے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پھر جب بنی اسرائیل میں حادثات و واقعات بکثرت ہونے لگے اور ان پر بختنصّر (جیسا ظالم بادشاہ) مسلط ہوا تو خضر وحشی جانوروں کے ساتھ زمین میں پھرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا ان کی عمر طویل کر دی یہ وہی ہیں جنہیں لوگ دیکھتے ہیں۔

باب: ان کی عمر اور اس کا سبب

دارقطنی نے گزشتہ سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ خضر علیہ السلام کی عمر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے۔ ''مبتداء'' میں ابن اسحاق کا قول ہے، ہمارے احباب نے ہمیں بتایا جب حضرت آدم کی وفات کا وقت ہوا آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا پر ایک عذاب نازل کرنے والا ہے تو میرا بدن تمہارے ساتھ کسی غار میں ہی رہے۔ بالآخر مجھے شام میں دفنا دینا۔ جب طوفانِ نوح آیا تو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تھی جو اسے دفن کرے اسے قیامت تک لمبی عمر دی جائے۔ پھر حضرت کی نعش خضر علیہ السلام کے آنے تک بے گور ہی رہی۔ انہوں نے ہی آپ کو دفن کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا وعدہ پورا کیا، وہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے زندہ رہیں گے۔

ابومخنف لوط بن یحییٰ اپنی کتاب ''معمرین'' میں لکھتے ہیں: احادیث کا علم اور ان کی تدوین کرنے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خضر علیہ السلام سب سے طویل العمر انسان ہیں اور ان کا نام ''خُضرون بن قابیل بن آدم'' ہے۔ حافظ ابن عساکر ذوالقرنین کے حالات میں لکھتے ہیں: بطریق خیثمہ بن سلیمان، بواسطہ ابوعبیدہ، ہنّاد کے برادر زادے وہ سفیان بن وکیع سے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ معتمر بن سلیمان، ابوجعفر سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا مرتبہ ملا تھا۔ انہیں مشرق و مغرب کے درمیانی علاقوں کی بادشاہت حاصل تھی۔ رفائیل نامی ایک فرشتہ ان کا دوست تھا جس کی وہ زیارت و ملاقات کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ ذوالقرنین نے پوچھا: بتاؤ! تم لوگ آسمان پر کیسے عبادت کرتے ہو؟ وہ فرشتہ رو پڑا اور کہنے لگا: ہماری عبادت سے تمہاری عبادت کو کیا مناسبت، آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جو ہمیشہ سے قیام کی حالت میں ہیں کبھی نہیں بیٹھیں گے اور کچھ فرشتے سجدہ میں ہیں جو کبھی سر نہیں اٹھائیں گے۔ اور بعض فرشتے ایسے ہیں جو رکوع کی حالت میں ہیں، وہ کبھی کھڑے نہیں ہوں گے۔ پھر بھی ان کی زبان پر یہ کلمات ہوتے ہیں: ''پروردگار ہم نے تیری عبادت کا کما حقہ حق ادا نہیں کیا''۔ جس پر ذوالقرنین رونے لگے۔ پھر فرمایا: رفائیل! میری خواہش ہے کہ مجھے لمبی عمر ملے تا کہ (اپنی طرف سے) اپنے رب کی عبادت کا حق ادا کر دوں۔ وہ کہنے لگا: کیا واقعی

تمہاری یہ خواہش ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ایک چشمہ ہے جس کا نام حیات ہے جس نے اس کا ایک گھونٹ بھی پی لیا کبھی نہیں مرے گا، بلکہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ سے موت کا سوال کرے گا۔

ذوالقرنین نے فرمایا: تمہیں اس کی جگہ معلوم ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ ہاں! اتنی بات ہے کہ ہم آسمان میں یہ باتیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ اندھیری جگہیں ایسی ہیں جہاں کسی جن وانس کے تلوے نہیں لگے۔ ہمارے خیال میں وہی اس کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس مہم کے لئے ذوالقرنین نے زمین کے علماء جمع کیے اور ان سے آبِ حیات کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر ان سے فرمایا: کیا تمہارے علم میں اللہ تعالیٰ کی کسی اندھیر نگری کا وجود ہے؟ تو ان میں سے ایک عالم کہنے لگا: آپ اس کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں؟ پھر اس نے بتایا، میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ ظلمت وتاریکی سورج کے غروب ہونے کے پاس ہے۔

اس کے بعد ذوالقرنین نے لشکر تیار کیا اور برابر بارہ سال چلتے چلتے اس تاریکی کے کنارے جا پہنچے حالانکہ وہاں تاریکی نہ تھی بلکہ وہ دھوئیں کی طرح چمک رہی تھی۔ آپ نے لشکر کو جمع کر کے فرمایا: میں اس میں سے گزرنا چاہتا ہوں۔ سب نے آپ کو منع کیا جو اُن کے ساتھ علماء تھے انہوں نے آپ سے عرض کی کہ اس مہم سے باز رہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے ناراض ہو جائے لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ پھر اپنے لشکر میں سے ایسے چھ ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا جو چھ ہزار نوجوان گھوڑیوں پر سوار تھے۔ اور ان کا سپہ سالار خضر کو بنایا جو دو ہزار کی نفری میں آگے روانہ ہوئے۔ خضر ان کے آگے آگے چلتے گئے۔ خضر کو ان کے مقصد سے پہلے ہی آگاہی تھی لیکن ذوالقرنین ان سے یہ راز چھپانا چاہتے تھے۔ چلتے چلتے ایک وادی آئی جب اس کے کنارے پر پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ٹھہر جاؤ اور خود اس کا رُخ کیا۔ جونہی وادی کے اندرونی کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں ایک چشمہ ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ نے اس کا پانی پیا، وضو اور غسل کیا پھر باہر نکل کر کپڑے پہن کر لوٹ آئے۔ یوں وہ چلتے رہے، اسی طرح ذوالقرنین اس تاریکی سے بھٹک گئے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

کعب احبار کے شاگرد سلیمان اشج سے مروی ہے کہ کعب احبار نے فرمایا کہ خضر ذوالقرنین کے وزیر تھے۔ وہ ہندوستان کے ایک پہاڑ پر ان کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک چٹھی دیکھی جس میں لکھا تھا: از آدم ابوالبشر، اس کی اولاد کی طرف۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے اور تمہارے دشمن ابلیس کی فریب کاریوں سے ڈراتا ہوں، اسی نے مجھے یہاں اتارا۔ فرماتے ہیں: ذوالقرنین نیچے اترے اور حضرت آدم علیہ السلام کی نشست گاہ پر ہاتھ پھیرا جو ایک سو تیس (۱۳۰) میل تھی۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے ذمہ صحراؤں کی ذمہ داری اور حضرت خضر علیہ السلام کے ذمہ سمندروں کی ذمہ داری ہے۔ انہیں دنیا میں نفخۂ اولیٰ تک زندگی عطا کی گئی ہے۔ دونوں ہر سال حج کے زمانے میں ملاقات کرتے ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں۔ ہمیں عبدالرحیم بن واقد نے بحوالہ محمد بن بھرام بتایا وہ ابان سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خضر سمندر میں اور الیاس خشکی میں ہیں، دونوں کی ہر رات سدِ سکندری کے پاس ملاقات ہوتی ہے جو انہوں نے لوگوں اور یاجوج ماجوج کے درمیان آڑ بنائی ہے، دونوں ہر سال حج وعمرہ کرتے اور تمہارے زم زم سے ایک ایک گھونٹ

پیتے ہیں جو آئندہ سال تک ان کے لیے کافی رہتا ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں: عبدالرحیم اور ابان متروک راوی ہیں۔ عبداللہ بن مغیرہ بواسطہ ثور، خالد بن معدان بحوالہ کعب روایت کرتے ہیں: خضر بحرِ اعلیٰ اور بحرِ اسفل کے درمیان نور کے منبر پر تشریف فرما ہیں۔ سمندر کے جانوروں کو ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ہے۔ صبح و شام ان کے حضور ارواح کی پیشی ہوتی ہے۔ عقیلی نے اس کا ذکر کیا ہے عبداللہ بن مغیرہ فرماتے ہیں: وہ ایسی باتیں روایت کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: مُنکر الحدیث ہیں۔ ابن شاہین نے خصیف تک ایک ضعیف سند کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ چار انبیاء زندہ ہیں دو آسمان میں اور دو زمین میں، آسمان میں عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام اور زمین میں خضر و الیاس علیہما السلام، رہے خضر علیہ السلام تو ان کا مقام سمندر میں ہے اور ان کے دوست (الیاس علیہ السلام) وہ صحراؤں میں ہوتے ہیں۔ باب کے آخر میں اس جنس کی بہت سی باتیں بیان ہوں گی۔

ثعلبی فرماتے ہیں: بقول بعض خضر علیہ السلام آخری زمانہ میں جب (دلوں سے) قرآن اُٹھ جائے گا اس وقت فوت ہوں گے۔ نووی ''تہذیب'' لکھتے ہیں: اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں، صوفیاء کا تو اس پر اتفاق ہے جنہیں اصلاح و معرفت والے جانتے ہیں، اس سلسلہ میں ان کے دیدار و ملاقات ان سے علم حاصل کرنے، ان سے سوال و جواب اور ان کا مقاماتِ مقدسہ اور اچھی جگہوں میں موجود ہونا اس کثرت سے حکایات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جن کا نہ شمار ہے اور نہ بیان کرنے کی ضرورت کہ وہ اتنی زبان زد عام ہیں۔

ابوعمرو بن الصلاح اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: عام علماء و صلحاء کے نزدیک وہ زندہ ہیں۔ بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: متاخرین میں سے چند لوگوں نے صالحین اور ان لوگوں سے ۳۰۰ھ اور ۳۲۰ھ کے بعد ہوگزرے ہیں۔ منقول حکایات جمع کی ہیں باوجودیکہ ان میں بعض کی سندوں میں ایسے راوی ہیں جو زیادہ غلطیوں یا متہم بالکذب (حدیث میں جھوٹ بولنے کی تہمت زدہ) ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ جیسے ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابوالحسن بن جہضم، یاد رہے ان حکایات سے تواتر معنوی ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ تواتر میں اس کے راوی کا ثقہ اور عادل ہونا شرط نہیں بلکہ وہاں تو ایسی تعداد ہوتی ہے جس کے متعلق ذہن باور نہیں کرتا ہے کہ یہ سب جھوٹ بولنے پر متفق و متحد ہوئے ہیں۔ اگر الفاظ کا اتفاق ہو تو تواتر لفظی اور اگر الفاظ مختلف ہوں تو جہاں کہیں الفاظ یکجا ہوں وہ تواتر معنوی ہوگا۔

اب ان حکایات کا خلاصہ یہ ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں، لیکن بعض طرق سے کسی کا یہ قول یقینی ہے کہ ''ہر زمانہ کا ایک خضر ہوتا ہے۔ وہی اولیاء کا نقیب و سردار ہوتا ہے اور جونہی کسی نقیب کی وفات ہوتی ہے اس کی جگہ دوسرا نقیب مقرر ہو جاتا ہے جس کا نام خضر ہوتا ہے''۔ اس قول کو صوفیاء کی ایک جماعت بلانکیر قبول کرتی ہے اور یہ بات یقینی نہیں کہ جن سے نقل کرتے ہیں وہی خضرِ موسیٰ علیہ السلام ہیں بلکہ وہ اس زمانہ کے خضر ہیں۔ جس کی تائید ان کے حلیہ کے اختلاف سے ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی نے انہیں بڑھاپے کی حالت میں کسی نے ادھیڑ عمر اور کسی نے جوانی میں دیکھا ہے۔ جو دیکھے جانے والے کی تبدیلی اور زمانے کی تغیر پذیری ہی سمجھی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

---

[1] کنز العمال (٣٤٠٥١) الدر المنثور (٢٤/٤) المطالب العالیہ (٣٤٧٤)

سہیلی کتاب "التعریف والاعلام" میں رقمطراز ہیں، خضر کے نام میں اختلاف ہے پھر انہوں نے وہی اقوال ذکر کیے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ ایک قول یہ نقل کیا کہ ان کا نام ابن عامیل ابن سماطین بن ارما بن خلفا بن عیصو بن اسحاق ہے۔ ان کے والد بادشاہ اور والدہ فارسی الاصل تھیں۔ ان کی پیدائش ایک غار میں ہوئی، وہاں کوئی بکری مل گئی جس کا دودھ یہ پیتے تھے جو گاؤں میں کسی شخص کی بکریوں سے لی گئی۔ اسی شخص نے انہیں پالا، جب جوان ہوئے بادشاہ کو کاتب کی ضرورت پڑی جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ صحیفوں کو قلمبند کرے، اس نے اہل معرفت و ذکاوت جمع کیے ان لوگوں میں ان کا بیٹا خضر بھی پیش خدمت ہوا، بادشاہ اسے جانتا نہ تھا۔ جب اس کا خط اور ہوشیاری پسند آئی تو اس کے متعلق تفتیش کی، بالآخر پہچان لیا کہ یہ اسی کا بیٹا ہے اور اپنے ساتھ شامل کر کے لوگوں کا بادشاہ بنا دیا۔

پھر خضر علیہ السلام بعض اسباب کی بنا پر جن کا ذکر کرنا طویل ہے، بادشاہ سے بھاگ گئے، بالآخر انہیں آب حیات مل گیا جس میں سے پیا، یوں وہ خروجِ دجال تک زندہ رہیں گے۔ یہی وہ شخص ہیں جسے دجال قتل کر کے زندہ کرے گا۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: "انہوں نے دورِ نبوی پایا"۔ یہ بات صحیح نہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور علماءِ حدیث کی ایک جماعت کا کہنا ہے: "خضر علیہ السلام ہجرت کے سو سال پورے ہونے سے پہلے فوت ہو گئے"۔ ہمارے شیخ ابوبکر بن العربی نے اس قول کی تائید کی ہے جس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "سو سال کے اختتام پر جو لوگ اب زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی اس زمین پر نہیں ہوگا"۔ (حدیث)[1] آپ کی مراد تھی کہ اس بات کے سننے والوں میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ لکھتے ہیں: رہی ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور اہل بیت سے تعزیت کے لیے آنا جب وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لئے جمع تھے، جسے کئی صحیح طرق سے روایت کیا گیا ہے، چنانچہ ایک طریق وہ ہے جو اپنے وقت کے علماءِ حدیث کے امام یعنی علامہ ابن عبدالبر نے التمہید میں صحابہ کرام کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعزیتی موقع پر کسی کی آواز آنے اور صورت دکھائی نہ دینے کی حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: یہ خضر ہیں۔ لکھتے ہیں: ابن ابی الدنیا نے بطریق مکحول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ الیاس علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہے لہٰذا جب الیاس علیہ السلام عہد نبوی تک زندہ رہے ہیں تو خضر علیہ السلام بھی زندہ رہے ہوں گے۔

ان پر ابوالخطاب بن دحیہ نے تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان طرق میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ خضر علیہ السلام سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی نبی سے نہیں ملے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات بیان کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: ان کی حیات کے متعلق جو کچھ بھی منقول ہے اس پر اہل نقل کا اتفاق ہے کہ اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں۔ اس کا ذکر روایت کو نقل کرنے والا کرتا ہے جبکہ وہ روایت کی علت کو بیان نہیں کرتا یا تو اسے اس کی معرفت نہیں یا وہ علماء اہل حدیث کے نزدیک واضح ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جو بات مشائخ سے منقول ہے وہ قابل طعن ہو سکتی ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی عقل سمجھ رکھنے والا آدمی کسی ناواقف سے مل کر کہے کہ میں فلاں ہوں اور وہ اس کی تصدیق کرنے لگ جائے؟ فرماتے ہیں: تعزیت والی حدیث جسے ابوعمر نے روایت کیا ہے موضوع (من گھڑت) ہے۔ اسے عبداللہ بن محرر نے، یزید بن اصم سے بحوالہ علی نقل کیا ہے۔ جبکہ ابن محرر متروک راوی ہے جس کے متعلق عبداللہ بن المبارک فرماتے

---

[1] بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (١١٦) کتاب مواقیت الصلاۃ باب السمر فی الفقہ (٦٠١)
مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب لا تاتی مأۃ سنۃ (٦٤٢٧)

ہیں: جسے مسلم نے اپنے مقدمہ مسلم میں بھی نقل کیا ہے: جب مجھے اس بزرگ کی زیارت ہوئی تو مجھے مینگنی اس کے مقابلہ میں زیادہ باوقعت لگی۔ دیکھیں انہوں نے اس کی ملاقات پر نجاست کو ترجیح دی ہے۔

میں کہتا ہوں: تعزیت کی مذکورہ حدیث کا تذکرہ عبداللہ بن المحرر کی روایت کے علاوہ بھی ذکر ملتا ہے جسے میں ذکر کروں گا۔ پھر وہ فرماتے ہیں: حدیث مکحول بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی موضوع ہے۔ اس کے بعد امام احمد، یحییٰ، اسحاق اور ابوزرعہ جیسے محدثین کی زبانی اس کی تکذیب نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، متن کے سیاق سے اس کا منکر ہونا ظاہر ہے کہ یہ روایت از قبیلہ خرافات ہے، یہاں تک بطور خلاصہ ابوالخطاب کی بات مکمل ہوئی۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں طوالت کے ساتھ ذکر کروں گا کہ اس کا سہیلی کے اشارہ کردہ طریق کے علاوہ بھی ایک طریق ہے۔ جو لوگ ان کی لمبی عمر کے قائل ہیں انہوں نے آب حیات کے قصہ کو بنیاد بنایا ہے اور صحیح بخاری اور جامع الترمذی میں جو اس کا ذکر لکھا ہے اسے سند مانا ہے لیکن یاد رہے وہ مرفوع روایت سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بات نوٹ کر لی جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خضر علیہ السلام کے حالات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ قصہ بیان کیا ہے۔ اسی کو شیخین [1] (بخاری و مسلم) نے کئی طرق سے بحوالہ ابی بن کعب نقل کیا ہے۔ قصہ کے بیان میں صحیح کے علاوہ دیگر حضرات کے ہاں کچھ اضافے ہیں، جنہیں میں نے فتح الباری میں لکھا ہے۔ صحیحین میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کاش! موسیٰ علیہ السلام صبر کر جاتے تو ہمیں ان دونوں کے مزید حالات پتہ چلتے''۔ اسی سے بعض لوگوں نے یہ دلیل نکالی ہے کہ وہ اس گفتگو کے وقت موجود نہ تھے، اس واسطے کہ اگر وہ موجود ہوتے تو چند اکابر صحابہ ان کی رفاقت اختیار کرتے اور ان کے اس طرح کے احوال کا مشاہدہ کرتے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے مشاہدہ کیا تھا۔ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ وہ زندہ ہیں آپ علیہ السلام کی تمنا موسیٰ اور خضر کے درمیان پیش آمدہ حالات کے بارے میں تھی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اس مقام پر پورا نہیں اتر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ان کے پیش آمدہ حالات میں سے ایک روایت وہ ہے جو طبرانی نے ''معجم کبیر'' [2] میں بواسطہ بقیہ بن ولید، محمد بن زیاد الالہانی بحوالہ ابوامامہ باہلی دو سندوں سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا میں تمہیں خضر علیہ السلام کے متعلق نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، ضرور! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ وہ بنی اسرائیل کے بازار میں چل رہے تھے کہ اچانک ایک مکاتب شخص کی ان پر نظر پڑ گئی۔ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے مجھ پر صدقہ کریں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں، جو اللہ چاہے ہو، میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ وہ مسکین بولا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر ضرور صدقہ کریں۔ اس لیے کہ مجھے آپ کے چہرے پر بزرگی نظر آئی ہے، میں آپ کی برکت کا امیدوار ہوں۔ خضر علیہ السلام بولے: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں، میرے پاس تمہیں دینے کو کچھ نہیں۔ یہی

---

[1] بخاری کتاب العلم باب الانصاب للعماء (۱۲۲) مسلم فی کتاب الفضائل باب من فضائل الخضر علیہ السلام (۶۱۱۳)

[2] المعجم الکبیر (۱۳۲/۸)

ہوسکتا ہے کہ تم مجھے پکڑ کر بیچ ڈالو۔ وہ مسکین کہنے لگا: کیا اس سے غرض پوری ہو جائے گی۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں حق سچ بات کہہ رہا ہوں۔ تم نے مجھ سے عظیم کام کا سوال کیا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ناکام نہیں لوٹا سکتا، اس لئے مجھے بیچ دو۔ فرماتے ہیں: وہ شخص انہیں بازار کے درمیان لا کر چار سو دراہم میں فروخت کر گیا۔ آپ خریدار کے پاس کافی وقت رہے لیکن اس نے آپ سے کوئی کام نہیں لیا۔ خضر علیہ السلام خود ہی اس سے کہنے لگے: آپ نے مجھے کسی فائدہ کے لئے خریدا ہے، مجھے کوئی کام بتائیں، وہ شخص کہنے لگا: آپ بوڑھے آدمی ہیں، کمزور بھی ہیں، اس لیے میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ وہ کہنے لگے: مجھے کوئی دشواری نہیں۔ وہ بولا: اچھا اٹھا کر یہ پتھر یہاں سے ہٹا دیں۔ وہ پتھر اتنے زیادہ تھے کہ ایک دن میں چھ آدمیوں کے بغیر منتقل کرنا مشکل تھا۔ وہ آدمی اپنے کسی کام سے باہر گیا، واپس آیا تو انہوں نے ایک گھنٹہ میں پتھر ہٹا دیئے تھے۔ وہ شخص بولا: بہت خوب، بہت اچھے! آپ نے تو وہ کر دکھایا جس کی مجھے آپ سے توقع نہ تھی کہ آپ اتنا کام کر سکیں گے۔

پھر اس شخص کو کوئی سفر پیش آیا، وہ کہنے لگا: میں آپ کو امانتدار سمجھتا ہوں، آپ میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں کے نائب ہیں، جو نیابت اچھے طریقہ سے نباہنا۔ فرمایا: بہتر ہے۔ لیکن مجھے کوئی کام بتا جایئے۔ وہ کہنے لگا: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں۔ فرمایا: مجھے کوئی مشقت نہیں۔ وہ کہنے لگا: اچھا پھر اس طرح کریں کہ میرے آنے تک اینٹوں کا ایک چٹا بنا دو۔ فرماتے ہیں: وہ شخص سفر کے لیے روانہ ہوگیا، کچھ ہی دنوں بعد واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عمارت مضبوط بنی کھڑی ہے۔ اس سے رہا نہ گیا، کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں یہ سب کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ فرمایا: تم نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے واسطے نے مجھے غلام بنایا ہے۔ میں خود ہی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ میں وہی خضر ہوں جس کے متعلق تم نے سن رکھا ہے۔ ایک مسکین نے مجھ سے صدقہ کا سوال کیا میرے پاس اسے دینے کے لیے کوئی چیز نہ تھی لیکن اس نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کیا تھا اس لیے میں نے اپنی گردن اس کے حوالہ کر دی۔ اس نے مجھے فروخت کر دیا، اور میں تمہیں بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور اسے دینے کی قدرت ہو پھر بھی وہ سائل کو خالی لوٹا دے، وہ قیامت کے روز اس حال میں کھڑا ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت ہوگا نہ جلد، صرف ہڈی ہوگی جو چرچر رہی ہوگی۔ وہ شخص بولا: میں اللہ پر ایمان لایا، اللہ کے نبی! میں نے آپ کو مشقت میں ڈالا، مجھے پتہ نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ تم نے بہت اچھا سلوک کیا اور اسے برقرار رکھا۔ پھر وہ شخص عرض کرنے لگا: اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ کے قربان ہوں، میرے گھر والوں اور میرے مال کے متعلق جو فیصلہ کرنا چاہیں، یا جو کچھ پسند کرنا چاہیں تاکہ میں آپ کو رخصت کر دوں۔ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایسے ہی رخصت کر دو تاکہ میں اپنے ربّ کی عبادت کر سکوں۔ چنانچہ اس نے آپ کو رخصت کر دیا، جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے غلامی میں ڈال کر پھر اس سے نجات دے دی۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند حسن ہے، کاش! بقیہ کا عنعنہ نہ ہوتا اور اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کے بارے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس شخص کی بات نقل کی ہے، اس نے کہا: ''اے اللہ کے نبی!'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید بھی نہیں فرمائی۔

جن لوگوں کا مسلک ہے کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں

ابوبکر نقاش نے اپنی تفسیر میں علی بن موسیٰ رضا اور محمد بن اسمٰعیل (امام) بخاری رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ خضر علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ خضر علیہ السلام کی حیات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے انکار فرمایا اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ''آج جو لوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی صدی کے آخر میں باقی نہیں رہے گا''۔ اسی روایت کو انہوں نے اپنی صحیح میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے، اسی پر ان لوگوں کا بھروسہ ہے جو کہتے ہیں کہ خضر فوت ہو گئے ہیں اور اب زندہ نہیں ہیں۔

ابوحیان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ابن ابی الفضل المرسی سے منقول ہے کہ خضر، موسیٰ علیہ السلام والے فوت ہو چکے ہیں۔ اس واسطے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا، آپ پہ ایمان لانا اور آپ کا اتباع کرنا لازمی تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ''اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تب بھی ان کے لئے میرا اتباع [1] ضروری تھا''۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ (موجودہ خضر) موسیٰ علیہ السلام والے خضر نہیں ہیں۔ جبکہ اوروں کا قول ہے: ہر وقت کا ایک خضر ہے سو یہ ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ابوالحسین بن منادی اپنی کتاب میں جو خضر علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہے بحوالہ ابراہیم الحربی روایت کرتے ہیں کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اسی پر مذکور ابن المبارک نے بھروسا کیا ہے۔ اسی طرح کا مضمون علی بن موسیٰ رضا سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بن عمر بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی، سلام کے بعد آپ نے فرمایا: ''بھلا تمہیں اپنی اس رات کا پتہ ہے؟ اس صدی کے آخر میں زمین پر موجود لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا''۔ [2]

اسی روایت کو امام مسلم [3] نے حدیث جابر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے مہینہ پہلے فرمایا: ''تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے، اللہ کی قسم! زمین پر جو متنفس بھی موجود ہے سو سال بعد نہ ہوگا''۔ یہ ابوزبیر کی بحوالہ ان کے روایت ہے۔ ترمذی [4] نے یہی روایت بطریق ابوسفیان بحوالہ جابر، ابوزبیر کی روایت کے مفہوم میں نقل کی ہے۔ ابن الجوزی نے اس بارے میں جو ''جزء'' جمع کیا ہے، بواسطہ ابویعلیٰ بن الفراء حنبلی ذکر کیا ہے کہ ہمارے کسی صاحب سے خضر علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ فوت ہو چکے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ فرماتے ہیں: مجھے ابوطاہر بن عبادی کے حوالہ سے بھی اسی طرح کی بات پہنچی ہے وہ یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور آتے۔

---

[1] السنن للقرطبی (۳۵۵/۱۳) الدر المنثور (۴۸/۲)

[2] بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶) مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب بیان معنی قوله ﷺ علی رأس مأتة سنة (٦٤٢٦) ترمذی کتاب الفتن باب لا تاتی مائة سنة (۲۲۵۱)

[3] مسلم کتاب فضائل الصحابہ (٦٤٢٨)

[4] ترمذی کتاب الفتن باب لا تاتی مائة سنة (۲۲۸۰)

میں کہتا ہوں: ان میں سے ابوالفضل بن ناصر، قاضی ابوبکر بن العربی، ابوبکر محمد بن حسین نقاش ہیں۔ ابن الجوزی نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ باوجود یکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں زندہ تھے اب بھی اگر زندہ ہیں تو ان کا جسم بھی انہی جیسے لوگوں کے اجسام کے مناسب ہوتا۔ پھر اپنی سند سے بحوالہ ابوعمران جونی نقل کیا ہے کہ حضرت دانیال کی ناک ایک ہاتھ تھی۔ ابوموسیٰ کے زمانہ میں جب ان کی قبر کھلی اور ان کی نعش کھل گئی تو ایک شخص ان کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہوا تو حضرت دانیال کا گھٹنا اس شخص کے سر تک لمبا تھا۔ فرماتے ہیں: جتنے لوگ حضرت خضر علیہ السلام کے دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی دیگر باتوں میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے پتہ چلے کہ ان کا جسم اِن اجسام جیسا تھا، پھر بطور دلیل وہ روایت پیش کی ہے جو امام احمد [1] نے بطریق مجاہد، شعبی سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میرا اتباع ضروری تھا''۔ فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام کا یہ حال ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہوں اور آپ کا اتباع نہ کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ جمعہ میں، جماعت میں شریک نہ ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے مجاہدانہ وار نہ لڑیں؟ جیسا کہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اُمت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا'' سے بھی استدلال کیا ہے۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو نبی بھی مبعوث ہوا اس سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر اس کے جیتے جی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو وہ ضرور ان پر ایمان لائے گا اور ان کی مدد کرے گا۔ لہٰذا اگر عہد نبوی میں خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو ضرور آپ کے پاس آتے۔ اپنے ہاتھ سے آپ کی مدد کرتے اور اپنی زبان سے آپ کی تصدیق کرتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے رہ کر جہاد کرتے، وہ اہل کتاب کے ان سربرآوردہ لوگوں کے ایمان لانے کا سب سے بڑا سبب تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ ان کے قصہ سے واقف ہیں۔ ابوحسین بن منادی فرماتے ہیں: میں نے خضر علیہ السلام کی طویل العمری اور ان کی حیات کے متعلق تلاش و جستجو کی تو اکثر بے علم لوگ اس پر مصر ہیں کہ وہ ابھی تک باقی ہیں کیونکہ ان کے متعلق بہت کچھ منقول ہے۔ فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں جو مرفوع احادیث ہیں وہ بے اصل ہیں۔ اور اہل کتاب تک پہنچتی سند ساقط ہے اس واسطے کہ وہ ثقہ نہیں رہی مسلمہ بن مصقلہ کی روایت تو اس کی حیثیت واقعۃً خرافہ جتنی ہے۔ ہوا کی باتیں ہوا کی طرح ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں: اس کے علاوہ جتنی بھی روایات ہیں ان کی ابتداء یا انتہاء میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہے۔ سب میں دو باتیں قدرِ مشترک ہیں کہ یا تو ایسی روایات غفلت کی وجہ سے ثقات کے دامن میں ڈال دی گئیں یا کسی نے قصداً یہ ڈھونگ رچایا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے آپ سے پہلے (زمین پر) کسی انسان کو ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی''۔ [3] فرماتے ہیں: محدثین کا کہنا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث منکر السند ہے، متن سقیم ہے خضر علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں کی اور نہ کوئی پیام بھیجا۔ فرماتے ہیں: اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے نبی علیہ السلام سے پیچھے رہ جانے کی گنجائش نہ تھی۔ ضرور ہجرت کر کے آپ کے پاس آ جاتے، فرماتے ہیں: ہمارے کسی دوست نے مجھے بتایا ہے کہ کسی نے ابراہیم حربی سے حضرت خضر علیہ السلام کی لمبی عمر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اور فرمایا: ان کی موت تو بہت پہلے ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی سے ان کی عمر کے بارے میں رجوع کیا گیا تو فرمایا: ''جو کسی زندہ غائب کا یا کسی گمشدہ میت کا حوالہ دے تو اس

[1] مسند احمد (۳۸۷/۳) [2] سورۃ آل عمران (۸۱) [3] سورۃ الانبیاء (۳٤)

نے اس سے کچھ وصول نہیں کیا۔ ایسی باتیں لوگوں میں شیطان ہی ڈالتا ہے''۔ جن روایات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے میں نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے اور ان سے ملتی جلتی کئی باتیں شامل کی ہیں، ان میں سے اکثر روایات کسی نہ کسی علت (عیب) سے خالی نہیں۔ واللہ المستعان

تفسیر اصبہانی میں ہے حسن سے مروی ہے کہ ان کا مسلک تھا کہ خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کیا خضر و الیاس علیہما السلام زندہ ہیں؟ فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہ ارشاد اخیر عمر کا ہے: ''تمہیں اپنی اس رات کا پتہ ہے؟ آج جو شخص زندہ ہے وہ اس صدی کے آخر میں اس زمین پر نہیں ہوگا''۔ اسی طرح ابن الجوزی نے صحیح بخاری کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ بدر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی''۔ [1] جبکہ خضر علیہ السلام ان میں موجود نہ تھے، اگر وہ اس دن زندہ ہوتے تو اس عمومی حکم میں شامل ہوتے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ بعض لوگوں نے اس ارشادِ نبوی کو دلیل میں پیش کیا ہے: ''لا نبی بعدی''۔ [2] اور اس بارے کا قول ابن دحیہ کی جانب منسوب کیا ہے۔ حالانکہ اس کی زد میں عیسیٰ علیہ السلام آتے ہیں، جبکہ وہ یقیناً نبی ہیں اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ آخری وقت میں وہ زمین پر اتریں گے اور شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ لہٰذا نفس سے مراد کسی کے لئے از سر نو نبوت ہے، یہ مقصد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ہوگزرے اس کی نفی ہے۔

وہ روایات جن میں خضر علیہ السلام کا زمانۂ نبوی اور اس کے بعد ہونا منقول ہے

ابن عدی نے ''کامل'' میں بطریق عبداللہ بن نافع، کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی آواز سنی وہ شخص کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! مجھے جن چیزوں کا خوف ہے ان سے مجھے نجات دینے میں میری مدد فرما''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سن کر فرمایا: ''اس کے ساتھ دوسری بات کیوں نہیں ملا لیتے؟'' وہ شخص بولا: ''اے اللہ! مجھے صالحین جیسی لگن عطا فرما جو تو نے انہیں دے رکھی ہے''۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''(انس!) اس کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ تمہیں کہتے ہیں: میرے لیے استغفار کرو''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس جا کر یہ پیام پہنچایا، وہ شخص کہنے لگا: ''اے انس! تم میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہو، واپس جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا واقعی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے کہو: ہاں! واقعی''۔ وہ شخص کہنے لگا: ''جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر ایسی ہی فضیلت دی ہے جیسی رمضان کو دوسرے مہینوں پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی بقیہ اُمتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جمعہ کو بقیہ ایام پر''۔ آپ دیکھنے گئے تو وہ خضر علیہ السلام تھے۔

کثیر بن عبداللہ کی ائمہ نے تضعیف کی ہے کہ یہ کمزور راوی ہے۔ لیکن ان کے علاوہ کی روایت میں ہے ابوالحسین بن المبارک

---

[1] بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶)

[2] مسلم (۳۲) کتاب الجهاد باب الامداد بالملائكة (٤٥٦٣) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الانفال (۳۰۸۱)
كنز العمال (۲۹۹۰)

نے کہا: مجھے ابوجعفر احمد بن نضر عسکری نے بتایا کہ محمد بن سلام منبجی نے ان سے بیان کیا، اور ابن عساکر نے محمد بن فضل بن جابر کے طریق سے محمد بن سلام منبجی سے روایت کی کہ وضاح بن عباد کوفی نے ہمیں عاصم بن سلیمان الاحول سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ ایک رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وضو کا پانی لے کر باہر نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص بآوازِ بلند بلا رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ''انس! ذرا خاموش رہنا''۔ چنانچہ میں چپ ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کان لگا کر اس کی آواز سننے لگے، وہ کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! جن چیزوں سے آپ نے مجھے خوفزدہ کر رکھا ہے ان سے نجات پانے میں میری مدد فرمائیے''۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کاش! اگر یہ اسی جیسی بات اس کے ساتھ کہہ دیتا''۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی تلقین کر دی گئی، چنانچہ وہ کہنے لگا: ''مجھے صالحین جیسی لگن عطا فرما جیسی رغبت تو نے انہیں عطا کر رکھی ہے''۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: ''انس! وضو کا پانی رکھو اور اس منادی کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے کام میں ان کی مدد کریں اور ان کی اُمت کے لیے دعا کرو کہ وہ اس حق کو قبول کریں جو ان کا نبی ان کے پاس لے کر آیا ہے''۔ فرماتے ہیں: ''میں اس کے پاس پہنچا اور یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے نبی علیہ السلام کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے کام میں ان کی مدد فرمائے اور ان کی اُمت کے لیے دعا فرمائیں کہ وہ اس حق کو قبول کرلیں جو ان کا نبی ان کے پاس لے کر آیا ہے''۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''آپ کو کس نے بھیجا ہے؟'' مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اس کی انہیں اطلاع کرتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں نہیں پوچھا تھا، میں نے کہہ دیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، میرے بھیجنے والے سے آپ کا کیا نقصان، چھوڑیئے جو کچھ میں نے آپ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہنے لگے: نہیں، کیا تم مجھے بتانے کے نہیں کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ وہ شخص اس وقت تک دعا کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک اسے بھیجنے والے کے متعلق باخبر نہ کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اس سے کہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں''۔ میں اس کے پاس آ کر کہنے لگا، تو وہ بولے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو خوش آمدید، میں ان کے پاس جانا اپنا حق سمجھتا ہوں، میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنا اور عرض کرنا: یا رسول اللہ! خضر آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور عرض کر رہا ہے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر ایسی فضیلت بخشی جیسے ماہِ رمضان کو بقیہ مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بقیہ امتوں پر ایسی فضیلت عطا کی ہے جیسے جمعہ کو باقی دنوں پر فضیلت عطا کی ہے''۔ فرماتے ہیں: جب میں ان کے پاس سے پلٹا تو وہ یہ دعا کر رہے تھے: ''اے اللہ! مجھے اس ہدایت یافتہ مرحومہ اُمت میں شامل فرمادے جس کی توبہ قبول کی گئی ہے''۔

اسی روایت کو طبرانی نے ''اوسط'' میں بواسطہ بشر بن علی بن بشر العمی بحوالہ محمد بن سلام نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف عاصم نے اور ان سے صرف وضاح نے نقل کیا ہے، محمد بن سلام اس میں متفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو سندوں سے مروی ہے، ابوالحسین بن المنادی فرماتے ہیں۔ یہ وضاح وغیرہ کی کمزور حدیث ہے، جس کی سند منکر ہے اور متن معیوب ہے۔ خضر علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ خط و کتابت کی ہے اور نہ ملاقات۔ ابن الجوزی نے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے امکان کو بعید سمجھا ہے۔

حافظ ابن عساکر نے بطریق ابو خالد مؤذنِ مسجد مسلمہ، بواسطہ ابوداؤد، بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی مفہوم کی روایت کی

ہے۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: موسیٰ بن انس بن خالد بن عبداللہ بن ابی طلحہ بن موسیٰ بن انس بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا، فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے بواسطہ حاتم بن ابی روّاد، معاذ بن عبداللہ بن ابی بکر بحوالہ اپنے والد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت سے باہر نکلے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چل پڑا، ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں آپ سے صالحین کے شوق کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ نے انہیں شوق دلایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بہترین دعا ہے، کاش! اس کے ساتھ اسی جیسی دعا ملا لیتا''۔ [1] پھر ہم نے اسی شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جن چیزوں کا خوف آپ نے میرے دل میں پیدا کیا ہے ان سے نجات میں میری مدد فرما''۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ربّ کعبہ کی قسم! واجب ہوگئی۔ انس! اس شخص کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی امت میں قبولیت اور جو حق وہ لے کر آئے ہیں اس پر مدد عطا فرمائے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس شخص کے پاس آیا، اس سے کہنے لگا: اللہ کے بندے! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے دعا کرو، وہ مجھ سے کہنے لگا: تم کون ہو؟ چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں مانگی تھی تو میں نے بتانا مناسب نہ سمجھا، لیکن اس نے بن بتائے دعا کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بتا دو''۔ واپس آ کر اسے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ وہ کہنے لگا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور آپ کے لیے خوش آمدید''۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کی۔ پھر اس نے کہا: ''میری طرف سے انہیں سلام کہنا، اور عرض کرنا: میں آپ کا بھائی خضر ہوں میرا حق بنتا تھا کہ میں خود آپ کے پاس آتا''۔ فرماتے ہیں: میں جب پلٹا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! مجھے اس اُمتِ مرحومہ میں شامل فرما دے جس کی توبہ قبول کی گئی ہے''۔

افراد میں دارقطنی فرماتے ہیں، ہمیں احمد بن عباس بغوی نے بواسطہ انس بن خالد انہوں نے محمد بن عبداللہ کے حوالہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کر کے سنائی ہے۔ یہ محمد بن عبداللہ ابوسلمہ انصاری ہیں۔ جن کی روایت کردہ حدیث انتہائی کمزور ہوتی ہے۔ یہ امام بخاری کے وہ شیخ نہیں جو بصرہ کے قاضی ہیں وہ تو ثقہ ہیں وہ ابوسلمہ سے بہت پہلے کے ہیں۔ ہم نے ''فوائد ابی اسحاق ابراہیم بن محمد المزکی'' میں دارقطنی کی تخریج کو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہمیں بواسطہ محمد بن احمد بن زید، عمرو بن عاصم سے، حسن بن رزین سے، انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک میرے علم میں مرفوع ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال ایامِ حج میں ملاقات کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور یہ دعا کر کے دونوں ایک دوسرے کو رخصت کرتے ہیں: ''اللہ کے نام سے، جو اللہ چاہے خیر لانے والا صرف اللہ ہے، اللہ کے نام سے جو اللہ چاہے، اللہ ہی برائی دور کرتا ہے جو نعمت بھی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، اللہ کے نام سے جو اللہ چاہے نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے''۔ [2] دارقطنی افراد میں فرماتے ہیں: ابن جریج سے یہ روایت صرف حسن بن رزین نقل کرتے ہیں۔ ابوجعفر عقیلی فرماتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، یہ مجہول ہیں اور ان کی حدیث محفوظ بھی نہیں۔ ابوالحسین بن المنادی فرماتے ہیں، حسن مذکور کی یہ حدیث انتہائی کمزور ہے۔ ان کے طریق کے علاوہ بھی یہ

---

[1] دلائل النبوۃ (۴۲۳/۵) و میزان الاعتدال (۶۹۴۳) [2] اللآلی المصنوعۃ (۸۶/۱)

حدیث ایک ضعیف سند سے مروی ہے جسے ابن الجوزی بطریق احمد بن عمار، بواسطہ محمد بن مہدی، مہدی بن ہلال سے بحوالہ ابن جریج نے درج کیا ہے اور ان الفاظ سے مذکور ہے: ''خشکی اور تری والے الیاس و خضر علیہما السلام ہر سال مکہ میں اکٹھے ہوتے ہیں''۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہمیں پتہ چلا ہے کہ ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور دوسرے سے کہتا ہے کہو: اللہ کے نام سے۔ اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ بھی ہر دن یہ کلمات کہہ لیتا ہے تو وہ جلنے، ڈوبنے، چوری اور ہر ناپسندیدہ بات سے شام تک محفوظ رہتا ہے۔ پھر شام سے صبح تک مامون رہتا ہے''۔ [1]

ابن الجوزی لکھتے ہیں: احمد بن عمار، الدارقطنی کے نزدیک متروک ہے یہی حال مہدی بن ہلال کا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: مہدی بن ہلال موضوع و من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔ عبید بن اسحاق عطار کے طریق سے بواسطہ محمد بن میسّر، عبداللہ بن حسن سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہر عرفہ کی رات جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور خضر جمع ہوتے ہیں۔ جبرائیل کہتے ہیں: جو اللہ چاہے اللہ ہی کی طاقت سے بچا جا سکتا ہے، میکائیل انہیں جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے، ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسرافیل میکائیل کو جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ خضر علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے، برائی صرف اللہ تعالیٰ ہٹاتا ہے۔ پھر جدا ہو جاتے ہیں اور آئندہ سال اس دن کی طرح اکٹھے نہیں ہوتے''۔ عبید بن اسحاق متروک الحدیث راوی ہے۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کی کتاب الزہد کے زوائد میں حسن بن عبدالعزیز سے بواسطہ سری بن یحییٰ بحوالہ عبدالعزیز بن ابی رواد روایت کی ہے، فرمایا: خضر و الیاس علیہما السلام ہر رمضان کی ابتداء سے انتہاء تک بیت المقدس میں جمع ہوتے ہیں اور اجوائن سے افطار کرتے ہیں۔ ان کا یہ اجتماع ہر سال حج کے ایام کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ یہ روایت معضل ہے اسے ہم نے فوائدِ ابوعلی احمد بن محمد بن علی باشانی میں نقل کیا ہے کہ عبدالرحیم بن حبیب فریابی نے ہمیں بواسطہ صالح اسد بن سعید سے انہوں نے جعفر بن محمد سے وہ اپنے آباء و اجداد سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے پاس تیلوں کا ذکر ہوا، آپ نے فرمایا: ''روغن بنفشہ کو دیگر تیلوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی ہم اہل بیت کو باقی مخلوق پر''۔ [2] فرماتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہی تیل لگاتے اور اپنی ناک میں ٹپکاتے تھے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں گندنے، باذورج، جرجیر، کاسنی، کھمبی، اجوائن، گوشت اور مچھلیوں کا ذکر ہے''۔ اسی میں ہے: ''کھمبی جنتی نباتات ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے اور اس میں زہر کا علاج بھی ہے۔ یہ دونوں خضر و الیاس علیہما السلام کی غذا ہیں دونوں ہر سال حج کے زمانہ میں اکٹھے ہوتے ہیں ایک گھونٹ آبِ زم زم پیتے ہیں جو آئندہ سال تک کافی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر سال انہیں ایک مرتبہ دوبارہ جوان کر دیتا ہے، ان دونوں کی غذا کھمبی اور اجوائن ہے''۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے، اس کی تہمت عبدالرحیم بن حبیب پر ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: وہ موضوع حدیث گھڑا کرتا تھا اور یہ بات بحوالہ مقاتل پہلے گزر چکی ہے کہ الیسع ہی خضر ہیں۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: محمد بن احمد بن عبدالعزیز حرانی نے ہمیں بحوالہ ابوطاہر خیر بن عرفہ وہ ہانی بن المتوکل وہ بقیہ بن الاوزاعی وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں

---

[1] كنز العمال (٣٤٠٥٢) الكامل في الضعفاء (٢/٧٤٠) الدر المنثور (٤/٢٤٠)

[2] كنز العمال (٣٤٠٥٢) الدر المنثور (٤/٢٤٠)

کہ میں نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت کی، جب بلادِ جذام میں پہنچے، ہمیں پہلے سے پیاس لگی تھی۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی بارش ہوئی ہے، ایک تالاب نظر آیا، وہیں ہم نے رات بسر کی جب تہائی رات گزر گئی تو ایک غمگین آواز سنائی دی: ''اے اللہ! مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت مرحومہ میں شامل فرما دے جس کی بخشش کی گئی اور جس کی دعا قبول کی جاتی اور رجسے برکت دی جاتی ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حذیفہ وانس! اس گھاٹی میں جا کر دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟''[1] فرماتے ہیں: ہم وہاں پہنچے تو سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص نظر آیا جس کی داڑھی اور کپڑے ایک رنگ کے تھے۔ اس کا قد ہم سے دو یا تین ہاتھ لانبا تھا۔ ہم نے اسے سلام کیا اس نے ہمیں سلام کا جواب دیا، ہمیں خوش آمدید کہہ کر بولا: ''تم دونوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہاں جی! اللہ تعالیٰ آپ پہ رحم کرے آپ کون ہیں؟'' وہ کہنے لگا: ''میں الیاس پیغمبر ہوں، حج کے ارادے سے مکہ جا رہا تھا، تمہارا لشکر دیکھا تو مجھے فرشتوں کا جیش کہنے لگا جس کے سرخیل جبرائیل اور درمیان میں میکائیل تھے کہ یہ آپ کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہیں سلام کریں اور ان سے ملاقات کریں۔ آپ دونوں جاؤ اور میری طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنا اور عرض کرنا میں اس اندیشہ سے آپ کے لشکر میں داخل نہیں ہوا کہ اونٹ بدکیں گے اور مسلمان میرے لمبے قد سے خوفزدہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ میرا قد و قامت تم جیسا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرنا وہ میرے پاس تشریف لے آئیں''۔ حضرت حذیفہ اور انس فرماتے ہیں: ہم نے اس سے مصافحہ کیا تو اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خادمِ رسول! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حذیفہ رازدارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے انہیں مرحبا کہا۔ پھر کہا: یہ زمین سے زیادہ آسمان پر ''رازدارِ رسول'' کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت حذیفہ نے پوچھا: کیا آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے؟ وہ بولا: ہر دِن میری ان سے ملاقات ہوتی ہے، وہ مجھے اور میں انہیں سلام کرتا ہوں۔

پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ باہر تشریف لائے اور اس گھاٹی تک آ پہنچے۔ تو وہاں الیاس علیہ السلام کی روشنی تھی ان کے کپڑے سورج کی طرح چمک رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے تقریباً پچاس فٹ آگے بڑھ گئے، کافی دیر تک ان سے معانقہ کیا۔ پھر دونوں حضرات بیٹھ گئے۔ ہمیں یوں لگ رہا تھا جیسے پرندے ہوں جنہوں نے ان کے اردگرد جھرمٹ بنا لیا ہے۔ ان پرندوں کا رنگ سفید تھا۔ انہوں نے اپنے پر پھیلائے یوں وہ ہم میں اور ان دونوں میں حائل ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آواز دی: ''حذیفہ، انس! آ جاؤ! کیا دیکھتے ہیں ان کے آگے ایک سبز دسترخوان ہے، اس سے بہترین میں نے نہیں دیکھا ہوگا، اس کی سبزی ہماری سفیدی سے تیز تھی۔ ہمارے چہرے اور کپڑے اس کے عکس سے سبز لگ رہے تھے۔ اس دسترخوان پر پنیر، کھجوریں، انار، کیلے، انگور، تر کھجور اور گندنے کے علاوہ سبزی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نام سے شروع کر کے کھاؤ! ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ہماری دنیا کا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت الیاس نے ہم سے فرمایا: ''یہ میرا رزق ہے، ہر چالیس رات دِن کے بعد فرشتے میرے پاس ایک لقمہ لاتے ہیں، وہ کوئی چیز ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہو جا، وہ ہو جاتی ہے''۔[2] ہم نے ان سے پوچھا: آپ کی آمد کہاں سے ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: روما کے پیچھے سے میں جنات کے لشکر کے ہمراہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ کفار کی ایک قوم سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا: اس سے اس جگہ

[1] كشف الخفاء (۲۳۷/۲) الموضوعات (۳۰۰/۲) [2] سورة يٰسين (۸۲)

تک کا کتنا فاصلہ ہوگا؟ فرمایا: ''چار ماہ دس دن ہو گئے۔ میں ان سے علیحدہ ہوا ہوں۔ میرا مکہ جانے کا ارادہ ہے۔ ہر سال میں اس کے پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہوں اور آئندہ سال زمانۂ حج تک وہی میری سیرابی اور بچاؤ کا سامان ہوتا ہے''۔ ہم نے کہا: اکثر آپ کی آمد و رفت کہاں رہتی ہے؟ وہ بولے: شام، بیت المقدس، مغرب اور یمن۔ محمد (ﷺ) کی جو بھی چھوٹی بڑی مسجدیں ہے میں وہاں جاتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: خضر علیہ السلام سے ملے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا ہے؟ بولے: ایک سال۔ حج کے زمانہ میں ہم دونوں ملے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا: تمہاری محمد (ﷺ) سے ملاقات مجھ سے پہلے ہوگی۔ انہیں میرا اسلام کہنا اور ان سے معانقہ کر کے رو پڑے تھے۔ ہم نے جب ان سے معانقہ کیا تو وہ بھی اشکبار ہو گئے۔ ہم بھی آبدیدہ ہو گئے۔ پھر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آسمان پر چڑھ گئے، جیسے کوئی بوجھ اٹھالیا جاتا ہے''۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب وہ آسمان پر چڑھے ہمیں بڑا عجیب لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے کے دونوں پروں کے درمیان تھے جو انہیں جہاں چاہتے ہیں پہنچا دیتا ہے''۔ [1]

ابن الجوزی فرماتے ہیں: شاید بقیہ نے کسی کذاب سے سنا جس نے انہیں دھوکا دیا ہے کہ اوزاعی سے منقول ہے، فرماتے ہیں: خیر بن عرفہ غیر معروف راوی ہے۔ میں کہتا ہوں: وہ مشہور مصری محدث ہیں ان کے دادا کا نام عبداللہ بن کامل ہے۔ کنیت ابوالطاہر تھی۔ ان سے یہ روایت ابوطالب الحافظ نے کی ہے جو دارقطنی وغیرہ کے شیخ ہیں۔ اور ۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی روایت کو اوزاعی سے بقیہ کے علاوہ محدثین نے دوسرے واقعات کی صورت میں نقل کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: ابراہیم بن سعید جوہری نے بحوالہ یزید الموصلی التیمی جو ان کے مولا ہیں، انہوں نے ابواسحاق جرشی سے بحوالہ اوزاعی، مکحول سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کیا، چلتے چلتے ہم لوگ فجِ ناقہ (درۂ ناقہ) میں مقام حجر میں تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی: ''اے اللہ! مجھے محمد (ﷺ) کی اُمتِ مرحومہ میں شامل فرما دے جس کی مغفرت ہوئی اور اس کی توبہ قبول ہے ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں''۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''انس! دیکھنا! یہ آواز کیسی ہے؟'' [2] میں نے پہاڑ پر جا کر دیکھا تو ایک شخص نظر آیا جس کا سر اور داڑھی سفید ہے، سفید کپڑے ہیں، اس کے قد کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہوگی، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: ''تم رسول اللہ (ﷺ) کے قاصد ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں''۔ اور کہا: ''واپس ان کے پاس جاؤ، انہیں میرا اسلام کہنا، اور عرض کرنا آپ کا بھائی الیاس آپ سے ملنا چاہتا ہے''۔ چنانچہ نبی ﷺ تشریف لائے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب ہم اس کے قریب پہنچے تو آپ علیہ السلام آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ پھر دونوں حضرات آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر ان پر دسترخوان کی مانند آسمان سے کوئی چیز نازل ہوئی۔ جس میں کھمبی، انار، اجوائن تھی۔ کھانا کھا کر میں اٹھ کر ذرا ہٹ گیا، اتنے میں ایک بادل آیا جس نے انہیں اٹھا لیا۔ مجھے شام کی جانب ان کے سفید کپڑے نظر آ رہے تھے۔ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ کھانا جو ہم نے کھایا ہے یہ آسمان سے آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا، انہوں نے مجھ سے کہا: ''میرے پاس جبرائیل یہ کھانا ہر چالیس روز میں ایک لقمہ کی صورت میں لاتے ہیں۔ اور سال بھر میں آبِ زم زم کا ایک گھونٹ ہوتا ہے اور کبھی مجھے وہ کنوئیں پر ڈول تھامے نظر آتے ہیں، خود پیتے ہیں اور

---

[1] کنز العمال (۳۷۸۸٤)

[2] سنن القرطبی (۱۱٦/۱۵) اللآلی المصنوعہ (۸۷/۱)

مجھے بھی پلا دیتے ہیں''۔ [1] ابن الجوزی [2] نے کہا: ''یزید اور اسحاق غیر معروف ہیں۔ اس راوی نے سابقہ روایت میں الیاس علیہ السلام کی طوالت قد کے خلاف نقل کیا ہے۔ ابن عساکر نے بحوالہ ابن ابی روّاد نقل کیا کہ خضر و الیاس علیہما السلام بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں اور ہر سال حج کرتے ہیں۔ اور آبِ زم زم کا ایک گھونٹ پیتے ہیں جو انہیں آئندہ سال تک کافی رہتا ہے''۔ بعد میں مجھے ''زیادات زہد'' از عبداللہ بن احمد بن حنبل میں یہ بات مل گئی وہ لکھتے ہیں: میں نے اپنے والد کے قلم سے لکھا دیکھا کہ ہم سے مہدی بن جعفر نے بحوالہ ضمرہ سری بن یحییٰ سے انہوں نے ابن ابی روّاد سے نقل کیا، فرمایا: الیاس اور خضر علیہما السلام بیت المقدس میں رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور حج کے موسم میں ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں''۔ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھ سے حسن نے (جو ابن رافع ہیں) بحوالہ ضمرہ، سری سے انہوں نے عبدالعزیز بن ابی روّاد سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ ابن جریر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن شوذب سے مروی ہے کہ خضر فارس کی اولاد سے اور الیاس بنی اسرائیل سے ہیں، دونوں ہر سال حج کے موسم میں ملاقات کرتے ہیں''۔ [3]

باب: خضر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے اور جس نے انہیں دیکھا اور ان سے بات کی اور ان سے کچھ نقل کیا

فاکہی نے کتابِ مکہ میں جعفر بن محمد بن علی (جو صادق بن باقر ہیں) کی روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ مکہ میں دس راتوں میں سے کسی رات میں تھا۔ میرے والد مقامِ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ان کے پاس ایک سفید ریش سفید سر آدمی آیا، جس کے مضبوط اعضاء تھے۔ آ کر میرے والد کے پاس بیٹھ گیا، مختصر گفتگو کے بعد اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ مجھے بتائیں کہ اس گھر کی اوّلین مخلوق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں مغرب کا ایک آدمی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس گھر کی اوّلین مخلوق وہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس وقت ناراضگی کا اظہار فرمایا، جب فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ ''وہ بولے کیا تو اس میں ایسی مخلوق بنائے گا جو اس میں فساد مچائے''۔ [4] پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد طواف کر کے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور فرمایا: ''زمین پر بھی میرے لیے ایک گھر بناؤ جس کا طواف میرے وہ بندے کریں جن سے میں ناراض ہوں اور ان سے بھی ایسے راضی ہو جاؤں جیسے تم سے راضی ہوں''۔

پھر وہ شخص کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے! زمین میں آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ہے۔ اور چلا گیا۔ میرے والد مجھ سے کہنے لگے: اِس آدمی کے پیچھے جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں باہر نکلا اور اسے تلاش کرنے لگا: اور جب باب الصفا تک پہنچا تو ایسا ہو گیا جیسے کچھ بھی نہیں۔ میں نے اپنے والد کو آ کر اطلاع دی۔ فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ خضر تھے۔ اسی سند سے یہ واقعہ زبیر نے کتاب النسب میں ذکر کیا ہے۔ ان کی روایت میں ہے: ''اس کا سر اور داڑھی سفید تھی، ہڈیاں بڑی بڑی اور کندھے چوڑے تھے۔ سینہ کشادہ تھا، محرم جیسے اس کے اوپر دو موٹے کپڑے تھے۔ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا کہنے لگا: ابوجعفر!''

ابن عساکر نے بطریق ابراہیم بن عبداللہ بن المغیرہ بحوالہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا

---

[1] سنن القرطبی (۱۱۶/۱۵) [2] المنتظم (۳۳۸/۱) [3] تاریخ طبری (۳۶۵/۲) [4] سورۃ البقرہ

کہ مسجد کے متولیوں نے ولید بن عبدالملک سے کہا: ہر رات خضر مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم الجبلی اپنی کتاب ''الدیباج'' میں داؤد بن یحییٰ مولائے عون طفاوی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسے شخص سے نقل کرتے ہیں جو بیت المقدس اور عسقلان میں فوج میں رہا۔ کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں وادیٔ اردن میں جا رہا تھا کہ وادی کے کنارے ایک شخص نماز پڑھتے نظر آیا۔ ایک بادل اس پر دھوپ سے سایہ کیے ہوئے تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ الیاس پیغمبر ہوں گے۔ میں ان کے پاس چلا گیا، سلام کیا، نماز پڑھ کر انہوں نے سلام کا جواب دیا۔[1] میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دو مرتبہ ان سے پوچھا تھا۔ پھر انہوں نے فرمایا: ''الیاس پیغمبر ہوں''۔ مجھے سخت کپکپی شروع ہوگئی۔ مجھے خوف ہوا کہ میری عقل نہ چلی جائے۔ میں نے ان سے عرض کی: آپ دیکھ رہے ہیں میرے لیے دعا کریں تاکہ یہ کیفیت دور ہو جائے، تاکہ آپ کی بات سمجھ سکوں۔ پھر انہوں نے میرے لیے آٹھ دعائیں کیں۔ انہوں نے یہ کلمات کہے: ''اے محسن! اے رحیم! یا حی یا قیوم! اے مہربان! اے احسان کرنے والے! یا ہیا شراہیا!'' تو میرا سارا خوف دور ہوگیا۔ میں نے پوچھا: آپ کس کی طرف مبعوث ہوئے؟ فرمایا: بعلبک والوں کی طرف۔ میں نے پوچھا: اب بھی آپ کی طرف وحی آتی ہے؟ فرمایا: محمد (ﷺ) کی بعثت کے بعد نہیں۔ وہ خاتم النبیین ہیں۔ میں نے پوچھا: کتنے انبیاء زندہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: چار، میں اور خضر زمین پر، ادریس اور عیسیٰ آسمان میں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے؟ فرمایا: ہاں، ہر سال عرفات میں۔ میں نے پوچھا: کیا بات ہوتی ہے؟ فرمایا: وہ میرے بال مونڈتے اور میں ان کی حجامت کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کتنے ابدال ہیں؟ فرمایا: ساٹھ مرد ہیں۔ جن میں سے پچاس مصر کے باڑوں سے لے کر فرات کے کنارے تک کے درمیانی علاقے میں رہتے ہیں، دو مصیصہ ایک انطاکیہ میں اور سات باقی علاقوں میں ہیں۔ ان کی وجہ سے تمہیں پانی ملتا ہے اور ان کی وجہ سے دشمن کے خلاف مدد ملتی ہے اور ان کی بدولت اللہ تعالیٰ دنیا کا نظام قائم کرتا ہے اور جب دنیا کو ہلاک کرنا چاہے گا ان سب کو موت دے دے گا۔ اس میں جہالت اور متروک راوی ہیں۔

تفسیر میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، عبدالعزیز اوسی، علی بن ابی علی ہاشمی، جعفر بن محمد بن علی بن حسین وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگ تعزیت کرنے آئے ان میں ایک ایسا شخص بھی آیا جس کی آہٹ تو لوگ سن رہے تھے لیکن اس کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کہا: اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی اور برکت ہو، ہر متنفس نے موت چکھنی ہے، اس میں تمہیں تمہارے کاموں کا اجر قیامت کے روز ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہر مصیبت میں تسلی ہے اور کھو جانے والی چیز کا بدلہ ہے اور گم ہونے والی چیز کا تدارک و تلافی ہے۔ سو اللہ پر اعتماد کرو، اور اسی کی امید رکھو، حقیقت میں مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ اسی روایت کو محمد بن منصور جزار نے بحوالہ علی بن حسین نقل کیا ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ تعزیت کے لئے آئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کی آہٹ تو سنائی دے رہی تھی لیکن آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اور ہر مصیبت کا سہارا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر فوت شدہ چیز کا عوض اور ہر گم ہونے والی چیز کی تلافی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ حقیقت میں محروم وہ ہے جو ثواب سے

[1] المنتظم (۳۶۲/۱)

خالی ہاتھ رہ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو؟ یہ کون ہیں؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ بقول ابن الجوزی: محمد بن صالح نے بواسطہ محمد بن جعفران کی متابعت کی ہے۔ محمد بن صالح ضعیف راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے واقدی نے نقل کیا ہے جو کذّاب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اسے محمد بن ابی عمر نے بواسطہ محمد بن جعفر روایت کیا ہے۔ ابن ابی عمر مجہول راوی ہے"۔

میں کہتا ہوں: یہ اطلاق ضعیف ہے، اس واسطے کہ ابن ابی عمر اتنے مشہور ہیں کہ ان کے متعلق کچھ کہا جائے۔ وہ مسلم وغیرہ ائمہ کے شیخ ہیں، ثقہ ہیں، حافظ ہیں۔ مشہور مسند کے مصنف ہیں جسے روایت کیا جاتا ہے۔ اسی میں یہ حدیث ہے۔ مجھے اس حدیث کی روایت حافظ زمانہ ابوالفضل بن حسین رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے شیخ ہیں نے یہاں کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ابومحمد بن القیم نے، بواسطہ ابوالحسن بن البخاری، بواسطہ محمد بن معمر، بواسطہ سعید بن ابی رجاء، بواسطہ احمد بن محمد بن نعمان، ابوبکر بن المقری، بواسطہ اسحاق بن احمد خزاعی، بواسطہ محمد بن یحیٰی بن ابی عمر مدنی بحوالہ محمد بن جعفر بن محمد بتائی فرمایا: میرے والد (جو جعفر بن محمد الصادق ہیں) اپنے آباء واجداد کے واسطہ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے چند لوگ ان کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بات نہ سناؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے جس کے آخر میں ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: احمد آپ پر سلام ہو، زمین پر یہ میرا آخری بسیرا ہے۔ دنیا میں میری ضرورت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو لوگ تعزیت کرنے آئے۔ ایک ایسے شخص نے جس کی آواز تو سنائی دے رہی تھی لیکن اس کی شکل وصورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کہا: اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مصیبت میں سہارا ہے اور ہلاکت سے دوچار ہونے والے کا بدلہ اور گم ہوجانے والے کا تدارک ہے، سو اللہ پر بھروسا کرو، حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ والسلام علیکم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھا؟ یہ خضر علیہ السلام [1] تھے۔ یہ محمد بن جعفر، موسیٰ کاظم کے بھائی ہیں جو اپنے آباء واجداد سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے آگے ابراہیم بن منذر وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ انہوں نے مدینہ ومکہ میں اپنے لیے دعا کی تھی۔ ۲۰۰ھ میں انہوں نے حج کیا اور لوگوں سے خلافت کی بیعت لی۔ اسی سال معتصم نے حج کیا اور انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا اور انہیں اپنے بھائی مامون کے پاس خراسان بھیج دیا، بالآخر وہ جرجان میں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

خطیب نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ان پر قابو پالیا گیا تو وہ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: لوگو! میں نے تم سے جو احادیث بیان کی تھیں سب جھوٹ تھیں۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے سنی ہوئی احادیث پھاڑ ڈالیں۔ ستر سال زندہ رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحاق کے بھائی ان سے زیادہ معتبر ہیں، حاکم نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں: سلیمان وداؤد علیہما السلام کے ذکر سے اس کا منکر ہونا ظاہر ہے۔ بیہقی نے دلائل میں بواسطہ جعفر بن محمد بواسطہ اپنے والد حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے آپ کی تعزیت کی، لوگ آواز سن رہے تھے لیکن انہیں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مصیبت میں سہارا، ہر فوت شدہ چیز میں بدلہ ہے سو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو۔ اور اسی سے امید لگاؤ! حقیقی محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

---

[1] دلائل النبوة (٢٦٨/٧)

اسی طرح بیہقی [1] لکھتے ہیں: ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو حمسی نے ہمیں بواسطہ حسن بن حمید بن ربیع لخمی، بواسطہ عبداللہ بن ابی زیاد، بواسطہ یسار بن ابی حاتم، بواسطہ عبدالواحد بن سلیمان حارثی، حسن بن علی، بواسطہ محمد بن علی، جو حسین بن علی ہیں۔ بتایا کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے، پھر وفات کا طویل قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے، اتنے میں ان کے پاس کوئی شخص آیا جس کی آہٹ تو لوگ سن رہے تھے لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر اسی جیسا واقعہ تعزیت کے متعلق ذکر کیا۔ [2]

سیف بن عمر تمیمی نے اپنی کتاب ''الردۃ'' میں بواسطہ سعید بن عبداللہ، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ابوبکر آئے اور اندر داخل ہوئے، آپ پر کپڑا پڑا دیکھا تو اِنا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس کے بعد درود بھیجا، جس پر گھر والے افراد نے ایسا شور کیا جسے عیدگاہ کے لوگوں نے سنا۔ جب ان کی حالت فرو ہوئی تو ان لوگوں نے دروازے پر ایک شخص کی اونچی بھرائی ہوئی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: ''اہل بیت! السلام علیکم، ہر متنفس نے موت کو چکھنا ہے۔ قیامت کے روز تمہیں تمہارے پورے پورے اجر دیئے جائیں گے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر ایک کے مقابلہ میں تسلی اور ہر خوف سے نجات ہے۔ سو اللہ تعالیٰ سے امید رکھو اسی پر بھروسا کرو حقیقی مصیبت والا وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہے''۔ ان لوگوں نے اس کی بات پر کان لگا دیا اور رونا بس کر دیا، اسے دیکھنے کے لئے لپکے لیکن کوئی نظر نہ آیا، تو پھر آ کر رونے لگے۔ اتنے میں دوسرے شخص نے آواز دی: ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اور ہر حال میں اس کی تعریف کرو، مخلص بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ ہر مصیبت میں سہارا اور ہر ضائع ہونے والی چیز کا بدلہ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو اور اسی کی اطاعت کرو، حقیقی مصیبت والا وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خضر اور الیاس علیہما السلام ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات میں حاضر ہوئے''۔

ان کی سند میں کلام ہے اور ان کے شیخ غیر معروف ہیں۔ ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: ہمیں کامل بن طلحہ نے بواسطہ عباد بن عبدالصمد بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے اردگرد جمع ہو کر رونے لگے۔ اتنے میں بالوں والا، لمبے کندھوں والا ایک شخص تہبند اور چادر اوڑھے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی گردنیں پھلانگتے ہوئے دروازے کی چوکھٹ تک جا پہنچا، اس کی چوکھٹ پکڑ کر رونے لگا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا سہارا ہر رہ جانے والی چیز کا بدلہ اور ہر ہلاک ہونے والے کا نائب و وارث ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جس طرح وہ مصیبت میں تمہاری طرف دیکھتا ہے، تم بھی دیکھو۔ اصل میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ پھر وہ چلا گیا۔ بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آدمی کو دیکھنا، لوگوں نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''شاید یہ خضر علیہ السلام تھے، جو ہمارے نبی ﷺ کے بھائی ہیں اور ہم سے نبی ﷺ کی تعزیت کرنے آئے تھے''۔ [3] بخاری اور عقیلی نے عباد کی تضعیف کی ہے۔ اسی روایت کو طبرانی نے ''الاوسط'' میں بواسطہ موسیٰ بن ابی ہارون، بحوالہ کامل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں عباد تنہا ہے۔ کتاب النسب میں زبیر بن بکار لکھتے ہیں۔ مجھ سے حمزہ بن عتبہ اللہبی نے بواسطہ محمد بن عمران، بواسطہ جعفر بن محمد (جو صادق ہیں) روایت کی، فرمایا: میں اپنے والد محمد بن علی کے ساتھ مکہ میں ترویہ سے ایک یا دو دن پہلے دس راتوں

---

[1] دلائل النبوة (٧/٢٦٨، ٢٦٩) [2] دلائل النبوة (٧/٢٦٨، ٢٦٩) [3] دلائل النبوة (٧/٢٦٩)

میں تھا۔ میرے والد بمقام حجر نماز پڑھ رہے تھے اور میں پیچھے بیٹھا تھا اتنے میں آپ کے پاس سفید ریش، سفید سر، بڑی ہڈیوں والا ایک شخص آیا جس کے کندھے کشادہ اور سینہ چوڑا تھا، اس نے دو گاڑھے کپڑے احرام کی طرز کے پہن رکھے تھے۔ آ کر بیٹھ گیا۔ میرے والد بھانپ گئے کہ یہ شخص چاہتا ہے کہ میں نماز میں تخفیف کروں۔ چنانچہ انہوں نے نماز مختصر کی، سلام پھیر کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ شخص کہنے لگا: ابوجعفر! مجھے بتائیں اس گھر کی بنیاد کب رکھی گئی اور کیسے ہوئی؟ تو ابوجعفر نے اسے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں ایک شامی آدمی ہوں۔ فرمایا: اس گھر کی بنیاد کچھ اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے جمع کر کے ان سے فرمایا: میں زمین میں ایک (سابقہ مخلوق کا) نائب بنانے والا ہوں، وہ عرض کرنے لگے: کیا آپ اس میں (جیسی پہلی قوم جن وجن تھی اس کی طرح کوئی) فساد برپا کرنے والا بنائیں گے''۔ [1]

اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا تو انہوں نے عرش کی پناہ لی اور اس کے اردگرد سات طواف کیے اور اپنے رب سے راضی ہونے کی درخواست کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور فرمایا: ''میرے لیے زمین میں ایک گھر تعمیر کرو جس کی پناہ وہ انسان لیں جن سے میں ناراض ہوں اور اس کا اسی طرح طواف ہو جیسا تم نے میرے عرش کا طواف کیا ہے، یوں میں ان سے راضی ہو جاؤں''۔ چنانچہ فرشتوں نے یہ گھر تعمیر کیا۔ وہ شخص کہنے لگا: ابوجعفر! یہ رکن شامل نہیں ہوگا؟ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جعفر فرماتے ہیں: پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ میرے والد نے مجھے کہا: اس شخص کو میرے پاس لانا۔ میں اس کی تلاش میں نکلا لیکن میرے اور اس کے درمیان بھیڑ حائل ہو رہی تھی۔ بالآخر وہ صفا میں چلا گیا۔ میں نے صفا کے اوپر اسے غور سے دیکھا لیکن مجھے نظر نہ آیا، میں اپنے والد کے پاس آ گیا، آپ کو ساری بات بتائی۔ والد صاحب نے مجھے کہا: وہ تمہیں ملتا بھی کب؟ وہ تو خضر علیہ السلام تھے۔ ابن شاہین اپنی کتاب الجنائز میں لکھتے ہیں: ابن ابی داؤد نے بواسطہ احمد بن عمرو بن سرّاج، بحوالہ ابن وہب وہ کسی شخص سے وہ محمد بن عجلان سے وہ محمد بن المنکدر سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی جنازہ پڑھانے لگے، دور سے کسی نے آواز دی، اللہ آپ پر رحم کرے ہم سے پہل نہ کیجیے گا۔ چنانچہ آپ نے اس کا انتظار کیا اور وہ شخص صف میں آملا، آپ نے تکبیر کہی، اس نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! اگر تو اسے عذاب دے تو اس نے تیری نافرمانی کی ہے اور اگر اس کی مغفرت کر دے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اس کی طرف دیکھنے لگے: جب میت دفن ہوئی تو اس نے بھی مٹی ڈالی۔ اس کے بعد کہنے لگا: اے قبر والے! تجھے خوشخبری ہو اگر تو ناظم، خائن، کاتب (منشی) یا پولیس والا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس لاؤ ہم اس سے اس کی نماز کے متعلق پوچھیں اور جو اس نے گفتگو کی ہے دیکھا تو اس کا نشانِ قدم ایک گز تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ خضر ہیں جن کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا ہے۔

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں: اس سند میں مجہول راوی ہے اور حضرت عمر اور ابن المنکدر کے درمیان انقطاع ہے۔ ابن ابی الدنیا نے علی بن شقیق سے بواسطہ ابن المبارک روایت کی کہ ہمیں عمر بن محمد بن المنکدر نے بتایا کہ ایک دفعہ کوئی بنجارا قسم کھا کر کوئی چیز بیچ رہا تھا اس کے پاس ایک بزرگ کھڑے ہو کر کہنے لگا: بھائی بیچ لیکن قسمیں نہ کھا۔ لیکن وہ پھر بھی قسمیں کھاتا رہا۔ اس بزرگ نے کہا: بیچو لیکن قسمیں نہ کھاؤ۔ وہ کہنے لگا: آپ اپنا کام کریں۔ وہ کہنے لگے: میرا یہی کام ہے۔ جس جھوٹ سے تمہیں نفع مل رہا ہو اس پر

---

[1] سورة البقرة (۳۰)

نقصان دہ سچ کو ترجیح دو۔ بولتے رہو جب تمہارا علم ختم ہو جائے تو چپ ہو جاؤ۔ کسی کی کوئی بات جو جھوٹا تم سے کرے اس جھوٹ بولنے والے کو مشکوک سمجھو۔ وہ کہنے لگا: مجھے یہ باتیں لکھوا دو۔ اس بزرگ نے کہا: اگر مقدر میں ہوا تو ہو جائے گا۔ پھر وہ اسے نظر نہیں آیا، لوگوں کا خیال تھا وہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: یہ ہی اس حدیث کی بنیاد ہے اس کو ابوعمرو بن سماک نے اپنے فوائد میں بواسطہ یحییٰ بن ابی طالب، بواسطہ علی بن عاصم، بواسطہ عبداللہ بن عبیداللہ روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے۔ اور ایک شخص اپنا سامان بیچنے کے لیے بار بار قسمیں کھا رہا تھا۔ پاس گزرنے والا ایک شخص اسے کہتا: اللہ سے ڈر اور جھوٹی قسمیں نہ کھا۔ اگرچہ تمہیں نقصان ہو رہا ہے پھر بھی سچ بولو۔ اور اپنے نفع کی خاطر جھوٹ نہ بولو۔ اور دوسرے کی بات میں ہرگز مرچ مسالہ نہ لگانا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا: اس کی بات مان لو اور اس سے کہو! مجھے یہ کلمات لکھوا دو، چنانچہ یہ شخص اس کے پیچھے ہولیا۔ اس نے کہا: جس نے ہونا ہے ہو کر رہے گی۔ پھر اس کا پتہ نہ ملا، یہ واپس آ گیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا آپ نے فرمایا: یہ خضر تھے۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: علی بن عاصم ضعیف اور برے حافظہ والا راوی ہے۔ شاید وہ عمر بن محمد بن منکدر رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کی زبان سے "ابن عمر" نکل گیا۔ فرماتے ہیں: اسی روایت کو احمد بن محمد بن مصعب نے جو ایک وضاع شخص ہے۔ مجہول راویوں کی ایک جماعت سے بحوالہ عطاء ابن عمر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کا اس کے علاوہ ایک عمدہ طریق مل گیا ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیہقی دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں: ابوزکریا بن ابواسحاق نے ہمیں بواسطہ احمد بن سلیمان فقیہ بیان کیا وہ حسن بن مکرم سے وہ عبداللہ بن بکر سے وہ بھی ہیں وہ حجاج بن فُرافِصہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص خرید و فروخت کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک زیادہ قسمیں کھا رہا تھا، اسی دوران انہوں نے اپنے پاس ایک شخص کی آواز سنی وہ زیادہ قسمیں کھنے والے سے کہنے لگا: اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر زیادہ قسمیں نہ کھا۔ قسمیں کھانے سے تیرے رزق میں اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ اگر تو قسمیں نہ کھائے تو تیرا رزق کم نہیں ہوگا۔ وہ کہنے لگا: اپنا کام کرو۔ وہ کہنے لگا: میرا یہی کام ہے۔ یہ بات اس نے تین بار کہی اور اس کی بات کا جواب دیا۔ جب ان سے ہٹنے لگا تو کہا: تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ تم نفع والے جھوٹ پر سچ کو ترجیح دو، اگرچہ تمہارا نقصان ہو رہا ہو۔ تمہاری بات میں تمہارے عمل سے فالتو چیز نہ ہو پھر وہ چلا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص سے ملنا اور اس سے یہ باتیں لکھوا لینا۔ اس نے کہا: اللہ کے بندے! اللہ تجھ پر رحم کرے! مجھے یہ باتیں لکھوا دے۔ اس نے کہا: جو اللہ نے مقدر فرما دیا اس نے ہونا ہے۔ پھر وہی باتیں دہرائیں یہاں تک کہ اس شخص نے زبانی یاد کر لیں۔ اور پھر چلا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنا پاؤں مسجد میں رکھا۔ مجھے معلوم نہیں اس کے پاؤں تلے زمین تھی یا آسمان؟ فرماتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے وہ خضر یا الیاس تھے۔

ابن ابی الدنیا، محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ طواف کرتے پردوں سے چمٹے ایک شخص سے میری ملاقات ہوگئی جو کہہ رہا تھا: "اے وہ ذات! جسے سننے سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی اور نہ سائلین کی بھیڑ اس کے لیے کوئی مسئلہ ہے، اے وہ ذات! جو آہ و زاری کرنے والوں کی آہ و زاری اور اصرار سے نہیں اکتاتی۔ مجھے اپنی رحمت کی مٹھاس اور اپنی معافی کی ٹھنڈک چکھا"۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: بھئی! اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے اپنی یہ دعا دہراؤ۔ وہ کہنے

لگا: تم نے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو۔ اللہ کی قسم! جس کی قدرت میں خضر علیہ السلام کی جان ہے، اگر تمہارے آسمانی ستاروں جتنے بھی گناہ ہوئے یا زمین کی کنکریوں جیسے ہوئے پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرما دے گا۔ اور یہ اتنی جلدی ہوگی جسے آنکھ جھپکتی ہے۔ اسی روایت کو دینوری نے ''مجالسة'' میں اسی سند سے نقل کیا ہے۔

احمد بن حرب نیشاپوری نے حضرت علی بن ابی طالب کی روایت نقل کی ہے جو اسی مفہوم کی ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں، میں نے کہا: اللہ کے بندے! اپنی بات دہرانا۔ وہ کہنے لگا: کیا تم نے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں خضر کی جان ہے۔ خضر یہ کلمات ہر فرض نماز کے بعد کہا کرتے تھے، جو بھی فرض کے بعد یہ کلمات کہا کرے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی خواہ اس کے گناہ مضبوط ریت کی طرح، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں جیسے ہوں۔ اسی روایت کو محمد بن معاذ ہروی نے سفیان ثوری سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ''فتوح'' میں سیف نے لکھا ہے ایک جماعت جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی انہوں نے ابو محجن کو جنگ کرتے دیکھا، پھر ابو محجن کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ جو لوگ انہیں نہیں جانتے تھے ان کا خیال یہی تھا کہ یہ خضر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے لوگ وجودِ خضر کا یقین رکھتے تھے۔

ابو عبداللہ بن بطہ عکبری الحنبلی نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ ایک سنّی اور غیلان قدری کا تقدیر کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہوئے کہ سب سے پہلے جو شخص ان کے مذاکرے کی جانب آئے گا وہی حَکَم ہوگا۔ اتفاق سے ایک اعرابی اپنی عبا اپنے کندھے پر رکھے آ گیا دونوں نے اس سے کہا: ہم تجھے اپنا حکم ماننے پر راضی ہیں۔ اس نے اپنی چادر لپیٹی اور اس پر بیٹھ گیا پھر ان سے کہا: بیٹھ جاؤ۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے غیلان کے خلاف فیصلہ کیا۔ حسن کہتے ہیں: وہ خضر تھے۔

اس سند میں ابین بن سفیان متروک الحدیث راوی ہے۔ فرمایا: حماد بن عمرو نصیبی ایک متروک راوی ہے۔ ہم سے سری بن خالد نے بواسطہ جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا، علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک مولا، بحری سفر پر روانہ ہوا، کشتی ٹوٹ گئی، جب وہ ساحل پر چلا جا رہا تھا اسے کنارے پر ایک شخص نظر آیا، آسمان سے ایک دسترخوان اترتا بھی نظر آیا، وہ اس کے سامنے رکھ دیا گیا، اس نے کھانا کھایا پھر دسترخوان اٹھ گیا۔ وہ شخص کہنے لگا: اس ذات کی قسم! جس کی توفیق سے تجھے یہ نعمت ملی جو میں نے دیکھی، تو اللہ کے کن بندوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: خضر، جس کے بارے میں تم نے سن رکھا ہے۔ اس نے پوچھا: آپ کے پاس یہ کھانا کیسے آیا؟ فرمایا: اللہ کے عظیم ناموں کی وجہ سے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں عون بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کے دور میں ایک شخص مصر کے کسی باغ میں پریشان حال زمین کرید رہا تھا۔ اچانک اس نے سر اٹھایا تو ایک جوان بیلچہ لیے نظر آیا اس نے اسے حقیر سمجھا وہ اس سے کہنے لگا: مجھے تم پریشان وغمزدہ لگ رہے ہو؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ وہ بولا: دنیا تو وقتی سودا ہے جس سے نیک و بد سب کھاتے ہیں۔ اور آخرت سچا وعدہ ہے جس میں قادر بادشاہ فیصلہ کرے گا۔ یہاں تک اس نے ذکر کیا کہ آخرت کے گوشت کی طرح جوڑ ہوتے ہیں۔ جوان سے ہٹ گیا وہ حق سے ہٹ گیا۔ فرماتے ہیں: جب اس نے اس کی یہ بات سنی تو اسے بڑی پسند آئی۔ اس نے کہا: مسلمان جس پریشانی میں مبتلا ہیں اس کی مجھے فکر ہے۔ اس نے کہا: مسلمانوں پر شفقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دے گا۔ پھر اس نے کہا: ایسا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہو اور اسے نہ دیا ہو؟ یا کسی نے دعا مانگی ہو اور اللہ

تعالیٰ نے قبول نہ کی ہو یا کسی نے توکل کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی کفایت نہ کی ہو یا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور اس نے نجات نہ دی ہو، وہ شخص کہتا ہے کہ میں یہ دعا کرتا رہا: اے اللہ! مجھے اور میرے ہاتھ سے دوسروں کو سلامت رکھ، وہ کہتا ہے بالآخر یہ آزمائش ختم ہوئی اور اسے کوئی مصیبت نہ پہنچی۔ مسعر فرماتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے وہ خضر تھے۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں عون بن عبداللہ کے سوانح میں بطریق ابواسامہ یعنی حماد بن اسامہ، یہ روایت نقل کی ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں: اسی روایت کو ابن عیینہ نے ابومسعر سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم بن محمد بن سفیان جو مسلم سے روایت کرنے والے ہیں مسلم سے حدیث ابوسعید کی روایت اس شخص کے قصہ میں جسے دجال قتل کرے گا نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ شخص خضر ہوں گے۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: بحوالہ ابوسعید دجال کا قصہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں۔ اسی میں اس شخص کا قصہ ہے جسے دجال قتل کرے گا۔ اس کے آخر میں ہے معمر نے فرمایا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس کی گردن میں تانبے کا پترا لگ جائے گا اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ شخص خضر ہوں گے۔ اسی بات کو نووی نے معمر کی مسند کی جانب منسوب کیا ہے۔ جس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ ان کی اس میں کوئی سند ہے۔ حالانکہ وہ تو معمر کا قول ہے۔

ابونعیم حلیہ میں احمد بن حمید کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ مجھے ایک شخص لوگوں سے مخاطب نظر آیا جو بے حد خوش شکل تھا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: لگتا ہے یہ کوئی اہل علم ہے، ہم اس کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ جب وہ طواف کر چکا، مقام ابراہیم پر اس نے دوگانہ ادا کیے، سلام کے بعد قبلہ رخ ہو گیا اور کئی دعائیں مانگیں پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگا: تمہارے رب کا ارشاد ہے: ''میں ہی بادشاہ ہوں، میں تمہیں بادشاہ بننے کی دعوت دیتا ہوں''۔ اس کے بعد پھر قبلہ رخ ہو گیا اور بہت سی دعائیں مانگنے لگا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، بتائیں! ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگا، تمہارے رب نے فرمایا: ''میں ایسا زندہ ہوں جسے موت نہیں آتی، میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی ایسے زندہ بن جاؤ جو مریں نہیں''۔ اس کے بعد پھر قبلہ رُخ ہو گیا اور بہت سی دعائیں مانگتا رہا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ ہی بتا دیں ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: تمہارے ربّ نے کہا ہے: ''میں جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں وہ ہو جاتی ہے، میں تمہیں اس کی دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی ایسے ہو جاؤ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرو تو وہ تمہارے لئے ہو جائے''۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: پھر وہ شخص چلا گیا اور ہمیں نظر نہ آیا۔ فرماتے ہیں: سفیان ثوری سے میری ملاقات ہوئی اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ فرمانے لگے: لگتا ہے وہ خضر ہوں گے یا کوئی ابدال میں سے ہوگا۔ سفیان سے محرز بن ابی جدعی نے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ زیاد بن ابی الاصبغ نے بھی سفیان سے روایت کی ہے۔ جبکہ محمد بن حسن بن الازہر بواسطہ عباس بن یزید، سفیان سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

''شرف المصطفیٰ'' میں ابوسعید میسرہ بن سعید کی بحوالہ ان کے والد روایت لکھتے ہیں کہ حسن بصری مجلس میں تشریف فرما تھے، لوگوں کا حلقہ آپ کے اردگرد لگا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا جس کی آنکھیں سبز تھیں۔ حضرت حسن نے اس سے فرمایا: پیدائشی طور پر تمہاری آنکھیں ایسی ہیں یا کسی مصیبت کی بنا پر یہ کیا صورتحال ہے؟ وہ کہنے لگا: ابوسعید! کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو

کون ہے؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا تو مجلس میں بیٹھے ہر شخص نے اسے پہچان لیا۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا: بھئی تمہارا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا: ابوسعید! ہوا یوں کہ میں چین کے ارادے سے بحری سفر پر روانہ ہوا، سمندری طوفان سے جہاز غرق ہو گیا۔ ایک تختے پر تیرتے تیرتے کنارے پہنچا، وہاں چار ماہ تک درختوں کے پتے اور گھاس پھوس کھا کر اور چشموں کا پانی پی کر زندگی بچائی۔ پھر میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ چلتا جاؤں گا یا تو ہلاک ہونا پڑے گا یا کھلی فضا میں جا پہنچوں گا۔ چلتے چلتے مجھے ایک محل نظر آیا، لگتا تھا وہ چاندی سے بنا ہے۔ میں نے اس کا دروازہ کھولا، اندر کیا دیکھتا ہوں کہ کئی برآمدے ہیں جن کے ہر طاق میں ایک صندوق ہے جو موتیوں سے بنا ہے۔ اس پر تالے چابیاں نظر آ رہی ہیں۔ میں نے ایک صندوق کھولا جس سے بہت اچھی خوشبو پھوٹی۔ اس میں بہت سے مرد ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں ہلایا تو وہ زندہ شخص کی صورت میں مردہ تھے۔ (مارے خوف کے) میں نے صندوق بند کیا اور باہر نکل آیا۔ محل کا دروازہ بند کیا اور وہاں سے سرپٹ بھاگا۔ راستے میں مجھے دو گھڑ سوار ملے ان جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا، ان کے گھوڑے سفید پیشانیوں اور سفید پاؤں والے تھے۔ انہوں نے مجھ سے ماجرا پوچھا، میں نے انہیں بتایا، وہ کہنے لگے: آگے چلتے جاؤ، تمہیں ایک درخت نظر آئے گا جس کے نیچے ایک باغ ہوگا۔ وہاں ایک خوش پوشاک بزرگ چبوترے پر نماز پڑھ رہے ہوں گے، انہیں اپنی روداد سنانا، وہ تمہیں راہ دکھائیں گے۔ میں وہاں پہنچا تو ایک بزرگ نظر آئے، میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا، مجھ سے میرا قصہ پوچھا، میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا، جب محل کی بات بتائی تو خوفزدہ ہو گئے، پھر فرمایا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے صندوق بند کر کے دروازوں کو تالے لگا دیئے تھے، جس سے انہیں اطمینان ہو گیا۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں ایک بادل گزرا، اس سے آواز آئی، اللہ کے ولی! السلام علیکم! انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ بادل سے آواز آئی، فلاں شہر کا ارادہ ہے۔ پھر کئی بادل گزرتے چلے گئے، ایک بادل آیا تو انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: بصرہ جانا ہے۔ فرمایا: نیچے آؤ۔ بادل نیچے آیا اور ان کے سامنے آ کے ٹھہر گیا۔ پھر فرمایا: اس شخص کو اٹھا لو اور صحیح سلامت اس کے ٹھکانے تک پہنچا دینا، جب میں بادل کے اوپر بیٹھا، میں نے اس سے عرض کی، اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو یہ شرف بخشا ہے، آپ کو بتانا پڑے گا کہ وہ محل کیا تھا۔ دو گھڑ سوار کون تھے اور آپ کون ہیں؟ فرمایا: وہ محل تو ایسی جگہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سمندر کے شہداء کو عزت بخشی ہے، اور ان پر ایسے فرشتے مقرر کیے ہیں جو انہیں سمندر سے نکال نکال کر ان صندوقوں میں ریشمی کفنوں میں لپیٹ دیتے ہیں، اور وہ گھڑ سوار دو فرشتے ہیں جو صبح و شام ان کے پاس اللہ کا سلام لاتے ہیں، اور میں خضر ہوں۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے تمہارے نبی کی اُمت میں اٹھایا جائے۔ وہ شخص کہنے لگا، جب میں بادل کے اوپر بیٹھ گیا تو مجھ پر اتنی دہشت طاری ہوئی جس کا اثر آپ میری آنکھوں میں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے عظیم چیز دیکھی ہے۔

طبرانی نے اپنی کتاب ''الدعاء'' میں ابوعبداللہ التوام رقاشی کی روایت نقل کی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک شخص کو خوفزدہ کیا اور اسے قتل کرنے کے لئے اس کی تلاش شروع کر دی، وہ شخص وہاں سے بھاگ نکلا، سلیمان بن عبدالملک کے قاصد اس شخص کے گھر آتے جاتے لیکن وہ ان کے ہتھے نہ چڑھا۔ وہ شخص جس شہر بھی پہنچتا لوگ کہتے: تمہاری تلاش ہو رہی ہے۔ جب معاملہ سنگین ہو گیا تو اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں سلیمان کی حکومت نہ ہو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا اسی میں ہے ایک دفعہ وہ کسی صحراء میں چلا جا رہا تھا جس میں پانی تھا نہ کوئی درخت وہاں اسے نماز پڑھتے ایک شخص نظر آیا، وہ کہتا ہے: پہلے تو میں ڈر گیا

پھر میں نے دل میں کہا: ''اللہ کی قسم! میرے پاس نہ سواری ہے اور نہ کوئی بندوبست''۔ کہتا ہے میں نے اس کی طرف رخ کر لیا، اس نے رکوع کیا، سجدہ کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: شاید اس سرکش نے تمہیں ڈرایا ہے؟ میں نے کہا: جی یہی بات ہے۔ پھر اس نے پوچھا: تمہیں درندوں سے کون محفوظ رکھتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کون سے درندے؟ اس نے کہا، کہو:

سبحان الواحد الذی لیس غیره اله، سبحان القدیم الذی لا بادئ له، سبحان الدائم الذی لا نفاد له، سبحان الذی کل یوم هو فی شأن، سبحان الذی یحیی و یمیت سبحان الذی خلق ما نری وما لا نری، سبحان الذی علم کل شئ بغیر تعلیم.

''وہ اکیلا پاک ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ قدیم پاک ہے جس کی ابتداء کرنے والا کوئی نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والا پاک ہے، جسے فنا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو ہر روز ایک نئی شان میں ہوتی ہے۔ پاک ہے وہ جو مارتا اور جلاتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے ہمیں نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی مخلوق پیدا کی، پاک ہے وہ جو کسی کے سکھائے بغیر ہر چیز کا علم رکھتا ہے''۔

پھر اس نے مجھے کہا: یہی الفاظ کہو، میں نے کہے یہاں تک کہ مجھے یاد ہو گئے۔ جونہی میں نے توجہ کی تو وہ شخص نظر نہ آیا۔ وہ شخص کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں امن و اطمینان پیدا کر دیا اور اپنے اسی راستے سے گھر واپس آنے لگا۔ میں نے دل میں کہا: میں سلیمان بن عبدالملک کے دروازے پر ضرور جاؤں گا۔ میں وہاں آیا، خدا کی قدرت وہ دن عام اجازت کا تھا، وہ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے رہا تھا میں بھی اندر گیا وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا جونہی مجھے دیکھا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، پھر مجھے اشارہ کیا اور مجھے اتنا قریب کیا کہ میں اس کے ساتھ بستر پر جا بیٹھا اس کے بعد وہ بولا: تو نے مجھ پر جادو کیا ہے اور تیری طرف سے جو بات مجھے پہنچی ہے اس کے ساتھ ایک جادوگر ہے، میں نے کہا: امیر المومنین! نہ میں ساحر ہوں نہ مجھے سحر آتا ہے اور نہ میں نے آپ پر سحر کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ تمہیں قتل کیے بغیر میری حکومت مکمل نہیں ہو گی۔ اب جب تم مجھے نظر آئے ہو جب تک تم کو بلا نہیں لیا مجھے چین نہیں آیا اور اپنے ساتھ تمہیں بستر پر بٹھا لیا ہے۔ پھر اس نے کہا: سچ سچ مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔ میں نے اسے سارا واقعہ سنایا، سلیمان کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ کلمات تمہیں خضر نے ہی سکھائے ہوں گے۔ اس کے لیے امان کا پروانہ لکھ دیا جائے اور اچھا انعام دیا جائے اور اسے اس کے گھر تک پہنچا دیا جائے''۔

''حلیہ'' میں ابونعیم نے رجاء بن حیوۃ کے حالات میں بحوالہ تاریخ سرّاج پھر بروایت محمد بن ذکوان، رجاء بن حیوۃ کے حوالہ سے لکھا ہے ایک دفعہ میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس کھڑا تھا مجھے اس کے پاس ایک مرتبہ حاصل تھا (جو اکثر اہل علم کو ہوتا ہے) اتنے میں ایک شخص آیا رجاء کا بیان ہے وہ شخص بظاہر اچھی حالت میں تھا۔ اس نے سلام کر کے کہا: ''رجاء! اس شخص کے ساتھ زلغ گاؤں میں تمہاری آزمائش ہے، رجاء نیکی کا حکم کرتے رہنا، کمزور کی مدد کرنا، رجاء یاد رکھنا! جسے بادشاہ کے ہاں کوئی مقام حاصل ہو پھر وہ کسی کمزور انسان کی کوئی ضرورت پیش کر دے جسے وہ خود پیش نہیں کر سکتا، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا تو حساب کے لیے اس کے قدم جمے ہوں گے۔ یاد رکھو! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی ضرورت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا رہے گا۔ رجاء! تمہیں علم ہونا چاہیے! اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کر دو''۔ پھر وہ شخص انہیں نہ ملا، ان

کا خیال ہے وہ خضر تھے۔

موفقیات میں زبیر بن بکار نے مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کی روایت لکھی ہے کہ وہ دِن رات میں ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک رات میں مسجد میں تھا جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے ایک شخص آیا، نبی ﷺ (کی قبر) کے پاس آ کر سلام کیا، پھر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر یہ دعا کرنے لگا، اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے دِن بھر روزہ رکھا اور کسی چیز سے افطار نہیں کیا اور آج بھی روزہ سے ہوں، پھر روزہ رکھا اور کسی چیز سے افطار نہیں کیا۔ اے اللہ! میں چاہتا ہوں کہ ثرید ہو جو تو مجھے اپنی طرف سے کھلائے۔ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ منارہ کی کھڑکی سے ایک خدمتگار لڑکا داخل ہو رہا ہے جو لوگوں جیسا نہیں۔ اس کے پاس ایک بڑا برتن ہے جسے اس نے اس شخص کے سامنے رکھ دیا۔ وہ شخص سیدھے بیٹھ کر کھانے لگا، میری طرف کنکری پھینک کر کہا: آ جاؤ! میں نے بھی اس سے ایک لقمہ کھایا، وہ کھانا دنیا کے کھانوں جیسا نہ تھا، پھر میں شرما کر اٹھ آیا اور اپنی جگہ آ بیٹھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا، خدمتگار لڑکے نے برتن لیا اور جہاں سے آیا تھا ادھر جانے لگا۔ پھر وہ شخص بھی اُٹھ کر چلا گیا۔ میں اس کی پہچان کے لیے اس کے پیچھے ہولیا، لیکن وہ دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے معلوم نہیں کس طرف گیا ہوگا۔ میرے خیال میں وہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابوالحسین بن المنادی ''مذکور جزء'' میں لکھتے ہیں: ابوعمر نصیبی کا قول ہے: میں شام میں مسلمہ بن مصقلہ کی تلاش میں نکلا، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ بدل (جمع ابدال) ہیں۔ خدا کی قدرت وادیٔ اردن میں میری ان سے ملاقات ہوگئی، وہ مجھ سے فرمانے لگے: آج میں نے جو کچھ اس وادی میں دیکھا ہے اس کے متعلق تمہیں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: ضرور، فرمایا: آج میں اس وادی میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ درخت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے میرے دل میں آیا کہ یہ الیاس نبی ہیں۔ میں ان کے قریب ہو گیا، سلام کیا، انہوں نے رکوع کیا، پھر دائیں بائیں نماز کا سلام پھیر کر میری طرف متوجہ ہو کر بولے وعلیک السلام، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں الیاس نبی ہوں۔ فرماتے ہیں: مجھے کپکپی شروع ہوگئی، اور میں پیچھے گر پڑا۔ پھر وہ میرے قریب آئے اور میرے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے شانوں پر محسوس کی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کیفیت کو دور کر دے تا کہ میں آپ کی بات سمجھ سکوں۔ تو انہوں نے میرے لیے اللہ تعالیٰ کے آٹھ اسماءِ حسنیٰ کے ذریعہ دعا کی جن میں سے پانچ عربی تھے اور تین سریانی۔ انہوں نے کہا: **یا واحد یا احد یا صمد یا فرد یا وتر** اور تین نام سریانی تھے۔ جن کا مجھے پتہ نہیں۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور میری خوف والی حالت جاتی رہی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! آپ کو اس شخص کے کرتوتوں کا پتہ ہے؟ یعنی مروان بن محمد۔ اس نے ان دونوں اہل حمص کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: تمہیں اس سے کیا؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور متکبر ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! اگر میرا اس کے ہاں سے گزر ہو تو؟ فرمایا: اس سے اعراض کرنا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں وہاں سے گزرا تھا لیکن میں نے کسی فریق کا قصد نہیں کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے استغفار کرتے گزر گیا۔ وہ کہتے ہیں: پھر آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا۔ اسی طرح کہا کرو، پھر اس طرف نہ جانا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! ابھی زمین پر کوئی ابدال میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ ساٹھ مرد ہیں۔ جن میں سے پچاس عرشیں اور فرات کے درمیانی علاقہ میں ہیں۔ تین مصیصہ میں، ایک انطاکیہ میں باقی دس عرب

کے بقیہ علاقوں میں ہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! کیا آپ کی خضر سے ملاقات ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! ہر حج کے زمانہ میں منیٰ میں ہماری ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کی کیا بات ہوتی ہے؟ فرمایا: وہ میرا سر مونڈتے ہیں اور میں ان کا سر۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں (مجرّد) خالی مرد ہوں نہ میری بیوی ہے اور نہ بچے، اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ رہ لوں۔ وہ فرمانے لگے: تم میں اس کی سکت نہیں، تم ایسا نہیں کر سکتے۔

فرماتے ہیں: ہماری آپس میں بات ہو رہی تھی، میں نے دیکھا کہ درخت کی جڑ سے ایک دسترخوان نمودار ہوا جوان کے سامنے لگ گیا، مجھے کوئی بچھانے والا نظر نہیں آیا، اس پر تین چپاتیاں تھیں، آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مجھ سے فرمایا: بسم اللہ کرو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا، میں نے اور آپ نے ڈیڑھ ڈیڑھ چپاتی کھائی، پھر دسترخوان اٹھ گیا، اٹھاتے ہوئے بھی مجھے کوئی نظر نہیں آیا، پھر پانی سے بھرا ایک برتن لایا گیا جو اُن کے ہاتھ پر رکھ دیا گیا۔ رکھنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ انہوں نے اس میں سے پی کر مجھے دیا اور فرمانے لگے: پیو! میں نے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ پھر میں نے برتن رکھ دیا، پھر وہ برتن اٹھ گیا۔ لیکن اٹھانے والا کوئی نظر نہ آیا، پھر انہوں نے وادی کے نچلے حصہ کی طرف دیکھا تو ایک جانور جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے، آ رہا ہے۔ اس پر زین کسی ہوئی ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچا تو نیچے اتر کر ٹھہر گیا تاکہ یہ سوار ہوں۔ میں نے اس جانور کو گھمایا تاکہ زین کا رکاب پکڑوں پھر وہ سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ میں ان کے ساتھ چلتا رہا، میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ کی رفاقت اختیار کر لوں اور آپ کے ساتھ ہی رہوں؟ فرمایا: میں نے تمہیں کہا نہیں کہ تم سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ میں نے عرض کی: آپ سے ملاقات کیسے ہوگی؟ فرمایا: جب میں تمہیں دیکھوں گا تو تم بھی مجھے دیکھ لو گے۔ میں نے عرض کی: اسی پر؟ فرمایا: ہاں! شاید رمضان میں بیت المقدس میں اعتکاف کی حالت میں تمہاری ملاقات ہو جائے۔ سامنے ایک درخت آیا، وہ اپنی جانب اور میں اپنی جانب ہو گیا، میں گھوم کر سامنے آیا لیکن مجھے کوئی دکھائی نہ دیا۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: مسلمہ اور ان سے روایت کرنے والا اور ابوجعفر کوفی سب غیر مشہور ہیں۔ داؤد بن مہران بواسطہ ایک شیخ، حبیب ابی محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص دیکھا، اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں خضر ہوں۔ محمد بن عمران بواسطہ جعفر صادق روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آ کر کئی مسائل پوچھنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا اس شخص کو تلاش کرو، میں نے دیکھا تو وہ مجھے نہ ملا۔ فرمایا: وہ خضر تھے۔ ابوجعفر منصور سے مروی ہے کہ طواف میں انہوں نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا: ''میں تجھ سے زنا وفساد کے عام ہونے کی شکایت کرتا ہوں''۔ پھر انہیں بلایا اور بہت زیادہ نصیحتیں کیں اور وہاں سے چل دیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا: ذرا اس شخص کو دیکھنا کہاں ہے تو وہ لوگوں کو نہ ملا۔ فرمایا: وہ خضر تھے۔

ابن عساکر نے کرز بن وَبرہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: شام سے میرا ایک بھائی آیا جس نے مجھے کوئی ہدیہ پیش کیا۔ میں نے پوچھا: تمہیں یہ ہدیہ کس نے دیا ہے؟ کہا: ابراہیم تیمی نے۔ میں نے کہا: انہیں کس نے دیا۔ اس نے کہا: ایک دفعہ میں کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آ کر کہنے لگا: میں خضر ہوں اور مجھے یہ ہدیہ دیا اور میرے سامنے تسبیحات اور دعاؤں کا ذکر کیا۔ ابوالحسین بن المنادی نے بطریق سلمہ بن عبدالملک بحوالہ عمر بن عبدالعزیز روایت کی ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ (ح)

ابوبکر دینوری کی کتاب ''المجالسۃ'' میں بطریق ابراہیم بن خالد بحوالہ عمر بن عبدالعزیز مروی ہے کہ میں نے خضر کو تیز گام چلتے دیکھا، وہ کہہ رہے تھے: ''اے نفس! صبر کر ایسے دنوں میں جنہوں نے ختم ہونا ہے۔ ان کے لئے جو ہمیشہ کے دِن ہیں۔ چھوٹے دنوں میں بڑے دنوں کے لیے صبر کر''۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ریاح بن عبیدہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے دیکھا ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر ٹیک لگا کر چل رہا ہے میں نے دِل میں کہا: یہ شخص بڑا بے رحم ہے، جب انہوں نے نماز پڑھ لی۔ میں نے کہا: ابوحفص! ابھی جس شخص نے آپ کے ہاتھ پر ٹیک لگا رکھی تھی یہ کون تھا؟ وہ فرمانے لگے: ریاح کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: میرے خیال میں وہ اچھا، نیک آدمی ہے۔ وہ میرا بھائی خضر تھا۔ اس نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ میں خلیفہ بنوں گا۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند درست ہے جو اس باب میں مجھے ملی ہے۔ اسی کو ابوعروبہ حرانی نے اپنی تاریخ میں بواسطہ ایوب بن محمد وزّاق بحوالہ ضمرہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ اسی کو ابونعیم نے ''حلیہ'' میں بواسطہ ابن المقری ابوعروبہ سے عمر بن عبدالعزیز کے حالات میں لکھا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: میں نے محمد بن عبداللہ رازی سے بحوالہ بلال خواص روایت کرتے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں بنی اسرائیل کے میدانِ تیہ میں تھا کہ مجھے اپنے ساتھ ایک شخص چلتا دکھائی دیا، مجھے تعجب ہوا پھر میرے دِل میں خیال پیدا ہوا ہو نہ ہو یہ خضر ہوں گے۔ میں نے کہا: حق تعالیٰ کے حق کی قسم! تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ میں نے کہا: شافعی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ ابدال میں شامل ہیں۔ میں نے کہا: احمد بن حنبل؟ فرمایا: وہ صدیق ہیں۔ میں نے کہا: بشر بن حارث؟ فرمایا: ان جیسا کوئی نہیں گزرا۔ میں نے پوچھا: آپ سے ملاقات کیسے ہوگی؟ فرمایا: اپنی والدہ سے اچھا برتاؤ کرنے کی وجہ سے۔

''حلیہ'' میں ابونعیم نے بلال خواص کی روایت لکھی ہے کہ میں نے خواب میں خضر کو دیکھا، میں نے پوچھا: بشر کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ان کے بعد ان جیسا خلیفہ کوئی نہیں گزرا، میں نے کہا: احمد بن حنبل؟ فرمایا: صدیق ہیں۔ ابوالحسن بن جہضم بشر حافی کی روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میرا ایک حجرہ تھا، جب میں باہر نکلتا اسے تالہ لگا دیتا، جس کی چابی میرے پاس ہوتی۔ ایک دِن میں آیا تو اس کا دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر آیا تو دیکھا ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ جس سے میں خوفزدہ ہوگیا۔ وہ مجھ سے کہتا ہے: بشر! ڈرو نہیں میں تمہارا بھائی ابوالعباس خضر ہوں۔ یہ دعا پڑھو:

استغفر اللّٰہ من کل ذنب تبت منه ثم عدت الیه و اسأله التوبة و استغفر اللّٰہ من کل عقد عقدته علی نفسی ففسخته ولم افِ به.

''میں اللہ تعالیٰ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس سے توبہ کر کے پھر اسے کر بیٹھا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں جس سے توبہ کر کے پھر اسے کر بیٹھا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ جو شرط میں نے اپنے نفس کے خلاف لگائی لیکن اسے توڑ دیا اور پوری نہیں کی اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں''۔

عبدالمغیث نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے کیا مانع ہے کہ تم لوگ میرے بھائی خضر کی دعا سے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرو''۔ پھر بشر کی حکایت میں مذکور کلمات کا مفہوم ذکر کیا۔

ابونعیم نے ابواسحاق مرستانی کی روایت لکھی ہے، فرمایا: میں نے خضر کو دیکھا، انہوں نے مجھے دس کلمات سکھائے۔ پھر انہیں اپنی انگلیوں پر شمار کر کے فرمایا:

اللّٰھم انی اسئلک الاقبال علیک والاصغاء الیک والفھم عنک والبصیرۃ فی امرک، والنفاذ فی طاعتک والمواظبۃ علی ارادتک والمبادرۃ الی خدمتک و حسن الادب فی معاملتک والتسلیم والتفویض الیک.

''اے اللہ! میں تیری طرف آنے، تیری طرف متوجہ ہونے، تیری بات سمجھنے اور تیرے دین میں بصیرت، تیری طاعت وفرمانبرداری میں چلنے، تیرے ارادہ پر ہمیشگی کرنے، تیرے دین کی خدمت کی طرف جلدی کرنے اور تیرے معاملہ میں حسن ادب اور تیرے حضور تسلیم ورضا کا سوال کرتا ہوں''۔

ابوالحسن بن جہضم فرماتے ہیں: ابوعمران خیاط نے فرمایا: مجھ سے خضر نے کہا: اللہ کے ہر ولی کو میں جانتا ہوں، میں یمن کے شہر صنعاء کی ایک مسجد میں تھا، لوگوں نے عبدالرزاق کے اردگرد حلقہ بنایا ہوا ان سے حدیث کا سماع کر رہے تھے۔ مسجد کے کونے میں ایک جوان تھا، مجھ سے کہنے لگا: ان لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: عبدالرزاق سے حدیث سن رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا: کس کی روایت ہے؟ میں نے کہا: فلاں، فلاں سے بحوالہ نبی ﷺ۔ وہ کہنے لگا: کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی سنا ہے؟ میں نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے؟ وہ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے کہا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: خضر۔ فرمایا: مجھے علم ہوگیا کہ جو بھی اللہ کا ولی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ (یاد رہے!) ابن جہضم جھوٹ میں مشہور ہے۔

حسن بن غالب سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو میری سواری آگے نکل گئی اور میں قافلہ سے بچھڑ گیا۔ مجھے ایک جوان ملا جس نے میرا ہاتھ پکڑ کر ان لوگوں سے جاملایا، جب میں آ گیا تو میرے گھر والے کہنے لگے: ہم نے سنا تھا کہ آپ فوت ہوگئے ہیں۔ اور ہم ابوالحسن قزوینی کے پاس چلے گئے۔ اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور ان سے دعا کرنے کو کہا۔ وہ کہنے لگے: وہ (یعنی آپ) ہلاک نہیں ہوئے۔ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں: جب میں آیا تو ان کے پاس گیا۔ وہ فرمانے لگے: تمہارا دوست کہاں ہے؟ حسن بن غالب کہتے ہیں: میں مسجد میں تھا ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا: کل تمہارے پاس ایک تحفہ بھیجا جائے گا، اسے قبول نہ کرنا اور بعد میں کچھ دنوں کے اندر ایک تحفہ آئے گا تو اسے قبول کر لینا۔ فرماتے ہیں: مجھے پتہ چلا تھا کہ ابوالحسن القزینی نے میرے متعلق کہہ رکھا تھا کہ اس نے دو بار خضر کو دیکھا ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں: محدثین نے حسن بن غالب کو کاذب لکھا ہے۔ ابن عساکر نے ابوزرعہ رازی کے حالات میں ایک صحیح سند کے ذریعہ بحوالہ ابوزرعہ لکھا ہے کہ جوانی میں ان کی ملاقات مہندی لگے ایک شخص سے ہوئی، وہ ان سے کہنے لگا: امراء (گورنروں) کے دروازوں پر نہ پڑے رہنا۔ فرماتے ہیں، پھر وہ اسی طرح تھا بڑھاپے میں اسی سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے کہا: کیا میں نے تمہیں امراء کے دروازوں پر پڑے رہنے سے روکا نہ تھا؟ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو وہ نظر نہ آیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ زمین پھٹی ہے اور اس میں چلا گیا ہے۔ مجھے خیال گزرا کہ وہ خضر ہوں گے۔ واپس آ کر نہ میں نے کسی امیر کی زیارت کی نہ اس کے دروازے پر گیا اور نہ اس سے کسی ضرورت کا سوال کیا۔

''جرح وتعدیل'' میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے زہد میں ایک ایسے شخص کا کلام نقل کیا ہے جسے انہوں نے

دیکھا تھا اور وہ غائب ہو گیا تھا۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیسے گیا۔ ان کا خیال ہے وہ خضر تھے۔ نعیم بن میسرہ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس سے اعراض کیا جاتا ہے اور ہم نے حافظ ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن وارہ رازی کے فوائد کے جزء اوّل میں لکھا ہے کہ مجھ سے لیث بن خالد ابوعمرو نے جو ثقہ ہیں بواسطہ میتب ابویحییٰ جو مقاتل بن حیان کے شاگرد ہیں روایت کی ہے۔ فرمایا: میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا، ان کے پاس ایک شخص شاید کوئی بوڑھا تھا، باتیں کر رہا تھا یا یہ فرمایا کہ وہ ان پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ پھر وہ مجھے نظر نہ آیا۔ میں نے کہا: امیرالمومنین! میں نے آپ سے باتیں کرتے ایک شخص دیکھا تھا۔ فرمایا: کیا تم نے اس سے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: وہ میرا بھائی خضر تھا، وہ میرے پاس میری موافقت کرنے اور مجھے درست راہ کا مشورہ دینے آتے ہیں۔

ہم نے ابراہیم بن ادھم کے اخبار و احوال میں روایت کی ہے کہ ابراہیم بن بشار جو ابراہیم بن ادھم کے خادم تھے، فرماتے ہیں: میں شام میں ان کے ساتھ تھا، میں نے عرض کی: ابواسحاق! مجھے اپنے ابتدائی حالات سنائیں۔ وہ فرمانے لگے: جوانی میں مجھے شکار کا بڑا شوق تھا، ایک دن حسب عادت شکار کے لیے نکلا، کوئی خرگوش تھا یا لومڑی تھی جس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اسی دوران مجھے آواز سنائی دی: اے ابراہیم! کیا تو اس کے لیے پیدا ہوا۔ اس کا تجھے حکم ہوا ہے؟ میں گھبرا کر ٹھہر گیا۔ پھر میں اعوذ باللہ پڑھ کر سواری کو ایڑ لگا دی۔ ایسا کئی بار ہوا۔ پھر مجھے آواز آئی اب کی بار قربوس السرج سے ندا آئی۔ اللہ کی قسم! نہ تو اس کے لیے پیدا ہوا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم ملا ہے۔ فرماتے ہیں: میں گھوڑے سے اترا اور اپنے والد کے ایک چرواہے سے ملا۔ اس سے اون کا جبہ لے کر پہنا، گھوڑا اور دوسرا سامان اس کے حوالہ کیا اور مکہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب میں جنگل میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص سفر کر رہا ہے۔ جس کے پاس نہ برتن ہے اور نہ زادِ سفر، جب شام ہوئی اس نے مغرب کی نماز پڑھی، اس نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی، کوئی دعا اس نے پڑھی جو مجھے سمجھ نہ آئی۔ اتنے میں ایک کھانے سے بھرا اور دوسرا پانی سے بھرا برتن نظر آیا، میں نے بھی اس کے ساتھ کھایا پیا، جن پر کئی دن میرا گزارا ہوا۔ اس نے مجھے اسمِ اعظم لکھایا اور پھر غائب ہو گیا۔ میں اکیلا رہ گیا۔ ایک دن میں تنہائی سے وحشت کھا رہا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کیا دیکھتا ہوں ایک شخص ہے جس نے میرے ازار کی جگہ سے مجھے پکڑ کر کہا: مانگ تجھے دیا جائے گا۔ مجھے اس کی بات سے خوف ہونے لگا۔ اس نے کہا: ڈرو نہیں، میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔

عبدالمغیث بن زہیر حربی حنبلی نے اپنے رسالہ میں جو انہوں نے خضر کے بارے میں تالیف کیا ہے، بحوالہ احمد بن حنبل لکھتے ہیں: میں بیت المقدس میں تھا جہاں میں نے خضر و الیاس علیہما السلام کو دیکھا۔ امام احمد سے مروی ہے میں سویا ہوا تھا کہ خضر علیہ السلام میرے پاس آ کر کہنے لگے: احمد! میں آسمان میں رہتا ہوں، فرشتے تم سے خوش ہیں۔ امام احمد سے مروی ہے کہ وہ مکہ کے لیے روانہ ہوئے ایک شخص کا ساتھ ہو گیا، فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ وہ خضر ہیں۔ ابن الجوزی، عبدالمغیث کی تردید میں لکھتے ہیں: یہ بات امام احمد سے ثابت نہیں۔ فرماتے ہیں: اس بارے میں معروف کرخی کا بھی لوگ حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھ سے خضر نے بیان کیا۔ فرماتے ہیں: بھلا معروف سے یہ بات کیسے صحیح ثابت ہو سکتی ہے؟

ابوحیان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو لوگ صلاح و تقویٰ کی نسبت کرتے ہیں ان میں سے اکثریت اس کی دلدادہ ہے کہ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے۔ امام ابوالفتح قشیری اپنے شیخ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے ان سے بات کی ہے کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ وہ خضر تھے؟ (تو فرماتے ہیں:) وہ خاموش ہو گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ خضری چند نیک

لوگوں کا کام ہے وہ خضر علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں۔ اسی کے متعلق بعض کہتے ہیں: ہر دور کا ایک خضر ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ذرا بعیدی اقرار ہے کہ مشہور خضر وفات پا چکے ہیں۔ ابوحیان لکھتے ہیں: ہمارے حدیث کے بعض مشائخ مثلاً عبدالواحد حنبلی کے شاگرد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی خضر سے ملاقات ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: حافظ ابوالفضل العراقی بن حسین نے جو ہمارے شیخ ہیں مجھ سے بیان کیا کہ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی کا عقیدہ تھا کہ خضر زندہ ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حربی وغیرہ کے انکار کا ذکر کیا تو وہ ناراض ہو کر فرمانے لگے: جو یہ کہے: فوت ہو گئے میں اس سے ناراض ہوں۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ہم ان کی وفات کے عقیدہ سے رجوع کرتے ہیں۔ جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے ان میں سے قاضی علم الدین بساطی کا دور ہم نے پایا ہے وہ ظاہر کے دور میں رقوق میں مالکیہ کے قاضی مقرر تھے۔ واللہ اعلم و بغیبہ احکم

باب خاء کے بعد طاء

۲۲۷۳ الخَطَل العرجی الکنانی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے سلمہ بن خطل کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

باب خاء کے بعد فاء

۲۲۷۴ خُفاف [1]

ابن ایماء ابن رَحضہ الغفاری مشہور شخصیت ہیں۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے وہ بنی غفار کے امام اور خطیب تھے۔ حدیبیہ میں شریک رہے جس کا ثبوت صحیح بخاری میں بروایت اسلم مولائے عمر بحوالہ حمراء بنت خفاف ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ذکر کی تو آپ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ وہ غیقۃ مقام میں فروکش ہوتے اور اکثر مدینہ منورہ بھی آتے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے حارث، روایت کرتے ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے۔ [2]

میں کہتا ہوں: ان کی بیٹی کے قصہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ان کی وفات خلافت فاروقی میں یا اس سے پہلے ہوئی ہے۔

۲۲۷۵ خُفَاف بن عُمَیر [3]

بن حارث بن شرید بن ریاح بن یقظہ بن عُصَیّہ بن خفاف بن امریٔ القیس بن بہثہ بن علیم۔ ابن ندبہ جوان کی والدہ ہیں ان کے نام سے مشہور ہیں۔ بقول ابن کلبی فتح مکہ میں شریک تھے۔ انہی کے پاس بنی سلیم کا علم تھا یہ مشہور شاعر بھی تھے۔ اصمعی فرماتے ہیں: حنین میں شریک ہوئے، فتنۂ ارتداد میں اپنے اسلام میں ثابت قدم رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک حیات رہے۔ ابوعبیدہ لکھتے ہیں:

[1] اسد الغابہ (١٤٦٢) استیعاب (٦٧١) تجرید (١/١١٠) [2] جامع المسانید (١١١/٤) [3] اسد الغابہ (١٤٦٣) استیعاب (٦٧٢)

حارث بن شرید (جوانہی خفاف کے دادا ہوتے ہیں) بنی حارث بن کعب پر حملہ کیا اور وہاں سے ندبہ کو گرفتار کر کے اپنے بیٹے عمیر کو ہبہ کردی جس سے خفاف پیدا ہوئے اور اپنی ماں کی طرف ہی نسبت کیے جانے لگے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ان کا نسب یوں ہے ندبہ بنت ابان بن شیطان بن قنان بن سلمہ، ان کے جدِ اعلیٰ کا نام شرید عمرو ہے، جنھوں نے دورِ جاہلیت دیکھا، پھر اسلام لے آئے اور ارتداد کے دور میں اسلام پر جمے رہے۔ حضرت ابوبکر کی مدح سرائی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔ وہ قبیلۂ قیس کے نامور گھڑسوار اور مشہور شاعر تھے۔ اصمعی فرماتے ہیں: وہ درید ہیں، جو گھڑسواروں میں سب سے بڑھ کر شاعر تھے۔ ان کی کنیت ابوخراشہ نے انہی کے متعلق عباس بن مرداس کہتا ہے:

''ابوخراشہ! تو تو بڑی تعداد والا ہے، رہی میری قوم تو انہیں بجو نے نہیں کھایا''۔

مبرد نے کامل میں ان کے وہ اشعار لکھے ہیں جن میں سیدنا ابوبکر کی مدح کی ہے شاید یہ وہی اشعار ہیں جن کی طرف مرزبانی نے اشارہ کیا ہے یہ مشہور بند بھی انہی کا ہے:

''جب نیزہ ٹھہرا ہو رہا تھا تو میں اس سے یہ بات کہہ رہا تھا خفاف کے بارے میں ہی وہ ہوں''۔

اس سے پہلے یہ اشعار ہیں:

''اگرچہ میرے گھوڑے کے سینے پر نیزے لگے تو قصداً میری آنکھ پر میں نے مالک کا ارادہ کیا ہے''۔[1]

(۲۲۷۶) خفاف بن نضلہ[*]

بن عمرو بن بہدلہ ثقفی۔ انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے ذابل بن طفیل بن عمرو دوسی روایت کرتے ہیں۔ ذابل کے حالات میں ان کی حدیث آرہی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے۔ ''معجم الشعراء'' میں مرزبانی لکھتے ہیں: خفاف بن نضلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو مندرجہ ذیل اشعار عرض کیے:

''خواب میں میرے پاس وجرہ کا ایک جن آ کر بتانے لگا، کاموں میں خرابی ہے وہ کئی کئی راتیں آپ کی طرف بلاتا رہا پھر سکڑ کر کہنے لگا: تو آنے والا نہیں۔ پھر میں ایک اونٹ پر سوار ہوا جس کی پیٹھ کو انگارے سے اذیت دی گئی۔ اس کے ذریعہ وہ ٹیلوں پر دوڑتا چلا گیا۔ محنت کوشش کر کے میں مدینہ پہنچ گیا تا کہ آپ کو دیکھوں اور مصیبتیں دور ہوں''۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اشعار پسند فرمائے اور ارشاد فرمایا: بعض باتیں جادو (کی سی) ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکم و امثال جیسے ہوتے ہیں[2]۔ مرزبانی لکھتے ہیں: یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی روایت کو ابوسعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی[3] نے دلائل میں نقل کیا ہے۔ جس پر تنبیہ حرفِ ذال میں آئے گی۔

---

[1] جامع المسانید (۱۱۳/٤) [*] اسد (١٤٦٤) تجرید (١٦١/١)

[2] ابوداؤد کتاب الادب (٥٠١١) ابن ماجہ کتاب الادب (٣٧٥٦) مسند احمد (٢٦٩/١)

[3] بیهقی دلائل النبوة (٨٥/١)

۲۲۷۷ **حفشیش کندی** جیم میں تذکرہ ہو گیا۔

باب خاء کے بعد لام

۲۲۷۸ خلّاد بن رافع [1]

بن مالک الخزرجی، رفاعہ کے بھائی، کنیت ابو یحییٰ تھی۔ ابن اسحاق وغیرہ بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر بزار، باوردی، ابن السکن اور طبرانی [2] نے بطریق عبدالعزیز بن عمران، حضرت رفاعہ بن رافع کی روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا بھائی خلّاد رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب روحاء کے پیچھے پہنچے، تھک ہار کر ہمارا اونٹ بیٹھ گیا، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں نبی ﷺ کی ان دونوں کے لیے دعا بھی ہے، آپ نے ان کے اونٹ کو دم کیا تھا۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ خلّاد بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر شہداءِ بدر میں نہیں کیا۔ [3] ابو عمر لکھتے ہیں: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انہیں روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: بقول بعض: انہوں نے ہی اچھے انداز سے نماز نہیں پڑھی تھی (جس پر آپ ﷺ نے انہیں ٹوکا تھا اور اصلاح فرمائی تھی) ابو موسیٰ، یحییٰ بن عبداللہ بن خلّاد سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھنے لگے، پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا: ''جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، تمہاری نماز نہیں ہوئی''۔ [4] یہی روایت سعید بن منصور اور زہری نے نقل کی ہے جو علی بن یحییٰ بن عبداللہ بن خلاد بواسطہ ان کے والد ان کے دادا سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: علی بن یحییٰ کے نسب میں عبداللہ کا ذکر اضافہ ہے جس کی ضرورت نہیں۔ اور ابن عیینہ کا یہ کہنا کہ ''ان کے دادا سے'' وہم ہے اسی روایت اسحاق بن ابی طلحہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے علی بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا رفاعہ سے روایت کیا ہے اصل حدیث انہی کی ہے جو انہی کی نسبت سے مشہور ہے۔ اسی طرح اسمٰعیل بن جعفر نے رفاعہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ یہ تمام طرق سنن کے علاوہ کے ہیں۔ امام احمد [5] اور ابن ابی شیبہ نے بطریق محمد بن عمرو بواسطہ علی بن یحییٰ روایت کی کہ رفاعہ نے فرمایا کہ خلّاد مسجد میں داخل ہوئے، پھر حدیث ذکر کی۔ یہی روایت طحاوی نے بطریق شریک بن ابی نمر بحوالہ علی بن یحییٰ نقل کی ہے۔ یہی درست ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خلاد ہی برے انداز سے نماز پڑھ رہے تھے اور رفاعہ ان کے بھائی ہیں جنہوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔ اگر خلاد بدر میں شہید ہوتے ہیں تو یہ قصہ بدر سے پہلے کا ہے جسے رفاعہ نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (١٤٦٨) استیعاب (٦٧٣) تجرید (١/١٦١)

[2] المعجم الکبیر (٤١٣٥) [3] استیعاب (٢/٣٢)

[4] بخاری کتاب الاذان باب وجوب القرأة للامام و المأموم فی الصلوات کلها (٧٥٧) مسلم کتاب الصلاة باب فی الطمانیة (٨٨٣)
ابوداؤد کتاب الصلاة باب من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود (٨٥٦)
ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی وصف الصلاة (٣٠٣) نسائی کتاب الافتتاح (٨٨٣)

[5] مسند احمد (٤/٣٤٠)

۲۲۷۹ خلاد بن سائب [1]

بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس انصاری خزرجی۔ ابن السکن کہتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کے علاوہ کسی کا قول ہے کہ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ابونعیم نے ایک حدیث جو بروایت مسلم بن ابی مریم، بواسطہ عطاء بن یسار، خلاد بن سائب سے نقل کی ہے کہ انہیں اور ان کے والد کو صحابی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حسن بن سفیان اور طبرانی [2] نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کسی کی کھیتی یا کھجور کو پرندے یا کسی درندے سے کوئی ضرر پہنچے تو وہ اس کے لیے اجر کا باعث ہے''۔ اس کی سند حسن ہے۔ ابن السکن ان کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حرہ کی جانب نکلے۔ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا: یہ عاجز اکیلا کہاں جارہا ہے؟ پھر دو شخص گزرے، آپ نے فرمایا: یہ دونوں عاجز کہاں جارہے ہیں؟ پھر تین آدمیوں کا گزر ہوا تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ سنن میں ان کی ایک اور حدیث بھی ہے لیکن وہ ان کے والد سے مروی ہے۔

۲۲۸۰ خلاد بن سوید

بن ثعلبہ انصاری خزرجی، سابقہ شخصیت کے دادا۔ بقول ابن کلبی: بدر میں شریک ہوئے، اور ان کے بیٹے سائب بن خلاد امیر معاویہ کی طرف سے یمن کے والی مقرر ہوئے، انہوں نے خلاد بن سائب کا ذکر نہیں کیا۔ ابواحمد عسکری لکھتے ہیں: ''خلاد بن سوید کو بعض لوگ خلاد بن سائب بن ثعلبہ کہتے ہیں''۔ یوں انہوں نے دونوں کو ایک شخص بنا دیا، ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ وہ ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: وہ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے اور قریظہ کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا ذکر بدری صحابہ میں کیا ہے۔ غزوۂ قریظہ میں شہید ہوئے، ان پر ایک یہودی عورت نے چکی گرائی جس سے ان کا سر کچل گیا، جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں دو شہیدوں کا ثواب ہے''۔ [3] ابونعیم سوانح میں ابراہیم بن خلاد بن سوید کی حدیث بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ سے آ کر عرض کرنے لگے: ''اے محمد! پر جوش اور خوب برسنے والے بنیں''۔ [4] اس حدیث کی علت، کہیں اور بیان ہوگی۔

۲۲۸۱ خلّاد بن عمرو [5]

بن الجموح انصاری سلمی، ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ابن اسحاق وغیرہ نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: اس میں لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں، وہ احد میں شہید ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ان کی والدہ ہند بنت عمرو ہیں جو جابر بن عبداللہ کی پھوپھی لگتی ہیں۔ انہی نے اپنے خاوند، بیٹے اور بھائی کی نعشیں اونٹ پر لادیں، پھر انہیں حکم ہوا تو واپس لا کر اُحد میں دفن کر دیئے گئے۔

---

[1] اسد الغابہ (١٤٧٠) استیعاب (٦٧٥) [2] المعجم الكبير (٢٣٦/٤)

[3] البدايہ والنهايہ (١٦٧/٣) (١٢٦/٤) الطبقات الكبرىٰ (٣٨/٤) [4] جامع المسانيد (١٢٩/٤)

[5] اسد الغابہ (١٤٧٣) استیعاب (٦٧٦) [6] استیعاب (٣٥/٢)

۲۲۸۲ (ز) خلّاد بن نعمان انصاری

مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اس عورت کی عدت کے متعلق پوچھا جسے ماہواری نہیں آتی۔ اس پر آیت نازل ہوئی: ''اور وہ عورتیں جو ماہواری سے مایوس ہو چکی ہیں''۔ [1] ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر مقاتل میں مجھے ان کا نام تو مل گیا لیکن ان کے والد کا نام نہیں ملا۔

۲۲۸۳ خلّاد [2] (بے نسبت)

حارث اپنی مسند میں لکھتے ہیں عبدالرحمٰن بن خلاد سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو اپنے گھرانے کی عورتوں کی امامت کرنے کی اجازت دی تھی۔ اسی طرح عبدالعزیز نے کہا، اور وہ ضعیف راوی ہے۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ جو بروایت عبدالرحمٰن بن خلاد بحوالہ ام ورقہ مروی ہے۔ اسی طرح ابوداؤد وغیرہ نے اس کی روایت کی ہے۔ [3] اگر اس طرح محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ اس کی دو سندیں ہیں۔

۲۲۸۴ خلّاد [4] (بے نسبت)

مسند ابویعلی [5] میں ہے کہ قریظہ کے روز ایک انصاری جوان شہید ہوا جس کا نام خلاّد تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے''۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کس بنا پر؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ اہل کتاب اس کے قاتل ہیں''۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر کا گمان ہے کہ یہ خلاّد وہی سابقہ خلاّد بن سوید ہیں اور جنہوں نے ان کا علیحدہ عنوان قائم کیا ہے انہیں عیب لگایا ہے سو ان کا یہ گمان درست نہیں۔ اس واسطے کہ حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نوجوان تھے اور خلاد بن سوید صاحب اولاد تھے۔ ان کے بیٹے کا نام سائب تھا جو مشہور صحابی ہیں۔ نیز ان کے بیٹے خلاد بن سائب صحابی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، خلاد بن سائب کے قریظہ کے روز عورت کے ہاتھوں شہید ہونے سے اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا ہے کہ ''اس کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے'' سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس روز کوئی اور شہید نہیں ہوا جس کا یہی اجر بیان ہوا ہو۔

۲۲۸۵ خلاد الزرقی [6]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن جعفر بواسطہ عبداللہ بن دینار بواسطہ خلاد زرقی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مدینہ والوں کو ڈرایا اسے اللہ تعالیٰ خوفزدہ کرے گا''۔ [7] (حدیث)

میں کہتا ہوں: عبداللہ بن جعفر وہی مدنی، ضعیف راوی ہے۔ یہ حدیث سائب بن خلاد یا خلاد بن سائب سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] سورة الطلاق (٤) [2] اسد الغابہ (١٤٦٦) [3] ابوداؤد كتاب الصلاة باب امامة النساء (٥٩١، ٥٩٢) مسند احمد
[4] اسد الغابہ (١٤٦٩) [5] مسند ابی یعلی (١٥٩١/٣) [6] اسد الغابہ (١٤٦٩)
[7] مسند احمد (٥٦/٤) كنز العمال (٣٤٨٣٧) المعجم الكبير (٦٦٣٧/٧)

۲۲۸۶ خلدہ الانصاری زرقی [1]

ابن عبدالبر بطریق عمر بن عبداللہ بن خَلَدہ زرقی وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا خلدہ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: خلدہ! کسی کو بلاؤ جو میری اس اونٹنی کا دودھ دوہ دے! اتنے میں ایک شخص آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: حرب۔ فرمایا: تم رہنے دو! پھر دوسرا آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: یعیش۔ فرمایا: دھو! (حدیث) [2] اس روایت کا مؤطا میں بواسطہ یحییٰ بن سعید مرسل یا معضل ایک شاہد ہے۔

۲۲۸۷ خُلَید بن المنذر [3]

بن ساوی العبدی، طبری کا بیان ہے کہ ۱۷ھ میں علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے انہیں فارس کی جانب بھیجے جانے والے بحری بیڑے کا امیر مقرر کیا تھا، ان کے والد نبی ﷺ کی وفات کے بعد ہی فوت ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ خلید کو حاضری کا شرف حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

۲۲۸۸ خُلَید

بقول بعض: ابوریحانہ کا نام ہے، جسے ابن قانع نے نقل کیا ہے۔ مشہور شمعون ہے جیسا کہ شین میں بیان ہوگا۔

۲۲۸۹ خُلَیدہ/ خُلبیدہ [4]

تصغیر ہے۔ ابن قیس بن نعمان بن سِنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدرو اُحُد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق اور امام واقدی نے ان کا نام خلیدہ کے بجائے خلید بن قیس لیا ہے۔

۲۲۹۰ خلف بن مالك

بن عبداللہ غفاری، جو آبی اللحم سے مشہور ہیں۔ الف میں تذکرہ ہو چکا۔

۲۲۹۱ خلیفه بن امیه جذامی

اسمٰعیلی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور بطریق داؤد بن عمران بن عائذ بن مالک بن خلیفہ بن امیہ روایت کی ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: میں اور جبارہ مکہ سے ان قیدیوں کے فدیہ میں نکلے جو ہمارے لئے قید کیے گئے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے جہاں ہم نے اسلام قبول کیا۔ جو کچھ ہم لائے اس سے نبی ﷺ کو آگاہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک لشکر بھیجوں؟ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم سچ بولیں انکار کریں یا غداری کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ سچ بولنا۔ چنانچہ ہم ان کے پاس فدیہ لے کر گئے جو کچھ ہمارے لئے لیا گیا تھا ہم اسے ہنکا کر مدینہ لے آئے۔ مجھے لقوہ (چہرے کی بیماری جس میں منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور بند

---

[1] اسد الغابہ (۱٤۷٤) تجرید (۱/۱٦۲) [2] المصنف لعبدالرزاق (۱٦۱۲۷) کنز العمال (۳۰۰۸۹)

[3] اسد الغابہ (۱٤۷۷) [4] اسد الغابہ (۱٤۷۸) استیعاب (٦۸۹)

نہیں ہوتا) ہوگیا، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ پھیرا تو میں ٹھیک ہوگیا۔ پھر ہمیں توشہ میں کھجوریں دیں۔ ہم اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ ہم چونکہ مسلمان ہو چکے تھے اس لیے ہماری قوم نے ہمیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، وہاں سے بھاگ نکلے، میں تو اپنی بہن ام سلمیٰ رفاعہ بن زید کی اہلیہ کے ہاں آ گیا، اور زید بن حارثہ کے لشکر لانے تک وہیں مقیم رہا، اور رفاعہ بن زید اپنی قوم سمیت وہاں سے چلے گئے۔ یوں میں اپنی ہمشیرہ کے پاس ''کراع'' اور ''سبی'' میں رہا۔ پھر ان کے ساتھ مدینہ آ گیا۔

۲۲۹۲ خلیفہ [1]

بقول بعض: علیفہ، ابن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ بیاضی، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ضرار بن صرد نے اپنی اس سند سے جو بحوالہ عبداللہ بن ابی رافع ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنگ صفین میں ساتھ دینے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ [2]

باب خاء کے بعد میم

۲۲۹۳ خمخام بن حارث

بن خالد ذہلی ان کا نام مالک تھا۔ ابو موسیٰ بواسطہ مجالد بن خمخام (اور خمخام کا نام مالک بن حارث بن خالد تھا) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد خمخام نے بنی بکر بن وائل کے وفد میں سدوس کے چار آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کی، وہ آدمی یہ تھے: (۱) بشیر بن خصاصیہ (۲) فرات بن حیان (۳) عبداللہ بن اسود (۴) یزید بن ظبیان۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ بواسطہ مجالد بن خمخام روایت کرتے ہیں کہ خمخام وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ روایت انہوں نے منقطع بیان کی ہے۔ منصور خالدی ضعیف ہونے میں مشہور ہے، جو ان حفاظ حدیث میں سے تھا جو بکثرت روایت کرتے تھے۔ لہٰذا اس روایت کو مسنداً کہنے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

۲۲۹۴ خمیصہ بن ابان حدّانی [3]

وثیمہ نے ''ردّہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مدینہ سے عمان نبی ﷺ کی وفات کی خبر لائے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے مدینہ میں لوگوں کو اس طرح روتے دیکھا ہے جیسے ہنڈیا جوش سے ابلتی ہے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ اس کے متعلق عمرو بن عاص نے کہا: ''حدانی کی بات سے دل پھٹ گئے، خمیصہ بن ابان نے نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع دی''۔ ذیل میں ابن فتحون نے اور ابن الاثیر [4] نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وثیمہ کا حوالہ نہیں دیا۔

۲۲۹۵ (ز) خمیصہ بن حکم سلمی (بھائیوں میں سے ایک)

''ردّہ'' میں واقدی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے بعد ارتداد کی نذر ہوگئے اور قبیصہ سلمی کو قتل کر ڈالا۔ واقدی فرماتے ہیں:

---

[1] اسد الغابہ (١٤٨١) استیعاب (٦٨٨) [2] المعجم الکبیر (٤/٤١٧٨) [3] اسد الغابہ (١٤٨٣) [4] اسد الغابہ (٢/١٣٠)

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ معاویہ بن حکم سلمی اپنے بھائی خمیصہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں قبیصہ کے بدلہ میں قتل کرنا ناگزیر ہے۔ معاویہ نے ان سے عرض کی، یہ قصور اس سے اس وقت ہوا جب یہ اسلام سے پھر چکا تھا۔ اب تو توبہ کر کے اسلام کی طرف لوٹ آیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ان کی دیت لاؤ۔ قبیصہ بہت اچھا انسان تھا۔ قبیصہ کے حالات میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

باب خاء کے بعد نون

۲۲۹۶ خُنَیس ✿ (تصغیر ہے)

ابن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی، عبداللہ کے بھائی۔ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ حبشہ ہجرت کی، وہاں سے لوٹے تو مدینہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ بدر میں شرکت کی، احد میں ان کے کاری زخم آیا جس سے جاں بحق ہوگئے۔ صحیح بخاری میں بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر بواسطہ ان کے والد ان کے دادا سے ان کا ذکر ثابت ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کی وفات سے بیوہ ہوگئیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ بدر میں شرکت فرما چکے تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔ شیخ حمید فرماتے ہیں: معمر کی روایت میں حبیش لکھا ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۲۲۹۷ خنیس بن خالد اشعری ✿

ابوصخر خزاعی۔ ایسا ہی ابراہیم بن سعد اور سلمہ بن فضل بحوالہ ابواسحاق فرمایا کرتے تھے جبکہ ان دونوں کے علاوہ لوگ حبیش کہتے ہیں، یہی درست ہے، پہلے گزر چکا ہے۔

۲۲۹۸ خنیس بن ابی السائب ✿

بن عبادہ بن مالک بن اصلع بن عیینہ انصاری اوسی، از بنی جحجبی، بیعت رضوان اور بعد کے واقعات میں شریک ہوئے۔ پھر فتوحِ عراق میں بھی حصہ لیا۔ یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۲۹۹ خنیس غفاری

انہیں ابوخنیس بھی کہا جاتا ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

✿ اسد الغابہ (۱۴۸۵) استیعاب (۶۷۷) ✿ اسد الغابہ (۱۴۸۶) استیعاب (۶۷۸)

✿ اسد الغابہ (۱۴۸۷)

باب خاء کے بعد واوٗ

۲۳۰۰ خوّات بن جبیر [1]

بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری ابوعبداللہ، ابوصالح۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ان کی پنڈلی میں پتھر لگ گیا تھا اس لئے مقام صفراء سے واپس کر دیئے گئے لیکن ان کا حصہ اور اجر برقرار رکھا گیا۔ امام واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اصحابِ سیر کا قول ہے: یہ احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بغوی اور طبرانی بطریق جریر بن حازم بواسطہ زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''مرظہران'' پر اترا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے خیمہ سے نکلا پاس ہی چند عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں مجھے ان کی باتیں بھا گئیں، واپس آیا، اپنا جوڑا پہنا اور ان کے پاس جا بیٹھا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی تو میرے چھکے چھوٹ گئے۔ میں نے خود ہی عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا اونٹ بدک گیا تھا اس کا بندھن ڈھونڈ رہا ہوں، حدیث لمبی ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''تمہارے اونٹ کی بدکن کا کیا ہوا؟'' [2]

طبرانی [3] اور ابن شاہین نے حضرت خوات رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ ''جو مشروب تھوڑا نشہ پیدا کرے اس کا زیادہ استعمال بھی حرام ہے''۔ ابن مندہ نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں صلاۃ خوف ادا کی۔ [4]
(حدیث) موطا مالک میں یہ روایت بواسطہ یزید بن رومان، بواسطہ صالح بحوالہ وہاں موجود کسی شخص ہے اس میں بحوالہ ان کے والد نہیں ہے۔ اسے عمری نے قاسم بن محمد سے بواسطہ صالح بحوالہ اپنے والد اور ماموں عبدالرحمٰن بن قاسم نے بواسطہ قاسم بن محمد انہوں نے بحوالہ اپنے والد، صالح بن خوات سے بواسطہ سہل بن ابی حثمہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابواویس نے اسے یاد رکھا ہے، شاید صالح نے دونوں سے سماع کیا ہو۔

سرّاج نے اپنی تاریخ میں بطریق ضمرہ بن سعید بواسطہ قیس بن ابی حذیفہ بحوالہ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے فرمایا: ہم حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جس قافلہ میں ہم تھے اس میں ابوعبیدہ تھا اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ لوگ کہنے لگے: ہمیں ضرار کے اشعار سناؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ابوعبداللہ کو اپنے اشعار سنانے دو تو میں انہیں اشعار سناتا رہا یہاں تک کہ سحری ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوات اپنی زبان کو خاموش کر لو سحری ہوگئی ہے۔

باوردی بطریق ثابت بن عبید بحوالہ خوّات بن جبیر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ ''دن کی ابتداء میں سونا بے وقوفی، دوپہر کے وقت سونا عادت وفطرت اور شام کے وقت سونا حماقت ہے''۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جبیر ذات نحیین (نحی گھی کے برتن کو کہتے ہیں) والے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے مذکورہ قصہ بطریق ابن سیرین نقل کیا ہے کہ جاہلیت

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۸۹) استیعاب (۶۸۴) [2] المعجم الکبیر (۴۱۴۶/۴) مجمع الزوائد (۱۶۱۰۵) جامع المسانید (۱۲۲/۴، ۱۲۳)
[3] المعجم الکبیر (۴۱۴۹/۴) [4] موطا مالک صلاۃ الخوف باب صلاۃ الخوف (۴۴۰)

میں ایک عورت گھی بیچا کرتی تھی۔ایک شخص اس کے پاس آیا، تنہا پا کر اسے بہلایا پھسلایا تو عورت نے انکار کر دیا، وہ شخص باہر نکلا اور اپنی ہیئت تبدیل کر کے واپس آ کر کہنے لگا: تمہارے پاس اچھا گھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔اس نے ایک مشکیزہ کھولا جسے اس شخص نے چکھا، کہنے لگا: ذرا اس سے اچھا گھی دکھانا۔اس نے کھلی ہوئی مشک پکڑی اور دوسری کھول دی۔وہ شخص بولا: ارے میرا اونٹ گیا اسے پکڑنا۔وہ کہتی ہے: ٹھہر! میں پہلی مشک باندھ لوں۔اس نے کہا: نہیں، ورنہ میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، گھی بہہ جائے گا، مجھے اندیشہ ہے کہ اونٹ نہ ملے، اس عورت نے مجبوراً دوسرا مشکیزہ پکڑ لیا۔اب وہ اس پر جھپٹ پڑا۔جب اپنی حاجت اس سے پوری کر چکا تو وہ بولی: اونٹ وہاں نہیں؟

واقدی کا بیان ہے کہ خوات رضی اللہ عنہ ۴۰ھ تک زندہ رہے اور اسی میں چوہتر سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، ان کا قد میانہ تھا۔مرزبانی کا قول ہے: ۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

۲۳۰۱ خوط بن عبدالعزیٰ حاء میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۰۲ خولی بن ابی خولی [1]

بن عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران، حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف جعفی بقول بعض: عجلی۔ابوخولی کا نام عمر ہے وہ بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا تو فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب کے حلیف ہیں۔موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔

ہیثم بن عدی کا قول ہے خولی اور ان کے دونوں بھائیوں ہلال اور عبداللہ نے حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کی۔بلاذری لکھتے ہیں: یہ بات ثابت نہیں۔ثابت یہ ہے کہ وہ اور ان کے بھائی بدر میں شریک ہوئے تھے۔طبری لکھتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ [2] کی خلافت میں وفات پائی۔ابن مندہ کا گمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں یہ شریک تھے۔ابونعیم نے بھی اسے برقرار رکھا حالانکہ یہ وہم ہے۔تدفین کی معزز خدمت میں جو شریک ہوئے وہ اوس بن خولی ہیں۔کسی راوی نے اس میں تبدیلی کر دی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔اس وہم کا بیان بھی ہوگا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شام میں سکونت کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے۔

۲۳۰۳ خولی [3] (بے نسبت)

ابن ابی حاتم [4] نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے جبکہ ابن مندہ نے دونوں کو ایک کہا ہے اور ابن عبداللہ کو اس ضمن میں تردد ہے۔ابن ابی حاتم ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ضحاک بن تمر روایت لیتے ہیں اور ابن مندہ نے ان کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میٹھی بات کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔" [5] (حدیث) اسی روایت کو بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں بطریق عبداللہ بن عبدالجبار حمصی، بواسطہ انیس بن ضحاک بن تمر بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۹۳) استیعاب (٦٧٩) [2] جامع المسانيد (١٢٦/٤)

[3] اسد الغابہ (۱٤٩٤) استیعاب (٦٨١) [4] الجرح والتعديل (٣٩٩/٣)

[5] كنز العمال (٤٤٣٠٧) جامع المسانيد (١٢٦/٤)۔

۲۳۰۴ خویلد بن خالد [1]

بن بُجیر ابن عمرو بن حماص الکنانی، ابوعقرب کنیت تھی۔ ابونوفل بن ابی عمرو بن ابی عقرب کے دادا ہیں۔ بقول بعض ابونوفل اورابوعقرب کے درمیان اور کوئی نہیں۔ طبرانی، ابن شاہین اور ابن حبان [2] نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات کا بقیہ حصہ کنیتوں میں (نمبر شمار ۱۰۲۵۶) آئے گا۔ بقول بعض: یہ خالد بن بجیر ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۳۰۵ خویلد بن خالد [3]

بن مُنقذ بن ربیعہ خزاعی ام معبد کے بھائی، انہی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابوعمر [4] نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۳۰۶ خویلد الضمری [5]

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان سے ابوسفیان کے بدر میں قافلہ کا قصہ منقول ہے۔

۲۳۰۷ خویلد بن عمرو

بن صخر بن عبدالعزی، کنیت ابوشریح خزاعی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔ بقول بعض ان کا نام کچھ اور ہے۔

۲۳۰۸ خویلد بن عمرو انصاری [6] سلمی

محمد بن عبید نے بحوالہ اپنے والد جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ [7] طبرانی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۰۹ خیبری [8]

نسب کے لفظ سے یہ نام ہے۔ ابن النعمان طائی، ابواحمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پہاڑ ''اَجَاً'' کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اہل اجاً کے لیے کیا ہے، اہل اجاً کے لیے بھوک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (مدینہ والوں) کے پہاڑ کو محفوظ رکھا ہے''۔ پھر ہم سے قحط سالی جدا نہ ہوئی۔ [9] ہم نے آپ سے صلح کر لی اور زکوۃ ادا کرنے لگے۔ اور آپ ہم سے خوش ہو کر گئے اس کے بعد ہم نے زکوۃ نہیں روکی۔

موفقیات میں زبیر نے لکھا ہے کہ خیبری بن نعمان نے حاتم طائی کی وفات کے بعد اس کی قبر پر پڑاؤ کر کے اس سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اسے خواب میں دیکھا اور انہیں اشعار سنائے، قصہ مشہور ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۹۸) [2] الثقات (۱۱۰/۳) [3] اسد الغابہ (۱۴۹۵) استیعاب (۶۸۳) [4] استیعاب (۳۸/۲)

[5] اسد الغابہ (۱۴۹۷) [6] اسد الغابہ (۱۴۹۹) [7] المعجم الکبیر (۴۱۳۲/۴) [8] اسد الغابہ (۱۵۰۱) تجرید (۱۶۴/۱)

[9] اسد الغابہ (۱۳۵/۲)

(۲۳۱۰) خیثمہ بن حارث*

بن مالک بن کعب بن نحاط ابن غنم انصاری۔ بقول ابن کلبی: سعد بن خیثمہ کے والد ہیں۔غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے سعد بن خیثمہ کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

(۲۳۱۱) (ز) خُیَیر (مولا عامر بن الحضرمی)

عامر بن الحضرمی کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ بقول بعض: یہ نام جبر ہے حرف جیم میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

قسم ثانی از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

(۲۳۱۲) خالد بن عجیر

بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف، جیسا کہ بیان ہوگا ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ابن کلبی کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی خالد کو شراب نوشی کے جرم میں کوڑے لگوائے تھے۔

میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جسے کوڑے لگوائے ہوں یقیناً وہ بالغ ہوگا اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بالغ ہوگا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی موجود ہوگا، لہٰذا اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ اس قسم میں شامل ہے۔ان کا نافع نامی ایک بھائی تھا جس کا تذکرہ حرف نون میں آئے گا۔

باب خاء کے بعد لام

(۲۳۱۳) خلیفہ بن بشر*

یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کا جو استدراک کیا ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس حدیث سے مانوس ہوئے جو ان کے دادا نے نقل کی ہے۔وہ حدیث بطریق فاطمہ بنت مسلم بواسطہ خلیفہ بن بشر بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ جب وہ اسلام لے آئے تو آپ علیہ السلام نے انہیں ان کا مال و اولاد واپس کر دی۔ (حدیث)

---

* اسد الغابہ (۱۵۰۲) استیعاب (٦٨٧) * اسد الغابہ (۱٤٧٩)

قسم ثالث از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

۲۳۱۴ خارجہ بن الصلت البُرجُمیّ ❶

انہیں دورِ نبوت میسر ہوا۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ کوفہ کے رہائشی تھے۔ ابن المبارک بواسطہ زکریا، شعبی سے وہ خارجہ بن صلت سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نبی ﷺ کے پاس گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے، راہ میں ان کا ایک دیہاتی پر گزر ہوا جو مجنون تھا اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو ابوداؤد ❷ اور نسائی نے بطریق زکریا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خارجہ سے بحوالہ ان کے چچا مروی ہے: اس میں یہ الفاظ نہیں: ''پھر وہ ہمارے پاس واپس آئے''۔ ان کے چچا کا نام ''علاقہ'' تھا۔

۲۳۱۵ خارجہ بن عقال رُعَیْنی ثم زیادی

انہیں دورِ نبوت میسر ہوا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مصر میں شریک ہوئے، ثمامہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۱۶ خالد بن خویلد ھُذلی

ابوذؤیب، مرزبانی نے ان کا واقعہ لکھا ہے، مشہور خویلد بن خالد ہے۔ پھر تذکرہ ہوگا۔

۲۳۱۷ (ز) خالد بن ربیعہ ❶

بن مرّ بن حارثہ بن ناصرہ الجَدَریؔ، بقول بعض: خالد بن معبد جبکہ درست نام خالد ابو معبد ہے۔ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ ابراہیم بن منذر بحوالہ ان لوگوں کے جو ان سے ذکر کرتے ہیں وہ معبد بن خالد سے وہ ابوسریحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: تیرا باپ وہ پہلا مسلمان ہے جس نے شام میں عذراء شہر کے دروازے پر وقوف کیا ہے۔ اس روایت کو ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابن ابی وہب نے بواسطہ اسحاق بن یحییٰ تمیمی بحوالہ معبد بن خالد طویل انداز میں نقل کی ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ بہترین اوصاف کے مالک اور بلیغ انسان تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھائی کہ وہ قبیلہ ربیعہ کو قید اور ان کے بچوں کو غلام بنا کر فروخت کریں گے کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سبقت کی تھی، تو تمام ربیعہ خالد کی رائے پر متفق ہو گیا۔ چنانچہ خالد نے یہ اشعار کہے:

---

❶ اسد الغابہ (۱۳۳۳) استیعاب (۶۱۲) تجرید (۱/۱۴۷) ❷ ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی (۳۸۹۶)

❶ اسد الغابہ (۱۳۶۳)

''حرب کے بیٹے نے ہماری خواتین کے بارے میں قسم کھائی ہے جبکہ اس نے جو قسم کھائی اس کی اس نیت کے درمیان کاٹنے والی تلواریں ہیں، کمر بند کے ساتھ لگی تلواریں اور نیزے ہیں جو بارانی زمین کے علاوہ کی زمین سے پانی کے خواہشمند ہیں اور پھر قریبی عورتیں روئیں گی۔ اور اگر تم قسم توڑنے پر خاموش نہیں رہ سکتے تو ایسی خونریز لڑائی کا اعتراف کرلو جو جبڑوں اور مونچھوں کو زخمی کردے گی''۔

اسی میں وہ کہتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا ہے:

''معاویہ! بے وقوف نہ بنو! اس لئے کہ ہم سخت دِن میں تمہارے مددگار تھے۔ اس بزرگ کو چھوڑو جو اپنی راہ لیے چل بسا، خواہ درست گیا یا غلط دونوں صورتوں میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دو''۔

۲۳۱۸ خالد بن زهير

بن محرّث الہذلی، مشہور شاعر ابوذؤیب کے بھانجے، ابوذؤیب مسلمان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے لیکن مدینہ ان کی آمد اس وقت ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی اور ابھی تک آپ کی تدفین عمل میں نہیں آئی تھی۔ خالد ابوذؤیب کے چچازاد ہیں۔ بقول ابن کلبی: ان کے دادا کا نام محرث تھا جنہوں نے خالد کی پرورش کی تھی۔ دورِ جاہلیت میں اتفاق سے انہیں ایک خاتون سے عشق ہوگیا جس کے خاوند کا نام مالک بن عویمر تھا جس کے سلسلہ میں یہ مالک پر غالب آگئے، وہ اپنے بھانجے خالد کو اس عورت کے اپنے ہاں منتقل ہونے سے پہلے بھیجا کرتے تھے، خالد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہا کرتے تھے حسین وجمیل نوجوان تھے وہ عورت ان پر فریفتہ ہوگئی جس کی تھوڑی بہت ابوذؤیب کو سمجھ لگ گئی۔ وہ اس عورت کے پاس آئے اور چند اشعار کہے:

''تو چاہتی ہے کہ مجھے اور خالد دونوں کو ایک ساتھ رکھے، تیرا ناس ہو! بھلا ایک نیام میں دو تلواریں سما سکتی ہیں''۔

اور خالد کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''خالد نے اپنی راتوں میں میرے بھید کی حفاظت کی، جبکہ راہ کے ارادے سے کئی امور لگاتار ہوتے رہتے''۔

خالد کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے وہ خاتون اپنے ہاں رکھ لی اور ان اشعار میں اپنے ماموں کو جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ آپ کی عقل کو ہرگز دور نہ کرے جب اس نے جنگ کی، اور سفر کیا جبکہ خوابوں کے جھوٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ آپ نے خود ہی اسے ابن عویمر کے ہاتھ سے چھینا ہے اور خود ہی اُس کے پسندیدہ اور اس عورت کے قصہ گو تھے۔ جو روش آپ نے اختیار کی ہے اس پر وہ ہرگز جزع فزع اور بے صبری نہ کرے کسی بھی طریقہ کو سب سے پہلے وہی شخص پسند کرتا ہے جو اس پر چلتا ہے''۔

۲۳۱۹ (ز) خالد بن سطيح غسانی[1]

بقول ابن مندہ: انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے، ان کی حدیث کی سند میں تامل ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۸۵) استیعاب (۶۲۳)

۲۳۲۰ (ز) خالد بن عروہ

بن ورد العبسی۔ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا، کیونکہ ان کے والد بعثت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ان کا ایک بیٹا یزید بن خالد نامی تھا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کر کے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

''جب بھی میرا مال شمار کیا جائے میرا ایک بھائی ہے جس کی عیال کے علاوہ میں اس کی پرورش میں تھا۔ میں اس کا بدلہ نہیں اتار سکتا، اس نسل کی وجہ سے جو میرے کم مال میں پیدا ہوگئی''۔

۲۳۲۱ خالد بن عمیر عدوی بصری

ابن عبدالبر[1] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے اور بصرہ میں عتبہ بن غزوان کے خطاب میں موجود تھے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ان کی روایت ہے یا نہیں؟

۲۳۲۲ (ز) خالد بن معبد ابن ربیعہ ہیں۔

۲۳۲۳ خالد بن معمّر

بن سلیمان بن حارث بن شجاع بن حارث بن سدوس سدوسی، انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ ابواحمد عسکری لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بکر بن وائل کے سردار تھے۔ جاحظ نے کتاب البیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قبیلہ بکر کی سرداری انہیں خالد کو سونپ دی تھی۔ کیونکہ مجزأۃ بن ثور شہید ہو چکے تھے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ عہدہ شقیق بن مجزأۃ کو سونپ دیا تھا۔ بقول یعقوب بن سفیان: جنگ جمل و صفین میں خالد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں تھے۔ انہیں کے متعلق شاعر امیر معاویہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

''معاویہ! خالد بن معمر کو امیر بناؤ، اس لیے کہ اگر خالد نہ ہوتا تو تم کسی کو امیر نہ بناتے''۔

یعقوب بن شیبہ بطریق شبیل بن عزرہ روایت کرتے ہیں کہ بنی حارث جنگ صفین کے روز خالد بن معمر کے ساتھ شقیق بن ثور پر ٹوٹ پڑے اور اس سے جھنڈا چھین لیا۔ یعقوب بن سفیان بطریق مضارب عجلی روایت کرتے ہیں کہ بنی بکر بن وائل کے دو شخص آپس میں فخر کا مقابلہ کرنے لگے، ہمدان کے ایک آدمی سے فیصلہ کرایا، اس نے پوچھا: تم دونوں میں سے خالد بن معمر کون ہے، جس کے ہاتھ پر ربیعہ نے صفین کے روز موت کی بیعت کی تھی؟ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ابن ماکولا[2] کا بیان ہے کہ امیر معاویہ نے انہیں ارمینیا کا حاکم بنایا، نصیبین کے مقام تک پہنچے تو وفات پا گئے۔

۲۳۲۴ (ز) خالد بن ہلال

طبری نے مثنی بن حارثہ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں

---

[1] استیعاب (۱۴/۲) [2] الثقات (۲۰۴/۴) [3] الاکمال (۲۶۵/۲)

فتوحات میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۲۵ خالد بن ولید سکسکی

ابن حبان [1] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے اور مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ان سے یحییٰ بن ضحاک روایت لیتے ہیں۔

باب خاء کے بعد باء

۲۳۲۶ (ز) خبّاب الحدلی

ابن ربیعہ ہیں۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۲۷ خباب

عطاء کے والد ہیں، انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا، قسم اوّل میں ان کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

باب خاء کے بعد تاء

۲۳۲۸ (ز) خُثیم المکی القارّی

از قبیلۂ قارہ۔ دورِ نبوت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ابن ابی حبیبہ روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری [2] اور ابن حبان [3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید بواسطہ اپنے والد ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ عمر بن شبہ کتابِ مکہ میں لکھتے ہیں کہ عیاض بن وہب فرماتے ہیں مجھے خثیم قارہ کے ایک شخص نے حدیث سنائی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ اس وقت مروہ میں قطعات اراضی تقسیم فرما رہے تھے۔ میں نے درخواست کی کہ مجھے اور میری اولاد کو بھی گوشۂ زمین عنایت فرما دیں۔ آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا حرم یہاں کے مقیمین اور باہر سے آنے والوں کے لئے برابر ہے"۔ خثیم فرماتے ہیں: جن لوگوں میں قطعات تقسیم ہوئے میں نے انہیں دیکھا ہے، کئی لوگوں نے بیچ دیں کئی نے وراثت میں چھوڑیں، میں صرف اس وجہ سے محروم رہا کہ میں نے کہا تھا کہ مجھے اور میری اولاد کو عطا کیجئے۔

باب خاء کے بعد دال

۲۳۲۹ خداش بن زهیر

بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری۔ حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا جس کے متعلق ان کے اشعار

---

[1] الثقات (۲۱۰/٤) [2] التاریخ الکبیر (۲۱۰/۱) [3] الثقات (۲۱۳/٤)

بھی ہیں:

''واہ وہ سختی! سخینہ پر ہم نے جھوٹ موٹ کی سختی نہیں کی۔ کاش رات اور حرم نہ ہوتا تو پھر پتہ چلتا''۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد خداش نے اسلام قبول کرلیا۔ ان کا بیٹا سعساع نظامت کے جھگڑے میں عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس کی طرف دیکھا پھر کہا: جاؤ! میں نے تمہیں ناظم بنا دیا۔ اس کی قوم کھڑے ہو کر کہنے لگی: ابن خداش کامیاب رہا۔ عبدالملک نے ان کی بات سن لی، کہنے لگا: واللہ ایسا نہیں ہوسکتا، تیرا باپ جاہلیت میں ہماری برائی بیان کرے اور ہم تمہیں اسلام میں سرداری کا عہدہ دیں!؟ پھر سابقہ اشعار ذکر کیے۔ شعر میں سخینہ سے مراد قریش ہے۔ مرزبانی کا بیان ہے: یہ دورِ جاہلیت کے ہیں اور مذکورہ اشعار انہوں نے حرب الفجار کے موقع پر کہے تھے، یہی زیادہ بہتر ہے۔

باب خاء کے بعد راء

۲۳۳۰ خراش بن ابی خراش ھذلی

ان کے والد کا نام خویلد بن مرّہ ہے، جن کا تذکرہ عنقریب ہوگا۔ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جنگ میں شرکت کی۔ بقول ابوعبیدہ وغیرہ، بنی فہم نے ابوخراش کے بھائی عروہ کو قید کرلیا۔ ابوخراش اپنے بیٹے خراش کو لے کر ان کے پاس گئے اور ان کے ہاں اسے رہن رکھوا کر اپنے بھائی کو چھڑوالیا۔ بعد میں فدیہ لے کر حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کو رہا کرالیا جس کے متعلق اشعار بھی کہے ہیں۔

ابوالفرج اصبہانی بطریق ابن اخی الاصمعی بحوالہ اصمعی روایت کرتے ہیں، فرمایا: خراش بن ابی خراش نے عہدِ فاروقی میں ہجرت کی۔ غزوہ میں شرکت کی اور دشمن کے ملک میں دور تک گھستے چلے گئے۔ ابوخراش مدینہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر خراش کے اشتیاق کی شکایت کرنے لگے کہ ان کا خاندان ختم ہو چکا ہے، بھائی شہید ہو گئے، خراش کے سوا ان کا کوئی نہیں بچا۔ اور یہ اشعار سنائے:

''خراش کو میری طرف سے کوئی یہ بات پہنچانے والا ہے، تمہارے پاس کبھی کوئی دور کا آدمی خیر خبر لاتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خراش کو واپس بلوانے کا حکم جاری کیا اور یہ قانون بنا دیا کہ جس کا بوڑھا والد (یا والدہ) ہو وہ اس کی اجازت کے بغیر محاذ میں شرکت نہ کرے۔

۲۳۳۱ خراش

عبداللہ کے والد۔ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا ہے۔ رویانی اپنی سند میں بطریق یعلی بن عطاء بواسطہ عبداللہ بن خراش بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بمقام جابیہ فروکش ہوئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے سنا:

اللھم ثبتنا علی امرک و اعصمنک بحبلک و ارزقنا من فضلک.

''اے اللہ! ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھ، اپنی رسی کے ذریعہ مضبوط کر اور اپنا فضل عطا فرما''۔

۲۳۳۲ (ز) خرّزاد بن بزرج فارسی صنعانی

نبی ﷺ کی حیات میں جب اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو جن لوگوں نے اسے قتل کیا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا اور ان کے بعد والی شخصیت ذاذویہ کا تذکرہ ہوگا۔

۲۳۳۳ (ز) خرّخسّت فارسی

حنیش میں اس کے متعلق تنبیہ گزر چکی ہے، ان کے بعد والی شخصیت کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۳۳۴ (ز) خریت بن راشد شامی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔اپنی قوم کے سردار تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے ان کی جنگوں میں شریک ہوئے لیکن جب تحکیم ہوئی تو ان سے جدا ہوگئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف معقل ریاحی جو بنی یربوع کے ایک فرد تھے روانہ کیا۔ان سے جنگ ہوگئی، زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد زاء

۲۳۳۵ (ز) خزیمہ بن عداس مزنی

مرادی نے الزمنی میں معمر لوگوں کے بیان میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابوایاس کی روایت نقل کی ہے کہ خزیمہ بن عدّاس مزنی اس وقت نکلے جب ان کی بصارت ختم ہو چکی تھی، بقول بعض انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

باب خاء کے بعد سین

۲۳۳۶ (ز) خسر خسرہ فارسی

بابویہ کے ذیل میں حرف باء کے دوران ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کہ یہ باذان کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے تھے۔

۲۳۳۷ (ز) خُسَیس الکندی

ابوحذیفہ بخاری نے ''فتوح'' میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے طاعونِ عمواس میں کہے تھے۔ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا اور یہ اشعار نقل کیے ہیں۔جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا ہم نے ان مرنے والوں کے بارے میں صبر کیا۔موت وغم

میں ہم لوگ نمونہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ان خسیس کندی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قسم اخیر میں آ رہا ہے۔

باب خاء کے بعد طاء

۲۳۳۸ خطیل بن اوس العبسی

حطیۂ شاعر کے بھائی۔ دورِ جاہلیت پایا ہے۔ ارتداد کے زمانہ میں ان کے اشعار ہیں۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد فاء

۲۳۳۹ (ز) خفاف بن مالك

بن عبدیغوث بن علی بن ربیعہ المازنی، مازن بن تیم، بقول آمدی: گھڑسوار شاعر ہیں۔ دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ وہی ان اشعار کے قائل ہیں:

"ہمارا غلبہ ہمیں دوسروں پر ظلم نہیں کرنے دیتا، اور نہ ہم پر ظلم کرنے کی کوئی راہ ہے"۔

باب خاء کے بعد لام

۲۳۴۰ خلیفه بن جزء

بن حارث بن زہیر بن جذیمہ عبسی، قعقاع کے والد۔ ان کے والد جاہلیت میں فوت ہو گئے اور قعقاع عبدالملک بن مروان کے دور میں جوان مرد تھے۔ انہیں زمین کا ایک حصہ دیا جو انہی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ بیان بلاذری کا ہے۔ ولّادۃ بنت العباس بن جزء مذکور عبدالملک کے نکاح میں تھی جس سے ولید اور سلیمان پیدا ہوئے۔

۲۳۴۱ (ز) خلیفه بن عبدالله

بن حارث بن مستلم بن قیس بن معاویہ جعفی۔ دورِ نبوت میسر ہوا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی عائشہ سے شادی کی۔ ان کا اس کے ساتھ ایک قصہ بھی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو یہ حضرت حسن کو خلافت کی مبارکباد دینے آ گئیں تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔ یہ واقعہ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ [1]

۲۳۴۲ (ز) خلیفه المنقریّ

ابوسویہ کے دادا جو علاء بن فضل بن عبدالملک بن ابی سویہ منقری کے دادا ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں دورِ نبوت تو

---

[1] التاريخ الكبير (۱۹۲/۱)

نصیب ہوا لیکن ان کی صحابیت مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: محمد بن عدی بن ربیعہ کے حالات میں ان کا تذکرہ وضاحت سے ہوگا۔

باب خاء کے بعد نون

۲۳۴۳ (ز) خِنَّابَہ بن کعب عَبْشمی

جن لوگوں نے لمبی عمر پائی ان میں کے ایک، دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ابوحاتم سجستانی نے کتاب المعمرین میں بواسطہ عمری، عطاء بن مصعب، زبرقان کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عطاء نے فرمایا: خنابہ بن کعب عبشمی اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب انہیں یزید بن معاویہ کی بیعت لینے کا موقعہ ہاتھ آیا خنابہ کی عمر ایک سو چالیس (۱۴۰) سال ہو چکی تھی۔ امیر معاویہ نے ان سے فرمایا: خنّابہ! آج تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا:

"امیر المومنین! میرے اوپر کاٹنے والی زبان ہے اگر میں اسے ہلاؤں، میری بنیاد کمزور پڑ گئی اور میرا دِل مضبوط ہے۔ میں اتنا بوڑھا ہوا کہ زمانے (کے تغیرات) نے میری طاقت وقوت چھین لی، اب صرف اتنی مقدار میں بولنا رہ گیا ہے وہ بھی تیزی سے نہیں بولا جاتا"۔

عطاء فرماتے ہیں، مندرجہ ذیل اشعار کے قائل بھی وہی ہیں:

"میں ایسا نہیں کہ اگر تم دونوں مجھے روکو اور چھوٹے نوجوان کا عہد لو کہ میں دھوکے میں آجاؤں۔ میں نے نوے سال کے نشانات جمع کیے ہیں اور پچاس اوپر ہو گئے یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے: تم تو سب کاموں سے فارغ ہو"۔

۲۳۴۴ خنافر بن توام الحمیری [1]

حمیر کے کاہن، نجومی تھے بعد میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ علامات نبوت کے متعلق ان کی ایک بہترین روایت ہے جس کی سند میں کلام ہے ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔ [2]

میں کہتا ہوں: ازدی نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے ان کی روایت کی سند ضعیف ہے۔ میں نے ان کی روایت ابن درید کی کتاب اخبار منثورہ میں دیکھی ہے کہ مجھے میرے چچا نے بواسطہ اپنے والد وہ ابن کلبی وہ بواسطہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ خنافر بن توام کاہن تھے۔ ڈیل ڈول مال والے اور بے قابو تھے جب یمنی وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کا ظہور ہو گیا تو انہوں نے مراد کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور اپنا مال واسباب اہل وعیال لے کر "شحر" سے جا ملے۔ جہاں جودان بن یحییٰ قرضمی سے معاہدہ کر لیا وہ مضبوط سردار تھا۔ یہ ایک سرسبز وادی میں فروکش ہوئے۔ انہوں نے جاہلیت میں کئی چیزیں دیکھیں جو اسلام میں نظر نہیں آئیں۔ فرماتے ہیں: ایک رات میں اس وادی میں تھا کہ عقاب کی طرح مجھ پر کوئی چیز اتری۔ مجھ سے کہنے لگی: خنافر میں نے کہا: ہاں شعار! اس نے کہا: سنو تو کہوں، میں نے کہا: کہو میں سن رہا ہوں، کہا: اسے یاد رکھنا فائدہ اٹھاؤ گے۔ ہر مدت والی چیز کی انتہا ہے۔ اور جس کی

---

[1] اسد الغابۃ (۱۴۸٤) استیعاب (٦٩٤) [2] استیعاب (۴۳/۲)

ابتداء ہے اس کی انتہاء ہے، میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ ہر حکومت کا ایک وقت ہے پھر اس میں تبدیلی ظاہر ہوگی، شہد کی مکھی نے ڈنک چھپا دیا ہے، تمام ملتیں اپنے حقائق تک پلٹ گئیں ہیں شام میں، آلِ عذام کے کچھ لوگوں سے مانوس ہوا، حکام کو مضبوط کرتے ہوئے۔ وہ ایسا روشن کلام کرتے جو نہ شعر ہے اور نہ بتکلف وزن ہے۔ میں نے کان لگایا اور ڈانٹ دیا اور پلٹ کر ان کے نقشِ قدم پر چل پڑا، میں نے پوچھا: تم آہستہ آہستہ نکال رہے ہو اور کس کا قصد کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے: ایک بہت بڑا خطاب جو زبردست بادشاہ کی جانب سے ہے۔ شعار! سب سے سچی بات سن اور واضح راستہ کو اختیار کر تو جہنم کی تپش سے نجات پالے گا۔ میں نے کہا: یہ کیا کلام ہے؟ انہوں نے کہا: کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا، جسے مضر کے رسول نے جن کا تعلق مٹی کے گھروں والے سے ہے پیش کیا ہے وہ مبعوث ہو کر ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان کی بات بادلیل ہے اور وہ ایسا صاف رستہ چلے جس کے نشان مٹ چکے تھے ان کے کلام میں عبرت حاصل کرنے والے کے لیے بڑی نصیحتیں ہیں۔ میں نے پوچھا: بڑی آیات کو مبعوث کر کے کون بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: سب انسانوں سے بہتر احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اگر تم ایمان لے آؤ تمہیں کئی بشارتیں ملیں گی۔ اور اگر مخالفت کی تو جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ پھر خنافر میں ایمان لے آیا۔ اور جلدی سے تمہارے پاس آ گیا۔ لہٰذا تم ہر نجس ناپاک کافر سے دور رہنا، اور ہر پاک مومن کے ساتھ چلنا۔ ورنہ وہی جدائی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اہل و عیال کو سوار کیا، اونٹوں کو ان کے مالکوں کے حوالہ کرنے کے لیے ادھر ہانک دیا اور پھر (یمن کے شہر) صنعاء معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ اور اسلام پر ان سے بیعت کی۔ انہوں نے مجھے قرآن پاک کی چند سورتیں سکھائیں، اسی کے متعلق میں کہتا ہوں: ع

''کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کا دوبارہ فضل ہوا کہ خنافر کو آگ کی لپیٹ سے نکال لیا۔ شعار نے مجھے جس بات کی طرف بلایا میں اگر اسے چھوڑ دیتا' تو جہنم کے دہکتے انگاروں میں ڈال دیا جاتا۔''

باب خاء کے بعد واو

۲۳۴۵ خویلد بن خالد

بن محرث۔ بنی مازن بن معاویہ کے ایک فرد۔ ابن تمیم بن عمرو بن سعد بن ہذیل ابو ذویب الھذلی اپنی کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۳۴۶ خویلد بن ربیعۃ عقیلی

ابو حرب، وثیمہ نے ردّہ میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے اپنی قوم بنی عامر سے خطاب کیا اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کا کہا، وہ بنی عامر کے شہسوار تھے ان کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں۔

''آج تو تم لوگ مجھے کفر پر جمے نظر آ رہے لیکن دیکھنا کل تم لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر کی لوٹ کا سامان بنو گے۔
بنی عامر! آج اگر تم نے خالد سے بچ نکلو گے تو کل زمانہ کے میدان میں تمہیں آ پکڑے گا''۔

۲۳۴۷ (ز) خُوَیلد بن مُرّۃ الھُذلی

ابو خراش، مشہور شاعر اور گھڑ سوار، بقول مرزبانی: انہوں نے بڑھاپے کے عالم میں اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے پاس آئے۔ اسلام قبول کر چکے تو ان کے ساتھ ان کے کئی ایک واقعات ہیں۔ ان کے بھائی عروہ کو قتل کر دیا گیا تھا جسے ازد کے ثمالہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان کے بیٹے خراش کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جس نے اسے قید کیا تھا اس نے کسی شخص کو مل بیٹھ کر شراب پینے کے لیے بلایا، اس نے خراش کو بیڑیوں میں جکڑے دیکھا تو اس پر اپنی چادر ڈال کر اپنی پناہ میں لے لیا۔ جب اسے آزاد کر دیا تو وہ اپنے والد کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پوچھا: تمہیں کس نے پناہ دی تھی؟ وہ بولے اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

ابوالفرج اصبہانی [1] لکھتے ہیں: وہ فصحاء میں سے ایک تھے اسلام و جاہلیت کا دور پایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ پھر بطریق اصمعی روایت کی ہے کہ ابوخراش ہذلی دور جاہلیت میں مکہ آئے اس وقت ولید بن مغیرہ کے دو گھوڑے تھے جنہیں وہ گھوڑ دوڑ میں دوڑانا چاہتا تھا۔ تو انہوں نے اس سے کہا: اگر میں تمہارے دونوں گھوڑوں سے دوڑنے میں آگے نکل جاؤں تو مجھے کیا دو گے؟ اس نے کہا یہ دونوں گھوڑے۔ چنانچہ وہ ان سے آگے نکل گئے۔ ابوالفرج نے ان کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو انہوں نے اس موقعہ پر کہے تھے۔ جب خالد بن ولید نے عزیٰ کا مجسمہ ڈھایا تھا جس میں وہ روتے ہیں اور اس کے مجاور دُبیہ سلمی کا مرثیہ کہتے ہیں۔ ان کے وہ اشعار بھی درج کیے ہیں جو انہوں نے زہیر بن عجوہ کے فتح مکہ کے روز بقول بعض حنین کے روز قتل کے موقعہ پر مرثیہ میں کہے تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار کے قائل بھی وہی ہیں جب جاہلیت میں ان کا بھائی عروہ قتل ہوا اور خراش جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے دشمنوں سے بچ نکلا تھا۔ ع

> ”عروہ کے بعد خراش کے نجات پانے پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ ہوتا یوں ہے کہ بعض مصیبتیں ایک دوسرے سے کم درجہ کی ہوتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے اس پر چادر ڈال کر اسے بچا لیا حالانکہ تلوار نیام سے باہر ہو چکی تھی۔“

مبرد نے ”کامل“ میں قصہ نقل کیا ہے اس کا خلاصہ ابوالفرج نے ذکر کیا۔ بقول بعض: ابوخراش کے علاوہ کوئی ایسا شخص مشہور نہیں جس نے کسی نامعلوم شخص کی تعریف کی ہو۔ ابن کلبی اور اصمعی وغیرہ حضرات فرماتے ہیں: یمن کے چند افراد جو حج کر کے آ رہے تھے ابوخراش کے ہاں سے گزرے اس وقت ابوخراش اسلام لا چکے تھے اور اسلام بھی سنور گیا تھا یہ لوگ ان کے پاس فروکش ہو گئے۔ ابوخراش نے کہا: میرے پاس کل سے پانی نہیں ہے۔ البتہ یہ ہنڈیا، بکری اور مشکیزہ ہے آپ لوگ گھاٹ پر جاؤ کچھ ہی فاصلے پر ہے، بکری کا گوشت پکا لینا، ہنڈیا اور مشکیزہ پانی کے پاس چھوڑ جانا ہم لوگ لے لیں گے۔ انہوں نے سستی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے: ہم ادھر ہی ٹھہریں گے۔ (ضیافت و خدمت کرنا عربوں کے لئے عار ہوتی ہے) ابوخراش مشکیزہ اٹھائے گھاٹ کی طرف رات میں ہی چل نکلے، پانی بھرا اور واپس پلٹے انہیں راستہ میں سانپ نے ڈس لیا بھاگتے ہوئے واپس آئے۔ مہمانوں کو پانی پہنچایا اور انہیں یہ نہیں بتایا کہ مجھ پر کیا بیتی ہے وہ رات بھر کھانے میں مشغول رہے، صبح ہوئی تو دیکھا وہ موت کی کشمکش میں ہیں۔ چنانچہ دفن تک ادھر ہی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے واقعہ کا علم ہوا تو فرمانے لگے: اگر ضیافت سخت نہ ہوتی تو اللہ کی قسم! میں یہ حکم جاری کر دیتا کہ کسی یمنی کی مہمان نوازی نہ کی جائے۔ پھر اپنے گورنر کو لکھا کہ جو لوگ ان کے پاس ٹھہرے تھے ان سے ابوخراش کی دیت بطور تاوان لے۔ مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے اپنے بھائی عروہ کے مرثیہ میں کہے ہیں۔

[1] الاغانی (۲۱/۳۰)

''تو کہتا ہے: عروہ کے بعد مجھے وہ غافل نظر آتا ہے جس مصیبت کا تجھے علم ہوا واقعی وہ بڑی مصیبت تھی تو یہ نہ سمجھ کہ میں اس کا زمانہ بھول گیا ہوں۔ امیم اصل میں بات یہ ہے کہ میرا صبر ہی بہتر ہے۔''

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۴۸ خِیَار بن اوفیٰ یا ابن ابی اوفیٰ النہدی

انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا، ''مجالسۃ'' میں دینوری نے بطریق نضر، عمر بن حسن سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی اوفی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت وہ انتہائی عمر رسیدہ ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ نے ان سے فرمایا: زمانے نے تمہیں تبدیل کر دیا ہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ ابن ابی الدنیا، بواسطہ عباس بن بکار بحوالہ عیسیٰ بن یزید روایت کرتے ہیں کہ خیار بن اوفی نہدی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: زمانہ نے تم سے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: میرا لٹھ گرا دیا اور میرے دشمنوں کو جرأت مند کر دیا۔ اور وہ اشعار نقل کیے جو شراب نوشی سے ڈانٹ کے متعلق انہوں نے کہے تھے۔

۲۳۴۹ خیار بن مرثد تجیبی نحم الأبُذُوی

انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا، بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان کے رئیس تھے۔

قسم رابع باب خاء کے بعد الف

۲۳۵۰ خارجہ بن جبلہ[1]

ابن حبان[2] اور کئی ایک حضرات نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اصل میں یہ وہم ہے جو لفظی غلطی اور تبدیلی سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات بطریق شریک ابو اسحاق سے بواسطہ فردہ بن نوفل بحوالہ خارجہ بن جبلہ روایت کرتے ہیں جو ''قل ھو اللہ احد''[3] کی قراءت کے بارے میں ہے۔ یہی قول بشر بن ولید کا بحوالہ شریک منقول ہے۔ ادھر سعید بن سلیمان بحوالہ شریک جبلہ بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں جو درست ہے۔ ابو اسحاق کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ باوردی فرماتے ہیں: مجھے خدشہ ہے کہ اس میں شریک سے غلطی ہوئی جب انہوں نے یہ روایت بشر سے بیان کی یا بشر نے شریک سے غلط سنا ہے۔

۲۳۵۱ خارجہ بن زید خزرجی

جنہوں نے موت کے بعد گفتگو کی تھی۔ ابو نعیم نے ان کا یہی نام لیا ہے، جو ان سے تبدیل ہو گیا۔ درست نام زید بن خارجہ ہے، زاء میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۳۲۵) استیعاب (۶۱۳) [2] الثقات (۱۱۱/۳) [3] سورۃ الاخلاص (آیت ۱)

۲۳۵۲ خارجہ بن منذر

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے، درست خارجہ بن عبدالمنذر ہے پہلے بھی گزر چکا ہے۔

۲۳۵۳ خارجہ بن نعمان[1]

ابوموسیٰ نے بحوالہ علی بن سعید العسکری ان کا تذکرہ کیا ہے، جو غلط ہے۔ اصل میں یہ لفظی غلطی اور کچھ الفاظ رہ جانے کی وجہ سے یہ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ درست یوں ہے، ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان، اس میں وہم محمد بن حبیب کو ہوا جو عسکری کے شیخ اور استاذ ہیں۔ چنانچہ بطریق شعبہ بواسطہ حبیب بن عبدالرحمٰن، معن بن عبداللہ یا عبداللہ بن معن سے بحوالہ خارجہ بن نعمان روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور ایک تھا''۔[2] (حدیث) یہی مشہور روایت ہے جو شعبہ سے بحوالہ حبیب، عبداللہ بن محمد بن معن، ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان مروی ہے۔ مذکورہ حدیث مسلم اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ ادھر ذہبی مرحوم کو وہم ہوگیا، انہوں نے وہاں حدیث حارثہ کی ذکر کردی حالانکہ ایسا تو نہیں حدیث ان کی بیٹی کی ہے۔

۲۳۵۴ خالد بن اَسید بن ابی المغلس

عبدان نے ان کا ذکر تو کیا لیکن غلط لکھ دیا، درست ابن ابی العیص ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۳۵۵ خالد بن أیمن المُعافریّ[3]

تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، جس کی بنا پر ابن عبدالبر نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور ابن ابی حاتم[4] کی تردید کی کہ انہوں نے ان کا تذکرہ کیوں کیا۔ ان پر نکیر کی گنجائش نہیں اس واسطے کہ انہوں نے ان کی وضاحت کر دی ہے کہ خالد بن ایمن فرماتے ہیں کہ ''اطراف کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے آپ نے انہیں دن میں دو بار نماز پڑھنے سے منع فرمایا''۔ ان سے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عمرو[5] بن شعیب یہ روایت لکھی ہے۔ اس کے آخر میں لکھتے ہیں: میں نے سعید بن المسیب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔

ابوعمر[6] فرماتے ہیں: یہ صحابہ میں مشہور نہیں، اور نہ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہے (یعنی ابن ابی حاتم کے علاوہ) یہ روایت بواسطہ عمرو بن شعیب، بحوالہ سلیمان بن یسار، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مشہور ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[7] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۵۶ خالد بن سعد[8]

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی اور چند لفظ رہ جانے کا نتیجہ ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: یحییٰ بن حکیم، بواسطہ مکی،

---

[1] اسد الغابہ (١٣٣٩) تجرید (١٤٨/١) [2] جامع المسانید (١٣/٤) [3] اسد الغابہ (١٣٤٧) استیعاب (٦٤٤)

[4] الجرح والتعدیل (٣٢٠/٣) [5] التاریخ الکبیر (١٣٩/٢) [6] استیعاب (٢٠/٢) [7] التاریخ الکبیر (١٤٠/١)

[8] اسد الغابہ (١٣٦٥) استیعاب (٦٢٥)

ہاشم سے وہ عامر سے وہ خالد بن سعد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں''۔ [1] (حدیث) فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں یہ حدیث بحوالہ مکی بن ابراہیم بحوالہ ہاشم نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں: عامر بن سعد بحوالہ ان کے والد، اس میں خالد کا ذکر نہیں ہے۔ بعینہٖ یہ روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے کئی طرق سے بحوالہ ہاشم بن ہاشم نقل کی ہے۔

۲۳۵۷ خالد بن سنان عبسی [2]

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں نہ شرفِ صحابیت ہے اور نہ دورِ نبوت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے ان کا تذکرہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک قوم نے اپنے نبی کو ضائع کر دیا''۔ [3] ان کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میں نے انہیں ''قل ھو اللہ احد'' [4] پڑھتے سنا، میرے والد بھی یہ الفاظ پڑھتے تھے۔ ابن الاثیر [5] فرماتے ہیں: مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہیں ان کے صحابی نہ ہونے کا اعتراف بھی ہے، لیکن پھر بھی ان کا ذکر کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر ایسا ہوتا کہ جس کا نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے وہ صحابی ہے تو پھر ہمیں ایک جم غفیر کا استدراک میں ذکر کرنا پڑے گا۔ ابن کلبی نے انہی خالد کا نسب بیان کرتے فرمایا ہے: خالد بن سنان بن غیث بن مریطہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی۔ مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں بطریق سعید بن کثیر بن عفیر مصری، بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا، انہوں نے عکرمہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے سابقہ دور میں عنقاء نامی ایک پرندہ پیدا فرمایا تھا جس کی نسل حجاز کے علاقوں میں بڑی تیزی سے پھیلی وہ بچے اچک لے جاتا تھا جس کی شکایت لوگوں نے خالد بن سنان سے کی وہ بنی عبس کے نبی ہو گزرے ہیں، جن کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ انہوں نے اس پرندے کے خلاف بددعا کی جس سے اس کی نسل مٹ گئی، اب صرف قالین وغیرہ پر اس کی تصویر ہی پائی جاتی ہے''۔ [6]

خالد بن سنان نبی، حضرت محمد ﷺ کی خوشخبری دینے کے لیے مبعوث ہوئے تھے جب ان کی وفات کا وقت ہوا فرمانے لگے: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے ان ریت کے تودوں میں سے کسی تودے میں دفنا دینا، پھر پہلی روایت سے ملتی جلتی حدیث نقل کی۔ اسی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی بیٹی انتہائی عمر رسیدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ اس سے بڑے اکرام و اعزاز سے ملے اور فرمانے لگے: ''اس نبی کی بیٹی کو مرحبا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ [7] پھر وہ اسلام لے آئیں۔
اسی کے متعلق بنی عبس کا ایک شاعر کہتا ہے پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ اس سلسلہ میں ایک صحیح ترین مرسل روایت مجھے ملی ہے جو میں نے ابوالمعالی الازہری کے سامنے بواسطہ زینب بنت احمد مقدسیہ بحوالہ ابراہیم بن محمود پڑھی ہے، فرمایا: انہوں نے خدیجہ بنت نہروانی کے سامنے پڑھی اور ہم لوگ بواسطہ حسین بن احمد بن طلحہ سن رہے تھے ہمیں ابوالحسین بن بشران نے امالی عبدالرزاق کے چوتھے حصے کے

---

[1] بخاری كتاب الاطعمة باب العجوه (٥٤٤٥) مسلم كتاب الاشربه باب فضل تمر المدينه (٥٣٠٧)
ابوداؤد كتاب الطب باب فى تمرة العجوة (٣٨٧٦) مسند احمد (١/١٨١)

[2] اسد الغابه (١٣٦٧) [3] زادالمسير (٢/٢٣٠) الطبقات الكبرىٰ (١/٢/٤٢) البدايه والنهايه (٢/٢٧١)

[4] سورة الاخلاص (١) [5] اسد الغابه (٢/٨٩) [6] كنز العمال (٣٥٢٩٦) جمع الجوامع (٤٨٢٥) [7] كنز العمال (٣٤٤٢٩)

جزء ثانی میں بواسطہ اسمٰعیل صفار سن کر بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں املاء کراتے بتایا، سفیان نے ہمیں بواسطہ سالم افطس، بحوالہ سعید بن جبیر بتایا ہے کہ خالد بن سنان عبسی کی بیٹی نبی ﷺ کے ہاں آئی تھی، تو آپ نے فرمایا: ''اس نبی کی بیٹی کو خوش آمدید جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ اس سند کے رجال ثقات ہیں صرف یہ روایت مرسل ہے۔

فضل بن موسیٰ شیبانی فرماتے ہیں: میں حمزہ سکری کے پاس گیا اور ان سے یہ روایت بحوالہ کلبی بیان کی تو وہ فرمانے لگے: ''استغفر اللہ! استغفر اللہ! یہی روایت حاکم نے ''تاریخ نیشاپور'' میں لکھی ہے۔ اسی کو ابو محمد بن زید نے بواسطہ خضر بن ابان بواسطہ عمرو بن محمد، سفیان ثوری، بحوالہ سالم اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے کتاب ''الارجاء والجماجم'' میں ذکر کیا ہے کہ خالد بن سنان بنی مخزوم بن مالک عبسی کے ایک فرد تھے۔ بنی اسمٰعیل میں ان کے علاوہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبی نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے ہی حرۃ کی آگ (جو لاوا کی شکل میں تھی) بجھائی تھی۔ حرۃ بنی عبس کے علاقہ میں تھا جس کی آگ حاصل کی جاتی تھی وہ آگ تین دِن کی مسافت سے نظر آتی تھی۔ بعض دفعہ اس کا شعلہ نمودار ہوتا اور اس سے آگ بھڑک اٹھتی تھی اس کی راہ میں جو چیز حائل ہوتی اسے بھسم کر دیتی تھی۔ دن کے وقت وہ جوش دار دھواں لگتی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن سنان عبسی کو مبعوث فرمایا انہوں نے اس کے لیے ایک سرنگ کھودی اور اسے اس میں ڈال دیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے پھر وہ خود اس میں اترے اور آگ کو غائب کر دیا۔ کچھ لوگ کہنے لگے: وہ شخص بھی ہلاک ہوگیا ہے تو خالد بن سنان پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمانے لگے: ''بھیڑیں چرانے والی کا بیٹا جھوٹ بولتا ہے۔ (اے آگ!) لوٹ جا! ہر چیز جو پہنچائی جاتی تھی ظاہر ہوگئی۔ میرا جسم تر بتر ہے پھر بھی میں ضرور اس سے باہر نکل آؤں گا''۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: ''میری وفات کے تین دِن بعد میری قبر کھودنا، تمہیں میری قبر کے اردگرد ایک اونٹوں کا قافلہ گردش کرتے دکھائی دے گا۔ جب یہ کیفیت تمہیں نظر آئے تو اس وقت میں تمہیں قیامت تک ہونے والی ہر بات سے آگاہ کر دوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ اکٹھے ہوگئے۔ جب انہیں قافلہ نظر آیا تو ان کی نعش نکالنے لگے۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن خالد بن سنان کہنے لگا: ایسا نہ کرو ورنہ مجھے ہمیشہ یہ طعنہ دیا جاتا رہے گا کہ تمہارے باپ کی نعش نکالی گئی تھی۔ چنانچہ ان کے دو گروہ بن گئے۔ خیر انہوں نے آپ (کی نعش) کو چھوڑ دیا۔

ان کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی اور اس پر انہیں بٹھا کر فرمایا: ''ایک نبی کی بیٹی جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ ''شفا'' میں قاضی عیاض لکھتے ہیں: ''وہ انبیاء جن کے نبی ہونے میں اختلاف ہے ان میں مذکورہ خالد بن سنان ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کنویں والوں کے نبی تھے''۔

حاکم، ابویعلی اور طبرانی نے بطریق معلی بن مہدی، ابوعوانہ سے بواسطہ ابویونس انہوں نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ بنی عبس کے خالد بن سنان نامی شخص نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہاری مصیبت والی آگ بجھاتا ہوں۔ تو ان کی قوم کے عمارہ بن زیاد نامی شخص کہنے لگے: اللہ کی قسم! خالد نے جب بھی ہم سے کوئی بات کی تو حق کی، لیکن اس کا تم نے کیا ہو سکے گا کہ تم کہہ رہے ہو کہ اسے بجھاؤ گے۔ انہوں نے فرمایا: چنانچہ عمارہ اپنی قوم کے تیس آدمیوں سمیت خالد کے ساتھ چل نکلے اور چلتے چلتے آگ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ پہاڑ کے حرہ والے شگاف سے نکل رہی تھی جس کا نام حرۃ اشجع تھا۔ خالد نے ان لوگوں کے لیے ایک دائرہ کھینچا جس میں انہیں بٹھا دیا۔ اور ان سے کہہ دیا کہ اگر مجھے آنے میں دیر ہو جائے تو میرا نام لے کر مجھے آواز نہ دینا۔ فرماتے

ہیں: وہ آگ ایسی لگ رہی تھی جیسے دہکتا ہوا پہاڑ جو لپٹ پہ لپٹ نکل رہی تھی، خالد نے اس کا سامنا کیا اور اپنی لاٹھی سے اسے مارا یہاں تک کہ اس کے ساتھ پہاڑی شگاف میں داخل ہوگئے۔ اور کہتے جاتے تھے: دور ہو جا! دور ہو جا! دور ہو جا! ہر قسم پوری کی جائے گی۔ بکریاں چرانے والی کا بیٹا سمجھتا ہے میں اس میں سے باہر نہیں آؤں گا جبکہ میرے کپڑے شرابور ہیں۔ کافی دیر ہوگئی تو عمارہ بن زید نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تمہارا ساتھی زندہ ہوتا تو اس آگ سے باہر نکل آتا۔ وہ کہنے لگے: انہوں نے ہمیں اپنے نام سے پکار کر بلانے سے منع کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اُن کے نام سے انہیں بلایا تو وہ باہر آئے (لیکن صورتحال یہ تھی) انہوں نے اپنا سر اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ فرمانے لگے: میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ میرے نام سے مجھے نہ بلانا۔ اللہ کی قسم! تم لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے دفن کر دینا، بعد میں جب تمہارے پاس سے گدھوں کا ریوڑ گزرے تو میری لاش نکال لینا اس وقت تم مجھے زندہ پاؤ گے تو جو کچھ مجھ پر بیتی اس سے میں تمہیں خبردار کروں گا۔

چنانچہ انہوں نے انہیں دفن کر دیا، پھر ان کے پاس سے گدھوں کا گزر ہوا جن میں ایک دُم کٹا گدھا بھی تھا، وہ لوگ کہنے لگے: اب ان کی لاش نکال لو! کیونکہ انہوں نے ہمیں لاش نکالنے کا حکم دیا تھا۔ جس پر عمارہ بن زیاد نے کہا: مضر یہ کہتے پھریں گے کہ ہم اپنے مردے نکالتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہیں کبھی نہ نکالنا۔ خالد نے انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ ان کی اہلیہ کے پاس دو تختیاں ہیں، جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ان میں دیکھ لیں۔ لیکن کوئی حائضہ عورت اسے نہ چھوئے۔ جب یہ لوگ واپس آئے ان کی بیوی سے ان تختیوں کے متعلق پوچھا، وہ نکال لائیں۔ لیکن (بدقسمتی سے) وہ ایام میں تھیں، چنانچہ وہ بھی صاف ہوگئیں، ان میں کوئی بھی علم کی بات نہیں رہی۔

ابو یونس نے لکھا کہ سماک بن حرب کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''وہ ایسا نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ [1] ان کی بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوش آمدید میری بھتیجی...''۔ [2] حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، اس واسطے کہ ابو یونس وہی حاتم بن ابی صغیرہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن معلّی بن مہدی کی تضعیف ابوحاتم الرازی نے کی ہے۔ حاکم فرماتے ہیں: میں نے ابوالاصبغ عبدالملک بن نصر وغیرہ سے سنا کہ وہ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ ان کے درمیان قیروان کے مابین ایک سمندر تھا جو پہاڑ کے درمیان میں تھا جس پر کوئی بھی نہیں چڑھ سکتا تھا، اس کا راستہ سمندر میں سے پہاڑ پر جاتا تھا۔ ان لوگوں نے پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار دیکھا جس میں ایک شخص ہے جس پر سفید اون ہے وہ سفید اون میں ہی پٹکا باندھے بیٹھا ہے، اس کا سر اس کے ہاتھوں پر ہے، یوں لگتا ہے وہ سویا ہے اس کی کوئی حالت بھی تبدیل نہیں ہوئی، اس علاقہ کی ایک جماعت یہ گواہی دیتی ہے کہ وہ خالد بن سنان ہے۔

میں کہتا ہوں: اس علاقہ والوں کی گواہی ناقابل قبول ہے، کیونکہ بنی عبس کا جبال مغرب سے کیا تعلق ہے؟ اسی روایت کو بزار اور طبرانی نے بطریق قیس بن ربیع بواسطہ سالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذکر سے موصول نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خالد بن سنان کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''وہ نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ طبرانی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ''دختر خالد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپ نے اس سے ان کی قوم کے متعلق پوچھا''۔ (حدیث)

[1] مسند بزار (۲۳٦۱) البدایہ والنہایہ (۲۱۱/۲) [2] المصنف لابن ابی شیبہ (۲۰۰/۱۲) المعجم الکبیر (۱۱۹۳)

قیس اپنے حفظ کی کمی کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ سباع بن زید عبسی کے سوانح میں خالد بن سنان کا ذکر ہوگا۔ ''مروج الذہب'' میں مسعودی نے بطریق محمد بن عمر، علی بن مسلم لیثی بواسطہ مقبری بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی فرمایا: بنی عبس کے تین افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ عرض کرنے لگے کہ ہمارے قراء نے آ کر ہمیں بتایا کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام (قبول) نہیں۔ ہمارے مال مواشی ہیں جن پر ہماری معیشت کا دارومدار ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے کہ جس نے ہجرت نہ کی اس کا اسلام قبول نہیں تو انہیں بیچ کر ہجرت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اگرچہ تم جازان کے پہلے مقام پر ہوئے''۔ ✿ آپ نے ان سے خالد بن سنان کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: ان کی اولاد نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ایسا نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا''۔ ✿ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خالد بن سنان کی بات بیان کرنے لگے۔

ابن شاہین نے ''صحابہ'' نامی کتاب میں حسین بن محمد سے بواسطہ عائذ بن حبیب، بواسطہ اپنے والد، فرماتے ہیں بنی عبس کے مشائخ نے مجھے بحوالہ سباع بن زید رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے، آپ سے خالد بن سنان کا قصہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے ضائع کر دیا تھا''۔

۲۳۵۸ خالد بن سُوید

بقول بعض: خلاد بن سوید ہی زیادہ مشہور ہیں۔
میں کہتا ہوں: جس نے خالد لکھا اس سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۲۳۵۹ خالد بن صخر ✿

بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ تیمی، فقیہ محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد کے والد کے دادا۔ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر روایت کی ہے۔ (خالد بن صخر مہاجرین حبشہ سے تھے) وہ اپنے والد سے وہ خالد بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کی جانب سوار ہوئے۔ پھر حدیث ذکر کی۔ عبدان لکھتے ہیں: مجھے خالد بن صخر کا تذکرہ اس حدیث کے علاوہ کہیں نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: درست یہ ہے کہ حارث بن خالد مہاجرین حبشہ سے ہیں۔ جس کا تذکرہ ہم نے اپنے مقام پر کیا ہے۔ ابن الاثیر ✿ مرحوم لکھتے ہیں: صحابیت اور ہجرت حارث کو حاصل ہے نہ کہ خالد کو۔ حارث کا بیٹا ابراہیم حبشہ میں پیدا ہوا، ان کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے۔

۲۳۶۰ خالد بن طفیل ✿

بن مدرک غفاری۔ بقول ابن مندہ: ابن منیع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جس میں تردد ہے۔ اور بطریق سفیان بن حمزہ،

✿ الطبقات الکبریٰ (۴۲/۲/۱) ✿ البدایہ والنہایہ (۲۷۱/۲) زاد المسیر (۳۲۰/۲) الطبقات (۱۱۱۱)
✿ اسد الغابہ (۱۳۷۰) ✿ اسد الغابہ (۶۵۷/۱) ✿ اسد الغابہ (۱۳۷۱)

بواسطہ کثیر بن زید بحوالہ خالد بن طفیل بن مدرک غفاری روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو مکہ بھیجا تا کہ آپ کی صاحبزادی کو وہاں سے لے آئیں۔ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ جب سجدہ اور رکوع فرماتے تو یہ الفاظ پڑھتے میں تیری رضامندی کی تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں''۔ [1] (حدیث)

میں کہتا ہوں: ابن منیع نے یہ روایت صرف مدرک کے حالات میں درج کی ہے۔ اور ابن مندہ کی تحریر سے اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے خالد کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں۔

۲۳۶۱ خالد بن فضاء [2]

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے، جس کی روایت علی بن سعید عسکری نے بطریق حماد بن زید، بواسطہ ہشام بن حسان، محمد بن سیرین بحوالہ خالد بن فضاء نقل کی ہے۔ فرمایا: کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کس کی قراءت سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی قراءت سن کر تمہیں احساس ہو جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے''۔ [3]

۲۳۶۲ خالد بن کثیر

ابن ابی حاتم [4] فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق اپنے والد سے پوچھا تو فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ احمد بن یسار نے انہیں مسند میں شامل کیا ہے۔ فرمانے لگے: وہ تو ابواسحاق وغیرہ سے روایت لیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان [5] نے انہیں تبع تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۳ خالد بن اللجلاج [6]

ابو عمر [7] فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ ان کی ایک حسن حدیث ہے جسے ابن عجلان نے بواسطہ زرعہ بن ابراہیم بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ صحابہ میں ان کا ہونا مجھے معلوم نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان سے پہلے کسی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ حالانکہ وہ مشہور تابعی ہیں۔ ابوحاتم فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ البتہ ان کے والد صحابی ہیں۔ رہے خالد تو ابن سمیع نے انہیں چوتھے طبقہ میں اور خلیفہ نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں۔ امام بخاری، ابن ابی خیثمہ اور ابن حبان نے تابعین میں شمار کیا ہے، ابن اسحاق کا قول ہے، مجھے مکحول نے کہا: خالد عمر رسیدہ اور نیک انسان تھے، اسی بات کو امام بخاری رحمہ اللہ [8] نے تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] مسلم کتاب الصلاۃ باب ما یقال فی الرکوع والسجود (۱۰۹۰) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود (۸۷۹) نسائی کتاب الطہارۃ باب ترک الوضوء من مس الرجل امرأتہ (۱۶۹) ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ما تعوذ منہ رسول اللہ ﷺ (۳۸۴۱)

[2] اسد الغابہ (۱۳۸۸) تجرید (۱/۱۵۳) [3] المصنف لابن ابی شیبہ (۲/۵۲۲) تاریخ اصفہان (۱/۳۰۳)

[4] الجرح والتعدیل (۳/۳۴۸) [5] الثقات (۹/۲۶) [6] اسد الغابہ (۱۳۹۸) استیعاب (۶۴۲)

[7] استیعاب (۲/۲۰) [8] التاریخ الکبیر (۲/۱۷۰)

۲۳۶۴ خالد بن یزید[1] بن معاویہ

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن ابی ہلال بحوالہ علی بن خالد روایت کی ہے کہ ابوامامہ، خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان (امامہ) سے وہ بات پوچھی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ پھر یہ حدیث ذکر کی ''تم میں سے ہر ایک جنت میں داخل ہوگا ماسوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ایسے بھاگ نکلا ہو جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ بھاگ جاتا ہے''۔[2]

میں کہتا ہوں: ان کا گمان ہے کہ ''ان سے'' کی ضمیر خالد کی طرف لوٹ رہی ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ضمیر مشار الیہ یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے، حدیث انہی کی ہے۔ جبکہ خالد کیا اس کے والد کو بھی شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۲۳۶۵ خالد ابونافع خزاعی[3]

درخت تلے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ پھر ابوعمر نے ان میں اور خالد خزاعی میں جن کا ذکر پہلے ہوگیا فرق کر دیا ہے جو انہیں وہم ہوا، اس پر ابن الاثیر مرحوم نے متنبہ کیا ہے۔[4]

۲۳۶۶ (ز) خالد الجہنی

''میزان'' میں ذہبی لکھتے ہیں: عبداللہ بن مصعب بن خالد الجہنی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا مرفوع روایت کرتے ہیں۔ ایک خطبہ جس میں منکر الفاظ ہیں اور اس میں جہالت ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے یہ بات ابن قطان سے لی ہے اس واسطے کہ جس حدیث کا میں ذکر کرنے لگا ہوں، انہوں نے ذکر کی ہے۔ پھر فرمایا: عبداللہ اور ان کے والد اس قسم کی حدیث میں مشہور نہیں۔ انہوں نے خالد سے تعرض نہ کر کے درست کیا۔ اس واسطے کہ حدیث کے بیان میں یہ الفاظ ہیں، میں نے یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی تبوک میں سنا ہے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''شراب تمام گناہوں کو جمع کرنے والی ہے''۔[5] اسی طرح یہ روایت دارقطنی نے سنن میں بطریق زبیر بن بکار، عبداللہ بن نافع بواسطہ عبداللہ بن مصعب بن خالد بن زید بن خالد الجہنی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے زید بن خالد سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سن کر یاد کی ہے۔ خالد بن زید جن کے مجہول ہونے کا ذہبی نے قصد کیا ہے اس حدیث اور نہ کسی اور میں ان کے سرے سے روایت ہے ہی نہیں۔ اس لیے دارقطنی کے سیاق و بیان کا تقاضا یہ ہے کہ ''عن جدہ'' کی ضمیر مصعب کی طرف لوٹے، اور ان کے دادا زید بن خالد مشہور صحابی ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث حکیم ترمذی (حنفی) نے ''نوادر الاصول'' میں نقل کی ہے اور اس بات کی صراحت کی ہے کہ وہ خطبہ لمبا ہے۔ پھر اسی طرح بروایت عبداللہ بن نافع اسی سند سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: میں نے یہ خطبہ سن کر یاد کیا ہے۔ پھر انہی الفاظ کی روایت بیان کی۔ لیکن متن میں نبی ﷺ کے اتنے ارشاد پر ''دل میں جو بہترین بات ڈالی جاتی ہے وہ

---

[1] اسد الغابہ (١٤٠٥) [2] مسند احمد (٢٥٨/٥) مجمع الزوائد کتاب اهل الجنة باب فی کثرة من یدخل الجنّة (٦٢/٢)

[3] اسد الغابہ (١٣٩٦) استیعاب (٦٤١) تجرید (١٥٤/١) [4] اسد الغابہ (٩٧/٢)

[5] اتحاف السادة المتقین (٥٤١/٨) الدر المنثور (٢٢٥/٢) الترهیب والترغیب (٢٥٧/٣)

یقین ہے'' اکتفا کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے یہ خطبہ ہمیں ملا ہے۔ دونوں روایتیں ابواحمد عسکری نے ''امثال'' میں اور دیلمی نے ''مسند فردوس'' میں ان کے طریق سے اپنی سند سے جو عبداللہ بن مصعب بن منظور تک ہے بواسطہ حمید بن سیار وہ اپنے والد سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ غزوۂ تبوک میں نکلے پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ''امابعد! سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے''۔ پھر طویل روایت ذکر کی، اس میں ہے ''سب سے بہترین بات جو دل میں ڈالی جاتی ہے یقین ہے''۔ یہ عبداللہ بن مصعب صاحب عنوان کے علاوہ ہیں وہ بھی اسی نام سے موسوم ہیں۔

باب خاء کے بعد باء

۲۳۶۷ خباب بن قیظی

ان کے متعلق قسم اوّل میں ذکر ہو چکا ہے۔

۲۳۶۸ خباب بن منذر [1]

بن عمرو بن الجموح انصاری ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور اسے موسیٰ بن عقبہ کی ''بدریین'' کی طرف منسوب کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ کھلی لفظی غلطی ہے جبکہ یہ نام تو حباب ہے۔

۲۳۶۹ خبیب بن حارث [2]

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن شاہین ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر متنبہ کیا ہے کہ ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ یہ نام تو جیم سے ہے۔

۲۳۷۰ خبیب

معاذ بن عبداللہ کے دادا ہیں۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر [3] نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے یہ جہنی ہیں۔

باب خاء کے بعد دال

۲۳۷۱ خداش بن حصین [4]

بن اصم یا خراش۔ ابوعمر نے ان میں اور خراش بن بشیر میں فرق کیا ہے۔ ابن الاثیر [5] نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ بات یہی ہے۔

[1] اسد الغابہ (۱۴۱۲) [2] اسد الغابہ (۱۴۱۵) [3] اسد الغابہ (۲/۱۰۷)

[4] اسد الغابہ (۱۴۲۰) استیعاب (٦٥٤) [5] اسد الغابہ (۲/۱۱۰)

۲۳۷۲ خدع الانصاری[1]

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علی العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالفتح ازدی نے خاء میں ذکر کیا ہے، درست جیم کے ساتھ ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد راء

۲۳۷۳ خراش بن جحش

بن عمرو بن عبداللہ بن بجاد عبسی۔ ابن بشکوال نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خط لکھا تو وہ خط انہوں نے پھاڑ دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ پھر بھی اس میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے یہ نام حاء سے ہے یہ ربعی کے والد ہیں جو ربیع کے بھائی ہیں۔

۲۳۷۴ (ز) خِراش کلبی سَلُولیّ[2]

اس بارے میں ابوعمر کا وہم پہلے خراش بن امیہ کے سلسلہ میں قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۲۳۷۵ خرشہ[3] شامی

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے بحوالہ ابوحاتم[4] ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اور خرشہ بن حارث محاربی اور خرشہ بن حر فزاری میں فرق کیا ہے۔ پھر ابن عبدالبر نے یہ سمجھا کہ شامی ہی فزاری ہیں جو وہم ہے وہ تو محاربی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۳۷۶ خُرَیم

باوردی نے وہم سے ان میں اور ابن فاتک میں فرق کیا ہے۔ جبکہ دونوں ایک شخص کے نام ہیں۔

۲۳۷۷ (ز) خِزامہ بن یَعْمُر لیثی

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ثانی قطعیات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ درست ابوخزامہ ہے جیسا کہ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

باب خاء کے بعد سین

۲۳۷۸ خسیس کندی[5]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان تک اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

---

[1] اسد الغابہ (١٤٢٤) [2] اسد الغابہ (١٤٣١) استیعاب (٦٥٢) [3] اسد الغابہ (١٤٣٦) استیعاب (٦٦٠)
[4] الجرح والتعدیل (٣٨٩/٣) [5] اسد الغابہ (١٤٦٠)

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لوگ ہمارے ہیں"۔ (حدیث) یہ خسیس کندی کی مشہور حدیث ہے جسے استیعاب میں بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے (نام کے) بارے جیم حاء اور خاء سب قول ہیں۔

۲۳۷۹ **خشخاش ازدی** عبدان نے خاء میں ذکر کیا ہے درست حا ہے پہلے بھی یہ نام گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد طاء

۲۳۸۰ **خطّاب بن حارث جمحی** ابن مندہ نے خاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو لفظی غلطی ہے یہ نام حاء سے ہے۔

۲۳۸۱ (ز) **خطیم حدّانی** حاء میں گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد لام

۲۳۸۲ (ز) **خلاد بن یزید بن معاویہ**

امام اسحاق نے اپنے مسند میں لکھا ہے ہمیں بقیہ نے بواسطہ مسلم بن زیاد، انہوں نے بحوالہ خلاد بن یزید بن معاویہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت نقل کی ہے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری [1] اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے۔

۲۳۸۳ **خلف بن عبد یغوث زهری** [2]

ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق ابن خثیم، محمد بن اسود بن خلف سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو اٹھایا اور بوسہ دیا۔ [3] ابو موسیٰ فرماتے ہیں: "وہ اپنے دادا" یہ وہم ہے، درست سند اس کے بغیر ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی مصنف عبدالرزاق میں ہے ایسا ہی بغوی نے بواسطہ ابن زنجویہ بحوالہ عبدالرزاق نقل کیا ہے۔

باب خاء کے بعد نون

۲۳۸۴ (ز) **خُنیس المصری**

باوردی اور عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے جو غلط ہے جس کا سبب کچھ لفظی غلطی اور چند حروف رہ جانا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات بطریق حماد بن سلمہ، حمید سے وہ بکر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں خلید کہا جاتا تھا وہ مصر کے رہنے والے تھے وہ جنازہ کی صفوں میں عورتوں کو امام کے قریب اور مردوں کو عورت کے پیچھے رکھتے تھے۔ محفوظ سند یوں

---

[1] التاریخ الکبیر (۱۸۹/۱) [2] اسد الغابہ (۱۴۷٦) [3] کشف الخفاء (۴۷۰/۲) کنز العمال (۴۴۵۱٦)

ہے "حمید سے وہ بکر بن عبداللہ بن مسلمہ بن مخلد سے"۔

۲۳۸۵ (ز) خُنَیس بن الاشعر

طبری نے ذیل میں ان کا ذکر خاء اور نون سے کیا ہے۔ سب نے غلطی کی ہے۔ محققین نے حاء اور باء سے درست کہا ہے جیسا کہ پہلے حاء میں گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد واوَ

۲۳۸۶ خَوْط انصاری[1]

ابن مندہ نے بطریق عبدالحمید انصاری بواسطہ ان کے والد ان کے دادا خوط کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ اسلام لائے تو ان کی اہلیہ اسلام لانے سے منکر ہوگئیں۔ ان کا کم سن بچہ آیا آپ ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی ابومسعود نے بواسطہ عبدالرزاق، سفیان سے بواسطہ عثمان لیثی، عبدالحمید سے منقول ہے یہ عبدالحمید وہی ابن جعفر بن عبداللہ بن حکم بن رافع بن سنان ہیں اور رافع قصہ والے ہیں۔

اسی روایت کو عبدالرزاق نے اپنے "مصنف" میں خوط کی اسناد میں کچھ نہیں کہا۔ یہی درست ہے۔ ایسا ہی یزید بن زریع حماد بن زید، عیسیٰ بن یونس اور ابو عاصم وغیرہ نے عبدالحمید سے بواسطہ اپنے والد وہ اپنے دادا رافع سے روایت کرتے ہیں۔

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۸۷ خَیر[2]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے درست نام "عبدخیر" ہے یہ مُخَضرَمی ہیں جیسا کہ آ رہا ہے۔ ابن مندہ پر تعجب ہے کہ جو حدیث انہوں نے اس میں ذکر کی ہے وہ عبدخیر سے درست نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۴۹۰) ✿ ابن ماجہ کتاب الاحکام باب تخییر الصبی بین ابویہ (۲۳۵۲) مسند احمد (۴۴۶/۵)

[2] اسد الغابہ (۱۵۰۳)

قسم اوّل از حرف دال

باب دال کے بعد الف

۲۳۸۸ دارم تمیمی ✿

اسی طرح ابن عبدالبر ✿ نے لکھا ہے جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں۔ جُرشی، اور ان کی حدیث بغیر ان کے نسب کے ذکر ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے "میری اُمت کے پانچ طبقات ہیں"۔ ✿ ان کی سند میں ضعف ہے، ان سے ان کے بیٹے اشعث بن دارم روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بواسطہ علی بن حجر نقل کی ہے جو اس طرح ہے "ابراہیم بن مُطہر، ابوالملیح، اسیر بن دارم، ابواحیہ" لیکن انہوں نے "اشعث بن دارم اپنے والد سے نقل کیا ہے" فرمایا ہے۔ ایسا ہی اسے ابن مندہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے جو علی بن حجر سے مروی ہے، اسی طرح اسماعیلی نے "کتاب الصحابہ" میں بواسطہ حسن بن سفیان سے اسی سند سے نقل کی ہے متن کے الفاظ یہ ہیں "میری اُمت کے پانچ طبقات ہیں ہر طبقہ چالیس سال کا ہے"۔ (حدیث) اس کے آخر میں ان کے قول دو سو تک ایک شخص نے اپنے لئے یاد رکھا ہے وہی درست ہے شاید یہ ابوعمر سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۲۳۸۹ داؤد

بقول بعض یہ ابولیلی کا نام ہے کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۳۹۰ (ز) داؤد بن سلمہ انصاری

ان کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم تفسیر میں بطریق ابن اسحاق روایت کرتے ہیں: محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر یا عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ یہودی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے اوس وخزرج کے مقابلہ میں محمد ﷺ کی وجہ سے فتح حاصل کیا کرتے تھے، جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ کا انکار کر دیا۔ تو حضرت معاذ بن جبل، بشر بن براء اور داؤد بن سلمہ نے ان سے کہا اے گروہِ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ! کیونکہ تم ان کی وجہ سے ہم پر فتح حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر آیت کے شانِ نزول کے

✿ اسد (۱۵۰۵) استیعاب (۶۹۸) ✿ استیعاب (۴۴/۲)

✿ ابن ماجہ کتاب "متن باب الایات (۴۰۵۸) کنز العمال (۳۲۴۴۵) (۳۲۴۴۷) البدایہ والنہایہ (۲۸۵/۶)

بارے حدیث ذکر کی۔ میں نے ایک نسخہ میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے، ایک اور نسخہ میں ہے: ان سے معاذ، بشر بن براء اور بنی سلمہ کے بھائی نے کہا، طبری نے بھی اسی سند سے ان کا ذکر کیا ہے، شاید پہلا سلسلہ لفظی غلطی کی بنا پر غلط ہے۔

باب دال کے بعد جیم

۲۳۹۱ (ز) دجاجہ (جسرہ کے والد)

کتاب الزھد میں عبداللہ بن مبارک لکھتے ہیں: سعید بن زید نے ہمیں بحوالہ ایک شخص سے جو دجاجہ تک مسنداً بیان کرتے ہیں وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ فرماتے ہیں: ابوذر فرمایا کرتے تھے: "میرا نفس میری سواری ہے اگر چہ مجھے یقین نہیں کہ یہ مجھے پہنچائے گی"۔ ابن صاعد حسین بن حسن مروزی سے کتاب کے راوی ان سے روایت کرتے ہیں کہ جسرہ بنت دجاجہ ابوذر وغیرہ حضرات سے روایت کرتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں (وغیرہ سے) جسرہ کے والد مراد ہیں یا کوئی اور؟

باب دال کے بعد حاء

۲۳۹۲ دحیہ بن خلیفہ[1]

بن فروہ بن فضالہ بن زید بن امرئ القیس بن خزرج، ابن عامر بن بکر ابن عامر الاکبر بن عوف کلبی۔

مشہور صحابی ہیں۔ سب سے پہلے خندق میں شریک ہوئے۔ بقول بعض اُحد میں شرکت کی، بدر میں شریک نہ ہوئے۔ انہیں حسن صورت کے طور پر ضرب المثل کی شہرت حاصل تھی۔ جبرائیل علیہ السلام انہی کی صورت میں اترتے تھے۔ جو حضرت ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے، نسائی نے صحیح سند سے بواسطہ یحییٰ بن یعمر بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ "جبرائیل امین دحیہ کلبی کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے"۔[2] طبرانی نے حدیث عفیر بن معدان بواسطہ قتادہ حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دحیہ کلبی کی صورت میں آتے تھے۔[3] دحیہ خوبصورت آدمی تھے۔ عجلی نے اپنی تاریخ میں بواسطہ عوانہ بن حکم روایت کی ہے کہ وہ شخص انتہائی خوبرو تھا جس کی شکل وصورت میں جبرائیل آیا کرتے تھے، ابن قتیبہ "غریب الحدیث" میں لکھتے ہیں: "رہی حدیث ابن عباس کہ دحیہ جب مدینہ آتے تو ہر معصر انہیں دیکھنے کے لیے باہر نکل آتی"۔ معصر سے مراد نوجوان عورت ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے ان کی دو حدیثیں مروی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہمارے پاس ان کی تقریباً چھ احادیث جمع ہیں۔ وہ قیصر کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے۔ جس سے حمص میں ساتویں سال کی ابتداء یا چھٹے سال کے آخر میں ملاقات کی۔ ایک منکر روایت جو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ دحیہ خلافت صدیقی میں اسلام لائے۔ ابن عساکر نے اس پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی سند میں حسین بن عیسیٰ حنفی ہے جو منکر روایت کرنے والے سلیم قاری کا بھائی ہے۔ ترمذی نے حدیث مغیرہ روایت کی ہے کہ "دحیہ نے رسول

---

[1] اسد (۱۵۰۷) استیعاب (۷۰۰) [2] المعجم الکبیر (۷۵۸/۱) [3] مسند احمد (۱۰۷/۲) الطبقات الکبریٰ (۱۱۸۴/۴)

اللہ ﷺ کی خدمت میں دو موزے پیش کیے جنہیں آپ ﷺ نے پہن لیا"۔ ابوداؤد کی بطریق خالد بن یزید بن معاویہ بحوالہ دحیہ ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں کتان کے کپڑے ہدیتاً پیش ہوئے ان میں ایک کپڑا آپ نے مجھے عطا کیا۔

امام احمد ❶ بطریق شعبی بحوالہ دحیہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لئے گھوڑی سے گدھے کی جفتی نہ کراؤں جس سے خچر پیدا ہو اور آپ اس پر سوار ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں علم نہیں۔ ابوداؤد اور نسائی میں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ✿

ابن سعد ✿ فرماتے ہیں: ہمیں وکیع نے بواسطہ ابن عیینہ، ابن ابی نجیح، بحوالہ مجاہد بیان کیا، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ کو ایک مہم پر اکیلے روانہ فرمایا، دحیہ جنگ یرموک میں شرکت کر چکے تھے وہ (کردوس) سواروں کے سپہ سالار تھے۔ دمشق میں فروکش ہوئے، مزہ رہائش رکھی اور خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔

باب دال کے بعد راء

۲۳۹۳ دِرْهم (معاویہ کے والد)

حرف جیم میں جاہمہ بن عباس کے سوانح میں ذکر ہوا ہے۔

۲۳۹۴ (ز) درهم (زیاد کے والد)

ابن خزیمہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابونعیم بطریق یحییٰ بن میمون، درہم بن زیاد بن درہم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہندی کا خضاب کیا کرو اس سے تمہاری خوبصورتی، جوانی اور قوتِ جماع میں اضافہ ہوگا"۔ ✿

۲۳۹۵ درید بن شراحیل بن کعب نخعی

اگلے سوانح کے بعد آ رہا ہے۔

۲۳۹۶ درید راهب

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اس وفد میں سے ایک تھے جسے نجاشی نے بھیجا تھا جب ان لوگوں نے قرآن سنا تو رو پڑے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: "وہ لوگ جب وہ آیات سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) پر نازل ہو رہی ہوتی ہیں تو دیکھے گا ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں"۔ ✿ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ مسند احمد (۳۱۲/٤) ✿ تیسیر الوصول ج ۲ ص ۱۲۱

✿ مجمع الزوائد کتاب اللباس باب ما جاء فی الشیب والخضاب (۸۷۸٤) کنز العمال (۱۷۳۰٤، ۱۷۳۰٦) مسند البزار (۲۹۷۸)

✿ سورۃ المائدہ (۸۳)

۲۳۹۷ (ز) دُرَید بن کعب نخعیّ

سیف نے ''فتوح'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قادسیہ میں فتح کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ بات بارہا گزر چکی ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ عنقریب زید بن کعب، ارطاۃ کے بھائی کا تذکرہ ہوگا۔ شاید یہ لفظی غلطی ہے پھر طبقات ابن سعد میں وفدِ نخع میں مجھے وہی روایت مل گئی جو ارطاۃ بن شراحیل بن کعب کے حالات میں گزر چکی ہے اس میں ہے کہ فتح مکہ کے روز نخع قبیلہ کا جھنڈا ارطاۃ بن شراحیل کے پاس تھا، وہ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے جس میں شہادت سے سرفراز ہوئے تو جھنڈا ان کے بھائی درید نے تھام لیا وہ بھی شہید ہوگئے۔

باب دال کے بعد عین

۲۳۹۸ دعثور بن حارث غطفانی ✿

ابوسعید نقاش نے ان کا ذکر کیا ہے اور واقدی نے بطریق عبداللہ بن رافع بن خدیج بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے فرمایا: ہم لوگ غزوۂ انمار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب دیہاتیوں کو آپ کی اطلاع ملی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر آپ سے جا ملے۔ قبیلۂ غطفان نے دعثور بن حارث سے کہا جو بہادر اور ان کے سردار تھے۔ اب محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہیں اس سے بہترین گھڑی (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کرنے کے لیے کوئی نہیں۔

چنانچہ وہ تیز دھار تلوار لے کر نیچے اترے رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے تھے وہ تلوار لیے آپ کے سرہانے کھڑے ہوئے آپ بیدار ہوگئے، انہوں نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا'' آپ نے فرمایا: ''اللہ'' جبرائیل امین نے انہیں پیچھے دھکیلا تو وہ زمین پر گر پڑے آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ انہوں نے کہا: کوئی نہیں۔ ✿ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں وہ ہے، (دعثور) اس کے بعد اسلام لے آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ قصہ بعینہٖ غورث بن حارث کا قصہ ہے جو صحیح میں ہے اور حدیث جابر سے ثابت ہے یا تعدّد کا احتمال ہے یا دونا موں میں سے ایک لقب ہے اگر شخص کا ایک ہونا ثابت ہو جائے۔

۲۳۹۹ (ز) دُعمُوص رملیّ

رافع بن عمرو کے سوانح میں تذکرہ ہوگا۔

۲۴۰۰ (ز) دعموص قرہ کے والد،

ان کا تذکرہ ان کے بیٹے قرہ کے حالات میں ہوگا۔

✿ اسد الغابۃ (۱۵۱۲)

✿ مسند احمد (۳۹۰/۳) مستدرک حاکم (۳.....۳۹) فتح الباری (۴۲۶/۷) الطبقات الکبریٰ (۲۴/۲)

باب د، غ

(۲۴۰۱) دَغْفَل [1] (بروزن جعفر)

ابن حنظلہ بن زید بن عبدہ بن عبداللہ بن ربیعہ بن عمرو بن شیبان بن ذُہل شیبانی ذہلی عالم نسب۔ بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نوح بن حبیب قومسی بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ کے متعلق نامی کتاب میں لکھتے ہیں علم نسب کے ماہر دغفل، ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ بقول بعض: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ باوردی لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے، حرب فرماتے ہیں! میں نے امام احمد سے پوچھا: کیا دغفل صحابی ہیں؟ فرمایا: میں انہیں (صحابہ میں) نہیں پہچانتا، اثرم بحوالہ امام احمد نقل کرتے ہیں: یہ صحابی کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ نسب کا علم رکھتے تھے۔ کسی نے آپ سے کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات والی حدیث روایت کرتے ہیں، حالانکہ وہ پچیس سال کے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اور حدیث علی، کہ نصاریٰ کا روزہ تھا؟ فرماتے ہیں امام احمد نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں۔ ان سے ان دونوں کے علاوہ کسی نے روایت کی ہے۔

جوزجانی لکھتے ہیں: میں نے امام احمد سے پوچھا: کیا دغفل صحابی ہیں؟ فرمایا! مجھے علم نہیں۔ عمرو بن علی نے فرمایا: یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد سنا ہو۔ ابن سعد [2] فرماتے ہیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: دغفل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہونا مشہور نہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع معروف نہیں۔ حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مرد تھے۔ (یعنی بچہ نہ تھے) ابن ابی خیثمہ [3] کا قول ہے: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ ابن حبان [4] کہتے ہیں۔ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: انہوں نے ایک مرسل روایت کی ہے ان کا سماع صحیح نہیں، محمد بن سیرین کا قول ہے: وہ عالم تھے لیکن ان پر نسب کا غلبہ تھا۔ ابن ابی خیثمہ نے انہی کے طریق سے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین اہل بصرہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن سعد [5] نے لکھا ہے: ان کے پاس نسب کی روایت اور اس کا علم تھا۔ احمد بن ہارون بردیجی نے صحابہ کے اکیلے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔

بغوی نے بطریق ابوھلال، عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دغفل کی طرف پیام بھیجا اور ان سے عربیت، لوگوں کے نسب اور نجوم کے متعلق پوچھا تو وہ ان سے باخبر شخص ثابت ہوئے۔ فرمایا: دغفل! یہ چیزیں تم نے کہاں سے یاد کیں؟ وہ کہنے لگے: میں نے زیادہ پوچھنے والی زبان اور سمجھنے والے دل کے ذریعہ، علم کی مصیبت بھول و فراموشی ہے، فرمایا: جاؤ یزید کو تعلیم دو۔ "دلائل" میں بیہقی نے بطریق ابن بن سعید بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ مجھ سے علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو آپ باہر تشریف لے گئے میں اور

---

[1] اسد الغابۃ (۱۵۱۳) استیعاب (۷۰۱) [2] الطبقات الکبریٰ (۱۰۲/۷) [3] التاریخ الکبیر (۲۵۴/۱)

[4] الثقات (۱۱۸/۳) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۰۲/۷)

ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم عرب کی مجالس میں پہنچے ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے وہ نسب کا علم رکھتے تھے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ دغفل نے ابوبکر سے دہرائی کی درخواست کی اس وقت دغفل نوعمر لڑکے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو ایک اعرابی سے واسطہ پڑا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

حنبل بن اسحاق کا قول ہے: عفان، معاذ بن سقیر فرمایا: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ دغفل نے کہا: علم کی چند باتیں ہیں۔ اس کے لئے آفت ہے اس کا عیب ہے اور اس کی تنگی ہے۔ اس کی آفت تو یہ ہے کہ تو اس سے محروم رہے اور کسی سے بیان نہ کرے۔ اور اس کا عیب یہ ہے کہ ایسے شخص سے بیان کرو جو نہ اسے محفوظ رکھ سکے اور نہ اس پر عمل کر سکے اور اس کی تنگی اور مشکل یہ ہے کہ تم اس میں جھوٹ سے کام لو۔

ایک قول ہے کہ: دغفل بن حنظلہ خوارج سے جنگ میں دولاب کے روز ڈوب گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ سن ستر (۷۰) کا واقعہ ہے۔ محمد بن اسحاق ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ ان کا نام حجر تھا اور دغفل ان کا لقب تھا۔

باب دال کے بعد فاء

۲۴۰۲ (ز) دفافہ راعی

ثعلبہ بن عبدالرحمن کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے ابن الاثیر نے ذال میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد کاف

۲۴۰۳ دُکَین ابن سعید یا سعد خثعمی

بقول بعض: مزنی۔ ان کی ایک حدیث ہے۔ ابواسحاق سبیعی ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ وہ کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد اور دارقطنی نے ''الزامات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خزاعی بن عبدنھم مزنی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

باب دال کے بعد لام

۲۴۰۴ (ز) دلھمس بن جمیل عامری

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ''امرؤالقیس کے ہاتھ میں جہنمی شعراء کا جھنڈا ہوگا''[1] اسی روایت کو کوفہ

---

[1] مسند احمد (۲/۲۲۹)

میں ایک شیخ نے اپنے بیٹے سے نقل کیا ہے جن کا نام صلصال بن صویر دُہمس ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

۲۴۰۵ دلیحه (بے نسبت)

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی عبادت کا وصف ذکر کیا ہے فرماتے ہیں، قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں خراب ہو گئے تھے۔

باب دال کے بعد میم

۲۴۰۶ دُمُّون

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مقوقس کی طرف مصر کے سفر میں رفیق سفر۔ ان کا حضرت مغیرہ کے ساتھ ایک قصہ بھی ہے جس میں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) اپنے رفقاءِ سفر کو قتل کر کے ان کا سامان قابو کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کیا اور مال سے تعرض نہیں کیا۔ واقدی[1] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد ھاء

۲۴۰۷ دهر بن اخرم[2]

بن مالک اسلمی، نصر کے والد امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے البتہ انہیں روایت کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ ابن الاعرابی نے اپنے ''نوادر'' میں لکھا ہے: شیبان بن بحر جو بنی یقظہ کے ایک فرد ہیں صحابی رسول ''دھر'' کے دادا ہیں اور قبیلۂ اسلام کے سردار تھے۔ اور بنی سلیم کے ہاں رات کے وقت آنے والے تھے، ان کے اور اُن کے درمیان جنگ بھی ہوئی۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

۲۴۰۸ (ز) ذُهین

نقطہ والے حرف ذ میں تذکرہ ہوگا۔

باب دال کے بعد واؤ

۲۴۰۹ (ز) دَوْس[3]

مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا ایک حدیث میں ذکر آتا ہے جسے محمد بن سلیمان حرانی نے وحشی بن حرب سے بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایک تحریر

---

[1] المغازی (۵۹٦) [2] اسد الغابہ (۱۵۱۸) [3] اسد الغابہ (۱۵۱۹)

لکھوائی، جب وہ مکہ میں تھے کہ مکہ کی جانب ایک لشکر متوجہ ہے میں نے تمہاری طرف دوس مولاءِ رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ تمہارے سامنے جھنڈا پیش کرے۔ اسی روایت کو صدقہ بن خالد نے وحشی سے نقل کیا ہے لیکن اس میں دوس کا ذکر نہیں کیا۔

ابونعیم نے لکھا ہے: دوس سے مراد قبیلہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ کے موالی اور غلاموں میں دوس نامی شخص کوئی بھی معروف نہیں۔

میں کہتا ہوں: سیاق سے ابونعیم کے قول کی تردید ہوتی ہے لیکن سند ضعیف ہے۔

۲۴۱۰ (ز) درید بن زید ساعدی

وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگِ یمامہ کے روز انصار میں سے شہید ہونے والے لوگوں میں شامل ہیں۔

۲۴۱۱ دومی بن قیس[1]

از بنی ذہل بن خزرج بن زید اللات کلبی۔ ہشام بن کلبی نے جمہرہ میں نسبِ قضاعہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لیے اس شرط پر جھنڈا باندھ کر دیا کہ بنی کلب کا جو شخص بیعت کرے گا یہ اس کے امیر ہوں گے۔ ابن ماکولا[2] اور رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد یاء

۲۴۱۲ دَیلم الحِمیَریّ[3]

دیلم بن ابی دیلم۔ بقول بعض: دیلم بن فیروز، ایک قول ہے: دیلم بن ھَوشع مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے مشروبات وغیرہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ مصر فروکش ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے روایت لی ہے۔ ابن یونس نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: دیلم بن ہوشع بن سعد بن ابی جناب بن مسعود پھر جیشان تک ان کا نسب بیان کیا۔ انہیں یمن میں سے نبی ﷺ کے پاس سب سے پہلے آنے کی سعادت حاصل ہے۔ یہ معاذ بن جبل کے پاس سے آئے تھے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان سے ابوالخیر مرثد نے روایت کی ہے۔ پھر فرمایا: دیلم بن ہوشع اصغر جیشانی کی کنیت ابووہب تھی۔ اسی طرح اہل عراق کے علم حدیث رکھنے والے علماء کہتے ہیں، جو میرے نزدیک غلط ہے۔ حالانکہ ابووہب جیشانی کا نام تو عبید بن شرحبیل ہے، ان کا یہی نام ہمارے شہر کے علماء لیتے ہیں۔

یہ بات انتہائی تحریر میں ہے، بغوی نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابووہب جیشانی دو ہیں: ایک صحابی ہیں اور دوسرے سے ابن لہیعہ اور ان کے ہم پلہ لوگ روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ بات ابن یونس کے قول کی موافقت کرتی ہے لیکن وہ کنیت کے حوالہ سے، اس واسطے کہ ابن یونس یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ صحابی کی کنیت ابووہب ہے۔ رہے امام بخاری،[4] ابوحاتم،[5] ابن سعد، ابن حبان[6] اور ابن مندہ تو ان لوگوں کا

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۲۰) [2] الاکمال (۲۸۵/۷) [3] اسد الغابہ (۱۵۲۲) استیعاب (۷۰٤)

[4] التاریخ الکبیر (۲٤۸/۱) [5] الجرح والتعدیل (٤۳٤/۳) [6] الثقات (۱۱۸/۳)

کہنا ہے کہ دیلم حمیری فیروز کے بیٹے ہیں۔ ابن سعد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے، انہیں حمیری اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حمیر فروکش ہوئے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دیلم حمیری وہی فیروز دیلمی ہیں۔ امام بخاری [1] لکھتے ہیں: دیلم بن فیروز حمیری، ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں تردد ہے اس واسطے کہ مذکور عبداللہ کو ابن دیلمی بھی کہا جاتا ہے اور دیلمی وہی فیروز ہیں۔ جو ان کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں جن کا تذکرہ حرف فاء میں ہوگا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اشتباہ ہوگیا ہے۔ ان کے اس وہم سے ابواحمد الحاکم نے متنبہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن دیلمی اور دیلمی کا نام فیروز ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نام قلمبند کیا ہے جو ان کے سوانح میں مذکور ہے۔ جو روایت ہم نے ابن یونس کے حوالہ سے بیان کی ہے اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ان سے ان کے دونوں بیٹے ضحاک اور عبداللہ اور ابوالخیر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یمن میں اسود عنسی کذاب کے قتل میں ان کا عظیم کارنامہ ہے، وہ اس (بدبخت) کا سر مدینہ لائے تھے۔ لیکن جب مدینہ پہنچے تو نبی ﷺ وفات پا چکے تھے۔ ابن الاثیر نے ان پر تعاقب کر کے لکھا ہے کہ اسود کے قاتل فیروز دیلمی ہیں وہ دیلم حمیری نہیں۔ بات یہی ہے جو ابن الاثیر نے کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں وہم کا سبب یہ ہے کہ فیروز دیلمی اور دیلم حمیری دونوں نے مشروبات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

حدیث دیلمی ابوداؤد [2] نے بطریق یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی بواسطہ عبداللہ بن دیلمی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! آپ جانتے ہیں ہم کہاں سے آئے اور کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف''۔ ہم نے عرض کی: ہمارے انگور ہوتے ہیں، ان کا کیا کریں؟ فرمایا: ان کی کشمش بنالو۔ لوگوں نے عرض کی: کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی غذا کے بعد بطور نبیذ استعمال کرو اور رات کے کھانے کے بعد پیا کرو اور یہ نبیذ پانی کی پرانی مشک میں بنایا کرو (پانی اور دودھ دوہنے کے) مشکیزوں میں نہ بنایا کرو''۔

اور حدیث دیلم بھی ابوداؤد نے بطریق ابوالخیر مرثد بحوالہ دیلم حمیری نقل کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ سخت ٹھنڈے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں ہمیں مشقت کے کام کرنے پڑے ہیں۔ اور ہم لوگ اس گیہوں سے بطور طاقت ایک مشروب بناتے ہیں تاکہ ہمیں سردی بھی کم لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے نشہ آتا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں''۔ فرمایا: ''اس سے بچو!'' (حدیث) [3]

یہ دونوں حدیثیں اگرچہ مشروبات سے تعلق رکھنے میں مشترک ہیں (لیکن) یہ دونوں سوال دو مختلف قسموں کے بارے میں ہیں۔ جس شخص نے اسے مختصراً بیان کیا اسے وہم ہوگیا اور اس نے اس کی مراد سمجھے بغیر یہ کہہ دیا کہ یہ مشروبات کے متعلق حدیث ہے۔

اسی طرح ابواحمد عسکری کو بھی اس میں خبط ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی مرسل حدیث روایت کرنے والوں میں دیلم بن ھوشع حمیری بھی ہیں۔ اور کہتے ہیں: کسی نے سند میں ان کا نام داخل کر دیا ہے، جو وہم ہے۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کے پاس جو صاحب آئے وہ دیلم بن ھوشع ہیں۔ چنانچہ عباس دوری بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں کہ ابووہب جیشانی کا نام دیلم بن ھوشع ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پہلے ابن یونس کی تردید ایسا گمان رکھنے والے متعلق گزر چکی ہے کہ ابووہب جیشانی تابعی ہیں جن کا

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۴۸/۱) [2] ابوداؤد کتاب الاشربہ باب فی صفۃ النبیذ (۳۷۱۰) [3] مسند احمد (۲۳۲/۴)

نام عبید بن شرحبیل ہے نہ کہ دیلم بن ہوشع، اس واسطے کہ دیلم بن ہوشع صحابی ہیں ان کی کنیت ابووہب جیشانی نہیں ہے۔ یوں اشکال دور ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ دیلم بن ہوشع ہیں نہ کہ دیلم بن فیروز۔ رہے وہ لوگ جوان کا نام دیلم بن ابی دیلم بتاتے ہیں تو انہیں ان کے والد کا نام معلوم نہیں۔ یوں بیٹے سے کنیت بنالی۔ ابن مندہ ایسا اکثر کرتے ہیں۔ جو تحقیق کی رو سے اختلاف نہیں ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ جنہوں نے گندم سے بنائے جانے والے مشروبات کے متعلق سوال کیا تھا وہ دیلم بن ہوشع ہیں جن کی حدیث مصری محدثین سے منقول ہے اور جن سے روایت کرنے میں ابوالخیر مرثد مصری منفرد و تنہا ہیں۔ وہی حمیری اور جیشانی ہیں۔ رہے دیلمی جن سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے اور ان کی حدیث اہل شام سے منقول ہے ان کا نام فیروز ہے اور انہی نے اسود عنسی کو قتل کیا تھا، اور ابووہب جیشانی تابعی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۴۱۳ (ز) دینار بن حیان ربعی

ان سے مروی ہے کہ میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے میں بھی ان کے ساتھ تھا آپ نے میرا نام دینار رکھا اور میرے والد کو غزوہ کے لیے بھیجا تو وہ شہید ہو گئے۔ میں نے ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں بقلم ابن عبداللہ ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ استیعاب میں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۴۱۴ (ز) دینار (عدی بن ثابت کے دادا)[1]

ابن معین نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مبہمات میں ان کے حال کی تفصیل بیان ہوگی۔

۲۴۱۵ دینا حجّام

قسم رابع میں تذکرہ ہوگا۔

قسم ثانی از حرف دال

باب دال کے بعد الف

۲۴۱۶ داؤد بن عروہ

بن مسعود ثقفی۔ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخر ایام میں شہید ہوئے۔ داؤد کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ام حبیبہ کی بہن تھیں۔ انہی داؤد نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی بیٹی سے شادی بھی کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۲۳) استیعاب (۷۰۵)

قسم ثالث از حرف دال

باب دال کے بعد الف

(۲۴۱۷) داذویه الفارسی [1]

یمن میں نبی ﷺ کے گورنر باذام کے خلیفہ تھے۔ جب اسود عنسی کذاب نے خروج کیا اور باذام کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو انہیں قتل کر دیا تو داذویہ اور ان کے متبعین بھاگ نکلے۔ یہ قصہ مغازی میں مشہور ہے، نقل کرنے والوں میں یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ ہمیں زید بن مبارک وغیرہ، محمد بن حسن صنعانی سے بواسطہ سلیمان بن وہب، انہوں نے نعمان بن بُزرج کے حوالہ سے بیان کیا کہ اسود عنسی نے خروج کیا، پھر صنعاءِ یمن پر اس کے قبضہ کا قصہ ذکر کیا کہ وہاں سے اس نے گورنرِ نبی ﷺ باذام کو قتل کیا تھا اور ان کی اہلیہ مرزبانہ کو اپنے لئے مخصوص کر کے اس سے شادی کر لی۔ لیکن وہ اسے ناپسند کرتی تھی کیونکہ اس نے اس کی قوم کو قتل کیا تھا۔

فرماتے ہیں: اسی اثناء میں مرزبانہ نے داذویہ (جو باذام کا خلیفہ تھا) فیروز، خرزاد بن بزرج اور جرجست فارسیوں کی طرف پیام بھیجا، ان لوگوں نے اسود کے قتل کا منصوبہ بنایا، حفاظت کے لیے اس کے دروازے پر ہزار آدمی پہرہ دیتے تھے۔ ادھر مرزبانہ اسے شراب پر شراب پلائے جا رہی تھی۔ وہ جب بھی اسے کہتا: اس میں کچھ اور ملاؤ تو وہ خالص شراب ہی پلاتی رہی بالآخر شراب کا خمار چڑھا اور اٹھ کر بستر میں چلا گیا جو عمدہ ریشم سے بنا تھا۔ داذویہ اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب لگانا شروع کر دی جسے پہلے انہوں نے سرکہ ڈال کر تر کیا اور پھر لوہے کے کسی آلہ سے کھدائی کر کے اندر آ گئے۔ پہلے داذویہ اور جرجست داخل ہوئے، لیکن اس کی ہیبت کھا کر قتل نہ کر سکے۔ اتنے میں فیروز اور ابن بزرج آ پہنچے، عورت نے اشارہ کیا کہ وہ بستر میں ہے۔ چنانچہ فیروز نے اس کا سر پکڑ کر دبوچا اور گردن توڑ دی۔ خرزاد نے خنجر مار کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ پھر اس کا سر جدا کر کے وہاں سے نکل آئے۔ بیہقی نے دلائل [2] میں اسی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

ان کے علاوہ لوگوں کا بیان ہے کہ اس کا سر قیس بن مکشوح مرادی نے جدا کیا تھا، پھر قیس کو عنسی کے خون کے مطالبہ کا خوف ہوا، ایک دِن فیروز اپنے گھوڑے کو پانی پلانے نکلا۔ قیس نے دیکھا کہ داذویہ اکیلا ہے وہ انتہائی بوڑھا شخص تھا تو تلوار کے وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی لاش اٹھائی اور اس کی جگہ پہنچا دی۔ جب قیس تک خبر پہنچی تو وہ اپنے گھر نہیں لوٹا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوا، آپ نے قیس سے پچاس قسمیں لیں کہ اس نے داذویہ کو قتل نہیں کیا تو اس نے قسمیں کھا لیں۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن معدی کرب سے پوچھا: عنسی کو کس نے مارا تھا؟ انہوں نے فرمایا: فیروز نے۔ پوچھا: داذویہ کو کس نے قتل کیا تھا؟ فرمایا: قیس نے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تب تو قیس بہت برا آدمی ہوا۔ جشیش دیلمی کے حالات میں حرف جیم میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۰٤) استیعاب (٦٩٧) [2] دلائل النبوۃ (۳۳٦/۵)

باب دال کے بعد ثاء

۲۴۱۸ (ز) دثار بن سنان

بن نمیر بن قاسط، مخضرمی ہیں ان کا تذکرہ حطیہ شاعر کے حالات میں آتا ہے۔ دثار کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:
''جب ہم نے شکایت کی تو میری بیوی مجھے کہنے لگے: سردار کرم نواز شخص کی اولاد ہمارا خیال رکھے گی۔ میں نے اس سے کہا: میں بھی دعا کرتا ہوں تو بھی دعا کر، سب سے بہتر آواز یہ ہے کہ دو شخص دعا کرنے والے ہوں۔ جو کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں یہی کہوں گا کہ میں زبرقان کا پڑوسی نمری ہوں''۔

۲۴۱۹ دثار بن عبید ابن الابرص

ان کے والد جاہلیت کے عظیم شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ جو ظہور (شریعت) اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ انہی دثار کے ہاں ایک لڑکا یزید یا بدر نامی پیدا ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے سماک بن حرب روایت لیتے ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد کو دورِ نبوی نصیب ہوا، اگرچہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

باب دال کے بعد جیم

۲۴۲۰ (ز) دجاجہ بن ربیعہ

بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب العامری، ثم الجعفری، لبید شاعر کے بھائی۔ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا عبداللہ کوفہ کے معزز لوگوں میں سے تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم رابع از حرف دال

باب دال کے بعد الف

۲۴۲۱ داؤد بن عاصم

بن عروہ بن مسعود ثقفی ابن فتحون نے وہم سے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کر دیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ صحابی ہیں اور نہ انہیں روایت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی طرف جو حدیث منسوب ہے اسے ابن اسحاق نے بواسطہ نوح بن حکیم بحوالہ داؤد جن کی ولادت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اہلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوئی تھی، نقل کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ام حبیبہ کے ہاں ان کی ولادت سے مراد یہ ہے کہ ان کے والد کی ولادت ان کے ہاں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

باب دال کے بعد راء

۲۴۲۲ درھم

معاویہ کے والد جاہمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب دال کے بعد عین

۲۴۲۳ دعامہ بن عزیز [1]

بن عمرو بن ربیعہ بن عمران بن حارث سدوسی، قتادہ (مشہور تابعی) کے والد ہیں۔ ایک لفظی غلطی کے پیدا ہونے کی وجہ سے ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن مندہ بطریق محمد بن جامع عطار، عنبس بن میمون سے بواسطہ قتادہ بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بخار مومن کا جہنم کا حصہ ہے''۔ [2] شاذکونی بواسطہ عنبس، قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، یہی درست سند ہے ابونعیم نے اسے نقل کیا ہے۔

باب دال کے بعد فاء

۲۴۲۴ دَفہ بن ایاس [3]

بن عمرو انصاری۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بدری ہیں۔ [4]

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ حروف رہ جانے کی بنا پر ہوئی یہ نام تو وَدْفہ شروع میں واؤ سے ہے۔

باب دال کے بعد لام

۲۴۲۵ دلجہ بن قیس [5]

مشہور تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی کی وجہ سے غلط ہے۔ چنانچہ بطریق میسب بن واضح بواسطہ ابن المبارک، سلیمان تیمی سے بواسطہ ابوتمیمہ بحوالہ دَلجہ بن قیس روایت کی ہے کہ مجھے حکم بن عمرو غفاری نے کہا: کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ نے کدو (کے خول) اور تار کول ملے مٹکے میں مشروب پینے سے منع کیا تھا؟ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں! میں اس کا گواہ ہوں۔ [6] ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت کئی ایک افراد نے ابن المبارک سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ دلجہ سے

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۱۱) [2] دلائل النبوۃ للبیھقی (۲۱۶/۶) مجمع الزوائد (۹۸/۵) کنز العمال (۶۷۴۳) جامع المسانید (۱۴۵/۵)

[3] اسد الغابہ (۱۵۱۴) استیغاب (۷۰۲) [4] استیعاب (۴۶/۲) [5] اسد الغابہ (۱۵۱۶) [6] جامع المسانید (۱۴۹/۴)

مروی ہے کہ ایک شخص نے حکم سے کہا: یہی درست ہے۔ یہی روایت یحییٰ قطان نے تیمی سے نقل کی تو فرمایا کہ حکم نے ایک شخص سے کہا۔
میں کہتا ہوں: اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بواسطہ ابوعدی بحوالہ تیمی لکھا ہے۔

۲۴۲۶ دُلَیم [1]

ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے بطریق حسن بن سفیان ''وحدان'' میں اپنی مسند میں بواسطہ ابوالخیر بحوالہ دلیم نامی شخص نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سکرکہ (مکئی کی شراب-مکئی سے بنائے جانے والی شراب) کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے انہیں اس [2] سے منع فرمایا۔ اسی طرح ابن لہیعہ نے بواسطہ یزید بن ابی حبیب ان سے روایت کی ہے۔ ابن اسحاق اور عبدالحمید بن جعفر نے بحوالہ یزید نقل کی تو فرمایا: ''دَیلم'' جو درست ہے۔

باب دال کے بعد ھاء

۲۴۲۷ (ز) دُھین

حرفِ زا میں زہیر میں ان کے متعلق تنبیہ بیان ہوگی۔

باب دال کے بعد یاء

۲۴۲۸ دینار [3] (عمرو کے والد)

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے، لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں کی۔ اور نہ یہ ذکر کیا کہ انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے۔ ابوموسیٰ نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

۲۴۲۹ (ز) دینار الحجام

ابوعمر نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابوطیبہ کا نام ہے جبکہ کنیتوں میں میں نے اس بارے ابوطیبہ کے حالات میں کسی کی تردید بیان کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۱۷) [2] المعجم الکبیر (۴۲۰۶/۴) [3] اسد الغابہ (۱۵۲۴)

حرفِ ذال

قسم اوّل از حرفِ ذال

باب ذال کے بعد الف

۲۴۳۰ ذابل بن طُفَیل [1]

بن عمرو دوسی۔ دلائل میں بیہقی نے اور شرف المصطفیٰ میں ابوسعد نے اور ابن مندہ نے بطریق قدامہ بن عقیل غطفانی، جمعہ بنت ذابل بن طفیل بن عمرو بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ان کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے، تو آپ کے پاس خفاف بن نصلہ بن بھدلہ ثقفی آئے۔ [2] (حدیث)

باب ذال کے بعد باء

۲۴۳۱ (ز) ذُبَاب [3]

ابن الحارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشیرہ مذحجی۔ ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی روایت کی ہے کہ حسن بن کثیر، یحییٰ بن ہانی بن عروہ، ابوخیثمہ، عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ فرمایا: سعد العشیرہ کا قراص نامی ایک بت تھا۔ جس کی یہ لوگ تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس کا مجاور ایک ابن وقشہ نامی شخص تھا۔ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: مجھ سے ذباب بن حارث نے بیان کیا کہ ابن وقشہ کا ایک جن تھا جو اسے ہونے والی بات بتا دیتا تھا ایک دِن وہ اس کے پاس آ کر کچھ بتانے لگا۔ تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: اے ذباب! اے ذباب! انتہائی عجیب بات سنو، محمد کتاب دے کر مبعوث ہوئے۔ وہ مکہ میں دعوت دیتے ہیں لیکن کوئی ان کی بات نہیں مان رہا۔ فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ مجھے ایسا ہی کہا گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ کے نبی ہونے کی اطلاع ملی، میں تو مسلمان ہو گیا اور بت پر ٹوٹ پڑا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام کا اظہار کیا۔ جس کے متعلق ذباب کہتے ہیں:

> ''جب رسول اللہ ﷺ ہدایت (کا پیام) لائے تو میں نے آپ ﷺ کا اتباع کر لیا اور قراص کو پیچھے ذلت کے گھر میں چھوڑ آیا ہوں، میں نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ظاہر کر دیا ہے تو جونہی رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوتِ (اسلام) دی میں نے اسے قبول کر لیا۔ ابن مندہ نے دلائل نبوت میں ان کی یہ حدیث اسی سند سے نقل کی ہے۔ اور صحابہ میں انہیں ذکر نہیں کیا تو ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے''۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۲۵) تجرید (۱/۱۶۷) [2] جامع المسانید والسنن (۴/۱۵۷) [3] اسد الغابہ (۱۵۲۶) تجرید (۱/۱۶۷)

میں کہتا ہوں: اسی روایت کو معافی نے ''الجلیس'' میں بحوالہ ابن درید دوسری سند سے نقل کیا ہے، جس کی سند یوں ہے: مسکن بن سعید، بواسطہ عباس بن ہشام بن کلبی وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، اور بیہقی نے دلائل میں یہ روایت تعلیقاً[1] نقل کی ہے۔ ابن سعد نے بواسطہ ابن کلبی انہوں نے بحوالہ اپنے والد، سلمہ بن عبداللہ بن شریک نخعی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ عبداللہ بن ذباب الانسی جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہیں ثروت و مالداری حاصل تھی۔

۲۴۳۲ (ز) ذباب بن فاتك

بن معاویہ الضبی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے سردار، شاعر اور شہسوار تھے۔ پہلے نبی ﷺ کے پاس آئے تو اسلام قبول نہ کیا پھر آپ نے تلاش کے لیے آدمی بھیجا تو بھاگ نکلے، پھر آپ سے امان لینے آگئے، اس وقت اسلام بھی قبول کرلیا اور آپ کی مدح میں یہ شعر کہا:

''آپ ہی معدّ کو اس کے دین کی رہنمائی کرتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہادی ہے اور آپ سے فرمایا: گواہ رہیو!''

مرزبانی نے ان کا صرف یہ شعر ذکر کیا ہے جو ان کے علاوہ ساریہ بن زنیم کے نام سے مشہور ہے۔ پھر لکھتے ہیں: اس کے بعد یہ بصرہ فروکش ہوگئے۔

۲۴۳۳ (ز) ذباب بن معاویہ عُكْلی

شاعر ہیں، جن کے نبی ﷺ کی مدح میں اشعار ہیں۔ مسودہ میں مجھے ایسا ہی لکھا نظر آیا، تحریر کرلیا جائے شاید یہ پہلے والے ہیں۔

باب ذال کے بعد راء

۲۴۳۴ ذر بن ابی ذر غفاری

حافظ شرف الدین دمیاطی نے ''السیرۃ النبویہ'' میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی ان اونٹنیوں کے چرواہے تھے جو جنگل میں تھیں۔ جن پر عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کرکے اونٹنیاں ہنکالیں، چرواہے کو قتل کردیا اور اس کی بیوی کو قیدی بنالیا۔ یہی غزوۂ غابہ کا سبب بنا جس میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنا کردار ادا کیا۔ یہ قصہ ابن اسحاق[2] سے مروی ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ کتب میں طوالت سے منقول ہے لیکن کسی نے بھی اس چرواہے کا نام نہیں لیا۔ ابن سعد نے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ ابن ابی ذر غزوہ ذی قرد میں شہید ہوئے، شاید وہ یہی ہیں۔

۲۴۳۵ (ز) ذَرِیح (بروزن عظیم)

ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے کہ تفسیر میں لکھا ہے کہ زید الخیل نے کہا: ''اللہ کے نبی! ہمارے دو آدمی ہیں، ایک کا نام ذریح ہے۔

---

[1] دلائل النبوۃ (۲/۲۵۹) [2] السیرۃ النبویہ عن ابن اسحاق (۳/۲۱۱)

پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں، ان کے لیے کیا حلال ہے''[1] کے نازل ہونے کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہ روایت ابن درید کی ''اخبار منثورہ'' میں مل گئی ہے۔ فرمایا: مجھے میرے چچا نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے ہشام ابن کلبی سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے طئے کے ایک شخص نے بتایا کہ زید الخیل نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، اللہ کے رسول! ہمارے دو آدمی ہیں ایک کا نام ذریح اور دوسرے کا ابوحدانہ ہے۔ ان کے پانچ کتے ہیں جو ہرن پکڑتے ہیں۔ آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر یہی روایت مجھے تفسیر ابن ابی حاتم میں بطریق عطاء بن دینار، بواسطہ سعید بن جبیر مل گئی، فرماتے ہیں: یہ آیت عدی بن حاتم اور زید الخیل کے بارے میں نازل ہوئی جو قبیلہ طے کے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور ان دونوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں کے ذریعہ شکار کرتی ہے۔ آل ذریح کے کتے گائے، گدھوں اور ہرنوں کا شکار کرتے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ذریح قبیلہ طے کا بطن ہے کسی مخصوص آدمی کا نام نہیں۔ ممکن ہے وہ صحابی ہوں۔ واللہ اعلم

باب ذال کے بعد راء

۲۴۳۶ ذرع خولانی[2]

کنیت ابوطلحہ تھی، اسی سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

باب ذال کے بعد فاء

۲۴۳۷ ذفافہ راعی[3]

ثعلبہ بن عبدالرحمٰن کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن الامین اور ابن الاثیر نے حرف ذال میں اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں نے دال میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ذال کے بعد کاف

۲۴۳۸ ذکوان بن عبدقیس[4]

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی، ان کی کنیت ابوالسبع تھی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے بیعت عقبہ والوں اور احد کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن المبارک ''الجہاد'' میں بحوالہ عاصم بن عمرو سہیل بن ابی صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ احد کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا: کون تیار ہے؟ تو بنی زریق کا ذکوان بن عبدقیس نامی شخص جس کی کنیت ابوالسبع تھی کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: ''جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو کل جنت کے سبزہ زار پر پاؤں

[1] سورۃ المائدہ (٤)۔ [2] اسد الغابہ (١٥٢٧) تجرید (١/١٦٧) [3] اسد الغابہ (١٥٢٨) [4] اسد الغابہ (١٥٣١) استیعاب (٧١٠)

دھرے گا وہ اس شخص کو دیکھ لے۔" [1] واقدی کی روایت ہے کہ جب اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس عتبہ بن ربیعہ سے مکہ میں فیصلہ کرانے گئے، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سنا تو دونوں آپ کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو وہ دونوں مشرف بااسلام ہو گئے۔ تو مدینہ میں سب سے پہلے وہی دونوں اسلام لے کر آئے۔

اخبار مدینہ میں عمر بن شبہ نے امام مالک تک اپنی سند سے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ذکوان بن عبد قیس سے دو اونٹوں کے عوض بئر سقیا (نامی چشمہ) خریدا۔ اور بطریق جابر اسی مفہوم کی روایت ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کے والد نے انہیں وصیت کر رکھی تھی کہ اسے خرید لینا، فرماتے ہیں: لیکن سعد مجھ سے پہل کر گئے۔

۲۴۳۹ (ز) ذکوان بن عبید

بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ انصاری، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق شرکاءِ بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۴۴۰ ذکوان بن یامین [2]

بن عمیر بن کعب از بنی نضیر، یہودی تھے، بقول بعض اسلام لے آئے۔ ابو علی جیانی نے ابو عمر کی کتاب میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق [3] روایت کی ہے کہ ذکوان کی ملاقات ابو لیلیٰ اور عبداللہ بن مغفل سے ہوئی جو دونوں رو رہے تھے۔ پوچھا: آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری مانگنے آئے لیکن آپ کے پاس [4] سواری دینے کے لئے کوئی جانور نہ تھا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے انہیں ایک پانی لادنے والا اونٹ [5] دے دیا اور زادِ راہ بھی مہیا کیا۔ یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے۔ جیانی لکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ اسلام لے آئے تھے کیونکہ جہاد کے لیے صرف مسلمان ہی امداد کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن اس کی تعیین نہیں ہوتی۔ ممکن ہے دشمن کے مقابلہ میں دشمن کی مدد کی ہو۔

۲۴۴۱ ذکوان مولاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [6]

ابن حبان [7] نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔ بغوی اور طبرانی [8] نے بطریق شریک عطاء بن سائب سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے بنی ہاشم کے لئے کسی چیز کی وصیت کی تو میں ابو جعفر کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے ایک بڑھیا کے پاس بھیجا (وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی) وہ کہنے لگیں: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولا طہمان یا ذکوان نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زکوٰۃ وصدقہ نہ میرے لیے حلال ہے اور نہ میرے گھرانے والوں کے لیے"۔

بغوی فرماتے ہیں: شریک سے مروی ہے انہوں نے مہران کہا۔ بقول بعض: میمون، ایک قول: باذام ہے مجھے معلوم نہیں کون سا درست ہے۔

---

[1] شرح السنة (٤٦/٥) [2] اسد الغابہ (١٥٣٢) استیعاب (٧١٣) تجرید (١٦٨/١) [3] السيرة النبوية (١٢٧/٤)

[4] سواری کا مطالبہ کرنے آئے۔ [5] پانی لادنے والا، اونٹ بیل یا گدھا۔ [6] اسد الغابہ (١٥٣٠) استیعاب (٧١٢) تجرید (١٦٧/١)

[7] الثقات (٢٢٢/٤) [8] المعجم الكبير (٤٢١٧/٤)

میں کہتا ہوں: انہیں ہرمزاور کیسان بھی کہا گیا ہے۔ یہی جریر کی عطاء سے روایت ہے، بقول بعض مہران یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ روایت سفیان ثوری کی اس حدیث میں بحوالہ عطاء بن سائب ہے۔

۲۴۴۲ ذکوان مولا بنی امیّہ ✿

عبدالرزاق ✿ فرماتے ہیں: عمر بن حوشب، اسمٰعیل بن امیہ، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: ہمارا ذکوان یا طہمان نامی ایک غلام تھا جس کا کچھ حصہ آزاد ہوگیا۔

میں کہتا ہوں: بقول بعض رافع، ان شاءاللہ تعالیٰ تذکرہ ہوگا۔

۲۴۴۳ ذکوان مولاء انصار ✿

ابویعلیٰ ✿ نے حدیثِ جابر سے یہ روایت نقل کی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گائے خریدی جو ہم سے بھاگ نکلی، ہمارے ذکوان نامی غلام کے سامنے آئی اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس نے وار کیا تو ڈھیر ہوگئی۔ ہم اسے ذبح نہ کر پائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا جو جانور وحشی ہو جائے تو انہیں ایسے ہی روک لیا کرو جیسے وحشی جانور کو روکتے ہو''۔ اس کی سند میں حرام بن عثمان ضعیف راوی ہے۔

۲۴۴۴ ذکوان سلمی (یہ پہلے والے نہیں)

اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ وہ فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: انہی کے متعلق عباس بن مرداس سلمی کہتے ہیں:

''ہم ہادیٔ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے۔ ہم نے وعدہ نبھایا، کسی جماعت نے ہمیں دوستی میں حیران نہیں کیا۔ خفاف، ذکوان اور عوف تو خیال کر رہا ہوگا کہ سانڈ ہیں۔ جن کی جفتی میں سرخ اونٹ تعجب میں پڑ جاتا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے''۔

لفظ ''ذو'' والوں کا ''ذو'' کے بعد ترتیب وار ذکر

۲۴۴۵ ذوالاذنین

انس بن مالک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً اس نام سے پکارا تھا، جسے ابوداؤد، اور ترمذی نے حدیث انس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ((یا ذا الاذنین)) ✿ ''اے دو کانوں والے!''

✿ اسد الغابہ (۱۵۲۹) استیعاب (۷۱۱) تجرید (۱/۱۶۷) ✿ المصنف لعبدالرزاق (۱۶۷۰۵)

✿ اسد الغابہ (۱۵۳۳) تجرید (۱/۱۶۸) ✿ مسند ابویعلی (۱۸۶۰)

✿ ابوداؤد کتاب الادب باب من یاخذ شیء علی المزاح (۵۰۰۲) ترمذی کتاب البرّ والصلۃ باب ما جاء فی المزاح (۱۹۹۲)

بقول بعض: ''تمیمی'' ایک قول ''خزاعی'' ہے۔ ترمذی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ زیادات مسند میں عبداللہ بن احمد ✿ نے بطریق عثمان بن عطاء، ابوعمران سے بحوالہ ذوالاصابع روایت کی ہے کہ ہم نے عرض کی اللہ کے رسول! اگر ہم آپ کے بعد مزید زندگی سے دوچار ہوں تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ''بیت المقدس نہ چھوڑنا''۔ (حدیث)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ✿ ابوعمران کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا نام سلیم مولا ابی درداء ہے، فرماتے ہیں: مضبوط سند نہیں، بغوی نے اس کا تذکرہ کر کے اس کی سند میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عثمان اور ابوعمران کے درمیان ایک غیر معروف شخص زیاد بن ابی سورہ ہے اس میں کہتا ہے کہ ذوالاصابع صحابیٔ رسول ﷺ سے مروی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن شاہین اور ابونعیم نے نقل کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اس روایت کو ولید بن مسلم نے عثمان بن عطاء سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمران ذوالاصابع سے نقل کیا ہے۔ پہلے والی زیادہ بہتر ہے۔ موسیٰ بن سہل رملی نے فلسطین فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن درید کا ''وشاح'' کتاب میں گمان ہے کہ ان کا نام معاویہ ہے۔

۲۴۴۷ ذوالبجادین المزنی ✿

ان کا نام عبداللہ بن عبد نہم تھا، عین میں تذکرہ ہوگا۔

۲۴۴۸ (ز) ذوالثدیہ

نہروان میں خوارج کے ساتھ قتل ہونے والوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، بقول بعض: یہ ذوالخویصرہ ہے جس کا تذکرہ ہونے والا ہے۔ ابویعلی نے اپنی مسند میں بروایت ابن المقری بحوالہ ان کے نقل کی کہ محمد بن فرج نے بواسطہ محمد بن زبرقان، بواسطہ موسیٰ عبیدہ، ھود بن عطاء بحوالہ انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک شخص تھا جس کی عبادت گزاری اور عبادت میں محنت مشقت پر ہمیں تعجب ہوتا تھا، ہم نے نام لے کر اس کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا لیکن آپ ﷺ اسے نہ پہچان سکے۔ پھر ہم نے اس کی خوبیاں بیان کیں تب بھی آپ ﷺ کو اس کی پہچان نہ ہوئی۔ ہم اس کا ذکر کر ہی رہے تھے کہ وہ اچانک آ نکلا۔ ہم نے عرض کی: یہ رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتا رہے ہو جس کے چہرہ میں شیطان کا رنگ ہے''۔ پھر وہ شخص آ کر لوگوں کے پاس بغیر سلام کیے کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب تم مجلس کے پاس کھڑے تھے تو تم نے یہ (دل میں) کہا تھا کہ ان لوگوں میں مجھ سے بہتر اور افضل کوئی نہیں؟'' اس نے کہا: ''اللہ گواہ ہے، جی ہاں''۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کون قتل کرے گا؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں''۔ چنانچہ آپ گئے، دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے، خیال آیا سبحان اللہ! کیا میں نماز پڑھتے شخص کو قتل کروں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ وہاں سے باہر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بنا؟'' عرض کی: مجھے اچھا نہ لگا کہ میں نمازی کو قتل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کون قتل کرے گا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: ''میں''۔ اندر گئے، دیکھا کہ اس

✿ اسد الغابہ (۱۵۳۶) استیعاب (۷۱۴) تجرید (۱/۱۶۸) ✿ مسند (۴/۶۷) ✿ التاریخ الکبیر (۱/۲۶۴) ✿ اسد الغابہ (۱۵۳۷)

نے سر سجدہ میں رکھا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا: ابوبکر مجھ سے افضل تھے۔ چنانچہ وہاں سے باہر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' عرض کی: میں نے دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پیشانی جھکا رکھی ہے۔ اس لیے اسے قتل کرنا اچھا نہ لگا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اس شخص کو کون قتل کرے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں''۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تمہیں ملا تو''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر گئے، دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: ''کیا بنا؟'' عرض کی: وہ تو چلا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر یہ قتل ہو جاتا تو میری اُمت کے دو آدمیوں میں اختلاف نہ ہوتا جو پہلا اور آخری ہے''۔ [1] موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن کعب سے سنا فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو قتل کیا تھا وہ ذوالثدیہ تھا۔

میں کہتا ہوں: ذوالثدیہ کے قصہ کے کئی طُرُق ہیں۔ ان سب کا گھیراؤ اور احاطہ محمد بن قدامہ نے کتاب الخوارج میں کیا ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے صحیح روایت وہ ہے جو صحیح مسلم میں ہے اور جسے ابوداؤد نے بطریق محمد بن سیرین، عبیدہ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کا ذکر کر کے فرمایا: ان میں چھوٹے ہاتھوں [2] والا ایک شخص ہے اگر اس کی طرف دیکھنے کی بات نہ ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑنے والوں کے ساتھ (اجر و ثواب کا) کیا وعدہ کر رکھا ہے جسے حضرت محمد ﷺ کی زبانی ظاہر کیا ہے میں نے آپ سے پوچھا: کیا آپ نے ان سے سنا ہے۔ فرمایا: ہاں ربِ کعبہ کی قسم!

ابوربیع زہرانی بواسطہ حماد، جمیل بن مرہ سے ابوالوضی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اہل نہروان (کی جنگ) سے فارغ ہوئے، آپ نے فرمایا: چھوٹے ہاتھوں والے کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو نہ ملا، تین بار ایسا ہی ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹی بات کی گئی ہے، کافی جستجو کے بعد اسے مقتولین کے نیچے کیچڑ میں لتھڑا ہوا پایا۔ راوی کا بیان ہے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ مجھے اب بھی نظر آ رہا ہے۔ وہ حبشی تھا جس نے ایک معمولی سی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس کا ایک پستان عورت کی طرح تھا جس پر ایسے چھوٹے چھوٹے بال تھے جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: پہلے قصہ کے تو محمد بن قدامہ کے پاس دو شاہد ہیں ایک حسن کی مرسل روایت جسے قصہ سے ملتی جلتی روایت کے طور پر انہوں نے ذکر کیا ہے دوسرا بطریق مسلمہ بن ابی بکرہ بحوالہ اپنے والد جو محمد بن قدامہ اور مستدرکِ حاکم میں ہے لیکن ان دونوں میں اس شخص کا نام نہیں لیا گیا۔

۲۴۴۹ ذوجدن حبشی [3]

انہیں ذودجن بھی کہا جاتا ہے، ان کا نام علقمہ تھا، تذکرہ ہوگا۔

۲۴۵۰ (ز) ذوالحکم

عمرو بن حمہ۔

۲۴۵۱ ذوالجوشن ضبابیؓ [4]

بقول بعض ان کا نام اوس بن اعور ہے جس پر مرزبانی نے اعتماد کیا ہے۔ اور ایک قول ہے: شرحبیل یہی زیادہ مشہور ہے۔

---

[1] سنن دارقطنی (۵٤/۲) مجمع الزوائد (۱:٤۰۲) [2] کوتاہ ہاتھوں والا۔ [3] اسد الغابہ (۱۵۳۸)

[4] اسد الغابہ (۱۵۳۹) استیعاب (۷۱۵) تجرید (۱٦۸/۱)

ابن اعور بن عمرو بن معاویہ، جو ضباب بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صَعْصَعہ ہیں۔ ابن شاہین کا گمان ہے کہ ان کا نام عثمان بن نوفل ہے۔ مسلم فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابوسعادات بن الاثیر کا قول ہے کہ بقول بعض: یہ ذوالجوشن کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ کسریٰ کے پاس گئے تھے اس نے انہیں صدری دی تھی جسے انہوں نے پہنا تھا۔ یہ پہلے عربی ہیں جنہوں نے صدری پہنی۔ دوسرے حضرات کا کہنا ہے: انہیں اس وجہ سے ایسا کہا جاتا ہے کہ ان کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔ [۱] وہ شہسوار اور شاعر تھے، ان کے اپنے بھائی حمیل کے بارے میں بہت عمدہ مرثیہ جات ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد کے ہاں ان کی ایک حدیث ہے جو بطریق ابواسحاق ان سے مروی ہے۔ بقول بعض یہ حدیث انہوں نے ان سے نہیں بلکہ ان کے بیٹے شمر سے سنی ہے۔ واللہ اعلم

۲۴۵۲ ذوالخُوَیصَرہ تمیمی [۲]

ابن الاثیر [۳] نے صحابہ میں ان کا ذکر اپنے استدراک میں ذکر ہے۔ اور ان کی صرف وہی روایت ذکر کی ہے جو امام بخاری [۴] نے حدیث ابی سعید سے نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تقسیم کر رہے تھے۔ تو بنی تمیم کا ذوالخویصرہ نامی شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''کم بخت! اگر میں انصاف نہیں کرتا تو کون کرے گا''۔ (حدیث)

یہ روایت انہوں نے بطریق تفسیر ثعلبی اور پھر بطریق عبدالرزاق اسی طرح نقل کی ہے۔ لیکن اس میں فرماتے ہیں: اتنے میں ذوالخویصرہ تمیمی آپ کے پاس آیا جو حرقوص بن زہیر ہے پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: بخاری میں دوسرے مقام پر لکھا ہے: عبداللہ بن ذی الخویصرہ، مجھے اس کا نام صحابہ میں شامل کرنے پر تردد ہے حاء میں پہلے گزر چکا ہے۔

۲۴۵۳ ذوالخویصرہ یمانی [۵]

ذیل میں ابوموسیٰ نے بطریق ابوزرعہ دمشقی پھر بطریق سلیمان بن یسار روایت کی ہے کہ ذوالخویصرہ یمانی جو دیہاتی اور سخت طبیعت انسان تھے جھانک کر رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا، آپ ﷺ کی جب ان پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اسی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ جب ٹھہرے تو وہ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جنت میں داخل کرے اور کسی کو داخل نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! ارے تم نے وسیع چیز کے گرد باڑ لگا دی''۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے اور مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے شور مچایا اور رسول اللہ ﷺ کی بات پر تعجب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نرمی سے''۔ آپ ﷺ کا مطلب تھا اسے تعلیم دو! پھر آپ ﷺ نے ایک شخص سے پانی کا ڈول منگوایا اور اس کے پیشاب پر بہا دیا۔ [۶]

یہ روایت مرسل ہے، نیز اس میں انقطاع ہے۔ مسجد میں پیشاب کرنے والے شخص کا قصہ صحیح میں حدیث ابوہریرہ سے

---

[۱] اسد الغابہ (۱۴۷/۲) [۲] اسد الغابہ (۱۵۴۱) [۳] اسد الغابہ (۱۴۸/۲)

[۴] بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام (۳۶۱۰)

[۵] اسد الغابہ (۱۵۴۲) تجرید (۱۶۹/۱) [۶] نسائی تہذیب خصائص علی (۸۰)

منقول ہے اور حدیث انس سے اس سیاق کے بغیر ہے۔ اس میں اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اسی طرح یہ روایت ابن ماجہ نے بطریق محمد بن عمرو، بواسطہ ابوسلمہ بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: وہ دیہاتی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے بعد اٹھ کر کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں، آپ نے نہ اسے ڈانٹا نہ جھڑکا، اور فرمایا: ''مسجد میں پیشاب کرنا مناسب نہیں''۔ (حدیث)

۲۴۵۴ ذوالخیار ان کا نام عوف بن ربیع اسدی ہے، تذکرہ ہوگا۔

۲۴۵۵ ذوخَیْوَان همدانی یمانی

ان کا نام عک ہے، ان کی روایت بزار اور عبدان نے بطریق مجالد بواسطہ شعبی بحوالہ عامر بن شہر نقل کی ہے کہ ذوخیوان اسلام لائے تو کسی نے ان سے کہا: چلو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر امان لے لو، وہ آپ کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے پاس مالک بن مرارہ اسلام کی دعوت دینے آئے۔ تو ہم لوگ اسلام لے آئے۔ میری زمین ہے جس میں ایک غلام ہے، مجھے تحریر دیجیے! تو آپ نے ان کے لیے نوشتہ لکھوایا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اسی روایت کو ابویعلیٰ نے طویل انداز میں نقل کیا ہے جس کی طرف عامر بن شہر کے حالات میں اشارہ ہوگا۔

۲۴۵۶ ذو دَجَن

ابن شاہین کی روایت ہے کہ ذومَنادح، ذودجن اور ذومہدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''اپنا نسب بتاؤ''۔ تو ذومہدم نے کہا: ذوالقرنین کے عہد میں ہماری تلواریں تیز تھیں جو آبدار لوہے کو کاٹ دیتی تھیں۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبشہ سے بہتر افراد آئے، ان میں ذومَناحب، ذومہدم ذودَجن اور ذومخبر تھے۔ ان میں ذوحدب کا ذکر نہیں کیا، میرے خیال میں وہ اور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ستر آدمیوں کے نام بیان نہیں کیے۔

۲۴۵۷ (ز) ذوالرای حباب بن منذر انصاری تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۵۸ ذوالزوائد جهنی

ترمذی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا نام ابوزوائد بھی بتایا جاتا ہے۔ طبرانی کا گمان ہے کہ یہ ذوالاصابع ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، میرے نزدیک یہ اور ہیں۔ مطین اور طبری وغیرہ کی تہذیب میں ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ سب سے پہلے چاشت کی نماز پڑھنے والے صحابی ذوالزوائد ہیں۔ مطین کی روایت میں ابوزوائد ہے۔ ابوداؤد اور حسن بن سفیان نے بطریق سلیم بن مطین بحوالہ اپنے والد انہوں نے ذوزوائد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''آگاہ رہو! کیا میں

ابن ماجہ كتاب الطهارة و سننها باب الارض يصيبها البول كيف تغسل (٥٢٩)

اسد الغابہ (١٥٤٣) تجريد (١٦٩/١) مسند ابی يعلی (٥٨٦٤) اسد الغابہ (١٥٤٤)

اسد الغابہ (١٤٩/٢) اسد الغابہ (١٥٤٥) استيعاب (٧١٦) تجريد (١٦٩/١)

ابوداؤد كتاب الخراج والمارة باب ما جاء فی حكم ارض اليمن (٣٠٢٧)

نے پہنچا دیا؟'' (حدیث)

۲۴۵۹ ذوالسیفین ابوالہیثم بن تیہان انصاری، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۴۶۰ ذوالشمالَین ✿

عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ بن عمرو بن غبشان بن مالک بن افصی خزاعی، بنی زہرہ کے حلیف، بقول بعض ان کا نام عمیر/عمرو/عبد عمرو ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر اور شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق ✿ وغیرہ کا قول ہے: زہری کی روایت میں نماز میں سہو کے سلسلہ میں ہے انہی نے کہا تھا: اللہ کے رسول! کیا بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی ہے؟ جس کی تفصیل عبد عمرو کے حالات میں آئے گی۔ طبرانی کی روایت ہے کہ عمار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تین آدمی دونوں ہاتھوں سے زیادہ ضبط کرنے والے تھے۔ ذوالشمالین، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابولیلیٰ۔ اضبط اسے کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں سے کام کر سکے۔

۲۴۶۱ (ز) ذوالشہادتین حضرت خزیمہ بن ثابت، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۴۶۲ ذوالعقیصتین ضمام بن ثعلبہ تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۶۳ (ز) ذوالعین قتادہ بن نعمان، تذکرہ ہوگا۔

۲۴۶۴ ذوالغرّہ الجہنی ✿

بقول بعض ہلالی۔ عبداللہ نے زیاداتِ مسند میں، بغوی اور ابن السکن نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی روایت بحوالہ ذوالغرہ نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کی باڑوں ✿ میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس کا راوی جو ابوجعفر عبیدہ بن معتب سے روایت کرنے والا ہے، ضعیف ہے۔ اعمش اور حجاج بن ارطاۃ کی روایت ان کے مخالف ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: عبیدہ بن عبداللہ سے جو ابوجعفر رازی ہیں، بواسطہ ابن ابی لیلیٰ، براء بن عازب سے اور حجاج بن ارطاۃ نے کہا: یا ''اسید بن حضیر'' شک ہے۔

اعمش کی روایت والی حدیث کی تصحیح امام احمد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے کی ہے۔ محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد سے بواسطہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بحوالہ یعیش الجہنی اسی طرح نقل کی ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ بقول بعض یہ ذوغرّہ کا نام ہے۔ یہ روایت ابونعیم نے بطریق جابر جعفی، بواسطہ حبیب بن ابی ثابت، بواسطہ عبدالرحمٰن بن لیلیٰ بحوالہ سلیک نقل کی ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: اس کا کوئی طریق بھی صحیح نہیں۔

۲۴۶۵ ذوالغصّہ حارثی ✿ قیس بن حصین، تذکرہ ہونا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۱۵۴۶) استیعاب (۷۱۷) ✿ السیرۃ النبوہ عن ابن اسحاق (۲۴۴/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۵۴۹)

✿ مسند احمد (۸۶/۵) (۹۸/۵) (۱۰۰/۵) ✿ اسد الغابہ (۱۵۵۰) استیعاب (۷۲۰)

۲۴۶۶ (ز) ذوالغصّہ

یہ دوسرے ہیں۔ ان کا نام حصین بن یزید بن شداد ہے۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۶۷ ذوقرنات* حِمیَری

بقول ابن یونس: بعض کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ان سے شعیب بن اسود مُعافری اور ہانی بن جدعان یحصبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بغوی کی روایت ہے کہ ذوقرنات نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو کسی نے کہا: ہائے ذوقرنات اب کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: امین یعنی صدیق اکبر، پوچھنے والے نے کہا، پھر کون ہوگا؟ کہا: لوہے کا سینگ یعنی عمر۔ پوچھنے والے نے کہا: پھر؟ فرمایا: ازہر (روشن) یعنی عثمان۔ اس نے پوچھا: پھر؟ فرمایا: وضاحت کرنے والا منصور ونصرت یافتہ، یعنی معاویہ۔

بغوی فرماتے ہیں: عثمان بن عبدالرحمٰن ضعیف روایت ہے، میرے خیال میں سعید نے بھی ان کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ اور نہ انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ بھی سماع کیا ہے۔ خطیب کا بحوالہ ابن سمیع یہ گمان ہے کہ ان کا نام جابر بن ازد ہے، ابن عساکر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے کہ ابن سمیع کی کتاب میں ذوقرنات جابر بن ازد ہے۔ دونوں دو شخصوں کے نام ہیں۔ فرماتے ہیں: خطیب کو جب دونوں میں کوئی فاصلہ معلوم نہ ہوا تو وہ سمجھے شاید یہ ایک آدمی کے دو نام ہیں۔ پھر بحوالہ ابن سمیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں کے نام میں جاہلیت کا دور پانے والوں میں ذوقرنات ہیں۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور بطریق ابوادریس خولانی روایت کی ہے کہ ابومسلم جلیلی جو کعب احبار کے استاد تھے وہ انہیں تاخیر سے مسلمان ہونے پر ملامت کرتے تھے، کعب کہتے ہیں: ایک دن میں ذوقرنات کے پاس آیا، انہوں نے کہا: کعب: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے انہیں بتایا، تو وہ کہنے لگے: اگر وہ نبی تھے تو اب زیر خاک دفن ہو چکے ہیں۔ میں باہر آیا تو ایک سوار مجھے ملا، اس نے کہا: محمد (ﷺ) وفات پا چکے ہیں اور عرب (قبائل) مرتد ہو گئے ہیں۔ (حدیث)

رویانی نے اپنی مسند میں بطریق سعید بن عبدالرحمٰن بن نافع روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ امیر معاویہ نے کعب سے کہا: مجھے سب سے زیادہ علم والا آدمی بتاؤ، وہ کہنے لگے: میرے علم کے مطابق وہ ذوقرنات ہی ہے جو اس وقت یمن میں ہے۔ امیر معاویہ نے ان کی طرف پیام بھیجا وہ غوطہ نشیبی زمین میں تھے، کعب کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کے لیے سر جھکایا پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی کے ضمن میں آتا ہے وہ یہودی تھے۔ حافظ ابن عساکر نے اس قصہ کا انکار کر کے لکھا ہے کہ کعب امیر معاویہ کی خلافت سے پہلے فوت ہو چکے تھے، بات یہی ہے۔

میں کہتا ہوں: سابقہ قصہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لائے تھے۔

۲۴۶۸ ذوالکلاع حِمیری*

ابن ابی عاصم اور ابونُعیم نے بطریق حسان بن کریب بحوالہ ذوالکلاع روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ترکوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو''۔ یہ روایت ابن لہیعہ کی منفرد ہے اگر انہیں یاد ہے تو یہ ان ذوالکلاع کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ قسم

---

* اسد الغابہ (۱۵۵۱) * اسد الغابہ (۱۵۵۲) استیعاب (۷۲۱) تجرید (۱/۱۷۰)

ثالث میں آ رہا ہے۔

۲۴۶۹ ذواللحیہ کلابی ✿

سعید بن یعقوب فرماتے ہیں ان کا نام شریح ہے، ابن قانع کا قول ہے: شریح بن عامر ہے۔ اسی کو بغوی نے لکھا ہے مفضل غلائی فرماتے ہیں: یہ ضحاک بن سفیان ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ذواللحیہ شریح بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی صفت بیان نہیں کی۔ بغوی، طبرانی، ✿ حسن بن سفیان، ابن قانع اور ابن ابی خیثمہ وغیرہ کے بطریق سہل بن اسلم، بواسطہ یزید بن ابی منصور بحوالہ ذواللحیہ کلابی روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم از سرنو عمل کریں یا جس سے فراغت ہوگئی ہے؟ (حدیث)

۲۴۷۰ ذواللسانین ✿ مُوَلّہ بن کثیف، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۷۱ ذومنجر ✿

بقول بعض: ذومخمر حبشی نجاشی کے بھتیجے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کی خدمت بھی کی۔ پھر شام فروکش ہوئے، ان کی کئی احادیث ہیں جن میں سے امام احمد، ابوداوٗد، ابن ماجہ نے نقل کی ہیں۔ ایک روایت ابوداوٗد میں بطریق حریز بن عثمان بواسطہ یزید بن صبیح بحوالہ ذومخبر مروی ہے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ پھر نماز رہ جانے کی حدیث ذکر کی کہ نیند کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اسی طرح ابوداوٗد ✿ نے بطریق خلاد بن معدان بواسطہ جبیر بن نفیر نقل کیا ہے، ہمیں ذومخبر صحابیٔ رسول ﷺ کے پاس لے جایا گیا، ہم ان کے پاس آئے۔ جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کے بارے میں پوچھا تو فرمایا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم لوگ رومیوں سے صلح کروگے''۔ (حدیث)

۲۴۷۲ ذوالمشعار مالک بن نمط، تذکرہ ہوگا۔

۲۴۷۳ ذومَرّان ✿ عک ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۷۴ ذومَنَاحِب ✿

ذومنادح اور ذومہدم کی حدیث ذودجن کے تذکرہ میں گزر چکی ہے۔ عبدالصمد بن سعید نے طبقات حمصیین کے پہلے اور تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ذومناحب خاء سے اور ذومہدب باء سے لکھا ہے، اور فرمایا: ان میں سے کسی کی کوئی حدیث مروی نہیں۔

✿ اسد الغابہ (۱۵۵۳) استیعاب (۷۲۳) تجرید (۱/۱۷۰) ✿ المعجم الکبیر (۴/۲۸۰) ✿ اسد الغابہ (۱۵۵٤)

✿ اسد الغابہ (۱۵۵۵) استیعاب (۷۲٤) تجرید (۱/۱۷۰) ✿ ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی صلح لاعدو (۲۷٦۷)

✿ اسد الغابہ (۱۵۵٦) تجرید (۱/۱۷۰) ✿ اسد الغابہ (۱۵۵۷)

۲۴۷۵ (ز) ذوالنُخامہ

مجھے ان کا نام معلوم نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے مرض اور کفارات میں ان کی ایک حدیث بطریق ربیع بن صبیح بواسطہ غالب قطان نقل کی ہے کہ نبی ﷺ ذوالنخامہ کے پاس آئے، اس وقت وہ بخار میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کتنے دنوں سے بخار ہے؟ عرض کی سات روز سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں، اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت دے اور اگر چاہو تو تین دن (مزید) صبر کرو تو اس بیماری سے ایسے (پاک صاف/صحت یاب ہو کر) نکلو گے جیسے آج ہی تمہاری ولادت ہوئی ہے''۔ انہوں نے عرض کی: بلکہ اللہ کے رسول ﷺ! میں صبر کروں گا۔ اس کی سند میں ضعف کے ساتھ ارسال بھی ہے۔

۲۴۷۶ ذوالنّسعہ

ان کا نام بھی مجھے معلوم نہیں۔ صحیح بخاری میں ان کا ذکر ثابت ہے، اصحاب سنن نے بطریق اعمش بواسطہ ابوصالح، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے قتل کیا، جسے مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ قاتل کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ''اگر یہ سچ کہہ رہا ہے اور تم نے اسے قصاص میں قتل کر دیا تو جہنم میں جاؤ گے''۔ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اسی کے کندھے پر ایک رسی تھی جسے گھسیٹتے وہ باہر چلا گیا۔ یوں ذونسعہ ان کا نام پڑ گیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ مسلم نے حدیث وائل بن حُجر سے اس حدیث کی روایت بالمعنی یا اس کے قریب قریب الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن اس کے آخر میں یہ نہیں کہ اس کا نام ذونسعہ پڑ گیا۔ [1]

۲۴۷۷ (ز) ذوالنُمرُق

نعمان بن یزید کندی، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۴۷۸ (ز) ذوالنور

طفیل بن عمرو دوسی، بقول بعض: طفیل بن حارث ایک قول عبداللہ بن طفیل ہے۔ یہ معجم الشعراء میں مرزبانی کا قول ہے، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۴۷۹ (ز) ذوالنور

دوسرے ہیں، عبدالرحمٰن بن ربیعہ، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۴۸۰ (ز) ذوالنور

سراقہ بن عمرو، ان کا تذکرہ ہوگا۔

---

[1] مسلم كتاب القسامة باب صحة الاقدار بالقتل و تمكين ولى القتيل (۴۳۶۳) ابوداؤد كتاب الديات باب الامام يامر بالعفو فى الدم (۴۴۹۸) ترمذى كتاب الديات باب ما جاء فى حكم ولى القتيل فى القصاص والعفو (۱۴۰۷) نسائى كتاب القسامة باب القود (۴۷۳۶) بختوه، ابن ماجه فى كتاب الديات باب العفو عن القتل (۲۶۹۰)

۲۴۸۱ (ز) ذوالنورین

عثمان بن عفان، اسی سے مشہور ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ انہوں نے چونکہ یکے بعد دیگرے نبی ﷺ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح کیا تھا۔ ابوسعد مالینی ایک ضعیف سند سے سہل بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے ذوالنورین کہا کیونکہ وہ جنت میں ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ ان کے لیے دو دفعہ روشنی ہوئی۔

۲۴۸۲ (ز) ذوالنون

طلیحہ بن خویلد اسدی، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۴۸۳ ذوالیدین سلمی ✿

بقول بعض یہی خرباق ہیں۔ ابن حبان نے دونوں میں فرق کیا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے شام کی ایک نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ ایک لمبے ہاتھوں والا شخص کھڑا ہوا جسے ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ ✿ (حدیث) دونوں نے یہ روایت بطریق ابن سیرین بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ ادھر حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ نے بطریق شُعَیث بن مُطیر بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ان کی ذی خشب میں ذوالیدین سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انہیں شام کی کوئی ایک نماز پڑھائی جو عصر تھی اور دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا اور جلدی سے لوگوں کی طرف گئے۔ ✿ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن ابی شیبہ ✿ نے بطریق عمرو بن مہاجر روایت کی ہے کہ محمد بن سوید نے لوگوں سے ایک دن پہلے افطار کرلیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے انہیں ڈانٹا، انہوں نے کہا: میرے پاس ایک شخص نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھ لیا ہے۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا وہ ذوالیدین ہیں۔ ذوالیدین کا ایک اور حدیث میں بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ عورتوں کی کنیتوں میں ام اسحاق کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۴۸۴ ذویزن ✿

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ ذویزن (ان کا نام مالک بن مرارہ تھا) زرعہ بن سیف کے پاس سے ان کے اسلام اور یمن کے بادشاہوں کے اسلام لانے کی خبر لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریر عطا کی۔ میں کہتا ہوں: ان کا تذکرہ حرف میم میں ہوگا۔

✿ اسد الغابہ (۱۵۶۰) استیعاب (۷۲۵)

✿ بخاری کتاب السهو باب من یکبر فی سجدتی السهو (۱۲۲۹) مسلم کتاب المساجد باب السهو فی الصلاة (۱۲۶۵) ابوداؤد کتاب الصلاة باب السهو فی السجدتین (۱۰۰۸) ترمذی کتاب ابواب الصلاة باب ما جاء فی الرجل یسلم فی الرکعتین من الظهر والعصر (۳۹۹) مسند احمد (۷۷/۴)

✿ بخاری کتاب الصلاة باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیره (۴۸۲) ابوداؤد کتاب الصلاة باب السهو فی السجدتین (۱۰۱۱) نسائی کتاب السهو باب ما یفعل من سلم من رکعتین ناسیا و تکلّم (۱۲۲۳)

✿ المصنّف لابن ابی شیبہ (۴۸۳/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۵۶۱) تجرید (۱۷۱/۱)

۲۴۸۵ (ز) **ذوبناق** سوانح شہر میں ان کا ذکر ہوگا۔

حرف ذال کے باقیماندہ نام

۲۴۸۶ ذؤاب

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابوالفتح ازدی ان کا ذکر کیا ہے اور انس رضی اللہ عنہ تک ایک ضعیف سند سے بیان کیا کہ ذؤاب نامی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتا تو کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو آپ اسے جواب دیتے تھے۔[1] پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۲۴۸۷ ذؤالہ بن عوقلہ یمانی

ابوموسیٰ نے ہدبہ تک کی انتہائی کمزور سند سے بواسطہ حماد بن زید، بواسطہ ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ یمن کا ایک وفد آیا جس میں ذؤالہ بن عوقلہ یمانی نامی ایک شخص تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! پیدائش اور اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا کون ہے؟ (اکس کی سیرت وصورت سب سے اچھی ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''ذؤالہ میں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں''۔[2] پھر ایک لمبی حدیث ذکر کی جس کے الفاظ انتہائی رکیک و بے مزہ ہیں جس میں موضوع ہونے کی نشانیاں نمایاں ہیں۔

۲۴۸۸ ذؤیب بن حارثہ اسلمی

اسماء بن حارثہ اور ان کے بھائیوں کے بھائی۔ حمران بن حارثہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۸۹ (ز) ذؤیب بن حبیب

بن تویت ابن اسد بن عبدالعزیٰ قرشی اسدی۔ ''اخبار مدینہ'' میں عمر بن شبہ نے بحوالہ ابوغسان مدنی نقل کیا ہے کہ ذؤیب بن حبیب نے عیدگاہ میں بازار سے متصل ایک گھر بنایا تھا جو آج کل ان کے بیٹے کے پاس ہے۔ پھر ان کا نسب بیان کیا، فرماتے ہیں: انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۲۴۹۰ **ذؤیب بن حبیب خُزاعی** بعد والے میں تذکرہ ہوگا۔

۲۴۹۱ ذؤیب بن حَلْحَلہ[5]

بقول بعض ابن حبیب بن حَلْحَلہ بن عمرو بن کلیب بن اصرم خزاعی قبیصہ کے والد، ابن شاہین نے ذؤیب جو قبیصہ کے والد ہیں ان میں اور ذؤیب بن حبیب جن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے۔ ادھر ابن عبدالبر[6] کا گمان ہے کہ اس میں

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۶۲) [2] اسد الغابہ (۱۵۶۲) [3] اسد الغابہ (۱۵۵/۲) [4] کنز العمال (۳۶۷۰۵)

[5] اسد الغابہ (۱۵۶۵) استیعاب (۷۰۸) [6] استیعاب (۴۷/۲)

ابو حاتم نے ان سے پہل کی ہے۔ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کی غلطی معلوم نہیں ہوئی۔ رہے قبیصہ کے والد تو غلابی نے بحوالہ ابن معین ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس قبیصہ بن ذویب اپنے والد کی وفات کے بعد لائے گئے تاکہ آپ ان کے لیے دعا کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کا انتقال حیاتِ نبوی میں ہوا ہے، رہے وہ جن سے ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ان کی ان سے مروی حدیث صحیح مسلم [1] میں ہے کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ اونٹ بھیجا کرتے تھے۔ پھر فرماتے: اگر ان میں سے کوئی تھک جائے... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ قدید کے رہائشی تھے اور امیر معاویہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

(۲۴۹۲) ذؤیب بن شعثم [2]

بقول بعض: شَعْثَن بن قُرْط بن جناب بن حارث بن جہمہ بن عدی بن جندب بن عنبر بن تمیم تمیمی عنبری۔ ابن السکن کا قول ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اسی طرح ابن جریر، ابن السکن، ابن قانع اور عقیلی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی کئی احادیث ہیں جو ان کی اولاد سے منقول ہیں۔ یہ اور ابن شاہین بطریق عطاء بن خالد بن زبیر بن عبداللہ بن ردیح بن ذویب بحوالہ اپنے والد اپنے دادا وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے وہ ذویب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تین غزوات میں شرکت کی۔

اسی سند سے طبرانی [3] نے بحوالہ ذؤیب روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ میں اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام سے قصداً آزاد کرنا چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑا انتظار کرلو عنبر کے قیدی کل آنے والے ہیں''۔ چنانچہ قیدی آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''چار قیدی لے لو''۔ عطا فرماتے ہیں: آپ نے میرے دادا رُدَیح، میرے چچا زاد سمرہ، اور زُخَی اور میرے ماموں زبیب چن لیے۔ آپ ﷺ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ ابن شاہین اور ابونعیم نے بطریق عطاء بن خالد اسی سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد ام ذؤیب کے ہاں سے گزرے تو انہوں نے ان کی چادر لے لی۔ ذؤیب نبی ﷺ سے جا ملے اور عرض کی قافلہ نے میری والدہ کی چادر لے لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی والدہ کی چادر اسے واپس کرو''۔ اور فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے''۔ [4]

ابن مندہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن خالد سے اس سند سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق بلال بن مرزوق بن ذویب بن ردیح بن ذویب، روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے اپنے والد کے حوالہ سے انہوں نے اپنے والد کے دادا ذؤیب سے روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارا کیا نام ہے؟'' انہوں نے کہا: کلابی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم ذؤیب ہو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے والدین کے لیے تمہیں فائدہ مند بنائے''۔ [5] ابن ابی حاتم [6] فرماتے ہیں: مسور بن قریط بن معین بن ردیح بن ذویب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا ردیح سے انہوں نے اپنے والد ذویب سے

---

[1] مسلم كتاب الحج باب ما يفعل بالهدى اذا عطبه فى الطريق (۳۲۰۵) [2] اسد الغابه (۱۵٦٦) استيعاب (۷۰۹)
[3] المعجم الكبير (٤/٤٢١٦) [4] المعجم الكبير (٤/٢٧٣) مجمع الزوائد (١٠/٤٧)
[5] جامع المسانيد (٤/١٧٧) [6] الجرح والتعديل (٣/٤٤٨)

روایت کی ہے۔

باب ذال کے بعد ھاء

۲۴۹۳ ذہبن [1]

بعض نے غلطی سے زہیر لکھ دیا ہے۔ والد کا نام قرضم بن عُجیل بن قثاث بن قموی بن یقلل بن عیدی از بنی عیدی بن مُہرہ مُہری از بنی مَہرہ بن حیدان ہے۔ ابن شاہین روایت ہے عمران مَہری نے بتایا کہ ہمارا ایک شخص جس کا نام ذہبن بن قرضم تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ اس کا گھر دور ہونے کی وجہ سے اپنے قریب رکھتے اس کے لیے ایک تحریر لکھوائی جوان کے پاس ہے۔ دال میں یہ بات گزر چکی ہے جس پر ابن حبیب نے اعتماد کیا ہے اور پہلے پر دار قطنی اور ابن ماکولا [2] کا بھروسا ہے۔ جو ابن کلبی کے جمہرہ والے نسخہ سے ظاہر ہے کہ ھا کے بعد باء ہو جو جعفر کے وزن پر ہے۔

قسم ثانی ازحرف ذال

اس میں کسی کا ذکر نہیں۔

قسم ثالث ازحرف ذال

باب ذال کے بعد الف

۲۴۹۴ (ز) ذاذویه

قسم اوّل، دال میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب ذال کے بعد باء

۲۴۹۵ ذباب بن حارث

بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشیرہ، انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا ان کا بیٹا عبداللہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۴۹۶ ذبیان بن سعد اسدی [3]

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا ہے۔ کتاب الردّۃ میں وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بحوالہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: جب طلیحہ بن

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۳٤) [2] الاکمال (۲۸٦/۱) [3] اسد الغابہ (۱۵۲٦) تجرید (۱٦۷/۱)

خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس سے کہا: تم ایک کاہن آدمی ہو، کبھی صحیح اور کبھی غلط بات کہتے ہو۔ اگر قرآن جیسی کتاب لاؤ تو مانیں۔ ورنہ تمہاری کوئی حیثیت نہیں... پھر قصہ ذکر کیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وثیمہ کی کتاب کے ایک نسخہ میں ذباب کی جگہ ظبیان لکھا ہے۔

باب ذال کے بعد راء

۲۴۹۷ ذرع خولانی ابوطلحہ، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۹۸ ذریح بن حارث

بن ربیعہ تغلبی۔ حتات شاعر کے والد۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ انہیں بعض نے رد یح بھی کہا ہے۔ معجم الشعراء میں مرزبانی لکھتے ہیں: حتات فارس کے ساتھ ہونے والے جہاد میں نکلے ان کے والد بے حد بوڑھے تھے، ان پر یہ بات گراں گزری اور ان کے فراق میں رونے لگے۔ اور اشعار پڑھنے لگے، جب حتات کو ان کی خبر ہوئی تو یوں جواب دیا:

''میری طرف سے ذریح تک کوئی یہ پیام پہنچانے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد مجھے بلایا ہے، اگر آپ پوچھتے ہیں تو میں بیڑیوں میں ہوں، گھوڑے میری جگہ سے واقف ہیں''۔

ان کے والد جب ان کی شہادت سے مطلع ہوتے ہیں، مرثیہ میں یہ اشعار کہتے ہیں:

''جب تک لوگ اللہ کے لیے سجدہ کرتے رہیں گے مجھے بہادروں میں حتات جیسا کوئی نظر نہیں آیا۔ حتات کی زندگی ستارہ کی طرح تھی اور ہر ستارہ یقیناً بجھ جاتا ہے (جسے شہاب ثاقب کہتے ہیں)''۔

۲۴۹۹ ذکوان مولا عمر بن خطاب

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ ابوحسین رازی جو تمام کے والد ہیں ''حضرت امام شافعی سے روایت کرنے والے'' نامی کتاب میں بطریق ہیثم بن مروان روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ادریس شافعی نے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذکوان مولا عمر بن خطاب کو کوفہ کی عشر وصولی پر مقرر فرمایا، پھر ایک قصہ بیان کیا۔

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۰۰ (ز) ذواَصبَح حِمیَری مخضرمین میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۲۵۰۱ ذوجَوشَن ذوالکلاع میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۵۰۲ ذوظلیم ان کا نام حوشب ہے، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۵۰۳ (ز) ذو رود نام سعید بن عاقب ہے، تذکرہ ہونا ہے۔ اقرع بن حابس میں ان کا ذکر گزرا ہے۔

۲۵۰۴ (ز) **ذوالشکوۃ** ابوعبدالرحمٰن قینی۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۵۰۵ ذوعمرو حمیری ✿

نبی ﷺ کے زمانہ میں بادشاہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف حضرت جریر بن عبداللہ کو یمن کے دو آدمی دے کر بھیجا تھا۔

صحیح میں امام بخاری ✿ کی روایت ہے جو بطریق اسمٰعیل قیس بن جریر سے مروی ہے، فرمایا: میں یمن میں تھا مجھے یمن کے دو آدمی ملے، ایک ذوالکلاع اور دوسرا ذوعمرو۔ میں ان سے نبی ﷺ کے متعلق گفتگو کرنے لگا: تو ذوعمرو مجھ سے کہتا ہے: اگر وہ شخصیت یہی ہیں جن کے متعلق گفتگو کر رہے ہو تو ان کی وفات ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ وہ دونوں میرے ساتھ آئے۔ راستہ میں ہمیں ایک قافلہ نظر آیا، انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور ابوبکر خلیفہ بنے ہیں۔ اس نے کہا: اپنے ساتھی سے کہنا: ہم پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آئیں گے۔ (انہوں نے بتایا) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم انہیں لائے کیوں نہیں؟ اس کے بعد ایک دفعہ ذوعمرو نے مجھ سے کہا: تمہیں مجھ پر فضیلت حاصل ہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا ہے وہ یمن لوٹ گئے تھے۔ کیونکہ بعد میں جریر رضی اللہ عنہ وہاں واپس نہیں گئے۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ ابن جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ذوالکلاع اور ذوعمرو کے پاس بھیجا۔ ذوالکلاع نے تو مجھ سے کہا: ام شرحبیل کے پاس آؤ، یعنی ان کی اہلیہ۔ اللہ کی قسم! ابوشرحبیل کے بعد تمہارے علاوہ کوئی بھی تم سے پہلے اس کے سامنے نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں: پھر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

واقدی نے ''ردّہ'' میں کئی سندوں سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو ذوالکلاع اور ذوعمرو کی جانب بھیجا تھا، وہ دونوں اسلام لے آئے تھے۔ اور ذوالکلاع کی اہلیہ ضریبہ بنت ابرہہ بن صباح بھی مسلمان ہو گئی۔

۲۵۰۶ (ز) **ذوالغصه العامری** نام عامر بن مالک، عین میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۵۰۷ ذوالکلاع ✿

نام اَسْمَیْفَع۔ بقول بعض: سَمِیْفَع۔ بقول بعض: ایفع بن باکور۔ ایک قول ہے ابن حوشب بن عمرو بن یعفر بن یزید بن نعمان حمیری، کنیت ابوشرحبیل تھی اور اسی سے پکارنے جاتے تھے۔ سابقہ شخصیت کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔ ہمدانی فرماتے ہیں: ان کا نام یزید ہے، نبی ﷺ نے ان کی طرف حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، یہ اسلام لے آئے۔ اور اس کی وجہ سے چار غلام آزاد کر کے مدینہ آئے۔ ان کے ساتھ بھی چار ہزار غلام تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی فروختگی کے بارے میں پوچھا تو صبح انہیں بھی آزاد کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی، انہوں نے بتایا: مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا، امید ہے اس کا کفارہ بن جائے۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ میں چھپ گیا، پھر جب ظاہر ہوا تو مجھے لاکھ آدمیوں نے سجدہ کیا۔

✿ اسد الغابہ (۱۵۴۸) استیعاب (۷۱۸) ✿ بخاری کتاب المغازی باب ذهاب جریر الی الیمن (۴۳۵۹)

✿ اسد الغابہ (۱۵۵۲) استیعاب (۷۲۱) تجرید (۱/۱۷۰)

یعقوب بن شیبہ اپنی سند سے بواسطہ جراح بن منہال روایت کرتے ہیں کہ ذوالکلاع کے پاس غلام مسلمانوں کے بارہ ہزار گھر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیام بھیجا۔ یہ ہمارے ہاتھ بیچ دو ہم ان کی وجہ سے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ انہوں نے کہا: نہیں، یہ آزاد ہیں۔ پھر ایک گھڑی میں سب کو پروانۂ آزادی دے دیا۔ ابوعمر [1] فرماتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں البتہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور ہی میں اسلام لے آئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات میں ہی اسلام کی پیروی شروع کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے تھے، ان سے روایت بھی کی۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، اور اسی میں شہید ہوئے۔ ابوحذیفہ نے ''فتوح'' میں بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل یمن کی جانب جہاد کی ترغیب دینے روانہ کیا تو ذوالکلاع اور ان کے ماننے والے رخت سفر باندھ کر چلے آئے۔

میں کہتا ہوں: ابونُعیم نے ان کے حالات میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، میرا غالب گمان ہے وہ کوئی اور ہیں اس لیے گزشتہ واقعات میں مَیں نے اسے علیحدہ کر دیا ہے۔ سیف فرماتے ہیں: جنگِ یرموک میں ذوالکلاع گھڑ سواروں کے سپہ سالار تھے ہشام بن کلبی بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابوصالح روایت کرتے ہیں۔ مکہ میں چند مرد نقاب اوڑھے داخل ہوتے تھے کیونکہ وہ حسین جمیل تھے اس خوف سے کہ کوئی فتنہ میں نہ پڑے، ان میں ذوالکلاع، زبرقان بن بدر، زید الخیل عمرو بن حممہ وغیرہ شامل تھے۔ ابراہیم بن زائل کتاب صفین میں بطریق جابر جعفی کسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے خطاب کے دوران فرمایا: اہل عراق میں علی رضی اللہ عنہ تمہاری طرف بڑھنے والے ہیں۔ تو ذوالکلاع نے کہا: **علیك ام رأی وعلینا ام فعال** (آپ کی رائے ہوگی ہماری کارگزاری ہوگی)۔ یہ لغت ہے جو لوگ لام تعریف کی جگہ میم استعمال کرتے ہیں۔

معجم الشعراء میں مرزبانی نے لکھا ہے کہ اسمیفع بن اکور: ذوالکلاع اصغر ہیں جو مخضرمی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ حضرت عمر کے زمانہ میں جب لوگ کثرت سے شراب نوشی کرنے لگے تو آپ نے اپنے گورنر کو لکھا کہ وہ شام میں ہر رس کو اتنے پکانے کا حکم نافذ کریں یہاں تک کہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے۔ جس پر ذوالکلاع نے کہا: امیر المومنین نے اس مشروب کی موت سمیت اسے پھینک دیا۔ اب کولہو کے اردگرد اس کے دوست بیٹھے روتے ہیں۔ تم لوگ انہیں کوڑے نہ لگاؤ بلکہ اسے کوڑے لگا کیونکہ یہی زندوں اور قبروں والوں کی زندگی ہے۔ بقول خلیفہ: جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ داہنے دستہ کے سالار ذوالکلاع تھے۔

یعقوب بن شیبہ نے بواسطہ ابووائل بحوالہ ابومیسرہ صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں ذوالکلاع اور عمارہ رضی اللہ عنہ کو جنت کے صحن میں سفید قبوں میں دیکھ کر کہا: کیا آپ لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو وسیع مغفرت والا پایا ہے۔

۲۵۰۸ ذؤیب بن کلیب بن ربیعہ [2]

بقول بعض: ذویب بن وہب خولانی، عہد نبوی میں مسلمان ہوئے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ''عبداللہ''

---

[1] استیعاب (۲/۵۳) [2] اسد الغابہ (۱۵٦۷) استیعاب (۷۰٦)

رکھا تھا۔ ابن وہب نے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کی ہے کہ جب اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا اور صنعاء پر قابض ہو گیا تو اس نے ذویب بن کلیب کو نبی ﷺ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا تو آگ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کا شکر ہے اس نے ہماری امت میں ابراہیم علیہ السلام جیسے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ عبدان لکھتے ہیں: اہل یمن میں سب سے پہلے یہی مسلمان ہوئے۔ مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے اور جس آزمائش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈالا اس کا ذکر ایک مرسل حدیث میں آتا ہے جسے بروایت ابن لہیعہ نقل کیا جاتا ہے۔ ابن کلبی کے ہاں یہ قصہ اس طرح ہے کہ ذویب بن وہب کو آگ میں ڈالا گیا، لوگوں نے دیکھا کہ وہ آگ میں زندہ ہیں۔ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۵۰۹ ذؤیب بن ابی ذؤیب

خویلد بن خویلد بن محرّث۔ بقول بعض: ابن خالد بن خویلد بن محرّث بن زبید بن مخزوم بن جاہلہ ہذلی مشہور شاعر کے بیٹے ہیں۔ زمانہ فاروقی میں وہ اور ان کے چار بھائی طاعون سے فوت ہوئے۔ چاروں بالغ تھے اور بہادر اور جنگجو تھے۔ ان کے والد نے مشہور قصیدہ میں ان کا مرثیہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

> ''کیا اموات اور اس کے شک سے دردمند ہے سو زمانہ جزع فزع کرنے والے کی پریشانی اور ناراضگی دور نہیں کرتا''۔

اس میں وہ کہتے ہیں:

> ''جب موت اپنے پنجے گاڑ لیتی ہے تو دیکھے گا کوئی تعویذ کارگر نہیں ہوتا''۔

مرزبانی لکھتے ہیں: ابوذویب نے زیادہ تر اشعار حالتِ اسلام میں کہے ہیں، ان کی وفات افریقہ میں خلافت عثمانی میں ہوئی۔

۲۵۱۰ (ز) ذویب بن مرار

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ چنانچہ ابن درید بواسطہ سکن بن سعید، ہشام بن کلبی سے بحوالہ ابوالہیثم الرجبی جو حمیر کے ایک شیخ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ان دو شیوخ نے بیان کیا، جنہوں نے حمام کا زمانہ پایا تھا اور اس کی زبان سے سنا تھا، وہ دونوں ذویب بن مرار اور ارقم بن ابی ارقم ہیں۔ کہتے ہیں: ہمیں حمام بن معدی کرب کلاعی نے بتایا جو جاہلیت کے شہسوار تھے۔ پھر لمبا قصہ بیان کیا۔

۲۵۱۱ (ز) ذُوَیب بن یزید

یا ابن یزید۔ ابوحاتم سجستانی نے معمرین (عمر رسیدہ لوگوں) میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ساڑھے چار سو (۴۵۰) سال زندہ رہے۔ اسلام کا دور پایا۔ بڑھاپے کے بعد اسلام لائے۔ وہی کہتے ہیں:

> ''آج ذویب کا گھر بنایا جائے گا۔ اگر زمانہ کی کوئی آزمائش ہوتی تو میں آزمالیتا۔ یا ایک ہمسر و مقابل ہوتا تو میں اس کے لیے کافی تھا۔ کاش درست لوٹ کو میں جمع کر لیتا، اور رنگدار کلائیاں دوہری کر لیتا''۔

باب ذال کے بعد ہاء

۲۵۱۲ ذھل بن کعب

دورِ نبوی ملا۔ معاذ بن جبل اور عمر رضی اللہ عنہما سے سماع کیا، ان سے سماک بن حرب نے روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم رابع ازحرف ذال

باب ذال کے بعد کاف

۲۵۱۳ ذکوان بن عبدمناف

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۱۴ (ز) ذویزن

ان دونوں کے بارے میں قسم اوّل میں وضاحت کر چکا ہوں۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۱/۲۶۳)

حرفِ راء

قسم اوّل از حرفِ راء

باب راء کے بعد الف

۲۵۱۵ راشد بن حُبَیش ✿[1]

تصغیر ہے۔ امام احمد، ابن خزیمہ اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے ان کے سماع میں شک ہے۔ امام بخاری، ✿[2] ابوحاتم ✿[3] اور عسکری وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ امام احمد نے بحوالہ راشد بن حبیش روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گئے، تو فرمایا: ''جانتے ہو شہید کون ہے؟'' ✿[4] (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: معاذ بن ہشام نے بواسطہ اپنے والد قتادہ سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، اسی روایت کو سفیان بن عبدالرحمٰن نے قتادہ سے نقل کیا تو کہا راشد سے بحوالہ عبادہ مروی ہے۔ یہی درست ہے۔

۲۵۱۶ راشد بن حَفص ہُذلی ✿[5]

بقول ابن مندہ: کنیت ابواثیلہ تھی۔ امام بخاری اور ابن مندہ کی روایت ہے کہ عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میرے دادا کو جاہلیت میں اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے ''ظالم'' کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم راشد ہو''۔ ✿[6]

میں کہتا ہوں: عامر بن مُرقّش کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے یہ اور ہیں، بلکہ کئی ہونا تحقیقی بات ہے اس واسطے کہ یہ ہذلی ہیں۔

۲۵۱۷ راشد بن سعید سلمی

عقیلی نے ان کا ذکر کیا، ایسا ہی تجرید میں ہے۔

۲۵۱۸ راشد بن شہاب ✿

بن عمرو از بنی غیلان بن عمرو بن دگمی بن ایاد۔ بقول ہشام بن کلبی ان کا نام قرصاف تھا، نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو

✿[1] اسد الغابہ (١٥٦٨) تجريد (١/١٧١) ✿[2] التاريخ الكبير (١/٢٩٣) ✿[3] الجرح والتعديل (٣/٤٨٤)

✿[4] بخاری كتاب المساقاة باب فضل سقی الماء (٢٣٦٣) مسند احمد (٣/٤٨٩) المعجم الكبير (٢/٢٠٩)

✿[5] اسد الغابہ (١٥٦٩) تجريد (١/١٧١) ✿[6] تهذيب تاريخ دمشق (٣/١٤١) ✿ اسد الغابہ (١٥٧٠)

آپ ﷺ نے ان کا نام راشد رکھا۔

۲۵۱۹ (ز) راشد بن عبدربّہ سلمی ❶

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے ان کا نام غوی تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام راشد رکھ دیا۔ وہ مندرجہ ذیل مشہور شعر کے شاعر ہیں:

''اس نے لاٹھی پھینکی اور وہاں جا کر مقیم ہوئی، جسے واپس آنے سے مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں''۔

ابونعیم نے ان کی اولاد میں سے کسی سے روایت کی ہے کہ معلاۃ میں ایک سواع نامی بت تھا، پھر ان کے اسلام لانے اور بت توڑنے کا قصہ بیان کیا۔ ابوحاتم کی روایت ہے کہ ایک دن وہ بت کے پاس تھے کہ اچانک دو لومڑیاں نمودار ہوئیں، ایک نے ٹانگ اٹھا کر بت پر پیشاب کر دیا، اس وقت بت کا مجاور غاوی بن ظالم تھا اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

''کیا کسی رب کے سر پر لومڑیاں پیشاب کرتی ہیں، جس پر لومڑیاں پیشاب کریں وہ تو ذلیل و کمزور ہے''۔

پھر بت توڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم راشد بن عبداللہ ہو''۔ ✿

۲۵۲۰ (ز) راشد بن عبدربّہ ✿

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی تھی۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے شاید یہ پہلے والے ہوں۔

۲۵۲۱ رافع بن معلّی

بن لوذان انصاری، رافع کے بھائی۔ تجرید سے ابن کلبی ہی نے ان کا بدریین میں ذکر کیا ہے۔

۲۵۲۲ (ز) رافع بن اشیم اشجعی ✿

ابوہند، نعیم بن ابی ہند کے والد۔ بقول بعض ان کا نام نعمان ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۵۲۳ (ز) رافع بن ثابت

رویفع بن ثابت۔ تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۲۴ (ز) رافع بن جابر طائی

ابن عمرو میں تذکرہ ہوگا۔

۲۵۲۵ (ز) رافع بن جُعْدُبَہ انصاری

ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں اسی طرح ابوالاسود نے عروہ سے ذکر کیا ہے۔

۲۵۲۶ رافع بن حارث ✿

بن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں اسی طرح ابوالاسود نے بحوالہ عروہ

---

❶ استیعاب (۷۹۲) ✿ تہذیب تاریخ دمشق (۱٤۱/۳) ✿ اسد الغابہ (۱٦۰۱) استیعاب (۷٤۰)

✿ اسد الغابہ (۱۵۷٦) ✿ اسد الغابہ (۱۵۷۹) استیعاب (۷۲۷)

ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: بدر، احد اور خندق میں شرکت کی اور خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ [1]

۲۵۲۷ (ز) رافع بن خداش

ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ان کا ذکر کیا اور ایک ضعیف سند سے یہ بات نقل کی ہے کہ جندع بن حمیل کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: اے جندع بن حمیل! مسلمان ہو جا، سلامت رہے گا، فائدہ اٹھائے گا۔ اس آگ سے سلامت رہے گا جو دہک رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ اس نے کہا: بتوں سے براءت اور علم رکھنے والے بادشاہ کے لئے خالص ہو جانا۔ پوچھا: اس کا راستہ؟ اس نے کہا: عرب سے ایک روشن شخص ظاہر ہوگا جس کا نسب شریف ہے، اس کے نسب میں کھوٹ نہیں، حرم سے نور افشاں ہوگا۔ عجم اس کا دین اپنائیں گے۔ فرماتے ہیں: اس نے اپنے چچا زاد بھائی رافع بن خداش کو بتایا، دونوں صبح روانہ ہو گئے۔ جب جندع نجران پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا اور رفاع بن خداش وہیں رہ پڑے۔ جب نبی ﷺ کی مدینہ ہجرت کی خبر ملی تو آ کر مسلمان ہو گئے۔

۲۵۲۸ رافع بن خدیج [2]

بن رافع بن عدی بن یزید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی حارثی۔
ابوعبداللہ، ابوخدیج، والدہ کا نام حلیمہ بنت مسعود بن سنان بن عامر از بنی بیاضہ بدر کے روز نبی ﷺ کی خدمت میں (جنگ کے لیے) پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے کم سن قرار دیا اور احد کے روز اجازت مل گئی۔ جس میں شرکت کی اور بعد کے واقعات میں بھی شامل رہے۔ نبی ﷺ اور اپنے چچا ظہیر بن رافع سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن، پوتا عبایہ بن رفاعہ، سائب بن یزید، محمود بن لبید، سعید بن المسیب، نافع بن جبیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ابونجاشی، مولا رافع، سلیمان بن یسار اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں۔ مدینہ کو مستقل وطن بنایا یہاں تک کہ یہیں ان کے زخم سے ۷۴ھ کے اوائل میں خون بہہ پڑا تو فوت ہو گئے، مدینہ میں اپنی قوم کے ناظم تھے۔ ان کی وفات کے متعلق واقدی کا یہی قول ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا ہے۔ واقدی نے اس کی صراحت کی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ ۷۴ھ کے آغاز میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مکہ میں تھے اور اس زخم سے فوت ہوئے جو انہیں آیا تھا کہ کسی نے تیر کھونپ دیا تھا۔ لگتا ہے ابن عمر کے مدینہ آنے تک رافع زندہ رہے، پھر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی وفات پا گئے۔ یا رافع کا انتقال ۷۳ھ کے دوران ہوا ہو، جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حج کرنے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اتنا تو ثابت ہے کہ ابن عمران کے جنازہ میں شریک تھے۔ چنانچہ ابونصرہ فرماتے ہیں کہ رافع بن خدیج کا جنازہ نکلا تو لوگوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، پھر عورتیں چیختے ہوئے نکلیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چپ ہو جاؤ وہ بوڑھے آدمی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تحمل نہیں۔

یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: ۷۳ھ کے آغاز میں فوت ہوئے، یہ زیادہ بہتر ہے۔ امام بخاری [3] فرماتے ہیں: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے، یہی معتبر بات ہے، اس کے علاوہ بے بنیاد باتیں ہیں۔ ام عبدالحمید کے سوانح میں کنیتوں کے سلسلہ میں اس کی سند

---

[1] استیعاب (۵۹/۲) [2] اسد الغابۃ (۱۵۸۰) الاستیعاب (۷۲۸) تجرید (۱۷۲/۱) [3] التاریخ الکبیر (۳۰۳/۱)

میں بیان ہوگا۔ ابن قانع نے ان کی تاریخ ۵۹ھ لکھی ہے۔ ابن شاہین نے بطریق محمد بن یزید بحوالہ ان کے رجال کے روایت کی ہے کہ حضرت رافع کو احد کے روز ایک تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو تیر کھینچ کر چادر چھوڑ دو، اور قیامت کے روز میں تمہارے شہید ہونے کی گواہی دوں گا''۔ [1] خلافت عثمانی میں ان کا یہی زخم ہرا ہو کر بہہ پڑا جس سے وہ فوت ہو گئے۔ انہوں نے یہی لکھا ہے، لیکن درست خلافت معاویہ ہے، جیسا پہلے گزرا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زخم کے ہرا ہونے اور وفات میں کچھ عرصہ لگ گیا ہو۔

۲۵۲۹ رافع بن ابی رافع طائی

ابن عمرو میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۵۳۰ رافع بن رفاعہ انصاری [2]

امام احمد [3] اور ابوداؤد [4] نے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ عکرمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ طارق بن عبدالرحمٰن مروی ہے۔ رافع بن رفاعہ انصار کی مجلس میں آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہم پر مہربانی کی وجہ سے ایک چیز یعنی زمین کو اجرت پر دینے سے، سینگی لگانے والے کی اجرت لینے سے اور باندی کی (حرامکاری کی) اجرت سے منع کرتے تھے، الا یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کچھ کما کر لائے۔ جیسے روٹی اور روئی کا تنا وغیرہ۔ ابو عمر [5] فرماتے ہیں: رافع بن رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان، ان کی صحابیت صحیح نہیں اور حدیث غلط ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی حدیث میں ان کا نسب نہیں دیکھا لہٰذا یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ وہ رافع بن رفاعہ بن مالک ہوں۔ کیونکہ وہ تابعی ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ رہا سند کا غلط ہونا تو انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ اسی روایت کو ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا کہ رفاعہ بن رافع سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

۲۵۳۱ رافع بن زید [6]

بن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری اوسی، بقول بعض رافع بن سہل، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں اسی نام میں شک کی بنا پر ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق [7] اور واقدی فرماتے ہیں: ''رافع بن زید'' شک نہیں کیا۔ ابن کلبی کا قول ہے: رافع بن یزید ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ لکھا ہے۔

۲۵۳۲ رافع بن سعد انصاری

احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں، اسی طرح ابن شاہین اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۳۷۸/۶) المستدرک (۵۶/۳) [2] اسد الغابہ (۱۴۸۱۱) استیعاب (۷۲۹) [3] مسند احمد (۴۸۰/۲)

[4] ابوداؤد کتاب البیوع والاجارہ، باب فی کسب الاماء (۳۴۲۶) [5] استیعاب (۶۰/۲)

[6] اسد الغابۃ (ت: ۱۵۸۲) الاستیعاب (ت: ۷۳۰) [7] السیرۃ النبویہ (۲۲۸/۲)

۲۵۳۳ رافع بن سنان [1]

معقل اشجعی کے بھائی، خلیفہ بن خیاط نے اشجع قبیلہ کے راوی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۳۴ رافع بن سنان انصاری [2]

الاوسی، ابوالحکم۔ عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن حکم بن رافع بن سنان کے دادا، عبدالحمید کبیر نے اپنے والد کے واسطے بحوالہ اپنے دادا کئی احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث ابوداؤد [3] میں ہیں کہ وہ مسلمان ہوئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ انساب میں ابوعبید قاسم بن سلام لکھتے ہیں: ابوالحکم رافع بن سنان صحابیٔ رسول ﷺ فطیون عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے ہیں۔

۲۵۳۵ رافع بن سہل بن رافع [4]

بن عدی بن زید بن امیہ بن زید انصاری قواقلہ کے حلیف۔ بقول بعض بدر میں شریک ہوئے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ اُحد اور بعد کی مہمات میں شریک رہے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ واقدی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے روز حضرت رافع بن سہل اشہل چیختے ہوئے آئے اور بولے: آلِ سہل! کیوں پیچھے رہتے ہو؟ پھر زرہ پھینک کر تلوار لی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۲۵۳۶ رافع بن سہل بن زید [5]

بن عامر بن عمرو بن جشم بن حارث بن خزرج ابن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی، عبداللہ کے بھائی۔ اُحد میں شریک ہوئے اور عبداللہ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے تھے۔

۲۵۳۷ رافع بن ظہیر [6]

اسید بن ظہیر کے بھائی۔ الف میں انس بن ظہیر کے سوانح میں ان کا ذکر گزرا ہے۔ اگر وہ روایت محفوظ ہو تو قاسم بن اصبغ نے اپنی مسند میں بطریق عبدالحمید بن جعفر بحوالہ اپنے والد انہوں نے رافع بن ظہیر یا حضیر روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے آئے تو فرمایا: آپ نے زمین کو اجرت و کرایہ [7] پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت ابوعمر [8] نے نقل کر کے لکھا ہے: یہ غلط ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں صحیح روایت وہ ہے جو نسائی نے اسی سند سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ان کے والد سے وہ رافع بن اسید بن ظہیر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یوں روایت سے ''اسید اور ان کے والد سے'' کے الفاظ چھوٹ گئے تھے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۸۳) [2] اسد الغابہ (۱۵۸۵) استیعاب (۷۳۱) تجرید (۱/۱۷۳)
[3] ابوداود کتاب الطلاق باب اذا اسلم احد الابوین مع من یکون الولد (۲۲۴٤) [4] اسد الغابہ (۱۵۸۶) استیعاب (۷۳۲)
[5] اسد الغابہ (۱۵۸۷) استیعاب (۷۳۳) [6] اسد الغابہ (۱۵۸۸) استیعاب (۷۳٤) [7] بخاری کتاب الحرث والمزارعہ باب ماکان من اصحاب النبی ﷺ یواسی بعضهم بعضا فی الزراعة والتمر (۲۳۳۹) المعجم الکبیر (٤/۳۲۸) [8] استیعاب (۲/٦۱)

۲۵۳۸ (ز) **رافع بن عبدالحارث** ابن عُنجدہ تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۳۹ (ز) **رافع بن عدی** عرابہ بن اوس کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۲۵۴۰ (ز) **رافع بن عمرو بن جابر**[1]

بن حارثہ بن عمرو بن مخضب ابوالحسن طائی سنبسی، بقول بعض: ابن عمیرہ۔ دادا کی طرف بھی نسبت کی جاتی ہے، ایک قول ہے: رافع بن ابی رافع۔ مسلم اور ابواحمد الحاکم کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی[2] کی روایت ہے کہ جب غزوہ ذات سلاسل پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا جس میں ابوبکر بھی تھے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ رافع طائی جاہلیت میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ وہ شتر مرغ کے انڈے لے کر ان میں پانی بھر کر جنگل میں چھپا دیتے۔ جب مسلمان ہوئے تو مسلمانوں کے رہبر بن گئے۔ (کیونکہ وہ راستوں سے بخوبی واقف تھے) رافع خود فرماتے ہیں: غزوہ ذات سلاسل میں مَیں نے کہا: آج اپنا کوئی نیک صالح ساتھی چنوں گا، اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا ساتھ نصیب فرما دیا وہ مجھے اپنے بستر پہ سلاتے اور فدک کی چادروں میں سے اپنی چادر اوڑھنے کو دیتے، میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔ انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، اگر تمہارا مال ہو تو صدقہ کرنا، دارالکفر سے ہجرت کرنا اور دو آدمیوں کا امیر نہ بننا''۔ (حدیث)

ابن سعد فرماتے ہیں: انہیں رافع الخیر کہا جاتا تھا، حضرت عمر کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئے۔ غزوۂ ذات سلاسل میں شریک ہوئے نبی ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی۔ اسی طرح عجلی نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ادھر خلیفہ بن خیاط نے رافع بن عمرو ذات سلاسل کے قصہ والوں میں (کیونکہ انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے) اور رافع بن عمیرہ جنہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ساوہ (عراق کا لق دق جنگل جو شام تک کا مختصر راستہ ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت خالد روم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کے لیے صرف پانچ دِن میں پہنچ گئے تھے) کا راستہ دکھایا تھا ان میں فرق کیا ہے، جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے یوں وہ عراق سے شام پانچ دنوں میں پہنچے۔ انہیں تابعین میں شمار کیا ہے جس میں ان سے غلطی ہوئی۔ کیونکہ وہ ایک ہی شخصیت ہیں صرف اِن کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں فرمایا ہے کہ بنی طَیّ کا گمان ہے کہ ان سے بھیڑیے نے گفتگو کی تھی۔ اس وقت وہ بھیڑیں چرا رہے تھے، جس کے متعلق انہوں نے کہا:

> ''جب میں نے سنا کہ بھیڑیا پکار کر کہہ رہا ہے تو وہ قریب سے مجھے احمد ﷺ کی خوشخبری دے رہا تھا، تو جب نبی ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں سچی بات کہتے پایا جھوٹی بات نہ تھی''۔

طبرانی[3] نے بطریق عصام بن عمرو بحوالہ عمرو بن حیان طائی نقل کیا ہے کہ رافع بن عمیرہ سنبسی تین مساجد کے لوگوں کو دوپہر کا کھانا کھلاتے اور انہیں حیس پلاتے جبکہ ان کے پاس صرف ایک قمیص ہوتی جسے وہ گھر میں اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے پہنا کرتے تھے۔

---

[1] استیعاب (۷۳۷) [2] المعجم الکبیر (۴۴۶۹/۵) [3] المعجم الکبیر (۴۴۶۶)

۲۵۴۱ رافع بن عمرو بن مُجدّع ❶

بقول بعض: ابن مُخدج بن حاتم بن حارث بن نُعَیلہ ابن مُلَیل ابن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کنانی ضمری۔ غفاری سے شہرت رکھتے، حکم بن عمرو کے بھائی تھے اور کنیت ابوجبیر تھی۔ بصرہ فروکش ہوئے، ان سے ان کے بیٹے عمران، عبداللہ بن صامت اور ابوجبیر جوان کے مولا ہیں نے روایت کی ہے۔❶ مسلم میں ان کی ایک حدیث ہے۔

۲۵۴۲ رافع بن عمرو بن ہلال مزنی ❷

عائذ بن عمرو کے بھائی، رافع بصرہ میں رہتے تھے۔ انہیں، ان کے بھائی اور والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر پانچ یا چھ سال کے ہوں گے، نبی ﷺ کی حدیث یاد تھی۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن سلیم مزنی کی ان سے مروی روایت مسند احمد ❷ میں ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، اس وقت میں کم سن لڑکا تھا اور ہلال بن عامر کی ان سے مروی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔ ابوداؤد ❸ اور نسائی ❸ کے ہاں بھی ان کی روایت ہے۔

۲۵۴۳ (ز) رافع بن عمیر تمیمی

لقب: دعموص الرمل، رہائش کوفہ میں تھی۔ ھواتف الجنان میں خرائطی نے ان کی حدیث بطریق محمد بن عکیر بحوالہ سعید بن جبیر نقل کی ہے کہ بنی تمیم کا رافع بن عمیر نامی ایک شخص لوگوں کو رستہ بتاتا تھا، جس کی وجہ سے عرب اسے ''دعموص الرمل'' کہتے تھے۔ (یعنی ریت کا کیڑا یا جونک) پھر ان کے اسلام لانے کا ابتدائی قصہ طویل انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے جن کو دوسرے سے مخاطب ہوتے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اس کے بتانے سے پہلے اسے اس کی بات بتائی۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ سمجھتے تھے کہ یہ آیت ''اور کچھ انسان مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے...'' ❹ ان کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اس حدیث کی روایت میں ضعف ہے اس میں ہے کہ اس بوڑھے شخص کا نام معتکد بن مُہَلہل تھا اس نے ان سے کہا: جب تم کسی وادی میں پڑاؤ کرو تو یوں کہا کرو: ''میں محمد کے رب کی پناہ کا، اس وادی کے ڈر سے طلبگار ہوں''۔ کسی جن کی پناہ طلب نہ کرنا، ان کی دھاک خاک میں مل گئی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے اس سے پوچھا: ''محمد (ﷺ) کون ہیں؟'' اس نے کہا: عربی نبی جن کی رہائش کھجوروں والا یثرب ہے۔ فرماتے ہیں: میں اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور مدینہ پہنچ گیا۔

۲۵۴۴ (ز) رافع بن عمیر ❺ (یہ اور ہیں۔ بے نسبت)

شام میں رہتے تھے۔ ابن مردویہ نے سورۂ ص کی تفسیر میں بحوالہ رافع بن عمیر روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

---

❶ اسد الغابہ (۱۵۹۰) استیعاب (۷۳۵) تجرید (۱/۱۷۴) ❶ مسلم کتاب الزکاۃ باب الخوارج شر الخلق والخلیقہ (۲۴۶۶)

❷ اسد الغابہ (۱۵۹۱) استیعاب (۷۳۶) ❷ مسند احمد (۳/۴۲۶) (۵/۳۱)

❸ ابوداؤد کتاب المناسک باب ای وقت یخطب یوم النحر (۱۹۵۶) ❸ الکبریٰ، تحفہ الاشراف (۳۵۹۷)

❹ سورۃ الجن آیت (۶) ❺ اسد الغابہ (۱۵۹۲) تجرید (۱/۱۷۴)

فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا''۔ انہوں نے عرض کی: ''تین چیزوں کا سوال ہے: آپ کے فیصلہ جیسا فیصلہ، ایسی بادشاہت جو میرے بعد کسی کو نہ جچے، اور جو اس گھر کا ارادہ رکھے اور صرف اس میں نماز پڑھنے آئے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے جیسے آج ہی پیدا ہوا''۔

اسی روایت کو طبرانی [1] نے طویل نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے رافع بن عمیرہ طائی کے حالات میں لکھی ہے اور اس کی سند میں صرف رافع بن عمیر ہی لکھا ہے جو میرے نزدیک اور ہیں۔ دونوں میں ابن مندہ اور ابونعیم نے فرق کیا ہے۔

۲۵۴۵ (ز) رافع بن عُنْجُدہ [2]

انصاری اوسی از بنی امیہ بن زید، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر شرکاءِ بدر میں کیا ہے۔ جبکہ ابن ہشام کا قول ہے کہ عنجدہ ان کی والدہ کا نام ہے، والد کا نام عبدالحارث تھا۔ بقول بعض: ''یہ رافع بن عنجرہ ہیں'' جو لفظی غلطی ہے، کسی نے رافع بن عنزہ لکھا ہے جو تحریف ہے۔ ابومعشر ان کا نام عامر بن عنجدہ بتایا کرتے تھے لیکن کسی نے ان کی ''متابعت'' نہیں کی۔

۲۵۴۶ رافع بن مالك [3]

بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ بیعت عقبہ میں شامل تھے وہ بھی ایک نقیب تھے۔ سعد بن عبدالحمید ابن جعفر کا قول ہے: خزرج میں سے سب سے پہلے یہی اسلام لائے۔ امام بخاری نے بطریق یحییٰ بن سعید، معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے (اور رفاعہ بدری صحابی ہیں اور رافع بیعت عقبہ والوں میں سے ہیں) وہ اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے: مجھے اس بات سے خوشی نہیں ہوگی کہ میں عقبہ کے بدلہ بدر میں شریک ہوا۔ ابونعیم نے یہی حدیث اس سند سے مختصراً ان الفاظ میں نقل کی ہے: معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے — رافع بن مالک اہل عقبہ میں سے تھے بدر میں شریک نہ ہو سکے — موسیٰ بن عقبہ نے اسے موصولاً نقل کیا ہے اور ان کا نام بدریین میں شمار کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق [4] کی بروایت یونس بن بکیر نہ کہ بروایت یزید بکّائی آیا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں ان کے سوانح میں معاذ بن رفاعہ ان کے دادا رافع بن مالک سے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی تو مجھے چھینک آئی.... [5] (حدیث) یہ وہم ہے یہ روایت تو ان کے والد سے مروی ہے جسے یونہی ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اسی سند سے جس سے حاکم نے نقل کیا ہے، روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ رافع بن مالک پہلے شخص ہیں جو مدینہ سورۃ یوسف لے کر آئے۔ ''اخبار مدینہ'' میں زبیر بن بکار بحوالہ عمر بن حنظلہ لکھتے ہیں: بنی زریق کی مسجد وہ پہلی مسجد ہے، جس میں قرآن پڑھا گیا۔ اور رافع بن مالک کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں ملاقات ہوئی تو آپ نے گزشتہ دس سالوں میں نازل ہونے والا کلام انہیں عطا کیا، جسے رافع مدینہ لائے۔ پھر اپنی قوم کو یکجا کر کے ان کے سامنے پڑھا۔ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قبلہ رُخ کی سیدھ سے بڑی خوشی ہوئی۔

---

[1] المعجم الكبير (٤٤٧٧/٥) [2] اسد الغابه (١٥٩٥) استيعاب (٧٣٨) [3] اسد الغابه (١٥٩٨) استيعاب (٧٣٩) تجريد (١٧٤/١)

[4] السيرة النبوية (٢٥٩/٢) [5] ابوداؤد، كتاب الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (٧٧٣) ترمذی كتاب ابواب الصلاة باب ما جاء فی الرجل يعطس فی الصلاة (٤٠٤) نسائی كتاب الافتتاح باب قول الماموم اذا عطس خلف الامام (٩٣٠)

۲۵۴۷ رافع بن معلّی ❶

بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ❷ وغیرہ نے شہداءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے انہیں شہید کیا تھا۔ ابن شہاب کو ان کے نسب میں وہم ہوا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ اوس میں سے بنی زریق کے ہیں۔ حالانکہ بنی زریق خزرج کی شاخ ہے نہ کہ اوس اور بدر میں شہید ہونے والے خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۵۴۸ رافع بن معلی انصاری ❸ زرقی

دُرّہ بنت ابی لہب (عورتوں کے ناموں میں) کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابن کلبی بواسطہ ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''جن لوگوں نے تم میں سے اس دن جب لشکر آپس میں ملے، منہ پھیرا'' ❹ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت عثمان بن رافع بن معلّی اور خارجہ بن زید کے متعلق نازل ہوئی۔ لہٰذا احتمال ہے وہ یہی ہوں۔ بقول بعض: یہ کنیتوں میں ''ابوسعید'' آنے والوں کے نام میں یہ پہلے گزر چکا ہے کہ کسی نے کہا: ان کا نام حارث ہے۔

۲۵۴۹ رافع بن مکیث ❺ (بروزن عظیم) جُھَنیّ

بیعتِ رضوان میں شریک تھے اور ان میں سے ایک تھے، جنہوں نے فتح مکہ کے روز جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ان کی ابوداؤد ❻ کے ہاں ایک حدیث ہے جو بطریق ان کے بیٹے حارث بن رافع ان کے حوالہ سے سلیقہ مندی کے بارے میں مروی ہے۔

۲۵۵۰ رافع بن نعمان ❼

بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غَنم بن عدی بن النجار۔ بقول عدوی: احد میں شریک ہوئے تھے۔

۲۵۵۱ رافع بن یزید ثقفی ❽

بقول ابن السکن: ان کی حدیث میں سماع کا تذکرہ ہے اور نہ رؤیت و دیدار کا اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ صحابی ہیں یا نہیں؟ اور سوائے اس حدیث کے ان کا مجھے کہیں ذکر بھی نہیں ملا۔ ابن السکن، ابواحمد بن عدی کی بطریق ابوبکر ہذلی حسن سے بحوالہ رافع بن یزید روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے لہٰذا سرخ رنگ سے اجتناب کرو اور ہر وہ کپڑا جس میں نمود و نمائش ہو'' ❾ ابن مندہ لکھتے ہیں اسی روایت کو سعید بن بشیر نے قتادہ سے بواسطہ حسن، عبدالرحمٰن بن یزید سے بحوالہ رافع اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ جوزقانی کتاب الاباطیل میں لکھتے ہیں: یہ باطل حدیث ہے اور اس کی سند منقطع ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ''باطل''

---

❶ اسد الغابہ (۱۶۰۱) استیعاب (۷۴۰) تجرید (۱۷۵/۱) ❷ السیرۃ النبویۃ (۲۶۵/۲) ❸ اسد الغابہ (۱۶۰۲)
❹ سورۃ آلعمران آیت (۱۵۵) ❺ اسد الغابہ (۱۶۰۳) استیعاب (۷۴۱) تجرید (۱۵۷/۱)
❻ ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (۱۵۶۲، ۵۱۶۳) ❼ اسد الغابہ (۱۶۰۴)
❽ اسد الغابہ (۱۵۰۶) استیعاب (۷۴۴) تجرید (۱۷۵/۱) ❾ فتح الباری کتاب اللباس باب الثوب الاحمر (۳۰۶/۱۰)
مجمع الزوائد (۱۳۰/۵) جمع الجوامع (۵۶۱۹) کنز العمال (۴۱۱۶۱)

نا قابل التفات ہے اس لیے کہ ابوبکر ہذلی پر وضع کا الزام نہیں۔ اور سعید بن بشیر نے ان کی موافقت کی ہے۔ اگر چہ انہوں نے سند میں ایک شخص کا اضافہ کر دیا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ متن ضعیف ہے۔ رہا اس پر وضع کا حکم لگانا، تو قابل تردید ہے۔ جوزقانی نے اپنی مذکورہ کتاب میں کئی ان احادیث کو باطل قرار دے دیا ہے جو صحیح احادیث کے ساتھ ٹکراتی تھیں۔ باوجود یکہ دونوں کو یکجا کرنا ممکن ہے، سو یہ کام مردود ہے۔ میں ان کی اس کتاب سے ابن الجوزی کے قلمی نسخہ کے ذریعہ واقف ہوا، اس کے باوجود انہوں نے اس حدیث کو موضوع لکھنے میں ان سے اتفاق نہیں کیا۔

۲۵۵۲ رافع بن یزید انصاری

ابن زید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۵۵۳ رافع مولا نبی ﷺ [1]

کنیت ابوالبہی تھی۔ ان کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے جسے ابن ماجہ، باوردی اور ابن ابی عاصم نے ''ادب'' میں اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ سب عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا دِل (کینہ حسد سے) پاک اور زبان سچی ہو''۔ [2] پھر وہ حدیث ذکر کی، اسی میں ہے کہ ایسا تو ہمیں رافع مولا نبی ﷺ نظر آتے ہیں''۔ یہ زیادتی اور اضافہ ابن ماجہ میں نہیں ہے۔ حکیم ترمذی اپنے ''نوادر الاصول'' میں یہ حدیث یحییٰ بن حمزہ سے مکمل نقل کرتے ہیں۔ جبکہ طبرانی نے دوسری سند سے روایت کی اور بلاذری نے ایک اضافہ نقل کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے کہا: مجھے خوف ہے یہ بات محفوظ نہیں۔ مجھے تو یہ ابورافع لگتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام احمد نے کتاب الزھد میں بطریق اسد بن وداعہ یہ حدیث مرسل نقل کی ہے لیکن انہوں نے ''رافع بن خدیج'' فرمایا ہے، ان کا رافع بن خدیج لکھنا ہی وہم ہے، جس سے پہلی روایت کو تقویت ملتی اور ہشام کے توہم کا بُعد ثابت ہوتا ہے۔

ان کا ذکر طبرانی [3] کی ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ سعید بن عاص کا ایک غلام تھا ہر ایک نے اس کی اولاد سے اپنا حصہ آزاد کر دیا صرف ایک نے نہیں کیا اس نے اپنا حصہ نبی ﷺ کو ہبہ کر دیا آپ ﷺ نے اس کا حصہ آزاد کر دیا۔ وہ کہا کرتے تھے: میں نبی ﷺ کا مولا ہوں۔ ان کا نام رافع ابوالبہی تھا۔ ہشام بن کلبی نے یہ قصہ ذرا اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جب عمرو بن سعید الاشدق چلے گئے تو انہیں بلا بھیجا اور پوچھا: تم کس کے مولا ہو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا، تو انہوں نے انہیں سو کوڑے مارے۔ پھر سوال کیا، تو انہوں نے یہی جواب دیا پھر سو اور مارے پھر تیسری بار یہی سوال کیا، جب دیکھا کہ وہ مارنے سے باز نہیں آ رہے ہے تو کہنے لگے: تمہارا مولا ہوں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: لوگوں کو اس میں غلطی لگ جاتی ہے وہ ابورافع کہنے لگ جاتے ہیں، حالانکہ وہ رافع ہیں۔ ابوالعباس مبرّد نے یہی قصہ ''الکامل'' میں بلا سند ذکر کیا ہے۔

۲۵۵۴ (ز) رافع مولا عبید بن عمیر اسلمی

حمام اسلمی کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۵۷٤) [2] الدر المنثور (۲۹۱/۳) الترغیب والترھیب (۵۹۰/۳) [3] المعجم الکبیر (٤٤٧٢/٥)

۲۵۵۵ (ز) رافع خزاعی [1] ان کے مولا ہیں

ابن اسحاق مغازی میں فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقاء اور رافع ان کے مولا کے ہاں پناہ لی۔

۲۵۵۶ رافع [2] مولا عائشہ رضی اللہ عنہا

ابن مندہ کی روایت ہے کہ رافع مولا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوتے تو میں اس وقت کم سن لڑکا ہوتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کام کاج کرتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جو علی سے عداوت رکھے اللہ تعالیٰ کی اس سے عداوت ہے''۔ [3] فرماتے ہیں: یہ غریب روایت ہے جو ہمیں اسی سند سے معلوم ہوئی۔

۲۵۵۷ رافع [4] مولا غزیّہ بن عمرو

بقول ابوعمر: [5] احد میں شہادت پائی۔

۲۵۵۸ رافع مولا سعید [6]

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حسن بن سفیان کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنے پڑوسی کو منزل یا کمرہ پیش کیا اور کہا میں تمہیں چار ہزار بن دوں گا اس واسطے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''پڑوسی نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے''۔ [7] اسی روایت کو ابومحمد حارثی نے مسند ابی حنیفہ میں بطریق ابوحنیفہ بواسطہ عبدالکریم نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: مسور سے بحوالہ رافع مروی ہے کہ ''حضرت سعد نے مجھے کمرہ پیش کیا''۔ اور حدیث بیان کی جو مسند سعد سے ہے۔ ان سے محفوظ وہ ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عمرو بن شرید نقل کی ہے کہ مسور بن مخرمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''چلو ہمیں سعد بن ابی وقاص کے پاس لے چلو، اتنے میں ابورافع آ گئے، انہوں نے حضرت سعد سے کہا: آپ مجھ سے میرے وہ دو کمرے کیوں نہیں خرید لیتے جو آپ کی حویلی میں ہیں...''۔ [8] (حدیث)

اصل میں اس حدیث میں ابوامیہ سے خلط ملط ہوا ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۲۵۵۹ رافع قُرَظیّ [9]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بحوالہ رافع جو بنی زنباع پھر بنی قریظہ کے ایک شخص تھے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ تحریر ضبط کروائی کہ یہ صرف اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

---

[1] استیعاب (۷٤۲) [2] اسد الغابہ (۱۵۸۹) تجرید (۷٤۱/۱) [3] کنز العمال (۳۲۸۹۹)

[4] اسد الغابہ (۱۵۹٦) استیعاب (۷٤۳) [5] استیعاب (٤۸۵/۲) [6] اسد الغابہ (۱۵۸٤) تجرید (۱۷۳/۱)

[7] بخاری کتاب الشفعہ (۲۲۵۸) کتاب الحیل (٦۹۷۷، ٦۹۷۸، ٦۹۸۰، ٦۹۸۱) مسند احمد (۳۸۹/٤، ۳۹۰/٤)

[8] حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ [9] اسد الغابہ (۱۵۹۷)

۲۵۶۰ (ز) رافع رفیق اسلم

ان کا ذکر انہی کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے، احتمال ہے کہ یہ ابوالبہی ہوں۔

باب راء کے بعد باء

۲۵۶۱ رَبَاح [1]

ابن ربیع بن صیفی تمیمی، حنظلہ تمیمی کے بھائی۔ اکثر کا قول ہے کہ یہ نام ریاح ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت والی حدیث نقل کی ہے، اسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نکلے جس کے مقدمۃ الجیش کی کمان خالد بن ولید کر رہے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد [2] نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

۲۵۶۲ رباح بن قصیر [3] اللخمیّ

بقول ابن السکن ان کی سند میں نظر ہے۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ہاں بچہ کی ولادت نہیں ہوئی؟ عرض کی: اللہ کے رسول! امید نہیں کہ میرے ہاں بچہ کی ولادت ہو۔ [4] اس میں ہے کہ ''نطفہ جب رحم میں قرار پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس کے اور آدم علیہ السلام کے درمیان تک کے تمام نسب کو حاضر کر دیتا ہے''۔ ابن شاہین، ابن السکن اور ابن یونس کی اسی سند سے مرفوع روایت ہے کہ میرے بعد مصر فتح ہوگا۔ تو اس کی بہترین جگہ تلاش کرنا اسے حویلی نہ بنانا کیونکہ وہاں وہ لوگ پہنچائے جائیں گے جن کی عمریں کم ہوں گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں، ابن یونس لکھتے ہیں: موسیٰ بن علی نے اس طرح کی روایت بیان کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ ان سے یہ روایت نقل کرنے میں مطہر بن ہیثم منفرد ہے جو متروک راوی ہے۔ فرماتے ہیں: رباح نے دور نبوی پایا اور خلافت صدیقی میں اسلام لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف بھیجا تو وہ رباح بن قصیر کے ہاں فروکش ہوئے، اس وقت ریاح مسلمان ہوئے۔ یحییٰ بن اسحاق نے جو ایک ثقہ راوی ہیں۔ موسیٰ بن علی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میرے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے دورِ نبوی پایا تھا اور دورِ صدیقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ صغیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۵۶۳ رباح بن معترِف [5]

نام وہب، بقول بعض: ابن عمرو بن معترف بن حجوان ابن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری۔ کنیت ابوحسّان۔

---

[1] اسد الغابہ (١٦١٠) استیعاب (٦٤٥) تجرید (١٧٥/١) [2] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی قتل النساء (٢٦٦٩)
ابن ماجه کتاب الجهاد باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان (٢٨٤٢) مسند احمد (٤٨٨/٣)
[3] اسد الغابه (١٦١٣) استیعاب (٧٤٦) تجرید (١٧٦/١)
[4] المعجم الكبير (٤٦٢٤/٥) تفسير طبرى (٥٦/٣٠) الدر المنثور (٣٢٣/٦) كنز العمال (٤٦٩٥)
[5] اسد الغابه (١٦١٤) استیعاب (٧٤٧)

فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ بقول زبیر بن بکار: صحابی ہیں۔ اور تجارت میں عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ شریک تھے یہی طبری کا قول ہے۔ ابن ابی عاصم نے رباح بن معترف کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "کسی نے نبی ﷺ سے گمشدہ بکریوں کے بارے میں پوچھا"۔ ❶ (حدیث) شعیب نے زہری سے بواسطہ سائب بن یزید روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے لیے سفر کر رہے تھے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ علیحدہ ہو کر رباح بن معترف سے کہنے لگے: ابوحسان ہمیں کچھ سناؤ۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اور غریب الحدیث میں ابراہیم حربی نے بطریق عثمان بن نائل انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ہم نے رباح بن معترف سے کہا: ہمیں ہمارے شہر والوں کے دوہے سناؤ۔ انہوں نے کہا: کیا عمر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ اگر وہ آپ کو منع کریں تو رُک جایئے گا۔

زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو رباح لوگوں کو سواروں کے اشعار گنگنا کر سنا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کچھ نہیں، بس سفر کی کمی کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر سننے ہی ہیں تو ضرار بن خطاب کے اشعار سنو۔ ابونعیم لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں۔

۲۵۶۴ رباح مولا ام سلمہ ❷

نسائی بطریق کریب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ایک غلام کے پاس سے گزرے جس کا نام رباح تھا وہ نماز پڑھتے ہوئے پھونک مار رہا تھا، آپ نے فرمایا: "اپنے چہرہ پر مٹی لگنے دو"۔ باوردی نے بحوالہ ابوصالح جو روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اس میں ان کا قصہ ہے۔ طبرانی ❸ نے مسند اہل شام میں اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

۲۵۶۵ رباح مولا بنی جَحْجَبی ❹

شرکاءِ احد میں مذکور ہیں، بقول ابن اسحاق جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۲۵۶۶ رباح مولا حارث بن مالک انصاری

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا کہ یہ جنگ یمامہ ❺ میں شہید ہوئے، شاید یہ پہلے والے ہیں۔

۲۵۶۷ رباح ❻ مولی رسول اللہ ﷺ

صحیحین میں ان کا ذکر ثابت ہے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے اپنی ازواج سے علیحدگی کے قصہ میں منقول ہے، فرمایا میں اس کمرہ کے پاس آیا جس میں آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے رباح سے کہا: میرے لیے اجازت طلب کرو۔ امام مسلم نے اپنی روایت میں ان کا نام لیا۔ نیز مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کا رباح ❼ نامی ایک غلام تھا۔ طبرانی کی روایت بطریق ابن ابی ملیکہ بحوالہ ابن

---

❶ استیعاب (۲/۶۶) ❷ اسد الغابہ (۱۶۱۱) تجرید (۱/۱۷۶) ❸ المعجم الکبیر (۵/۴۶۲۵)
❹ اسد الغابہ (۱۶۰۸) استیعاب (۷۴۹) ❺ اسد الغابہ (۱۶۰۹) استیعاب (۶۵۰) (۲/۶۷) ❻ اسد الغابہ (۱۶۰۷) استیعاب (۷۴۸)
❼ بخاری کتاب التفسیر باب تبتغی مرضاۃ ازواج (۴۹۱۳) باب اذا اسر النبی (ﷺ) الی ... (۴۹۱۴)
مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء و اعتزال النساء (۳۶۷۵) (۳۶۷۶)

عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مجھے بلال نے یہی الفاظ بتائے۔ بلاذری لکھتے ہیں: وہ سیاہ فام تھے، لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دینے پر مامور تھے، پھر انہیں سیار کے قتل ہو جانے کے بعد ان کی جگہ مقرر کر دیا، چنانچہ یہ اونٹنیوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں بحوالہ ابوغسان ذکر کیا ہے کہ رباح مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ یمانیہ کے کونے پر ایک گھر بنایا، پھر بروایت کریمہ بنت مقداد نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رباح! اپنا گھر اس گھر کے قریب کرلو کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں کسی درندہ کا خدشہ رہتا ہے''۔

۲۵۶۸ رباح (بے نسبت)

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا تعلق اہل شام سے ہے، ابن مندہ نے ہی بحوالہ عبیدہ بن رباح انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں سے تو چھپ گیا جہنم سے نہیں چھپ سکے گا''۔ [1]

۲۵۶۹ (ز) رباح سلمی

ھوذہ سلمی جن کا ذکر آرہا ہے اُن کے شعر میں اِن کا ذکر آتا ہے جو قسم ثالث کے حرف ھاء میں مذکور ہے۔

۲۵۷۰ (ز) زَنتس [2]

ابن عامر بن حصن بن خرشہ بن عمرو بن مالک صائیؔ۔ بقول طبری انہیں خدمت نبوی میں آنے کا شرف حاصل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نوشتہ قلمبند کرایا۔

۲۵۷۱ (ز) رِبعیّ بن الافکل عَنبری

فتوح میں سیف کا بیان ہے کہ حضرت سعد نے انہیں جنگ موصل پر نگران مقرر کیا تھا اور ہم بارہا یہ ذکر کرتے آئے ہیں کہ فتوح میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے امیر عبداللہ بن معتم کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا تھا، فتوحِ عراق میں ان کی شرکت اور مواقع پر بھی ہوئی ہے۔

۲۵۷۲ (ز) ربعی بن تمیم

بن یعار انصاری، بقول عدوی: احد میں شرکت کی اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۲۵۷۳ رِبعی بن ابی [3] ربعی

ابوربعی کا نام رافع بن یزید بن حارثہ بن الجد بن عجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن وَدْم بن ذبیان بن ہمیم بن ذھل بن ہنی بن بلی بلوی۔ جو بنی زید بن مالک بن عوف بن مالک بن اوس حلفاء جو انصار میں سے انصار کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ شرکاءِ بدر میں کیا ہے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ربعی بن ابی ربعی اور ربعی بن رافع میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں ایک شخص ہیں۔

---

[1] كنز العمال (١٤٦٨٦) [2] اسد الغابه (١٦١٥) استيعاب (٧٩٤) [3] اسد الغابه (١٦١٨) استيعاب (٧٩٦)

۲۵۷۴ (ز) ربعی بن عامر

بن خالد بن عمرو۔ بقول طبری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مثنی بن حارثہ کی امداد کے لیے بھیجا تھا، وہ عرب کے معزز شخص تھے۔ نجاشی شاعر نے ان کے متعلق مدحیہ اشعار کہے ہیں، فتوح میں سیف بحوالہ ابوعثمان خالد اور عبادہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا کہ عراقی لشکر کو عراق بھیج دو اس وقت ان کی کمان ہاشم بن عتبہ کر رہے تھے اور مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو تھے اور اس کے ہراول دستہ پر عمیر بن مالک اور ربعی بن عامر مقرر تھے، جس کے متعلق ربعی فرماتے ہیں:

''ہم نے ضلع کے بعد ضلع میں اونٹ بٹھائے، ہم انہیں کھینچتے رہے یہاں تک کہ گھاٹ بھر دیئے''۔

غزوۂ نہاوند میں بھی ان کا ذکر آتا ہے، انہی نے اس غزوہ کے امیر نعمان بن مقرن کے لیے بالوں کا خیمہ بنایا تھا۔ احنف نے جب خراسان فتح کیا تو انہیں طخارستان کا والی مقرر کیا۔ اور یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۵۷۵ ربعیّ بن عمرو انصاری [1]

ضرار نے ان کا ذکر اپنی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن ابورافع بحوالہ ان کے والد شرکاءِ بدر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ [2] جنگ صفین میں شریک ہونے والوں میں کیا ہے۔ ابونعیم وغیرہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

الربیع نامی حضرات جس کے شروع میں الف لام ہے

۲۵۷۶ الربیع بن ایاس [3]

بن عمرو بن عثمان بن امیہ بن زید انصاری۔ ابوالاسود اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۷۷ (ز) الربیع بن ربیعہ

بن رُفَیع سلمی، ربیعہ بن رفیع میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۷۸ الربیع بن ربیعہ [4]

بن عوف بن قتال بن انف الناقہ تمیمی۔ ابو یزید ''مخبل سعدی'' کہلانے میں مشہور ہیں۔ شہرت یافتہ شاعر۔ زکریا بن ہارون الہجری نے اپنے ''نوادر'' میں یہ گمان کیا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے، ابن الاثیر اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن درید فرماتے ہیں: مخبل کا نام ربیعہ بن کعب، بقول بعض: ربیعہ بن مالک ایک قول: ربیعہ بن عوف کا ہے یہ مرزبانی کا قول ہے، انہوں نے اس میں اختلاف بھی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ مخضرمی ہیں، بصرہ فروکش ہوئے۔ ابن کلبی کا قول

---

[1] اسد الغابہ (١٦١٩) [2] المعجم الکبیر (٤٦٠٩/٥) [3] اسد الغابہ (١٦٢) استیعاب (٧٥٢) [4] اسد الغابہ (١٦٢٤)

ہے: ربیع بن مالک تھا: ابوالفرج الاصبہانی لکھتے ہیں: مخبّل مخضرمی ہیں اور نامور شعراء میں سے ہیں، انہوں نے لمبی عمر پائی ہے، مجھے لگتا ہے کہ ان کا انتقال خلافتِ فاروقی یا عثمانی میں ہوا ان کے متعلق فرزدق کہتے ہیں:

''نابغۂ روزگار شخصیتیں جب گزر گئیں تو انہوں نے مجھے قصائد دیئے جن میں ابویزید ذوالقروح اور جرول شامل ہے''۔

اور اس ہجو کا ذکر کیا جو مخبّل اور زبرقان بن بدر کے درمیان ہوئی تھی۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ عجیب کلام کرنے والے شاعر اور مخضرمی شخص تھے، بصرہ فروکش ہوئے انہی کا یہ قصیدہ ہے:

''مجھے سب سے درست کام اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور سب سے برا کام گناہ کا معلوم ہوا ہے''۔

الردہ میں وثیمہ نے لکھا ہے کہ مخبّل، قیس بن عاصم کے ساتھ بحرین میں ربیعہ کی جنگ میں تھے قیس بن عاصم کے متعلق ان کے مدحیہ اشعار ہیں، قسم ثالث میں بغیض بن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بقول بعض: انہوں نے زبرقان بن بدر کے ہاں ان کی بہن کا ہاتھ مانگا تو انہوں نے ان کی عقل میں کوئی فتور محسوس کر کے انکار کر دیا اور ہزال سے اس کی شادی کر دی جبکہ ہزال نے زبرقان کے ایک پڑوسی کو قتل کیا تھا تو مخبّل نے انہیں مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ عار دلائی:

''کیا تو نے ہزال سے خلیدہ کا نکاح کر دیا ہے باوجودیکہ عدم موجودگی میں اس کا گمان ہے کہ تو اس کا قاتل ہے''۔

۲۵۷۹ الربیع بن زیاد[1]

بن انس بن الدیّان بن قطن بن زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی۔ بقول ابوعمر:[2] ''انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے (لیکن) مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں''۔ ابواحمد العسکری لکھتے ہیں: انہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا تو ہے لیکن مدینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے۔ امام بخاری،[3] ابن ابی حاتم[4] اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان[5] لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے انہیں ۲۹ھ میں سجستان کی مہم سونپی جوان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ''کامل'' میں مبرد رقمطراز ہیں کہ یہ بحرین پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر مقرر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا ہوا آپ نے ان سے عمر پوچھی، بتایا: چون (۵۴) سال اور ایک قصہ بیان کیا جس کے آخر میں ہے: ''آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ انہیں ان کے عہدہ پر قائم رکھا جائے''۔ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں جنگ مناذر کا نائب مقرر کر دیا جسے انہوں نے زبردستی فتح کر لیا۔ اسی میں ان کا بھائی مہاجر بن زیاد شہید ہوا۔ اور بطریق سلیمان بن بریدہ روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ وہ کہنے لگا: اپنی قوم کا سفیر بن کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو! کہنے لگا: امیر المومنین کیا کہوں، اللہ کی قسم! آپ اس امت کے حکمران کیا بنے ایک مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ اگر فرات کے کنارہ کوئی بکری کھو جاتی ہے تو قیامت کے دن اس کی باز پرس آپ سے ہونی ہے؟! حضرت عمر رضی اللہ عنہ سر جھکائے روئے جا رہے تھے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ''ربیع بن زیاد''۔

حضرت عمر کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا: مجھے ایسا شخص دکھاؤ جو جب اپنی قوم کا امیر و افسر نہ ہو پھر بھی امیر و گورنر لگے۔ اور جب امیر ہو تو امیر محسوس نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ایسا شخص تو صرف

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۲۵) استیعاب (۷۵۳) تجرید (۱/۱۷۷) [2] استیعاب (۲/۶۸) [3] التاریخ الکبیر (۱/۲٦۸)
[4] الجرح والتعدیل (۳/٤٦۱) [5] الثقات (٦/۲۹۸)

"ربیع بن زیاد" ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: واقعی تم نے ٹھیک کہا۔ ابن کلبی نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابن حبیب کا بیان ہے کہ زیاد نے ربیع بن زیاد کو خط بھیجا کہ "امیر المومنین کا خط آیا ہے جس میں انہوں نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ تم سونا چاندی علیحدہ کر کے باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دو"۔ انہوں نے جواب لکھا: میرے پاس امیر المومنین کے خط سے پہلے اللہ تعالیٰ کا خط (یعنی قرآن مجید) پہنچ چکا ہے، اور جلدی سے حقداروں میں غنیمتیں تقسیم کر کے خمس علیحدہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعائے موت کرنے لگے۔ جمعہ بھی نہ گزرا تھا کہ وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں: اوروں نے بھی یہ قصہ نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری ان کے کاتب تھے۔ اور وہ زیاد کی جانب سے وفات تک خراسان کے والی رہے۔ ان کے پوتے حارث بن زیاد بن ربیع، ابوجعفر المنصور کے درباری علماء میں شامل تھے، ان کے دور میں ان سے بڑا کوئی عربی یا عجمی علمِ نجوم کا ماہر نہیں تھا۔ وہ فیصلہ کرنے سے بچتے تھے اور ستاروں کی چال کا بغور مشاہدہ کرتے تھے۔

۲۵۸۰ الربیع بن زید[1]

بقول بعض: "ابن زیاد" ایک قول "ربیعہ" کا ہے۔ بقول بغوی: مجھے معلوم نہیں، آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں؟ پھر وہ خود اور طبرانی[2] بطریق داؤد الاؤدی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو کرز حارثی سے بواسطہ ربیع بن نوید سنا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو راستہ سے ہٹ کر چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا ہوا ہے راستہ سے ہٹ کر چل رہے ہو؟ اس نے کہا: گرد و غبار سے پریشان ہوتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اس راستہ سے ہٹ کر نہ چلو! اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ تو جنت کی خوشبو ہے"۔ اسی روایت کو ابوداؤد نے مراسیل میں اور نسائی نے الکنٰی میں نقل کیا ہے لیکن انہوں نے "ربیع بن زیاد" لکھا ہے، ابن مندہ نے ذکر کیا تو ربیعہ بن زیاد یا ابن زید لکھا ہے۔

یہ ارشاد ایک غزوہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ (عامر تقی ندوی)

۲۵۸۱ الربیع بن سهل[3]

بن حارث بن عروہ بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ظفری بقول ابو عمر:[4] اُحد میں شریک ہوئے۔

۲۵۸۲ (ز) الربیع بن طعیمه

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی۔ جبیر بن مُطعِم بن عدی کے چچا زاد بھائی۔ ابوطعیمہ بن عدی تو بدر کے روز کافر مارا گیا تھا۔ ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی العاص حضرت مروان بن الحکم رحمہ اللہ کی پھوپھی تھیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۸۳ الربیع بن قارب العبسی[5]

ابو علی الغسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کے بیٹے کی اولاد عبداللہ بن قاسم بن حاتم بن

---

[1] اسد الغابہ (۱٦۲٦) تجرید (۱/۱۷۷) [2] المعجم الکبیر (٤٦٠٨/٥) معجم الزوائد (٢٨٧/٥)

[3] اسد الغابہ (١٦٢٧) استیعاب (٧٥٤) [4] استیعاب (٦٨/٢) [5] اسد الغابہ (١٦٢٨)

عقبہ بن عبدالرحمٰن بن مالک بن عتبہ بن عبداللہ ابن الربیع بن قارب سے نقل کی جاتی ہے کہ ربیع نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں پہنے کو چادر اور سواری کے لیے اونٹنی دی اور ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

۲۵۸۴ (ز) الربيع بن مالك

الربیع بن ربیعہ میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۲۵۸۵ (ز) الربيع بن معاويه

بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل بن الخفاجی، بیعت کی اور اسلام لائے۔ ابن سعد نے بنی عقیل کے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام البلقینی کے قلم سے تجرید کے ایک نسخہ کے حاشیہ پر اسی طرح لکھا دیکھا ہے پھر میں نے طبقات ابن سعد کی مراجعت کی، مطرف بن عبداللہ بن الاعلم کے حالات میں میں نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔

۲۵۸۶ الربيع بن نعمان [1]

بن یساف، حارث کے بھائی، اُحد میں شریک ہوئے۔ الاشیری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۸۷ الربيع الانصاری الزرقی [2]

بغوی، ابن ابی عاصم اور طبرانی [3] نے بطریق جریر، عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ الربیع الانصاری روایت کی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے میرے بھتیجے جبر الانصار کی عیادت کی، ان کے گھر والے رونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں سے کہا: بس! آپ علیہ السلام نے فرمایا: انہیں رونے دو جب تک میت پڑی ہے یہ روتی رہیں گی، جونہی میت اٹھے گی یہ چپ ہو جائیں گی"۔ جریر نے ایسا ہی کیا۔ اسی روایت کو داؤد طائی نے بواسطہ عبدالملک بن عمیر جبر بن عتیک سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۵۸۸ الربيع الانصاری [4]

ان سے ان کی بیٹی ام سعد روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بداخلاقی بے برکتی کا باعث ہے، عورتوں کی ہاں میں ہاں ملانا پشیمانی وندامت کا ذریعہ ہے اور سلیقہ مندی بڑھوتری اور برکت کا سبب ہے"۔ [5] ابن مندہ نے اسے درج کیا ہے۔

۲۵۸۹ الربيع الجرمی [6]

بقول ابن حبان: [7] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی [8] اور باوردی نے بطریق مسلم بن عبدالرحمٰن، سوادہ بن الربیع سے روایت کی ہے کہ "میں اور میرے والد نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپ نے چند اونٹوں کا حکم دیا..."۔ (حدیث) ابونعیم لکھتے ہیں: یہ روایت ایک جماعت نے مسلم بن عبدالرحمٰن سے نقل کی ہے "اپنے والد کے" الفاظ ماسوائے سلمہ بن رجاء کے جو انہوں نے اس روایت میں

---

[1] اسد الغابہ (١٦٣٠) [2] اسد الغابہ (١٦٢٠) استیعاب (٧٥١) تجرید (١٧٦/١) [3] المعجم الکبیر (٤٦٠٧/٥) مجمع الزوائد (٣٠٠/٥)

[4] اسد الغابہ (١٦٢١) [5] ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (٥١٦٢، ٥١٦٣) مسند احمد (٥٠٢/٣)

[6] اسد الغابہ (١٦٢٣) تجرید (٢٧٧/١) [7] اسد الغابہ (١٣١/٣) [8] المعجم الکبیر (٤٦٠٤/٥)

نقل کیے ہیں، کسی اور نے نہیں کیے۔ بغوی کے ہاں دوسری سند سے مروی ہے کہ میں اپنی والدہ کو لایا، آپ نے ان سے فرمایا۔ لہٰذا یہ بھی لکھ لیا جائے۔

ربیعہ نامی حضرات

۲۵۹۰ (ز) ربیعہ بن اکثم

بن ابی الجون خزاعی، ابن السکن نے ان کا نسب لکھا ہے اور ان کی وہ حدیث نقل کی ہے۔ جو ہم نے غیلانیات میں بطریق سعید بن المسیب بحوالہ ربیعہ بن اکثم میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرضًا (چوڑائی میں) مسواک کیا کرتے تھے۔ سعید بن المسیب تک کی اس کی سند ضعیف ہے۔ بقول ابن السکن ان کی حدیث ثابت نہیں۔

۲۵۹۱ ربیعہ بن اکثم ✿

بن سخبرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، بنی عبد شمس کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ✿ وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں اور شہداءِ خیبر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اس وقت یہ تیس سال کے تھے۔ قلعۂ نطاۃ میں حارث یہودی نے انہیں شہید کیا تھا۔ معاذ بن ماعص کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ان کا قد میانہ سے کم تھا۔ کنیت ابو یزید تھی۔ ابو عمر ✿ نے ان کے حالات میں وہی حدیث نقل کی ہے جو میں نے بعد والے صاحب کے حالات میں روایت کی ہے۔ بظاہر ابن السکن کی ترتیب زیادہ درست ہے۔

۲۵۹۲ ربیعہ (ز) ربیعہ بن امیّہ بن ابی الصلت الثقفی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا یہ شعر پڑھا جس میں وہ اپنے والد کی طرف اپنے انتساب کا جواب دیتے ہیں:

''ہم جذم قیس کا گروہ ہیں۔ ہماری اور ان کی نسبت ایک جیسی ہے''۔

یہ بات بارہا دفعہ گزر چکی ہے کہ ثقیف اور قریش کا کوئی شخص بھی جو مکہ اور طائف میں رہا ہو وہ حجۃ الوداع میں مسلمان بن کر شریک نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے امیہ بن ابی الصلت کی وفات تو یقینی بات ہے۔ جو ہجرت کے نویں سال ہوئی۔ اس کی کچھ تفصیل ان کے بھائی قاسم بن امیہ بن ابی الصلت کے سوانح میں بیان ہوگی۔

۲۵۹۳ (ز) ربیعہ بن ابی براء

ابن عامر بن مالک ہیں، ان کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۵۹۴ ربیعہ بن حارث ✿

بن عبدالمطلب بن ہاشم ابواروی ہاشمی، زبیر کا قول ہے: یہ آپ علیہ السلام کے چچا عباس سے زیادہ عمر رسید تھے۔ اور یہ اپنی قوم

✿ اسد الغابہ (۱۶۳۲) استیعاب (۷۵٦) تجرید (۱۷۸/۱) ✿ السیرۃ النبویہ (۲۴۲/۲)

✿ استیعاب (۶۹/۲) ✿ اسد الغابہ (۱٦۳۵) استیعاب (۵۷۵۷)

کے ساتھ بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ شام میں غائب تھے۔ ان کی والدہ عزّہ بنت قیس الفہریہ ہیں۔ صحیح مسلم میں بطریق عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب بن ربیعہ روایت ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب دونوں اکٹھے ہو کر کہنے لگے: ''اگر ہم یہ دونوں لڑکے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں اور آپ انہیں زکوٰۃ کی وصولیابی پر مقرر کر دیں''۔ [1] لمبی حدیث ہے۔ دورِ جاہلیت میں ربیعہ تجارت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔ دارقطنی نے ''کتاب الاخوۃ'' میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام نے انہیں خیبر سے ہر سال سو وسق کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ یہی زبیر کا قول ہے حضرت ربیعہ اپنے بھائیوں نوفل اور سفیان سے پہلے خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ بقول بعض ۲۳ھ مدینہ میں فوت ہوئے۔

۲۵۹۵ (ز) ربیعہ بن حارث

بن نوفل۔ بغوی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ مدینہ رہائش رکھتے تھے، محمد بن اسمٰعیل کی کتاب میں مَیں نے ان کا نام دیکھا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو یوں کہے: اللّٰهمّ لك ركعت وبك آمنت''۔ [2] (حدیث) ابونعیم نے یہ حدیث پہلے والی شخصیت کے حالات میں نقل کی ہے۔ اس کے سیاق میں ہے ''ربیعہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے'' اگر وہ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہیں تو ان کے والد اور دادا شرفِ صحابیت سے سرفراز ہیں۔ اور ان کے بھائی عبداللہ بن حارث کو رؤیت و دیدارِ نبوی حاصل ہے۔

۲۵۹۶ ربیعہ بن خِراش الصُّبَاحی [3]

رشاطی نے بحوالہ ابوالحسن مدائنی نقل کیا ہے کہ قبیلہ کے سردار الاشج کے ساتھ وفد میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں: ابن فتحون اور ابوعمر نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۲۵۹۷ (ز) ربیعہ بن ابی خُرَشہ [4]

بن عمرو بن ربیعہ بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ القرشی العامری۔ ابوعمر [5] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۲۵۹۸ ربیعہ بن خویلد [6]

بن سلمہ بن ہلال بن عامر بن عائذ بن کلیب بن عمرو بن لوی بن رہم الانماری ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی ان کا ذکر کیا

---

[1] ابوداؤد کتاب الدیات (٤٥٤٧) ترمذی کتاب الدیات (١٣٣٨، ١٣٣٩) نسائی کتاب القسامۃ باب ذکر الدیۃ من الورق (٤٨١٧)

[2] مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ (١٨٠٩) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب ما یستفتح بہ الصلاۃ فی الدعا (٧٦٠) ترمذی کتاب الدعوات (٣٤٢٢) نسائی کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الدعاء بین التکبیر والقراۃ (٨٩٥) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب رفع الیدین اذا رکع (٨٦٤) [3] تجرید (١٧٩/١)

[4] اسد الغابہ (١٦٣٧) استیعاب (٧٥٥) تجرید (١٧٩/١) [5] استیعاب (٦٨/٢) [6] اسد الغابہ (١٦٣٨)

ہے کہ وہ صاحب شرافت انسان تھے۔ ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۹۹ (ز) ربیعہ بن دُرَّاج

بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جُمح قرشی جمحی۔ مغازی میں واقدی کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں یہ کافر قید ہوئے پھر آزاد کر دیے گئے۔ مشہور تابعی عبداللہ بن محیریز کے چچا ہیں۔ ربیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ اس واسطے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر کوئی قریشی بھی غیر مسلم نہ تھا۔ ابوزرعہ دمشقی اور ابن سمیع نے تابعین کے پہلے طبقہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ ابن جوصاء کی عبداللہ بن محیریز سے بحوالہ ان کے چچا ایک روایت میں ہے: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی، دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھ رہے ہیں ان پر ناراض ہوئے۔ (حدیث) ابن جوصاء کہتے ہیں: ابوزرعہ دمشقی نے فرمایا: ابن محیریز کے چچا کا نام ربیعہ بن دراج تھا۔ ابوزرعہ کہتے ہیں: ہمیں ابوصالح نے بواسطہ لیث، یزید بن ابی حبیب کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے انہیں لکھا کہ ابن محیریز نے (اپنے چچا) ربیعہ بن دراج کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے بحوالہ زہری ربیعہ بن دراج ہی نقل کیا ہے اور ابن المبارک بواسطہ، معمر بحوالہ زہری ربیعہ سے روایت کرتے ہیں اس میں یہ نہیں کہا: ''کہ مجھ سے بیان کیا'' یہی درست ہے اس واسطے کہ درمیان میں ابن محیریز واسطہ ہیں۔ امام بخاری [1] نے اپنی تاریخ میں بطریق عقیل، زہری سے بحوالہ حرام بن ربیعہ روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور بطریق یونس زہری سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے دراج نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بطریق زبیدی زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن محیریز سے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہ سارا اختلاف زہری سے آگے ان کے شاگردوں میں ہوا، سب سے راجح اور وزنی روایت ابوصالح والی ہے جو لیث سے مروی ہے۔ واللہ اعلم۔

زبیر کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا عبداللہ ''جنگ جمل'' میں شہید ہوا۔

۲۶۰۰ ربیعہ بن رُفَیع [2] (تصغیر ہے)

ابن ثعلبہ بن ضبیعہ بن ربیعہ بن یربوع ابن سمال بن عوف بن امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم السلیمی۔ انہیں ابن الدُّغُنَّہ (جوان کی والدہ ہیں) بھی کہا جاتا ہے، بقول بعض: ان کی والدہ کا نام لذغہ تھا، اسی پر ابن ہشام، ہشام بن کلبی اور ابوعبیدہ نے اعتماد کیا ہے۔ ابواسحاق [3] مغازی میں غزوۂ حنین کے ذیل میں فرماتے ہیں: جب مشرکین شکست سے دوچار ہوئے تو ربیعہ بن رفیع کو درید بن الصمہ مل گیا جو لڑائی میں ان کے ساتھ تھا انہوں نے سمجھا یہ کوئی عورت ہے، کیا دیکھتے ہیں ایک بوڑھا کھوسٹ شخص ہے پھر اس کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ اسی میں ہے کہ اس نے کہا: جب تم اپنی والدہ کے پاس جانا تو بتا دینا ''میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے''۔ انہوں نے آ کر اپنی والدہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا: ''اس نے تمہاری (ننھیالی) ماؤں کو آزاد کیا تھا''۔

ابوعبیدہ نے اپنی کتاب ''الجماجم'' میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے ان سے کہا: جس وقت اس نے تم پر اپنا احسان ظاہر کیا تو تم نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ کر اس پر احسان نہ کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۸۲/۱) [2] اسد الغابہ (۱۶۳۹) استیعاب (۷۵۸) [3] السیرۃ النبویہ (۷۴/۴)

کے مقابلہ میں احسان کیسے کرسکتا تھا۔ اس سلسلہ میں واقدی نے ابوعبیدہ کی موافقت کی ہے۔ البتہ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ ربیع بن ربیعہ بن رفیع ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو مسلم میں ہے کہ انہوں نے درید بن الصمہ کو قتل کیا تھا، اس سے پہلے درید نے ان کے چچا ابوعامر الاشعری کو قتل کیا تھا۔ لیکن ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابوموسیٰ نے جسے قتل کیا وہ سلمہ بن درید بن الصمہ تھا یہی زیادہ مناسب ہے اس واسطے کہ درید بن الصمہ اس وقت اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑنے والوں میں شامل نہیں تھا۔

۲۶۰۱ ربیعہ بن رقیع [1]

بن مسلمہ بن محلم بن صلاءۃ ابن عُبدۃ ابن عدی بن جندب ابن العنبر تمیمی عنبری۔ ابن کلبی اور ابن حبیب نے بنی تمیم میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارا تھا۔ الاعور بن بشامہ کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہے۔ ابن اسحاق [2] مغازی بواسطہ عاصم بن عمرو بن قتادہ روایت کرتے ہیں کہ قتادہ نے کہا: اللہ کے رسول! میرے ذمہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلعنبر کے قیدی آئے ہیں''۔ ان میں بنی تمیم کا ایک وفد بھی آیا تھا۔ ان میں ربیعہ بن رُفیع، سبرہ بن عمرو، وردان بن محرز، فراس بن حابس اور ان کے بھائی اقرع بھی تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان قیدیوں کے بارے بات کی تھی۔

۲۶۰۲ ربیعہ بن رِوَاء العنسی [3]

طبرانی [4] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عیسیٰ بن محمد بن عبدالعزیز بن ابی بکر بن محمد وہ اپنے والد سے بحوالہ عبدالعزیز انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ربیعہ بن رواء عنسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ اس وقت شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے انہیں کھانے میں شامل ہونے کا کہا تو انہوں نے بھی کھانا کھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کہو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دعا و عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں''۔ چنانچہ انہوں نے یہی الفاظ کہے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا تم نے اپنی مرضی سے کہے ہیں یا ڈر کر؟'' انہوں نے عرض کی: رغبت و دلچسپی کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ رہی خوف کی بات تو اللہ کی قسم! ہمارے ایسے شہر ہیں وہاں ہم تک آپ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے۔ (حدیث) اسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عنس میں بعض لوگ خطیب بھی ہیں۔ اسی میں ہے کہ وہ اپنے علاقہ کی طرف جاتے ہوئے فوت ہو گئے تھے۔ روایت میں جو ابوبکر بن محمد ہیں، میرے خیال میں وہ ابن عمرو بن حزم ہیں۔

۲۶۰۳ ربیعہ بن روح العنسیّ [5] مدنی

بقول ابوعمر ان سے محمد بن عمرو بن حزم نے روایت کی ہے، ابن الاثیر [6] فرماتے ہیں: میرا غالب گمان ہے کہ یہ سابقہ شخصیت کے علاوہ کوئی اور صاحب ہیں۔ کیونکہ ان سے محمد روایت کرتے ہیں، اور وہ مدنی ہیں جبکہ پہلے صاحب اپنے علاقہ میں واپس

---

[1] اسد الغابہ (۱٦٤۰) تجرید (۱/۱۷۹) [2] السیرۃ النبویہ (۲۰۳/٤) [3] اسد الغابہ (۱٦٤۱) تجرید (۱/۱۷۹)
[4] المعجم الکبیر (٤٦۰۲/٥) [5] اسد الغابہ (۱٦٤۲) استیعاب (۷٥۹) تجرید (۱۷۹/۱) [6] اسد الغابہ (۱۸۰/۲)

آ گئے اور نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: بلکہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے اور جو دلیل ابن الاثیر نے پیش کی ہے وہ کمزور ہے، اس واسطے کہ اس میں کوئی مشکل نہیں کہ ان کا قصہ محمد روایت کریں اگر چہ ان کا دور نہیں پایا ہے جیسے دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

۲۶۰۴ ربیعه بن زرعه الخضرمی

بقول ابوسعید بن یونس۔ صحابی رسول ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۲۶۰۵ ربیعه بن زیاد[1]

بقول بعض: ابن ابی یزید السلمی، ایک قول ہے: ان کا نام ربیع ہے۔ ان کی حدیث ہے کہ "(جہادی سفر میں اڑنے والا) غبار جنت کی خوشبو ہے" اس کی سند میں کلام ہے۔ ابن مندہ، اور ابوعمر[2] نے اسے نقل کیا ہے۔

۲۶۰۶ ربیعه بن سعد الاسلمی[3]

ابوفراس، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے لگتا ہے یہ صحابی ہیں اور حجازی ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ یہ ربیعہ بن کعب ہوں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۰۷ (ز) ربیعه بن السکن[4]

ابوروبحہ الفزعی۔ بقول ابن حبان:[5] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فلسطین میں رہتے تھے اور بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ الکنی میں الدولابی رقمطراز ہیں: موسیٰ بن سہل سے میں نے سنا وہ کہتے تھے: ابوروبحہ الفزعی خثعم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام ربیعہ بن السکین ہے۔ "الافراد" میں اسحاق بن ابراہیم الرملی نے شام کے جنگل کی احادیث میں سے ان کا ذکر بطریق "حرام بن عبدالرحمٰن خثعمی بواسطہ ابوزرعہ النزعی ثم الثمالی" کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے سفید کپڑے کا جھنڈا بنایا، جو ہاتھ بھر لمبا اور ہاتھ بھر چوڑا تھا۔ یہ ابن مندہ کے الفاظ ہیں۔ دولابی کی روایت میں ہے "سفید جھنڈا، اور فرمایا: ابوروبحہ! اپنی قوم کے پاس جا کر اعلان کرو جو اس جھنڈے تلے آ جائے گا اسے امن ہے"۔[6] تو میں نے ایسا ہی کیا۔ دولابی اور ابن مندہ بطریق ابوعبیدہ عبدالجبار بن محرز بن عبدالجبار بن ابی روبحہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے والد سے وہ ابوروبحہ: ربیعہ بن السکین سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے میرے لیے سفید جھنڈا بنایا۔ الکنی میں دولابی لکھتے ہیں کہ ابوحفصہ حبشی بحوالہ ابوروبحہ الفزعی روایت کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ لوگوں میں مواخات (بھائی چارہ) قائم کر رہے تھے، میں رہ گیا اتنے میں ایک سیاہ فام شخص آیا آپ نے اس کے ساتھ میرا بھائی چارہ قائم کر دیا اور فرمایا: "تم اس کے بھائی ہو اور یہ تمہارا بھائی ہے"۔

---

[1] اسد الغابه (١٦٤٣) استيعاب (٧٦٠) [2] استيعاب (٧١/٢) [3] اسد الغابه (١٦٤٤) [4] اسد الغابه (١٦٤٥) تجريد (١٨٠/١)

[5] الثقات (١٢٩/٣) [6] الكنى والاسماء للدولابى (٣٠/١)

۲۶۰۸ (ز) ربیعہ بن سیار

بن عمرو بن عوف۔ ابن ماکولا[1] کا بیان ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، یہ بات میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھی پڑھی ہے جو تجرید میں بھی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ ربیعہ بن عمرو بن یسار ہیں، جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۰۹ (ز) ربیعہ بن ابی الصلت الثقفی

خلیفہ بن خیاط نے ان کا ذکر بصرہ میں فروکش ہونے والے اور وہاں رہائش گاہیں بنانے والے صحابہ میں کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۱۰ (ز) ربیعہ بن عامر[2]

بن بجاد الازدی، بقول بعض: الدؤلی، اہل فلسطین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابوعمر[3] نے ان کے دادا کا نام الہاذ بتایا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، نسائی اور حاکم نے بطریق یحییٰ بن حسان جو بیت المقدس والوں کے شیخ ہیں وہ ربیعہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یا ذوالجلال والاکرام'' [4] کو نہ چھوڑو۔ بقول ابوعمر![5] ان کی یہی حدیث اسی سند سے مشہور ہے۔

۲۶۱۱ (ز) ربیعہ بن عامر

بن مالک۔ یہ ابن ابی براء ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۱۲ ربیعہ بن عباد[1]

الدئلی۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام عبّاد ہے، بہر حال پہلا نام درست ہے یہ ابن معین وغیرہ کا قول ہے۔ امام احمد[2] نے بطریق ابوزناد بحوالہ ربیعہ بن عباد روایت کی ہے۔ جو دورِ جاہلیت کے ہیں پھر اسلام لے آئے تھے۔ فرمایا: میں نے بازارِ عکاظ میں ابولہب کو دیکھا، وہ جاہلیت میں نبی ﷺ کے پیچھے تھا اور بازارِ ذی المجاز میں آپ فرما رہے تھے: لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ لو، کامیاب و کامران ہو جاؤ گے۔ (حدیث) عبداللہ بن احمد نے اپنی زیادات[3] میں اس کی تخریج بطریق سعید بن خالد قارظی بواسطہ ربیعہ بن عباد دئلی کی ہے۔ فرمایا: میں نے بازارِ عکاظ میں ابولہب کو دیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا اور یہ بکواس کر رہا تھا (نعوذ باللہ): ''یہ بہک گیا، کہیں تمہیں نہ بہکا دے''۔ (حدیث) طبرانی[4] نے بطریق سعید بن اسلمہ بواسطہ ابن المنکدر اور زید بن اسلم سب نے ربیعہ سے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق، حسین بن عبیداللہ مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو فرماتے سنا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا، اس وقت میری جوانی کی عمر تھی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبائل کے ساتھ جا رہے ہیں، میں نے اپنے والد سے

---

[1] الاکمال (۴۹/۲) [2] اسد الغابہ (۱۶۴۷) استیعاب (۷۶۱) تجرید (۱۸۰/۱) [3] استیعاب (۷۱/۲)

[4] ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۱ حدیث (۳۵۲۴) مسند احمد (۱۷۷/۴) المستدرک (۴۹۸/۱) [5] استیعاب (۷۱/۲)

[1] اسد الغابہ (۱۶۴۸) استیعاب (۷۶۳) [2] مسند احمد (۴۹۲/۳) [3] مسند احمد (۴۹۲/۳) [4] المعجم الکبیر (۴۵۸۸/۵)

پوچھا: یہ کون ہیں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

امام واقدی نے ایک اور سند سے بحوالہ ربیعہ روایت کی ہے، فرمایا: فتح مکہ کے بعد میں اپنے والد کے ہمراہ گھاس لینے گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ کو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا اور مجھے یاد آ گیا کہ میں نے آپ کو بازار ذی مجاز میں دیکھا تھا۔ آپ فرما رہے تھے: ''اسلام میں حلیف بننے کی کوئی حیثیت نہیں رہی''۔ ابو عمر [1] فرماتے ہیں: ربیعہ نے لمبی عمر پائی ہے، مجھے معلوم نہیں ان کا انتقال کب ہوا۔

میں کہتا ہوں: خلیفہ اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کی وفات ولید کے دورِ حکومت میں ہوئی تھی۔

۲۶۱۳ ربیعہ بن عثمان [2]

بن ربیعہ التیمی۔ ابن مندہ کی بحوالہ ربیعہ بن عثمان روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسجد خیف میں خطبہ دیا، ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی''۔ [3] حدیث طویل ہے اور بطریق عمرو بن عبد الغفار بحوالہ ربیعہ بن عثمان مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ کی مسجد خیف میں نماز پڑھائی۔

۲۶۱۴ (ز) ربیعہ بن عتیک

فتوح میں سیف نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے دورِ صدیقی میں انہیں حیرہ کا امیر بنایا تھا۔ اور ہم پہلے کئی بار یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۶۱۵ ربیعہ بن عمرو [4]

بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، مختار کے والد ابو عبید کے بھائی۔ ابن مندہ نے بطریق کلبی بواسطہ ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ربیعہ بن عمرو اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی:

''تم لوگ اگر سود سے توبہ کر لو تو تمہارے لئے اصل مال (رأس المال) ہیں''۔ [5]

ان کے بھائی حبیب بن عمرو کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۱۶ ربیعہ بن عمرو [6]

بن سیار بن عوف بن جراد بن یربوع الجہنی، انصار میں سے بنی النجار کے حلیف ہیں۔ یہ ودیعہ بن عمرو کے بھائی ہیں۔ دونوں کا ذکر ابن کلبی نے کیا ہے اور ابو علی الغسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۱۷ (ز) ربیعہ بن عمرو الجرشی [7]

تابعی ہیں۔ ابن الغاز میں تذکرہ ہونا ہے۔

---

[1] استیعاب (۷۲/۲) [2] اسد الغابہ (۱۶۵۱) [3] ترمذی کتاب العلم (۲۶۵۸) مجمع الزوائد (۹۴۰/۱) (۱۴۱/۱) جامع المسانید (۲۵۱/۴)

[4] اسد الغابہ (۱۶۵۲) تجرید (۱۸۱/۱) [5] سورۃ البقرہ (۲۷۹) [6] اسد الغابہ (۱۶۵۳) [7] تجرید (۱۸۱/۱)

۲۶۱۸ (ز) ربیعہ بن عوف

الربیع بن مالک میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۱۹ ربیعہ بن عَیدان ❶

یہی مشہور ہے۔ ابن ذی العرف بن وائل بن ذی طواف الحضرمیؒ ، بقول بعض: الکِندی۔ بروایت طبرانی ❷ بحوالہ علقمہ بن وائل وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ کے پاس دو شخص فیصلہ کرانے آئے، ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول! اس نے دورِ جاہلیت میں میری زمین چھین لی تھی۔ اور وہ امرؤالقیس بن عابس اور ان کے مدِ مقابل ربیعہ بن عیدان تھے....(حدیث) اس کی اصل مسلم ❸ میں حدیث علقمہ سے بغیر نام کے ثابت ہے۔ جس کے کئی طُرُق ہیں۔ بقول ابوسعید بن یونس: ربیعہ بن عیدان بن ربیعہ الاکبر بن عیدان الاکبر بن مالک بن زید بن ربیعہ حضرمی، فتح مصر میں شریک ہوئے، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ہمیں ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ان کا تذکرہ عیدان بن اشوع میں ہوگا۔

۲۶۲۰ ربیعۃ الجُرشیؒ ❹

ابن عمرو، بقول بعض: ابن الغاز حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن کا بیان ہے: یہ ربیعہ بن الرَّدم ہیں، کنیت ابوالغاز تھی۔ یہ ہشام بن الغاز بن ربیعہ کے دادا ہیں۔ بقول علامہ بغوی: ان کے سماع میں شک ہے۔ ابن ابی حاتم ❺ فرماتے ہیں، میرے والد نے فرمایا: بقول بعض انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابوزرعہ دمشقی نے ان کا تذکرہ تابعین کے دوسرے طبقہ میں کیا ہے اور ابن سمیع نے پہلے طبقہ میں۔ الدارقطنی فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ بقول العسکری: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: شام میں فروکش ہونے والے صحابہ میں سے ربیعہ بن عمرالجرشی ہیں۔ کسی حدیث میں ہے انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے وہ ثقہ معتبر ہیں۔ الصوری طبقات کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ ابن السکن بطریق زید بن ابی انیسہ بواسطہ عبدالملک بن یزید بحوالہ ربیعہ الجرشی روایت کرتے ہیں، وہ صحابی رسول ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے دس نشانیاں ہوں گی''۔ ❻ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

امام بخاری ❼ کا قول ہے: بشر بن حاتم بواسطہ عبیداللہ، زید سے وہ عبدالملک سے وہ عثمان کے مولا سے وہ بحوالہ ربیعہ الجرشی جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ بطریق ہشام بن الغاز بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا ربیعہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''میری اُمت کے آخر میں دھنساؤ، پتھراؤ اور بگڑاؤ (صورتوں کا بگڑنا) ہوگا''۔ ❽ (حدیث) بغوی نے بطریق علی بن رباح بحوالہ ربیعہ الجرشی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: کسی نے کہا: ''اللہ کے رسول! قرآن کی کون سی سورت افضل ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورۃ البقرۃ''۔ (حدیث) طبرانی صحیح اسناد سے بواسطہ قتادہ بواسطہ

---

❶ اسد الغابہ (١٦٥٤) استیعاب (٧٦٥) ❷ المعجم الکبیر (٢٢/٢٤)

❸ مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم (٢٢٤) ❹ اسد الغابہ (١٦٥٥) استیعاب (٧٦٤)

❺ الجرح والتعدیل (٤٧٣/٣) ❻ کنز العمال (٣٨٦٤٧) ❼ التاریخ (٢٨١/١) ❽ کنز العمال (٣٨٧/٦)

نضر بن انس کہ انہوں نے یہ روایت ربیعہ الجرشی سے نقل کی ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا: ''قیامت کے روز زمین و آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے''۔ ❶ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اور بطریق عباد بن منصور بواسطہ ایوب، ابوقلابہ سے وہ عطیہ سے وہ ربیعہ الجرشی سے روایت کرتے ہیں، پھر دوسری حدیث ذکر کی۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، ان سے خالد بن معدان، عطیہ بن قیس، حارث بن یزید، یحییٰ بن میمون، جن دونوں کا تعلق مصر سے ہے۔ مجاہد اور ابوالمتوکل الناجی البصری فرماتے ہیں: میری ان سے ملاقات ہوئی، وہ لوگوں کے فقیہ تھے، انہیں یہ مقام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن کعب کے دور میں حاصل تھا۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: وہ ایک فقیہ تھے، مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ مَرج راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ ۶۴ھ میں شہید ہوئے، وہ زبیری تھے۔

۲۶۲۱ ربیعہ بن الفراس ❷

یقال: الفارسی۔ اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ سے بواسطہ زیاد بن نعیم بحوالہ ربیعہ بن الفراس نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایک قبیلہ چلتے چلتے ایک ایسے گھر کے پاس پہنچے گا جس کی عرب پردے ڈال کر تعظیم کرتے ہوں گے یہ اس کا مال لے لیں گے''۔ ❸ (حدیث) ابن یونس نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: بکر بن سوادہ بواسطہ زیاد بن نعیم ان سے ان کا قول نقل کرتے ہیں۔

۲۶۲۲ ربیعہ بن الفضل ❹

بن حبیب بن زید بن تمیم از معاویہ بن عوف۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ ان کا ذکر شرکاءِ احد اور شہداء اُحد میں کیا ہے۔ طبرانی ❺ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۲۳ رَبیعہ بن قُرَیْش

ربیعہ نامی کے آخر میں تذکرہ ہوگا۔

۲۶۲۴ ربیعہ بن قیس العدوانی ❻

ضرار بن صرد نے اپنی عبیداللہ بن ابی رافع تک کی سند سے ان کا تذکرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کرنے والے صحابہ میں کیا ہے۔ یہ عدوانِ قیس سے ہیں۔ ابونعیم وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

۲۶۲۵ ربیعہ بن کعب ❼

بن مالک بن یعمر ابوفراس اسلمی حجازی، امام مسلم وغیرہ نے ان کی حدیث بطریق ابوسلمہ بحوالہ ربیعہ بن کعب روایت کی ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر رات بسر کرتا، آپ کو وضو کا پانی دیتا مجھے رات کے وقت آپ ﷺ کی یہ آواز سنائی دی:

---

❶ سورۃ الزمر (٦٧) ❷ اسد الغابہ (١٦٥٦) تجرید (١٨١/١) ❸ جامع المسانید (٢٥٤/٤) ❹ اسد الغابہ (١٦٥٧)

❺ المعجم الکبیر (٤٥٩٥) ❻ اسد الغابہ (١٦٥٩) ❼ اسد الغابہ (١٦٦٠) استیعاب (٧٦٧) تجرید (١٨١/١)

"سمع الله لمن حمده"۔ ❶ ان کا تعلق اہل صفہ سے تھا۔ الحاکم ابواحمد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں لکھتے ہیں: ابوفراس جن سے ابوعمران جونی روایت کرتے ہیں وہ ان ربیعہ بن کعب کے علاوہ ہیں۔ امام مسلم اور الحاکم علوم الحدیث میں لکھتے ہیں: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ربیعہ بن کعب سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ ذہبی لکھتے ہیں: ان سے محمد بن عمرو بن عطاء، حنظلہ بن علی اسلمی اور نعیم المجمر بھی روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: محمد بن عمرو کی ان سے مروی روایت ابن مندہ کے ہاں ہے، لیکن انہوں نے فرمایا: "ابوفراس اسلمی سے مروی ہے" ان کا نام نہیں لیا۔ مسند میں ان محمد بن عمرو کی روایت ابوسلمہ سے بحوالہ ربیعہ بن کعب ہے۔ اور مستدرک میں بطریق ابوعمران جونی ہے مجھ سے ربیعہ بن کعب نے بیان کیا، اس سے اس شخص کی بات کو تقویت ملتی ہے، جو اس کا قائل ہے کہ ابوفراس، ابوعمران کے شیخ ہیں۔ اور وہ ربیعہ ہیں اس سے یہ بات مکمل ہو جاتی ہے کہ ابوسلمہ کے علاوہ ربیعہ چار راوی ہیں۔ امام واقدی فرماتے ہیں: وہ اصحابِ صفہ سے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے۔ پھر مدینہ سے چلے گئے اور بلادِ اسلم میں جا بسے جو مدینہ سے ایک برید (تقریباً ۱۲ میل) کے فاصلہ پر ہے۔ واقعۂ حرہ تک زندہ رہے اور ذوالحجہ ۶۳ھ مقامِ حرہ میں فوت ہوئے۔

۲۶۲۶ (ز) ربیعہ بن کعب (دوسرے)

الربیع بن مالک میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۲۷ (ز) ربیعہ بن کلدہ

بن ابی الصلت ثقفی، شرفِ صحابیت رکھتے ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شاید یہ پہلے والے ہیں، وہاں ان کے دادا کی طرف ان کا انتساب ہوا ہے۔

۲۶۲۸ ربیعہ بن لہیعہ ❷

بقول بعض: لہاعہ الحضرمی یعقوب بن محمد الزہری بواسطہ زرعہ بن مُغلّس بواسطہ اپنے ولاد فہد بن ربیعہ وہ اپنے والد سے ربیعہ بن لہیعہ نقل کرتے ہیں، فرمایا: "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے اپنی زکاۃ پیش کی، آپ نے مجھے تحریر لکھوا کر دی"۔ ❸ (حدیث)

۲۶۲۹ (ز) ربیعہ بن لیث

بن حَدَرجان بن عباس بن لیث "المُبرق" ان کا عرف ہے۔ جس کی وجۂ شہرت یہ اشعار ہوئے:

"میں جب اس زمین میں ہوں جس میں اللہ کا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور وہاں میں ظاہر نہ ہوں تو میرے لئے خشکی اور تری کی زمینی فضا گنجائش نہ رکھے۔ اور وہاں میں دِل میں آنے والی بات ظاہر کروں۔ ارے یہ قریش جنہوں نے اللہ تعالیٰ اپنے ربّ کا انکار کیا جیسے عاد و مدین اور حجر والوں نے انکار کیا تھا"۔

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان اشعار کا تذکرہ عبداللہ بن حارث بن قیس السہمی کے حالات میں کر کے کہا ہے کہ ان کی

---

❶ مسند احمد (۵۷/۵) المعجم الکبیر (۴۵۷۱) ❷ اسد الغابہ (۱۶۶۳) استیعاب (۷۶۸) ❸ جامع المسانید (۲۶۳/۴)

نسبت ان کی طرف زیادہ ثابت ہے۔

۲۶۳۰ ربیعه بن مالك

الربیع میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۳۱ ربیعه بن معاویه

بن حارث بن معاویہ بن ثور، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ یہ قول خلیفہ کا ہے، ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۳۲ (ز) ربیعه بن ملّة [1]

حبیب بن ملّہ کے بھائی۔ ان کا تذکرہ اسید بن ابی ایاس کے حالات میں گزرا ہے۔

۲۶۳۳ (ز) ربیعه بن المُنْتَفِق العُقَیلی

ان کا تذکرہ عمرو بن مالک الرؤاسی کے سوانح میں ہوگا۔

۲۶۳۴ (ز) ربیعه بن ملاعب الاسنة

ابو براء، عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب کلابی ثم جعفری۔ میں نے ماسوائے ابوسعید السکری کے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ ابوسعید سکری نے دیوان حسّان جو انہوں نے مرتب کیا ہے اس میں ابوجعفر بن حبیب سے ان کی روایت ہے حضرت حسّان نے ربیعہ بن عامر بن مالک سے کہا اور عامر ملاعب الاسنہ ہیں جن کا رجیع کے قصہ میں ذکر ہے اور ربیعہ بن عامر کو عامر بن الطفیل کے خلاف ابھارتے ہیں:

> ''ربیع کو میری جانب سے کوئی یہ پیام دے گا، میرے بعد یہ تم نے کیسی تبدیلی کر دی، تیرا والد کیسے کام کرنے والا ابو براء تھا اور تیرا حکم بن سعد معزز آدمی ہے، کیا ام البنین کی اولاد تم سے نہیں گھبرائی۔ جبکہ تم اہل نجد کی مینڈھیوں سے ہو۔ عامر کی سینہ زوری جو ابو براء کے ساتھ ہوئی تا کہ وہ اپنا عہد (ذمہ داری) توڑ دے غلطی، جان بوجھ کر کیے جیسی کیسے ہو سکتی ہے''۔

راوی کا بیان ہے: جب ربیعہ کے کان میں یہ اشعار پڑے تو وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اگر میں عامر بن طفیل پر تلوار یا نیزے کا وار کروں تو میرے باپ کی طرف سے ہونے والی غداری اس سے ڈھل جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ ربیعہ واپس آئے اور عامر کو ایسی ضرب لگائی جس سے قتل ہونے سے بچ گیا۔ اس کی قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور عامر بن طفیل سے کہنے لگی: بدلہ لو۔ اس نے کہا: میں نے معاف کر دیا۔

میں کہتا ہوں: بہت سے اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خچر یا اونٹنی ہدیہ میں بھیجی تھی۔ مجھے ان کی بحوالہ ابوالدرداء ایک روایت بطریق حبیب بن عبید بحوالہ ان کے ملی ہے۔ لگتا ہے انہوں نے اسلام میں لمبی عمر پائی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۶۵)

۲۶۳۵ (ز) ربیعہ بن نیار

بقول طبرانی انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۳۶ ربیعہ بن وقاص[1]

ابن مندہ نے بطریق ابان، انس سے بحوالہ ربیعہ بن وقاص نبی ﷺ سے منقول یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین جگہوں کی دعا رد نہیں ہوتی، ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ایسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو''۔[2] (حدیث) فرماتے ہیں: یہ روایت ہمیں اسی سند سے معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند ضعیف ہے۔

۲۶۳۷ (ز) ربیعہ بن یزید السلمیؓ[3]

بقول امام بخاری رحمہ اللہ[4] انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، اور ابن حبان[5] فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ یہ صحابی ہیں اور عسکری لکھتے ہیں: کسی نے کہا ہے کہ شرفِ صحابیت سے مشرف ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر[6] ربیعہ الجرشی کے سوانح کے آخر میں لکھتے ہیں: رہا ربیعہ بن یزید السلمی تو وہ ایک ناصبی شخص تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتا تھا۔ ابو حاتم[7] فرماتے ہیں: ان سے کچھ بھی مروی نہیں اور نہ کوئی کرامت وعزت کے مالک ہیں جس نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ اس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ ابن فتحون، ابو علی الغسانی اور ابن معوز نے ابو عمر کی کتاب کے استدراک میں امام بخاری رحمہ اللہ[8] کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۲۶۳۸ ربیعہ الاجذم الثقفی[9]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابو معشر اپنے راویوں سے کئی مختلف سندوں سے نقل کیا ہے کہ ثقیف کے وفد میں بنی مالک کا ایک ربیعہ الاجذم نامی شخص تھا۔ لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے اور آپ کے ہاتھوں پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ جب ربیعہ بیعت کرنے کے لیے پہنچے، آپ نے فرمایا: ''ہم نے تم سے بیعت لے لی واپس چلے جاؤ''۔ چنانچہ وہ واپس آ گئے۔[10]

۲۶۳۹ (ز) ربیعہ الجرشی

ابن عمرو میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۴۰ (ز) ربیعۃ السعدی

بغوی نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ضحاک بنانی بحوالہ ربیعہ السعدی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! دین کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب (میں سے کسی ایک) کے ذریعہ مضبوطی عطا فرما''۔[11]

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۶۶) استیعاب (۷۶۹) تجرید (۱/۱۸۲) [2] جامع المسانید (۴/۴۶۴) [3] استیعاب (۲۶۹)

[4] التاریخ الکبیر (۱/۲۸۰) [5] الثقات (۱/۱۲۹) [6] استیعاب (۲/۷۴) [7] الجرح والتعدیل (۳/۴۷۲)

[8] التاریخ الکبیر (۲/۲۸۰) [9] اسد الغابہ (۱۶۳۱) [10] اسد الغابہ (۲/۵۲) [11] کنز العمال (۳۲۷۷۵) جمع الجوامع (۹۷۲۷)

۲۶۴۱ (ز) ربیعہ القرشی ❶

ابن ابی خیثمہ نے ان کا ذکر کیا اور کہا: مجھے معلوم نہیں ان کا تعلق کون سے قریش سے ہے؟ حسن بن سفیان بغوی اور باوردی بطریق جریر بواسطہ عطاء بن السائب، بحوالہ ابن ربیعہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں مشرکین کے ساتھ کھڑے دیکھا، وہاں دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی توفیق دی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان سے یہ روایت اسی سند سے مروی ہے۔ اس کے ضبط میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جادہ کی طرح ہے بعض نے کہا تصغیر اور تشدید کے ساتھ ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ ربیعہ بن عِناد ہیں اور سند میں وہ روایت پیش کی ہے جو ابن السکن نے بطریق مسعود بن سعد بواسطہ عطاء بن السائب، ابن عباد سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ پھر اسی جیسی حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: عطاء کو اختلاط اور وہم ہو گیا تھا، جرزم اور مسعود دونوں نے ان سے اختلاط کے بعد سنا ہے۔ ابن جریر نے یہی حدیث ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے سوانح میں نقل کر کے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ابن فتحون نے نقل کیا ہے کہ انہیں ربیعہ بن قریش بھی کہا جاتا ہے۔

باب راء کے بعد جیم

۲۶۴۲ (ز) رَجاء بن الجُلاس ❷

زید بن الجلاس میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۶۴۳ رَجاء الغنوی ❸

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا اور ساکنہ بنت الجعد کی بحوالہ اِن کے روایت نقل کی ہے کہ جنگ جمل میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جسے اپنی کتاب یاد کرنے کی توفیق دے اور وہ یہ سمجھے کہ کوئی اور اس سے بڑی فضیلت رکھتا ہے تو اس نے سب سے بڑی نعمت کی ناقدری کی''۔ ❹ ابن مندہ نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ساکنہ بنت الجعد روایت کرتی ہیں۔ البتہ ابن حبان ❺ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مرسل روایتیں نقل کرتے تھے۔ ابو عمر ❻ لکھتے ہیں: ''ان کی حدیث صحیح نہیں ان سے سلامہ بنت الجعد روایت لیتی ہیں''۔ یوں ان سے لفظی غلطی ہوگئی۔

۲۶۴۴ رجاء ❼ (بے نسبت)

ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ رجاء سے مروی ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تھوڑی بہت دین کی سمجھ زیادہ عبادت سے افضل

---

❶ اسد الغابہ (۱۶۵۸) استیعاب (۸۶٦) ❷ اسد الغابہ (۱۶٦۷) استیعاب (۷۷۱) ❸ اسد الغابہ (۱۶٦۸) استیعاب (۷۷۲)

❹ الدر المنثور (۳۴۹/۱) کنز العمال (۲۳/۷) جامع المسانید (۲٦۹/٤) ❺ الثقات (۲۳۷/٤)

❻ استیعاب (۷۵/۲) ❼ اسد الغابہ (۱٦٦۹)

ہے''۔ [1] یہ سند مجہول ہے۔

۲۶۴۵ رجل بن بلقین

ابن حزم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ایک صحابی کا اسمِ عَلَم ہے۔ میں نے قسم رابع میں ان کا شمار کیا ہے۔

باب راء کے بعد حاء

۲۶۴۶ رَحَضه [2]

ابن خُربَہ الغفاری ایماء کے والد جن کا تذکرہ حرف (الف) ہمزہ میں ہو چکا ہے اور خفاف کے دادا جن کا ذکر حرفِ خاء میں پہلے ہوا ہے۔ خفاف کے حالات میں ابو عمر فرماتے ہیں: بقول بعض: یہ ان کے والد اور ان کے دادا صحابہ ہیں۔ اسی بنا پر ابو علی الغسانی اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کی مجھے رحضہ اور ان کے بیٹے اور آگے اِن کے بیٹے خفاف کے صحابی ہونے کی ثبوت کی کوئی مستند روایت نہیں ملی۔ جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے جس سے خفاف کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر ابو عمر کی روایت صحیح ثابت ہو جائے تو یہ چاروں یکے بعد دیگرے صحابہ ہیں۔ رحضہ، ان کا بیٹا ایماء، ان کا بیٹا خفاف، جیسے اسامہ بن زید اور سلمہ بن عمرو بن اکوع کا بیٹا ہے۔ یوں موسیٰ بن عقبہ اور ان کے متبعین کی بات پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ سلسلہ وار چار صحابہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے افراد ہیں۔

باب راء کے بعد خاء

۲۶۴۷ رُخَیله [3] (تصغیر ہے)

ابن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ انصاری زرقی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ شرکاءِ بدر میں کیا ہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے یہ نام جیم سے بتایا ہے، جبکہ درست خاء ہے، ایسا ہی انہوں نے مطلقاً کہا۔ دار قطنی وغیرہ نے خاء سے یہ نام قلمبند کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ ابو نعیم نے ان کا تذکرہ حرفِ جیم میں بنام ''جبلہ'' کیا ہے اور ان کے نام کا پہلا حرف ساقط کر دیا۔

۲۶۴۸ رُخیٰ العنبری

ابن فتحون نے ان کا یہاں ذکر کیا ہے جبکہ اوروں نے زاء سے یہ نام لکھا ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲/٤) کنز العمال (۲۸۷۹٤) کشف الخفاء (۱٤٦/۲) [2] اسد الغابہ (۱٦۷۰)

[3] اسد الغابہ (۱٦۷۲) استیعاب (۷۹۷)

باب راء کے بعد دال

۲۶۴۹ رداد اللیثی

ابوداؤد نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ کنیتوں میں ان کے حالات کی تفصیل بیان ہوگی۔ جو حرف راء میں ہے۔

۲۶۵۰ رداد (دوسرے، بے نسبت)

علائی نے ''الوشی'' میں بابِ اوّل کی فصل ثانی میں ان کا ذکر کیا کہ بشیر بن سلمہ بن محمد بن رداد ابن امّ مکتوم کی اولاد سے ہیں۔ وہ اپنے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنے دادا مرفوع روایت کرتے ہیں: ''ہفتہ کے روز اگر پہاڑ بھی مشرق سے مغرب کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ اسے واپس اس کے مقام پر لوٹا دے گا''۔ ابن قانع، احمد بن زنجویہ سے بواسطہ ابراہیم بن ولید بحوالہ بشیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ روایت ابن قانع نے رداد کے حالات میں درج کی ہے۔ ابن عبدالبر اور ابن مندہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی اولاد کے نام نامعلوم ہیں۔ اور یہ حدیث یا منکر ہے یا موضوع۔

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور نہ ذہبی نے اپنی تجرید میں ان کا نام لکھا ہے۔ باوجودیکہ وہ ابن قانع کی معجم سے اکثر نقل کرتے ہیں، کیونکہ ان کا نام سنا نہیں گیا، مجھے اس پر تعجب ہوا، میں نے ابن قانع کی معجم کی مراجعت کی تو راء میں تو یہ نام نہیں ملا۔ البتہ حرف عین میں انہوں نے ''عمرو'' نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ عمرو بن ام مکتوم کے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں: احمد بن زنجویہ نے ہم سے بیان کیا۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ اسی طرح ''الفردوس'' کے مصنف نے جب یہ حدیث نقل کی کہ یہ ابن ام مکتوم کی حدیث ہے اس پر بھروسا کیا ہے۔ البتہ ان کی اولاد کی انہوں نے اپنی کتاب میں کوئی سند ذکر نہیں کی۔ جو ابن ام مکتوم کے نام میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آ رہا ہے۔ اس بنا پر حدیث سلمہ بن محمد بن رداد کی روایت سے بحوالہ ان کے جدّ اعلیٰ ابن ام مکتوم مروی ہے۔ واللہ اعلم

میں نے یہاں احتمال کی وجہ سے اپنے شیوخ کے شیخ علائی کا اتباع کرتے ہوئے ان کا نام لکھ دیا ہے۔

۲۶۵۱ رُدَیح[1]

تصغیر ہے۔ ابن ذؤیب العنبری، ذویب بن شعثم العنبری میں نام میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب راء کے بعد زاء

۲۶۵۲ زرعہ بن عبداللہ انصاری

ابن السکن کی کتاب میں رباح نامی لوگوں سے پہلے ان کا نام ایسا ہی درج ہے۔ اور فرمایا: ان کی حدیث ابن لہیعہ نے

[1] اسد الغابہ (۱۶۷۳) تجرید (۱/۱۸۲)

نے احمد بن حازم سے بواسطہ ابوالحویرث زرعہ بن عبداللہ انصاری روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو زندہ رہنا پسند ہوتا ہے حالانکہ فتنوں کی وجہ سے اس کے لیے موت بہترین ہے''۔ (الحدیث) ابوموسیٰ نے یہی حدیث بطریق ابن جریج، بواسطہ ابوالحویرث زرعہ سے انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ زرعہ اسماء بنت عمیس اور تابعین سے بھی روایت لیتے ہیں۔ انہوں نے حرف زا میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۵۳ رزین (بروزن عظیم)

ابن انس بن عامر سلمی۔ ابن حبان فرماتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن کہتے ہیں: ''یہ صحابی ہیں''۔ ابویعلی، ابن السکن اور طبرانی نے بطریق فہد بن عوف، نائل بن مُطرِّف بن رزین بن انس سلمی سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رزین بن انس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کو ظاہر کیا، اس وقت ہمارا ایک کنواں تھا ہمیں خدشہ ہوا کہ کہیں آس پاس کے لوگ اس پہ قبضہ نہ جمالیں تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے مجھے ایک تحریر لکھوادی۔ (الحدیث)

محمد بن حُمید، نائل بن مطرف بن عباس سے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک کنواں جاگیر میں طلب کیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ مجھے معلوم نہیں، نائل ایک شخصیت ہے یا دو شخص ہیں؟

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسی روایت کو عبدالسلام بن عُمیر الجُہنی نے بواسطہ نائل بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حزم بن انس بن عامر سلمی نقل کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے آباء واجداد کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے ''رزین بن انس'' کے لیے قلمبند کروائی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس سے پہلے ان کے والد انس بن عباس کا ذکر ہو چکا ہے جبکہ ان کے دادا عباس کا تذکرہ ان شاء اللہ ابھی ہونا ہے۔

۲۶۵۴ رزین بن مالک

بن سلمہ بن ربیعہ بن حارث بن سعد بن عوف المحاربی۔ ابن کلبی، طبری اور الدارقطنی کا بیان ہے کہ انہیں شرف آمد حاصل ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد سین

۲۶۵۵ رَسِیْم العبدی الهَجَرِیّ

ابن ماکولا کی کتاب میں یہ نام بروزن عظیم ہے۔ ابن نقطہ لکھتے ہیں: یہ تصغیر ہے اور فرماتے ہیں: انہوں نے ابونعیم کے قلم

جامع المسانید (۳۶۸/٤) اسد الغابہ (۱٦٧٤) استیعاب (۷۹۹) تجرید (۱۸۲/۱) الثقات (۱۳۰/۳)

المعجم الکبیر (٤٦٣٠) مسند ابی یعلی (۷۱۷۸) کنز العمال (۱۱٤٥٥) رکیۃ پانی کا کنواں۔

اسد الغابہ (۱٦٧٥) اسد الغابہ (۱٦٧٦) استیعاب (۸۰۰)

سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے بھی اسی طرح ابن السکن اور ابن ابی حاتم کی کتابوں کی اصل میں دیکھا ہے۔ ان کی حدیث ابن ابی شیبہ ❶ اور امام احمد ❷ نے بطریق یحییٰ بن غسان، بواسطہ ابن رہیم بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں وفد کی صورت میں پہنچے، آپ نے ہمیں برتنوں سے منع فرمایا تھا، پھر جب ہم آئندہ سال آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''(اب) جس میں چاہو پیو''۔ (حدیث) ابن مندہ اس کے سیاق میں ان کے والد کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ اہل ہجر میں سے دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص تھے۔ جبکہ ابن السکن کا قول ہے اس کی سند مجہول ہے۔

باب راء کے بعد شین

۲۶۵۶ رشدان الجهنی ❸

بقول امام بخاری انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن نے بطریق ابو اویس ان کی لمبی حدیث نقل کی ہے کہ جاہلیت میں انہیں غیان کہا جاتا تھا۔ جب نبی علیہ السلام کے ہاں آمد ہوئی، آپ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے بتایا: ''غیان''۔ آپ نے فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ بتایا: وادی غوی میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم رشدان ہو اور تمہارے اہل خانہ وادی رشاد میں ہیں''۔ فرماتے ہیں: یہ علاقہ ابھی تک رشاد ہی کہلاتا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند مجہول ہے۔ ادھر ابن الاثیر کا قول ہے: اس شخص کا صحابہ میں ذکر ہی نہیں۔ ابونعیم اور ابوعمر کی بات سے یہی پتہ چلتا ہے۔ جہاں تک میرا گمان ہے اس میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے۔ جہینہ کے بارے میں جو صحیح روایت ہے وہ یہ ہے کہ بنی غیان بن قیس بن جہینہ کا کوئی وفد گیا تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: بنو غیان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم لوگ بنو رشدان ہو''۔ ❹

میں کہتا ہوں: اس قصہ کو ابن کلبی نے ذکر کیا ہے اور یہی مشہور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبیلہ کے کسی ایک نام میں اس کا اتفاق نہ ہو۔ خصوصاً جبکہ اس کی سند موجود ہے۔ رہی ان کی یہ بات کہ ابونعیم اور ابوعمر کی بات سے اس کا پتہ چلتا ہے، سو ایسی بات نہیں۔ اس لیے کہ ابونعیم کے الفاظ ہیں: ''متاخرین میں سے کسی نے حدیث ابو اویس سے ان کا ذکر کیا ہے پھر انہوں نے سند اور حدیث نقل کی''۔ اور ابوعمر ❺ کے الفاظ ہیں: ''رشدان ایک نامعلوم شخص ہیں۔ کسی نے ان کا ذکر ان صحابہ میں کر دیا ہے جو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ سو کسی کی عبارت سے وہ بات ثابت نہیں ہوتی جس کا انہوں نے گمان کر رکھا ہے، حالانکہ یہ واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۶۵۷ رُشید ❻ (تصغیر ہے)

الفارسی، بنی معاویہ جو انصار سے ہیں ان کے مولا۔ جس نے انہیں رشید الہجری کہا اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ دوسرے ہیں جن کا تعلق صغار تابعین سے اور تبع تابعین سے ہے۔ ان کی حدیث بغوی نے بطریق خالد بن مخلد بواسطہ اسمٰعیل بن ابی حبیبہ،

---

❶ المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۰/۸) (۱۶۱/۸) ❷ مسند احمد (۴۸۱/۳) ❸ اسد الغابہ (۱۶۷۷) استیعاب (۸۰۱)
❹ جامع المسانید (۲۷۳/۴) ❺ استیعاب (۸۵/۲) ❻ اسد الغابہ (۱۶۷۸) استیعاب (۷۷۳)

عبدالرحمٰن بن ثابت بحوالہ رشید الفارسی مولا بنی معاویہ نقل کی ہے۔ جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابوعامر العقدی بواسطہ ابن ابی حبیبہ، عبدالرحمٰن بن ثابت سے بحوالہ رشید الہجری مولا بنی معاویہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے احد میں ایک کافر پر حملہ کر کے کہا: لے میں فارسی نوجوان ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہیں انصاری کہنے سے کس نے روکا تھا، کیونکہ قوم کا مولا انہیں میں شامل ہے''۔ ان کی روایت میں رشید الہجری لکھا ہے، فرماتے ہیں: رشید مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، واقدی نے بھی یہ قصہ ذکر کیا ہے اور کہا: رشید الفارسی مولا بنی معاویہ تھے، ایک مشرک سے ان کا آمنا سامنا ہوا تو فرمایا، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ابوعبداللہ! تم نے اچھا کیا''۔ [1] آپ نے اس دِن ان کی کنیت رکھی حالانکہ اس وقت ان کی اولاد نہ تھی۔ اسی مفہوم کا قصہ ابن اسحاق نے بھی نقل کیا ہے لیکن انہوں نے ''عقبہ الفارسی'' کہا، جس کی تفصیل حرف عین میں آئے گی۔ بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ابوعقبہ رشید ہیں۔ واللہ اعلم

۲۶۵۸ رُشید بن علاج الثقفی

روشید تصغیر میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۵۹ رُشید ابوعُمیرہ المزنی

ابو یونس فرماتے ہیں: اہل مصر میں ان کا ذکر ہے، مصر میں ان کی ایک حدیث ہے جو ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ سے بحوالہ شیبان غسانی مزینہ کے ایک ابوعمیرہ نامی صحابی رسول ﷺ سے نقل کی ہے کہ ''جب بھی یہ کسی غزوہ میں شریک ہوتے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ کسی کے لیے امان ہے تب تک جنگ نہیں کرتے تھے؟''

۲۶۶۰ (ز) رشید بن مالک [2]

ابوعمیرہ السعدی از بنی تمیم۔ بقول بعض اسدی از بنی اسد بن خزیمہ۔ بقول دولابی: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری نے التاریخ میں، ابن السکن، باوردی، طبرانی [3] اور ابواحمد الحاکم سب نے بطریق معروف بن واصل روایت کی ہے کہ مجھ سے قبیلہ کی ایک خاتون حفصہ بنت طلق نے بیان کیا کہ مجھے ابوعمیرہ (جو رشید بن مالک ہیں) نے حدیث سنائی کہ ایک دِن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، ایک شخص ایک ٹرے لایا جس میں کھجوریں تھیں، کہنے لگا: یہ صدقہ ہے اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے مٹی میں کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ایک کھجور اٹھالی، آپ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکال لی اور فرمایا: ہم آلِ محمد (ﷺ) صدقہ نہیں کھاتے''۔ اس اسناد پر ابونعیم، عبداللہ بن نمیر اور دوسرے حضرات کا اس سند پر اتفاق ہے جبکہ اسباط بن محمد نے ان کے مخالف بحوالہ معروف سند نقل کی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل قسمِ اخیر میں عمیر کے ذیل میں بیان ہوگی۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی العصبیہ (۵۱۲۳) ابن ماجہ کتاب الجهاد باب النیة فی القتال (۲۷۸٤) مسند احمد (۲۹۵/۵)

[2] اسد الغابہ (۱٦۷۹) استیعاب (۷۷٤) تجرید (۱۸۳/۱)

[3] المعجم الکبیر (٤٦۳۲)

باب را کے بعد عین

۲۶۶۱ رِعْیَہ [1]

بقول طبری تصغیر ہے السُّحَیْمِیّ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث بہتر سند سے مروی ہے۔ امام احمد [2] اور ابن ابی شیبہ نے بطریق اسرائیل بواسطہ ابواسحاق، شعبی سے بحوالہ رعیہ سحمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف چمڑے کے ٹکڑے پر خط بھیجا جسے انہوں نے اپنے ڈول پر پیوند بنا کر لگا لیا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، جس نے ان کا ایک مویشی بھی نہ چھوڑا، لمبی حدیث ہے۔ اسی میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ گئے۔ آپ نے ان کے اہل و عیال کو تو واپس کر دیا اور مال کے بارے میں فرمایا: تمہارا مال تقسیم ہو چکا ہے۔ ان کے بارے میں جو وہم واقع ہوا ہے وہ جفینہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

باب راء کے بعد فاء

۲۶۶۲ رفاعہ بن اوس [3]

بن زَعُوْرَاء بن عبد الاشہل انصاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا تذکرہ شرکاءِ احد میں کیا ہے۔ طبرانی [4] اور ان کے متبعین نے انہی کے طریق سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۶۶۳ رفاعہ بن تابوت انصاری [5]

ایک مرسل حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جو بطریق قیس بن جبیر نہشلی سے مروی ہے کہ لوگ جب احرام باندھتے تھے تو گھر میں دروازے کے بجائے پچھواڑے سے آتے تھے جبکہ حمس اس کے برخلاف کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کسی باغ میں داخل ہوئے اور پھر اسی کے دروازے سے باہر تشریف لے گئے تو رفاعہ نامی شخص آپ کے پیچھے ہو لیے۔ حالانکہ وہ حمس میں سے نہ تھے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! رفاعہ منافق ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تو حمس میں سے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: ہمارا دین تو ایک ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''یہ نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے سے آؤ'' [6] [7]

صحیح میں اس کا شاہد موجود ہے جو حدیث براء سے مروی ہے، لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ اسی سے ملتا جلتا قصہ عطیہ بن عامر کے حوالہ سے بھی پیش آیا ہے ہو سکتا ہے دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ رہی وہ حدیث جو مسلم [8] میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے منقول

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۸۰) استیعاب (۸۰۲) تجرید (۱/۱۸۳) [2] مسند احمد (۵/۲۸۵) [3] اسد الغابہ (۱۶۸۱)

[4] المعجم الکبیر (حدیث: ۴۵۶۱) [5] اسد الغابۃ (ت: ۱۶۸۳) [6] سورۃ البقرۃ (۱۸۹)

[7] تفسیر طبری (۲/۱۰۹) الدر المنثور (۱/۲۰۴) [8] مسلم کتاب صفات المنافقین (۶۹۷۲)

ہے کہ بہت تیز ہوا چلی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہوا بہت بڑے منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے''۔ اور وہ شخص رفاعہ بن تابوت تھا سو وہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص تھا، دوسری سند سے یہ نام رافع بن تابوت بھی منقول ہے۔

۲۶۶۴ (ز) رفاعہ بن حارث [1]

بن رفاعہ انصاری۔ یہی رفاعہ بن عفراء ہیں۔ ابن اسحاق نے بدریین میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ امام واقدی وغیرہ نے اس بات کا انکار کیا ہے۔

۲۶۶۵ رفاعہ بن رافع انصاری [2]

معاذ بن عفراء کے بھتیجے۔ ان سے ان کے بیٹے معاذ روایت کرتے ہیں، ان کی حدیث زید بن حباب کے ہاں ہشام بن ہارون سے بواسطہ معاذ بن رفاعہ بحوالہ ان کے مروی ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے اور ان کے اتباع میں ابونعیم نے لکھا ہے دونوں نے ان کے حالات میں ایک حدیث بروایت رفاعہ بن مالک الزرقی نقل کی ہے۔ اور ترمذی کے سیاق میں ابن رفاعہ بن رافع بن عفراء لکھا ہے شاید رافع کی والدہ یا دادی کا نام عفراء تھا، میں نے زید بن حباب کی حدیث بہت تلاش کی لیکن مجھے معلوم نہ ہوسکا اسے کس نے نقل کیا ہے۔

۲۶۶۶ رفاعہ بن رافع [3]

بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری خزرجی زراقی۔ ابومعاذ، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن سلول مشہور ہیں۔ امام بخاری [4] وغیرہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے یہ بدری صحابی ہیں جیسا کہ اس کا ثبوت صحیح بخاری میں ہے وہ اور ان کے والد بیعتِ عقبہ میں اور بقیہ معرکوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبید اور معاذ، ان کے بھتیجے یحییٰ بن خلاد اور بھتیجے کے بیٹے علی بن یحییٰ روایت کرتے ہیں۔ ضرار بن صرد عبداللہ بن ابورافع تک کی اپنی اسناد سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ صفین میں شریک تھے۔ اس روایت کو طبرانی نے لکھا ہے۔ ابوعمر [5] نے ایک قصہ نقل کیا ہے جس میں ہے کہ یہ جنگِ جمل میں شریک تھے۔ بقول ابن قانع: ان کی وفات ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں ہوئی۔

۲۶۶۷ رفاعہ بن زنبر

بروزن جعفر۔ ابن ماکولا [6] نے ان کا ذکر کیا کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۶۸ رفاعہ بن زید [7]

بن عامر بن سواد بن کعب۔ جو ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظفری ہیں۔ قتادہ بن نعمان کے چچا ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۸۴) استیعاب (۷۷۵) [2] اسد الغابہ (۱۶۸۵) [3] اسد الغابہ (۱۶۸۶) استیعاب (۷۷۶) تجرید (۱/۱۸۴)

[4] بخاری کتاب المغازی باب شهود الملائكة بدرًا (۳۹۹۲، ۳۹۹۴) [5] استیعاب (۲/۷۷)

[6] اسد الغابہ (۱۶۸۷) [7] اسد الغابہ (۱۶۸۸) استیعاب (۷۷۷)

ترمذی ❶ اور طبری میں بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا قتادہ بن نعمان روایت کرتے ہیں: ہم میں سے ایک گھرانہ تھا جو بنو ابیرق کہلاتے تھے۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کا لدا ایک اونٹ خریدا جو انہوں نے اپنے ایک کمرہ میں رکھ دیا جس پر رات کے وقت ڈاکہ پڑا پھر وہ لمبی حدیث ذکر کی جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہونے کا واقعہ ہے: ''اے نبی! خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہونا'' ❷ اسی کے آخر میں ہے، قتادہ نے کہا: میں اپنے چچا کے پاس ان کے ہتھیار لے کر آیا وہ جاہلیت میں ہی رتوندے کی بیماری کا شکار تھے، میں سمجھتا تھا کہ ان کے دل میں اسلام کی قدر و منزلت ہے۔ فرماتے ہیں: ''جب میں وہ ان کے پاس لے کر آیا، مجھ سے کہنے لگے: بھتیجے! یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ سو مجھے علم ہو گیا کہ اس کا اسلام صحیح ہے''۔ ترمذی فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، جس میں محمد بن سلمہ موصول بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ ان کے علاوہ لوگوں نے اسے مرسل روایت کیا ہے، جبکہ امام واقدی نے کئی طرق سے بحوالہ محمود بن لبید نقل کی ہے اور قصہ کو گھٹا بڑھا کے طویل ذکر کیا ہے۔

۲۶۶۹ رفاعہ بن زید ❸

بن وہب الجذامی۔ ابن اسحاق مغازی میں فرماتے ہیں: وہ خیبر سے پہلے صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رفاعہ بن زید الجُذامی ثم الضُبَیبی۔ اسلام لے آئے اور خوب اسلام نکھرا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام کا ہدیہ بھی پیش کیا۔ ابن مندہ بطریق حمید بن رومان روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ بن زید اپنی قوم ❹ کے دس آدمیوں سمیت آئے تھے۔ (حدیث) صحیحین میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خیبر کے واقعہ میں مروی ہے کہ رفاعہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مِدْعم نامی سیاہ فام ایک غلام ہدیتاً پیش کیا پھر مالِ غنیمت میں خیانت کا قصہ ذکر کیا۔ خلیفہ بن امیہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے اور معبد الجذامی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہوتا ہے۔

۲۶۷۰ (ز) رفاعہ بن سھل

نووی کی شرحِ مسلم میں لکھا ہے کہ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کے نام کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ میں دیں تو منافقین ان کی طرف اشارے کرنے لگے۔ وہ ابوعقیل ہیں کنیت سے شہرت پائی ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۶۷۱ رفاعہ بن سموال القُرظیّ ❺

صحیح میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرماتی ہیں: رفاعہ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئی، کہنے لگی: اللہ کے رسول! مجھے رفاعہ نے طلاق دے دی ہے۔ تو آپ ﷺ نے میری طلاق کو نافذ قرار دیا۔ ❻ (حدیث) امام مالک رحمہ اللہ نے مسور بن رفاعہ سے بحوالہ زبیر بن عبدالرحمٰن بن زَبیر روایت کی ہے کہ رفاعہ بن سموال نے اپنی اہلیہ تمیمہ بنت وہب کو طلاق دی، پھر حدیث ذکر کی۔ موطا کے سب راویوں کے نزدیک یہ روایت مرسل ہے۔ جبکہ ابن وہب، ابراہیم بن طَہمان، ابوعلی الحنفی، تینوں نے امام مالک سے

---

❶ ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب سورۃ النساء (۳۰۳۶) ❷ سورۃ النساء (۱۰۵) ❸ اسد الغابہ (۱۶۸۹) استیعاب (۷۷۸)

❹ المعجم الکبیر (۴۵۶۲) ❺ اسد الغابہ (۱۶۹۰) استیعاب (۷۷۹) تجرید (۱۸۴/۱)

❻ بخاری کتاب الشھادات (۲۶۳۹) مسلم کتاب النکاح (۳۵۱۲) ترمذی کتاب النکاح (۱۱۸) ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۳۲)

موصولاً روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: زبیر بن عبدالرحمٰن بن الزبیر سے بواسطہ ان کے والد مروی ہے، زبیر جو جد اعلیٰ ہیں ان کا نام زا کے زبر سے اور چھوٹے کا نام تصغیر ہے۔

ابن شاہین نے تفسیر ابن مقاتل بن حیان کے طریق سے ارشاد باری تعالیٰ: ''پس اگر خاوند اس (عورت) کو طلاق دے دے تو پھر یہ عورت اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کر لے'' [1] (پھر وہ طلاق دے دے تو پہلے کے لیے حلال ہے) میں فرماتے ہیں: عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن عتیک النضری کے بارے میں نازل ہوئی جو رفاعہ بن وہب بن عتیک کے نکاح میں تھیں۔ جو ان کے چچا زاد تھے۔ انہوں نے انہیں طلاق بائن دی، بعد میں انہوں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی تھی پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: بظاہر واقعہ ایک ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں سیاقوں کا ظاہر بتاتا ہے کہ دو واقعے ہیں، لیکن مشکل دوسرے خاوند عبدالرحمٰن بن زبیر کے نام کا اتحاد ہے (یعنی دونوں کا نام عبدالرحمٰن تھا)۔ رہی خاتون تو ان کے نام میں کافی سارا اختلاف ہے جیسا کہ خواتین کے حصہ میں بیان ہوگا۔

۲۶۷۲ رفاعہ بن عبدالمنذر [2]

بن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ انصاری اوسی۔ ابولبابہ کے بھائی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اہل عقبہ میں جبکہ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اہل بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ ابولبابہ اور مُبشر کے بھائی ہیں۔ تینوں بدر [3] کے لیے نکلے۔ مبشر نے شہادت پائی اور نبی ﷺ نے ابولبابہ کو واپس کر دیا جبکہ رفاعہ اس میں شریک ہوئے۔ فرماتے ہیں: یہ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور خیبر میں شہید ہوئے۔ عدوی نے اس پر اعتماد ظاہر کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام بشیر تھا اسی کو رشاطی نے راجح قرار دیا ہے۔ البتہ ابن السکن لکھتے ہیں: ابن نمیر، امام احمد بن حنبل اور علی بن المدینی نے ذکر کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام رفاعہ تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: رفاعہ، ابولبابہ کے بھائی ہیں۔

۲۶۷۳ رفاعہ بن عبدالمنذر

ابولبابہ کا ایک نام، کنیتوں میں بیان ہونا ہے۔

۲۶۷۴ رفاعہ بن عَرَابہ [4]

بقول بعض: عرادہ الجہنی المدنی۔ ترمذی فرماتے ہیں: عرادہ وہم ہے، ابن حبان لکھتے ہیں: عرادہ ان کے دادا ہیں جس نے انہیں ابن عرادہ کہا تو دادا کی نسبت سے کہہ دیا۔ امام مسلم کا بیان ہے کہ عطاء بن یسار ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ ان کی حدیث نسائی [5] میں صحیح سند سے ملتی ہے، ابن ابی حاتم کا بیان ہے اور ابن مندہ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوخزامہ تھی، لگتا ہے یہ وہم ہے یہ تو بعد والے شخص کی کنیت ہے۔

---

[1] سورة البقره (۲۳۰) [2] اسد الغابہ (۱۶۹۲) استیعاب (۷۸۰) تجريد (۱/۱۸٤) [3] المعجم الكبير (٥/٤٤٩٧)
[4] اسد الغابہ (۱٦۹۳) استیعاب (۷۸۲) تجريد (۱/۱۸٤) [5] عمل اليوم والليلة للنسائی (٤٧٥)

۲۶۷۵ (ز) رفاعه بن عَراده العُذری (دوسرے)

خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ابوخزامہ بنی حارث بن سعد ہذیم کے ایک فرد ہیں۔ بقول بعض ان کا نام رفاعہ بن عرادہ ہے، ان سے ان کے بیٹے روایت کرتے ہیں، یہ بات عسکری نے نقل کی ہے۔

۲۶۷۶ رفاعه بن عمرو[1]

بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم خزرجی سالمی ابوالولید۔[2] ابن اسحاق وغیرہ نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود کی بحوالہ عروہ روایت میں: رفاعہ بن عمرو بن قیس لکھا ہے۔

۲۶۷۷ (ز) رفاعه بن عمرو الجُهنی[3]

ابومعشر نے بدریین میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ احد میں شریک ہوئے۔[4] ابوعمر فرماتے ہیں: درست ودیعہ بن عمرو ہے، اپنی جگہ بیان ہوتا ہے۔

۲۶۷۸ (ز) رفاعه بن عمرو

بن نوفل بن عبداللہ بن سنان انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں اور شہداء اُحد میں جبکہ ابن اسحاق کے ہاں ہے کہ شرکاءِ اُحد میں رفاعہ بن عمرو از بنی حبلی ہیں۔

۲۶۷۹ رِفاعه بن قَرَظه القَرَظی[5]

بقول ابوحاتم[6] انہیں دیدار حاصل ہے۔ باوردی اور طبرانی[7] نے بطریق عمرو بن دینار، یحییٰ بن جعدہ سے روایت کی ہے کہ رفاعہ بن قرظہ نے فرمایا یہ آیت جن دس افراد کے بارے میں نازل ہوئی، ان میں سے ایک میں ہوں: "اور نصیحت کی بات ہم مسلسل انہیں پہنچا چکے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں"۔[8] (حدیث)

بغوی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے ہاں رفاعہ الجہنی لکھا ہے اور فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ بقول بعض: یہ رفاعہ بن سموال ہیں، اسی پر ابن مندہ نے اعتماد کیا ہے۔ البتہ باوردی اور ابن السکن کا قول ہے کہ وہ قریظہ کے قیدیوں میں سے تھے، وہ اور عطیہ بچوں میں شامل تھے اس بنا پر یہ ابن سموال کے علاوہ ہوئے۔ واللہ اعلم

۲۶۸۰ رفاعه بن مبشر[9]

بن حارث انصاری ظفری۔ اُحد میں اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ ابوعمر[10] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (١٦٩٥) الأستيعاب (٧٨١) [2] السيرة النبوية (٩٨/٣)

[3] اسد الغابہ (١٦٩٤) استیعاب (٧٨٣) [4] استیعاب (٨٠/٢) [5] اسد الغابہ (١٦٩٦) تجريد (١٨٥/١)

[6] الجرح والتعديل (٤٩٢/٣) [7] المعجم الكبير (٤٥٦٣) [8] سورة القصص (٥١)

[9] اسد الغابہ (١٦٩٧) استیعاب (٧٨٤) [10] الاستيعاب (٨٠/٢)

۲۶۸۱ رفاعه بن مسروح ✿

یا ابن مشرخ الاسدی، اسد بن خزیمہ، بنی عبد شمس کے حلیف۔ ابن اسحاق نے شہداءِ خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۸۲ رفاعه بن نعمان الدارانی

طیب بن عبداللہ میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ بقولِ امام واقدی: یہی فاکہ بن نعمان ہیں۔

۲۶۸۳ رفاعه بن وَقش ✿

ابن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل الاشہلی۔ ابن اسحاق ✿ نے شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ثابت کے بھائی اور سلمہ بن سلامہ اور ان کے بھائی کے چچا ہیں۔ خالد بن ولید جو ابھی مشرف با اسلام نہیں ہوئے تھے ان کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ بعض اہل مغازی کا بیان ہے کہ یہ ٹیلوں پر عورتوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ حسل بن جابر مامور تھے۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا اتفاق ان کے بھائی ثابت کو ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۸۴ رفاعه بن وهب القرظی

رفاعہ بن سموال میں ذکر ہوا ہے۔

۲۶۸۵ رفاعه بن يَثرَبىّ

بقولِ بعض: یہ ابو رمثہ کا نام ہے۔ ایک قول ہے: ان کا نام یثربی بن عوف ہے، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۶۸۶ رفاعه الانصاری

عبایہ بن رافع بن خدیج کے دادا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں فوت ہوئے۔ عبایہ کے نسب نامہ میں سوائے ان کے والد کے کوئی ایسا نہیں جس کا نام رفاعہ ہو۔ صحابی نہیں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرصہ دراز زندہ رہے، ہوسکتا ہے یہ ان کے نانا وغیرہ ہوں۔ خاء میں خدیج کے تحت ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۸۷ رفاعه ✿ (بے نسبت)

ابن مندہ بطریق وازع بن نافع بواسطہ ابوسلمہ، رفاعہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں لوگوں میں گھوم پھر کر یہ اعلان کروں: ''کوئی بھی کھجور کے خول میں ہرگز نبیذ نہ بنائے''۔ ✿ اس کی سند ضعیف ہے۔

✿ اسد الغابہ (۱۶۹۸) استیعاب (۷۸۵) ✿ اسد الغابہ (۱۶۹۹) استیعاب (۷۸۶)

✿ السیرة النبویہ (۹۶/۳) ✿ اسد الغابہ (۱۷۰۳) ✿ جامع المسانید (۲۹۳/٤) اسد الغابہ (۱۹۸/۲)

باب راء کے بعد قاف

۲۶۸۸ رُقاد بن ربیعہ العُقیلی[1]

بقول ابن حبان:[2] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی[3] بطریق یعلی بن الاشدق بحوالہ رقاد بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے سو بکریوں میں سے ایک بکری (زکوٰۃ میں) وصول کی۔ (حدیث)

۲۶۸۹ رُقیبہ بن عُقیبہ[4]

یا عقیبہ بن رقیبہ۔ اسی طرح شک سے یہ نام منقول ہے۔ ان کی حدیث ابن مندہ اور خطیب نے "الجامع" میں بطریق مکی بن ابراہیم روایت کی ہے۔ البتہ خطیب فرماتے ہیں: حسن بن ہارون بن حسن سے مروی ہے جبکہ ابن مندہ کا قول ہے: مکی سے بحوالہ ہارون مروی ہے۔ واسطہ ذکر نہیں کیا۔ خطیب کی روایت میں رقیبہ بن عقیبہ یا عقیبہ بن رقیبہ سے مرفوع روایت ہے۔ اور ابن مندہ بواسطہ عبداللہ بن عمر، بحوالہ یزید بن حبیبہ روایت کرتے ہیں کہ رقیبہ آئے پھر مرفوع حدیث نقل کی "چاند نکلتے قیام کرنا سوموار یا جمعرات کے روز نکلنا"۔[5] (حدیث)

۲۶۹۰ رُقیم بن ثابت[6]

بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ انصاری۔ ابو ثابت انصاری، ابن مندہ نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے جبکہ ابن کلبی ثعلبہ کے بعد ابن اکال بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف انصاری اوسی کا اضافہ کرتے ہیں۔ ابو الاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر شہداءِ طائف میں کیا ہے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد کاف

۲۶۹۱ رکانہ بن عبد یزید[7]

بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف المطلبی۔ بلاذری لکھتے ہیں: عباس بن ہشام نے مجھے بحوالہ اپنے والد انہوں نے ابن خربوذ وغیرہ سے نقل کیا کہ رکانہ کسی سفر سے واپس آئے، نبی ﷺ کے متعلق انہیں بتایا گیا، مکہ کے کسی پہاڑ پر ان کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہنے لگے: بھتیجے! مجھے تمہارے بارے میں پتہ چلا ہے، سو اگر تم نے مجھے پچھاڑ لیا تو تم سچے، چنانچہ انہوں نے آپ سے مقابلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا۔ رکانہ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے۔ بقول بعض: بچھڑنے کے بعد اسلام لے آئے تھے۔ ابن حبان[8] لکھتے ہیں: ان کی کشتی والی روایت کی سند میں تردد ہے۔ ان کا اشارہ اس کی طرف ہے جو حدیث ابوداؤد اور ترمذی

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۰۵) تجرید (۱/۱۸۵) [2] الثقات (۳/۱۲۶) [3] المعجم الکبیر (۵/۴۶۳۱)
[4] اسد الغابہ (۱۷۰۶) تجرید (۱/۱۸۵) [5] جامع المسانید (۴/۲۹۵) [6] اسد الغابہ (۱۷۰۷) استیعاب (۸۰۳)
[7] اسد الغابہ (۱۷۰۸) استیعاب (۸۰۴) تجرید (۱/۱۸۶) [8] الثقات (۳/۱۳۰)

نے بروایت ابوالحسن عسقلانی بواسطہ ابوجعفر بن محمد بن رکانہ بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ رکانہ نے نبی ﷺ سے کشتی کا مقابلہ کیا تو نبی علیہ السلام نے انہیں پچھاڑ دیا۔[1] (حدیث) ترمذی فرماتے ہیں: غریب ہے اور اس کی سند پائیدار نہیں۔ زبیر کا قول ہے: رکانہ بن عبد یزید جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں اسلام سے پہلے کشتی لڑی وہ سب لوگوں میں مضبوط تھے۔ کہنے لگے: محمد (ﷺ)! اگر آپ نے مجھے پچھاڑ لیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ تو نبی ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا، تو وہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جادوگر ہیں۔ پھر بعد میں اسلام بھی لے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں پچاس وسق کھجور کھانے کے لیے دیں۔ ترمذی[2] میں بطریق زبیر بن سعید بواسطہ عبداللہ بن یزید بن رکانہ بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا مروی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، آپ نے فرمایا: تمہارا کتنی طلاقوں کا ارادہ تھا؟ عرض کی: ایک۔ (حدیث) اس حدیث میں ابوداؤد وغیرہ سے آگے اختلاف ہے۔ ان سے نافع عجیر اور پوتے علی بن یزید بن رکانہ روایت کرتے ہیں۔ بقول زبیر: خلافت معاویہ کے دور میں مدینہ میں فوت ہوئے۔ اور ابونعیم لکھتے ہیں: خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ بقول بعض: ۴۱ھ تک زندہ رہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے یزید کے حالات میں ہوگا۔

۲۶۹۲ رَکْب المصری[3]

بقول عباس دوری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔[4] ابوعمر کہتے ہیں: یہ کندی ہیں، ان کی ایک حسن حدیث ہے جس میں آداب کا ذکر ہے۔ یہ صحابہ میں مشہور شخصیت کے مالک نہیں۔ البتہ مؤرخین کا صحابہ میں ان کا ذکر کرنے پر اتفاق ہے نصیح العنسی ان سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کی سند ضعیف ہے ابن عبدالبر کے "حسن" سے مراد حسن الفاظ ہے۔ امام بخاری[5] نے اپنی تاریخ میں نیز بغوی، باوردی، ابن شاہین اور طبرانی[6] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ جبکہ ابن حبان لکھتے ہیں: بقول بعض: یہ صحابی ہیں، البتہ ان کی اسناد پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

باب راء کے بعد ھاء

۲۶۹۳ رُھم العَدوِیّ

از آل عمر بن خطاب، وثیمہ نے کتاب "الردۃ" میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن الخطاب کی شہادت کے بارے ان کا مرثیہ نقل کیا جس میں وہ کہتے ہیں:

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العمائم (٤٠٧٨) ترمذی کتاب اللباس باب العمائم علی القلانس (١٧٨٤)

[2] ترمذی کتاب الطلاق واللعان باب ما جاء فی الرجل یطلق امرأته البتة (١١٧٧)

[3] اسد الغابہ (١٧١٠) استیعاب (٨٠٥) تجرید (١٨٦/١) [4] استیعاب (٨٧/٢)

[5] التاریخ الکبیر (٣٣٨/٢) [6] المعجم الکبیر (٤٦١٥، ٤٦١٦)

"اے زید! زید بن نفیل آپ نے ہمارے لیے غم و پریشانی کے بدلہ غم وراثت میں چھوڑا ہے"۔

پھر وہ قصہ ذکر کیا جسے سیف نے "الفتوح" میں نقل کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: رہم العدوی جو آل خطاب سے ہیں، انہوں نے فرمایا: ابن فتحون کی "ذیل" کے بعض نسخوں میں رہم بن رہم بن عمر بن خطاب لکھا ہے۔ درست رہم ابن عم عمر بن خطاب ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۹۴ (ز) رُهَين

بقول بعض: زہیر۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف زا میں ذکر ہوگا۔

باب راء کے بعد واوٗ

۲۶۹۵ رَوْح بن سَیّار

یا سیار بن رَوح۔ بقول ابن ابی حاتم ✿ شامی ہیں۔ اور مجھے ان کے حالات کا پتہ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کنیتوں میں ابومنیب میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۶۹۶ (ز) رَوْح (بے نسبت)

ابن الحذاء کا بیان ہے کہ یہ اس یتیم کا نام ہے جس کے بارے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "پھر میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی"۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام ضُمَیرہ تھا۔

۲۶۹۷ رُومان

"شام میں رہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے"۔ یہ بات ابوالقاسم بغوی نے بحوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کی اور ان کی حدیث ذکر نہیں کی۔ میرے خیال میں یہ رومان بن بُجَہ بن زید بن عمیرہ الجذامی ہیں۔ ابن شاہین نے بطریق یحییٰ بن سعید اموی، بواسطہ ابن اسحاق حمید بن رومان بن بجہ بحوالہ ان کے والد ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید الجذامی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ پھر حدیث ✿ ذکر کی۔ اسی روایت کو اسمٰعیل بن عیاش نے بواسطہ حمید بن رومان روایت کیا تو کہا: زیاد بن سعد بن رفاعہ بن زید بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ بن زید وفد میں آئے پھر اس کا ذکر کیا۔

۲۶۹۸ رُومان الرومی ✿

بقول بعض: یہ سفینہ کا نام ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: کسی متاخر کا گمان ہے کہ یہ بلخ کے قیدی ہیں جبکہ عہد نبوی میں بلخ فتح نہیں ہوا تو وہاں کے قیدی کیسے آسکتے ہیں؟

✿ الجرح والتعدیل (۳/۴۹۷) ✿ المعجم الکبیر (۵/۴۵۶۲) مجمع الزوائد (۵/۳۱۰) جامع المسانید (۴/۳۰۰)

✿ اسد الغابہ (۱۷۱۳) استیعاب (۸۰۶)

۲۶۹۹ (ز) رُوَیشد (تصغیر ہے) الثقفی

بنی عدی بن نوفل بن عبد مناف کے داماد۔ عمرو بن شبّہ نے ''اخبارِ مدینہ'' میں لکھا ہے کہ بنی عدی کے دیگر لوگوں کی طرح مدینہ میں انہوں نے بھی حویلی بنائی۔ شراب نوشی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ان کا ایک قصہ بھی ہے۔ ❶ مؤطا میں بطریق سعید بن المسیب وغیرہ سے مروی ہے کہ طلیحہ ثقفیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھیں، جنہیں انہوں نے طلاق دے دی تو انہوں نے اپنی عدت میں ہی دوسرا نکاح کر لیا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آہستہ سے کوڑا مارا۔ ہم نے ابراہیم بن سعید کے نسخہ میں لیث کے کاتب کی ان سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رویشد کا گھر جلا دیا تھا۔ وہ شراب نوشوں کی دوکان بن گیا تھا، سعد بن ابراہیم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اب بھی وہ گھریوں جلتا دکھائی دے رہا ہے جیسے وہ دہکتا ہوا انگارہ ہو، ایسا ہی دولابی نے ''الکنیٰ'' میں بطریق عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ بواسطہ سعد بن ابراہیم انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رویشد ثقفی کا گھر جلا دیا جو انگارہ یا کوئلہ ہو گیا تھا، وہ شراب کی دوکان تھی جس میں ''دَارُوْ'' بکتا تھا۔ ابن ابی ذویب نے سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے اس روایت کا مفہوم نقل کیا ہے۔ میں نے انہیں صحابہ میں اس لیے ذکر کر دیا ہے کیونکہ جو عہد فاروقی میں اس عمر کا ہو گا وہ زمانہ نبوی میں یقیناً ممتاز ہو گا۔ قریش اور ثقیف میں سے جو بھی بچا وہ اسلام لا کر حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا ہے۔

۲۷۰۰ (ز) رویفع بن ثابت البَلَوِیّ

طبری نے وفدِ بلی میں ان کا ذکر کیا کہ یہ لوگ آپ کے پاس ۹ ھ میں آئے۔ یہ رویفع بن ثابت انصاری کے علاوہ ہیں۔ یہ ابن فتحون کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: کنیتوں میں حرفِ ضاد میں ابو الضبیب کے حالات میں ان کے قصہ میں بیان ہو گا۔

۲۷۰۱ رویفع بن ثابت ❷

بن السکن بن عدی بن حارثہ از بنی مالک بن النجار، مصر فروکش ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں طرابلس کا گورنر مقرر کیا۔ یہ ۴۶ ھ کی بات ہے، پھر انہوں نے افریقاء پر حملہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بشر بن عبیداللہ الحضرمی، حنش الصعانی اور ابو الخیر وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ ابن البرقی کا قول ہے کہ برقہ میں جہاں کے یہ گورنر تھے فوت ہوئے۔ اور ابن یونس لکھتے ہیں: ۵۶ ھ میں جبکہ یہ مسلمہ بن مخلد کی جانب سے وہاں کے امیر تھے، فوت ہوئے۔

۲۷۰۲ رویفع ❸ مولاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابو احمد العسکری نے موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مفضل غلابی بحوالہ مصعب زبیری ان کا ذکر کرتے ہیں، اور ابن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ ابن رویفع حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ان کے لئے حصہ مقرر کیا۔ ان کی نرینہ اولاد

❶ مؤطا مالک کتاب النکاح باب جامع ما لا یجوز من النکاح (۱۱۶۰)

❷ اسد الغابہ (۱۷۱۷) استیعاب (۷۹۰) ❸ اسد الغابہ (۱۷۱۸) استیعاب (۷۹۱)

نہیں۔ یہ بات ابن عساکر نے نقل کی ہے، اور فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہو۔ ابو عمر [1] لکھتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

باب راء کے بعد یاء

۲۷۰۳ رِئاب بن حُنَیف [2]

بن رئاب بن حارث بن امیہ بن زید انصاری۔ عدوی نے نسب اوس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے اور بئر معونہ کے روز شہادت پائی۔ ابو علی غسانی وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۷۰۴ رئاب بن عمرو

بن عوف بن کعب اللیثی۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کی اولاد میں سے کسی سے مروی ہے جسے نصر بن قدید لیثی نے مسلم بن حجاج بن مسلم سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا انہوں نے رئاب سے نقل کی ہے کہ وہ بیعت رضوان میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔

۲۷۰۵ رئاب بن مُہَشّم [3]

بن سُعَید (تصغیر ہے) ابن سہم قرشی سہمی۔ ابو علی الجیانی لکھتے ہیں: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جو دارقطنی نے نقل کی ہے جیسا کہ وائل بن رئاب کے حالات میں تذکرہ ہونا ہے اور معمر بن رئاب کا ذکر ہوگا۔

۲۷۰۶ (ز) ریاح بن حارث التمیمی

المجاشعی۔ ابن سعد نے بنی تمیم کے وفد میں اور ان کا اتباع کرتے ہوئے طبری نے ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل عطارد بن حاجب کے حالات میں بیان ہوگی۔

۲۷۰۷ ریاح بن ربیع

ابن ابی حاتم [4] اور دارقطنی نے یاء میں ان کا ذکر کیا ہے، اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نام باء سے رباح ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۰۸ (ز) ریبال الثقفی

مجھے ان کا ذکر ماسوائے حافظ صلاح الدین العلائی کی کتاب "الوشی المعلم" کے کہیں اور نہیں ملا۔ چنانچہ وہ بطریق ثوری،

---

[1] استیعاب (۸۳/۲) [2] اسد الغابہ (۱۷۲۰) [3] اسد الغابہ (۱۷۲۱) [4] الجرح والتعدیل (۵۱۱/۲)

عمران ثقفی سے بواسطہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھ کر فرمایا: ''اسے چھوڑ دو''۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ (حدیث) علائی فرماتے ہیں: عمران ثقفی وہی ابن مسلم بن ریاح ثقہ راوی ہیں، رہے ان کے والد تو مجھے ان کا حال معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: میں جانتا ہوں کہ انہیں یہ غلطی کہاں سے پیش آئی؟ میرے خیال میں انہوں نے سفیان ثوری کے حالات کی مراجعت کی اور ان کے شیوخ میں عمران نامی صرف یہی نظر آئے۔ لیکن طبرانی کا انداز اس کی تردید کرتا ہے، کیونکہ انہوں نے یہ حدیث یعلی بن مرّہ ثقفی کے سوانح میں نقل کی ہے، یوں عمران ان کے نزدیک یعلیٰ کے پوتے ہوئے۔ جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ولید بن مسلم نے اس روایت کو ثوری سے بحوالہ ابویعلی اور انہوں نے اپنے والد سے پھر اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

۲۷۰۹ (ز) رینبال بن عمرو

سیف نے ''الفتوح'' میں ان کا ذکر کیا اور اس میں ان کے مشہور مقالات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی کا بیان ہے کہ وہ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے امراء میں سے تھے، ہم بارہا یہ بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

قسم ثانی ازحرف راء ○ جنہیں دولت دیدار حاصل ہے

باب راء کے بعد الف

۲۷۱۰ (ز) رافع بن ابی رافع

مولا نبی ﷺ، باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔

باب راء کے بعد باء

۲۷۱۱ رَبیعہ بن شرحبیل[1]

ابن حسنہ، انہیں دیدار نصیب ہوا۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر[2] میں شریک تھے۔ بقول بعض: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے سپرد کوئی کام کر دیتے تھے۔ ان سے ان کا بیٹا جعفر اور مولا ایناق روایت کرتے ہیں۔

۲۷۱۲ ربیعہ بن شرحبیل

ابن حسنہ۔ محمد بن سلیمان جیزی نے مصر داخل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور فتح مصر کے شرکاء میں سے ہیں۔ لڑکپن میں نبی ﷺ کا دور پایا ہے، ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن شرحبیل نے بھی یہ مبارک دور دیکھا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱٦٤٦) [2] التاریخ الکبیر (۲۹۰/۱)

۲۷۱۳ ربیعہ بن عبداللہ [1]

بن الھُدَیر (تصغیر ہے) ابن عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تمیم بن مرّہ تیمی۔ نبی ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اکابر تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ تو ابوعمر کا قول تھا۔ بعض نے عبداللہ اور ہدیر کے درمیان ایک اور ربیعہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان [2] نے کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں، پھر ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ رونما ہوا ہے۔ دار قطنی فرماتے ہیں: بڑے تابعی ہیں جن کی سند تھوڑی ہے، عجلی کا قول ہے: ثقہ ہیں، اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ابوبکر بن ابی ملیکہ کا قول ہے، سب سے بہتر انسان تھے۔ ابن ابی عاصم لکھتے ہیں: ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

۲۷۱۴ (ز) ربیعہ بن نوفل

بن حارث بن عبدالمطلب دار قطنی نے ''الاخوۃ'' نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا کہ ان کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ان کے والد اور بھائی صحابہ ہیں۔ لہٰذا یہ بات بعید نہیں کہ انہیں دیدار نصیب ہوا ہو (لیکن یہ ضروری نہیں، مثلاً محمد بن ابی بکر کے والد اور بھائی صحابہ ہیں لیکن انہیں رؤیت نصیب نہیں ہوئی)۔

باب راء کے بعد واوٗ

۲۷۱۵ رَوح بن زِنبَاع [3]

بن روح بن سلامہ الجذامی ابوزرعہ۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں۔ البتہ اتنی گنجائش ہے کہ یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے ہوں، اس واسطے کہ ان کے والد کو شرف صحابیت اور رؤیت حاصل ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ امام مسلم کی کتاب الکنیٰ میں لکھا ہے: یہ صحابی ہیں۔ ابواحمد الحاکم لکھتے ہیں: بقول بعض یہ صحابی ہیں، لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: دورِ نبوی پایا ہے۔ محمد بن ایوب نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے (لیکن) ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابوعروبہ اور حسین القبانی لکھتے ہیں: بقول بعض یہ صحابی ہیں۔ ابوعمر [4] فرماتے ہیں: یہ قول ابونعیم اور ابن مندہ کا ہے۔ ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں ابن ابی خیثمہ کا قول ہے نبی ﷺ سے روایت کرنے والوں میں ''روح بن زنباع'' ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی ہے اور ابن سمیع نے اہل شام کے دوسرے درجہ کے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں فرماتے ہیں: وہ فلسطین کے امیر تھے۔

ابن مندہ نے بطریق بکر بن سوادہ، بواسطہ عبیدہ بن عبدالرحمٰن، بحوالہ روح بن زنباع ان کی حدیث نقل کی ہے: ''ایمان یمنی ہے اللہ تعالیٰ جذام میں برکت دے''۔ [5]

میں کہتا ہوں: روح کے عبدالملک بن مروان وغیرہ کے ساتھ بڑے اچھے قصے ہیں۔ عبدالملک بن مروان کہتے تھے: روح

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۵۰) استیعاب (۷۶۲) [2] الثقات (۱۲۹/۳) [3] اسد الغابہ (۱۷۱۱) استیعاب (۷۸۸)
[4] استیعاب (۸۱/۲) [5] تاریخ دمشق (۳۴۰/۸)

نے اہل شام کی طاعت کی عبادت، اہل عراق کی عمدہ رائے اور اہل حجاز کی دینی سمجھ کے جامع ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ روح فرمایا کرتے تھے: میں نے خیر کا جو دروازہ بھی تلاش کیا وہ مجھے میسر ہو گیا اور نہ میں نے برائی کا کوئی دروازہ ڈھونڈا اور نہ مجھے اس کی سہولت ملی۔ ضمرہ بن ربیعہ بواسطہ ولید بن ابی عون روایت کرتے ہیں کہ روح جب حمام سے نکلتے تو ایک غلام آزاد کر دیتے۔ ان کی عبادہ بن الصامت سے اور ایک تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثیں ہیں۔ دونوں ابن عساکر نے ان کے حالات میں نقل کی ہیں۔

ابوسلیمان بن زبر کا قول ہے: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

قسم ثالث از حرف راء ○ جنہوں نے دورِ نبوی پایا اور جنہیں آپ ﷺ سے سماع کرنا ممکن تھا لیکن پھر بھی ان سے منقول نہیں

باب راء کے بعد الف

۲۷۱۶ راشد بن عبدالرحمٰن الازدی

انہوں نے دورِ نبوی پایا اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۷۱۷ (ز) رافع الاشجعی

بقول بعض: ابوالجعد کا نام ہے، سالم کے والد ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۷۱۸ (ز) رافع الاشجعی

بقول بعض: ابوہند کا نام ہے، ایک قول ہے ان کا نام نعمان ہے کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۷۱۹ (ز) رافع (بے نسبت)

میں نے فاکہی کی کتاب مکہ میں بطریق ابوبکر بن عبداللہ، بواسطہ عثمان بن عبیداللہ بن رافع وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے قریش کے دو سفر کیے۔ فرماتے ہیں: مقام ابراہیم پر جو نشان ہے وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اہلیہ کا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس مقام پر آئی آپ اس وقت سواری پر تھے۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں ابورافع مشہور صحابی ہیں۔

۲۷۲۰ (ز) رافع بن سالم

بقول بعض: ابن سلیمان الفزاری، دورِ جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ ان سے محمد بن ابراہیم تیمی روایت

کرتے ہیں۔امام بخاری ✿ اور ابن ابی حاتم ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد باء

۲۷۲۱ رَبَاب بن رُمَیْله

باب کے آخر میں تذکرہ ہوگا۔

۲۷۲۲ رباح بن قصیر اللخمی ✿

علی کے والد۔قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔اصل میں صحیح وہ اس قسم سے ہیں۔

۲۷۲۳ (ز) ربعیؓ ✿

نسب کے لفظ میں نام ہے۔ابن خراش بن جحش بن عمرو بن عبداللہ العبسی ثم الکوفی جلیل القدر مشہور تابعی ہیں،جن کی کنیت ابومریم ہے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔شام میں آپ کا خطبہ سنا۔یہ بات خیثمہ نے ''فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم'' میں درج کی ہے جو بطریق حیدہ،علی وابن مسعود وغیرہ حضرات سے مروی ہے۔ان سے تابعین کی ایک جماعت روایت کرتی ہے جن میں شعبی،ابو مالک اشجعی،عبدالملک بن عمیر اور منصور وغیرہ حضرات سرفہرست ہیں۔عجلی لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔نیک انسان تھے،کبھی جھوٹ نہیں بولا۔لاکائی کا قول ہے: ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ابوموسیٰ لکھتے ہیں: بقول بعض: انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ابن کلبی کا بیان ہے،حضرت نبی محمد ﷺ نے ان کے والد کی طرف خط ✿ بھیجا تو انہوں نے چاک کر دیا،اس سے پتہ چلتا ہے کہ ربعی کو دور نبوی نصیب ہوا ہے۔۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔بقول بعض: ایک سال بعد اور ایک قول ہے اس کے چار سال بعد فوت ہوئے۔

۲۷۲۴ (ز) رِبعیؓ الحنظَلیؓ

شبیث کے والد۔سیف بحوالہ اپنے راویوں کے نقل کرتے ہیں کہ ربعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے،آپ نے انہیں مثنی بن حارثہ کی امداد کے لئے عراق بھیج دیا۔جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے شبیث کو سردار بنا دیا۔

۲۷۲۵ ربعی الذُهلی

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قادسیہ میں شریک ہوئے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے بنی سوس میں سے اپنی قوم کے بارے میں کہے تھے۔

✿ التاریخ الکبیر (۳۰/۴/۱) ✿ الجرح والتعدیل (۴۸۱/۳) ✿ اسد الغابہ (۱۶۱۳) استیعاب (۷۴۶)

✿ اسد الغابہ (۱۶۱۶) ✿ مختصر تاریخ دمشق (۲۷۰/۸)

الف لام کے ساتھ الربیع نامی حضرات

۲۷۲۶ (ز) الربیع بن بن ربیعہ

قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا۔

۲۷۲۷ (ز) الربیع بن اوس

بن اعور بن شیبان بن عمرو بن جابر بن عقیل بن مالک بن شمخ بن فزارہ فزاری، مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اوران کے اشعار نقل کیے ہیں:

''تمہارے والد بلاشک وشبہ مزینہ سے ہیں۔ بھلا دِن کی نشانیاں (جیسے سورج کا نکلنا مخفی اور پوشیدہ رہ سکتی ہیں)''۔

۲۷۲۸ الربیع بن ربیعہ

بن عوف بن قتال بن انف الناقہ بن قریع بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن سہم تمیمی ثم سَعدی ثم قریعی ''مخبل'' نام سے شہرت پانے والے شاعر ہیں، کنیت ابویزید تھی۔ ابن کلبی نے ان کا یہی نام نقل کیا ہے۔ ابن دأب لکھتے ہیں: ان کا نام کعب بن ربیعہ تھا جبکہ ابن حبیب کا قول ہے: ان کا نام ربیعہ بن مالک ہے۔ فرزدق کے شعر میں یہی مراد ہیں:

''زمانہ کی نابغہ شخصیات جب چل بسیں تو انہوں نے مجھے قصائد کا ہدیہ دیا جن میں ابویزید، ذوالقروح اور جرول شامل ہیں''۔

''الاغانی'' میں ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے: انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام میں لمبی عمر پائی ہے، میرے خیال میں ان کا انتقال خلافتِ فاروقی یا عثانی میں ہوا ہے۔ جب وہ بے حد عمر رسیدہ ہو چکے تھے، ان کا ذکر ان کے بیٹے ''شیبان'' حرف شین میں ہوگا۔ ابن حبیب کا قول ہے: مخبل نے زبرقان کے ہاں ان کی بہن خلیدہ کا ہاتھ مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اس کی شادی بنی جشم بن عوف کے ''ہزال'' نامی ایک شخص سے کر دی۔ جس کی مخبل نے ہجو کی۔ ابن حبیب وغیرہ مؤرخین نے ابوالفرج کی اپنی اسانید سے بیان کردہ قول میں لکھا ہے کہ زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ مخبل سعدی عبدۃ بن الطیب، عمرو بن الاہتم اور علقمہ بن عبدہ اسلام لانے سے پہلے اور آپ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے اکٹھے ہوئے۔ اونٹ ذبح کیے اور ایک اونٹ کے بدلہ میں شراب خریدی، پھر بیٹھ کر گوشت بھون کر کھانے لگے۔ پھر شعراء کا تذکرہ ہونے لگا کہ کون سب سے اچھا شاعر ہے؟ انہوں نے اتفاق کیا کہ جو سب سے پہلے ان کے روبرو ہوگا وہی ان کا فیصل ہوگا۔ چنانچہ ربیعہ بن حذار اسدی ادھر آ نکلا، انہوں نے اس سے پوچھا، وہ کہنے لگا: مجھے خدشہ ہے تم لوگ ناراض ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اسے اطمینان دلایا، تو وہ بولا: مخبل تمہارے اشعار تو آگ کے انگارے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے گراتا ہے، پھر باقی واقعہ ذکر کیا۔

۲۷۲۹ (ز) الربیع بن زیاد

بن سلامہ بن قیس قضاعی ثم تُوَیلی (واؤ اور لام کے درمیان یاء ہے)۔ مشہور شہسوار ہیں جو ''اعرج'' کے نام سے جانے

پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے اور ان کے دورِ جاہلیت کے اشعار بھی ہیں۔ خلافتِ عثمان تک زندہ رہے۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔

۲۷۳۰ الربیع بن ضبیع [1]

بن وہب بن بغیض بن مالک۔ بن سعد بن عدی بن فزارہ فزاری جاہلی دور کے ہیں۔ ابن ہشام نے ''التیجان'' میں لکھا ہے: ان کی اتنی عمر ہوگئی تھی کہ ہوش وحواس کھو بیٹھے تھے۔ اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ بقول بعض تین سو (۳۰۰) سال زندہ رہے، جن میں سے ساٹھ سال اسلام میں گزارے ہیں، پھر اس کے ساتھ اس کا قصہ ذکر کیا۔ وہی اس زبانِ زدعام شعر کے شاعر ہیں:

''جب سردیاں آئیں تو مجھے گرمی کا سامان بہم پہنچانا کیونکہ سردی بوڑھے آدمی کو ہلاک کر دیتی ہے''۔

مرزبانی نے اس کے بعد یہ شعر پڑھا ہے:

''جب ہر طرح کی ٹھنڈک رخصت ہو چکی ہوتی ہے تو پھر ہلکی پھلکی شلوار یا (تہبند کے طور باندھی) چادر کافی ہے''۔

۲۷۳۱ الربیع بن مُطَرّف

بن بلخ تمیمی۔ دورِ نبوی پایا ہے، سیف نے الفتوح میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں جو فتح دمشق، قادسیہ اور طبریہ کے موقعہ کے ہیں۔ فتح طبریہ میں ان کا یہ شعر ہے:

''ہم لوگ پھیلی ہوئی سرحد پر فروکش ہو رہے ہیں۔ ہم ان لوگوں جیسے نہیں جنہیں دہشت کی وجہ سے جنگیں ناپسند ہوں۔ ہم نے انہیں آبِ حیات سے روکا جب گھبراہٹ ان کے لشکر میں سامنے ہوتے ہی پھیل گئی''۔

بقول ابن عساکر: نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا دور پایا ہے۔

ربیعہ نامی حضرات

۲۷۳۲ ربیعہ بن ابی الضبیّ

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ انہوں نے جاہلیت میں بسطام کا دِن پایا ہے۔ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا، وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

''میں جب کسی قوم کے بھاؤ تاؤ کرتا ہوں تو میں اونٹوں والوں بنی ضبہ کے ذریعہ ان پر ظلم کرتا ہوں''۔

۲۷۳۳ (ز) رَبیعہ بن حُوْط

بن رئاب الاشتر بن حُجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو بن قعین بن ثعلبہ بن دُودان بن اسد بن خزیمہ اسدی ثم فقعسی ابوالمھرش۔ مرزبانی کا بیان ہے: مخضرمی شاعر ہیں، جنگ ذی قار میں موجود تھے پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ ذی قار کے روز ان کے یہ

---

[1] تجرید (۱/۱۷۷)

اشعار نقل کیے ہیں: ''ہر لمبے گھوڑے نے ایاد اور لخم کو بچا لیا جبکہ ٹٹوؤں والوں کو موت نے دبوچ لیا''۔

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا تو شاعر سے زیادہ ان کے بارے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ مذکورہ ربیعہ بن ثعلبہ بن رئاب کے چچا جن کی کنیت ابوثور تھی، انہوں نے ہی صخر بن عمرو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ لیکن ان کے اسلام کا دور پانے کے بارے میں کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔ خنساء کے چچا زاد حبیب بن مظہر بن رئاب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۳۴ (ز) ربیعہ بن زرارہ العتکی

ابوالحلال دورِ جاہلیت دیکھا ہے، پھر بصرہ فروکش ہوئے۔ ابن الجارود نے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے گھرانے کے لوگوں کو پتھروں (کے بنے بتوں) کو پوجتے دیکھا ہے۔ بقول بعض: جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر حجاج کے دور میں ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزھد عبیداللہ بن ثور بن عون سے بحوالہ ابن ابی الحلال جن کا نام ربیعہ بن زرارہ تھا روایت کی ہے کہ میری والدہ نے مجھے بحوالہ اپنی پھوپھی عیناء بنت ابی الحلال بتایا ہے کہ ابوالحلال کی ایک چٹائی تھی جس پر وہ سجدہ کرتے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکتے تھے، وہ یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ! مجھ سے قرآن سلب نہ کرنا''۔ [1] عیناء فرماتی تھیں، ان کی وفات ایک سو بیس (۱۲۰) سال میں ہوئی۔

۲۷۳۵ (ز) ربیعہ بن سلمہ

بقول بعض ابن عبداللہ بن حارث بن سوم بن عدی بن اشرس بن شبیب بن السکون، سکونی شاعر ہیں جو ''ابن غزالہ'' سے اپنا شہرہ رکھتے ہیں۔ ابن کلبی کا بیان ہے: جاہلی شاعر ہیں اور ان کے والد کا نام سَلَمہ بتایا ہے۔ ''الاشتقاق'' میں ابن درید لکھتے ہیں: اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے، ان کے والد کا نام انہوں نے عبداللہ بتایا ہے۔

۲۷۳۶ ربیعہ بن الکُنُوْد

مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے نسخہ میں مَیں نے دیکھا ہے ابن الکنو دلکھا ہے، پھر ان کے اشعار نقل کیے۔

۲۷۳۷ ربیعہ بن مالك

بقول بعض: مخبل سعدی کا نام ہے۔

۲۷۳۸ رَبیعہ بن مَقرُوْم

بن قیس بن جابر بن خالد بن عمرو بن غیظ بن السید بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الضّبی۔ مرزبانی کا قول ہے وہ دورِ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں مضر کے شاعر رہے ہیں۔ پھر اسلام لے آئے تو ان کا اسلام خوب نکھرا۔ قادسیہ وغیرہ فتوحات میں شریک

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۸۵/۱)

ہوئے۔ سو سال تک زندہ رہے۔ یہی ان اشعار کے قائل ہیں:

''میری زندگی میں سو سو سال گزر چکے ہیں جنہیں میں سال سال کر کے گن رہا ہوں، ان کی آزمائش میں مَیں مبتلا ہوں''۔

ابوعبید نے شرح الامالی میں یہی الفاظ ذکر کیے ہیں۔ ابوالفرج اصبہانی لکھتے ہیں: جاہلیت میں کسریٰ کے پاس گئے تھے۔ پھر اتنا زندہ رہے کہ اسلام کا دور پایا اور اسلام لے آئے۔ کافی عرصہ زندہ رہے، دعبل نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، کسریٰ نے انہیں مشقر میں قید کیا تھا۔ پھر قادسیہ کا زمانہ پایا، جس میں ان کے اشعار ذکر کیے۔

۲۷۳۹ (ز) ربیعہ بن النمر بن تولب

ابن قتیبہ نے ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگی۔

باب راء کے بعد حاء

۲۷۴۰ رُحَیل [1]

الجعفی۔ ابوعمر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے، چنانچہ دارقطنی بطریق زہیر بن معاویہ جعفی بواسطہ اسعر بن رحیل روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد اور سوید بن غفلہ مدینہ پہنچے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ تو سوید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اور رحیل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ ابونُعیم بطریق حارث بن مسلم جعفی زہیر بن معاویہ کے چچا زاد سے روایت کرتے ہیں کہ رحیل اور سوید اس وقت مدینہ آئے جب آپ ﷺ کی قبر پر مٹی ڈالی جا چکی تھی۔

باب راء کے بعد شین

۲۷۴۱ (ز) رشید بن رمیض العنزی

مشہور شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، یہی محرز بن مکعبر الضبی کے متعلق لکھتے ہیں:

''اے ابن مکعبر تیری آنکھیں ایسی نیلی ہیں جیسے ہر ضبی کی آنکھیں کمینہ پن کی وجہ سے نیلی ہوتی ہیں''۔

جنگ شیطین کے موقع پر ان کے اشعار بھی ہیں، اس روز بکر بن وائل نے بنی تمیم پر عہد رسول میں حملہ کیا تھا۔

باب راء کے بعد فاء

۲۷۴۲ رُفیع بن مہران [3]

ابوالعالیہ الریاحی۔ مشہور تابعی ہیں۔ انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ بقول بعض: یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۷۱) [2] استیعاب (۶۹/۲) [3] اسد الغابہ (۷۰۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔ ابواحمد الحاکم نے بطریق ابوخلدہ روایت کی ہے کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا: کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ میں آپ کی وفات کے دو یا تین سال بعد آیا۔ قتادہ ان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دس سالوں میں قرآن پڑھا۔ ابن المدینی بطریق حفصہ بنت سیرین بحوالہ ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں۔ [1] میں نے عہد فاروقی میں تین بار قرآن پڑھا۔ ابن ابی حاتم بطریق عاصم روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا: بڑے لوگوں میں سے آپ نے کسے دیکھا؟ فرمایا: ابوایوب، البتہ میں نے ان سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اس میں اور پہلے والے میں فرق ظاہر ہے۔ دوسرے کی سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

عجلی کہتے ہیں: یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ الآجُری کا قول ہے کہ ابوداؤد سے مروی ہے: ابوالعالیہ کا علم (ان کے ساتھ) چلا گیا، ان سے روایت کرنے والے کوئی نہ تھے۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والے لوگوں میں خالد الحذاء، داؤد بن ابی ہند، محمد اور حفصہ جو سیرین کی اولاد ہیں۔ ربیع بن انس، بکر بن عبداللہ المزنی، ثابت البنانی، قتادہ، منصور بن زادان اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ شاید ابوداؤد کی مراد یہ ہے کہ ان سے قصہ اور جو تفسیر کی روایت کرنے والے ہیں وہ نہیں۔

عجلی اور ابن حبان وغیرہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ رہی وہ بات جو امام شافعی سے مروی ہے کہ ریاحی کی حدیث ہوا (کی طرح بے وقعت) ہے تو اس سے مراد ان کی وہ خاص حدیث ہے جو حدیث قہقہہ کہلاتی ہے۔ اسی طرح ابن عدی نے اس سے خبردار کیا ہے، پھر لکھا کہ ان کی بقیہ احادیث ٹھیک ہیں۔ مؤرخین کا کہنا ہے: نوے (۹۰ھ) میں بقول بعض اس کے تین سال بعد فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: ایک سو چھ (۱۰۶ھ) میں فوت ہوئے۔ پہلا قول مضبوط ہے۔

باب راء کے بعد واؤ

۲۷۴۳ رَوح بن حبیب التغلبیّ

ابن عساکر [2] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے۔ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبۂ جابیہ میں شریک ہوئے، پھر بطریق حکم بن خطاب بواسطہ زہری، ابوواقد سے بحوالہ روح بن حبیب روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک کوا لایا گیا۔ آپ نے جب اس کے دونوں پروں کو دیکھا تو فرمایا: ”جو پرندہ وغیرہ شکار کیا جاتا ہے تو تسبیح کے کم کرنے کی وجہ سے اور جو کسی ناپسندیدہ کام میں شامل ہو تو کسی گناہ کی وجہ سے جبکہ اللہ تعالیٰ تو اس سے زیادہ معاف کر دیتا ہے“۔ پھر اس کوے کو چھوڑ دیا۔

باب راء کے بعد یا

۲۷۴۴ (ز) رِئاب

بعض نے یہ نام زبّاب بتایا ہے۔ ابن رمیلہ، اشہب بن رمیلہ کے بھائی، انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۸/۲) [2] مختصر تاریخ دمشق (۳۴۰/۵)

دور میں (جب آپ کی شہادت کا سانحہ عظیمہ پیش آیا، اس کے بعد) ان کے بھائی (اشہب) کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے (وہاں یہ نام رباب ہے)۔

۲۷۴۵ (ز) رِئاب

ابن حارث نخعی، دورِ نبوی پایا ہے اور عہدِ فاروقی میں فتوحات میں شریک رہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بطریق صدقہ بن المثنی بحوالہ اپنے دادا ریاح بن حارث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو حج کیے تھے۔ اور بطریق سماک، جریر بن ریاح سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ انہیں مدائن میں ایک قبر ملی جس پر زربافت کپڑا اور مال پڑا ہوا تھا۔ حضرت عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفصیل لکھی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے نہ اتاریں۔ امام بخاری رحمہ اللہ [1] نے دونوں میں فرق کیا ہے، جبکہ ابن ابی حاتم نے دونوں یکجا کیے ہیں، یہی زیادہ درست ہے۔

القسم الرابع ازحرفِ راء

باب راء کے بعد الف

۲۷۴۶ رافع بن بدیل [2]

بن ورقاء خزاعی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بئر معونہ کے روز شہید ہوئے اور بطریق ابن اسحاق [3] ان کی شہادت کا واقعہ لکھا ہے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دوسرے نام کو غلط لکھ دیا ہے۔ یہ نام رافع کی بجائے نافع ہے۔ جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اہل تاریخ اور مغازی کا اس پر اتفاق ہے۔

۲۷۴۷ (ز) رافع بن بشر السلمی [4]

کسی راوی نے اسے الٹ دیا۔ یہ نام یوں تھا: "بشر بن رافع"۔ حشر کے بارے ان کی ایک حدیث ہے جیسا کہ ابوعمر [5] نے کہا ہے۔ ابن شاہین کا بیان ہے کہ علی بن ثابت نے یہ نام الٹ دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہی کے طریق سے بقی بن مخلد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح نام پہلے گزر چکا ہے۔

۲۷۴۸ رافع بن ثابت [6]

مصر فروکش ہوئے۔ ابن مندہ نے ان میں اور رویفع بن ثابت میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک ہیں۔ یہ ابُونُعیم کا قول ہے۔

[1] التاریخ الکبیر (۳۳۳/۱) [2] اسد الغابہ (۱۵۷۱) [3] السیرۃ النبویہ (۱۴۶/۳، ۱۴۷)
[4] اسد الغابہ (۱۵۷۳) استیعاب (۷۲۶) تجرید (۱۷۲/۱) [5] استیعاب (۵۹/۲) [6] اسد الغابہ (۱۵۷۵)

۲۷۴۹ رافع بن معبد انصاری [1]

ابوالحسن، حمص فروکش ہونے والے۔ ان سے محمد بن زیاد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے اور سابقہ لوگوں سے پہلے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابوعلی الجیانی کی طرف اس کی نسبت کی۔ ان کے والد کا نام انہوں نے غلط لکھ دیا ہے۔ اسے انہوں نے حرف میم میں ذکر کیا حالانکہ وہ ''سعد'' ہے۔ میں نے قسم اوّل میں صحیح نام ذکر کر دیا ہے جس کی نسبت ابن شاہین کی طرف ہے۔

الف لام سے الربیع نامی حضرات

۲۷۵۰ الربیع بن زیاد

بن عبداللہ بن سفیان بن ناشب بن ہدم بن عوذ بن غالب بن قُطَیعہ بن عبس العبسی۔ جاہلیت کی مشہور شخصیت۔ نعمان بن منذر کے ندیم تھے۔ بقول بعض: وہ ایک کامل انسان تھے۔ میری نظر سے نہیں گزرا کہ سوائے رشاطی کے کسی نے لکھا ہو کہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ چنانچہ وہ اشعری کے حالات میں ربیع بن زیاد حارثی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ رشاطی نے کہا: یہ ربیع بن زیاد عبسی ہیں، جبکہ قصہ حارثی کے حوالہ سے مشہور ہے۔ یوں رشاطی کو کھلا وہم ہوگیا۔

۲۷۵۱ (ز) الربیع بن عمرو

بن ابی زہیر خزرجی انصاری۔ سعد بن ربیع کے والد۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور مکی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ جب ربیع کی اُحد میں شہادت ہوئی تو ان کے دو بیٹے یتیم رہ گئے۔ جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے''۔ [3]

مشہور یہ ہے کہ ان بچوں کا مال سمیٹنے والا انہی کا چچا تھا، یہی درست ہے۔ ابن مندہ بطریق عنبسہ بن عبدالرحمٰن، محمد بن زادان سے بواسطہ ام سعد بنت الربیع وہ اپنے والد کے حوالہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ عورتوں کی فرمانبرداری ندامت وشرمندگی کا باعث ہے۔ درست سند ام سعد بنت سعد بن ربیع ہے۔

۲۷۵۲ الربیع بن کعب انصاری

یہ وہم ہے اسی طرح ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ درست ربیعہ بن کعب ہے جو اسلمی ہیں، انصار کے حلیف ہیں۔ پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۷۵۳ (ز) الربیع بن محمود الماردینی

صوفیاء کے مشائخ میں سے تھے جنہوں نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ذہبی نے میزان میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۰۰) [2] اسد الغابہ (۱۵۸/۲) [3] سورۃ النساء (آیت ۱۱)

بقول بعض: یہ شخص بڑا فریبی دجال تھا جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا تھا، اور کہا کہ اس کی عمر پانچ سو ننانوے (۵۹۹) سال ہے۔ اس نے ابن عساکر سے ۶۰ ھ کی دہائی میں سماع کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کے صحابی ہونے کے بارے میں معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا اس وقت وہ مدینہ میں تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوا''۔ جب بیدار ہوا تو یہ کہنے لگا کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے۔ یہی اس کی مراد تھی جو اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ میں نے علامہ تقی الدین بن دقیق العید کے قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ کمال بن العدیم نے انہیں یہ بات لکھ کر بھیجی کہ ان کے چچا محمد بن ہبۃ اللہ بن ابی جرادہ نے انہیں بتایا کہ میں مسجد نبوی میں تھا، آپ کے (روضہ کے) پاس آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا، وہیں آنکھ لگ گئی۔ میں نے دیکھا آپ مجھ سے فرما رہے ہیں: ''تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے''۔ [1] پھر میں بیدار ہو گیا تو بھی آپ ﷺ مجھ سے یوں ہی فرما رہے تھے (یعنی مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں، الفاظ ذہن میں گردش کر رہے تھے)۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں اسی قسم کی باتیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: میں نے محمد بن حافظ زکی الدین المنذری کے قلم سے لکھا دیکھا کہ میں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن ابی جرادہ کو فرماتے سنا: میں نے اپنے دادا کو فرماتے سنا: میں نے ۶۰۱ ھ میں حج کیا۔ شیخ رتن سے ملاقات ہوگئی، حلب تک ساتھ رہنے کی درخواست کی تو وہ مجھ سے کہنے لگے: میرا تو بیت المقدس مرنے کا ارادہ ہے۔ فرماتے ہیں: تو میں بیت المقدس تک ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ بیمار پڑ گئے اور بیماری میں شدت آتی گئی۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ وہ بیت المقدس میں فوت ہو چکے ہیں۔ یہ ۶۰۲ ھ کا واقعہ ہے اور یہ بات مجھے فوائد ابی بکر بن محمد العربی میں ملی ہے۔

۲۷۵۴ ربیعہ بن امیّہ [2]

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی، صفوان کے بھائی۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ حجۃ الوداع میں شریک تھے جس کے متعلق ان کی ایک مسند حدیث ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا جنہوں نے ان کے بارے میں نے غور نہیں کیا۔ ان میں بغوی اور ان کے احباب ابن شاہین، ابن السکن، باوردی اور طبرانی [3] ہیں۔ جبکہ ابن مندہ اور ابونعیم بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

ابن شاہین کی کتاب میں بحوالہ ربیعہ بن امیہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان کی سواری کے نیچے کھڑا رہوں اس وقت آپ عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کی آواز بڑی بلند تھی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ربیعہ! لوگوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرما رہے ہیں: ''تمہیں معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟'' (حدیث) ان کے علاوہ لوگوں نے اسے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے امیہ کو حکم دیا، یہی درست ہے۔ یحییٰ بن ہانی والی روایت جو ابن شاہین نے نقل کی ہے وہم پر مبنی ہے۔ یحییٰ بن عباد نے امیہ کا دور نہیں پایا ہے، یہ روایت مغازی ابن اسحاق میں درست لکھی ہے۔

ابن خزیمہ اور حاکم نے دوسری سند سے ابن اسحاق سے بواسطہ ابن ابی نجیح عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ نبی ﷺ

---

[1] لسان المیزان (۱۸۲۹/۲) [2] اسد الغابہ (۱۶۳۳) تجرید (۱۷۸/۱) [3] المعجم الکبیر (۴۶۰۳/۵)

نے ربیعہ کو حکم دیا، پھر اسے ذکر کیا۔ اگر ان کے بارے میں صرف یہی روایت ہوتی تو ان کا شمار صحابہ میں ہونا درست تھا۔ لیکن ان کے بارے میں آتا ہے کہ دورِ فاروقی میں مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق حماد، محمد بن عمرو سے بحوالہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فن تعبیر خواب کے ماہر تھے۔ ربیعہ بن امیہ ان کے پاس آ کر کہنے لگا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں سرسبز و شاداب زمین پر ہوں، وہاں سے نکل کر قحط زدہ بنجر زمین میں چلا گیا ہوں اور آپ کو لوہے کے ایک خول میں تخت کے پاس حشر کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تم ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کر لو گے، جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرا دین حشر کے دن تک میرے لیے مضبوط کر دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے: ربیعہ نے دورِ فاروقی میں شراب پینا شروع کر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے شام بھاگ گیا، وہاں سے قیصر کی طرف بھاگ نکلا جہاں اس نے نصرانیت اختیار کر لی اور اسی کے پاس مرا۔ ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں یہ قصہ مختصر ذکر کیا ہے اور تعبیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بتائی تھی۔ عبدالرزاق عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک رات وہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے، ایک گھر میں چراغ جلتا دکھائی دیا، تو یہ اس کی خبر لینے ادھر گئے۔ دیکھا گھر میں کچھ لوگ دروازہ بند کیے اونچی آواز میں خوش گپیوں میں مصروف ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن سے فرمایا: جانتے ہو یہ کس کا گھر ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ربیعہ بن امیہ کا گھر ہے، اس وقت یہ لوگ شراب پی رہے ہیں، تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اس چیز کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے: ''اور تجسس و ٹوہ نہ لگایا کرو''۔ [1] فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔

اسی سند سے زہری تک بحوالہ سعید بن المسیب مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب نوشی کی وجہ سے خیبر میں نظر بند کر دیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانیت قبول کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اب میں کبھی کسی کو نظر بند نہیں کروں گا۔ نسائی نے یہ روایت بطریق معتمر بن سلیمان عبدالرزاق سے نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا ایک اور قصہ بھی ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ابن شہاب سے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے کہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور ان سے کہنے لگیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک موحدہ عورت سے متعہ کیا ہے، جس سے وہ ماں بن گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبراہٹ سے اپنی چادر گھسیٹتے اٹھے اور فرمایا: یہ تو متعہ ہے اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اسے سنگسار کر دیتا۔

۲۷۵۵ ربیعہ بن حارث

بن مالک ابوفراس اسلمی، از اہل صفہ، ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کر بیٹھے ہیں۔ وہ حارث نہیں بلکہ کعب ہے، صحیح پہلے گزر چکا ہے۔

۲۷۵۶ ربیعہ بن حصین [2]

وہ جریر کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کر آئے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے یہ نام

[1] سورۃ الحجرات (۱۲) [2] اسد الغابہ (۱۶۳۶)

الف گیا ہے، درست حصین بن ربیعہ ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۵۷ ربیعہ بن مالك ساعدی

بعض نے ایسا ہی سمجھا ہے کہ یہ ابو اسید کا نام ہے جسے الٹ دیا۔ درست مالک بن ربیعہ ہے ابو موسیٰ نے اس سے خبردار کیا ہے۔

۲۷۵۸ ربیعہ بن لقیط

مشہور تابعی جو مرسل حدیث نقل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ابو علی العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق لیث، یزید بن ابی حبیب بحوالہ ربیعہ بن لقیط روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کے پاس رومی قاصد آیا تو اس نے آپ سے گھوڑا مانگا، آپ نے اسے عطا کر دیا۔ کسی صحابی نے اس بارے میں عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے کوئی مسلمان چھین لے گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
ابو موسیٰ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ یہ عبداللہ بن حوالہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: امام بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابوحاتم، عجلی اور ابن یونس وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۲۷۵۹ ربیعہ خادم النبی ﷺ

ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر نے اپنے مقام پر ان کا درست تذکرہ کیا ہے کہ ربیعہ بن کعب خادم النبی ﷺ ہیں جن کا ذکر ہوا ہے۔

۲۷۶۰ ربیعة الکلابی

ابو موسیٰ نے بطریق ابو مسلم کجی، سلیمان بن داؤد، سعید بن خثیم، ربیعہ بنت عیاض، بواسطہ عیاض بحوالہ ربیعہ کلابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ ﷺ نے پوری طرح وضو کیا''۔ (حدیث) اسی روایت کو یحییٰ حمانی وغیرہ نے سعید سے نقل کیا تو یوں نقل کیا ربیعہ سے بواسطہ عبیدہ بن عمرو کلابی مروی ہے یہی درست ہے، عنقریب تذکرہ ہونا ہے۔

باب راء کے بعد تاء

۲۷۶۱ (ز) رتن بن عبدالله الهندی

ثم البترندی۔ بقول بعض: المرندی۔ رطن تاء کے بجائے طاء سے بھی ہے، بن ساھوک بن جکندریو۔ میں نے قابل اعتماد لوگوں کے قلم سے ایسا ہی لکھا پایا ہے۔ بعض نے واؤ کے بجائے قاف نقل کیا ہے۔ بقول بعض: رتن بن نصر بن کربال، ایک قول ہے: رتن بن میدن بن مندی۔ ایک بوڑھا شخص جس کے گمان میں اس کا حال عرصہ دراز تک مخفی رہا اور چھٹی صدی کے آخر میں ظاہر ہوا پھر

---

۱ اسد الغابہ (۱۶٦٤) ۲ اسد الغابہ (۱٦٦٢) ۳ جامع المسانید (٢٦٢/٤) ۴ التاریخ الکبیر (٢٨٣/١)
۵ الجرح والتعدیل (٤٧٥/٣) ٦ اسد الغابہ (١٦٦١) ۷ جامع المسانید (٢٦٦/٤)

اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس سے اس کے دونوں بیٹوں محمود اور عبداللہ، موسیٰ بن مجلی ابن بندار دنیسیری، حسن بن محمد الحسینی خراسانی کمال شیرازی، اسمٰعیل بارقی، ابوالفضل عثمان بن ابی بکر بن سعید الاربلی، داؤد بن اسعد بن حامد القفال المخزوری والشریف علی بن محمد خراسانی ہروی، المعتمر ابوبکر المقدسی ہمام سُہر کندی، ابومروان عبدالملک بن بشر المغربی نے روایت کی ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا۔ وہ لکھتے ہیں: میں عمر رسیدہ شخص سے ملا پھر اس کے وہی حالات بیان کیے جو دوسرے لوگوں نے رتن کے بارے میں بیان کیے ہیں۔ متقدمین میں سے مجھے کسی کی اس بارے کوئی تحریر نہیں ملی جنہوں نے صحابہ کے متعلق کتب لکھی ہیں۔ اور نہ دوسرے لوگوں کے ہاں ہی اس کا ذکر ملا ہے۔ لیکن ذہبی نے اپنی ''تجرید'' میں اس کا ذکر کیا ہے کہ رتن الہندی ایک بزرگ تھا جو چھٹی صدی کے بعد مشرق میں ظاہر ہوا، جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا اور جاہلوں نے اس سے سماع کیا، اس کا کوئی وجود نہیں۔ بلکہ جھوٹوں نے اس کا نام گڑھ لیا ہے، میں نے بطور تعجب اس کا ذکر کیا ہے جیسے ابوموسیٰ نے سرباتک ہندی کا ذکر کیا ہے، بلکہ یہ ابلیس ملعون بھی ہے جس نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے سنا وہ اس سے زیادہ صحابی بلکہ مطلقا افضل صحابی بن سکتا ہے۔ پھر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا، جیسا کہ ان کے حالات میں ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

انہوں نے ''میزان'' میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ''رتن ہندی'' تمہیں کیا معلوم رتن کیا ہے؟ بلا شک وشبہ ایک دجّال بزرگ ہے جو چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ صحابہ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جرأت ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ چھ سو بتیس (۶۳۲ھ) میں فوت ہوا۔ اس کے باوجود وہ بڑا جھوٹا ہے۔ ناقدین نے اس کے بہت سے جھوٹ پکڑے ہیں، جو ایسے جھوٹ ہیں جن کا ہونا ہی محال ہے۔

میں کہتا ہوں: اربلی کا گمان ہے کہ اس نے اس سے چھ سو چپن کے بعد سماع کیا ہے۔ پھر مسلسل اس جزء کی تلاش میں رہا بالآخر وہ مجھے اس کے مؤلف کے قلم سے تحریر کردہ نسخہ مل گیا جسے میں نے یہاں اسی کے قلم سے اسی کے الفاظ میں تحریر کیا ہے اس کی ابتداء اس طرح ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سبحانك هذا بهتان عظيم. شیخ الشیوخ کا قول ہے اور میں نے اسی کے قلم سے نقل کیا ہے، مؤلف کا نام محمد ابوالقاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالکریم الحسینی الاکشغری ہے کہ مجھ سے شیخ رہنما، اسرار ربانیہ کے اترنے کی جگہ انوارِ سبحانیہ کا سرچشمہ ہمام الدین سہرکندی نے بواسطہ ایک عمر رسیدہ بزرگ جو سید البشر کے صحابہ میں سے باقیماندہ ہیں خواجہ رتن بن ساہوک بن جنگنڈریق بترندی نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ پت جھڑ کے موسم میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ہوا چلنے سے درخت کے پتے جھڑنے لگے اور اس پر ایک پتہ بھی نہ رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن جب جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں''۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس نے مالداری کی وجہ سے اس کی عزت کی اور فقیر کی فقر و فاقہ کی وجہ سے اہانت کی تو وہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت میں رہے گا، ہاں اگر وہ توبہ کر لے''۔ [1] اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جو آلِ محمد سے بغض رکھ کر مرا وہ کافر مرا''۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس نے ہر رات اپنی آبرووں پر کنگھی کی اور مجھ پر درود بھیجا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی''۔

[1] تذكرة الموضوعات للفتنى (۱۰۳)

میں کہتا ہوں: اس نے آٹھ اور احادیث بھی بیان کی ہیں۔ پھر ذہبی بحوالہ کاشغری لکھتے ہیں: مجھ سے سردار رہنما تاج الدین محمد بن احمد بن محمد خراسانی نے مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ذوالحجہ سات سو سات (۷۰۷ھ) میں بیان کیا۔ امابعد! یہ چالیس مختلف رتنی احادیث ہیں جو میں نے شیخ المسلک ابوالفتح موسیٰ بن مجلی صوفی سے چھ سو تہتر (۶۷۳ھ) میں سمنان کی سابقہ خانقاہ میں ان کے سامنے پڑھیں، بحوالہ صحابیٔ رسول ﷺ ابوالرضا رتن بن نصر کی روایت کردہ ان احادیث کو منتخب کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اعمال باطن کا ذرہ اعمال ظاہر سے بہتر جسے مضبوط پہاڑ''۔ [1] اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''فقیر اپنے فقر کے بارے میں تم سے زیادہ غیرت مند ہوتا ہے جتنی غیرت تمہیں اپنی اہلیہ کے بارے میں ہوتی ہے''۔ [2] پھر اور احادیث ذکر کیں۔ اس کے بعد کہا کہ رتن نے فرمایا: میں اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں تھی۔ وہاں ایک گویا بھی تھا جس سے ہمارے دل خوش ہوئے اور ہم لوگ ناچنے لگے۔ اگلے روز ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ رات کے بارے میں پوچھا آپ نے ہمیں دعا دی اور ہمارے اس کام پر نکیر نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: ''کھردرا کپڑا پہنو، ننگے پیر چلو، اللہ تعالیٰ کو روبرو دیکھو گے''۔

ذہبی فرماتے ہیں: مجھے اس کا ایک اور نسخہ بھی معلوم ہے جسے عبیداللہ بن محمد بن عبدالعزیز سمرقندی روایت کرتا ہے کہ مجھ سے امام صفوۃ الاولیاء جلال الدین موسیٰ مجلی بن بندار دنیسیری نے بیان کیا کہ ہمیں شیخ کبیر بے نظیر و بے مثال رتن بن نصر بن کربال الہندی نے بحوالہ نبی ﷺ بتایا کہ آپ نے فرمایا: ''خبردار! بازاری افراد اور عورتوں کو رفیق سفر بنانے سے بچنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے''۔ اور آپ نے فرمایا: ''اگر کسی یہودی کو ابوجہل سے کوئی کام پڑے جو وہ مجھ سے کروانا چاہ رہا ہو تو میں ابوجہل کے دروازے پر سو بار بھی جانے کے لیے تیار ہوں''۔ [3] اور فرمایا: ''عالم کا قلم چھیلنا اللہ تعالیٰ کو مجاہد کا اللہ کی راہ میں کسی کا پیٹ چاک کرنے سے زیادہ پسند ہے''۔ اور فرمایا: ''عالم یا طالب علم کی دوات کا اس کے کپڑے پر لگا نقطہ مجھے شہید کے سو کپڑوں کے داغ سے زیادہ محبوب ہے''۔ اور فرمایا: ''جس نے کسی بھوکے کو باوجود اسے سیر کرنے کی قدرت کے واپس کر دیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا اگرچہ وہ نبی مرسل ہو''۔ اور فرمایا: ''جو شخص میرے بیٹے حسین کی شہادت کے دن رویا تو وہ قیامت کے روز بڑے مرتبہ والے انبیاء کے ساتھ ہوگا''۔ [4] اور آپ نے فرمایا: ''جس نے نماز چھوڑنے کو ایک لقمہ کے ذریعہ بھی تقویت دی تو اس نے تمام انبیاء کو قتل کرنے میں قاتل کی امداد کی''۔ پھر تقریباً تین سو احادیث ذکر کیں۔ نسخہ کے آخر میں ایک طبقہ ہے جو اس صورت میں ہے، یہ تمام احادیث میرے سامنے شیخ ابوالقاسم محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحیم الحسینی الکاشغری نے پڑھیں جو میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن ابی المحاسن، یعقوب بن ابراہیم الطیبی الاسدی سے سنیں، انہوں نے امام حافظ جلال الدین موسیٰ بن مجلی دنیسیری سے خوارزم میں چھ سو پینسٹھ (۶۶۵ھ) میں سنی تھیں اور موسیٰ نے رتن سے سنی تھیں۔ اور محمد بن ابی بکر بن اسمٰعیل بن علی انصاری نے ربیع الاوّل کے مہینہ ۶۱۰ھ میں لکھیں۔

پھر ذہبی لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ تمام خرافات اس جاہل موسیٰ بن مجلی کی وضع کردہ ہیں یا اس نے وضع کی ہیں جس نے رتن کا نام ایجاد کیا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اگر ہم اس کے وجود اور ظہور کو چھٹی صدی کے بعد صحیح تسلیم کر لیں، تو وہ یا تو شیطان ہے جو کسی انسانی صورت میں رونما ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔ اور ساتھ ہی اتنی طویل عمر کا شوشہ چھوڑ دیا جس کی

[1] تذکرہ الموضوعات (۱۹۲) [2] تذکرہ الموضوعات (۱۷۶) [3] الفوائد المجموعۃ (۸۲) [4] الفوائد المجموعۃ (۴۴۰)

آڑ میں اس نے یہ مصیبتیں گھڑیں، یا پھر یہ کوئی گمراہ بزرگ ہے جس نے نبی ﷺ کے بارے جھوٹ بول کر جہنم میں اپنا گھر بنا لیا۔ اگر اس طرح کی باتیں سلف کی کسی شخصیت کی نسبت سے بیان ہوتیں پھر بھی ہمارے لئے ان سے بچنا ضروری تھا۔ چہ جائیکہ وہ سید البشر کی جانب سے بیان ہوں۔ لیکن جب صوفیاء کے عامی لوگ اس طرح کی واہیات نقل کرنے لگے اور اس میں کاشغری، طیبی، موسیٰ بن مجلی اور رتن جیسے لوگوں کا سلسلۂ اسناد ہے، تو یہ سلسلۃ الذہب نہیں بلکہ سلسلۃ الکذب ہے (سونے کی لڑی نہیں بلکہ جھوٹ کی کڑی ہے)۔ پھر ذہبی نے ان مرویات کی تعداد پر بحث کی جوان کے دور میں کم سے کم بیان کی جاتی تھیں اور پھر ان میں سے خاص اصطلاح کی عالی سندوں میں سے چند ایک ذکر کیں کہ وہ عالی جھوٹی روایت اور جو اپنا وجود نہیں رکھتی دونوں برابر ہیں۔ پھر غالی صوفیوں کا تذکرہ شروع کر کے لکھا ہے: ان میں سے کوئی کہتا ہے: مجھ سے میرے دِل نے بیان کیا کہ میرے رب نے یوں کہا۔ پھر اتحادیہ کا تذکرہ کیا کہ ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کی آنکھ ہے، پھر فرماتے ہیں: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ لوگوں کو عجیب وغریب باتیں بیان کرنے پر مختلف اسباب اکساتے ہیں۔ سو یہ ہندی چھٹی صدی میں کہاں چھپا ہوا تھا؟ کیا آس پاس کے ممالک کے لوگوں کو اس کی اور اس کی لمبی عمر کی کوئی شنید نہ تھی کہ وہ منصور اور مہدی کے دورِ حکومت میں چل کر اس کے پاس آ جاتے۔ کیا ہندوستان کا بادشاہ اس عجوبہ کو مامون کے پاس تحفہ نہیں بھیج سکتا تھا؟

میں کہتا ہوں: یعنی مامون کو اس طرح کی انوکھی چیزوں سے خاص دلچسپی تھی۔ اس کے کافی عرصہ بعد جب محمود بن سبکتگین نے ہندوستان فتح کیا اور ہندو کے معزز بت بدھ تک جا پہنچا جس کا قصہ مشہور اور تاریخ کا جزو ہے تو کم از کم محمود کو اس کا پتہ ہوتا، اور نہ کسی تاریخ کے قلمکار نے ہی اس ''رتن'' کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ذہبی فرماتے ہیں: پھر اس سب کے باوجود کہ اس نے اتنی لمبی عمر پائی، رات دِن کی گردش اس پر آئی تا آنکہ چھٹی صدی کا آغاز ہو گیا۔ پھر بھی کوئی تاریخ اس کا وجود بتانے سے مہر بلب اور خاموش ہے نہ کسی سیاح نے اس کا ذکر کیا اور نہ کسی مسافر نے۔ اس جیسے شخص کے دعویٰ قبول کرنے کے لیے ''خبر واحد'' (ایک شخص کی اطلاع) کافی نہیں، لہٰذا اگر وہ ہوتا تو اس کے متعلق ہر تاجر کو خبر ہوتی اور جس کا یہ گمان ہے کہ اس نے اسے دیکھا ہے تو وہ اگر ان (بناوٹی) احادیث میں سے کچھ بھی نقل نہ کرتا تو یہ معاملہ زیادہ سنگین نہ ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں: مجھے اپنی زندگی کی قسم! رتن کو وہی صحابی مانتا ہے جس کا غار میں روپوش محمد بن حسن پر ایمان ہے کہ وہ دنیا کی طرف نکل کر اسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ یا وہ شخص اس کے صحابی ہونے کا قائل ہوگا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت پر ایمان رکھتا ہے، سو ایسے لوگوں کا کوئی علاج نہیں۔ ادھر محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے آخر میں جس صحابی نے وفات پائی اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہوا تھا وہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہیں۔ اور صحیح کی یہ روایت ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے مہینہ پہلے فرمایا: ''تمہیں بتاؤں تمہاری آج کی یہ رات کیسی ہے؟ آج رات جو شخص موجود ہے وہ اس صدی کی انتہاء تک زمین پر باقی نہیں رہے گا''۔ تو بات ختم ہوئی۔ اب حق کے بعد گمراہی ہی رہ جاتی ہے۔ یہاں تک ذہبی کی رتن کی خبر کے بت توڑنے کی بات مختصراً مکمل ہوئی۔

مجھے وہ جزء مل گیا ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے، اس میں تین سو سے زائد (من گھڑت) احادیث ہیں۔ اس کے بعد مجھے اس کا ایک اور طریق معلوم ہوا، ہمیں کئی لوگوں نے مدینہ منورہ فروکش ہونے والے سیّاح اور کثرت سے روایات بیان کرنے والے محدث جمال الدین اقشہری کے حوالہ سے بتایا انہوں نے علی بن عمران صنعانی سے انہوں نے رفیع الدین سے انہوں

نے عمر بن محمد بن ابی بکر سمرقندی سے کہ انہوں نے صنعاء کی جامع مسجد میں چوراسی (۸۴ھ) میں بحوالہ ابوالفتح موسیٰ بن مجلی اپنے الفاظ میں بیان کیا، پھر پورا نسخہ ذکر کیا۔ اربلی مذکور کے نسخہ میں ہے کہ رتن نے کہا: میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں کئی صحابہ کے ساتھ تھا، وہاں ایک گویا تھا، جس سے ہمارے دِل خوش ہوئے اور ہم لوگ ان کے دف بجانے پر ناچنے لگے۔ انہوں نے شعر بھی کہے: اگلے روز ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی رات کے بارے میں پوچھا کہ ہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں تھے۔ آپ نے ہمیں دعا دی اور ہم پر نکیر نہیں کی۔

میں نے مؤرخ شمس الدین محمد بن ابراہیم جزری کی تاریخ میں انہی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ میں نے نجیب عبدالوہاب بن اسمٰعیل فارسی صوفی سے مصر میں سات سو بارہ (۷۱۲ھ) میں سنا کہ چھ سو پچھتر (۶۷۵ھ) میں ہمارے پاس شیراز میں بابا رتن کا بیٹا محمود آیا اس نے ہمیں بتایا کہ اس کے باپ نے شق قمر کی رات دیکھی ہے، یہی اس کی ہجرت کا سبب بنا اور وہ خندق کی کھودائی میں شریک تھا۔ اس کے پاس ایک زنبیل تھی جس میں املی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ املی کھائی اور رتن کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور اسے لمبی عمر کی دعا دی۔ اس وقت اس کی عمر سترہ (۱۷) سال تھی پھر اپنے علاقہ میں واپس آ گیا اور چھ سو بتیس (۶۳۲ھ) تک زندہ رہا اور اسی سال وفات ہوئی۔ پھر اس کے حوالہ سے اس نے احادیث ذکر کیں جو اس نے اپنے والد سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنی تھیں۔ پھر نجیب نے کہا کہ محمود نے ذکر کیا تھا کہ اس کی عمر ایک سو ستر (۱۷۰) سال ہے۔ نجیب کہتا ہے: پھر ہمارے پاس شیراز سے قاہرہ کچھ لوگ آئے اور مجھے بتایا کہ وہ ابھی زندہ ہے، اس کی کئی اولاد ہے۔ اس کا قصہ میں نے ایک اور سند سے طویل لکھا ہوا فاضل ادیب صلاح الدین صفدی کے قلم سے اس کے تذکرہ میں پڑھا ہے کہ مجھے کئی لوگوں نے بالمشافہ (زبانی) بتایا کہ انہوں نے فاضل ادیب علاء الدین الوداعی کے تذکرہ میں پڑھا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمیں علی بن محمد بن ابی المجد نے بالمشافہ بحوالہ الوداعی بتایا کہ ہمیں جلال الدین محمد بن سلیمان دمشق کے دارالسعادہ کے کاتب نے بتایا کہ ہمیں قاضی القضاۃ نورالدین علی بن محمد الحسینی الحنفی نے قاہرہ میں سات سو ایک (۷۰۱ھ) میں خبر دی، فرماتے ہیں: ہمیں کئی لوگوں نے بالمشافہ امام علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن الصائغ الحنفی کی ہمیں قاضی معین الدین عبدالمحسن بن قاضی جلال الدین عبداللہ بن ہشام نے سات سو سینتیس (۷۳۷ھ) بتایا کہ مجھے قاضی نورالدین بتاتے ہیں کہ مجھے میرے دادا حسین بن محمد نے یہ روایت سنائی کہ بچپن میں جب میری عمر سترہ سال تھی، اس وقت میں نے اپنے والد اور چچا کے ہمراہ خراسان سے ہندوستان کا تجارتی سفر کیا۔ جب ہم ہندوستان کے ابتدائی شہروں میں پہنچے چلتے چلتے ہم ایک جاگیر میں جا نکلے، اس کی جانب لوگ پلٹ رہے ہیں اور وہاں جا کر پڑاؤ کر لیا۔ قافلہ والوں نے چیخ کر کہا، ہم نے لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا وہ بتانے لگے: یہ عمر رسیدہ رتن کی جاگیر ہے۔ جب ہم لوگوں نے جاگیر سے باہر پڑاؤ کیا تو ہمیں اس کے صحن میں ایک بڑا درخت نظر آیا جس کا سایہ بہت سے لوگوں پر پڑ رہا تھا اور اس کے نیچے اسی جاگیر کے بہت سے افراد تھے، اتنے میں سب لوگ اس درخت کی طرف بڑھے ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ان لوگوں نے ہمیں آتے دیکھا تو خوش آمدید کہا، ہم نے وہاں ایک بہت بڑی زنبیل درخت کے کسی ڈال سے لٹکتی دیکھی، ہم نے ان لوگوں سے پوچھا، انہوں نے بتایا: اس زنبیل میں بابا رتن ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ نے اس کے لیے لمبی عمر کی چھ بار دعا کی ہے۔ ہم نے ان سے کہا: ان بابا جی کو اتاریں تاکہ ہم ان کی گفتگو سن سکیں، ان میں سے ایک

بزرگ شخص آگے بڑھا اور زنبیل جو ایک چرخی کے ذریعہ لٹکی ہوئی تھی نیچے اتاری۔ ہم نے جھانک کر دیکھا وہ روئی سے بھری ہوئی تھی اور وہ بابا جی روئی کے بیچ میں پڑے تھے۔ زنبیل کا منہ کھولا، بڑھاپے کی وجہ سے وہ بزرگ چوزہ لگ رہے تھے۔ اس شخص نے ان کے چہرے سے روئی ہٹائی اور اپنا منہ اس کے کان پر رکھ کر کہنے لگا: دادا جان! یہ چند لوگ خراسان سے آئے ہیں، ان میں اولاد نبی ﷺ کے شریف زادے بھی ہیں ان کی درخواست ہے کہ آپ ان سے بیان کریں کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے دیکھا اور انہوں نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ اس وقت اس نے سانس لی اور شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح فارسی میں گفتگو کی، ہم لوگ سن رہے تھے اور سمجھ بھی رہے تھے۔ اس نے کہا: میں نے اپنے والد کے ساتھ جب میری جوانی کی عمر تھی ان شہروں سے حجاز کا تجارتی سفر کیا جب ہم مکہ کی کسی وادی میں پہنچے، بارش اتنی ہوئی کہ وادی لبالب پانی سے بھر گئی۔ مجھے گندمی رنگ، رعنا اور اچھے قد وقامت والا ایک لڑکا نظر آیا جو اونٹ چرا رہا تھا۔ سیلاب اس کے اونٹوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ وہ پانی میں گھسنے سے ڈر رہا تھا۔ کیونکہ پانی بڑی تیزی سے چھل مارتا بہہ رہا تھا۔ میں نے اس کی کیفیت بھانپ لی۔ اس کے پاس آیا اور اسے اٹھا کر پانی میں گھس گیا اور اس کے اونٹ کی طرف آ گیا، حالانکہ میری اس سے پہلے سے جان پہچان نہ تھی۔ میں نے جب اسے اس کے اونٹوں کے پاس پہنچا دیا تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: بارك الله فى عمرك، بارك الله فى عمرك، بارك الله فى عمرك. اس کے بعد میں اسے چھوڑ کر اپنے راستہ پر چل پڑا اور مکہ داخل ہوئے اور وہاں جو ہماری تجارتی ضروریات تھیں پوری کیں، اور پھر اپنے وطن واپس آ گئے۔ جب اس واقعہ کو کافی عرصہ بیت گیا تو ایک رات ہم اپنی اسی جاگیر میں بیٹھے تھے، چاندنی رات تھی، ہم نے چودھویں کے چاند کو آسمان پر دیکھا کہ وہ یکا یک دولخت ہو گیا، اس کا ایک ٹکڑا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں چھپ گیا۔ اسی گھڑی یہ سب کچھ ہوا اور رات پوری طرح تاریک ہو گئی۔ پھر چاند کا ایک ٹکڑا مشرق سے اور دوسرا مغرب سے طلوع ہوا اور آسمان کے درمیان میں دونوں ٹکڑے آ کر جڑ گئے، جیسے پہلے تھے۔ ہمیں اس سے بہت تعجب اور حیرت ہوئی، لیکن ہمیں اس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ ہم نے مسافروں سے اس کے بارے میں پوچھا، وہ بتانے لگے کہ ایک ہاشمی شخص جو مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ کل عالم کے لئے اللہ کا رسول ہے۔ اہل مکہ نے اس سے باقی انبیاء کی طرح معجزہ مانگا ہے، انہوں نے اس سے کہا کہ وہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دے، جس کا آدھا حصہ مشرق میں اور آدھا مغرب میں غروب ہو جائے، پھر اپنی حالت پر لوٹ آئے۔ چنانچہ اس نے اللہ کی قدرت سے ایسا کر دکھایا۔ ہم نے جب مسافروں سے یہ بات سنی تو مجھے مذکورہ شخص کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا، میں نے سامانِ تجارت تیار کیا اور سفر کرتے کرتے مکہ جا پہنچا، موصوف کے بارے میں میں نے پوچھا تو لوگوں نے مجھے اس کی جگہ بتائی، میں اس کے گھر آیا، اندر آنے کی اجازت مانگی، اس نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اس کے پاس پہنچا تو وہ گھر کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا، اس کا چہرہ انوارات سے چمک رہا تھا۔ اور اس کے وہ محاسن ظاہر ہو چکے تھے۔ اور اس کی وہ علامتیں جو میں نے پہلے سفر میں دیکھی تھیں بدل چکی تھیں، میں اسے پہچان نہ سکا، میں نے جب اسے سلام کیا تو اس نے میری طرف دیکھ کر تبسم کیا، اور مجھے پہچان لیا۔ کہنے لگا: تم پر سلام ہو، قریب ہو جاؤ۔ اس کے سامنے کھجوروں کی ایک طشتری پڑی تھی، اور اس کے آس پاس اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی، جو اس کی عزت وتوقیر کر رہی تھی، میں اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ہیبت زدہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مجھے کہنے لگا: ''ہمارے ابا جان! قریب ہو جائیں اور کھائیے۔ موافقت واتفاق مروّت ہے جبکہ منافقت زندقہ کی علامت ہے''۔ چنانچہ میں آگے ہو کر بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھجوریں کھانے لگا۔ وہ اپنے

مبارک ہاتھ سے مجھے کھجور دینے لگا، اس نے مجھے چھ کھجوریں دیں اس کے علاوہ کی کھجوریں میں نے خود اپنے ہاتھ سے کھائیں۔ پھر وہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں نے کہا: میں پہچان نہیں سکا۔ اس نے کہا: کیا آپ نے مجھے فلاں سال اٹھا کر سیلاب سے پار نہیں کیا تھا، جب پانی میرے اور میرے اونٹوں کے درمیان حائل ہو گیا تھا؟ تو میں نے اسے ایک علامت سے پہچان لیا۔ میں نے کہا: جی ہاں، اے بارونق چہرے والے! پھر اس نے مجھے کہا: اپنا ہاتھ بڑھایئے! تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے مجھے مصافحہ کیا اور مجھ سے کہا، کہو: **اشهدان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا رسول الله**، تو جیسا اس نے مجھے سکھایا میں نے کہہ دیا۔ جس سے اسے بہت خوشی ہوئی۔ جب میں اس کے پاس سے واپس آنے لگا تو اس نے مجھے کہا: **بارك الله فى عمرك، بارك الله فى عمرك، بارك الله فى عمرك**۔ اس کے بعد میں خوشی خوشی اس کی ملاقات اور اسلام کے ساتھ اس سے رخصت ہوا، یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور ہر دعا کے بدلہ میری عمر میں سو سال کا اضافہ کیا اور اب میری عمر چھ سو سال سے زیادہ ہے اور اس جاگیر میں جتنے افراد ہیں، میرے بیٹے اور پوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی خیر و برکت، نعمت و سہولت، رسول اللہ ﷺ کی برکت کے ذریعہ عطا کی ہے۔

مجھے ذہبی کی رتن سے مروی ذکر کردہ روایات کے علاوہ اور روایات بھی ملی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت ''کتاب الوحید فی سلوک اہل طریق التوحید'' میں ملی ہے، جو شیخ عبدالغفار بن نوح القوصی کی تالیف ہے۔ میری ان کے پوتے شیخ عبدالغفار بن احمد بن عبدالغفار سے ملاقات ہوئی ہے، وہ اپنے والد کے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ محمد عجمی نے بیان کیا، میں کمال الدین شیرازی کی صحبت میں رہا ہوں، ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال ہو گئی تھی۔ وہ فرماتے ہیں: میں رتن الہندی کی صحبت میں رہا، انہوں نے بتایا کہ وہ خندق کی کھدائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی سند سے عبدالغفار بن نوح لکھتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عماد الدین السکری خطیب جامع الحاکم نے بواسطہ شیخ اسمٰعیل فاروقی بحوالہ خواجہ رتن الہندی بیان کیا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔

بھاء الجندی تاریخ یمن میں رقمطراز ہیں، میں نے شیخ حسن بن عمر بن محمد بن علی بن ابی القاسم الحمیری کے قلم سے لکھا دیکھا کہ مجھے شیخ عالم محدّث ابوالحسن علی بن شبیب بن اسمٰعیل بن الحسن الواسطی نے بواسطہ شیخ صالح فقیہ داؤد بن اسعد بن حامد القفال المخزوریؔ نے صعیدِ مصر کے گاؤں میں بیان کیا جس کا نام ''اسیوط'' تھا کہ میں نے عمر رسیدہ رتن بن میدن بن مندی سے سنا جو سندھی صرّاف زرگر تھے کہ ابتداء میں، میں بت پوجتا تھا، میں نے خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا: اس کے علاوہ اپنے لیے کوئی دین تلاش کرو۔ میں نے پوچھا: کہاں سے؟ اس نے کہا: شام میں، چنانچہ میں شام چلا گیا، وہاں کے لوگوں کو دین نصرانیت پر کاربند پایا، ایک مدت تک میں نصرانی رہا۔ پھر مدینہ میں نبی ﷺ کی شنید ہوئی تو ان کے پاس آ کر اسلام لے آیا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے لمبی عمر کی دعا فرمائی، اور میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ پھر میں نے ان کے ساتھ یہود کے ساتھ جنگ میں شرکت کی۔ واپسی کے بعد میں نے ان سے اپنے شہر جانے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی کیوں کہ میری والدہ زندہ تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے علاقہ کے لوگوں سے مسلسل یہ اطلاع ملتی رہتی تھی کہ وہ نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے سات سو سال کا ہو گیا ہے اور اس کا انتقال رجب چھ سو آٹھ (۶۰۸ ھ) میں ہوا ہے۔ لکھتے ہیں: یمن میں ایک عمر بن محمد بن ابی بکر سمرقندی نامی

شخص آیا۔ اس نے بواسطہ ابوالفتح موسیٰ بن مجلی دنیسیری بحوالہ ابوالرضا رتن بن نصر بن کربال روایت کی۔

میں کہتا ہوں: میں نے عمر بن محمد ہاشمی کے قلم سے بحوالہ شیخ حسین بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن ابی بکر یمانی لکھا دیکھا ہے کہ شیخ علی بن ابی بکر الازرق نے اجازۃً ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن مطیر نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن عمرو بن علی التباعی نفقیہ سے انہوں نے اپنے والد سے کہ ہم سے شریف موفق الدین علی بن محمد خراسانی نے جن کا تعلق ہرات سے تھا، ذی قعدہ چھ سوسترہ (۶۱۷ھ) مخلاف میں بیان کیا جو شاور کا ایک شہر ہے کہ میں جمادی الاولیٰ ۶۰۱ھ میں ہندوستان آیا، مجھے دہلی کے قریب ایک گاؤں میں عمر رسیدہ شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ تو میں ملاقات کی غرض سے اُدھر چل نکلا۔ میرے ساتھ مغرب کا ایک آدمی تھا، جب ہم لوگ اس کے پاس پہنچے اسے سلام کیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں کا رہنے والا ہوں؟ میں نے کہا: میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے خراسان کا رہنے والا ہوں اور ہرات سے میرا تعلق ہے، اور یہ صاحب مغرب کے ہیں۔ اس نے کہا: کتنے تعجب کی بات ہے میں نے تمہارے نانا رسول اللہ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔

میں نے پوچھا: بابا جی! آپ کی کتنی عمر ہے؟ اس نے کہا: سات سو سال، میں نے کہا: تب تو آپ نبی ﷺ سے بھی پہلے زمانہ کے ہوئے۔ اس نے کہا: ہاں، میں عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی ہوں۔ میں نے نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا تھا، جب آپ لڑکپن کے زمانہ میں تھے۔ میں نے پوچھا: اس کا اتفاق کیسے ہوا؟ اس نے کہا: میں نے سنا ہوا تھا کہ حجاز میں محمد نامی نبی ہوں گے جو خاتم النبیین ہوں گے، چنانچہ میں نے تین بار بحری سفر کیا، ہر بار جہاز ٹوٹ کر غرق ہو جاتا، پھر چوتھی بار سوار ہو کر میں جدّہ پہنچ گیا، سمندر سے باہر نکلا۔ ابھی جدّہ اور مکہ کے درمیانی علاقہ میں تھا کہ بارش ہونے لگی اور اتنی بارش ہوئی کہ وادی بہہ پڑی، مجھے ایک لڑکا ملا جس کے ساتھ اونٹ تھے اونٹ اس وادی سے آگے نکل چکے تھے۔ وہ لڑکا اس وادی کو عبور نہ کر سکا، میں نے اسے اٹھایا اور نہر سے پار چھوڑ دیا اس نے مجھ سے تین بار کہا: ''بارك الله فی عمرك'' پھر میں مکہ میں داخل ہوا اور کچھ مدت وہیں قیام کیا لیکن مجھے نبی ﷺ کے بارے کوئی خبر نہ ملی۔

واپس اپنے شہر آ گیا، جہاں تیس یا اکتالیس برس قیام کیا پھر مجھے نبی محمد ﷺ کے بارے معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منتقل ہو گئے ہیں تو پانچویں بار بحری سفر پر روانہ ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور نبی ﷺ کو مسجد کی محراب میں بیٹھے دیکھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا آپ نے مجھ سے فرمایا: بابا جی! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہندوستان سے، آپ نے فرمایا: آپ نے ہی مجھے جدہ اور مکہ کے درمیان اٹھایا تھا جب بچپن میں، میں اپنے اونٹوں کے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ پھر میں مسلمان ہو گیا اور بارہ دن آپ کے پاس مقیم رہا آپ کے ساتھ کھانا کھایا اور اپنے شہر آ گیا اور اس درخت کے نیچے قیام کر لیا یہ ''توقل'' کا درخت ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے ہمارے لئے کھانے کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ تین لقمے کھائے۔ کہنے لگا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے! موافقت مروت کا حصہ ہے جبکہ نفاق باہمی زندقہ کا جزء ہے، راوی کہتا ہے مجھے اس کے دانت گرگٹ کی طرح باریک اور داڑھی کانٹے کی طرح (بال بال) نظر آئی اس میں زیادہ تر بال سفید تھے اس کی ابروئیں اس کی آنکھوں اور رخساروں پر پڑی ہوئی تھیں جنہیں وہ آنکڑے سے اٹھاتا تھا، وہ کہتا ہے میں نے شریف سے پوچھا: کیا بابا جی کی کوئی اولاد ہے؟ اس نے کہا: میں

نے بھی ان سے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: کہ انہوں نے کبھی شادی نہیں کی سوائے ایک بار جاہلیت میں انہیں کبھی احتلام نہیں ہوا۔

شریف نے کہا: میں طلوع شمس سے لے کر عصر تک ان کے ساتھ رہا ہوں ان کے بیٹھنے کی ہیئت کی لمبائی تین ذراع (گز) ہے۔ اوران کا انتقال چھ سو بارہ (۶۱۲ھ) میں ہوا۔ میں نے جندی کی ''تاریخ یمن'' میں پڑھا ہے۔

ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو مجھے کثرت سے سفر کرنے والے محدث جمال الدین محمد بن احمد بن امین اقشہری نزیل مدینہ کے حوالہ سے ان کے فوائد سے منقول بیان کی گئی ہے کہ ابوالفضل اور ابوالقاسم بن ابی عبداللہ علی بن ابراہیم بن عتق اللوانی جو ابن الخباز مھدوی کے نام سے مشہور ہیں بیں شوال سات سو دس (۷۱۰) میں ملک تیونس میں بتایا کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن یعلی مغربی تلمسانی سے اسکندریہ کی سرحد پر رمضان کے مہینہ چھ سو چھیاسی (۶۸۶ھ) میں سنا فرمایا: میں نے عمر رسیدہ ابوبکر المقدسی سے سنا۔ اس وقت ان کی عمر تین سو سال ہوگئی تھی۔ ان کے الفاظ میں ہندوستان کے شہر سومنات میں سلطان محمود بن سبکتگین کی مسجد میں رجب چھ سو باون (۶۵۲ھ) کو فرماتے سنا کہ ہم سے عمر رسیدہ بزرگ خواجہ رتن بن عبداللہ اپنے گھر شہر تو بندہ میں اپنے الفاظ میں بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا عسقلان کی جانب سے ایک لشکر ہوگا جو ترکی ہوں گے۔ جو ان سے جنگ کے ارادہ سے لڑنے آئے گا وہ اسے شکست دے دیں گے اور جس کا یہ رخ کریں گے اسے مغلوب کرلیں گے'' فرماتے ہیں! خواجہ رتن بن عبداللہ نے بیان کیا: کہ وہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان سے حدیث کا سماع کیا اور پھر ہندوستان کے شہر واپس آگئے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا وہ سات سو سال زندہ رہے اور پانچ سو چھیانوے (۵۹۶ھ) میں انتقال کیا۔

اقشہری کا قول ہے: اس سند کو بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے صحابی ہونے کا اعتماد نہیں۔ پھر اقشہری لکھتے ہیں: ہمیں فقیہ ابوالقاسم بن عمر بن عبدالعالی کنانی ثم تونسی نے بتایا کہ میں نے شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد بن محمد اصبہانی کو فرماتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن بابا رتن سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بابا رتن کو فرماتے سنا: جو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہتا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اقشہری ہی سے مروی ہے کہ ابوزید عبدالرحمٰن بن علی الجزائری نے ہمیں بتایا کہ مجھے علی بن احمد بن عبدالرحمٰن بن حدیدی نے بتایا کہ میں نے مالقہ سے غرناطہ کا سفر کیا جہاں میری ملاقات احمد بن محمد بن حسین جذامی سے ہوئی فرمایا: میں محمد بن بکزوں بن ابی مروان عبدالملک بن بشر سے ملا فرمایا:

مجھ سے محمد بن زکریا بن براطن تجیبی نے کہا: کہ جب عمر رسیدہ شخص کی خبریں اور ابومروان کی اس سے ملاقات کے حالات کثرت سے سننے میں آئے تو وادیٔ آش سے گزرا جہاں رجب چھ سو اکسٹھ (۶۶۱ھ) میں ابومروان مل گئے میں نے ان سے عمر رسیدہ شخص کے متعلق پوچھا وہ بتانے لگے: میں اندلس سے چھ سو سترہ (۶۱۷ھ) میں نکلا اور بالآخر مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ جہاں میں نے سات سال قیام کیا ادھر ہی عمر رسیدہ شخص کی اطلاع سنی جو بہت مشہور تھی۔

پھر کسی نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں علاقہ میں ہے تو میں ''کش'' کی جانب اترا تو اس خبر کے آثار مضبوطی سے ملنے لگے۔ پھر ایک اور شہر پہنچا، لوگوں نے بتایا: یہ راستہ ممنوع ہے کیونکہ یہ ایک لق و دق صحرا ہے جس کی مسافت پینتالیس ایام کی ہے۔ میری عادت تھی کہ میں کئی کئی دن بن کھائے پیے گزار دیتا تھا۔ میں نے اسی صحرا میں چلنے کا عزم کرلیا۔ پھر کسی نے بتایا کہ ایک راستہ اس سے بھی قریب کا ہے لیکن تاتاریوں کی وجہ سے اس میں کوئی نہیں چلتا مجھے وہ آسان لگا اور میں اس پر چل نکلا۔ مجھ سے کوئی بات کرتا تو میں اس

کی بات کا جواب نہ دیتا بلکہ میں پختہ عزم کا اظہار کرتا نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔

تاتاریوں کے لشکر میں میں چھ دن اسی حالت میں چلا۔ پھر میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ دو دن اور چل کر میں اپنے مقام مقصود تک جا پہنچا۔ وہاں کے لوگوں کو مجھ پر بڑا تعجب ہوا۔ انہی میں سے ایک بزرگ نے میری ضیافت و مہمان نوازی کی۔ وہ اپنے گھر لے گیا وہاں ایک عمر رسیدہ شخص روئی میں لپٹا ہوا تھا جو ایک پنگھوڑے میں تھا اس نے اسے آواز دے کر کہا: میرے آقا! یہ شخص مغرب اقصیٰ کے دور دراز کے کسی علاقہ سے آیا ہے، اس کا مقصد صرف آپ کی زیارت کرنا ہے اور آپ کی بات سننا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے اپنی زبان میں بات کی جس کا ترجمہ اس شخص نے کر کے مجھے بتایا کہنے لگا:

خندق کی کھدائی میں، میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔ اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ میں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں کام کی کوئی تھکان نہ رہی آپ نے جب میری کیفیت دیکھی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشے، اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشے، اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشے، پھر وہ بابا جی خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد مجھ سے وہ شخص کہنے لگا جو اس کے پاس لے کر گیا تھا: کافی ہے۔ پھر اقشہری نے اسی مفہوم کا قصہ دو اور سندوں سے بیان کیا ہے اس میں عمر رسیدہ شخص کا نام عمار بتایا ہے جس کا تذکرہ میں حرف عین میں ان شاء اللہ تعالیٰ کروں گا۔ صلاح صفدی نے اپنے ''تذکرہ'' میں رتن کے وجود کی تقویت کے لئے کلام کیا ہے اور ان لوگوں پر نکیر کی ہے جو اس کے باوجود اس کے منکر ہیں۔ اور اس سلسلہ میں صرف عقلی جواز پیش کیا ہے حالانکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے تو شرعی وہ بھی صحیحین کی صدی والی حدیث ثابت ہونے کے بعد یہ وہی استبعاد اور ناممکن بات ہے جس کا حوالہ ذہبی نے دیا ہے۔

قاضی برہان الدین بن جماعۃ نے اپنی کتابوں کے حاشیہ میں تذکرہ صفدی کا تعاقب کیا ہے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہی برحق ہے اور جو جواز صفدی نے پیش کیا ہے اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ وہ واقعہ حقیقتاً ہی ہوا ہو اس لئے کہ ہر جائز چیز کا واقع ہونا اور پیش آنا ضروری نہیں۔

ہمارے شیخ مجد الدین شیرازی جو یمن کے شہر زبید کے شیخ اللغہ ہیں سے میری ملاقات ہوئی۔ اس وقت وہ یمن کے شہروں کے چیف جسٹس تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ذہبی پر رتن کے انکار کی وجہ سے نکیر کر رہے تھے اور مجھ سے ذکر کیا کہ وہ اس کی جاگیر میں داخل ہوئے تھے جب ان کا ہندوستان جانا ہوا تھا وہاں اتنی تعداد میں لوگ اپنے آباء واجداد سے ''رتن'' کا قصہ نقل کرتے ہیں جن کا اعداد و شمار نہیں۔ وہ اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: انہوں نے یقین سے اس کے وجود کا انکار نہیں کیا بلکہ انہیں اس کے بارے میں تردد تھا اس لئے وہ معذور ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس کی عمر طویل ہوئی ہوگی جس پر جو دعوے اس نے کیے سو کیے۔ اور انہیں پر ڈٹ گیا یہاں تک کہ اس کی شہرت ہوگئی اگر وہ سچا ہوتا تو اس کی شہرت دوسری، تیسری، چوتھی یا پانچویں صدی میں ہوتی لیکن اس کی جتنی باتیں بھی منقول ہیں وہ چھٹی صدی کے اخیر کی ہیں یا پھر ساتویں صدی کے آغاز کی ہیں وہ بھی اس کی وفات سے پہلے۔ اس کے سن وفات میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب راء کے بعد جیم

۲۷۶۲ (ز) بے نام صحابی

ابن حزم کا دعویٰ ہے کہ یہ اُن کا عَلَم ہے ان کے گھر والوں نے ان کا یہی نام رکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں، یہ مشہور صحابی ہیں۔ اس بات کو انہوں نے اپنی کتاب المحلّٰی کے اس باب میں ذکر کیا ہے۔ "باب: جو اللہ اور اس کے رسول کو برا کہے" اس سلسلہ میں ان کی معتمد روایت وہ ہے جو بطریق محمد بن عبدالملک بن ایمن بواسطہ جیب بخاری شاگردِ ابو ثور، محمد بن سہل سے نقل کی فرماتے ہیں: میں نے علی بن المدینی کو فرماتے سنا: پھر انہوں نے مامون کے ساتھ اپنا قصہ ذکر کیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کا تذکرہ ہے۔ اس قصہ میں انہوں نے بلقین کے ایک شخص کی حدیث نقل کی: علی فرماتے ہیں: وہ شخص اسی نام سے مشہور ہے یہی شخص آپ علیہ السلام کے پاس جا کر بیعت ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں: محمد بن سھل کو میں نہیں جانتا۔ محمد بن سھل عطار کے طبقہ میں شامل لوگوں پر دار قطنی نے وضع کا الزام لگایا ہے فرماتے ہیں: اس نے ابن حزم سے مباحثہ کیا پھر جہاد میں حدیث عبداللہ بن شقیق بحوالہ بلقین کے ایک شخص نقل کی: کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا کوئی مقیم سے بڑھ کر کسی چیز کا زیادہ حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حدیث۔ ابن حزم نے کہا: یہ روایت ایک نامعلوم شخص سے مروی ہے ہمیں معلوم نہیں وہ اپنے صحابی ہونے کے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں؟۔

۲۷۶۳ رجّال ابن عُنفوہ الحنفی

عبدالغنی نے یہ نام حا سے قلمبند کیا ہے۔ امین لکھتے ہیں: اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ نام جیم سے رجال ہی ہے۔ ابن ابی [1] حاتم نے ان کا ذکر کر کے کہا: کہ بنی حنیفہ کے وفد میں نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ وہ لوگ دس سے زیادہ افراد تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے، میں نے یہ بات اپنے والد سے سنی ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن یہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور کفر پر ہی مرا تھا چنانچہ الفتوح میں سیف بن عمر نے مخلد بن قیس بجلی کے حوالہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے فرات بن حیان، رجال بن عنفوہ اور ابو ہریرہ باہر نکلے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ان (جہنمیوں) کی جہنم میں داڑھ اُحد سے بڑی ہوگی اور اس کے ساتھ ایک غدار کی گدی ہے" یہ بات انہیں پہنچ گئی اور بالآخر رجال کے قتل ہونے کی خبر ابو ہریرہ اور فرات کو بھی معلوم ہو گئی تو وہ دونوں حضرات سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے جھک گئے امام واقدی بحوالہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رجال میں قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام خشوع اور خیر کے کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے عجیب بات تھی۔ ایک دفعہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت رجال ہمارے ساتھ بیٹھا تھا آپ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے ایک شخص جہنمی ہے۔ حضرت رافع فرماتے ہیں: میں نے غور سے دیکھا تو وہ یہ لوگ تھے ابو ہریرہ، ابواروی، طفیل بن عمرو اور رجال میں دیکھ کر تعجب کرنے لگا۔ جب بنو حنیفہ مرتد ہوئے تو میں نے رجال کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا وہ فتنہ میں پڑ چکا ہے اس نے

---

[1] الجرح و التعدیل (۵۱۶/۳)

مسیلمہ کے لئے یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (نبوت کے) کام میں شریک کرلیا ہے۔ میں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ اور برحق ہے۔ لوگ بتارہے تھے: کہ رجال کہتا تھا: دو دنبوں کی ٹکر ہوئی تو ہمیں اپنا دنبہ پسند ہے اس کی مراد مسیلمہ اور رسول اللہ ﷺ تھے۔

باب راء کے بعد دال

۲۷۶۴ (ز) **رَدّاد** : قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب راء کے بعد فاء

۲۷۶۵ رفاعہ بن عبدالمنذر [1]

بن رفاعہ بن دینار انصاری۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان میں اور قسم اول میں پہلے جن کا ذکر ہوا ہے جن کے متعلق دینار کے بدلہ زنبر کہا گیا ہے دونوں میں فرق کیا ہے۔ یہی درست ہے اس پر ابوموسیٰ نے متنبہ کیا ہے۔

۲۷۶۶ رفاعہ بن عمرو الجہنی [2]

اکیلے ابومعشر نے ان کا تذکرہ بدری صحابہ میں کیا ہے ان کا نام تو ودیعہ بن عمرو ہے۔ اپنے مقام پر صحیح نام ذکر ہوگا۔

۲۷۶۷ رفاعہ البدری [3]

ابوموسیٰ نے ابوبکر بن ابی علی کے اتباع میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے، اس لیے کہ حدیث تو رفاعہ بن رافع کی ہے جو بری طرح نماز پڑھنے والے کی حدیث ہے۔ ابن مندہ نے اس کا صحیح ذکر کیا ہے۔

۲۷۶۸ (ز) رفاعہ ابوعبایہ

کسی نے وہم سے ان کا صحابہ میں ذکر کردیا، جس کا شبہ میں حرف خاء خدیج کے ذیل میں ذکر کرچکا ہوں۔

۲۷۶۹ رفاعہ [4] (بے نسبت)

بیعت رضوان والے ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابوامیہ بن ابی المخارق روایت کی کہ مجھ سے ابوعبیدہ بن رفاعہ نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا۔ ان کے والد نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔ (حدیث) ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ رفاعہ بن رافع کے علاوہ ہیں۔ ابونعیم نے انہیں رفاعہ بن رافع کے حالات میں درج کردیا ہے، لیکن مجھے ان کے کسی بیٹے کا علم نہیں جسے ابوعبیدہ کہا جاتا ہو، بظاہر یہ اور ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۶۹۱) [2] اسد الغابہ (۱۶۹٤) استیعاب (۷۸۳) [3] اسد الغابہ (۱۶۸۲) [4] اسد الغابہ (۱۷۰۲)

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں، ان سے روایت کرنے والے کا نام غلط ہو گیا ہے۔ درست عبید بن رفاعہ ہے۔ غیلانیات میں ایسا ہی لکھا ہے۔

باب راء کے بعد قاف

۲۷۷۰ (ز) رقیس الاسدی

بلاذری کا بیان ہے کہ کسی نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ غلط ہے درست نام قیس بن عبداللہ ہے۔

باب را کے بعد کاف

۲۷۷۱ رکانہ ✿ ابو محمد

ابن ابی داؤد اور بلاذری نے ان میں اور رکانہ بن عبد یزید المطلبی میں فرق کیا اور دونوں نے بطریق ابو جعفر محمد بن رکانہ بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی، آپ نے مجھے پچھاڑ لیا"۔ ✿ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر کے لکھا ہے: میرے خیال میں یہ پہلے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہاں یہی بات تحقیق سے ثابت ہے اس لئے کہ کشتی کا قصہ رکانہ بن عبد یزید کے حوالہ سے مشہور ہے۔ ترمذی اور ابن قانع وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد واوٗ

۲۷۷۲ رُومان بن بَعْجہ

بن زید بن عمیرہ الجذامی۔ قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۷۳ (ز) رومہ الغفاری ✿

بئر رومہ کے مالک، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ بقول بعض وہ اسلام لے آئے تھے۔ ان کی حدیث عبداللہ بن عمر بن ابان بواسطہ محاربی، ابو مسعود سے وہ ابو سلمہ سے وہ بشر بن بشیر اسلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: جب مہاجرین مدینہ آئے تو انہیں یہاں کا پانی اوپرا لگا۔ بنی غفار کے ایک شخص کا رومہ نامی ایک چشمہ تھا جس کا ایک مشک وہ مدّ کے بدلہ میں بیچتا تھا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کی ایک نہر کے عوض بیچ دو"۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میرا اور میرے اہل و عیال کا صرف یہی ذریعہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان صاحب سے وہ چشمہ پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) دراہم میں

✿ اسد الغابہ (۱۷۰۹) ✿ جامع المسانید (۲۹۶/٤) ✿ اسد الغابہ (۱۷۱٦)

خرید لیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: کیا آپ مجھے بھی وہی بشارت دے سکتے ہیں، جو رومہ کے لیے دی ہے کہ جنت میں ایک نہر ملے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! آپ نے عرض کی: تو میں نے وہ چشمہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بنیاد بنایا ہے ''کیا آپ مجھے بھی وہی بشارت دے سکتے ہیں جو رومہ کے لیے دی ہے''۔ ان کے زعم کے مطابق اس سے مراد کنویں کا مالک ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں کیونکہ حدیث کی ابتداء میں یہ بات واضح ہے کہ رومہ کنویں کا نام ہے اور ان کی اس بات سے مراد ''آپ نے رومہ کو دی'' یعنی رومہ کے مالک کو دی، یا اس کا مفہوم مراد ہے۔ یہی روایت بغوی نے عبداللہ بن عمر بن ابان سے اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے، اس میں ہے: ''اس کی مثل جو آپ نے اسے دی''۔ یوں ضمیر غفاری کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن شاہین اور طبرانی [1] نے بطریق ابن ابان نقل کی ہے۔ بلاذری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بئر رومہ کا پانی پیا کرتے تھے جو عقیق میں ہے، آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا جس سے اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ فرماتے ہیں: یہ پرانا کنواں ہے جو دلدل بن گیا تھا، ایک قوم جس کا تعلق مزینہ سے تھا اور وہ لوگ انصار کے حلیف تھے، آئی اور یہاں انہوں نے قیام کر لیا، اس کی اصلاح کی۔ رومہ انہی کی ایک خاتون تھی یا ان کی والدہ تھی جو لوگوں کو اس سے پانی پلاتی تھی، یوں یہ کنواں اسی کے نام سے منسوب ہو گیا۔ فرماتے ہیں: کسی راوی کا قول ہے اس کے کنارے کی وادی کو رومہ کہا جاتا ہے۔ عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں ابوغسان مدنی کی روایت نقل کی ہے کہ کئی لوگوں نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مزنی کا کنواں کیا ہی بہترین کنواں ہے''۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر صدقہ کر دیا۔ عمر بن شبہ ایک ضعیف سند سے بحوالہ ابوقلابہ روایت کرتے ہیں کہ حویلی میں محاصرہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کو جھانک کر فرمایا، اور انہیں یاد دلایا: کیا تم لوگ جانتے ہو بئر رومہ فلاں یہودی کا تھا، جس کا وہ ایک قطرہ بھی کسی کو بغیر پیسے کے نہیں پینے دیتا تھا، اسے میں نے اپنے مال سے خریدا تھا؟ اس کے شواہد ترمذی وغیرہ میں ہیں۔ لیکن یہاں ان کی مراد ان کی یہ بات ہے: فلاں یہودی کا۔ ابن ہشام نے تیجان میں لکھا ہے کہ جب تبع نے یثرب پر حملہ کیا تو جو کنواں اس نے کھودا تھا اس کا پانی اسے پسند نہ آیا۔ تو فکیہہ بنت زید بن خالد بن عامر بن زریق اسے رومہ کا پانی پلانے کے لئے دیتی تھی، پھر قصہ ذکر کیا۔

۲۷۷۴ رویبہ [2] الثقفی (عمارہ کے والد)

طبرانی بطریق رقبہ بن مصقلہ، عبدالملک بن عمیر سے وہ عمارہ بن رویبہ سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج نکلنے اور سورج غروب ہونے سے پہلے (فرض) نماز پڑھی''۔ [3] ابوموسیٰ نے یہی روایت اسی سند سے نقل کی ہے جبکہ اس اسناد میں خلل ہے وہ یہ کہ مسلم وغیرہ نے یہ روایت کئی طرق سے روایت کی ہے جو عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ ابن عمارہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ شاید پہلی روایت سے لفظ ''ابن'' رہ گیا ہے۔

---

[1] المعجم الكبير (۲/۱۲۲٦) [2] اسد الغابه (۱۷۱۵)

[3] مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما (۱۳۳٤، ۱۳۳۵)
ابوداؤد كتاب الصلاة باب المحافظة في وقت الصلاة (٤۲۷) نسائي كتاب الصلاة باب فضل صلاة العصر (٤۷۰)

باب راء کے بعد یاء

۲۷۷۵ رئاب المزنی [1]

معاویہ بن قرہ کے دادا۔ طبرانی اور حسن بن سفیان نے بطریق عبدالواحد بن غیاث بحوالہ معاویہ بن قرہ بن رئاب روایت کی ہے کہ وہ اس وقت اپنے دادا کے ساتھ تھے، جب وہ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ اور حسن بن سفیان کی بحوالہ اپنے والد والی روایت میں ہے کہ "میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب وہ گئے"۔ صحیح یہی ہے جو ابن قانع وغیرہ بطریق فرات بن ابی فرات، بواسطہ معاویہ بن قرہ بن ایاس بن رئاب وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا، لہٰذا صحابی ہونا ایاس اور قرہ کے لئے ثابت ہوا نہ کہ رئاب کے لیے۔ ادھر قسم اوّل میں ایاس بن ہلال بن رئاب کے حالات میں یہ بات گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۷۶ (ز) الرئیس بن عامر

بن الحصین الطائی۔ انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے یہ نام "رئیس" قلمبند کیا ہے، جو لفظی غلطی کا خمیازہ ہے۔ درست نام "دَبْعَس" ہے، باقی اسی طرح ہے۔ میں پہلے درست ذکر کر چکا ہوں۔

[1] اسد الغابہ (۱۷۰۹)

حرفِ زا نقطہ والی

قسم اوّل از حرف زاء

باب زاء کے بعد الف

۲۷۷۷ الزارع بن عامر ❶

بقول بعض: ابن عمرو العبدی، ابوالوازع، از عبدالقیس۔ ان کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا ہے۔ ابن عبدالبر ❷ کا قول ہے: بقول بعض: ان کے والد کا نام زارع ہے اور وازع، واؤ سے، ان کے بیٹے کا نام ہے۔ ایک روایت ہے کہ وہ اشج العصریؓ کے ساتھ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ❸ ان کا ذکر جہم بن قثم کے سوانح میں پہلے آ چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ❹ نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد نے ان کی حدیث روایت کی ہے، ان سے ان کی پوتی ام ابان بنت الوازع روایت کرتی ہیں۔ ابوالفتح ازدی کا قول ہے کہ ان سے روایت کرنے میں یہ اکیلی ہیں۔

۲۷۷۸ (ز) زامله

بُرَیدہ بن الحصیب کا لقب ہے۔

۲۷۷۹ زاهر بن الاسود ❺

بن حجاج بن قیس اسلمی مجزأۃ کے والد۔ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، کوفہ سکونت تھی۔ نبی ﷺ سے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت والی حدیث روایت کرتے ہیں، ان سے ان کا بیٹا مجزأۃ روایت کرتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔ ان کی حدیث امام بخاری ❻ نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے، اس میں ہے کہ وہ حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق کا قول ہے: عمرو بن الحمق جب مصر میں تھے تو یہ ان کے ساتھیوں میں تھے، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ خلافتِ عثمانی تک حیات رہے۔

۲۷۸۰ زاهر بن حرام اشجعی ❼

بقول ابن عبدالبر: ❽ بدر میں شریک ہوئے۔ (لیکن) کسی نے اس قول میں ان کی موافقت نہیں کی۔ بقول بعض: ان سے

---

❶ اسد الغابه (١٧٢٢) استيعاب (٨٧٢) ❷ استيعاب (١٣١/٢)

❸ ابن ماجه كتاب الزهد باب الحلم (٤١٨٧) اتحاف السادة المتقين (٣١/٨) كنز العمال (٥٨١٢، ٥٨٣٤، ٥٨٣٥)

❹ الادب المفرد (٩٧٥) ❺ اسد الغابه (١٧٢٣) استيعاب (٨٠٨) تجريد (١٨٧/١)

❻ بخاری كتاب المغازی باب غزوة الحديبيه (٤١٧٣) ❼ اسد الغابه (١٧٢٤) تجريد (١٨٧/٥) ❽ استيعاب (٨٨/٢)

لفظی غلطی ہوگئی کیونکہ ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ وہ بدری ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جو امام احمد اور ترمذی نے شمائل میں بطریق معمر بواسطہ ثابت، بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی صاحب جن کا نام زاہر تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ لائے تھے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: ''زاہر ہمارے دیہاتی اور ہم ان کے شہری ہیں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیہات کی جانب جانے کا ارادہ رکھتے تو انہیں کچھ دے کر آتے۔ ''زاہر'' پستہ قد تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے وہ بازار میں اپنی کوئی چیز فروخت کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھوں کو اپنے بازوؤں میں بھرلیا، وہ کہنے لگے: ارے بھائی! کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ مڑ کر جو دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ وہ اپنی پیٹھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس سے ملا کر کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری بہت تھوڑی قیمت ملے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری قیمت بہت زیادہ ہے''۔ بغوی وغیرہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ جبکہ معمر نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے یوں نقل کیا ہے: ثابت، اسحاق بن عبداللہ بن حارث سے مرسلاً نقل کرتے ہیں، اور ثابت کی روایت میں حماد معمر سے زیادہ قوی ہیں۔

لیکن اس حدیث کا بروایت سالم بن ابی الجعد اشجعی بحوالہ اشجع کے زاہر بن حرام نامی شخص ایک شاہد موجود ہے، وہ دیہاتی شخص تھے جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو کوئی نئی پیداوار یا ہدیہ لے کر آتے تھے۔ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سودا بیچتے دیکھا تو آ کر انہیں کمر سے پکڑ لیا۔ (حدیث) ان کے والد ''حرام'' کا نام بقول بعض: حا اور زبر سے ور ایک قول ہے: زیر اور زا سے ''حِزام'' ہے۔ عبدالرزاق کی روایت میں شک کے ساتھ (دونوں نام) لکھے ہیں۔

۲۷۸۱ زائدہ بن حَوالہ العَنَزی[1]

ابن عبدالبر[2] نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے، ابن الاثیر[3] نے انہی کا اتباع کیا ہے۔ ذہبی نے امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب کا حوالہ دیا ہے، جبکہ عماد بن کثیر نے ان صحابہ کے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایتیں امام احمد نے نقل کی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: الجزء الثاني از مسند بصریین ''زائدہ یا مزیدہ بن حوالہ'' مجھے ان کی حدیث امام احمد کی کتاب میں بطریق کَھمس بن حسن، بواسطہ عبداللہ بن شقیق مل گئی، فرماتے ہیں: مجھ سے عنزہ کے ایک زائدہ یا مزیدہ بن حوالہ نامی شخص نے بیان کیا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، لوگ ایک مقام پر فروکش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے، میں اپنے کسی کام سے آ رہا تھا، اس وقت آپ کے اور آپ کے کاتب کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں لکھ دیں''۔[4] (حدیث) یہی روایت یزید بن ہارون نے بحوالہ کَھمس نقل کی ہے۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے مسند عبداللہ بن حوالہ میں اسمٰعیل بن علیہ سے بواسطہ حُریری عبداللہ بن شقیق بحوالہ ابن حوالہ نقل کی، پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ ایسا ہی انہوں نے اس حدیث کو سند عبداللہ بن حوالہ میں درج کیا حدیث میں ان کا نام عبداللہ نہیں لیا گیا۔ البتہ طبرانی نے بطریق حماد بن سلمہ بواسطہ حُریری ان کا نام عبداللہ نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن حوالہ مشہور صحابی ہیں، جو شام فروکش ہوئے۔ یہی ازدی نسبت سے مشہور ہیں۔ وہ اس حدیث کے راوی زائدہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ شاید کسی راوی نے یہ سمجھ کر کہ یہ مشہور ابن حوالہ ہیں ان کا نام عبداللہ بیان کر دیا ہو جبکہ درست زائدہ یا مَزیدہ

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۲۵) استیعاب (۸٦۸) [2] استیعاب (۱۲۸/۲) [3] اسد الغابہ (۲۰٦/۲) [4] مسند احمد (۱۰۹/٤)

(شک کے ساتھ) ہے۔ یہ عبداللہ کے بھائی بھی نہیں، کیونکہ عبداللہ ازدی ہیں بقول بعض عامری ہیں جنہوں نے ازد کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، اور زائدہ عنزی کا ذکر میں نے صرف مسند احمد کی اس جگہ میں ہی دیکھا ہے۔

باب زاء کے بعد باء

۲۷۸۲ زبّان ✿

بقول بعض زبار اسی کو عبدالغنی بن قسورہ نے راجح قرار دیا ہے۔ ایک قول ہے: قیسور کُلفی، الدارقطنی نے ''المؤتلف'' میں ان کی حدیث بطریق محمد بن اسحاق بواسطہ یحییٰ بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ الدارقطنی لکھتے ہیں: ان کی حدیث منکر ہے۔

۲۷۸۳ (ز) زبّان العدوی

ان کی حدیث ابومحمد بن قتیبہ نے بطریق عیسیٰ بن یزید بن داَب نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے کسی نے کہانت کا ذکر کیا، تو زبان عدوی نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے عجیب چیز دیکھی۔

۲۷۸۴ الزبرِقان بن بَدر ✿

بن امرئ القیس بن خلف بن بَہدَلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن مر التمیمی السعدی۔ بقول بعض: ان کا نام حصین تھا اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کا لقب ''زبرقان'' تھا جو چاند کا نام ہے۔ ابن اسحاق نے وفود عرب میں ذکر کیا ہے: تمیم کا وفد آیا جن میں عطارد بن حاجب تھے جو اپنی قوم کے معزز لوگوں کے ساتھ تھے، جن میں اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر جو بنی سعد کے فرد ہیں۔ عمرو بن الاہتم، قیس بن عاصم شامل تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا کہ یہ لوگ اسلام لائے۔

ابن ابی خیثمہ نے ان کا قصہ، زبیر بن بکّار سے بواسطہ محمد بن ضحاک انہوں نے اپنے والد سے مرسل اور طویل ذکر کیا ہے۔ اور ابن شاہین نے ایک اور کمزور سند سے اور ابوحاتم سجستانی نے کتاب المعمرین میں اکثم بن صیفی کے حالات میں دوسرے سیاق سے نقل کیا ہے۔ ابونعیم کی روایت ہے کہ عمرو بن الاہتم، قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر نبی ﷺ کے پاس آئے، تو نبی ﷺ نے عمرو بن عاصم سے فرمایا: ''مجھے اس (یعنی زبرقان) کے بارے میں بتاؤ''۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: ''بعض باتیں جادو کا اثر رکھتی ہیں''۔ ✿ اس کی سند حسن ہے صرف اس میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ ابن شاہین نے یہی روایت ابوالمقوم انصاری کے طریق سے بواسطہ حکم، مقسم سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے، فرمایا: نبی ﷺ کے پاس قیس بن عاصم، زبرقان بن

✿ اسد الغابہ (١٧٢٦) استیعاب (٨٦٩) ✿ اسد الغابہ (١٧٢٨) استیعاب (٨٧٠) تجرید (١/١٨٨)

✿ ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر (٥٠١١) ابن ماجہ کتاب الادب باب الشعر (٣٧٥٦) مسند احمد (٢٤٢٤) المعجم الکبیر (١٠٠٢٥، ١٠٠٩٤) مجمع الزوائد (١٣٢٨٦)

بدر اور عمرو بن الاہتم اکٹھے ہوئے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں زبرقان رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو ایک انصاری کے ہاں فروکش ہوا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، طبرانی نے اسی سند سے ایک اور حدیث اور حطیہ کے ساتھ ان کا قصہ ذکر کیا ہے، جسے میں قسم ثالث کے حرف حاء میں حُطیہ کے حالات میں بیان کر چکا ہوں۔ ابو عمر اور ابن عبدالبر ✿ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کی زکوۃ وصول کرنے پر مقرر کیا، جسے آپ نے دور صدیق میں بھی ادا کیا تو آپ نے انہیں اسی خدمت پر مامور رکھا پھر فاروقی دور میں بھی یہی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں انہوں نے پوری طرح زکاۃ ادا کرنے کی خدمت کا ذکر کیا ہے۔ اور جبکہ قیس بن عاصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ہاتھ ڈالا۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زکاۃ کے اونٹ آئے تو میں نے پورے کے پورے پہنچا دیئے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھی نہیں لوٹایا گیا''۔

دوسرے شعر میں کہتے ہیں:

''قیس اور خندف کو میرا کوئی یہ پیام پہنچائے گا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے''۔

میں کہتا ہوں: ان کا اس بارے میں قیس بن عاصم کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے، جسے ابوالفرج نے قیس کے سوانح میں لکھا ہے ''زبرقان'' خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک حیات رہے۔ حافظ نے کتاب البیان میں نقل کیا ہے کہ وہ زیاد کے پاس آئے جب ان کی نظر چلی گئی تھی۔ آ کر ہلکا سا سلام کیا۔ زیاد نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگا: ابو عباس! لوگ آپ کی بے وفائی پر ہنستے ہیں؟ فرمانے لگے: اگر چہ وہ ہنستے رہیں، اللہ کی قسم! کوئی شخص بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ میں اس کا باپ بنوں کم عقلی یا دانشمندی کی وجہ سے۔

مرادی نے ''فیمن عمی من الاشراف'' (معزز لوگوں میں سے جو نابینا ہوگئے) نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کوکبی نے لکھا ہے وہ عبدالملک کے پاس آئے اور اس کی طرف پچیس گھوڑے لائے اور ہر گھوڑے کا نسب اس کی ماں اور باپ تک بیان کیا۔ ہر گھوڑے پر ایک قسم کھائی جو دوسرے پر نہیں کھائی۔ عبدالملک کہنے لگا: مجھے ان کی مختلف قسموں پر گھوڑوں کے نسب کی جان پہچان کے مقابلہ میں زیادہ تعجب ہوا ہے۔

۲۷۸۵ زبرقان بن اَصلَم ✿

از آلِ ذی لعُوہ۔ ابن مندہ نے بطریق عمرو بن شمر بواسطہ لیث، مجاہد سے بحوالہ ابو وائل ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے کہ حسین بن علی جنگ صفین کے روز سامنے آئے۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں ہے کہ زبرقان بن اصلم نے ان سے کہا: بیٹا! واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قباء سے آتے دیکھا ہے اور تم ان کے آگے ہو، میں ایسا نہیں کہ تمہارے خون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کروں۔ ✿

✿ استیعاب (۱۲۹/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۷۲۷) ✿ جامع المسانید (۳۲۰/۴) اسد الغابہ (۲۰۶/۲)

۲۷۸۶ الزبیب بن ثعلبہ ✿

بن عمرو بن سواء العنبری۔ بقول بغوی: دیہات میں رہتے تھے۔ ان (بغوی) کے علاوہ کسی نے کہا: بصرہ فروکش ہوئے، اکثر کے نزدیک یہ نام تصغیر ہے۔ جبکہ عسکری نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے پہلی با کو نون (الزنیب) لکھا ہے۔ اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ محدثین یہ نام باء سے لیتے ہیں۔ ان کی ایک حدیث ابوداوٗد ✿ نے نقل کی ہے۔ ان سے ابن دجین اور ان کے پوتے شعیث نے روایت کی ہے اُن سے اِن کے سماع کی صراحت سنن ابوداوٗد میں کی ہے۔ ان کی والدہ ام زینب کے حالات میں جو خواتین کی کنیتوں میں ہے، وہاں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

۲۷۸۷ (ز) زبید السلمی

ان کی حدیث محمد بن یحییٰ عدنی بن ابی عمر نے اپنی مسند میں نقل کی ہے، سفیان نے اپنے ایک دوست عمرو بن حفص جو ثقہ ہیں وہ بنی سلیم کے ایک شیخ جنہیں زبید کہا جاتا ہے سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے دس سال میں قرآن پڑھا، جس کا ختم وہ چوبیس گھنٹے میں کرتے اور بیس سال تک دو دنوں اور دو راتوں میں ایک ختم کرتے۔ فرماتے: اللہ کی قسم! ان کے چہرہ پر ایک نور تھا۔ آپ ﷺ جب اپنے صحابہ میں کوئی (شیطانی) دھوکا یا غفلت محسوس کرتے تو بلند آواز سے فرماتے: ''یقیناً موت تمہیں آئی، یا تو بدبختی لے کر یا سعادت لے کر''۔

زبیر نامی حضرات

۲۷۸۸ زبیر بن عبداللہ کلابی ✿

یعقوب بن سفیان نے نبی ﷺ سے ملاقات کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: مجھے ان کی ملاقات کا علم نہیں۔ البتہ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے اور خلافتِ عثمانی تک زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: شاید ان کی مراد وہ روایت ہے جو علاء بن زبیر نے اپنے والد سے نقل کی ہے: میں نے دیکھا کہ فارس رومیوں پر غالب آئے پھر روم کا غلبہ فارس پر دیکھا۔ پھر دیکھا کہ مسلمان فارس پر غالب آ گئے، یہ سب کچھ پندرہ سالوں میں ہوا۔ ابوالحسن بن سمیع نے انہیں اہل شام کے تابعین کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۷۸۹ زبیر بن عبیدہ اسدی ✿

از بنی اسد بن خزیمہ ابن اسحاق نے انہیں بنی اسد میں سے مہاجرین مدینہ میں ذکر کیا ہے جن میں وہ اور ان کے بھائی تمام بن عبیدہ بھی تھے۔

✿ اسد الغابہ (۱۷۲۹) استیعاب (۸۷۱) تجرید (۱/۱۸۸) ✿ ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب القضاء بالیمین والشاھد (۳۶۱۲)

✿ اسد الغابہ (۱۷۳۰) استیعاب (۸۰۹) ✿ استیعاب (۲/۸۹) ✿ اسد الغابہ (۱۷۳۱) استیعاب (۸۱۰)

۲۷۹۰ (ز) زبیر بن عدی

بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ قرشی اسدی، ورقہ بن نوفل کے بھتیجے۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۷۹۱ زبیر بن عوّام ❶

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب قرشی اسدی۔ ابو عبد اللہ، حواریٔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب تھیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور شوریٰ کے چھ افراد میں سے ہیں، آپ کی والدہ نے آپ کی کنیت ''ابو الطاہر'' رکھی تھی، جو ان کے بھائی زبیر بن عبد المطلب کی کنیت تھی۔ جبکہ انہوں نے اپنے بیٹے ''عبد اللہ'' سے کنیت رکھی ہے جس کا غلبہ ہوگیا۔ بارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ بقول بعض: آٹھ سال میں۔ لیث کا قول ہے ابوالاسود نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت زبیر کے چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر اوپر سے دھواں چھوڑ دیتے تاکہ وہ واپس کفر اختیار کر لیں۔ وہ فرماتے: میں کبھی کفر نہیں کر سکتا۔ زبیر بن بکّار نے کتاب النسب میں لکھا ہے کہ مجھ سے میرے چچا نے بحوالہ میرے دادا عبد اللہ بن مصعب روایت کی ہے جب عوّام کا انتقال ہوا تو نوفل بن خویلد اپنے بھتیجے زبیر کی پرورش کرتے تھے، اور حضرت صفیہ انہیں مارتی تھیں، اس وقت وہ کم سن تھے اور انہیں ڈانٹتی تھیں، تو نوفل نے انہیں ڈانٹا اور کہا: کیا اس طرح بچوں کو مارا جاتا ہے تم تو اسے ایسے مارتی ہو جیسے اس سے ناراض ہو۔ تو حضرت صفیہ نے فی البدیہ (بے ساختہ) یہ اشعار کہے:

> ''جو اس کا قائل ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں تو وہ جھوٹا ہے میں تو اسے اس لئے مارتی ہوں تاکہ بہادر بنے اور لشکر کے چھکے چھڑا دے اور مقتول کا سامان لے کر لوٹے اور اپنے مال کے لئے چھپ کر نہ بیٹھے کہ گھر میں بیٹھا کھجوریں اور اناج کھاتا پھرے''۔

بنی نوفل ان کے پیچھے پڑ گئے۔ وہ کہنے لگے: اے بنی ہاشم! کیا تم لوگ اسے میری طرف سے نہیں ڈانٹتے؟ حضرت زبیر نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ عروہ فرماتے ہیں: زبیر رضی اللہ عنہ اتنے دراز قد تھے کہ جب وہ سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگتے۔ یہ روایت زبیر بن بکار نے نقل کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ زبیر کو خلیفہ بنا دیجیے، تو آپ نے فرمایا: ''یہ تو رسول اللہ ﷺ کے سب سے بہترین اور آپ کے سب سے پسندیدہ شخص تھے''۔ یہ روایت امام احمد اور بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے نقل کی ہے۔ ان کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو زبیر بن بکار نے روایت کی ہے:

> ''آپ ﷺ کے حواری عہد نبوی میں آپ کے طریقہ پر کاربند رہے اور قول فعل کے برابر ہے''۔

اسی میں یہ بھی کہا:

> ''ان جیسا ان میں ہے اور نہ ان سے پہلے کوئی ہوا اور جب تک زمانہ ہے کوئی نہ ہوگا، جب تک پہاڑ ''یذبل'' موجود ہے''۔

زبیر بن بکار بطریق ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حضرت زبیر سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ سے اتنی کم احادیث کیوں نقل کی ہیں، تو وہ فرمانے لگے: ''ہمارا رشتہ ناتا تم جانتے ہی ہو

---

❶ اسد الغابہ (۱۷۳۲) استیعاب (۸۱۱)

چونکہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: جس نے میرے بارے میں ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے'' ۔[1]
یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے دوسری سند سے بحوالہ عروہ نقل کی ہے کہ زبیر نے مکہ میں ایک آدمی سے لڑ کر اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ (گلہ دینے کے لیے) اس شخص کو اٹھا کر حضرت صفیہ کے پاس لایا گیا۔ پوچھ گچھ کے بعد آپ نے فرمایا: تم نے اپنے زبیر کو کیسا پایا: ''پنیر، کھجور، یا غضبناک شکرا؟'' یہ روایت ابن سعد نے عروہ اور ابن المسیب سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تلوار سونتی وہ زبیر ہی ہیں، جس کا قصہ یہ ہوا کہ شیطان نے یہ افواہ پھیلا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے نرغہ میں آ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے انسانی سمندر چیرتے ہوئے آگے بڑھے بالآخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے بالائی حصہ میں دیکھ کر مطمئن ہوائے۔[3] یہ روایت زبیر بن بکار نے دو سندوں سے نقل کی ہے۔ ابن المسیب کی روایت میں ہے: کسی نے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو زبیر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لہراتے ہوئے (اس سمت) نکل پڑے۔ ابن سعد[4] نے صحیح سند سے بواسطہ ہشام انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سیاہ عمامہ باندھ کر اس سے نقاب کیا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: ''فرشتے زبیر کے مشابہ اترتے ہیں''۔ اور طبرانی نے بطریق ابوالملیح انہوں نے بحوالہ اپنے والد اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اور حدیث عروہ میں بحوالہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ مجھ سے زبیر فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: ''میرے ماں باپ تجھ پہ نثار ہوں'' ۔[5]

عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے اتنے گہرے گھاؤ اور زخم تھے جن میں میں انگلیاں ڈالے کھیلا کرتا تھا۔ دو بدر میں اور ایک جنگ یرموک میں آیا۔[6] بخاری کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا: تمہارے والد ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے مصیبت کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا۔ آپ کی مراد ابوبکر اور زبیر سے تھی۔[7] اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ سے معرکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے پاس اس قوم کی اطلاع کون لائے گا؟ حضرت زبیر آگے بڑھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے'' ۔[8] امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عاصم بن زرّ روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زبیر کا قاتل دروازے پر کھڑا ہے آپ نے فرمایا: ابن صفیہ کا قاتل جہنمی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے جبکہ میرا حواری زبیر ہے'' ۔[9] ابن عدی نے یہی متن حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابویعلی کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہتے سنا: میں حواری کا بیٹا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر تم زبیر کی اولاد سے ہو تو ٹھیک ورنہ نہیں۔ یعقوب بن سفیان نے مطیع بن الاسود کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کوئی کام کہا: تو انہوں نے انکار کر دیا، یہ کہنے لگے: میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں آپ مان لیں۔ کیونکہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ''زبیر دین کا ایک ستون ہے''۔ ''النوادر'' میں حمیدی نے

---

[1] بخاری کتاب العمل باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰۶) مسند احمد (۱۴۲۸)
[2] التاریخ الکبیر (۴۴۷/۱) [3] مستدرک للحاکم (۵۵۵۱، ۱۱۴۹) [4] الطبقات الکبریٰ (۱/۲)
[5] بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب الزبیر بن العوام (۳۷۲۰) مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۶۱۹۵) ابن ماجہ المقدمہ (۱۲۲)
[6] بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل (۳۹۷۳)
[7] مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل طلحہ والزبیر رضی اللہ عنہما (۶۱۹۹)
[8] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق (۴۱۱۳) [9] مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۶۱۹۳)

لکھا ہے کہ حضرت عثمان، مقداد، ابن مسعود، ابن عوف وغیرہ حضرات نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کر رکھی تھی، چنانچہ وہ ان حضرات کے مال کی حفاظت کرتے اور اپنے مال سے ان کے بال بچوں پر خرچ کرتے۔ زبیر بن بکار اور مطیع بن الاسود نے ابوالعاص بن الربیع کا اضافہ نقل کیا ہے۔ یعقوب بن سفیان کا بیان ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہزار غلام تھے جو انہیں خراج ادا کرتے تھے تو وہ اس میں سے گھر کچھ بھی نہ لاتے سارا باہر صدقہ کر دیتے۔ قرض کی ادائیگی اور اس میں برکت کا قصہ صحیح بخاری میں کتاب الخمس میں طوالت کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت جنگ جمل سے واپسی پر ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یاد دلایا، چنانچہ ابویعلی کی بطریق ابوجرو المازنی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما کو جنگ جمل میں آمنے سامنے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''تم علی سے لڑو گے اور زیادتی تمہاری طرف سے ہوگی''۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، اور یہ بات مجھے ابھی یاد آئی ہے، پھر وہاں سے چلے گئے۔

ابن سعد نے صحیح سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ انہوں نے جنگ جمل کے روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ابن عبدالمطلب سے لڑنے آئے ہیں؟ تو حضرت زبیر واپس آ گئے۔ ابن جرموز نے تاک میں انہیں قتل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: ابن صفیہ کے قاتل کا کیا انجام ہے؟ فرمایا: جہنمی ہے۔ ان کی شہادت کا واقعہ جمادی الاولیٰ چھتیس (۳۶ھ) میں پیش آیا، اس وقت ان کی عمر چھیاسٹھ (۶۶) یا سرسٹھ (۶۷) سال تھی۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے انہیں شہید کیا جس کا نام عمرو بن جرموز تھا۔ اس نے وادی السباع میں دھوکے سے انہیں قتل کیا۔ یہ روایت خلیفہ بن خیاط کی ہے۔

یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں بطریق حصین بواسطہ عمرو بن جاوان لکھتے ہیں: جب دونوں گروہ ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے تو کعب بن سور کھڑے ہوئے ان کے ہاتھ قرآن شریف تھا وہ دونوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے لیکن کسی شرارتی نے آگے بڑھ کر اس مصلحت کیش کا کام تمام کر دیا۔ اب دونوں جماعتیں گتھم گتھا ہو گئیں۔ سب سے پہلے طلحہ قتل ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر نکل گئے احنف کو معلوم ہوا تو وہ کہنے لگے جب انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر حملہ کرنا تھا جب دیکھا کہ ایک دوسرے کی تلواریں پیشانیوں کو چیر رہی ہیں تو وہ اپنے بیٹے سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عمرو بن جرموز نے سن لی وہ ان کے تعاقب میں چل پڑا، پیچھے سے پہنچ کر انہیں نیزہ گھونپا فضالہ بن حابس اور نفیع نے مزید مدد کی سب نے مل کر انہیں قتل کر دیا''۔ [1]

تنبیہ: ہمارے سامنے جو نسخہ ہے اس میں نمبر نگ اور شمار میں تھوڑی غلطی ہے۔ اگلا نام بے نمبر ہے جو سابقہ ترتیب کے مطابق ۲۷۸۹ بنتا ہے جبکہ اس کے بعد والا ہونا تو ۲۷۹۰ چاہیے تھا لیکن ۲۷۹۲ لکھا ہے جس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ شاید دو عنوان چھوڑ دیئے گئے، لیکن دارالفکر کا دوسرا نسخہ جو سات جلدوں پر مشتمل ہے اس میں نمبر شمار اور نام اسی ترتیب سے درست لکھے ہیں۔

(۲۷۹۱) زبیر بن ابی ہالہ التمیمی [2]

ابن مندہ کی بحوالہ زبیر بن ابی ہالہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قریشی کو قتل کروایا پھر فرمانے لگے: ''آج کے بعد کسی

---

[1] کنز العمال (۳۱۶۸۸) [2] اسد الغابہ (۱۷۳۳) تجرید (۱۸۹/۱)

قریشی کو قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا"۔ [1] اسی روایت کو ابن عدی نے "الکامل" میں مصعب بن سعید کے حالات میں نقل کیا ہے کہ وہ ثقات کے حوالہ سے منکر روایات نقل کرتے تھے اور اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بڑھا دیئے ہیں "سوائے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتل کے"۔ ابن ابی حاتم [2] لکھتے ہیں: ان کی حدیث سیف بن عمر کے طریق سے ذخیرہ احادیث میں شامل ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: سیف نے فتوح میں وائل بن داؤد سے بواسطہ البھی انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! میری امت کے لیے میرے صحابہ میں برکت عطا فرما"۔ [3] (حدیث) لیکن اکثر نسخوں میں "زبیر بن عوام" لکھا ہے۔ فاللہ اعلم

باب زاء کے بعد جیم

۲۷۹۲ (ز) الزجّاج

عبدالرحمٰن کے والد۔ ام حبیبہ کے غلام۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے بیٹے کے حالات میں ہوگا۔

باب زاء کے بعد خاء

۲۷۹۳ (ز) زخیّ (تصغیر ہے)

ابن مندہ اور ابونعیم نے حرف زا میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ ابن فتحون نے حرف راء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے ہاں ذویب بن شَعثم کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب زاء کے بعد راء

۲۷۹۴ زرارہ بن اوفی النّخعی [4]

ابوعمرو۔ ابن ابی حاتم [5] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ ابوعمرو [6] نے بھی ان کا اتباع کر کے اتنا ہی لکھا ہے۔

---

[1] مسند احمد (١٥٤٠٩) المستدرك (٢٧٥/٤) تهذيب تاريخ دمشق (٦٣/٣)

[2] الجرح والتعديل (٥٧٩/٣)

[3] تهذيب تاريخ دمشق (١٣/٣)

[4] اسد الغابہ (١٧٣٧) استيعاب (٨١٢)

[5] الجرح والتعديل (٦٠٣/٣)

[6] استيعاب (٩٤١٢)

[7] اسد الغابہ (١٧٣٨) استيعاب (٨١٣)

میں کہتا ہوں: رہے زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تو وہ مشہور تابعی ہیں اور ثقہ ہیں وہ حرشی ہیں (نخعی نہیں) لہٰذا فرق واضح ہے۔

۲۷۹۵ زرارہ بن جُزیّ [1]

یا جزء بن عمرو بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ ابویعلی اور حسن بن سفیان کی بطریق زفر ابن وثیمہ بحوالہ مغیرہ بن شعبہ روایت کی ہے کہ زرارہ بن جُزیّ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک بن سفیان کی طرف یہ تحریری حکمنامہ بھیجا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بنائے''۔ [2] اس کی سند حسن ہے۔ اس کا ایک طریق اور بھی ہے جو شریک بن وائلہ کے سوانح میں ذکر ہوگا۔ جاحظ نے کتاب البیان میں لکھا ہے کہ زرارہ بن جزی جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے پاس گفتگو کی تو ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی:

''میں ابوحفص کے پاس آیا جبکہ لوگوں میں سے کسی کی سکت نہیں وہ میزہ کی طرح تیز ہے، مجھے رحمٰن نے توفیق دی جب ان سے میری ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے ایسی بات کہی جو ان کے دل کو لگی، اور دروازہ میں مدّ مقابلوں کے پیچھے چرچراہٹ تھی حالانکہ کہنے والوں کی کچھ باتیں دھوکہ پر مبنی ہوتی ہیں''۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ یہ مروان بن الحکم کی خلافت تک حیات رہے۔ زبیر بن بکّار لکھتے ہیں مجھے میرے بھائی ہارون نے بحوالہ کسی دیہاتی بتایا کہ عبدالعزیز بن زرارہ صاحبِ شرافت اور مالدار آدمی تھے۔ عنبسہ آئے تو اپنا مال انہیں پیش کیا، انہیں پسند آ گیا تو فرمانے لگے: اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و مال کو آپ کی راہ میں روک رکھا ہے۔ پھر اپنے والد کے پاس آئے، انہیں اطلاع دی انہوں نے فرمایا: اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ چنانچہ شام کی جانب چل دیئے۔ امام واقدی کا بیان ہے کہ وہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے معرکہ میں شریک تھے۔ بقول بعض وہ اسی سفر میں فوت ہوئے تھے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زرارہ کو ان کی فوتگی کی اطلاع دی۔ تو وہ بولے: عربی نوجوان فوت ہوا ہے۔ زرارہ بولے: میرا بیٹا یا آپ کا؟ انہوں نے فرمایا: تمہارا بیٹا۔ جس پر انہوں نے انا للہ پڑھا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: مروان نے جب خلافت کی بیعت لی تو اس کا گزر زرارہ کے پاس سے ہوا اس وقت وہ اپنے پانی کے چشمہ پر تھے ان کی کافی عمر ہوگئی تھی۔ مروان نے پوچھا: آپ کیسے ہیں؟ فرمایا: خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اچھی فصل دی جسے ہم سے اچھے طریق سے کٹوایا۔ ان کے سب لوگ جہاد میں شہید ہوئے تھے۔

۲۷۹۶ زرارہ بن عمرو النخعی [1]

ابن ابی حاتم [2] بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ یہ ۱۱ھ پندرہ محرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابوعمر [3] کا قول ہے: بلکہ ان کی آمد ۹ھ پندرہ رجب میں ہوئی تھی۔ جو قول ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد [4] نے اعتماد کر کے لکھا ہے کہ محمد بن عمر اسلمی

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۳۸) استیعاب (۸۱۳) [2] ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی المرأۃ ترث من دیۃ زوجھا،
ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث المرأۃ فی دیۃ زوجھا (۲۱۱۰) ابن ماجہ کتاب الدیات باب المیراث من الدیۃ (۲۶۴۲)

[1] اسد الغابہ (۱۷۳۹) استیعاب (۸۱۲) تجرید (۸۹/۱) [2] الجرح والتعدیل (۶۰۳/۳) [3] استیعاب (۹۴/۲) [4] الطبقات (۳۸۸/۵)

نے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ کے پاس آخری وفد جو آیا وہ نخع کا وفد تھا، یہ لوگ یمن سے ۱۱ھ پندرہ محرم کو آئے تھے۔ ان کی تعداد دوسو (۲۰۰) مرد تھی۔ انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی، ان میں زرارہ بن عمرو بھی تھے۔ ابوعمر [1] نے ان کی ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ انہیں فتنہ کا زمانہ نہ دیکھنا پڑے، مذکورہ حدیث ابن شاہین نے بطریق ابوالحسن مدائنی بحوالہ اپنے شیوخ نقل کی ہے کہ نخع کا وفد محرم ۱۰ھ میں آیا۔ ان کے امیر زرارہ بن عمرو تھے یہ کل دوسو (۲۰۰) مرد تھے۔ زرارہ نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے راستہ میں ایک خوفناک خواب دیکھا ہے، میں نے خواب میں اپنی وہ گدھی دیکھی ہے جو اپنے گھر چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے ایک بچہ جنا ہے جس کا سرخی بمائل سیاہ اور سبزی مائل رنگ ہے۔ اور میں نے زمین سے نکلتی ایک آگ دیکھی جو میرے اور میرے بیٹے جس کا نام عمرو ہے حائل ہوگئی، وہ کہہ رہی تھی: لپٹ لپٹ بینا اور نابینا۔ اور میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا، اس نے دو بالیاں، دو بازوبند اور دو کنگن پہن رکھے ہیں اور میں نے کھچڑی بالوں والی ایک بڑھیا زمین سے نکلتی دیکھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پیچھے شب باشی والی حاملہ باندی چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایک لڑکا جنا ہے، جو تمہارا بیٹا ہے۔ عرض کی: اس کا رنگ سیاہ اور سرخی مائل کس وجہ سے ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے نزدیک ہو جاؤ، چنانچہ وہ قریب ہوئے تو فرمایا: کیا تمہیں کہیں برص کا داغ ہے، جسے تم چھپاتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، آپ سے پہلے کسی کو اس کا علم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس وہ (رنگت) یہی ہے۔ رہی وہ آگ، تو اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ عرض کی: فتنے کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: لوگ اپنے خلیفہ کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑنے لگیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں آپس میں ملا کر دکھائیں کہ اس طرح۔ ایسی حالت ہو جائے گی کہ مومن کا خون (کرنا) انہیں شہد سے شیریں معلوم ہوگا۔ برائی کرنے والا سمجھے گا میں نیکی کر رہا ہوں۔ اگر تم مر گئے تو تمہارے بیٹے کو ان فتنوں کا سامنا ہوگا اور اگر تم زندہ رہے تو ان فتنوں کو دیکھو گے"۔ عرض کی: آپ میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ مجھے وہ فتنے نہ دیکھنے پڑیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے لیے دعا فرما دی۔ [2] فرماتے ہیں: ان کے بیٹے عمرو بن زرارہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: رہا نعمان تو وہ عرب بادشاہ تھا جسے مزید زیب و زینت ملے گی۔ اور کھچڑی بالوں والی بڑھیا باقیماندہ دنیا ہے۔

ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی روایت کی کہ مجھ سے جُرم کے ایک شخص نے بحوالہ ان کے کسی آدمی سے نقل کیا کہ نخع کا زرارہ بن قیس بن حارث بن عدی نامی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پھر اسی طرح کا مفہوم ذکر کیا۔ اور حدیث میں یوں نقل کیا ہے کہ زرارہ تو فوت ہو گئے، اور ان کے بیٹے عمرو کو فتنہ نے آ لیا۔ چنانچہ وہ کوفہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

۲۷۹۷ (ز) زرارہ بن عُمَیر

ابوعزیز۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] الاستیعاب (۹۵/۲) [2] الطبقات (۳۸۸/۵)

۲۷۹۸ زرارہ بن قیس

بن حارث بن عدی النخعی۔ قریب ہی زرارہ بن عمرو میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۹۹ زرارہ بن قیس ❶

بن حارث بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری۔ ابن عبدالبر ❷ نے ان کا ذکر کیا کہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۲۸۰۰ (ز) زرارہ بن قیس ❸

بن عمرو النخعی۔ میرے خیال میں یہ ان سے پہلے عنوان والے صاحب کے بھتیجے ہیں۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: منذر بن محمد حسن بن محمد، یحییٰ بن زکریا بن ابراہیم بن سوید نخعی، حسن بن حکم، عبدالرحمٰن بن عابس نخعی وہ اپنے والد سے ان کے سلسلۂ سند میں زرارہ بن قیس بن عمرو سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی اور دعا دی۔

۲۸۰۱ زرارہ الانصاری ❹

ابن شاہین اور ابن مردویہ بطریق عمر ابی حفص، خالد بن سلمہ، سعید بن عمرو بن جعدہ المخزومی، وہ زرارہ انصاری کے بیٹے سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ آیات پڑھیں: "یہ مجرم لوگ درحقیقت غلط فہمی میں ہیں اور ان کی عقل ماری گئی ہے، جس روز یہ چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا، ہم نے ہر چیز کو ایک تقدیر سے بنایا ہے"۔ ❺ پھر فرمایا: "یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو میری اُمت کے آخر میں ہوں گے اور تقدیر کو جھٹلائیں گے"۔ اسی روایت کو ابن شاہین اور ابن مندہ ایک اور سند سے جو حفص بن سلیمان تک بحوالہ خالد بن سلمہ پہنچتی ہے۔ اسی اسناد سے نقل کی ہے، لیکن اس میں انصاری نہیں لکھا۔ اسی بنا پر "ابن الاثیر" یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ نخعی ہیں۔ اور یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے یہ اور ہیں۔ اسی طرح ابن مندہ اور ابن مردویہ نے بطریق حفص بن سلیمان سعید بن عمرو سے انہوں نے زیاد بن ابی زیاد انصاری سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، اس میں حفص بن سلیمان (جو ضعیف راوی ہے) کی طرف سے اضطراب ہے۔ ابن مندہ نے ان کے بیٹے عمرو سے ان کی کنیت ابو عمرو لکھی ہے۔

۲۸۰۲ (ز) زرّ بن جابر

بن سدوس بن اصمع طائی نبہانی ابن کلبی کا بیان ہے کہ یہ زید الخیل کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ اس کی اسناد حارثہ بن قعین کے حالات میں گزر چکی ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۷٤۲) استیعاب (۸۱۵) ❷ استیعاب (۹۵/۲)

❸ اسد الغابہ (۱۷٤۱) استیعاب (۸۱٦) تجرید (۱۸۹/۱)

❹ اسد الغابہ (۱۷٤۰) ❺ سورۃ القمر (٤۷)

۲۸۰۳ زرّبن عبداللہ

بن کلیب فقیمی۔ بقول طبری انہیں شرف صحابیت اور آمد حاصل ہے۔خورستان کی فتح میں لشکروں کے امیروں میں شامل تھے۔ جندیسابور کے محاصرہ میں لشکر کے کمانڈر تھے جسے صلح سے فتح کرلیا تھا ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بطریق سیف بن عمر، ورقاء بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ زر بن عبداللہ فقیمی روایت کی ہے کہ یہ بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا نبی ﷺ نے ان کے لیے اوران کی اولاد کے لیے دعا کی۔ پھر بطریق ابومعشر بحوالہ یزید بن رُومان روایت کی ہے، فرمایا: رزین بن عبداللہ فقیمی نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: بقول بعض: یہی درست ہے یعنی (زر کی بجائے) زرین۔ واللہ اعلم

۲۸۰۴ زرعہ بن خلیفہ الیمامیؓ

ابوحاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن السکن ان سے ایک مجہول سند سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔ پھر اسے بطریق ابوزرعہ رازی، موسیٰ بن حکم خراسانی، محمد بن زیاد رابسی بحوالہ زرعہ بن خلیفہ بیان کیا، فرمایا: میں نے یمامہ میں نبی ﷺ کو انہیں بلاتے سنا، پھر ہم آپ کے پاس آگئے آپ نے ہمیں اسلام کی پیشکش کی تو ہم لوگ اسلام لے آئے اور ہمارے لئے حصہ مقرر کیا اور عشاء کی نماز میں آپ نے یہ سورتیں تلاوت کیں۔ "تین اور زیتون کی قسم! بے شک ہم نے یہ کلام لیلۃ القدر میں نازل کیا"۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اگرابوزرعہ نے ان سے مذکورہ حدیث روایت نہ کی ہوتی تو میں اس کا ذکر نہ کرتا۔ اس کی سند میں ان کے علاوہ اور ہمارے شیخ کے علاوہ کوئی مشہور راوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: شیرازی نے یہ روایت "الالقاب" میں بطریق ابوحاتم رازی بحوالہ ابوزرعہ روایت کی ہے، پھر لکھا: خراسانی نے ایسا ہی کہا ہے۔ میں نے ایک اور مقام پر لکھا دیکھا ہے: موسیٰ بن حکم ابوعمران جرجانی، اسی طرح ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق محبوب بن مسعود بصری، ابوالمُعَدَل جرجانی روایت کی ہے، فرمایا: میں حج کے لیے نکلا، کسی نے مجھ سے کہا: یہاں ایک شخص رہتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ ان کا نام زرعہ بن خلیفہ بتایا جاتا ہے، چنانچہ میں ان کے پاس آیا وہ اپنی قوم کے بے حد عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہم لوگ اپنی قوم کی جماعت میں آپ کے پاس آئے۔ لیکن مدینہ میں آپ سے ہماری ملاقات نہ ہوسکی۔ آپ کسی غزوہ میں باہر گئے ہوئے تھے ہم لوگ واپس آگئے تو راستہ میں ہمارا آمنا سامنا ہوگیا، اتنے میں نمازِ فجر کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور سورۃ قل هو الله احد، اور قل یا ایها الکافرون پڑھی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے۔

۲۸۰۵ زرعہ بن ضمرہ العامریؓ

بقولِ ابن مندہ: ایک غلط حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۷۳۶) ❷ اسد الغابہ (۱۷٤٤) استیعاب (۸۱۷) ❸ الجرح والتعدیل (۶۰۵/۳)

❹ جامع المسانید (۳۶۵/٤) ❺ اسد الغابہ (۱۷٤۷)

۲۸۰۶ (ز) **زرعہ بن عامر**[1]

بن مازن ابن ثعلبہ بن ھوازن بن اسلم اسلمی بقول ابن کلبی، انہیں بہت پرانا شرف صحابیت حاصل ہے۔ اُحد میں شرکت کی اور اسی میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اور یہ پہلے مسلمان تھے جو اُحد میں شہید ہوئے۔

۲۸۰۷ **زرعہ الشقری** ان کا نام اصرم تھا۔ پھر نبی ﷺ نے ان کا نام زرعہ رکھا، ہمزہ (الف) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۸۰۸ (ز) **زرین** زرّ میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب زا کے بعد عین اور فاء

۲۸۰۹ (ز) **زعبہ بن ھشام الجھنیّ** طبری کا بیان ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۸۱۰ **زفر بن حرثان**[2]

بن حارث بن حَرثان بن ذَکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ النصری ثم الکُلفی ۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہی قول ابن سعد اور ابن جریر کا ہے۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۲۸۱۱ (ز) **زفر بن زرعہ**

ابو سعد نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ان کا ذکر کیا اور اپنی سند سے بحوالہ ان کے نقل کیا کہ انہوں نے جاہلیت میں حسب عادت ایک وادی میں جنات کے سردار کی پناہ اشعار میں بیان کی۔ تو انہوں نے جواب میں جنات کے اشعار سنے جن سے نبی ﷺ کی بعثت کا پتہ چلتا تھا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے سفر سے واپس آیا تو نبی ﷺ کی بعثت کی خبر پھیل چکی تھی پھر ایک قصہ نقل کیا۔

۲۸۱۲ **زفر بن یزید**[3]

بن ہاشم بن حَرمَلہ ۔ بقول ابن مندہ: ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

باب زاء کے بعد کاف

۲۸۱۳ (ز) **زکرہ بن عبداللہ**[4] (بے نسبت)

بلاذری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اور علی العسکری نے بطریق بقیہ، عمرو بن عتبہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے بحوالہ زیاد بن سمیّہ ان کی حدیث نقل کی کہ میں نے زکرہ کو فرماتے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر مجھے

---

[1] اسد الغابہ (۱۷٤۸) [2] اسد الغابہ (۱۷۵۳) [3] اسد الغابہ (۱۷۵٤)

[4] اسد الغابہ (۱۷۵٦) استیعاب (۸۷٤) تجرید (۱/۱۹۰)

یحییٰ علیہ السلام کی قبر کا پتہ ہوتا تو میں اس کی زیارت کرتا''۔ [1]

ابو حاتم فرماتے ہیں: یہ زیادہ وہ مشہور امیر نہیں جن کے بھائی ہونے کا دعویٰ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ ابن عبدالبر [2] لکھتے ہیں: اس کی سند قوی نہیں۔

باب زاء کے بعد لام، میم

۲۸۱۴ (ز) **زلعب الجنّی** شین کی ابتداء میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۸۱۵ (ز) **زمعہ بن ابی خلف الجُمَحیّ**

عمر بن شبہ نے مدینہ کو اپنا وطن اور وہاں اپنا گھر بنانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد میں قتل کیا تھا۔ ان کے چچازاد ربیعہ بن امیہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۸۱۶ (ز) **زمعہ بن اسود**

بن عامر القرشی۔ از بنی عامر بن لؤی۔ ابو اسمٰعیل ازدی نے ''فتوح الشام'' میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جن لوگوں کو سیدنا صدیق اکبر نے اجناد کا امیر بنا کر جھنڈا عطا کیا تھا ان میں زمعہ بن اسود بن عامر بھی تھے۔ آپ نے انہیں بلایا اور پرچم دے کر فرمایا: تم یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونا، اور پھر حضرت یزید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں مقدمۃ الجیش کی ذمہ داری سونپیں اور فرمایا: یہ تمہاری قوم کا نیک شخص ہے۔ اور شہسواروں میں شامل ہے۔ ہم بارہا ذکر کرتے آئے ہیں جو شخص شیخین (سیدنا صدیق وعمر رضی اللہ عنہما) کے دور میں مرد ہوگا اور ہوگا بھی قریش سے تو وہ صحابیت کی شرط پر پورا اترے گا۔ اس واسطے کہ حجۃ الوداع کے بعد ان میں سے کوئی بھی شرک پر قائم نہیں رہا، بلکہ مسلمان ہو کر سب نے حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی ہے اور ہم یہ بھی ذکر کرتے آئے ہیں کہ فتوحات میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی امیر اور نگران بنائے جاتے تھے۔

۲۸۱۷ (ز) **زمل بن عمرو** [3]

بن عَنْز بن خَشاف بن خدیج بن واثلہ بن حارثہ بن ہند بن حرام بن ضنّہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ العذری۔ بقول بعض: زَمل بن ربیعہ، انہیں زمیل (تصغیر سے) بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں خدمت نبوی آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن سعد نے طبقات میں ان کی روایت بواسطہ شرقی بن قطامی انہوں نے مُدلج بن مقداد عذری سے وہ اپنے چچا عمارہ بن جزئی سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا، زمل نے فرمایا: مجھے بت سے ایک آواز [4] سنائی دی، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کسی مومن جن کی آواز تھی''۔ [5] فرماتے ہیں: پھر وہ مسلمان ہو گئے اور اس موقعہ پر اشعار کہے:

---

[1] کنز العمال (۳۲٤٤۲) جامع المسانید (۳۷۰/٤) اسد الغابہ (۲۱۸/۲) [2] الاستیعاب (۱۳۲/۲)

[3] اسد الغابہ (۱۷۵۸) استیعاب (۸۷۵) [4] جامع المسانید (۳۷۱/٤) اسد الغابہ (۲۱۸/۲) [5] جامع المسانید (۳۷۲/۲)

"اللہ کے رسول! میں نے اس کی وضاحت آپ سے کر دی، میں سخت پتھر اور ریت کے مدور (گول) ٹیلوں سے اسے بناتا تھا"۔

اور ان کے اسلام لانے کی حکایت میں حدیث ذکر کی کہ وہ آئے اور آپ علیہ السلام نے انہیں ان کی قوم کی نگرانی کا پرچم باندھ کر دیا، ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ چنانچہ وہ بعد میں اسی پرچم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے صفین میں شریک ہوئے۔ "مرج راہط" کی جنگ میں چونسٹھ ۶۴ھ میں مروان کے ساتھ شرکت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہی روایت ابوسعد نیشاپوری نے "شرف المصطفیٰ" میں بطریق ابوحاتم بجستانی، بواسطہ ابوعبیدہ بحوالہ شرقی درج کی ہے، لیکن انہوں نے کہا: مُدْلج عذری سے وہ اپنے والد سے وہ زمیل بن ربیعہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ان کی حدیث تمام نے اپنے "فوائد" میں ابوحارث سے بواسطہ محمد بن حارث بن ھانی، مدلج بن مقدام ابن زمل بن عمرو عذری وہ اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مذکورہ بت کا نام خُمّام تھا۔

ابوعبیدہ کا قول ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پولیس میں بھرتی کیا تھا، اور صفین میں حَکَم کے گواہوں میں سے تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں باب توماء کے پاس زمین کا ٹکڑا دیا۔ یزید بن معاویہ نے انہیں اپنی مہر لگائی کی ذمہ داری سونپی۔ جابیہ میں مروان کی بیعت میں شریک تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ان کے بیٹے مدلج بڑے شریف انسان تھے، انہوں نے خالد کی بہن امینہ بنت عبداللہ القسری سے نکاح کیا۔

باب زاء کے بعد نون

۲۸۱۸ زِنباع بن سلامہ[1]

بقول بعض: ابن رَوْح بن سلامہ بن حداد بن حدیدہ بن امیہ الجذامی رَوْح کے والد۔ بقول ابن مندہ: اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں۔ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ ابوالحسین الرازی لکھتے ہیں: دمشق میں ان کی حویلی تھی جو "درب العرمین" کے پاس ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن جریج، عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ زِنباع ابورَوْح نے اپنی لونڈی کے ساتھ غلام کو مشغول پایا تو (غصہ میں آ کر) اس کی ناک اور عضو کاٹ ڈالا، وہ غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (روتا ہوا) آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے زِنباع سے فرمایا: تم نے ایسی سزا کس بنا پر دی؟ پھر اس کا ذکر کیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے غلام سے فرمایا: جاؤ تم آزاد ہو۔ یہی روایت ابن مندہ نے بطریق مثنی بن صباح بواسطہ عمرو بن شعیب نقل کی ہے، اس میں غلام کا نام "سَنْدَر" بتایا ہے۔ اور بغوی نے بطریق عبداللہ بن سندر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ زنباع بن سلامہ جذامی کے پاس تھے، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

ابن ماجہ[2] مذکورہ قصہ ایک ضعیف سند سے حدیث زنباع سے ہی روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکار نے "موفقیات" میں

---

[1] اسد الغابہ (۱/۷۰۹) استیعاب (۸۷۶) تجرید (۱/۱۹۱) [2] ابن ماجہ کتاب الدیات باب من مثل بعبدہ فھو حر (۲۶۸۰)

بواسطہ مدائنی، ہشام بن کلبی سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں قریش کے چند لوگوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوئے جب یہ لوگ فلسطین پہنچے تو کسی نے ان سے کہا: زنباع بن رَوْح بن سلامہ الجذامی اپنے ہاں سے گزرنے والوں سے حارث بن ابی شمر کے لیے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: تو ہم نے اپنا سارا سونا ایک اونٹنی کو کھلا دیا کہ جب ہم اس سے گزر جائیں گے تو اسے ذبح کر کے سونا نکال لیں گے یوں ہمارا سونا بچ جائے گا۔ چنانچہ یہ تدبیر کر کے ہم لوگ زنباع کی حدود میں داخل ہوگئے۔ اس نے کہا: ان لوگوں کی تلاشی لو تو انہیں معمولی سا سونا ملا، وہ کہنے لگا: میرے سامنے ان کے اونٹ لاؤ، جب وہی اونٹنی اس کے سامنے آئی تو کہنے لگا: اس اونٹنی کو ذبح کرو۔ میں نے کہا: کس لئے؟ اس نے کہا: اگر اس کے پیٹ میں سونا ہوا تو بہتر ورنہ تمہیں اس کے بدلہ دوسری اونٹنی مل جائے گی اور اس کا گوشت تم ہی کھا لینا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے سونا بہنے لگا: یوں اس نے ہم سے بڑھا کر ٹیکس وصول کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خفا ہونے لگا۔ جس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''میری جب کبھی زنباع بن روح سے کسی شہر میں ملاقات ہو تو اس کا نصف میرا ہے۔ وہ ندامت کی وجہ سے دانت بجاتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ ابن غالب کا قبیلہ ہے۔ ہجو میں فرمانبردار اور تہمت میں مدّ مقابل ہیں''۔

ابن کلبی نے نسب بلوی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ زنباع بن روح اور حمزہ بن الصلیل بلوی کے درمیان جاہلیت میں مقابلہ ہوا۔ زنباع کھانا اور حمزہ دراہم لایا، جنہیں بکھیر دیا۔ لوگ بجائے کھانے کے دراہم کی طرف لپکے، جب زنباع نے یہ صورتحال دیکھی تو لاجواب ہوگئے۔ جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا:

> ''تم تو ایسے لاجواب ہوئے کہ کچھ کہہ نہیں پائے۔ کیا سعد اللہ بڑا ہے یا جذام، تجھے تم پر کوئی فضیلت نہیں ہم تو ایسی قوم نہیں کہ ہمارے سرداری اور اونچائی ہے (جیسے اونٹ کی گردن اور کوہان بلند ہوتا ہے)''۔

۲۸۱۹ (ز) زنکل (بے نسبت)

''وحدان'' میں ابو محمد بن حزم نے بقی بن مخلد کی مسند سے ان کا ذکر کیا ہے تجرید میں ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کسی مبہم شخص کی ''لفظ رجل'' سے بگڑی ہوئی صورت ہے۔

۲۸۲۰ (ز) زنیم (بے نسبت)

بقول طبری: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ عبد بن حمید اپنی تفسیر میں یونس سے بواسطہ شیبان وہ قتادہ سے اس آیت کی تفسیر ''وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے باز رکھا''۔ [1] میں نقل کرتے ہیں کہ ایک صحابی ثنیۃ الوداع پر چڑھے جن کا نام زنیم بتایا جاتا ہے۔ مشرکین نے انہیں شہید کر دیا یہ حدیبیہ کا واقعہ ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہی روایت طبری نے بطریق قتادہ نقل کی ہے۔ البتہ مسلم میں سلمہ بن اکوع کی حدیث سے مروی ہے کہ ابن زنیم شہید ہوئے تھے۔

---

[1] سورة الفتح (٢٤)

۲۸۲۱ زنیم (دوسرے)

یہ ان سے پہلے والے ہیں۔ ابن ابی شیبہ بطریق ابوجعفر باقر مرسل روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک چھوٹے قد والا شخص گزرا آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے زنیم جیسا (پست قد) نہیں بنایا''۔ [1] اور بطریق یحیٰ بن خراز مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جو کسی بیماری میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔ صرف سجدۂ شکر ادا کیا۔ ابوعلی بن اشعث نے بطریق جعفر بن محمد، بواسطہ اپنے والد بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موصولاً ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں زُنیم نظر آیا اس شخص کا چہرہ بدنما قد ٹھگنا اور ہیئت بڑی عجیب تھی، آپ سجدہ میں گر گئے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے زنیم جیسا نہیں بنایا''۔

باب زاء کے بعد ھاء

۲۸۲۲ (ز) زُھرہ بن حویّہ [2]

بن عبداللہ بن قتادہ التمیمی السعدی، سیف اور ابن کلبی کا بیان ہے کہ ہجر کے بادشاہ نے انہیں نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو یہ مسلمان ہوگئے اور بعد میں جنگ قادسیہ میں حضرت سعد کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے ہی جالینوس کو قتل کیا اور حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ شبیب خارجی سے جنگ میں ستتر (۷۷ھ) میں شہید ہوئے۔ حجاج نے انہیں عتاب بن ورقاء کے ساتھ بھیجا وہ انتہائی ضعیف العمر تھے، جہاں گھوڑوں نے انہیں روند دیا یہ اپنا دفاع کرنے لگے اتنے میں وہاں سے فضل بن عامر شیبانی کا گزر ہوا اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ شبیب آ کر ان کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا: اسے کس نے قتل کیا ہے؟ تو فضل نے کہا: میں نے، اس نے کہا: زہرہ تعجب کی بات ہے، اللہ کی قسم! تم کیسے گمراہی پر مارے گئے۔ مسلمانوں کے کئی معرکوں میں تمہاری اچھی کارکردگی تھی اور تم نے مشرکین کے کئی لشکروں کو شکست دی، اور ان کی کئی بستیاں تم نے فتح کیں۔ پھر طبری [3] نے بحوالہ ابومخنف ان کا ذکر کیا۔ ابوعمر [4] کا زعم ہے کہ وہ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ رشاطی نے ان کا تعاقب کیا اور درست کیا۔

زہیر نامی حضرات

۲۸۲۳ زهیر بن ابی امیّہ [5]

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی۔ ہشام بن کلبی نے تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ بطریق مجاہد سائب رسول اللہ ﷺ کے شریک سفر سے منقول ہے کہ عثمان اور

---

[1] ابن ابی شیبہ کتاب الجهاد باب ماقالوا فی الفتح یاتی فیشربه الوالی یسجد سجدة الشكر (۶۱۱/۷)

[2] اسد الغابہ (۱۷۶۰) استیعاب (۸۷۷) [3] تاریخ الامم والمملوک (۲۶۵/۶)

[5] اسد الغابہ (۱۷۶۲) استیعاب (۸۲۱) تجرید (۱۹۱/۱)

زہیر بن ابی امیہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور وہاں میری تعریفیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تم دونوں سے زیادہ اسے جانتا ہوں''۔ ✿ (حدیث) بقول ابن اسحاق یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قریش کی بنی ہاشم کے خلاف لکھی تحریر کو ختم کرنے کی تجویز دی تھی، ان کے اور ہشام بن عمرو کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ابن سعد کی کتاب میں ان کا نام قریش کے ان لوگوں میں لکھا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو روبرو اذیت پہنچاتے اور دشمنی کرتے تھے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ان کا شمار کیا ہے کہ وہ بیس سے زیادہ مرد تھے۔ پھر فرمایا: ان میں سے سوائے ابوسفیان اور حکم بن ابی العاص کے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔

میں کہتا ہوں: اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ زہیر بن ابی امیہ بھی مسلمان ہوئے تھے۔ فاکہی نے بطریق ابن جریج بواسطہ ابن ابی ملیکہ بحوالہ علقمہ بن وقاص روایت کی ہے کہ ام سلمہ نے محمد بن عبداللہ بن زہیر بن ابی امیہ کے حق میں یہ گواہی دی کہ ابوربیعہ بن امیہ نے اپنے بھائی زہیر کو مکان میں سے اپنا حصہ دیا تھا۔ جس کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا اور علقمہ وہاں موجود تھے۔

۲۸۲۴ زهير بن أبي جَبَل
قسم رابع میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۸۲۵ (ز) زهير بن الحارث
زہیر بن عوف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۸۲۶ (ز) زهير بن خُطامه الكنانی
ان کے بھائی اسود بن خطامہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۸۲۷ زهَير بن صُرَد السعدی ✿

الجشمی ابوجرول۔ بقول بعض ابوصرد۔ بقول ابن مندہ: شام میں رہتے تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق ✿ کا قول ہے کہ مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا بتایا کہ ہوازن کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام قبول کرلیا، پھر عرض کرنے لگے اللہ کے رسول! ہم (آپ کے) رشتہ دار اور خاندان والے ہیں ہمیں قحط کی جو مصیبت پہنچی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں۔ اس لیے ہم پر احسان فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ دے گا۔ فرماتے ہیں: ہوازن کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابوصرد تھی، وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ! گھروں میں تو آپ کی پھوپھیاں، خالائیں اور آپ کو گود لینے والی خواتین ہیں جنہوں نے آپ کی پرورش کی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں اشعار بھی ہیں۔ ✿ مجھے یہ حدیث لکھی ملی ہے اس میں اکثر اشعار دسیوں اسناد والے ہیں۔ جنہیں میں نے عشرۃ العشاریہ میں ذکر کیا ہے اور ''الاربعین المتباینۃ'' میں دوسری سند سے املا کرایا ہے۔ ادھر ابن عبدالبر نے ایک بے عیب سبب سے اس روایت کو معلول کہا ہے جس کی وضاحت میں نے ''لسان المیزان'' میں کردی ہے جو زیاد بن طارق کے حالات میں درج ہے۔ واللہ المستعان۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین میں جعرانہ کے مقام پر غنیموں کی تقسیم کے وقت ہوازن کے چار شخص مسلمان ہو کر

✿ مسند احمد (۴۲۵/۳) المعجم الکبیر (۵۳۰۹/۵) ✿ اسد الغابہ (۱۷۶۹) استیعاب (۸۲۳)

✿ السیرۃ النبویہ (۱۰۳/۴، ۱۰۴) ✿ السنن الکبریٰ (۳۳۶/۶) (۷۵/۹) دلائل النبوۃ (۱۷۵/۵)

آئے، اور اپنی قوم کے باقیماندہ لوگوں کے اسلام کی اطلاع بھی لائے۔ ان کا سردار اور متکلم ابوصرد زہیر ابن صرد تھا، وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! ہم رشتہ دار اور خاندان والے ہیں۔ پھر اشعار کے سوا باقی روایت ذکر کی۔ اسی میں ہے: ان میں جو جتنا دور ہے وہ آپ کے زیادہ قریبی ہے ان عورتوں نے آپ کو گود لیا، اپنی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلایا اور آپ کو اپنی رانوں پر بٹھایا آپ تو سب سے بہتر پرورش پانے والے تھے۔

۲۸۲۸ (ز) زهير بن طهفة الكندى

ابن مندہ نے بطریق ایاد بن لقیط بحوالہ زهیر بن طهفة الکندی روایت کی ہے کہ اللہ کی قسم! میں اس وفد میں تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس میں ملیکہ کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جو صدقہ ابی عمران کی حدیث سے مروی ہے، وہ کوفی ہیں، ان کی حدیث جمع کی جاتی ہے۔

۲۸۲۹ زهير بن عاصم [1]

بن حصین بن مُشَمِّت۔ ان کے دادا کا ذکر ہو چکا ہے، بقول ابن مندہ: زہیر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حصین بن مشمت کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ شاید ان کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جو حصین کے سوانح میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مختلف چشمے جاگیر میں دیئے تھے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے، زہیر بن عصام بن حصین نے کہا:

> ''میرے شہر نرم نہ تھے ان میں قلم کے خط نے سانسیں چلا دیں جو نبی ﷺ کی طرف سے تھا جب آپ نے لوگوں کو عطا کیا تھا''۔

میں کہتا ہوں: ان اشعار پر مشہور شاعر ابونخیلہ سعدی نے بنی امیہ کے دورِ حکومت کے آخر میں اعتراض کیا تھا۔ بہرکیف اس قصہ سے زہیر کے آنے کا پتہ نہیں چلتا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے یہ اشعار بطورِ فخر کہے ہوں، اگرچہ وہ دور نہیں پایا۔

۲۸۳۰ زهير بن عبدالله [2]

بن جُدْعان۔ ابوملیکہ تمیمی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول ابن شاہین انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح بخاری میں بطریق ابن ابی ملیکہ بواسطہ ان کے دادا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ابن ابی ملیکہ کے دادا صحابی ہیں۔ اور ان کے والد عبداللہ بن جدعان اسلام لانے سے پہلے فوت ہوگئے تو جب ان کا بیٹا اتنا عرصہ زندہ رہا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتا ہے معلوم ہوا کہ وہ صحابی ہوئے اس لیے کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے کوئی بھی روئے زمین پر قریشی کفر پر قائم نہیں تھا۔ عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں عبدالعزیز بن مظلب سے روایت کی ہے کہ مسعود بن عمرو القاری جو عبداللہ بن جدعان کا حلیف تھا کی آل نے ابن جدعان کی وفات کے وقت کہا: ابومُساحِق! آپ کا کوئی بیٹا نہیں اس لیے ہمیں ہمارا معاہدہ واپس کردیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا بعد میں ان لوگوں نے نوفل بن اُہَیب بن عبدمناف بن زہرہ سے معاہدہ کرلیا۔ پھر ابن جدعان کے ہاں ان کی وفات کے بعد ابوملیکہ پیدا ہوئے۔ جو ابوقیس بن عبدمناف بن زہرہ کی بیٹی سے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۷۰) [2] اسد الغابہ (۱۷۷۲)

۲۸۳۱ زهیر بن عثمان الثقفی [1]

بصرہ فروکش ہوئے۔ ابوداؤد اور نسائی کی کتاب [2] میں ولیمہ کے بارے میں ان کی ایک حدیث اسی سند سے مروی ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ صحابہ میں مشہور تو نہیں البتہ عمرو بن علی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری [3] لکھتے ہیں: ان کی صحابیت مشہور نہیں اور نہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ابن ابی خیثمہ، ابوحاتم، [4] ترمذی اور ازدی وغیرہ نے ان کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے۔ ازدی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عثمان ثقفی ان سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

۲۸۳۲ زهیر بن عَجْوَه هُذَلیؓ [5]

غزوۂ حنین میں اسلام کی حالت میں شہید ہوئے۔ الاشیری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [6] نے ان کے بھائی ابوخراش کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جمیل بن معمر نے فتح مکہ کے روز زہیر کو اسلام کی حالت میں قتل کیا تھا۔ مبرد نے ان کا ذکر کرتے لکھا ہے کہ جمیل اس وقت کفر پر تھے بعد میں اسلام لائے۔ ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ زہیر بن عجوہ الہذلی غزوۂ حنین کے روز گرفتار ہوئے، ان کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔ جمیل بن معمر نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے: تم ہی ہمارے عیب بیان کیا کرتے تھے، پھر انہیں قتل کر دیا اور ابوخراش نے ان کا مرثیہ کہا پھر اس کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: عجوہ زہیر ہی کا لقب ہے۔

۲۸۳۳ زهیر بن علقمه الفزعی [7]

بقول ابن مندہ: اہل رَملہ میں شمار ہوتے ہیں، ایک روایت سے مروی ہے جو بطریق فارعہ بنت المنذر بن زہیر ابن علقمہ بحوالہ ان کے والد مروی ہے (جس میں مجہول راوی ہیں) کہ ان کے دادا زہیر صحابی رسول ﷺ تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی کبشہ سے شادی کی تھی۔

۲۸۳۴ زهیر بن علقمه [8]

بقول بعض: ابن ابی علقمہ البجلی یا نخعی ابومسعود رازی اپنی مسند میں اور طبرانی [9] وغیرہ بطریق عبیداللہ بن ایاد بن لقیط بواسطہ اپنے والد وہ بحوالہ زہیر ابن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے مردہ بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی، لوگوں نے اسے نامناسب سمجھا بہرکیف وہ عرض کرنے لگی: اللہ کے رسول ﷺ! جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں میرے اس کے علاوہ دو بیٹے فوت ہو چکے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم نے تو جہنم سے بچاؤ کے لیے مضبوط باڑ بنالی''۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ صرف محدثین نے اپنی مسندوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن السکن کا قول ہے: انہیں صحابی ہونے کا اعزاز نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں بطریق اسلم منقری بحوالہ زہیر بن علقمہ

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۷۳) استیعاب (۸۲٤) تجرید (۱/۱۹۲) [2] ابوداؤد کتاب الاطعمة باب فی کم تستحب الولیمه (۳۷٤۵)
[3] التاریخ الکبیر (۱/٤۲۵) [4] الجرح والتعدیل (۳/۵۸٦) [5] اسد الغابہ (۱۷۷٤) [6] استیعاب (۲/۹۸)
[7] اسد الغابہ (۱۷۷۸) تجرید (۱/۱۹۲) [8] اسد الغابہ (۱۷۷۵) استیعاب (۸۲۵) [9] المعجم الکبیر (۵/۵۳۰۷)

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں''۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: [1] مجھے یہ روایت مرسل لگتی ہے۔ طبرانی نے اسی سند سے نقل کی ہے، البتہ انہوں نے کہا: زہیر بن ابی علقمہ ضبعی سے مروی ہے اور فرمایا: اسے علی بن قادم نے ثوری سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: ان کی روایت زہیر الضبابی سے ہے۔ واللہ اعلم

۲۸۳۵ زهير بن علقمه [2]

یا ابن ابی علقمہ الضبعی یا الضبابی۔ ابو نعیم نے دونوں میں فرق کیا ہے ان میں اور پہلے والے میں۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں۔

۲۸۳۶ زهير بن عمرو الهلالی [3]

بصرہ فروکش ہونے والے۔ ان سے ابو عثمان النہدی روایت کرتے ہیں۔ ازدی کا قول ہے: ابو عثمان ان سے روایت کرنے میں تنہا ہیں عسکری کا قول ہے: بصرہ میں ان کی حویلی ہے۔ [4] بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کی صرف انذار (اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤ) والی حدیث معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: مسلم [5] نے اسے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے بحوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ انہوں نے اسے صحیح نہیں کہا کیونکہ انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا (کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے)۔

۲۸۳۷ (ز) زهير بن عمرو البجلی

ابن السکن: کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ انہوں نے نہ سماع کا اور نہ حاضر ہونے کا ہی ذکر کیا ہے اور اسے پہلی شخصیت سے جدا ذکر کیا ہے۔

۲۸۳۸ (ز) زهير بن عوف

بن حارث۔ بقول بعض: زہیر بن حارث بن عوف ابو زینب۔ کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۸۳۹ زهير بن عياض الفهری [6]

عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں ابن جریج تک اپنی سند سے بواسطہ عطاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے مقیس بن صبابہ کو بنی نجار کی جانب بھیجا اس کے ساتھ زہیر بن عیاض فہری بھی تھے جو مہاجر صحابی ہیں اور بدر و اُحد میں شریک رہ چکے تھے۔ لوگوں نے مقیس کے بھائی کی دیت اس کے پاس جمع کر دی تو اس نے زہیر بن عیاض پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور مرتد

---

[1] التاریخ الکبیر (۴۲۶/۲) [2] اسد الغابہ (۱۷۷۷) [3] اسد الغابہ (۱۷۷۹) استیعاب (۸۲۶) تجرید (۱۹۳/۱)
[4] شرح السنۃ (۱۲۸/۵) [5] مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ تعالیٰ ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (۳۵۳)
[6] اسد الغابہ (۱۷۸۰) تجرید (۱۹۳/۱)

ہو گیا۔ طبرانی نے اسے نقل کیا ہے یہ اسناد ضعیف ہے لیکن ابن جریر نے بطریق حجاج، ابن جریج سے بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ انصار کے ایک شخص نے مقیس بن صبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے اسے دیت ادا کی تو اس نے قبول کر لی پھر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی کا قول ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی دیت بنی نجار پر لاگو کی پھر مقیس کے ساتھ بنی فہر کا ایک شخص (جو نبی ﷺ کے کسی کام سے گیا تھا) اس کو روانہ کیا۔ مقیس نے فہری کو اٹھا کر زمین پر دے مارا (مقیس مضبوط و طاقتور شخص تھا) پھر دو پتھروں میں اس کا سر کچل دیا۔ پھر یہ اشعار گانے لگا:

''میں نے اس کے بدلہ میں ایک فہری کو قتل کر کے اس کی دیت بھی لے لی۔ بنی نجار کے سردار اچھے لوگ ہیں''۔

آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے یہ نیا کام کر دیا ہے تو میں اسے نہ حرم میں اور نہ حل میں پناہ دوں گا''۔ [۱] چنانچہ فتح مکہ کے روز قتل کر دیا گیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں، اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے''۔ [۲]

۲۸۴۰ زهير بن غزيّه [۳]

بن عمرو بن عنز بن معاذ بن عمرو بن حارث بن معاویہ بن بکر ابن ہوازن۔ بقول طبری اور دار قطنی: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۸۴۱ (ز) زهير بن قنفذ الاسدى

فاکہی نے اخبار مکہ میں بطریق زکریا بن قطن بواسطہ صفیہ بنت زہیر بن قنفذ اسدیہ بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دن کے وقت غار حراء میں ہوتے، جب رات ہوتی تو حراء سے اترتے گھاٹی والی مسجد میں آتے، جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ سے آپ کے پاس آتیں، اسی گھاٹی والی مسجد میں وہ آپ سے ملتیں جب صبح کا وقت ہونے لگتا دونوں جدا ہو جاتے۔

۲۸۴۲ زهير بن قيس البَلَوى [۴]

ابن یونس، بقول بعض: انہیں صحابی ہونے کا اعزاز ہے۔ کنیت ابو شداد تھی۔ فتح مصر میں شریک تھے۔ علقمہ بن رمثہ بلوی سے اور ان سے سوید بن قیس روایت کرتے ہیں۔ برقہ میں چھہتر (۷۶ھ) میں رومیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عبد العزیز بن مروان کے ساتھ ان کا پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا ہے جس میں ہے کہ انہوں نے عبد العزیز سے کہا جب وہ مصر کے گورنر تھے، انہوں نے انہیں برقہ کی جانب بھیجا۔ پھر کسی بات کی وجہ سے ان سے مخاطب ہوئے تو زہیر نے انہیں جواب دیتے کہا: کیا آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہو جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تمہارے باپ دادا کے یاد کرنے سے پہلے محفوظ کر لی تھی؟ پھر برقہ کی جانب بڑھے تھوڑی تعداد میں رومیوں سے مقابلہ ہو گیا، لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ [۵]

---

[۱] تفسیر الطبری (۲۱۷/٤) [۲] سورة النساء (۹۳) [۳] اسد الغابہ (۱۷۸۰)

[۴] اسد الغابہ (۱۷۸۳) [۵] اسد الغابہ (۲۲۵/۲)

۲۸۴۳ زهیر بن مُخشیّ الازدیّ [1]

ابن شاہین نے بطریق اسمٰعیل بن ابی خالد ازدی بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ زہیر بن مُخشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

۲۸۴۴ (ز) زهیر بن مذعور

بن ظبیان السدوسی۔ ان کی اولاد کے واسطہ سے مرثد بن ظبیان کے اسلام لانے کا قصہ ایک حدیث میں ہے، جو ان سے مروی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مرثد کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۲۸۴۵ زهیر بن معاویه الجشمی [2]

کنیت ابواسامہ۔ ابوُنعیم نے ان کا ذکر کیا کہ خندق میں شریک ہوئے، ابوموسیٰ نے ان کا اتباع کیا ہے۔

۲۸۴۶ (ز) زهیر بن الهیثم الاشهلیّ

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ان کا ذکر کیا ہے۔ عمر بن شبہ نے ان صحابی تک اپنی سند سے لکھا ہے کہ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

۲۸۴۷ زهیر الثقفی

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن حمران مدینہ کے ایک شخص سے بواسطہ عبدالملک بن زہیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم نام رکھو تو عبد والے نام رکھو (عبداللہ وعبدالرحمٰن)"۔ [3]

ابن مندہ نے کہا: اسے ابوامیہ بن یعلی نے روایت کیا تو عبدالملک بن زہیر بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے طبرانی نے مسدّد کی مسند سے نقل کیا کہ ہم سے ابوامیہ نے بیان کیا، پھر اسے ذکر کیا۔ اس میں بحوالہ ان کے دادا نہیں ہے۔

ابواحمد الحاکم نے "الکنٰی" میں ابوزہیر ثقفی کے حالات میں (جو ابوبکر کے والد ہیں) ایک معضل سند سے اس کا ذکر کیا ہے۔

واللہ اعلم۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: علماء نے زہیر بن عثمان ثقفی کا بھی ذکر کیا ہے مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

میں کہتا ہوں: بلکہ یہ اور ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حدیث "معاذ" نامی حضرات کے ذیل میں بیان ہوگی۔

باب زاء کے بعد واوٗ

۲۸۴۸ زوبعة الجنّی [4]

ان جنات میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن سنا۔ حاکم [5] نے "مستدرک" میں ابن ابی شیبہ اور احمد بن منیع نے اپنی اپنی

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۸۴) [2] اسد الغابہ (۱۷۸۵) [3] المعجم الکبیر (۳۸۳/۲۰)
[4] اسد الغابہ (۱۷۸۷) [5] مستدرک (۴۵۶/۲)

مسند میں بطریق عاصم، زرؒ سے انہوں نے عبداللہ سے روایت کی ہے، وہ آپ ﷺ کی نخلستان کے درمیان میں قراءت بن کر اترے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو کہنے لگے: کان لگاؤ، وہ سات افراد تھے ان میں سے ایک زوبعہ بھی تھے، اس کی سند عمدہ ہے۔ جزء ابن نجیح میں ہمیں عالی سند سے لکھی ملی ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ ابن الاثیر [1] نے ابوموسیٰ پر ان جن صاحب کا عنوان قائم کرنے پر نکیر کی ہے، جبکہ ان کی نکیر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ وہ مکلف ہیں اور آپ علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے۔ پھر ان میں سے جو ایمان لایا سو لایا جس کا نام معلوم اور ملاقات آپ علیہ السلام سے ہوگئی تو وہ یقیناً صحابی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ''پھر تو جبرائیل علیہ السلام کو بھی ذکر کیا جائے'' قابل نظر ہے، اس لیے کہ اس میں مشہور اختلاف ہے کہ آیا آپ ملائکہ کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے؟ بخلاف جنات کے۔ واللہ اعلم۔

باب زاء کے بعد یاء

زیاد نامی حضرات

۲۸۴۹ زیاد بن الاخرس [2]

بقول بعض: زیادہ۔ ایک قول ہے: ابن عمرو بن الاخرس الجہنی۔ انصار کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۵۰ زیاد بن الجلاس [3]

اہل بصرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان کی حدیث دلھاث بن مالک بن نہشل ابن کثیر بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا وہ ان سے روایت کرتے ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۵۱ زیاد بن الحارث الصدائی [4]

بقول بعض: زیادہ بن حارثہ۔ امام بخاری [5] فرماتے ہیں: حارث کی اسلام لانے والی لمبی حدیث مجھے صحیح لگتی ہے، اس میں ہے جو اذان دے وہ اقامت کہے۔ [6] اسے طوالت کے ساتھ امام احمد نے اور اصحاب السنن نے نقل کیا ہے، اس کی اسناد میں افریقی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی اسناد میں نظر و تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا بطریق مبارک بن فضالہ بواسطہ عبدالغفار بحوالہ صدائی ایک اور طریق بھی ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ باوردی نے بطریق عبداللہ بن سلیمان، عمرو بن حارث سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے زیاد بن نُعیم سے بحوالہ زیاد صدائی

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۵/۲) [2] اسد الغابہ (۱۷۸۸) [3] اسد الغابہ (۱۷۹۱)

[4] اسد الغابہ (۱۷۹۳) استیعاب (۸۳۰) تجرید (۱۹۴/۱) [5] التاریخ الکبیر (۳۴۴/۱)

[6] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الرجل یؤذن و یقیم آخر (۵۱۴) ترمذی فی ابواب الصلاۃ (۱۹۹) مسند احمد (۱۶۹/۴)

روایت کی پھر لمبی حدیث کی ایک طرف (حصہ) ذکر کی۔ ابن یونس لکھتے ہیں: یہ مشہور شخص ہیں، مصر فروکش ہوئے۔

۲۸۵۲ زیاد بن حذرہ[1]

بن عمرو بن عدی التمیمی۔ ابن ابی حاتم نے آباء کے باب الجیم میں لکھا ہے: ان سے ان کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ زیاد بن حدرہ نے فرمایا: ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آئے، وہ ہمیں اسلام کی دعوت دینے لگے تو ہم بھاگ گئے، تو انہوں نے ہماری پیشانیوں کو باندھے بنی عنبر کے قیدیوں میں شامل کر لیا۔ تو ہم آپ علیہ السلام کے پاس ہی مسلمان ہوئے۔ آپ نے ہمارے لیے دعا فرمائی اور زیاد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام لکھنے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: جیم سے، ایک قول ہے: حاء سے۔

۲۸۵۳ زیاد بن حنظلہ التمیمی[2]

بنی عدی کے حلیف۔ بقول ابوعمر[3] کہ نبی ﷺ نے انہیں زبرقان بن بدر اور قیس بن عاصم کی طرف بھیجا تا کہ وہ دونوں مسیلمہ کذّاب کے قتل میں معاونت کریں۔ پھر زیاد اتنا زندہ رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معرکوں میں ان کا ساتھ دیا۔ سیف نے ''الفتوح'' میں بواسطہ ابوالزہراء قشیری انہوں نے بحوالہ بنی قشیر کے مَردوں سے روایت کی ہے کہ ہرقل جب رھاء سے نکلا تو سب سے پہلے جس نے اس علاقہ کے کتوں کو بھونکایا وہ زیاد بن حنظلہ تھے وہ صحابی تھے۔ سیف نے ''الفتوح'' میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

> ''ہرقل سے پوچھ جہاں تو اس کے ایندھن کا متلاشی ہے، ہم نے اس کے لیے ایسی جنگ بھڑکائی جس نے قبائل کو ہلا کر رکھ دیا، ہم نے انہیں ہر شاندار حویلی میں قتل کیا اور ہم ان کے قیدیوں کو لے کر لوٹے جو زنجیریں کھینچ کر چل رہے تھے''۔

جنگ یرموک میں امیر تھے۔ ان سے ان کا بیٹا حنظلہ اور عاص بن تمام روایت کرتے ہیں۔

۲۸۵۴ زیاد بن سَبْرہ الیعمری[4]

ابن ابی عاصم[5] اور طبری کی بحوالہ عبدالملک بن حذیفہ روایت ہے کہ زیاد بن سَبْرہ یعمری نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ آپ اشجع اور جہینہ کے چند لوگوں کے پاس ٹھہر کر ان سے مزاح کر کے ہنسنے لگے، اور فرمانے لگے: ''یہ بنی فزارہ بنی شرید اور تیری قوم سے بہتر ہیں''۔ (حدیث)

۲۸۵۵ زیاد بن السکن[6]

بن رافع بن امرئ القیس انصاری مغازی میں ابن اسحاق[7] کا قول: غزوۂ اُحد میں پانچ انصاری جنگ میں کود پڑے، ان

---

[1] اسد الغابہ (۱۷۹٤) استیعاب (۸۳۱) [2] اسد الغابہ (۱۷۹۵) استیعاب (۸۳۲) [3] استیعاب (۱۰٦/۲)

[4] اسد الغابہ (۱۷۹٦) [5] الآحاد والمثانی (۱۸۱/۵) [6] اسد الغابہ (۱۷۹۹) استیعاب (۸۳۳) [7] السیرۃ النبویہ (۱۸۱/۵)

میں سے ایک زیاد بن السکن بھی تھے اور پھر سب شہید ہوگئے۔ بقول بعض: وہ عمارہ بن زیاد بن السکن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اپنا قدم بچھایا جس پر ان کی جان نکلی۔ بخاری [1] نے یہ روایت اپنی تاریخ میں یزید بن السکن کے حالات میں طویل نقل کی ہے۔

۲۸۵۶ زیاد بن طارق

بقول بعض: طارق بن زیاد۔ ابن مندہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور دوسرے نام کو درست لکھا ہے۔

۲۸۵۷ زیاد بن عبداللہ [2]

بن مالک الہلالی۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، رشاطی کا بیان ہے کہ وہ بنی ہلال کے وفد میں عبدعوف بن اصرم بن عمرو بن قبیصہ بن مخارق کے ساتھ آئے۔ پھر زیاد (اپنی خالہ) ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے۔ ان کی والدہ کا نام عزہ تھا اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے۔ انہیں ان کے پاس دیکھ کر غضبناک ہوگئے۔ وہ فوراً بولیں: اللہ کے رسول! یہ میرا بھانجا ہے۔ تو آپ نے ان کے لیے دعا کی اور ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر پھیرتے ہوئے ناک سے نیچے لے آئے۔ چنانچہ بنی ہلال کہتے تھے: ہمیں زیاد کے چہرہ پر برکت کے آثار نظر آتے رہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے یہ قصہ طویل نقل کیا ہے، اس میں زیاد اس وقت نوجوان تھے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ شاعر نے مذکور زیاد کے بیٹے علی سے کہا:

"اے اس شخص کے فرزند جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا ہے، اور مسجد کے پاس اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی ہے، یہ نور ہمیشہ ان کے بانسہ پر نمایاں رہا یہاں تک کہ انہوں نے لحد کو اپنا مسکن بنالیا"۔

۲۸۵۸ زیاد بن عبداللہ انصاری [3]

ابن مندہ نے بحوالہ شعبی، زیاد بن عبداللہ انصاری کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو خیبر کی کھجوروں کا اندازہ لگانے بھیجا تو انہیں ایک رذی کھجور میں بھی غلط نہ پایا ابن مندہ فرماتے ہیں: اس میں عبیداللہ بن اسحاق بواسطہ قیس نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۸۵۹ (ز) زیاد بن عمّار

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے مُغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۲۸۶۰ زیاد بن عمرو [4]

بقول بعض: ابن بشیر از بنی ساعدہ، ایک قول ہے ان کے مولا ہیں: موسیٰ بن عقبہ نے انہیں اور ان کے بھائی ضمرہ بن عمرو کو شرکاءِ بدر میں لکھا ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۱/۳) [2] اسد الغابہ (۱۸۰۲) استیعاب (۸۳٤) تجرید (۱/۱۹۵)

[3] اسد الغابہ (۱۸۰٤) استیعاب (۸۳۵) [4] تجرید (۱/۱۹۵)

۲۸۶۱ (ز) **زیاد بن عیاض** عیاض بن زیاد میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۸۶۲ **زیاد بن عیاض الاشعری** قسم ثالث میں ذکر ہوتا ہے۔

۲۸۶۳ (ز) **زیاد بن ابی الغرد انصاری** [1]

ابن حبان [2] لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ باوردی کی بطریق مسعود بن سلیمان بحوالہ زہری زیاد بن الغرد اور ابوالیسر سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار سے فرماتے سنا: ''تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا''۔ [3] ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں زہری اور ان دونوں کے درمیان انقطاع ہے، لفظ الغرد غَین اور را کے زیر، بعض نے غین کے بجائے قاف اور بعض نے فاء، یا ابن ابی الفرد بھی کہا ہے۔

۲۸۶۴ **زیاد بن کعب** [4]

بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن کلیب بن مَوْدَعہ الجہنی، ابن عبدالبر [5] نے لکھا ہے: بدر و اُحد میں شریک تھے۔

۲۸۶۵ **زیاد بن لبید** [6]

بن ثعلبہ بن سنان ابن عامر انصاری البیاضی، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بیعت عقبہ اور بدر کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کی جانب سے حضر موت کے گورنر تھے۔ حضرت ابوبکر نے کندہ کے مرتدوں سے جنگ کی مہم انہیں سونپی، انہوں نے ہی اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، سالم بن ابی الجعدان کے سلسلۂ سند میں زیاد بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ علم کے ختم ہونے کا زمانہ ہے''۔ [7] میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیسے علم ختم ہو جائے گا، جبکہ اسے لکھا اور دلوں میں محفوظ کیا جا چکا ہے؟ (حدیث) الحاکم اور ابن ماجہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، سالم کی زیاد سے ملاقات ثابت نہیں۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جو طبرانی الاوسط میں بطریق ابوطوالہ زیاد بن لبید سے اس کے مفہوم میں نقل کرتے ہیں، وہ بھی ابوطوالہ اور زیاد سے منقطع ہے۔ ترمذی اور دارمی میں بحوالہ ابودرداء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اوقات علم چھن جانے کے ہیں''۔ [8] تو زیاد بن لبید انصاری نے آپ سے عرض کی.... (حدیث) فرماتے ہیں: میری عبادہ بن الصامت سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا، سب سے پہلے خشوع (نماز میں سکونِ قلب) اٹھا لیا جائے گا۔ یہی روایت نسائی، ابن حبان اور

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۰۷) استیعاب (۸۳۷) تجرید اسماء الصحابہ (۱۹۵/۱) [2] الثقات (۱۴۲/۳)

[3] مسلم کتاب الفتن باب لا تقول الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل (۷۲۴۹) المعجم الکبیر (۳۰۰/۱) (۳۰۸/۵)

[4] اسد الغابہ (۱۸۰۸) استیعاب (۸۳۸) [5] استیعاب (۱۰۷/۲) [6] اسد الغابہ (۱۸۰۹) استیعاب (۸۳۹) تجرید (۱۹۵/۱)

[7] ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذھاب القرآن والعلم (۸۰۴۸)

[8] ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی ذھاب العلم (۲۶۵۳) سنن الدارمی مقدمہ باب من قال العلم الخشیۃ و تقوی اللہ (۸۷/۱، ۸۸/۱)

الحاکم نے بطریق ولید بن عبدالرحمٰن بحوالہ جبیر بن نفیر نقل کی ہے۔ فرمایا: مجھ سے عوف بن مالک نے کہا نبی ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''یہ علم کے اٹھائے جانے کا زمانہ ہے''۔ (حدیث) اسی میں ہے پھر شداد بن اوس سے ملا، تو انہوں نے خشوع کا واقعہ نقل کیا۔ نسائی کی روایت میں لبید بن زیاد لکھا ہے جو الٹ ہے۔ زیاد بن لبید کا تذکرہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے حالات میں بھی آتا ہے۔

۲۸۶۶ زیاد بن مُطَرِّف

مطین، باوردی، ابن جریر اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق ابواسحاق بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو چاہے کہ وہ میری زندگی جیئے اور میری موت جیسی اس کی موت ہو تو اسے چاہیے وہ علی (رضی اللہ عنہ) اور اس کی اولاد سے میرے بعد دوستانہ تعلقات برقرار رکھے''۔

میں کہتا ہوں: اس کی اسناد میں یحییٰ بن یعلی المحاربی بیہودہ راوی ہے۔

۲۸۶۷ زِیاد بن نُعَیم الحَضرمیّ

ابن ابی خیثمہ اور بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں جن سے افریقی روایت کرتے ہیں یا کوئی اور ہیں؟

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ متن کے الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں۔ (حدیث) جس میں ابن لہیعہ متفرد ہیں اور جن سے زیاد بن نعیم سے افریقی روایت کرتے ہیں، وہ بالاتفاق تابعی ہیں۔

۲۸۶۸ زیاد بن نعیم الفِہری

بقول ابوعمر: ان کا صحابہ میں ذکر آتا ہے، لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ حویلی کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

۲۸۶۹ زیاد الالہانیّ

محمد بن زیاد الحمصی کے والد۔ عبدالصمد نے ان صحابہ کی تاریخ میں جو حمص فروکش ہوئے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۲۸۷۰ زیاد الباہلی

ہرماس کے والد۔ دارقطنی کی بحوالہ ہرماس بن زیاد روایت ہے، فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا تو

---

(۱) ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذهاب القرآن والعلم (٤٠٤٨) مسند احمد (١٦٠/٤) (۲) اسد الغابہ (١٨١٠)

(۳) المعجم الکبیر (٥٠٥٧) کنز العمال (٣٢٩٥٩) (۴) اسد الغابہ (١٨١١) (۵) مسند احمد (٢٠٠/٤، ٢٠١/٤)

(۶) اسد الغابہ (١٨١٢) استیعاب (٨٤٠) (۷) استیعاب (١٠٨/٢) (۸) اسد الغابہ (١٨١٤)

آپ نے انہیں ان کے خاندان باہلہ کا ذمہ دار بنایا۔ (حدیث) ابن مندہ نے بحوالہ ہرماس بن زیاد روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے خطاب کرتے دیکھا۔ مجھے میرے والد اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیے ہوئے تھے، اس وقت میں کم سن [1] تھا، اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۸۷۱ زیاد الغفاری [2]

انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے یزید بن نُعیم روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر [3] نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابن ابی خیثمہ اور ابن السکن نے بطریق یزید بن نعیم، زیاد بن نعیم کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے فسطاط میں زیاد الغفاری کو منبر پر فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اللہ تعالیٰ کی طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے''۔ [4] (الحدیث)

۲۸۷۲ زیاد الاغرّ کے والد

حصین کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۲۸۷۳ زیاد مولا سعد بن ابی وقاص

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ واقدی نے ہمیں ابوبکر بن ابی سبرہ، حلیس بن ہاشم بن عتبہ بحوالہ زیاد مولا سعد بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادیٔ محسر میں تیزی سے گزرتے دیکھا۔ جبکہ ابن حبان [5] نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

زید نامی حضرات

۲۸۷۴ زید بن ارقم [6]

بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی کنیت میں اختلاف ہے۔ ابوعمر، ابوعامر دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ احد کے روز کم سن قرار پائے، سب سے پہلے خندق میں اور بقول بعض مریسیع میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ کی معیت میں سترہ (۱۷) غزوے کیے، جس کا ثبوت صحیح میں ہے۔ ان کی کئی احادیث ہیں نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ لکھ کر، ابوالطفیل، ابوعثمان نہدی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، عبد خیر، طاؤس روایت کرتے ہیں۔ سورۃ ''منافقون'' کے نزول کے متعلق ان کا ایک قصہ بھی ہے جو صحیح میں ہے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور کوفہ میں ''مختار ثقفی'' کے دور میں فوت ہوئے۔ سن وفات سرسٹھ یا اڑسٹھ (۶۶ھ/۶۸ھ) تھا۔ بقول ابن اسحاق: [7] عبداللہ بن ابی بکر نے بحوالہ اپنی قوم کے کسی شخص سے حضرت زید بن ارقم کا یہ قول نقل کیا ہے، فرمایا: میں عبداللہ بن رواحہ کا یتیم رشتہ دار تھا، وہ مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر غزوۂ موتہ

---

[1] الکمال فی الضعفاء (۱۹۱۲/۵) [2] اسد الغابہ (۱۸۰۶) استیعاب (۸٤۱) [3] استیعاب (۱۰۸/۲)

[4] مسند احمد (۱۵۵/۵) المعجم الکبیر (۱٦٤٦) الترغیب والترہیب (۱۰٤/٤) کنز العمال (۱۱۷۹، ۱۱۸۰)

[5] الثقات (۲۵۵/٤) [6] اسد الغابہ (۱۸۱۹) تجرید (۱۹٦/۱) [7] السیرۃ النبویہ (۱۵/٤)

لے گئے۔ پھر حدیث ذکر کی۔ انہی نے عبداللہ بن ابی منافق کو کہتے سنا تھا: ''یقیناً مدینہ کے عزت والے لوگ ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے''۔ [1] انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا آپ علیہ السلام نے عبداللہ منافق سے پوچھا، اس نے صاف انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زید کی تصدیق نازل فرمائی جس کا ثبوت صحیحین میں ہے۔ [2] اسی میں ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''زید! اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق فرما دی''۔ ابوالمنہال فرماتے ہیں: میں نے براء سے بیع صرف (سونے کے بدلہ سونا بیچنا یا چاندی کے بدلہ میں چاندی) کا مسئلہ دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: زید بن ارقم سے پوچھو، وہ مجھ سے بہتر ہیں۔ واللہ اعلم

۲۸۷۵ زید بن الازور الاسدی

عمر بن شبہ کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اس میں اسی جوانمردی سے لڑے کہ ان کے دونوں پاؤں کٹ گئے اور وہیں شہید ہوئے۔ بقول بعض: یہ ضرار بن الازور (مشہور بہادر) کے بھائی ہیں۔ جنگ میں ان کے یہ اشعار منقول ہیں:

''کیا زندگیاں میری موجودگی کی وجہ سے مجھ سے نا اُمید ہوگئی ہیں۔ جب میں نے موت کا ارادہ کیا تو اسے اپنے ہاتھ سے زیادہ قریب پایا۔ وہ عرقِ گلاب سے معطر کپڑے میں لپٹی ہے۔ اس دن کی آخری گھڑی آنے والے کل سے بھی دُور ہے۔ جب تک نبی احمد ﷺ سے ملاقات نہیں ہو جاتی''۔

۲۸۷۶ زیاد بن اساف

بن غزیہ بن عطیہ ابن خنساء بن مبذول، نُعیم کے والد۔ ابن سعد کا بیان ہے: احد میں شریک تھے۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ''زید بن یساف'' اساف کے بجائے یساف لکھا ہے۔

۲۸۷۷ زید بن اسلم [3]

بن ثعلبہ بن عدی ابن العجلان، ثابت بن اقرم کے چچا زاد ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ، زہری اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ بنی عمرو بن عوف بن الاوس کے فرد ہیں۔ ادھر ابن کلبی کا زعم ہے کہ طلیحہ نے انہیں شہید کیا تھا، ضرار بن صرد جو ایک ضعیف راوی ہے اس نے اپنی سند سے بواسطہ عبیداللہ بن ابی رافع، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنگ صفین میں ساتھ دینے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۷۸ (ز) زید بن اُسَید

بن حارثہ الثقفی ہشم الزہری معاہدۂ حِلف کی وجہ سے موسیٰ بن عقبہ نے شہداءِ یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۷۹ زید بن ابی اوفی [4]

بن خالد بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ھوازن ابن اسلم اسلمی۔ عبداللہ کے بھائی۔ اسی پر ابن حبان نے اعتماد

---

[1] سورۃ المنافقون (۸) [2] بخاری کتاب التفسیر (۴۹۰۰) مسلم کتاب صفات المنافقین (۶۹۵۵)

[3] اسد الغابہ (۱۸۲۱) استیعاب (۸۴۳) [4] السیرۃ النبویہ (۲/۲۵۰)

کیا ہے، ان کی حدیث ابن ابی حاتم، حسن بن سفیان اور امام بخاری ❶ نے التاریخ الصغیر میں بطریق ابن شرحبیل، بواسطہ ایک قریشی بحوالہ زید بن ابی اوفی نقل کی ہے۔ فرمایا: میں مدینہ کی مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ اسی طرح لوگوں کو پوچھتے رہے یہاں تک کہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر حدیث مواخات (بھائی چارہ) ذکر کی۔ ان کی حدیث کے عبداللہ بن شرحبیل سے مروی کئی طرق ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی حدیث تین طرق سے مروی ہے، ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راویوں کا ایک دوسرے سے سماع مشہور نہیں۔ اور نہ اس کا متابع ہے۔ بعض نے ابن ابی خالد سے بحوالہ عبداللہ بن ابی اوفی نقل کیا ہے یہ سند ہی صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کی حدیث کی تخریج کی ہے کسی نے انہیں "اسلمی" کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ ابن ابی عاصم نے تو یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے کہا: وہ کندہ کے تھے۔

۲۸۸۰ (ز) زید بن بَوْلا ❷ (مولا رسول اللہ ﷺ)

ابوالیسار۔ ان کی ایک حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں بروایت ان کے پوتے بلال بن یسار بن زید سے مروی ہے۔ ❷ ابوموسیٰ کا بیان ہے ان کے والد کا نام بُولا باء سے ہے۔ کسی اور کا قول ہے زید ان کا نام ہے۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: وہ نُوبی (حبشیوں کا گروہ) تھے، بنی ثعلبہ سے جنگ کے دوران آپ ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

۲۸۸۱ زید بن ثابت ❸ (کاتب قرآن)

بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبدعوف بن غَنْم بن مالک بن النجار الانصاری۔ خزرجی ابوسعید بقول بعض ابوثابت، ان کی کنیت میں اور اقوال بھی ہیں۔ بدر میں کم سن تھے۔ بقول بعض: اُحد میں شرکت کی۔ بعض کا کہنا ہے: سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔ تبوک میں بنی النجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ تھا۔ پہلے وہ عمارہ بن حزم کے پاس تھا آپ علیہ السلام نے ان سے لے کر زید بن ثابت کو دے دیا۔ وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کو میری کوئی شکایت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! لیکن قرآن آگے کرنے والا ہے"۔ ❹ انہوں نے نبی ﷺ کے لئے وحی لکھی۔

ان کی والدہ النوار بنت مالک بن معاویہ بن عدی ہیں۔ جنگ بعاث میں ان کے والد قتل ہو گئے تھے جو ہجرت سے پانچ برس پہلے کا واقعہ ہے، واقدی کی روایت ہے کہ حضرت زید علماء صحابہ میں سے تھے۔ یرموک کی غنیمتوں کی تقسیم انہی کے سپرد ہوئی۔ صحابہ کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے جن میں: ابوہریرہ، ابوسعید، ابن عمر، انس، سہل بن سعد، سہل بن حنیف، عبداللہ بن یزید الخطمی شامل ہیں جبکہ تابعین میں سعید بن المسیب اور ان کے دونوں بیٹے خارجہ، سلیمان، قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار وغیرہ حضرات، ہیں۔ انہی نے عہد صدیقی میں قرآن جمع کیا، جس کا ثبوت صحیح میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم نوجوان اور

---

❶ التاریخ الصغیر (۲۱۷/۱) ❷ اسد الغابہ (۱۸۲۳) تجرید (۱۹۷/۱)

❷ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار (۱۵۱۷) ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الضعیف (۳۵۷۷)

❸ اسد الغابہ (۱۸۲٤) استیعاب (۸٤۵) ❹ المستدرک (٤۲۱/۳) تهذیب تاریخ دمشق (۱۱۷/۵، ۱۱۸/۹)

صاحب عقل ہو اور ہمیں تمہارے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی بھی نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تعلیقاً، بغوی، ابو یعلی موصولاً ابوالزناد سے بواسطہ خارجہ بن زید وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے موقعہ پر مجھے آپ کے پاس لایا گیا، کسی نے کہا: یہ بنی نجار کا لڑکا ہے اس نے سترہ (۱۷) سورتیں پڑھ لی ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے قراءت کی آپ کو پسند آئی پھر مجھ سے فرمانے لگے: ''یہودیوں کی کتابت سیکھ لو مجھے اپنے خطوط میں ان پر اعتماد نہیں''۔ ❁ تو میں نے ایسا ہی کیا، پندرہ دِن بھی نہ گزرے تھے کہ مجھے اس میں مہارت ہوگئی، تو میں انہی کی زبان میں آپ کے خطوط لکھتا اور اُن کے جو خطوط آتے آپ کے سامنے پڑھتا۔ مسند عبد بن حمید میں ہم نے روایت کی ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''میں ایک قوم کی طرف خط لکھتا ہوں لیکن مجھے خدشہ ہے کہ وہ کمی یا زیادتی کریں اس لئے تم سریانی زبان سیکھ لو''۔ ❁ جو میں نے سترہ (۱۷) دِن میں سیکھ لی۔ واقدی کی روایت ہے کہ حضرت زید نے فرمایا: بدر واُحد میں مجھے شرکت کی اجازت نہ ملی۔ البتہ غزوۂ خندق میں مجھے اجازت مل گئی۔ خندق کی کھدائی میں آپ مٹی باہر نکالنے والوں میں کام کر رہے تھے۔ حضرت زید کو اونگھ آ گئی، اتنے میں عمارہ بن حزم آئے اور انہوں نے ان کے ہاتھ سے ان کی لاعلمی میں ان کا ہتھیار لے لیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''ابو رقاد!'' ❁ اسی دِن آپ نے مسلمان کو ڈرانے اور ہنسی مذاق اور سنجیدگی میں اس کی چیز لینے سے منع کر دیا۔

یعقوب بن سفیان نے صحیح سند کے ذریعہ شعبی سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت زید بن ثابت سوار ہونے لگے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پائیدان تھام لیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد ہٹ جایئے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ہم علماء اور بڑوں کا ایسا ہی اکرام و اعزاز کرتے ہیں۔ یعقوب ہی کی بطریق ابن سیرین روایت ہے: ابوالولید نے ہمیں حج کرایا پھر ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے فرمایا: یہ لام، یہ لام ہے یہ لام ہے، کوئی غلطی نہیں کی۔ ثابت بن عبید اللہ فرماتے ہیں: میں نے زید بن ثابت سے بڑھ کر اپنے علاقہ (گھر) میں کوئی فقیہ دین کی سمجھ رکھنے والا اور اپنی مجلس میں باوقار کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زید تم سب سے زیادہ ''میراث'' کا علم رکھتے ہو''۔ ❁ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے بقول بعض معلول سند سے نقل کیا ہے کہ زید بن ثابت فتویٰ دینے والوں میں سے تھے جو چھ (۶) افراد تھے: ''(۱) حضرت عمر (۲) علی (۳) ابن مسعود (۴) ابی (۵) ابوموسیٰ اور (۶) زید بن ثابت''۔ اور ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے بطریق قبیصہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید مدینہ میں فتویٰ اور قضائے قراءت اور میراث کے سردار تھے۔ بغوی نے صحیح سند سے بحوالہ خارجہ بن زید روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کے لیے جاتے تو حضرت زید کو نائب بنا جاتے اور جب بھی واپس آتے انہیں کھجوروں کا ایک باغ بطور جاگیر دے دیتے۔ بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، فرمایا: محفوظ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ زید بن ثابت مضبوط علم والوں میں سے ہیں۔ انتقال بیالیس (۴۲ھ) تینتالیس (۴۳ھ) پینتالیس (۴۵ھ) اکاون (۵۱ھ) باون (۵۲ھ) یا پچپن (۵۵ھ) میں ہوا۔ اکثر کا قول پینتالیس (۴۵ھ) کا ہے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج اس اُمت کا عالم فوت ہوگیا ہے، شاید اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا جانشین بنا دے۔

❁ بخاری کتاب الاحکام باب ترجمة الحکام و ھل یجوز ترجمان واحد (۷۱۹۵) تعلیقًا ❁ کنز العمال (۲۹۲۲۵)
❁ تھذیب تاریخ دمشق (۴۴۹/۵) ❁ الطبقات الکبریٰ (۱۱۵/۲) کنز العمال (۳۳۳۰٤)

حضرت حسان نے ان کے انتقال پر یہ مرثیہ کہا:
''اشعار کی نوک پلک حسان اور اس کے بیٹے کے بعد کون درست کرے گا، اور زید بن ثابت کے بعد کون تفسیر بتائے گا''۔

۲۸۸۲ (ز) زید بن ثابت (دوسرے)

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بقی بن مخلد کا حوالہ دیا ہے۔

۲۸۸۳ زید بن ثعلبه

بن عبدربہ الخزرجی۔ عبداللہ بن زید کے والد جنہیں اذان کا خواب نظر آیا تھا، زید بن عبدربہ کے حالات میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۸۸۴ زید بن جاریه [1]

انصاری اوسی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ عمر بن زید بن جاریہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے کئی لوگوں کو کم سن قرار دے دیا، ان میں زید بن جاریہ یعنی خود، براء بن عازب، زید بن ارقم، سعد بن حبتہ، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ امام بخاری [2] تاریخ میں زید بن جاریہ کی روایت ان کے پوتے کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ہم لوگوں نے خیبر سے اپنے حصوں میں ملنے والے جوڑوں کا آپس میں تبادلہ کیا۔ شعب میں بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا کہ زید بن جاریہ فوت ہو گئے ہیں، اور ایک لاکھ ''ترکہ'' چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''لیکن وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے''۔ اوقات کے متعلق ان کی ایک اور حدیث ہے جو بغوی نے نقل کی ہے۔

۲۸۸۵ (ز) زید بن جاریه

اگر ثابت ہو جائے تو محمد بن خالد کے دادا ہیں۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ زید بن جاریہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کسی بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی درجہ ہوتا ہے جسے وہ حاصل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اسے مصیبت پر صبر کی توفیق دیتا ہے تاکہ اسے وہ درجہ عطا کر دے''۔ [2]

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن مندہ نے لجلاج بن حکیم سلمی کے حالات میں نقل کی ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ یہ خفاف بن حکیم کے بھائی ہیں۔ اور یہ اہل جزیرہ میں شامل ہیں ان کی حدیث بطریق ابوالملیح بیان کی لیکن انہوں نے خالد کے والد کا نام نہیں لیا۔ بلکہ یہ کہا: محمد بن خالد بن خالد کے حالات میں نقل کیا ہے۔ ابوداؤد نے یہ روایت ابن راشد سے بحوالہ ان کے سنن میں نقل کیا ہے۔ مجھے خالد کے والد کا نام صرف ابن شاہین کی اسی روایت میں نظر آیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۸۸۶ زید بن جاریه (دوسرے)

ان سے ابوالطفیل روایت کرتے ہیں۔ مبہمات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بعض نے انہیں پہلی شخصیت ہی قرار دیا ہے، مجھے

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۲۵) تجرید (۱/۱۹۷) [1] اسد الغابہ (۱۸۲۶) استیعاب (۸۴۶) تجرید (۱/۱۹۷)

[2] التاریخ الکبیر (۳/۳۸۶) [2] اتحاف السادۃ المتقین (۹/۱۴۳) کنز العمال (۶۸۱۵)

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور ہیں۔

۲۸۸۷ (ز) زید بن جبیر الجُھَنی

اگر یہ نسب محفوظ ہے تو جھنی ہیں، اسمٰعیلی نے مسند یحییٰ بن سعید انصاری میں جو ان کی تالیف ہے بطریق ابراہیم بن صرمہ بحوالہ زید بن جبیر جہنی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ (حدیث) اسی میں ہے: ''جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہو وہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے''۔ اور اسی سند سے مروی ہے: ''مہمان نوازی تین دن ہوتی ہے اس سے زیادہ صدقہ ہے''۔ [1] اسمٰعیلی فرماتے ہیں: زید بن جبیر اور ابوحمزہ نے ایسا ہی کہا۔ میرے نزدیک دونوں میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں درست ''زید بن خالد الجہنی'' ہے۔

۲۸۸۸ زید بن الجُلَاس [2]

رجاء بن الجلاس میں تذکرہ ہو چکا۔

۲۸۸۹ زید بن الحارث [3]

بن قیس بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج، یزید بن حارث کے بھائی۔ بقول عدوی اور طبری نے بھی انہی کا اتباع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔

۲۸۹۰ (ز) زید بن الحارث

یزید بن حارث کے حالات کے آخر میں ان کا ذکر ہے۔

۲۸۹۱ زید بن حارثہ [4]

بن شَرَاحیل کلبی کعبی۔ ان کا نسب ان کے بیٹے اسامہ بن زید کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد [5] کا قول ہے: انّ کی والدہ سُعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہیں جو بنی معن بن طی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی ''لے پالکوں کو ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا کرو'' [6] ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد ہی کہتے تھے۔ (حدیث) یہ روایت [7] بخاری نے نقل کی ہے۔ ہم سے ہشام بن کلبی نے بحوالہ اپنے والد اور جمیل بن مرثد طائی وغیرہ بیان کیا کہ حضرت زید کی والدہ سُعدیٰ اپنی قوم سے ملنے گئیں، زید ان کے ساتھ تھے جاہلیت کا دور تھا بنی قین بن جسر کے ایک گروہ نے بنی معن کے گھروں پر ہلہ بولا وہاں زید جو کم سن تھے انہیں بھی اٹھا کر بازار عکاظ میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی کے لئے چار

---

[1] بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ (۶۰۱۸) مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف ولزوم الصمت (۱۷۱) [2] اسد الغابہ (۱۸۲۷) [3] اسد الغابہ (۱۸۲۸) تجرید (۱۹۷/۱)
[4] اسد الغابہ (۱۸۲۹) استیعاب (۸۴۸) تجرید (۱۹۷/۱) [5] الطبقات (۲۷/۳) [6] سورۃ الاحزاب (۵)
[7] بخاری کتاب التفسیر (۴۷۷۲)

سو (۴۰۰) درہم میں خرید لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا، ان کے والد حارثہ بن شراحیل نے ان کی گمشدگی پر یہ اشعار کہے تھے:

''میں زید پر آنسو بہاتا ہوں مجھے معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ آیا وہ زندہ ہے کہ اس کی اُمید رکھی جائے یا اس کے سامنے موت آ گئی ہے''۔

نیز کہتے ہیں:

''میں اس کی تلاش کا حکم عمرو اور قیس دونوں کو، یزید اور سب کے بعد جبل کو دیتا ہوں''۔

عمرو وقیس سے مراد ان کے دونوں بھائی اور یزید سے زید کا ماں شریک بھائی۔ وہ یزید بن کعب بن شراحیل ہیں اور جبل سے مراد ان کا بڑا بیٹا ہے۔ فرماتے ہیں: کلب کے چند لوگ حج کے لیے گئے، جنہوں نے زید کو دیکھ کر انہیں پہچان لیا۔ حضرت زید نے ان سے کہا: میرے گھر والوں کو یہ پیام پہنچا دینا:

''مجھے اپنی قوم کا اشتیاق ہے اگر چہ میں دور ہوں میں بیت اللہ کا خادم ہوں حرم کے نشانات کے پاس''۔

یہ لوگ واپس گئے ان کے والد کو بتایا جگہ کا محل وقوع وغیرہ سمجھایا، وہ اور کعب ان کے بھائی فدیہ لے کر مکہ پہنچے۔ نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ مسجد میں تھے، وہاں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے: فرزند عبدالمطلب، اپنی قوم کے سردار زادے، آپ لوگ اللہ کے حرم والے ہو، مشقت والوں کی مشقت دور کرتے ہو، قیدی کو کھانا دیتے ہو۔ ہم آپ کے پاس اپنے غلام بچہ کے سلسلہ میں حاضر ہوئے ہیں ہم پر احسان فرمایئے اور اس کے فدیہ میں بھی کرم نوازی کیجئے۔ ہم آپ کو زیادہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا غلام کون ہے؟ لوگوں نے کہا: زید بن حارثہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور کچھ؟ زید کو بلاؤ! اور اس کی مرضی پوچھو، اگر وہ تمہیں پسند کرے تو بغیر فدیہ کے تمہارا، اگر مجھے پسند کرے تو اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کہ وہ مجھے پسند کرے اور میں اس کے بدلہ میں فدیہ لینا پسند کروں''۔ کہنے لگے: ہم آدھے سے زیادہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ فرمایا: ''انہیں جانتے ہو؟'' عرض کی: جی ہاں! یہ میرے والد اور یہ میرے چچا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کون ہوں، تم جانتے ہو اور میرا سلوک و برتاؤ بھی تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب چاہے انہیں اختیار کر و یا مجھے پسند کرو''۔ حضرت زید (کم سن تو تھے ہی لیکن کم سمجھ نہ تھے) فوراً بولے: میں آپ کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرتا۔ آپ میرے لیے باپ اور چچا دونوں کی جگہ ہیں۔ حیران ہو کر دونوں بولے: زید تم پر تعجب ہے کیا تم آزادی، باپ، چچا اور اپنے گھر والوں کے مقابلہ میں غلامی پسند کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ''جی ہاں! میں نے اس ذات پاک کے ایسے اوصاف دیکھے ہیں جس کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرنے کا''۔ ادھر آپ ﷺ نے جب ان کی یہ وفا شعاری دیکھی تو حجر کے پاس لے جا کر اعلان کر دیا: ''تم لوگ گواہ رہنا کہ زید میرا بیٹا (متبنّٰی / منہ بولا بیٹا) ہے یہ میرا اور میں اس کا وارث ہوں گا''۔[1] جب ان کے چچا اور والد نے یہ صورتحال دیکھی تو انہیں بھی اطمینان ہو گیا اور وہیں سے واپس چلے گئے، اسی روز سے وہ زید بن محمد کہلائے جانے لگے۔ پھر جب اسلام کی کرن پھوٹی تو زید بن حارثہ کہلائے۔ ابن اسحاق[2] نے زید کے والد حارثہ کے آنے اور ان کا مطالبہ کرنے کا قصہ اسی

---

[1] الطبقات (۲۲/۳) التفسیر القرطبی (۱۹۳/۱۴) [2] السیرۃ النبویہ (۱۹۹/۱)

سے ملتا جلتا نقل کیا ہے۔ ابن کلبی اپنے والد سے بواسطہ ابوصالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنا (منہ بولا) بیٹا بنایا تو زینب بنت جحش جو آپ کی پھوپھی زاد تھیں ان سے ان کا نکاح کر دیا۔ اس سے پہلے آپ اپنی آیا ام ایمن کی شادی ان سے کر چکے تھے جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ پھر جب زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تو ام کلثوم بنت عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کی والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا اور ان کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب تھیں، جن سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ پھر ام کلثوم کو بھی طلاق دے دی اور درّہ بنت ابی لہب بن عبدالمطلب سے شادی کر لی۔ انہیں بھی طلاق دی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہن ہند بنت العوام سے نکاح کر لیا۔ [1] ایک قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم [2] نے قریش کو لفظ زید پسند ہونے کی وجہ سے ان کا نام زید رکھا کیونکہ یہ قصی کا نام تھا۔ عبدالرزاق بواسطہ معمر زہری کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ زید بن حارثہ سے پہلے کوئی اسلام لایا ہو۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: یہ بات سوائے زہری کے کسی نے نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: امام واقدی نے سلیمان بن یسار سے اپنی سند کے ساتھ اعتماد سے اس کا ذکر کیا ہے اور زائدہ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت زید بن حارثہ، بدر اور بعد کے سب معرکوں میں شریک کارزار رہے (ماسوائے غزوۂ مریسیع کے، کہ اس میں آپ علیہ السلام نے انہیں مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا)۔ غزوۂ موتہ میں جہاں آپ امیر ہونے کی ذمہ داری بھی نباہ رہے تھے شہید ہوئے۔ مدینہ کے کسی سفر کے دوران آپ نے انہیں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے حمزہ اور میرے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ یہ ابویعلیٰ [3] کا حوالہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو جس سریہ اور مہم میں بھی روانہ کیا۔ انہیں امیر بنا کر بھیجا اور انہیں پیچھے رہنا پڑتا تو اپنا نائب مقرر فرماتے۔ یہ روایت ابوبکر بن ابی شیبہ نے ایک مضبوط سند سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے۔ سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات جنگوں میں حصہ لیا اور سات جنگیں زید بن حارثہ کی معیت میں لڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمارا امیر مقرر فرماتے۔ [4] واقدی کا قول ہے کہ حضرت زید نے سب سے پہلے سریہ القردۃ میں پھر جموم، عیص، الطرف، حِسمیٰ پھر ام قِرفہ میں شرکت کی۔ اس کے بعد غزوۂ مُوتہ میں آپ کو امیر بنایا گیا، جس میں آپ شہید ہوئے۔ اس وقت سن پچپن (۵۵) کا تھا۔ قرآن مجید میں بالاتفاق انہی کا نام آیا ہے اور اگر ثابت ہو جائے تو سجل (کاتبِ وحی) کا بھی ہے۔ محمد بن اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ سے فرمایا: ''زید تم میرے مولا، مجھ سے، میری طرف اور تمام لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو''۔ [5] یہ روایت حسن سند سے مروی ہے اور مسند احمد میں طویل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ امیر بننے کا اہل ہے یعنی زید بن حارثہ اور یقیناً وہ مجھے سب لوگوں میں سے زیادہ عزیز ہے''۔ [6] ترمذی وغیرہ کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرمایا: زید بن حارثہ مدینہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے گھر میں تھے۔ زید دروازے پر آئے دستک دی، آپ دروازہ کھولنے اٹھے، انہیں گلے لگایا اور انہیں بوسہ دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ کا وظیفہ

---

[1] سورۃ الاحزاب (۵) [2] حوالہ گزر چکا ہے۔ [3] مسند ابی یعلی (۱۳/ ۷۲۱۰، ۷۲۱۱)

[4] بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید (۴۲۷۲) [5] الطبقات (۳/ ۲۹)

[6] بخاری کتاب الایمان والنذور باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "وایم اللہ" (۶۶۲۷)

میرے حصہ سے زیادہ مقرر کیا تو میں نے اس کا سبب پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھا اور اس کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھا۔ روایت صحیح ہے۔ صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی زید بن حارثہ کی روایت ہے، جس میں حضرت زینب بنت جحش کا قصہ ہے۔ ان سے حضرت انس، براء بن عازب، ابن عباس اور آپ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔ تابعین کی ایک جماعت آپ سے مرسل روایتیں کرتی ہے۔

۲۸۹۲ (ز) زید بن حاطب

بن امیہ بن رافع انصاری، اوسی ثم ظفری۔ واقدی کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے جس میں زخمی ہوئے۔ ان کی قوم انہیں ان کے والد کے پاس لائی، وہ منافق شخص تھا، کہنے لگا: اس پر کون روئے گا۔ تم لوگوں نے اسے اس حالت پر پہنچا دیا؟ دھوکہ سے تم اسے لے گئے۔ واقدی نے دورانِ قصہ یہ بات تو نقل کی ہے لیکن شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر نہیں کیا، شاید انہیں زخموں سے افاقہ ہو گیا تھا۔ جمہرہ ابن کلبی کے حاشیہ میں میں نے یہ نام یزید بن حاطب میں لکھا ہوا پڑھا ہے۔ واللہ اعلم۔ واقدی کی طرف سے، ان کا نام شہداءِ اُحد میں نہ ذکر کرنے کا یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ ان کا مقصد سب صحابہ کا احاطہ نہیں۔

۲۸۹۳ (ز) زید بن الحرّ العبسی

نبی ﷺ کے پاس آنے والے وفد میں سے نو (۹) میں کے ایک۔ طبری اور باوردی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۹۴ (ز) زید بن حِصْن

الطائی ثم السَّنْبِسیّ۔ ہیثم بن عدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ کوفہ کی حدود میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ محمد بن قدامہ نے ''اخبار الخوارج'' میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: بارہا میں بیان کر چکا ہوں کہ اس دور میں صرف صحابہ گورنر اور امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۸۹۵ زید بن خارجہ[1]

بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی۔ ان کے والد اُحد میں شریک ہوئے جبکہ یہ خود بدر میں شریک رہے۔ امام بخاری[2] وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی مرنے کے بعد (خرقِ عادت) گفتگو کی تھی۔ اس کے بعض طرق کا ذکر ان کے بھائی سعد بن خارجہ کے حالات میں بیان ہو گا۔ ابن السکن لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بہن سے شادی کی تھی جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ نسائی اور امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق عبدالحمید بن عبدالرحمٰن، موسیٰ بن طلحہ سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ پر کیسے درود بھیجا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''خوب لگن سے نماز پڑھو اور اس میں یوں کہا کرو اللّٰھم بارك علی محمد و علی آل محمد ...''۔[3] (حدیث)

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۳۱) استیعاب (۸۴۹) تجرید (۱/۱۹۸) [2] التاریخ الکبیر (۳/۳۸۳)

[3] مسند احمد (۱/۱۹۹)

(۲۸۹۶) زید بن خالد الجُہَنیّ [1]

کنیت میں اختلاف ہے۔ ''ابوزرعہ، ابوعبدالرحمن اور ابوطلحہ'' منقول ہیں۔ نبی ﷺ حضرت عثمان، ابوطلحہ اور حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے دونوں بیٹے خالد اور ابوحرب اور مولا ابوعَمْرَہ، عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابوسلمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ میں جہینہ کا علَم انہی کے پاس تھا۔ صحیحین وغیرہ میں ان کی حدیث ہے۔ ابن البرقی وغیرہ کا قول ہے: مدینہ میں اُٹھہتر (۷۸ھ) میں پچاسی (۸۵) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: اڑسٹھ (۶۸ھ) میں، ایک قول ہے: اس سے پہلے خلافت معاویہ میں، مدینہ میں فوت ہوئے تھے۔

(۲۸۹۷) زید بن خُریم [2]

ابن مندہ نے بطریق علی بن مسہر سعید بن عبید بن زید ابن خریم کی روایت بواسطہ ان کے والد ان کے دادا کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کے بارے میں پوچھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مسافر کے لیے تین دِن اور مقیم کے لیے رات دِن (یعنی چوبیس گھنٹے)''۔ [3]

(۲۸۹۸) زید بن خطاب [4]

بن نفیل العدوی۔ ان کے بھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کی والدہ اسماء بنت وہب تھیں جن کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔ آپ سے پہلے اسلام لائے بدر اور بقیہ معرکوں میں شرکت کی یمامہ میں شہید ہوئے۔ خلافت صدیقی میں بارہ ۱۲ھ میں مسلمانوں کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب ان کی شہادت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کا بے حد صدمہ ہوا، فرمانے لگے: وہ دونیکیوں میں، مجھ سے پہلے کر گئے۔ مجھ سے پہلے اسلام لائے اور مجھ سے پہلے شہادت پائی۔ صحیح میں ان کی گھریلو سانپوں کو مارنے کی ممانعت کے بارے میں ایک حدیث ہے جو بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے مروی اور ابولبابہ سے جڑی ہوئی ہے۔ صالح اور جزرہ نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ درست صرف ابولبابہ ہے۔

(۲۸۹۹) زید بن الدَّثِنّہ [5]

بن معاویہ بن عُبید بن عامر بن بیاضہ انصاری بیاضی۔ بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔ بئر معونہ کی مہم میں مشرکین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور تنعیم میں قریش کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مغازی میں ابن اسحاق [6] کا قول ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ عضل و قارہ کا ایک گروہ غزوۂ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم میں اسلام ہے اس لیے آپ ہمارے پاس اپنے صحابہ کی ایک جماعت بھیجیں جو ہمیں دین کی باتیں سمجھائیں۔ چنانچہ آپ نے اُن کے ساتھ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۳۲) استیعاب (۸۵۰) تجرید (۱۹۸/۱) [2] اسد الغابہ (۱۸۳۲)

[3] ابن ماجہ (۵۳۵) المعجم الکبیر (۳۸۳/۲) السنن الکبری (۲۷۷/۱) جامع المسانید (۵۷۰/٤)

[4] اسد الغابہ (۱۸۳٤) استیعاب (۸۵۱) تجرید (۱۹۸/۱) [5] اسد الغابہ (۱۸۳۵) استیعاب (۸۵۲) تجرید (۱۹۹/۱)

[6] السیرۃ النبویہ (۱۳٤/۳)

وغیرہ حضرات کو روانہ کیا۔ پھر لمبا واقعہ نقل کیا جو صحیح بخاری [1] میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۲۹۰۰ (ز) زید بن رَبْعہ [2]

یا ربیعہ بن اسد بن عبدالعزّیٰ۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداء حنین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام زمعہ ہے جن کا عنقریب ذکر ہوگا۔

۲۹۰۱ زید بن رُقیس [3]

حلیف بنی امیہ۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداءِ یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی انہی میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام قیس بتایا ہے شاید انہوں نے را حذف کر دی اور شین کو بے نقطہ کر دیا ہے۔ زہری نے ان کا نام یزید شروع میں یاء کے اضافہ سے بتایا ہے۔

۲۹۰۲ (ز) زید بن زمعہ [4]

بن الاسود بن اسد بن عبدالعزیٰ قرشی اسدی۔ طبری نے شہداء حنین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ یزید بن سلمہ ہیں جن کا ذکر ہونا ہے۔

۲۹۰۳ (ز) زید بن ابی زہیر انصاری

مقاتل نے تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''مرد عورتوں کے نگران ہیں'' [5] کے تحت لکھا ہے کہ زید بن ابی زہیر اپنی بیٹی حبیبہ کو لائے جسے انہوں نے طمانچہ مارا تھا، پھر اس آیت کے نازل ہونے کے بارے میں واقعہ نقل کیا۔ طبری [6] اور عبد بن حمید نے اس کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی کا نام نہیں لیا۔

۲۹۰۴ زید بن سراقہ [7]

بن کعب بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن خزیمہ یا غزیّہ بن عمرو بن عوف بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار خزرجی نجاری۔ جسر ابی عبیدہ کے روز قادسیہ [8] میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ پندرہ ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔

۲۹۰۵ زید بن سُعْنَہ [9]

اسرائیلی عالم۔ لفظ سعنہ میں اختلاف ہے، نون سے / یاء سے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں اکثریت نے نون سے لکھا ہے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ طبرانی، ابن حبان، الحاکم اور ابوالشیخ وغیرہ نے کتاب ''اخلاق النبی ﷺ'' میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن سعنہ نے کہا کہ نبوت کی جتنی علامات تھیں میں نے محمد (ﷺ) کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیں۔ صرف دو خصوصیتیں

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الرجیع (٤٠٨٦) [2] اسد الغابہ (١٨٣٧) استیعاب (٨٥٢) [3] اسد الغابہ (١٨٣٩)
[4] المعجم الکبیر (٢٢٦/٥) [5] سورۃ النساء (٣٤) [6] طبری تفسیر (٥٨/٤) [7] اسد الغابہ (١٨٤٠) استیعاب (٨٥٣)
[8] المعجم الکبیر (٢٦٦/٥) [9] اسد الغابہ (١٨٤١) استیعاب (٨٥٤)

رہ گئی ہیں مجھے ان کا پتہ نہیں چلا، ایک یہ کہ وہ ناواقفیت سے پہلے بردباری سے کام لیں گے ان کے ساتھ کوئی کتنی ہی جہالت سے پیش آئے گا وہ اتنی ہی بردباری کریں گے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس میں آتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک مدت تک کے لیے کھجوروں کا سودا کیا تھا اور آپ ﷺ نے وقتِ مقرر ✿ پر انہیں ادائیگی کر دی تھی۔ اس کے آخر میں ہے، زید بن سعنہ نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی اور نبی ﷺ کے ساتھ معرکوں میں شریک کارزار رہے۔ غزوۂ تبوک میں آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوئے، پیٹھ نہیں پھیری۔ اس سند کے راوی معتبر نہیں۔ ولید نے ان کی حدیث بیان کرنے کی صراحت کی ہے۔ اس روایت کا مدار ان کی روایت کرنے والے محمد بن ابی سرّی پر ہے جو ولید سے نقل کرتے ہیں۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا جبکہ ابوحاتم نے انہیں کمزور راوی لکھا ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: محمد (بن ابی سریّ) اکثر غلطیاں کر جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

مجھے ان کے قصہ کا ایک اور سند سے شاہد مل گیا ہے، لیکن اس میں نام نہیں ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: یزید، جریر بن حازم سے وہ زہری سے سنے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا: تورات میں لکھی محمد (ﷺ) کی تمام نشانیاں ماسوائے بردباری اور برداشت کے میں نے دیکھ لی ہیں، پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۲۹۰۶ زید بن سھل ✿

بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ (بن عمرو بن مالک) بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار انصاری خزرجی۔ ابوطلحہ کنیت سے مشہور ہیں، جس نے ان کا نام سہل بن زید بتایا ہے اسے وہم ہوا، جو ابن لہیعہ کا بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ، شرکاءِ بیعتِ عقبہ کے ناموں کے متعلق قول ہے۔ ادھر ابن سعد نے لکھا ہے معن بن عیسیٰ نے ہمیں بحوالہ ابوطلحہ جو حضرت ابوطلحہ کی اولاد میں سے ہیں بتایا کہ ابوطلحہ کا نام ''زید'' ہے، وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

''میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے۔ روزانہ میرے ہتھیار میں شکار مرتا ہے''۔

فاضل صحابہ میں سے ہیں، یہی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ نسائی کی روایت ہے کہ ابوطلحہ نے ام سلیم کے ہاں نکاح کا پیام بھیجا، وہ کہنے لگیں: ابوطلحہ! تم جیسے آدمی کا پیام رد تو نہیں کیا جانا چاہیے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے کسی کافر سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ، تو یہی میرا مہر ہوگا۔ چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور یہی ان کا مہر طے پایا۔
اس روایت کو ابوداؤد طیالسی ✿ نے اپنی مسند میں جعفر سے بواسطہ سلیمان بن مغیرہ اور حماد بن سلمہ سب نے ثابت سے طویل حدیث نقل کی ہے اور ابن سعد کی روایت میں ہے: تم ہزار مردوں سے بہتر ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے۔ نبی ﷺ نے بلند ہو کر دیکھا تو ابوطلحہ اپنا سینہ بلند کر کے عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے سینے کے ڈھال بن جانے کی وجہ سے آپ تک ان کا کوئی تیر نہیں پہنچے گا۔ میرا اگلا آپ کے بچاؤ کے لئے حاضر ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

✿ المستدرك (۶۰۵/۳) المعجم الكبير (۵۱۴۷/۵) السنن الكبرى (۵۲/۶)

✿ اسد الغابہ (۱۸۴۳) استیعاب (۸۵۵) ✿ ابوداؤد طیالسی مسند (۲۵۹۰)

یہ روایت اس شخص کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ وہ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے، اس پر عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے اعتماد کیا ہے۔ سب نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابوطلحہ کی آواز لشکر میں ہزار آدمیوں سے بہتر ہے''۔ ❶ امام احمد نے مرسلاً یہ روایت نقل کی ہے۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ امام واقدی کا اور ان کے اتباع میں ابن نمیر اور یحییٰ بن بکیر وغیرہ کا قول ہے: ۳۴ھ میں فوت ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی ایک قول ہے اس سے دو سال پہلے وفات پائی۔ ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ کے بعد چالیس حیات رہے''۔ شاید انہوں نے یہ بات شعبہ کی ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ والی روایت سے اخذ کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ابوطلحہ عہد نبوی میں جنگ کی وجہ سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، آپ کے بعد چالیس سال تک وہ سوائے عیدین (عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر) کے روزے رکھتے رہے۔

میں کہتا ہوں: اسی بنا پر ان کی وفات کا سانحہ پچاس یا اکاون ۵۰/۵۱ھ میں پیش آیا اس پر مدائنی کا اعتماد ہے۔ اس کی تائید مؤطا کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جسے ترمذی نے بروایت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ صحیح کہا ہے کہ وہ ابوطلحہ کے پاس گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جو تصاویر کے بارے میں ہے۔ عبید اللہ نے حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کا دور نہیں پایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ابوطلحہ کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے۔ ثابت بحوالہ انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ابوطلحہ بحری جنگ میں فوت ہوئے۔ ان کی تدفین کے لئے سات دن بعد ایک جزیرہ نظر آیا، پھر بھی ان کی نعش خراب نہیں ہوئی۔ اس روایت کو منسوی نے اپنی تاریخ میں اور ابویعلی نے نقل کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ سے آپ کے پروردہ حضرت انس، ابن عباس، ابوالحباب، سعید بن یسار وغیرہ حضرات روایت لیتے ہیں۔ مسلم وغیرہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ منیٰ میں جب رسول اللہ ﷺ نے سر منڈایا تو دائیں طرف کے ایک ایک دو دو بال اپنے صحابہ میں بانٹ دیئے اور ابوطلحہ کو بائیں طرف کے سارے بال عطا کر دیئے۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی ''تم نیکی کے مقام تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں''۔ ❷ تو ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: میرا پسندیدہ مال بَیرُحاء ہے جو صدقہ ہے، مجھے اس کے اجر و ثواب کی امید ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واہ بھئی واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے''۔ ❸ (حدیث)

۲۹۰۷ زید بن شراحیل انصاری ❹

یا یزید۔ موالاۃ میں ابن عقدہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو لوگوں سے پوچھا، کس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جس کا میں دوست اس کا علی دوست''۔ ❺ تو بارہ مرد آگے بڑھ کر بولے ہم نے، ان میں زید یا یزید بن شراحیل انصاری بھی تھے۔ اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔

---

❶ مسند احمد (۲۶۱/۳) (۱۱۱/۳) (۱۱۲/۳) ❷ سورۃ آلعمران (۹۲)

❸ فتح الباری (۲۲۳/۸) مشکوۃ المصابیح (۱۹۴۵) حلیۃ الاولیاء (۳۳۸/۶) ❹ اسد الغابہ (۱۸۴٤)

❺ ترمذی کتاب المناقب (۳۷۱۳) نسائی تہذیب خصائص امیر المومنین (۵۰، ۵۱) اسد الغابہ (۲٤۷/۲)

۲۹۰۸ زید بن شیبہ *

ابوشہم کنیت سے شہرت ہے ابوشہم میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۹۰۹ زید بن الصامت *

بقول بعض: ابن نعمان، ابوعیاش الزرقی۔ کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۹۱۰ زید بن صُحَار * العبدی

ابن مندہ نے ضعیف اسناد سے بطریق جعفر بن زید بن صحار العبدی بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں نبیذیں بناتا ہوں ان میں سے میرے لیے کون سی حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تارکول لگے مٹکے، کدو اور گھڑے میں بنی نبیذ نہ پینا''۔ * بقول ابن مندہ: اہل حجاز میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۲۹۱۱ زید بن صُوحان *

بقول بعض: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے جس کی تفصیل زید العبدی کے حالات میں بیان ہوگی۔ ابن مندہ کا قول ہے: ان کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے، مشہور یہ ہے کہ یہ مخضرمی ہیں۔ ان کے مکمل حالات ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں بیان ہوں گے۔

۲۹۱۲ زید بن عاصم *

بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری مازنی۔ ان کے بیٹے حبیب بن زید کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے کہ اُحد میں شرید ہوئے تھے۔ ابوعمر * کا بیان ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بقول بعض: ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ابوعمر نے ان کے نسب میں عاصم اور عمرو بن عوف کے درمیان: کعب بن منذر کے نام کا اضافہ نقل کیا ہے۔ فاللہ اعلم

۲۹۱۳ زید بن عامر الثقفی *

ابن مندہ کی بطریق اسحاق رملی روایت ہے کہ یزید بن عامر نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوا، آپ نے تمیم داری سے فرمایا: مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے آپ سے بیت عینون * اور مسجد ابراہیم مانگی، چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں عطا کر دی، اور مجھ سے فرمایا: ''زید تم مجھ سے کیا مانگتے ہو؟'' میں نے عرض کی: میں آپ سے اپنی اولاد کے لیے امن و امان کا خواستگار ہوں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا پروانہ عطا کیا۔ * ابن مندہ ہی بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ زید بن عامر نے نبی ﷺ سے نبیذ کے متعلق پوچھا تھا۔ (حدیث)

---

* اسد الغابہ (۱۸۴۵) * اسد الغابہ (۱۸۴۶) استیعاب (۱۸۵۶) * اسد الغابہ (۱۸۴۷) تجرید (۱۹۹/۱) * اسد الغابہ (۲۴۷/۲)
* اسد الغابہ (۱۸۴۸) استیعاب (۸۵۷) * اسد الغابہ (۱۸۴۹) استیعاب (۸۵۸) * استیعاب (۱۲۵/۲)
* اسد الغابہ (۱۸۵۰) تجرید (۲۰۰/۱) * ''بیت عینون'' بیت المقدس کا ایک گاؤں ہے۔ * جامع المسانید (۵۷۸/۴)

۲۹۱۴ زید بن عائش المرّیؓ[1]

اسمٰعیلی نے ''الصحابہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ خطیب نے ''المؤتلف'' میں انہی کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث ان کا بیٹا حباب بن زید ان سے نقل کرتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا، اتنے میں قیس بن عاصم آ گئے، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یہ اونٹوں والوں کا سردار ہے''۔[2] جبکہ اس کی سند میں علی بن قرین متروک راوی ہے۔ ابن ماکولا[3] نے حُباب میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۹۱۵ (ز) زید بن عَبْثَر الزُّبَیْدیّ

اسمٰعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بطریق علی بن قرین بحوالہ زید بن عبثر زبیدی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے راستے میں بنے کنوئیں کے بارے میں پوچھا...۔ حدیث جو چالیس گز تک کنویں کی (حریم) حدود کے بارے میں ہے۔ ''المتفق'' میں خطیب نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ، قیس بن حارث اور زید بن عبثر تینوں نامعلوم افراد ہیں، اور علی بن قرین (جو راوی ہے) غیر معتبر ہے۔

۲۹۱۶ زید بن عبداللہ انصاریؓ[4]

ابن ابی حاتم[5] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہی قول ابن حبان[6] کا ہے۔ التاریخ میں امام بخاری، اور الاوسط میں طبرانی روایت کرتے ہیں کہ زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے سامنے سانپ کا ایک دم پیش کیا، جس کی آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ تو مضبوط جملے ہیں''۔[7] ابن السکن فرماتے ہیں: ہمیں ان کی حدیث صرف اسی سند سے ملی ہے، یہ صحابہ میں مشہور نہیں ہیں، طبرانی کا قول ہے: اسی اسناد سے نبی ﷺ سے منقول ہے، جبکہ اس میں لیث متفرد ہے۔

۲۹۱۷ زید بن عبداللہ انصاریؓ[8]

بقول ابن مندہ: ان کی حدیث فراس بحوالہ شعبی نقل کرتے ہیں، مجھے تو یہ پہلے والے معلوم ہوتے ہیں۔

۲۹۱۸ (ز) زید بن عبداللہ انصاری ابن عبدربہ ہیں۔

۲۹۱۹ (ز) زید بن عبدربّہ زید بن ثعلبہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۵۱) تجرید (۱/۲۰۰)

[2] المستدرک (۳/۶۱۱، ۶۱۲) مجمع الزوائد (۳/۱۱۰، ۹/۴۰۷) الطبقات (۱/۲/۴۰) المطالب العالیۃ (۸۷۷)

[3] الاکمال (۲/۱۴۱) [4] اسد الغابہ (۱۸۵۲) استیعاب (۸۵۹) تجرید (۱/۲۰۰) [5] الجرح والتعدیل (۸/۵۶۶)

[6] الثقات (۳/۱۴۱) [7] مسند احمد (۳/۳۹۳) مجمع الزوائد (۵/۱۱۱) (۵/۱۱۲) اسد الغابہ (۲/۲۴۹) جامع المسانید (۴/۵۷۹)

[8] اسد الغابہ (۱۸۵۳)

۲۹۲۰ (ز) زید بن عبدالمنذر

ابولبابہ انصاری کے بھائی۔ ابوعبید کا بیان ہے، آخری بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے یہ نام ان سے غلط ہو گیا ہے یہ تو زنبر تھا۔

۲۹۲۱ (ز) زید بن عُبَیْد بن عمرو الضُّبَعیّ

اپنے پڑوسیوں بنی حنیفہ کے ساٹھ افراد کے ساتھ آئے۔ ان میں قیس بن طَلْق، علی بن سنان وغیرہ تھے، پھر مذکورہ افراد شمار کیے۔

۲۹۲۲ زید بن عبید [1]

بن معلّٰی بن لوذان انصاری اوسی۔ صرف عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ ان کے ساتھ ابن سعد کا بھی قول ہے کہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

۲۹۲۳ زید بن عمرو [2]

بن غزیّہ انصاری۔ ابوعمر نے حارث بن عمرو بن غزیہ کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ عمرو بن غزیہ بیعتِ عقبہ کی رات شریک تھے۔ اہل نسب کے مطابق ان کے چار بیٹے تھے اور چاروں کے چاروں صحابی ہیں جو یہ ہیں: (۱) حارث (۲) سعید (۳) زید اور (۴) عبدالرحمٰن۔

میں کہتا ہوں: اسی پر ابن السکن نے حارث بن عمرو کے سوانح میں اعتماد کیا ہے ابوعمر، عمرو بن غزیہ کے حالات میں ہی لکھتے ہیں: ان کے حارث، حجاج، زید، سعید اور عبدالرحمٰن بیٹے تھے۔ عبدالرحمٰن، زید اور سعید کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

۲۹۲۴ زید بن عمرو بن نُفَیْل [3] العدوی

سعید بن زید کے والد یکے از عشرہ مبشرہ۔ قسم رابع میں ان (زید) کا تذکرہ ہوگا۔ سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، جو تحقیقاً صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ ان کا انتقال بعثت سے پانچ سال پہلے ہو گیا۔ لیکن دو میں سے ایک احتمال کی بنا پر صحابی کی تعریف میں شامل ہو سکتے ہیں، وہ یہ کہ انہوں نے حالتِ ایمان میں آپ کو دیکھا تو کیا ان کے مومن ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ بعثت کے بعد بھی وہ آپ کو دیکھیں اور آپ پر ایمان لائیں یا ان کے ایمان لانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مبعوث ہوں گے، جیسا ان کا قصہ ہے؟ الکتاب الکبیر میں ابن اسحاق [4] نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اسماء بنت ابی بکر روایت کی ہے، فرماتی ہیں: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے دیکھا تھا۔ وہ قریش سے کہہ رہے تھے: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میرے علاوہ کوئی بھی دینِ ابراہیم پر برقرار نہیں رہا۔ ہشام کے طریق سے امام بخاری [5] اور لیث کے طریق سے تعلیقاً اور نسائی [6] نے بطریق

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۵۷) [2] اسد الغابہ (۱۸۵۹) [3] اسد الغابہ (۱۸۶۰) تجرید (۱/۲۰۰) [4] اسیرۃ النبویہ (۱/۱۸۱)

[5] بخاری کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل (۳۸۲۸) تعلیقاً [6] نسائی کتاب المناقب الکبری (۸۵)

ابواسامہ اور بغوی نے بطریق علی بن مُسْہِر سب ہشام سے روایت کرتے ہیں سب نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: وہ دفن ہونے والی بچیوں کو بچا لیتے تھے اور فرماتے: اسے قتل نہ کر میں اس کا خرچ برداشت کرتا ہوں۔ ابن اسحاق نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے: اے اللہ! اگر مجھے آپ کی عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہوتا جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو میں اس کے مطابق آپ کی عبادت کرتا پھر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرتے۔ بغوی بروایت زہری بحوالہ عروہ اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ ''المغازی'' موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: ''جس شخص پر مجھے اعتماد ہے اس سے میں نے سنا کہ زید بن عمرو قریش کے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو برا کہتے تھے''۔ امام بخاری [1] بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام دین کے بارے میں معلومات کے لیے گئے تو یہود و نصاریٰ کے علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ دین، دین ابراہیمی ہی ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، فرماتے ہیں: انہوں نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی: اے اللہ! گواہ رہنا میں دین ابراہیم پر ہوں۔ ابویعلی، بغوی، رویانی، طبرانی اور الحاکم سب کی بطریق محمد بن عمرو بن علقمہ بواسطہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، اسامہ بن زید سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک دِن سخت گرمی کے روز میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلا، آپ نے مجھے سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ ہماری ملاقات زید بن عمرو سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید! کیا بات تمہاری قوم تم سے سبقت لے گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: ''میں یہ دین تلاش کرنے گیا''۔ پھر ایک یہودی سے اپنی ملاقات کی مشہور بات ذکر کی۔ اس یہودی نے ان سے کہا: جب تک تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اپنا حصہ وصول نہیں کر لیتے ہمارے دین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اور ایک نصرانی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا حصہ وصول نہیں کر لیتے نصرانی نہیں بن سکتے۔ اس کے آخر میں ہے جس کی تلاش میں تم ہو وہ تمہارے شہروں میں ظاہر ہو چکا ہے، ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے اور جن لوگوں کو تم نے دیکھا یہ سب گمراہ ہیں۔ فرماتے ہیں: میں واپس آ گیا، لیکن مجھے کوئی چیز معلوم نہ ہوئی۔ [2]

بغوی نے ضعیف سند سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں زید بن عمرو کے لیے مغفرت کی دعا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ابن سعد نے بحوالہ امام واقدی ان کی سند سے لکھا ہے: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت میرے والد فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: جو بعثت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ ہے۔ ابن اسحاق [3] کا بیان ہے کہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو کا مرثیہ کہا تھا مصعب زبیری کا قول ہے مجھ سے ضحاک بن عثمان نے بواسطہ ابن ابی الزِّناد بحوالہ ہشام بن عروہ بیان کیا کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زید بن عمرو کو نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو وہ آپ علیہ السلام کے ارادہ سے چل پڑے تو میفعہ جو شام میں ایک جگہ ہے وہاں کے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ میں زید بن عمرو سے ملا اس وقت وہ مکہ سے باہر حراء کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ اور کہنے لگے: عامر! میں نے اپنی قوم سے جدائی اختیار کر لی ہے۔ اور ملتِ ابراہیمی

---

[1] بخاری کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل (۳۸۲۷)

[2] المستدرک (۲۱٦/۳) المعجم الکبیر (٤٦٦٣/٥، ٤٦٦٤) مسند ابی یعلی (۷۲۱۲، ۲۷۵۵) مجمع الزوائد (٤١٨/٩)

[3] السیرۃ النبویہ (۱۸۷/۱)

کی پیروی کر لی ہے اور اس دین کو پسند کر لیا ہے جس پر اسمٰعیل علیہ السلام عمل پیرا تھے وہ اس عمارت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب مجھے اولادِ اسمٰعیل میں سے ایک نبی کا انتظار ہے جو عبدالمطلب کی اولاد سے ہوگا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں ان کا زمانہ پا سکوں۔ پھر بھی میں ان پر ایمان رکھتا، ان کی تصدیق کرتا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ (حدیث) اسی میں ہے میں تمہیں ان کی نشانیاں بتا دوں گا یہاں تک کہ تم سے کوئی بات مخفی نہ رہے پھر انہوں نے ان سے آپ علیہ السلام کی صفات بیان کیں۔ فاکہی اور واقدی نے ایک حدیث میں اس کا مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں عمر ملی تو تم انہیں دیکھ لو گے ان سے میرا اسلام کہنا۔ اسی میں ہے: جب میں مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ کو ان کا سلام کہا، آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: ''میں نے انہیں جنت میں دامن گھسیٹتے دیکھا ہے''۔ مسند طیالسی میں بحوالہ سعید بن زید مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میرے والد جیسے تھے آپ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں آپ کو لوگوں نے بھی بتایا ہوگا کیا میں ان کے لیے استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! قیامت کے روز وہ اکیلے ایک اُمت کی صورت میں مبعوث ہوں گے۔ [1]

۲۹۲۵ زید بن عمیر الکندیؓ [2]

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث کی طرف اشارہ تو کیا ہے لیکن نقل نہیں کی۔ ابوموسیٰ نے بطریق عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ (جو ایک متروک راوی ہے) روایت کی کہ طلحہ بنت ابی سعید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میری والدہ نے بحوالہ اپنے والد زید بن عمیر کندی روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم کے ساتھ مل کر غارت گری کر سکتا ہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: زید! اسلام نے اسے ختم کر دیا ہے۔ جاہلیت کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اب سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ [3]

۲۹۲۶ زید بن عمیر العبدیؓ [4]

بقول ابوعمر: [5] انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں لکھا۔ میرے خیال میں یہ پہلے والے ہی ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ بطریق جارود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے علاء بن حضرمی کے دور کے ایک نسخہ میں پڑھا ہے کہ ''زید بن عمیر شریک تھے''۔ شبیب بن مرّہ کے حالات میں ان سے متعلقہ کچھ تفصیل بیان ہوگی۔

۲۹۲۷ (ز) زید بن غنم اللخمی

ابوعمر نے ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ استیعاب میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ میں نے انہی کے قلم سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کی اسناد مجہول ہے۔ ایک دیہاتی قوم سے وہ روایت منقول ہے۔ پھر ایک روایت بحوالہ زید بن غنم اللخمی روایت کی فرمایا: میں کسی غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا میرا ایک گھوڑا تھا جو ہنہناتا تھا میں نے اسے کنکری ماری، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند نہیں''۔ (حدیث)

---

[1] المستدرك (٢١٦/٣، ٢١٧) المعجم الكبير (٤٦٦٣/٥) مجمع الزوائد (٤١٨/٩) [2] اسد الغابه (١٨٦٣) تجريد (٢٠١/١)

[3] اسد الغابه (٢٥٣/٢) جامع المسانيد (٥٨٠/٤) [4] اسد الغابه (١٨٦٢) استيعاب (٨٦) [5] استيعاب (١٢٦/٢)

۲۹۲۸ (ز) زید بن قُنفُذ

بن زید بن جدعان تیمی۔ مجھے ان کے متعلق ایک حدیث ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ عبدالرزاق اپنے مصنف میں بحوالہ ابن جریج روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ خلافتِ فاروقی میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں لوگوں کو قیام کرایا، جو چاہتا خود قیام کرتا اور جو چاہتا طواف کرتا۔

میں کہتا ہوں: التمہید میں ابوعمر نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں لوگوں کو ایک امام کے پیچھے با جماعت تراویح پڑھنے کے لیے اکٹھا کیا، جو ہجرت کے چودھویں سال (۱۴ھ) کا واقعہ ہے۔ تو جو شخص اس وقت امام ہوگا یقیناً عہد نبوی میں ممتاز ہوگا۔ یہ قرشی ہیں لہٰذا ان کا صحابی ہونا ثابت ہوا۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو قریشی بھی بچا تھا وہ اسلام لاکر شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوا۔ عنقریب زید بن مہاجر کا تذکرہ ہونا ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ یہ ہیں یا ان کے چچا؟

۲۹۲۹ زید بن قیس[1]

زید بن رقیش میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۳۰ زید بن کعب[2]

یا کعب بن زید۔ ان کی حدیث بغوی نے بطریق قاسم بن مالک بحوالہ جمیل بن زید روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ایک انصاری کی مجلس میں بیٹھا جنہیں کعب بن زید یا زید بن کعب کہا جاتا تھا، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری عورت سے نکاح کیا جب اس کے پاس گئے اور بستر پر تشریف فرما ہوئے آپ نے اپنا کپڑا اٹھایا ہی تھا کہ اس کے پہلو پر سفیدی (یعنی برص) کا داغ دیکھ لیا۔ فرمایا: اپنے کپڑے سمیٹ لو،[3] اور جو حق مہر آپ نے اسے دیا تھا اس میں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ بطریق ابومعاویہ بواسطہ جمیل بحوالہ زید بن کعب بغیر شک کے مروی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: جمیل بن زید سے بحوالہ ابن عمر بھی مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے بطریق ابومعاویہ ایسا ہی نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ''زید بن کعب بن عجرۃ'' لکھا ہے، اور بطریق عبّاد بن العوام بواسطہ جمیل نقل کیا تو فرمایا: ''کعب بن زید'' جس میں شک کا اظہار نہیں کیا۔ اسی روایت کو محمد بن ابی حفصہ نے جمیل سے بواسطہ سعد بن زید نقل کیا ہے۔ بقول بعض انہی سے بحوالہ سعید بن زید ایک قول ہے: ان سے بحوالہ عبداللہ بن کعب۔

۲۹۳۱ زید بن کعب البَھزیّ[4]

عمیر بن سلمہ کے حالات میں بحوالہ بھزیّ مبہمات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۳۲ زید بن لبید[5]

بن ثعلبہ انصاری بیاضی۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونُعیم وغیرہ

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۶٤) [2] اسد الغابہ (۱۸٦۸) تجرید (۲۰۱/۱) [3] مسند احمد (٤۹۳/۳)

[4] اسد الغابہ (۱۸٦٦) استیعاب (۸٦۱) [5] اسد الغابہ (۱۸٦۹)

نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۹۳۳ زید بن لُصَیت ✿

تصغیر ہے۔ بقول بعض: شروع میں نون اور آخر میں باء ہے: نصیب۔ قَیْنُقَاعِیّ۔ ابن اسحاق ✿ مغازی میں فرماتے ہیں کہ عاصم بن عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک میں آپ روانہ ہوئے کہ کسی راستے میں آپ کی اونٹنی کھوگئی۔ زید بن لصیت نے کہا اس وقت وہ عمارہ بن حزم کے قافلہ میں تھے کہ محمد (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور انہیں یہ نہیں معلوم کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے یہ بات کی ہے (کہ محمد ﷺ عالم الغیب کیوں نہیں)۔ اللہ کی قسم! مجھے تو صرف انہی باتوں کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائی ہیں۔ وہ اونٹنی فلاں وادی میں ہے اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ چنانچہ لوگ گئے تو اسے وہیں پایا۔ عمارہ اپنے قافلہ میں واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع دی، تو لوگوں نے بتایا کہ یہ بات زید نے کی تھی۔ تو عمارہ نے ان کی گردن پر کچوکا لگایا اور کہا: اللہ کی قسم! تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔ ابن اسحاق کا قول ہے، بقول بعض: زید تائب ہوگئے تھے۔ بعض کا کہنا ہے: نہیں ہوئے تھے۔

۲۹۳۴ (ز) زید بن لوذان انصاری

ابوالمعلّٰی کنیتوں میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۳۵ زید بن مربَع ✿

بقول بعض: عبداللہ بن مربع یزید بن شیبان کے حالات میں بحوالہ ابن مربع مبہمات میں۔ امام ✿ بخاری فرماتے ہیں: امام احمد کا قول ہے ابن مربع کا نام زید ہے۔ ان کے علاوہ لوگوں کا کہنا ہے: یزید نام تھا۔ عباس الدوری اور ابن ابی خیثمہ بحوالہ ابن معین یہی نقل کرتے ہیں: کہ ان کا نام زید تھا۔

۲۹۳۶ زید بن المُزَیْن ✿

بن قیس بن عدی بن امیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں، ایسا ہی ابن اسحاق ✿ اور نسب الانصار میں القداح نے ان کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام واقدی ان کا نام یزید بتاتے ہیں اور فرمایا: نبی ﷺ نے ان میں اور مسطح بن اثاثہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا۔

تنبیہ ☆ لفظ المُزَیْن دار قطنی ✿ وغیرہ کا قلمبند کردہ ہے طاہر بن مِعْوَذ کا گمان ہے کہ میم کے زیر سے مِزین ہے ادھر ابن لھیعہ بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ نقل کرتے ہیں کہ یہ نام المِرْس ہے۔ واللہ اعلم۔

✿ اسد الغابہ (۱۸۷۰) ✿ السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۱۳۰/۴، ۱۳۱/۴)

✿ اسد الغابۃ (۱۸۷۲) استیعاب (۸۶۲) تجرید (۲۰۱/۱) ✿ التاریخ الکبیر (۳۸۰/۱)

✿ اسد الغابۃ (۱۸۷۴) استیعاب (۸۶۳) ✿ السیرۃ النبویۃ (۲۵۳/۲)

✿ الاکمال (۱۸۷/۷)

۲۹۳۷ (ز) زید بن معاذ انصاری اوسی

اوس کے سردار حضرت سعد کے بھائی۔ کعب بن اشرف کے قاتلین میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ عبد بن حمید تفسیر میں لکھتے ہیں: ابراہیم بن حکم بن ابان نے ہمیں بواسطہ اپنے والد بحوالہ عکرمہ نقل کر کے بتایا........ پھر ایک قصہ ذکر کیا اور ان لوگوں میں ان کا ذکر بھی کیا، مجھے اس روایت کے علاوہ کہیں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۲۹۳۸ زید بن معاویہ النّمَیْرِیّ [1]

قرہ بن دُعْمُوص کے چچا، قرہ کی حدیث میں ان کا تذکرہ آتا ہے اور علی بن فلاں نمیری کی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے۔ [2] ابن ابی حاتم کا قول ہے: شاذکونی یزید بن عبدالملک نمیری سے بواسطہ عائذ بن ربیعہ، زید بن معاویہ سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں! الماعون سے کیا مراد ہے'' فرماتے ہیں: شاذکونی اس میں متفرد ہے۔ باوردی نے ایک طریق سے اس روایت کو نقل کیا ہے جس میں شاذکونی نہیں۔

۲۹۳۹ (ز) زید بن المعلّی الانصاری

بقول ابوعبید: یہ اور ان کے بھائی رافع، عبید اور ابوقیس بدر میں شریک ہوئے یہ ان لوگوں کے ساتھ تھے جو بنی مالک بن زید مناۃ میں سے غزوۂ بدر میں شریک تھے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۴۰ زید بن مِلْحان [3]

بن خالد بن زید بن حرام بن جُندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ اُحد میں شریک اور جسرِ ابی عبید میں شہید ہوئے۔ بقول العدوی: ابن الاثیر نے بحوالہ الاثیری اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۴۱ (ز) زید بن المہاجر

بن قنفذ بن زید بن جُدعان تیمی۔ محمد کے والد، ان کے بیٹے صحابی ہیں۔ رہے زید خود تو ابن ابی حاتم کا بیان ہے: محمد بن زید بن المھاجر بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے اور ہم لوگ دوپہر کے کھانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے زید بن قنفذ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۴۲ زید الخیل بن مُہَلْہِل [4]

بن زید بن مُنْھب بن عبد رضا بن افصی بن المختلس بن ثوب بن کنانہ بن مالک بن نابل بن عمرو بن الغوث بن طئی الطائی۔ نو ۹ھ میں ملاقات کے لئے آئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔ ابن [5] ابی حاتم کا قول ہے: ان سے کوئی حدیث

---

[1] اسد الغابۃ (۱۸۷۵) [2] الجرح والتعدیل (۵۷۲/۳) [3] اسد الغابۃ (۱۸۷۶)

[4] اسد الغابۃ (۱۸۷۷) استیعاب (۸۶۶) تجرید (۲۰۲/۱)

[5] الجرح والتعدیل (۵۷۶/۳)

نہیں روایت کی جاتی۔ امام بخاری اور مسلم بطریق عبدالرحمن بن ابی نعیم بحوالہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کی ایک ڈلی بھیجی جو چمڑے میں بند تھی جس کی دباغت سلم کی چھال سے دی گئی تھی اور ابھی تک اس کی مٹی نہیں چھوٹی تھی آپ نے وہ ڈلی چار افراد، الاقرع بن حابس، عیینہ بن بدر، زید الخیل اور علقمہ بن علاثہ میں تقسیم کر دی...حدیث [1]...ابن شاہین کی بحوالہ عبداللہ روایت ہے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں ایک شتر سوار آیا، سواری بٹھائی اور آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس نو راتوں کے فاصلے سے آیا میں آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: زید الخیل، آپ نے فرمایا: نہیں! تم تو زید الخیر ہو۔ پوچھو! اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی علامت اس شخص کے بارے میں جسے وہ چاہتا اور جسے نہیں چاہتا، پوچھتا ہوں [2]....حدیث۔ابن عدی نے یہ روایت بشیر کے حالات میں نقل کر کے اسے ضعیف کہا ہے۔ ابوعمر [3] لکھتے ہیں: زید الخیل کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے بعد واپسی پر ہوئی تھی بقول بعض: نہیں بلکہ وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: وہ شاعر، خطیب، بہادر اور فیاض انسان تھے کنیت ابومکنف تھی۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ان کی والدہ کا نام قوسہ بنت الاثرم کلیبہ تھا۔ جاہلیت کے شاعر اور ان کے گنے چنے شہسواروں میں سے تھے۔ مضبوط ڈیل ڈول اور لانبے قد کے تھے جسم کی خوبصورتی اور لمبے قد سے موصوف تھے وہی کہتے ہیں: ع

اس کی ناکامی پر افسوس! جو کسی مالدار، باھلہ بن یعصر اور سواریوں پر غارت گری کے لئے حملہ کرتا ہے۔ ابوعبیدہ فرماتے ہیں: ان کی مراد ان کی نہ رکنے اور بزدلی کی صفت بیان کرنا ہے ان میں سے جب کوئی غنیمت کے ارادہ سے ناکام لوٹتا تو انتہائی بدبخت سمجھا جاتا تھا۔

ابن اسحاق کا قول ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیل سے فرمایا: جاہلیت کے جس شخص کا حال مجھ سے بیان کیا گیا اور پھر میں نے اسے اسلام کی حالت میں دیکھا، تو سوائے تمہارے اسے اس خوبی سے کم پایا'' آپ نے ان کا نام زید الخیر رکھا اور فیدا کی جاگیر عطا کر کے اس کی تحریر بھی دے دی۔ وہ واپس روانہ ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ نکلے تو یہ غالب ہے'' انہیں قردہ نامی چشمہ کے پاس بخار ہوا جس سے فوت ہو گئے۔ ہشام بن کلبی نے یہ قصہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے ''میں نے جس شہسوار کے بارے میں سنا'' پھر اسے مجہول سند سے بیان کیا۔ ''الاخبار المنثورہ'' میں ابن درید لکھتے ہیں: علی بن حرب طائی نے باسٹھ (۶۲ ھ) میں، جب میں عمان میں تھا میری طرف یہ تحریر بھیجی اور مجھے اجازت دی کہ ابوالمنذر نے ہم سے بیان کیا میں نے ان کے سامنے بواسطہ ابومخنف پڑھا فرمایا: زید الخیل آئے...... پھر اسی طرح کی طویل روایت نقل کی۔ اس میں فرماتے ہیں: وہ سب سے خوبصورت انسان تھے۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں: وہ بمقام قردہ تین دن مقیم رہے اور وہیں وفات پائی قبیصہ بن اسود بن عامر نے سال بھر ان کا سوگ منایا پھر ان کی سواری متوجہ کی اور کوچ کر دیا۔ اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریر نامہ تھا۔ جب ان کی اہلیہ نے ان کی سواری

---

[1] بخاری كتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب (٤٣٥١).
مسلم كتاب الزكاة باب ذكر الخوارج و صفاتهم (٢٤٤٩)

[2] المعجم الكبير (١٠/١٠٤٦٤) مجمع الزوائد (١٩٤/٧) مختصر تاريخ دمشق (١٦٩/٩)

[3] استيعاب (١٢٧/٢)

خالی دیکھی تو اس پر آگ پھینک کر جلا ڈالی اسی میں وہ تحریر بھی بھسم ہوگئی۔ کتاب الرّدۃ میں وثیمہ نے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔ اورانہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا: ع

"اے امامہ بنت ابی نصر! کیا تو نہیں ڈرتی۔ جبکہ ابوبکر نے مہتم بالشان کام شروع کر دیا ہے غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنہا ساتھ دینے والے اور مشکلات میں آپ کے دوست صدیق ہیں۔"

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے ان کی وفات تاخیر سے ہوئی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تھے۔ ان میں اور کعب بن زہیر میں (مہاجاۃ) باہمی ہجو کا مقابلہ ہوا تھا۔

۲۹۴۳ زید بن ودیعۃ [1]

بن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم بن الحبلی بن غنم بن عوف بن الخزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور ابن اسحاق وکلبی [2] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۴۴ زید بن یسَاف [3]

یزید بن اساف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۴۵ زید الثقفی

عطاء بن السائب کے دادا۔ بقول بعض: ان کا نام یزید یا مالک ہے مبہمات میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۹۴۶ زید ابوحسن انصاری

ابن مندہ بطریق عبداللہ بن یحییٰ برلسی بحوالہ ابومسعود وہ زید ابوحسن سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: انبیاء کے کلام میں سے صرف لوگوں کی یہ بات رہ گئی: جب تجھ میں حیا نہ ہو تو چاہے کر"۔ [4]

۲۹۴۷ (ز) زید الدیلمی [5]

مولا سہم بن مازن۔ بقول بعض: یزید یاء میں تذکرہ ہوگا۔

۲۹۴۸ زید [6]

مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ابن بولا ہیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۸۷۸) استیعاب (۸٦٤)

[2] المعجم الکبیر (١٦٤/٥) [3] اسد الغابۃ (۱۸۸۱)

[4] موطا مالک کتاب قصر الصلاۃ فی السفرباب وضع الیدین احداهما علی الاخری فی الصلاۃ (۳۷۷)
المعجم الکبیر (٢٣٦/٧، ٢٣٧) تهذیب تاریخ دمشق (٣٦٢/٤)

[5] اسد الغابۃ (۱۸۳٦) [6] اسد الغابۃ (۱۸۳۸)

۲۹۴۹ (ز) زید ابوعبداللہ

ابن مندہ بطریق ابن ابی فدیک، صالح بن عبداللہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید وہ اپنے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنے دادا زید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفہ کی شب وقوف فرمایا اور لوگوں سے خطاب کیا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس دن میں تم پر احسان کیا تمہارا برا تمہارے محسن کو دے دیا ہے اور تمہارے محسن کو وہ کچھ عطا کیا جو اس نے مانگا اور جو تمہاری لغزشیں تھیں وہ معاف کر دیں۔" [1]

میں کہتا ہوں: امام بخاری فرماتے ہیں: صالح بن عبداللہ منکر الحدیث (ثقہ راویوں کے خلاف روایت کرنے والا) ہے۔

۲۹۵۰ زید

ابوعبداللہ (دوسرے ہیں) ابن مندہ بطریق ابن شہاب بواسطہ طلحہ بن زید، ثور بن زید وہ عبداللہ بن زید وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روٹی کی قدر دانی اور عزت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ آسمانی برکت نازل کی اور زمینی برکتیں اس کے لیے نکالی ہیں۔" [2]

میں کہتا ہوں: ابن المدینی کا قول ہے: طلحہ بن زید حدیث وضع کرتا تھا۔

۲۹۵۱ (ز) زید العبدی (بے نسبت)

عبدالقیس کے ایک شاعر نے ان میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ محمد بن عثمان ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں منجاب بن حارث سے بواسطہ ابراہیم بن یوسف روایت کی ہے کہ مجھ سے عبدالقیس کے ایک شخص نے کہا: ہم میں سے ایک شخص نے شعر کہے جن میں رسول اللہ ﷺ کی عبدالقیس کے لیے دعا کا ذکر کیا ہے: ع

"ہم میں سے صحار اور اشج ہے دونوں نے سچی بات کہی بولنے والوں میں سے کہنے والے ہیں۔ وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر خیر کے ارادہ سے وفود سے پہلے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ یہ لوگ عبدالقیس کی ایک جماعت کی صورت میں اپنی مرضی سے آپ کے پاس سواریاں دوڑا کر گئے ان کی تلواروں کی دھاریں زخمی نہیں ہوئیں۔ بنی الجارود کو بھی یاد کر وان کا محل و مقام عبدالقیس کے بلند مقام پر ہے پھر ابن سوار جو اپنے حالات میں سرداری اور عزت کی وجہ سے بادشاہوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ جب زید کا کام یاد کیا جاتا ہے تو وہی کافی ہے اس واضح عزت کے کیا کہنے، یہ وہی ہے جس کا دایاں ہاتھ اپنے رب کی فرمانبرداری میں نعمتوں والی جنتوں کی طرف سبقت لے گیا وہاں نبی ﷺ نے ان کے لیے مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان ایک دعا کی جو مقبول ہوئی۔"

---

[1] اسد الغابۃ (۱۸۵۵) تجرید (۱/۲۰۰)

[2] مجمع الزوائد (۲۵۷/۳) اسد الغابۃ (۲/۲۵۰) جامع المسانید (۵۸۱/٤)

[3] اسد الغابۃ (۱۸۵۶) تجرید (۱/۲۰۰)

[4] اسد الغابۃ (۲/۲۵۰) جامع المسانید (۵۸۲/٤)

حافظ ابن عساکر نے یہ اشعار زید بن صوحان کے حالات میں ذکر کیے ہیں اس بنا پر تو یہ یقیناً صحابی بنتے ہیں۔

۲۹۵۲ زید العَجْلانی ❶

بقول بعض: عمیر عین میں تذکرہ ہونا ہے۔ ابوموسیٰ بطریق نافع روایت کرتے ہیں: کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید العجلانی کو حدیث ابن عمر بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا: کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ علیہ السلام نے قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں بواسطہ اپنے والد، ابوالعجلان سے مروی ہے۔

۲۹۵۳ (ز) زید العُقیلی

ابوعمر نے ابن السکن کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہی کے قلم سے پڑھا ہے کہ بطریق بقیہ، نافع بن زید سے انہوں نے نافع بن سلیمان کے حوالہ سے انہوں نے زید العقیلی سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ثغور و حدود بند کرے گا ان سے حقوق تو وصول کیے جائیں گے لیکن ان کے حقوق ادا نہیں کیے جائیں گے یہ لوگ مجھ سے اور میں ان سے ہوں..... ❷

۲۹۵۴ زید ابو یسار ❸

وہی ابن بولا .... پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۵۵ (ز) زید (بے نسبت)

طبرانی بطریق سکین بن دینار بواسطہ مجاہد، زید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: والدین کا نافرمان، شراب کا رسیا اور احسان جتلانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا''۔ ❹

۲۹۵۶ (ز) زید (دوسرے بے نسبت)

ابن ابی شیبہ ❺ بطریق یوسف بن صہیب، عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حنین کے روز لوگوں کے قدم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اکھڑنے لگے صرف ایک زید نامی شخص آپ کے سفید رنگ کے خچر کی لگام تھامے جمارہا جو نجاشی نے آپ کے لئے ہدیہ میں بھیجا تھا آپ نے فرمایا: ارے زید! لوگوں کو بلاؤ'' تو اس نے کہا: لوگو! رسول اللہ ﷺ یہاں ہیں۔ حدیث۔

۲۹۵۷ زید یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا

ابوداؤد ❻ نے باب: جس کی فجر کی دونوں رکعتیں رہ جائیں'' میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: عبدربہ اور یحییٰ جو دونوں سعید کے بیٹے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے دادا زید نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی...... میں نے ہمارے شیخ بلقینی کبیر

---

❶ اسد الغابة (۱۸۵۸) تجرید (۲۰۰/۱) ❷ كنز العمال (۳۴۵۷٦) ❸ اسد الغابة (۱۸۸۰)

❹ مسند احمد (۲۰۳/۲) كنز العمال (۴۳۷۷٦) مجمع الزوائد (۲۵۷/٦)

❺ المصنف لابن ابی شیبه (۵۵۲/۸) ❻ ابوداؤد كتاب الصلاة باب من فاتته متى يقضيها (۱۲٦۸)

کے قلم سے ان کے تجرید ذہبی والے نسخہ پر ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے۔ لیکن سنن کے معتمد و معتبر نسخوں میں کہیں بھی لفظ زید نظر نہیں آیا۔ ان میں صرف ''ہمارے دادا'' کے الفاظ ہیں۔ لہٰذا اسے لکھ لیا جائے۔ نیز یحییٰ بن سعید کے نسب میں زید نامی کوئی نہیں۔ سوائے زید بن ثعلبہ کے جو دادا کے جدِ اعلیٰ ہیں جن کا جاہلیت میں انتقال ہو گیا تھا۔

القسم الثانی **از حرف زاء**

باب زاء کے بعد فاء

۲۹۵۸ (ز) زفر بن اوس [1]

بن حدثان النصری، مالک کے بھائی، بقول ابن مندہ: دورِ نبوی پایا ہے لیکن ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد بڑے صحابہ میں سے ہیں اگر ان کے والد نے دورِ نبوت پایا ہے تو یہ اس قسم میں شامل ہوں گے۔

باب زاء کے بعد یاء

۲۹۵۹ (ز) زید بن زید [2]

بن حارثہ بن شراحیل الکلبی، اسامہ کے بھائی۔ بقول ابن سعد: ابن کلبی نے بحوالہ اپنے والد اور شرقی بن قطامی وغیرہم سے بیان کیا کہ صلح کے زمانہ میں ام کلثوم بنت عقبہ ہجرت کر کے آئیں تو انہیں کئی پیام نکاح موصول ہوئے۔ نبی ﷺ نے زید بن حارثہ کو مشورہ دیا، جس سے زید بن زید بن حارثہ اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ جبکہ رقیہ حضرت عثمان کی پرورش میں فوت ہوئیں۔ [3]

میں کہتا ہوں: صلح کا زمانہ چھ (۶ ھ) کا ہے اور زید بن حارثہ نو (۹ ھ) میں شہید ہوئے۔

۲۹۶۰ (ز) زید بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب قرشی عدوی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے چھوٹے سگے بھائی دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جب یہ آیت نازل ہوئی ''کافر عورتوں کو مت روکے رکھو'' [4] تو ابوالجہم بن حذیفہ نے اس سے نکاح کر لیا (جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) یہ زبیر وغیرہ کا بیان ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زید عہد نبوی میں پیدا ہوئے تھے اس لئے اس قسم میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۹۶۱ زُیَیْد بن الصلت [5] (تصغیر)

بن معدیکرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حُجر بن حارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبری الکندی، بنی جُمح کے حلیف، کثیر بن الصلت کے بھائی۔ ابن سعد نے ان کا نسب بیان کیا ہے امام واقدی فرماتے ہیں: عہدِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری [6] کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۷۵۲) [2] اسد الغابۃ (۱۸۲۹) استیعاب (۸٤۸) [3] الطبقات (۲۷/۳)
[4] سورۃ الممتحنۃ: ۱۰ [5] اسد الغابۃ (۱۸۸۲) استیعاب (۸۷۹) [6] التاریخ الکبیر (٤٤۷/۱/۲)

ابن ابی ❶ حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی شیبہ ❷ صحیح سند سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے بحوالہ زید بن الصلت روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں اگر شرابی کو گرفتار کر بھی لوں پھر بھی میں چاہتا ہوں اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے۔ (واقعی ارحم امتی بامتی ابوبکر جو ہوئے)۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے اس کے راوی بھی ثقہ ہیں۔ اس سے ابن ابی حاتم کے قول کی تردید ہوتی ہے اور زبید کا سماع سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا۔

قسم ثالث از حرف زاء

باب زاء کے بعد باء

۲۹۶۲ (ز) زَبَّاب بن رُمَیْلَة حرف راء میں ذکر ہو چکا ہے۔

۲۹۶۳ (ز) زَبَّان بن الاصبغ

بن عمرو الکلبی، خواتین والے حصہ میں تماضر کے حالات میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔

۲۹۶۴ زُبَیْد الاعور بن جَیْفر

بن الجلندی الازدی۔ ان کے والد عمان کے بادشاہ تھے۔ اُن کا ذکر ہو چکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی جانب خط بھیجا تھا یہ اور ان کے اہل خانہ مسلمان ہو گئے بعد میں اُن کا بیٹا زبید عہدِ صدیقی میں مرتد ہو گیا تھا اور مقابلہ میں جنگ بھی کی لیکن دوبارہ مسلمان ہو گیا اس لئے اس قسم میں شامل ہوئے۔

۲۹۶۵ (ز) زبید بن عبدالخولانی

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ اور فتح مصر میں شریک ہوئے اس کے بعد صفین میں حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دیا انہی کے ہاتھ علم تھا جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ یہ بات ابن یونس اور ان کے متبعین نے ذکر کی ہے۔

۲۹۶۶ (ز) زبیر بن الاشم الاسدی

مشہور شاعر عبداللہ بن زبیر کے والد۔ ابوالفرج اصبہانی نے مذکورہ شاعر عبداللہ بن زبیر کے حالات میں جو بات نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد نے دورِ نبوت پایا تھا کیونکہ انہوں نے عبداللہ کے اشعار نقل کیے ہیں جس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔

---

❶ الجرح والتعدیل (٦٢٢/٣) ❷ المصنف لابن ابی شیبہ (٤٦٢/٦)

باب زاء کے بعد حاء

۲۹۶۷ (ز) زخر بن قیس

بن مالک بن معاویہ بن سعنہ الجعفی، انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ شہسواروں میں سے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ جب ان کی طرف دیکھتے تو فرماتے: جو کسی زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ آپ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا زخر کے کوفہ میں چار صاحب شرافت وعزت فرزند تھے۔ ایک فرات جسے مختار نے قتل کیا۔ دوسرا جبلہ جو ابن اشعث کے ساتھ قتل ہوا وہ فراء پہ تھا۔ تو حجاج بن یوسف نے کہا: اس وقت تک کوئی شورش وفتنہ فرو نہیں ہوتا جب تک کوئی بڑا آدمی نہیں مارا جاتا اور یہ یمن کا عظیم آدمی تھا۔ تیسرا اجہم بن زحر جو خراسان میں قتیبہ بن مسلم کے ساتھ تھا اور جرجان کا والی بھی مقرر ہوا۔ چوتھا حمال بن زحر جو رستاق میں تھا۔ یہ سارا ابن کلبی کا بیان ہے۔

باب زاء کے بعد راء

۲۹۶۸ زرارہ بن ھوذہ

بن مالک بن عمرو بن شکل بن کعب بن الحریش بن کعب العامری ثم الحریشی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا طفیل، ہشام بن عبدالملک کا سرحدی نگران تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۶۹ (ز) زرارہ بن عمرو

بن حیطان بن رأس الدھمی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا قیس بن زرارہ حضرت علی کے حامیوں میں تھا ان کا بھی ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

۲۹۷۰ (ز) زرارہ بن المخبّل السعدی

ان کے بھائی شیبان کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۹۷۱ زرارہ بن جزء [1]

بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب۔ دور نبوی نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا عبدالعزیز اپنے دور میں دیہات کا سردار تھا۔ بنی امیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ ابن کلبی خالد بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاصی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ جس سال مروان بن حکم کی بیعت لی گئی تو مروان کا گزر بنی جزء کے چشمہ پر سے ہوا وہاں زرارہ تھے جو بے حد عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ تو مروان نے پوچھا: آل جزء کیسے ہو؟ انہوں نے صبر آمیز لہجہ میں کہا: خیریت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اچھی طرح پروان چڑھایا پھر ہماری کٹائی بھی اچھی طرح کی" یہ سب لوگ رومیوں سے جہاد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن کلبی کا بیان ہے:

---

[1] اسد الغابۃ (۱۷۳۸) الاستیعاب (۸۱۳)

زرارہ بن جزء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آئے۔آپ نے فرمایا: جو آج اجازت مانگے میں اسے کل آنے کی اجازت دوں گا۔ بعد میں جب اندر آئے تو کہنے لگے: امیر المومنین! میں ایک امید لے کر آپ کے پاس آیا اور صبر سے آپ کی سختی برداشت کی میں نے کچھ لوگ دیکھے جو آپ کے زیادہ قریب تھے اور دوسرے زیادہ دور تھے۔قریبی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ امن سے رہے اور نہ دور والے کے لئے مناسب ہے کہ مایوس ہو۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی گفتگو بھلی لگی اور انہیں یزید کے ساتھ شامل کر دیا اور ان کے لئے دو ہزار کا وظیفہ مقرر کر دیا۔چنانچہ وہ یزید کے ساتھ صائفہ کی جانب نکلے۔اسی اثناء میں امیر معاویہ کے پاس عبدالعزیز کی فوتگی کی اطلاع پہنچی، جب خط کھول کر پڑھا تو فرمایا: عرب نوجوانوں کا سردار مر گیا ہے۔زرارہ پاس بیٹھے تھے پوچھا: میرا بیٹا یا آپ کا بیٹا؟ امیر معاویہ نے فرمایا، تمہارا بیٹا۔ابن کلبی فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں کہے گئے اشعار بناوٹی ہیں۔

میں کہتا ہوں: مروان کی بیعت چونسٹھ (۶۴ھ) میں ہوئی تھی جس شخص کے بارے بتایا جائے کہ وہ انتہائی عمر رسیدہ تھا یقیناً ستر سے اَسی سال والوں میں سے ہوگا اس بنا پر زرارہ اس قسم میں شامل ہوئے۔مرزبانی لکھتے ہیں! زرارہ اور عبدالعزیز امیر معاویہ کے پاس آئے تو ہمارے دادا عبدالعزیز فوت ہو گئے۔جبکہ وہ امیر معاویہ کے کسی حکومتی عہدہ پر مامور بھی رہ چکے تھے۔جس پر زرارہ نے ان کا مرثیہ کہا: ع

"اب جبکہ عبدالعزیز فوت ہو گیا۔سرحدوں کے بند اور جنگیں دعائیں کریں گی وہاں وہ بنی عامر کا سردار بنا جب لڑکا ہی تھا اور ان کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ہر نوجوان نے موت کا جام پینا ہے۔بچپن میں پیئے یا بڑھاپے میں۔"

۲۹۷۲ زرّ بن حُبَیش[1] (ح ب ی ش)

بن حُبَاشہ بن اوس بن بلال بن جعالہ بن نصر بن غاضرہ اسدی ثم الغاضری ابومریم۔اکابر تابعین میں سے مشہور شخصیت ہیں۔ابوعمر[2] نے عہد نبوت پانے کی ان کی ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے حضرت عمر، عثمان، علی، ابوذر، ابن عباس، ابن مسعود، العباس، عبدالرحمن بن عوف، حذیفہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ابراہیم نخعی، عصم بن ابی النجود، عدی بن ثابت، اسماعیل بن ابی خالد، ابواسحاق شیبانی وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔عاصم فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے زیادہ عربی داں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے عربیت کے مسائل پوچھتے تھے۔اسی طرح بحوالہ زرّ روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں کوفہ سے ایک روز ان کے ساتھ نکلا۔میری سب سے بڑی خواہش اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تھی۔میں عبدالرحمن بن عوف اور ابی رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان کی مجلس میں بیٹھا۔نیز فرماتے ہیں: کہ ابووائل حضرت عثمان کے طرفدار جبکہ زرّ حضرت علی کے حامیوں میں سے تھے پھر بھی دونوں کے نماز پڑھنے کے مقام ایک ہی مسجد میں تھے۔

ابووائل زرّ کی تعظیم کرتے تھے۔ان سے مروی ہے فرمایا: زرّ ابووائل سے بڑے ہیں۔ابن عیینہ بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں کہ میں نے زرّ سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سو بیس (۱۲۰) سال۔ابن ابی شیبہ بواسطہ محمد بن عبید بحوالہ اسمٰعیل یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔تیراسی (۸۳ھ) یا اس سے تھوڑا عرصہ پہلے ان کا انتقال ہوا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۷۳۵) استیعاب (۸۷۳) تجرید (۱۸۹/۱) [2] استیعاب (۱۳۲/۲)

طبرانی ✿ بطریق ابوبکر بن عیاش، عاصم سے بحوالہ زرّ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں ہمیں خطبہ دیا..... پھر حدیث ذکر کی۔ بردیجی ''الاسماء المفردۃ'' میں تابعین کے حالات میں لکھتے ہیں: زرّ بن حبیش زمانہ جاہلیت کے ہیں یعنی دورِ جاہلیت پایا ہے ایسا ہی ابواحمد الحاکم نے ''الکنی'' میں لکھا ہے۔

۲۹۷۳ زرعہ بن سیف ✿

بن ذی یزن الحمیری۔ مشہور بادشاہ ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا تھا۔ مغازی میں ابن اسحاق ✿ کا قول ہے: جب نبی ﷺ تبوک سے واپس آئے تو آپ کے پاس یمن وحمیر کے بادشاہوں کے خطوط اور ان کے قاصد ان کے اسلام لانے کا پیام لائے۔ زرعہ بن سیف بن ذی یزن نے ان کے اسلام کا پیام بھیجا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا جس کا مضمون یوں تھا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن عبدکلال نعمان اور زرعہ کی طرف، پھر وہ لمبا قصہ ذکر کیا۔ ابن مندہ بطریق محمد بن عبدالعزیز بن عفیر روایت کرتے ہیں کہ میرے والدین میرے دادا عفیر سے وہ اپنے والد زرعہ بن سیف سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میری طرف خط بھیجا تھا۔ پھر اسے طویل ذکر کیا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: میرے علم میں صرف یہی سند موصول ہے۔

میں کہتا ہوں: حارث بن کلال کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن کلبی کی گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زرعہ اپنے جد اعلیٰ کی نسبت سے مشہور ہیں ان میں اور سیف میں پانچ پشتیں ہیں۔ کیونکہ وہ ذی یزن نعمان بن قیس بن عفیر بن سیف بن ذی یزن کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان کی اولاد میں سے عفیر بن زرعہ بن عفیر بن حارث بن نعمان ہیں جو شام میں عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں حمیر کے سردار تھے۔ لہٰذا مذکورہ زرعہ جن کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ مذکورہ عفیر کے بیٹے ہیں۔ ان میں اور سیف میں کئی پشتیں ہیں۔

۲۹۷۴ زرعہ بن عَریب

ابوعبیدہ نے مناقب فُرس میں سے نقل کیا ہے کہ جب اسود عنسی مارا گیا تو فارسیوں نے ایک آدمی کے ہاتھ اس کا سر روانہ کیا ان میں عبداللہ بن الدیلمی زرعہ بن عریب وغیرہ شامل تھے آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ان کے آنے کی اطلاع دی اور ان سے اور یمن میں اپنے والے مسلمانوں سے خیر خواہی کا حکم دیا تھا۔

۲۹۷۵ (ز) زرعہ بن ابی عقبہ الحمیری

کتاب ''الردۃ'' میں وثیمہ نے لکھا ہے کہ وہ آلِ حمیر کا خط لے کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب انہیں نبی ﷺ کی فوتگی کی اطلاع ملی تھی کہ یہ سب اپنے دین پر ثابت قدم ہیں، یعنی یہ لوگ مرتد نہیں ہوئے ہیں۔

۲۹۷۶ (ز) زُرعہ السیبانی

کنیت ابوعمرو تھی کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

✿ المعجم الکبیر (۵۸/۸) ✿ اسدالغابۃ (۱۷۴۵) استیعاب (۸۱۸)

✿ السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۱۷۹/۴)

۲۹۷۷ (ز) زُرَیب (تصغیر ہے) بن ثُرمُلا

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور باوردی نے بطریق عبداللہ بن معروف روایت کی ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے حلوان فتح کر لیا تو انصار کا جعونہ بن نضلہ نامی ایک شخص کسی گھاٹی سے گزرا نماز کا وقت ہوا تو اس نے وضو کر کے اذان دی۔ کسی نے اذان کا جواب دیا انہوں نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہیں آیا۔ اتنے میں پہاڑ کی کھو (غار) سے ایک شخص سفید سر اور سفید داڑھی والے نے جھانکا۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں زریب بن ثرملا عیسیٰ بن مریم کا حواری ہوں۔ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچنا چاہا لیکن درمیان میں فارس حائل ہو گئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جعونہ نے جا کر حضر سعد کو بتایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا انہوں نے جواباً لکھا کہ اس شخص کو تلاش کر کے میرے پاس بھیج دو، انہوں نے گھاٹیوں وادیوں کی خاک چھان ڈالی لیکن اس کا سراغ تک نہ ملا۔ اسی روایت کو عبدالرحمٰن بن ابراہیم راسبی نے جو ایک ضعیف راوی ہیں...... مالک سے بواسطہ نافع بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے جیسا کہ معونہ بن نضلہ کے حالات میں دوسری سند سے بیان ہو چکا ہے۔ ابونعیم نے دلائل میں بطریق زید بن اسلم بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد میں نضر بن سلمہ شاذان متروک راوی ہے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ان کے لئے لمبی عمر کی دعا کی تھی کہ وہ عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے تک زندہ رہیں گے اس کا ایک اور طریق بھی ہے۔

باب زاء کے بعد فاء

۲۹۷۸ زفر بن یزید بن حذیفہ اسدی[*]

اسد خزیمہ۔ ان کے سردار تھے۔ جب طلیحہ بن خویلد ظاہر ہوا تو یہ اسلام پر ثابت قدم رہے ایک طویل تقریر اور اشعار میں طلیحہ کی بھرپور تردید کی۔ ع

"قبیلہ اسد پر افسوس! جنہیں نبی ﷺ کے بعد طلیحہ کذاب نے گمراہ کر دیا"۔

باب زاء کے بعد میم

۲۹۷۹ (ز) زمّان بن عمّار الفزاری

طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مرتد ہونے والوں اور مسلمانوں سے جنگ کرنے والوں میں شامل تھے پھر تائب ہو کر یمامہ آئے اور لوگوں کو مرتد ہونے کے انجام سے ڈرایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۰ (ز) زُمَیل بن اُبَیر

بقول بعض: وبیر بن عبدمناف بن عقیل بن حلال بن مازن بن فزارہ الفزاری۔ انہیں ابن ام دینار بھی کہا جاتا ہے۔ معجم

---

[*] اسد الغابۃ (۱۷۵۴)

الشعراء میں مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی ابن دارہ کو خلافت عثمانی میں قتل کیا تھا اور ان کے یہ اشعار نقل کیے: ع

"وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں اس کا رشتہ دار ہوں۔ جبکہ میں نے اسے آگاہ کر دیا میں اس کا تدارک کرنے والا ہوں۔ میں تلوار کی دھار لے کر اس کی مانگ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے کہا ہر لحاف سے پہلے اس سے لپٹ جا۔"

نیز وہ کہتے ہیں: ع

"فزارہ کو بتا دو کہ میں نے اس کے لیے حلق والوں کے ساتھ اپنی تلوار کے بدلہ زندگی کی بزرگی خرید لی۔"

میں کہتا ہوں: ابن ابی دارہ کا نام سالم بن مُسافع ہے۔ دارہ ان کی والدہ کا نام ہے زمیل کا انہیں قتل کرنے کا سبب ان کے حالات میں قسم ثالث کے حرف سین میں بیان ہوگا۔ (دیکھیں۔ ۳۶۵۹)

باب زاء کے بعد ھاء

۲۹۸۱ زھرہ بن حُمَیْضَة

ازھر بن حمیضہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۸۲ (ز) زھیر بن حرام الھذلی

از بنی سہم بن معاویہ مُخَضْرَمِیؓ ہیں مرزبانی نے اسی طرح ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۳ زھیر بن خیثمہ [1]

بن ابی حمران الجعفی، مشہور محدث ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ کے دادا۔ ابواحمد العسکری کا بیان ہے: یہ اس رات مسلمان ہو کر مدینہ آئے جب نبی ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے

۲۹۸۴ زھیر بن قیس بن مشجعه الجعفی

ان کے بھائی مرثد کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ الاحمیر کے سوانح میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔

۲۹۸۵ زُھَیْر بن الُمغفّل

بن عوف بن عمیر بن کلب بن ذھل بن یسار بن والبہ بن الدُّئِل بن سعد مناۃ بن عامر۔ دور نبوی پایا ہے اور عہد فاروقی میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اسی میں شہادت پائی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب زاء کے بعد یاء

۲۹۸۶ (ز) زیاد بن الاشھب بن وَرْد اُدَد

بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ العامری الجعدی، دورِ نبوت نصیب ہوا۔ اپنی قوم میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

---

[1] اسد الغابة (١٧٦٨)

حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کرانے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ جس کے متعلق نابغہ الجعدی کہتا ہے۔ ع

''ابن ہاشم کے دروازے کے پاس زیاد کا مقام یاد کر وہ تم میں صلح کرنا چاہتا اور نزدیکی پیدا کرنا چاہتا تھا۔''

اپنی قوم کے متعلق زیاد الاعجم کہتا ہے: ع

''جب تیرا ارادہ بزرگی اور سخاوت کا ہو تو زید اشجعی کے متعلق بھلائی کا سوال کر۔''

ابن کلبی کا بیان ہے کہ زیاد بن اشہب شام کے معزز آدمی تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں انہیں بڑا مقام حاصل تھا انہوں نے ہی آپ سے سوال کیا تھا جب آپ نے بشر کو یمن بھیجا کہ بشر کو قیس پر کسی قسم کی دسترس نہ دینا۔ ان کے بھائی حشرج بن اشہب اور بیٹے عبداللہ کا تذکرہ ایک ساتھ ہو چکا ہے۔

۲۹۸۷ (ز) زیاد بن جزء بن مخارق الزبیدی

دور نبوت پایا ہے اور عہدِ فاروقی میں جہاد کیا۔ ابن اسحاق نے بواسطہ قاسم بن قزمان بحوالہ زیاد بن جزء بن مخارق روایت کی ہے کہ میں اس مہم میں شامل تھا جسے حضرت عمر نے عمرو بن العاص کے ساتھ فلسطین بھیجا تھا۔ ابن یونس لکھتے ہیں۔ یہ حدیث جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے اہل مصر کے محدثین کے پاس نہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۸ زیاد بن ابیہ ✿

وہی ابن سُمَیّہ ہیں جنہیں ابن ابی سفیان کہا جانے لگا۔ ثقیف کے مولا عبید کے ہاں پیدا ہوئے انہیں زیادہ بن عبید بھی کہا جاتا تھا پھر امیر معاویہ نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ بعد میں جب اموی حکومت کا سورج غروب ہو گیا تو پھر سے انہیں زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سمیہ کہا جانے لگا۔ کنیت ابو المغیرہ تھی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ صحیح سند سے بحوالہ ابن سیرین اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں: انہیں زیادہ بن ابیہ کہا جاتا تھا۔ ابو عمر ✿ نے ''الصحابہ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ذکر کی۔ ان کے حالات میں لکھتے ہیں: وہ ابو موسیٰ کے کاتب تھے وہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ دور نبوت پایا ہے۔ ابن عساکر نے اعتماد سے لکھا ہے کہ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں ہوئی۔

عہدِ ابی بکر میں اسلام لائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ عجلی لکھتے ہیں: تابعی ہیں ان پر جھوٹ کا الزام نہیں۔ امام بخاری کی تاریخ اوسط میں ہے یونس بن حبیب سے مروی ہے کہ آل زیاد کا گمان ہے وہ سترہ سال کی عمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہجرت میں ان کے دس سال تھے ان کی والدہ صفیہ بنت عبید بن اسد بن علاج ثقفی کی باندی اور طائف کی لونڈیوں میں سے تھی۔ ✿ ابو عمر لکھتے ہیں: بہادر، فصیح خطیب انسان تھے اپنے والد کو ہزار درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔ ابو موسیٰ نے انہیں کاتب رکھا اور بصرہ کی کوئی ذمہ داری انہیں سونپ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس پر برقرار رکھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے آپ نے فارس کا گورنر بنا دیا۔ چوالیس (۴۴ھ) میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ جس کی شہادت زیاد بن اسماء

✿ اسد الغابہ (۱۸۰۰) استیعاب (۸۲۹) ✿ استیعاب (۹۹/۲)

✿ استیعاب (۸٤)

حرمازی، مالک بن ربیعہ السلولی، اور منذر بن زبیر نے دی۔ یہ بات مدائنی نے کئی سندوں سے نقل کی ہے۔ گواہوں میں جویریہ بنت ابی سفیانؓ، مستورد بن قدامہ باہلی، ابن ابی نصر ثقفی، زید بن نفیل ازدی، شعبہ بن علقم مازنی، بنی عمرو بن شیبان کا ایک اور بنی مصطلق کا ایک شخص ذکر کیا۔ سب نے ابوسفیان کے بارے میں گواہی دی کہ زیاد ان کا بیٹا ہے صرف منذر نے انکار کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے: کہ میں گواہی دیتا ہوں ابوسفیان نے یہ بات کہی تھی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور انہیں اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ زیاد نے گفتگو کے دوران کہا: اگر یہ بات سچ ہے جو گواہوں نے کہی تو الحمد للہ۔ اور اگر باطل ہے تو میں نے انہیں اپنے اور اللہ کے درمیان گواہ قرار دے دیا ہے۔ امام احمد [1] صحیح سند سے بواسطہ ابوعثمان روایت کرتے ہیں: جب زیاد کا دعویٰ ہوا تو میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

''جس نے اسلام میں اپنے والد کے علاوہ کسی اور کے والد ہونے کا دعویٰ کیا تو جنت اس کے لیے حرام ہے۔''

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی آپ علیہ السلام سے یہی سنا ہے۔ اس کی اصل صحیح میں ہے۔ حسن سیاست، عقل کی تیزی اور ذمہ داری نبھانے میں ضرب المثل تھے۔ ترپن (۵۳ھ) میں جب وہ بیک وقت کوفہ و بصرہ کے گورنر تھے فوت ہوئے۔ اس سے پہلے کسی کو دونوں شہروں کی گورنری نہیں ملی۔ وہاں انہوں نے پانچ سال گزارے۔

۲۹۸۹ زیاد بن حُدَیر (تصغیر ہے) الاسدی

کوفہ فروکش ہوئے۔ دور نبوت پایا ہے عشر و خراج کی لکھت پڑھت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن احمد نے کتاب الزھد میں بطریق ابی حصین بحوالہ ان کے لکھا ہے: مجھے حضرت عمر نے عشر پر مامور کیا اور مجھ سے فرمایا: سال میں ایک بار ان سے عشر وصول کرنا۔ اور بطریق عاصم مروی ہے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب نہ دیا، میں نے آپ کے بیٹے عاصم سے پوچھا، تو انہوں نے بتایا: تمہاری کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہوگی۔

میں کہتا ہوں: سنن ابی داؤد [2] میں زیاد کی بعض صحابہ سے روایت ہے بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی ہے ان سے شعبی اور حبیب بن ابی ثابت وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۲۹۹۰ زیاد بن عبداللہ الغطفانی [3]

دور نبوت پایا ہے۔ فتنۂ ارتداد میں جب عیینہ بن حصن نے طلیحہ سے بیعت کر لی تو یہ اس سے جدا ہو کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان پر یہ اشعار نقل کیے ہیں: ع

''عیینہ کو یہ بات پہنچا دو! اگر تو نے اس کے گھر کے لیے ایسا قول پیش کیا جس کا مہربان و خیر خواہ مشورہ دیتا ہے
تجھے معلوم ہونا چاہے کہ طلیحہ بن خویلد بزاخہ (جہاں حضرت ابوبکر کی جنگ ہوئی تھی) کے اطراف میں بھونکنے والا
کتا ہے۔ تم لوگ اس وقت کیسے بچو گے جب تمہارے پاس خالد بن ولید اور مہاجرین آ پہنچیں گے جو نشان زدہ
تیرنے والے گھوڑوں پر سوار ہیں۔''

---

[1] مسند احمد (۱۶۹/۱) [2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی فضل من مال یتیمًا [3] اسد الغابۃ (۱۸۰۳)

۲۹۹۱ زیاد بن عیاض الاشعری ✿

ابوموسیٰ کے سسر انہیں دورِ نبوت میسر ہوا، یونس بن ابی اسحاق بواسطہ شعبی بحوالہ زیاد بن عیاض روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو قراءت کرنا بھول گئے تو دوبارہ نماز پڑھائی امام بخاری ✿ نے اپنی تاریخ میں یہ روایت نقل کی ہے۔ اسی طرح ابن سعد کی بطریق شعبی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی جس میں قراءت نہیں کی پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن سعد نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ بطریق مغیرہ، شعبی سے بحوالہ زیاد بن عیاض روایت کرتے ہیں: ''کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام کرتے دیکھا تمہیں اس کا الٹ کرتے دیکھا ہے تم لوگ عید کے روز غسل نہیں کرتے۔'' ✿ اس میں شریک کو مغیرہ کے سامنے بیان کرنے میں وہم ہوا ہے اس بارے میں شعبی کی بحوالہ عیاض اشعری محفوظ روایت ہے شریک سے بھی اسے درست روایت کیا ہے۔ بغوی وغیرہ نے یہ روایت عیاض کے حالات میں بطریق شریک نقل کی ہے۔

۲۹۹۲ زیاد بن فائد اللخمی

از بنی سعد بن زرّ بن غنم دورِ نبوت پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے، عمر رسیدہ تھے یہاں تک زندہ رہے کہ اکدر بن حمام جب جمادی الثانیہ پینسٹھ (۶۵ھ) میں قتل ہوا تو اس کا مرثیہ کہا اس وقت مروان مصر میں تھا ابوعمر کندی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۹۳ زیاد بن النضر

ابوالاوبر الحارثی۔ دورِ نبوت پایا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے شعبی اور عبدالملک بن عمیر وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ ہیثم بن عدی کا بیان ہے: زیاد بن نضر کی کنیت ''ابوعائشہ'' تھی۔ اصمعی بواسطہ ابوعوانہ، عبدالملک سے کہ شعبی نے مجھ سے بیان کیا کہ زیاد بن نضر نے مجھ سے بیان کیا ہم جاہلیت میں پانی کے ایک حوض پر تھے ہمارے ساتھ قبیلے کا ایک شخص تھا جس کا نام عمرو بن مالک تھا اس کی ایک بیٹی تھی جس کی لٹ اس کی پیٹھ پر لٹکتی تھی۔ اس لڑکی کا باپ اسے کہنے لگا: یہ برتن لے جاؤ اور اس حوض سے پانی بھر لاؤ وہ چل پڑی راہ میں ایک جن اسے اُچک لے گیا اس نے قبیلہ میں اپنے ابا کو آواز دی یہ لوگ نکلے اور ہر گھاٹی اور دَرّے میں اسے تلاش کیا لیکن اس کا کوئی نام ونشان نہ ملا۔ اسی پر کئی برس گزر گئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تو وہی لڑکی اچانک پراگندہ حالت میں آ گئی۔ اس کے باپ نے دیکھتے ہی کہا: میری بیٹی! تو کہاں رہ گئی تھی؟ اس نے کہا: ایک جن مجھے اُچک کر لے گیا تھا اب تک میں انہی میں رہی پھر ایک قوم سے ان کی جنگ ہوئی اس نے نذر مانی کہ اگر انہیں کامیابی ہوئی تو مجھے آزاد کر دے گا۔ چنانچہ وہ اور اس کے اہل خانہ لڑے یہاں تک کہ وہ فتح یاب ہوئے تو وہ مجھے اٹھا کر لے آیا یوں میں یہاں پہنچ گئی۔ پھر انتہائی لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے اس جن نے ان سے کہا: میں نے اپنی طاقت سے جاہلیت میں اس کی حفاظت کی اور اسلام میں اپنے دین کی وجہ سے اسے محفوظ رکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی اس سے حرام کاری نہیں کی۔ اسی میں ہے: اس جن نے انہیں چوتھیا بخاری کی ایک دوا بتائی پانی کی لمبی ٹانگوں والی مکھی کا ایک پاؤں لے کر اون کے سات رنگوں، سرخ، زرد، سبز، سیاہ، سفید، نیلا، سرمئی میں ملا کر انگلیوں سے

✿ اسد الغابة (۱۸۰۵) استیعاب (۸۳۶) تجرید (۱/۱۹۵) ✿ التاریخ الکبیر (۱/۳۶۵)
✿ جامع المسانید والسنن (۴/۳۸۶)

بٹ لیا جائے پھر مریض کے بائیں بازو پر باندھ دیا جائے، انہوں نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا، ابن عساکر [1] نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ جہاں تک میرا گمان ہے وہ ابوالاوبر جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ ان قصہ والے شخص کے علاوہ ہیں۔ اگرچہ دونوں کا نام زیاد ہے اس واسطے کہ مجھے ابوالاوبر کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے کوئی روایت نہیں ملی۔ اس سے بھی زیاد بن نضر کے معمر آدمی ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ سیف بن عمر نے کوفہ میں سے حضرت عثمان کی طرف آنے والوں میں ان کا نام ذکر کیا ہے۔

۲۹۹۴ زیاد بن ھوذہ

بن شماس بن لوی التیمی ثم القریعی علقمہ بن ھوذہ کے بھائی۔ مروان بن الحکم کے مولا یحییٰ بن ابی حفصہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی تو مولا کی جانب سے اہلیہ سے جھگڑا ہوگیا۔ عبدالملک بن مروان کے پاس فیصلہ کرانے آئے تو اس نے کہا: اگر قیس بن عاصم کی بیٹی سے شادی کر لی جائے تو اس سے نہیں چھینوں گا۔ علقمہ بن ھوذہ جو ان کے بھائی ہیں ان کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوگا۔

۲۹۹۵ زیاد مولا آل دُرّاج

دورِ نبوت پایا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہوں صدیق اکبر سے اور ان سے خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی نے صحابہ کے بعد والے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صدیق اکبر سے سماع کیا۔ ابن سمیع کا بیان ہے: یہ بنی مخزوم کے مولا ہیں بقول بعض: بنی جمح کے مولا ہیں۔

۲۹۹۶ زیادہ بن جھور اللخمی [2]

اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں، طبرانی [3] المعجم الصغیر میں اور ابن مندہ بطریق خالد بن موسیٰ بن نائل بن خالد بن زیادہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا زیادہ بن جھور روایت کرتے ہیں، کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک آیا پھر اس کا ذکر کیا۔ یہی روایت اسی اسناد سے ولید بن عمیر بن سفیان بن موسیٰ بن نائل نے بحوالہ اپنے آباء واجداد نقل کی ہے۔

۲۹۹۷ زیاد بن جیلہ

بقول بعض جبلہ، زید بن رواس تمیمی ثم البوی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف آنے والے وفدِ تمیم کے سردار۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والوں میں زید بن ثابت اور زید بن حارثہ کے درمیان ان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا یہ نام ان کے ہاں جیم سے ہے پھر ان کا نسب بیان کیا: زید بن جبلہ بن مرداس بن یو بن عبدقیس بن مسلمہ بن عامر بن عبید سعدی بصری، ایک فصیح انسان۔ پھر بطریق یعقوب بن شیبہ نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا، سب سے پہلے عبداللہ بن عامر نے پولیس کی نگرانی بنائی اور زید بن جیلہ کو اس کا ذمہ دار بنایا۔ زید اسلام میں شریف انسان تھے۔ الاحنف فرماتے

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۰۲/۹) [2] اسد الغابۃ (۱۸۱۶) المعجم الکبیر (۵۲۹۷/۵)
[3] المعجم الصغیر (۱۵۱/۱)

فرماتے تھے: جاہلیت میں جب بھی ہم جوتے پھاڑ کر زید بن حیلہ کے پاس پہنچے تو ان سے مروت وشرافت ہی سیکھی۔ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف (قرآنی نسخے) شہروں میں بھیجے تو بصرہ والوں کی طرف ایک نسخہ بھیجا اور دوسرا زید بن حیلہ کو دیا جو بطور وراثت آج تک ان میں نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے۔ امیر معاویہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں: ہمارے پیچھے عمدہ گھوڑے، مضبوط زرہیں اور سخت زبانیں ہیں۔ ''کتاب البیان'' میں جاحظ نے لکھا ہے: کہ وہ احنف اور ہلال بن وکیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو سوائے احنف، سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی گفتگو کی جس میں انہیں زیادہ سے زیادہ دینے کی ترغیب تھی۔ احنف نے تمام شہریوں سے احسان کی ترغیب دی۔ جاحظ لکھتے ہیں: اسے بشار بن عبدالحمید بحوالہ ابوریحانہ نقل کرتے ہیں۔ ابوالفرج اصبہانی، علاء بن فضل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن الاھتم احنف بن قیس کے پاس سے گزرا وہاں زید بن حیلہ اور حارثہ بن بدر بھی تھے سلام کیا تو سب نے جواب دیا یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ کہا: تمہارے آباء جیسا زمین میں کوئی نہیں، انہوں نے تم جیسوں کو کیسے جنم دیا اور تم اپنی ماؤں جیسے ہو، جس سے یہ سب ہنسنے لگے۔

ابن عساکر کا بیان ہے یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے درمیان لمبی گفتگو ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

۲۹۹۸ زید بن صوحان

بن حجر بن حارث بن ھجرس بن صَبِرَہ بن حِذْرِجان العبدی، ابوسلیمان، بقول بعض: ابوعائشہ، صعصعہ اور سیحان کے بھائی۔ ابن کلبی نے جنگِ جمل میں حضرت علی کے طرفداروں میں لکھا ہے: زید بن صوحان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور شرفِ صحابیت حاصل کیا ہے۔ ابوعمر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ انہوں نے دورِ نبوی دیکھا ہے وہ اپنی قوم کے دیانت دار اور سردار آدمی تھے۔ رشاطی بحوالہ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ روایت کرتے ہیں کہ انہیں خدمت نبوی میں آنے کا شرف حاصل ہے، جس کی تائید زید العبدی کے حالات میں بیان ہوگی۔ ابویعلیٰ [1] اور ابن مندہ بطریق حسین بن رُماحس بحوالہ عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس کے کچھ اعضاء اس سے پہلے جنت میں پہنچ چکے ہیں وہ زید بن صوحان کو دیکھے''۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے، آپ فرمانے لگے: ''جندب، کیا ہے جندب؟ اور ہتھ کٹا عالم زید''۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''رہا جندب تو وہ ایسی ضرب لگائے گا جس میں ایک اُمت ہوگی، رہا زید تو وہ میری اُمت کا ایک شخص ہوگا جس کے بدن سے پہلے اس کا ہاتھ جنت میں پہنچ جائے گا''۔

پھر جب خلافتِ عثمانی میں ولید بن عقبہ کوفہ کا حاکم بنا تو جندب کا جادوگر کو قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا، زید بن صوحان کا ہاتھ قادسیہ کے روز کٹ گیا تھا اور جنگ جمل میں شہید ہوئے، انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے انہی کپڑوں میں دفنا دینا کیونکہ میں ان کے ذریعہ فیصلہ کراؤں گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور یعقوب بن سفیان اپنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ بطریق عیزار بن حریث بحوالہ زید بن

[1] مسند ابی یعلیٰ (۵۱۱)

صوحان مروی ہے کہ ہم سے ہمارا خون نہ دھونا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ایک شخص ہوں۔ یعقوب بن سفیان کی روایت ہے کہ جنگ جمل میں زید بن صوحان عبدالقیس کے امیر تھے۔ بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن کوفیوں کو شام بھیجا تھا ان میں یہ بھی تھے ان میں اور حضرت امیر معاویہ میں گفتگو ہوئی، یہ کہنے لگے: اگر ہم ظالم تھے تو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں اور اگر مظلوم تھے تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ امیر معاویہ نے فرمایا: زید تم سچے آدمی ہو۔ پھر انہیں کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور سعید بن العاص کو لکھ بھیجا ان سے اچھا برتاؤ کرنا کیونکہ آپ نے ان کی فضیلت، چال ڈھال اور صحیح روش کا مشاہدہ کر لیا تھا اور ان سے حسن سلوک اور ایذاء رسانی سے بچنے کی تلقین کی۔ حنبل اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ عمارہ دہنی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان کے لیے اپنی سواری روک کر سوار کیا اور فرمایا: زید سے ایسا برتاؤ کرنا۔

یعقوب بن شیبہ بطریق غیلان بن جریر روایت کرتے ہیں کہ زید بن صوحان کو سلمان رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی اسی محبت کی وجہ سے انہوں نے اپنی کنیت ابو سلمان رکھی تھی، اگرچہ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور بقول بعض ابو عائشہ تھی۔ ابن مندہ بطریق اسمٰعیل بن علیہ، ایوب سے بحوالہ ابن سیرین نقل کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زید بن صوحان کے قتل ہونے کی خبر ملی تو ان کے بارے خیر کے کلمات فرمائے۔ بیہقی بطریق خالد بن واشمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا: طلحہ اور زبیر کہاں گئے؟ میں نے عرض کی شہید ہو گئے، فرمانے لگیں: انا للہ، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرے، اور زید بن صوحان کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی وہ بھی قتل ہو گئے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ [1]

۲۹۹۹ زید بن عمرو

بن قیس بن عتاب بن ہرمی بن ریاح بن یربوع تمیمی یربوعی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا کہ مخضرمی ہیں اور ان کے وہ اشعار ذکر کیے جن میں بنی تمیم کے دو شخصوں کا مرثیہ کہا ہے، جنہیں بنی تیم اللہ بن ثعلبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوران قتل کر دیا تھا:

> ''حناتم کے مقتول وکیع اور مسعود پر پہلی سحری دودھ پلانے والیاں روئیں دونوں ہمارے بھائی ایک ستون کی دو شاخیں تھے۔ ستونوں کے ٹوٹ جانے سے گھر باقی نہیں رہتا''۔

۳۰۰۰ زید بن کعب

ان کے بھائی ارطاۃ بن کعب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۰۰۱ زید بن مالک [2]

بن ثعلبہ بن قرہ بن خنبس بن عمرو بن ثعلبہ بن عبداللہ بن ذبیان بن حارث بن سعد بن ہذیم، دورِ نبوت پایا ہے، ان کا بیٹا زیادہ ہدبہ بن خشرم کا مقتول ہے۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں ہدبہ نے اس کا فدیہ ادا کیا۔ ہدبہ کا قصہ کامل للمبرد میں مذکور ہے، جو مشہور قصہ ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۹۷/۱) [2] اسد الغابہ (۱۸۷۱) تجرید (۲۰۱/۱)

۳۰۰۲ زید بن وہب [1]

الجھنی۔ ابوسلیمان کوفہ فروکش ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسلمان تھے لیکن دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ابونعیم کی روایت ہے کہ زید بن وہب نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے ارادہ سے نکلا، رستے میں ہی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی۔ امام بخاری [2] نے یہ روایت اسی سند سے التاریخ میں نقل کی ہے۔ ابن حزم نے المحلّٰی میں انوکھا کام کیا ہے، انہوں نے المحلّٰی کے صفۃ الصلاۃ میں منصور کی بحوالہ زید بن وہب روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: میں اور ابن مسعود مسجد میں داخل ہوئے پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ابن حزم لکھتے ہیں: زید بن وہب ایک صحابی ہیں، اگر ابن مسعود ان کی مخالفت میں کوئی بات کہتے تو ان میں سے کسی کے پاس دلیل نہ ہوتی۔

میں کہتا ہوں: زید کو حضرت عمر، علی، ابوذر، حذیفہ، ابن مسعود اور ابودرداء رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے کہ جبکہ ان سے اعمش منصور، حکم بن عیینہ، سلمہ بن کہیل اور طلحہ بن مصرف وغیرہ روایت لیتے ہیں۔

قسم رابع ازحرف زاء

باب زاء کے بعد باء

۳۰۰۳ (ز) زبیر بن عبدالرحمٰن

ابن الزبیر القرظی۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے، وہ مدینہ رہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: انہوں نے حدیث نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: وہ حدیث مؤطا میں رفاعہ اور ان کی اہلیہ کے قصہ میں ہے لیکن وہ روایت مرسل ہے۔ جبکہ ابن وہب اور ابوعلی حنفی نے بحوالہ امام مالک موصولاً نقل کیا ہے اس میں فرماتے ہیں: زبیر بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ یہی روایت ابن خزیمہ نے بطریق ابن وہب نقل کی۔ امام بخاری [3] نے انہیں تابعین میں ایسا ہی ابن حبان [4] اور ابن ابی حاتم [5] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

تنبیہ: ان کے دادا زبیر زبر سے ہیں جبکہ یہ پیش سے اور بقول بعض اپنے دادا کی طرح ہیں۔

باب زاء کے بعد راء

۳۰۰۴ زرارہ بن کریم [6]

بن حارث بن عمرو بن حارث سہمی۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: متاخرین نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۷۹) استیعاب (۸٦٥) تجرید (۲۰۲/۱) [2] التاریخ الکبیر (٤۰۷/۳) [3] التاریخ الکبیر (٤۱۱/۱)
[4] الثقات (۲٦۲/٤) [5] الجرح والتعدیل (۵۸۱/۳) [6] اسد الغابہ (۱۷٤۳)

روایت مروی نہیں۔ حارث بن عمرو میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن مندہ نے انہیں علیحدہ نہیں ذکر کیا۔ صرف ان کی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: حارث بن عمرو کے حالات میں ان مؤلفین کے سامنے کوئی ایسی روایت پیش نہیں ہوئی جس سے پتہ چلے کہ زرارہ صحابی ہیں اور انہیں رؤیت دیدار حاصل ہوا، وہاں اتنی بات ہے کہ ابن حبان نے انہیں ثقات التابعین میں ضرور ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں، اسے وہم ہوا ہے۔

۳۰۰۵ (ز) زرارہ (اسعد کے والد)

عبداللہ بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں تذکرہ ہونا ہے۔

باب زاء کے بعد عین

۳۰۰۶ زُعْبَل ✿

بروزن جعفر نامعلوم تابعی ہیں، ایک مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابوموسیٰ نے خطیب کی "تکملة المؤتلف" میں ابوقدامہ، حارث بن عبید بحوالہ زعبل تک کی بے حرج سند کی بنا پر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آپس میں ہدیے دیا کرو اور ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرو"۔ ✿ (حدیث)

میں کہتا ہوں: ابوقدامہ کی کسی صحابی سے کیا کسی تابعی سے بھی ملاقات نہیں ہوئی۔

باب زاء کے بعد کاف

۳۰۰۷ زکریا بن علقمه الخزاعی ✿

کسی راوی نے ان کا نام غلط لے لیا۔ ابن شاہین نے یہاں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے یہ نام تو کرز بن علقمہ ہے۔ امام احمد وغیرہ ✿ نے بطریق زہری بواسطہ عروہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے۔

باب زاء کے بعد ہاء

۳۰۰۸ زهیر بن الاقمر ✿

مشہور تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ نسائی نے تفسیر میں

✿ اسد الغابہ (۱۷۵۱) تجرید (۱۹۰/۱) ✿ جامع المسانید (۳۶۹/۴) ✿ اسد الغابہ (۱۷۵۷) تجرید (۱۹۱/۱)

✿ مسند احمد (۴۷۷/۳) المعجم الکبیر (۴۴۲/۱۹) المصنف لعبدالرزاق (۲۰۷۴۷) مجمع الزوائد (۳۰۵/۷) ✿ اسد الغابہ (۱۷۶۱)

مذکورہ حدیث نقل کی ہے جو بطریق زہیر بن الاقمر بحوالہ عبداللہ بن عمرو بن العاص [1] صحیح طور پر مروی ہے۔

۳۰۰۹ زهير بن ابى جَبَل [2]

بغوی اور ایک جماعت نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ تابعی ہیں۔ مراسیل میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، جبکہ ''الجرح والتعدیل'' میں انہوں نے دو صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جس کا تقاضا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابوعمر [3] فرماتے ہیں: زہیر بن ابی جبل ازدی وہی زہیر بن عبداللہ بن ابی جبل ہیں، ان سے ابوعمران الجونی یہ حدیث: ''جس نے (بغیر فصیل والی) چھت پر رات گزاری [4] (اور وہ گر کر مر گیا، اللہ اس کی ذمہ داری سے بری ہے)'' روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم اسی کا مفہوم نقل فرماتے ہیں، اور یہ اضافہ نقل کیا ہے بقول بعض محمد بن زہیر، پھر بطریق غندر، بواسطہ شعبہ ابوعمران سے بحوالہ محمد بن زہیر بن ابی جبل نبی ﷺ سے مسنداً یہ حدیث نقل کی ہے۔ اور بطریق حماد بن زید، ابوعمران سے بحوالہ زہیر بن عبداللہ پھر اسے نقل کیا۔ اور بطریق ہشام دستوائی ابوعمران روایت کی ہے۔ فرمایا: ہم فارس میں تھے، ہمارا زہیر بن عبداللہ نامی ایک شخص امیر تھا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن شاہین بطریق حماد بن سلمہ، ابوعمران سے بحوالہ زہیر بن عبداللہ اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، زہیر بن عبداللہ نے فرمایا: مجھ سے موسیٰ، ان سے حارث بن عبید نے ان سے ابوعمران نے ان سے زہیر نے بحوالہ ایک صحابیٔ رسول روایت کی ہے، پھر وہ حدیث ذکر کی ''جس نے چھت پر رات گزاری''۔ [5] یہی روایت انہوں نے ''الادب المفرد'' میں اسی طرح نقل کی ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: زہیر بن عبداللہ ایک صحابی سے اور ان سے ابوعمران روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوعمران صغار تابعین میں سے ہیں اور شعبہ کا یہ قول کہ ''محمد بن زہیر'' شاذ ہے۔ دونوں حماد (حماد بن زید اور حماد بن سلمہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ زہیر بن عبداللہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر مجھے بطریق ابن المبارک بحوالہ شعبہ یہ روایت ملی کہ ''زہیر بن ابی حبان'' سے اس میں لفظ محمد نہیں۔ اسے خطیب نے ''المؤتلف'' میں نقل کیا ہے۔

۳۰۱۰ زهير بن رهم القُضَاعيّ المهری

بقول ابوعمر بحوالہ طبری انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر سے غلطی ہوئی، درست نام ذُهَين ہے، جیسے ذال میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۰۱۱ زهَيْر الانماری [6] شامی

دعا کی حدیث نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، ایسا ہی ابوعمر نے لکھا ہے [7] جس میں انہیں دوسروں کا اتباع کرتے ہوئے وہم ہوا ہے۔ درست نام ابوزہیر ہے، کنیتوں میں یہ مشہور ہیں۔ اس سے پہلے ابوسعید بن الاعرابی ابوداؤد سے سنن کے راوی ہیں، انہیں وہم

---

[1] مسند احمد (۱۹۵/۲) مسند ابی داؤد طیالسی (۲۲۷۲) المستدرک (۱۱/۱) السنن الکبریٰ (۳۴۳/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۵۷/۹)

[2] اسد الغابہ (۱۷٦٦) استیعاب (۸۲۰) تجرید (۱۹۱/۱) [3] استیعاب (۹۷/۲) [4] الاجّار چھت کو کہتے ہیں۔

[5] کنز العمال (٤۱۳۷۲) مسند احمد (۲۷۱/۵) [6] اسد الغابہ (۱۷٦٤) تجرید (۱۹۱/۱) [7] استیعاب (۱۹۱/۱)

ہوگیا ہے۔ ان کے وہم پر کئی لوگوں نے متنبہ کیا ہے، اور یہ نمیری ہیں نہ کہ انماری۔ واللہ اعلم۔

باب زاء کے بعد یاء

۳۰۱۲ زِیاد ابوالاغرّ النَهْشلیؓ ✿

طبرانی، باوردی، ابن شاہین، ابن مندہ اور ان کے پیروکاروں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ اس میں تأمّل ہے ان سب نے بطریق اسحاق صوّاف، ابوالہیثم قصّاب سے بواسطہ عتبان بن الاغرّ بن زیاد نہشلی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ وہ اپنا اونٹ لے کر مدینہ آئے نبی ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''اس دیہاتی سے اچھے طریق سے معاملہ کرنا''۔ ✿ اسحاق صوّاف نے ایسا ہی کہا ہے۔ جبکہ درست وہ روایت ہے جو صلت بن محمد نے حسان بن الاغر بن حصین سے فرمایا مجھ سے میرے چچا زیاد بن الحصین نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ ایسا ہی نسائی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔ وہم کا سبب یہ بنا کہ روایت ان الفاظ میں تھی۔ عتبان بن الاغرّ ابوزیاد جو ابن زیاد بن گئی ایسا بہت ہوتا ہے۔ یہ واقعہ حصین کا ہے نہ کہ زیاد کا، ان کے حالات میں صحیح گزر چکا ہے۔ ابن الاثیر نے زیاد نہشلی کے دوعنوان ذکر کیے، ذہبی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ پہلا زیاد ابوالاغرّ نہشلی ان کی ایک حدیث ہے جو ان سے ان کی اولاد روایت کرتی ہے۔ اور دوسرے میں لکھتے ہیں: زیاد نہشلی ان سے ان کا بیٹا الاغر روایت کرتا ہے اگر صحیح ہے۔ یوں انہوں نے یہ وہم پیدا کر دیا کہ یہ دو شخص ہیں ایک صحیح اور دوسرے میں تامل ہے۔ دیکھیں اور تعجب کریں!

۳۰۱۳ زیاد بن جاریہ ✿ تمیمی

تابعی ہیں، مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر ابن ابی عاصم نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے ابونعیم اور ابوموسیٰ بھی ان کے پیچھے چل دیئے۔ وہ حدیث یہ ہے ''جس نے اپنی ضرورت کی چیز ہوتے ہوئے بھی سوال کیا''۔ ✿ (حدیث) ابوداؤد کی کتاب میں ان کی روایت سے بواسطہ حبیب بن مسلمہ نفل کے بارے میں ایک حدیث ہے جو بروایت مکحول ان سے مروی ہے۔ ابن ماجہ میں زید بن جاریہ لکھا ہے، ابن حبان ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: جس نے انہیں یزید بن جاریہ کہا اسے وہم ہوا ہے۔ ان کی حدیث ابن ابی عاصم ✿ بطریق یونس بن میسرہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ام درداء کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں زیاد بن جاریہ آ گئے، ام درداء نے ان سے کہا: تمہاری وہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے سوال کے بارے میں ہے بیان کرنا۔ اور ہیثم بن عمران عنسی فرماتے ہیں: زیاد بن جاریہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں کی جمعہ کی نماز عصر تک (تاخیر) مؤخر ہوگئی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے تمہیں اس نماز کو تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا ہو، فرماتے ہیں: انہیں گرفتار کر کے خضراء میں ڈال دیا گیا اور پھر ان کا سر قلم کر دیا گیا یہ ولید بن عبدالملک کے دور حکومت کی بات ہے۔

✿ اسد الغابہ (۱۷۸۹) تجرید (۱۹۶/۱) ✿ المعجم الکبیر (۳۵۵۹/۴) مجمع الزوائد (۷۵/۴)

✿ اسد الغابہ (۱۷۹۰) تجرید (۱۹۴/۱) ✿ جامع المسانید (۳۸۱/۴) ✿ الاحاد والمثانی (۴۲۶/۲)

۳۰۱۴ زیاد بن جھور

ابن الاثیر نے بحوالہ ابن ماکولا ❶ اور عسکری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست ''زیادۃ'' آخر میں ''ۃ'' ہے۔ قسم ثالث میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۰۱۵ (ز) زیاد بن سعد ❷

بن ضُمَیرہ مشہور تابعی ہیں۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی روایت سے ان کا شیخ رہ گیا ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ روایت بطریق محمد بن جعفر بحوالہ زیاد بن سعد ایک حدیث نقل کی ہے جو ابوداؤد کی کتاب میں اسی سند سے مروی ہے اس میں سے زیاد بن سعد سے وہ اپنے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں پھر اسے ذکر کیا۔

۳۰۱۶ (ز) زیاد بن ابی ھند ❸

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابوبکر بن ابی علی ان کا استدراک میں ذکر کیا ہے اور دو جگہ وہم کا شکار ہوئے ہیں، ایک بار انہیں صحابی قرار دینے میں جبکہ صحابی ان کے والد ہیں اور ان سے مروی روایت بطریق سعید بن زیاد بن فائد بن زیاد بن ابی ہند الداری بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا منقول ہے دوسری بار انہیں زیاد نامی لوگوں میں شامل کرنے میں وہم ہوا ہے۔ جبکہ یہ نام زیاد زاء کے زبر اور یاء کی تشدید سے ہے، ایسا ہی ابن ماکولا ❹ نے قلم بند کیا ہے۔

۳۰۱۷ زیاد السھمی

نبی ﷺ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بے وقوف عورت کی دودھ پلائی سے منع فرمایا ہے۔ ان سے خمام بن اسمٰعیل روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد ❺ نے یہ روایت مراسیل میں نقل کی ہے۔

۳۰۱۸ (ز) زیاد مولا معیقیب

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سعید بن ابی ایوب روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری ❻ کا قول ہے ان کی حدیث مرسل ہے۔

۳۰۱۹ زید بن ارطاۃ العامری ❼

از بنی عامر بن لؤی۔ ابن قانع نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق معاویہ بن صالح بحوالہ زید بن ارطاۃ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہوئی کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے''۔ یعنی قرآن۔ ❽ یہ حدیث بروایت معاویہ بن صالح مرسل مشہور ہے۔ امام بخاری ❾ کا بیان ہے: علاء، زید بن ابی ارطاۃ

---

❶ الاکمال (۲۵۱/۷) ❷ اسد الغابہ (۱۷۹۸) ❸ اسد الغابہ (۱۸۱۵) ❹ الاکمال (۱۰/۲)
❺ ابوداؤد المراسیل (۱۸٤) ❻ التاریخ الکبیر (۳۷۲/۱) ❼ اسد الغابہ (۱۸۱۸)
❽ ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱۷ حدیث (۲۹۱۱، ۲۹۱۲) الدرالمنثور (۳٦٦/۵) ❾ التاریخ الکبیر (۳۸۷/۱)

سے اور زید جبیر بن نفیر سے روایت کرتے ہیں اور ابودرداء اور ابوامامہ سے زید مرسل روایت کرتے ہیں۔

۳۰۲۰ زید بن اسحاق انصاری ❶

ابوموسیٰ بحوالہ زید بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ مسجد کے دروازہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا۔ پھر لاحول ولاقوۃ الا باللہ ❷ کی فضیلت والی حدیث ذکر کی۔ پھر ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ محال ہے کہ ابن لہیعہ کی کسی صحابی سے ملاقات ہو شاید درمیان سے ایک راوی یا صحابی چھوٹ گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں رہ گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، زید بن اسحاق سے یزید بن ابی حبیب اور عبداللہ بن جعفر مرسل روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: ❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسل اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اور ابن یونس لکھتے ہیں۔ زید اسحاق بن جاریہ انصاری مدینہ کے رہنے والے تھے آئے، ان سے عبیداللہ بن ابی جعفر روایت کرتے ہیں۔

۳۰۲۱ زید بن ثعلبہ

بن غنم بن مالک بن النجار یحییٰ بن سعید انصاری کے جدِّ اعلیٰ۔ سنن ابوداؤد ❹ کے اصل نسخہ سے جو کچھ ہم نے سنا ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحابی ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے باب میں لکھا ہے: جس کی فجر کی دو رکعتیں رہ جائیں، جو حدیث محمد بن ابراہیم تمیمی بحوالہ قیس بن عمرو کے بعد ہے۔ فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو سنتیں پڑھ رہا تھا۔ (حدیث) عبدربہ اور یحییٰ، سعید کے دونوں صاحبزادے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جس سے ہمارے شیخ بلقینی کو دھوکا ہوگیا، یوں زید بن ثعلبہ کو تجرید کے حاشیہ میں بحوالہ ابوداؤد صحابہ میں شامل کر دیا۔ جبکہ زید بن ثعلبہ عرصہ اسلام سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ وہ قیس بن عمرو کی چوتھی پشت بنتے جو یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ راویوں میں یحییٰ بن سعید کے دادا کے بارے میں اختلاف ہوا ہوگا۔ آیا وہ قیس بن عمرو ہیں یا زید بن عمرو۔ جیسے بعض نے قیس بن فہد کہا، پھر میں نے سنن ابی داؤد کے پرانے نسخے ٹٹولے جس میں ''زید مرسل'' روایت کرنے کے علاوہ الفاظ ہیں۔ یہی معتبر ہے، پہلے میں لفظی غلطی ہے۔

۳۰۲۲ زید بن ابی جِزامہ

ابوموسیٰ نے وہم سے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کے والد صحابہ ہیں جیسا کہ کنیتوں میں وضاحت ہوگی۔

۳۰۲۳ زید بن ربیعہ الاسدی ❺

طبرانی ❻ کی ذکر کردہ روایت میں ابن لہیعہ نے ان کے نام میں غلطی کی ہے، جبکہ یہ نام زید بن زمعہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ بقول بعض: یزید ہے۔ طبرانی لکھتے ہیں: بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں ربیعہ نامی کوئی بھی مشہور نہیں، جبکہ وہ زمعہ ام المومنین سودہ کے والد ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۸۲۰) ❷ المعجم الکبیر (۵۱۵۱/۵) مجمع الزوائد (۹۸/۱۰) ❸ الثقات (۲۵۰/٤)

❹ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من فاتتہ حتی یقضیھا (۱۲٦۸) ❺ اسد الغابہ (۱۸۳۷) ❻ المعجم الکبیر (۲۲۵/۵، ۲۲٦)

۳۰۲۴ زید بن سلمہ بقول ابن مندہ: کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ یہ یزید ہیں۔

۳۰۲۵ زید بن طلحہ بن رکانہ یزید بن طلحہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۰۲۶ (ز) زید بن طلحہ التیمی

المستدرک میں حاکم [1] نے ان کی حدیث نقل کی ہے یہ چھوٹے درجہ کے تابعی ہیں ایک مرسل روایت کرتے ہیں۔ مؤطا میں امام مالک [2] لکھتے ہیں: یعقوب بن زید بن طلحہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: مجھ سے زنا ہوگیا ہے۔ (حدیث) الحاکم فرماتے ہیں: اہل مدینہ کی حدیث کا فیصلہ کرنے والے امام مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں: زید، ان کے والد اور ان کے دادا کوئی بھی صحابی نہیں۔ ان کے نام زید بن طلحہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے ان کے دادا مشہور تابعی ہیں۔ مؤطا کے راوی قعنبی وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ لیثی کے ہاں ''یعقوب بن زید بواسطہ اپنے بحوالہ عبداللہ بن ابی ملیکہ'' لکھا ہے، پھر اسے مرسلاً ذکر کیا۔

۳۰۲۷ زید بن عمرو بن نفیل قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۰۲۸ زید بن کعب تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے، درست یزید ہے۔

۳۰۲۹ زید بن کعب در یزید بن کعب میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۰۳۰ زید بن مالک [1]

ان کے والد کے نام میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے، حالانکہ یہ زید بن ثابت ہیں۔ آدم بن ایاس نے کتاب ''ثواب الاعمال'' کہ ہم سے رَوح نے بواسطہ ابان ابن ابی عیاش بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد کے ارادہ سے نکلا، مجھے زید بن مالک مل گئے، انہوں نے سہارے کے لیے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا، میں جوان آدمی تھا اور جوانوں کی طرح قدم اٹھانے لگا تو زید نے مجھ سے فرمایا: نزدیک نزدیک قدم رکھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص مسجد کی طرف چل کر گیا تو اسے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی''۔ [2] ابوموسیٰ نے ذیل میں یہ روایت بطریق آدم نقل کر کے لکھا ہے: یہ نام اسی طرح یہاں لکھا ہے۔ جبکہ لوگ اسے بواسطہ ثابت البنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بحوالہ زید بن ثابت روایت کرتے ہیں، یہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: زید بن ثابت اس روایت میں اپنے جد اعلیٰ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، جبکہ ان کا نسب یوں ہے ''زید بن ثابت بن الضحاک بن زید'' مالک بن نجار سے ان کا نسب ملتا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] المستدرك (٨.٨٥) [2] الموطّا (١٥٥٥) [1] اسد الغابه (١٨٨١) تجريد (٢٠١)

[2] كنز العمال (٢٩٣٣٢) حلية الاولياء (٦/٢٦٧)

۳۰۳۱ (ز) زید بن المزس

زید بن المزین میں ان کی طرف اشارہ ہو چکا ہے، میں ان کے والد کے نام لکھنے کی صحیح سند بیان کر چکا ہوں۔

۳۰۳۲ زید بن وھب الجهنی

قسم ثالث میں ان کا تذکرہ ہوا ہے کہ ابن حزم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ جو ان کا وہم ہے وہیں میں نے اس کی وجہ بیان کر دی ہے۔

حرفِ سین

قسم اوّل از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۰۳۳ سابط بن ابی حُمَیْضه ✿

ابن عمرو بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجحی۔ عبدالرحمٰن کے والد۔ بقول ابن ماکولا: ✿ یہ صحابی ہیں۔ ابوحاتم نے ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تقی بن مخلد، باوردی اور ابن شاہین کی بطریق ابو بردہ، علقمہ بن مرثد سے بواسطہ عبدالرحمٰن بن سابط وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی مصیبت پہنچی تو وہ میری وفات کی مصیبت یاد کر لے کیونکہ یہ (مسلمانوں کے لیے) سب سے بڑی مصیبت ہے''۔ ✿ اس کی سند حسن ہے لیکن علقمہ سے آگے اختلاف ہے اور ابونعیم نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے: ''جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے لیے ایسے ہی روشن دکھائی دیتا ہے جیسے زمین والوں کے لیے ستارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں''۔ ✿ بقول بعض: یہ عبدالرحمٰن بن سابط وہی ابن عبداللہ بن سابط ہیں۔ صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف ان کے والد عبداللہ بن سابط کو حاصل ہے۔ اسی پر بغوی نے اعتماد کیا ہے۔ یوں انہوں نے پہلی حدیث عبداللہ بن سابط کے حالات میں درج کی ہے۔

۳۰۳۴ ساریه بن اوفی المزنی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ولید بن زفر کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۰۳۵ ساریه بن زُنَیم ✿

بن عبداللہ بن جابر بن محمیہ بن عبد عدی بن الدُئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ الدئلی، اسید بن ابی ایاس بن زنیم کے حالات میں جو بات گزری ہے اس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ✿ مصعب ابن زبیر کا قول ہے: ابن ابی خیثمہ نے جو ساریہ بن زنیم کے اشعار نقل کیے ہیں جن میں نبی ﷺ سے معذرت کی درخواست کرتے

✿ اسد الغابہ (۱۸۸۳) استیعاب (۱۱۳۲) تجرید (۲۰۲/۱) ✿ الاکمال (۲۲۲/۲)

✿ المعجم الکبیر (۶۷۱۸/۷) مجمع الزوائد (۲/۳) جامع المسانید (۶/۵) ✿ کنز العمال (۱۸۱۸) جمع الجوامع (۵۴۲۱)

✿ اسد الغابہ (۱۸۸٦) ✿ الجرح والتعدیل (۳۱۷/٤)

ہیں۔ آپ کو پتہ چلا تھا کہ انہوں نے آپ کی ہجو کی اس لئے وہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

''اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ آپ کو تمام ونجد کے ہر قبیلہ پر دسترس حاصل ہے، اللہ کے رسول! آپ یہ بھی جانتے ہیں آپ مجھے پکڑ لیں گے کیونکہ آپ کی وعید و دھمکی ہاتھ سے پکڑنے کے مترادف ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آل عویمر کا قافلہ جھوٹے اور وعدہ خلافی کرنے والے ہیں۔ اللہ کے رسول! اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کی ہو تو میرا ہاتھ شل ہو جائے میں اپنی طرف اپنا کوڑا بھی نہ اٹھا سکوں۔ صرف میں نے اتنی بات کی ہے کہ ام فتیہ کی خرابی انہیں نحوست پہنچی نہ کہ طلق اور اسعد، ان کے خونوں تک وہ لوگ پہنچ گئے جوان کے برابر نہ تھے جس سے میری مصیبت اور واویلا بڑھ گیا۔ ذویب، کلثوم اور سلمی جو پے در پے گئے۔ صرف آنکھ آنسو بہاتی ہے اس پر کہ سلمی جیسا کوئی نہیں۔ اور نہ اس کے بھائیوں جیسا کوئی تھا بھلا غلام بھی بادشاہوں جیسے ہوئے ہیں۔ میں نے نہ کوئی آبرو ریزی کی اور نہ خون ریزی کی، حق کے عالم یاد کریں اور میانہ روی اختیار کریں''۔

اسی میں وہ کہتے ہیں:

''کسی اونٹنی پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر نیک اور ذمہ داری نبھانے والا کوئی سوار نہیں ہوا''۔

اسید بن ایاس کے حالات میں تذکرہ ہو چکا ہے کہ یہ ان کے اشعار ہیں۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح کے چند اشعار انس بن زنیم کے سوانح میں بھی بیان ہو چکے ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: عرب نے سب سے سچا شعر جو کہا ہے وہ یہی ہے:

فما حملت من ناقة فوق رحلها　　ابروا و فی ذمة من محمد

عمر بن شبہ نے اعتماد سے لکھا ہے کہ یہ اشعار انس کے ہیں۔ ساریہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کی جانب کا والی بنایا تھا، انہی سے آپ نے فرمایا: ساریہ! پہاڑ کے پیچھے سے بچنا! مرزبانی کا قول ہے: ساریہ مخضرمی ہیں۔ عسکری فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کرتے ہیں لیکن آپ سے ملاقات نہیں کی۔ ابن حبان [1] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام واقدی اور سیف بن عمر کا بیان ہے جاہلیت میں وہ اچکے یعنی بکثرت غارت گری کرنے والے چور تھے اتنے تیز بھاگتے تھے کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے تھے۔ پھر اسلام لائے اور ان کا اسلام سنورا اور پکے مسلمان بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کا انہیں امیر بنایا تھا اور تیئس ۲۳ھ میں فارس بھیجا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کے دل میں آیا کہ مذکورہ لشکر وادی کے میدان میں دشمن سے برسر پیکار ہے اور انہوں نے پسپائی کا ارادہ کر لیا ہے۔ ان کے پاس پہاڑ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران ہی بلند آواز سے فرمایا: ''ساریہ پہاڑ! ساریہ پہاڑ'' اللہ تعالیٰ نے یہ آواز ساریہ کے کان میں پہنچا دی وہ لوگوں کو لے کر پہاڑ کی اوٹ میں پہنچ گئے اور ایک ہی جانب سے دشمن پر حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے فتح دے دی۔

میں کہتا ہوں: واقدی نے مذکورہ قصہ اسی طرح اسامہ بن زید بن اسلم سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ اور سیف نے ابوعثمان اور ابوعمرو بن العلاء سے بحوالہ ایک مازنی طویل نقل کیا ہے۔ جبکہ بیہقی نے ''دلائل'' میں لالکائی نے

---

[1] الثقات (٣٤٧/٤)

شرح السنة میں، زین عاقول نے اپنے فوائد میں اور ابن الاعرابی نے ''کرامات الاولیاء'' میں بطریق ابن وہب، یحییٰ بن ایوب ابن عجلان، نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر ساریہ نامی ایک صاحب کو مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار خطبۂ جمعہ دے رہے تھے تین بار آپ نے فرمایا: ''ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچنا''۔ پھر اسی لشکر کا ایک قاصد آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، وہ کہنے لگا: امیر المومنین! ہمیں شکست ہونے لگی تھی، اسی دوران ہم نے ایک آواز سنی ''ساریہ پہاڑ کی طرف'' ہم نے پہاڑ اپنی پیٹھ کی جانب کرلیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔[1] فرماتے ہیں: کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ وہ آواز دے رہے تھے۔ اسی طرح حرملہ نے ابن وہب کی حدیث کے مجموعہ میں ذکر کیا ہے، جو حسن سند ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ابن مَرْدُویہ بطریق میمون بن مہران، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، دورانِ خطبہ انہوں نے فرمایا: ''اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو، جو بھیڑیے سے چروائی کرائے، اس نے ظلم کیا''۔ لوگ ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے ضرور نکل آئیں گے۔ جب خطبہ سے فارغ ہوئے لوگوں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: میرے دِل میں وارد ہوا کہ مشرکین ہمارے بھائیوں کو شکست دے رہے ہیں اور اس وقت وہ پہاڑ کے پاس سے گزر رہے ہیں۔ اگر وہ پہاڑ کی جانب مڑ کر یکبارگی حملہ کریں اور اگر یہاں سے گزر گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ تو میری زبان سے یہ بات نکلی جس کے متعلق تمہارا گمان ہے کہ تم نے سنی ہے۔ فرماتے ہیں: مہینے بعد خوشخبری دینے والا آ گیا، اس نے بتایا کہ انہوں نے فلاں دِن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تھی، اس کا کہنا ہے ہمارا رُخ پہاڑ کی طرف مڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی۔[2] خلیفہ کا قول ہے کہ حضرت ساریہ نے اصبہان کو صلح سے بقول بعض لڑائی سے فتح کیا تھا۔

۳۰۳۶ (ز) ساعدہ بن مخصن

ابن مندہ نے ان کا ذکر تو کیا لیکن کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ صرف اتنا کہا ہے کہ امام بخاری[3] نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابونعیم نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن الاثیر نے یہ تجویز دی ہے کہ یہ ساعدہ بن محیصہ ہوں جن کا قسم رابع میں ذکر ہونا ہے۔

۳۰۳۷ ساعدہ

بقول بعض: ساعدہ بن حلوات المازنی ان کے بیٹے اسمر بن ساعدہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۰۳۸ ساعدہ تمیمی عنبری

روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاگیر دی تھی۔ اوفیٰ بن مَوَلہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ذہبی نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے کہ ساعدہ بے نسبت ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاگیر دی جس میں کنواں تھا، جو[4] بالائی حصہ میں واقع تھا۔ انہوں نے اسی طرح بلا نسب ذکر کیا ہے۔

---

[1] کشف الخفاء (۵۳۲/۲) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۸۶/۹)

[3] التاریخ الکبیر (۲۱۱۰/۱) [4] جامع المسانید (۴۳۳/۱)

۳۰۳۹ ساعدہ الھذلی [1]

ابوعبداللہ۔ بقول ابوعمر: [2] ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ دلائل میں ابونعیم لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن ساعدہ ہذلی بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ بت سواع کے پاس تھے اس کے پاس اپنی ایسی دوسو بکریاں لائے تھے جنہیں خارش تھی، میں نے اس کی برکت حاصل کرنے کے لیے ان بکریوں کو قریب کیا اتنے میں بت کے پیٹ سے ایک آواز سنائی دی۔ جنّات کا داؤ ختم ہوا، ہم پر شہاب (انگارے) پھینکے گئے۔ ایسے نبی کی وجہ سے جس کا نام احمد ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنی بکریوں کا رُخ اپنے گھر کی جانب کر دیا، ایک شخص ملا جس نے مجھے نبی ﷺ کے ظاہر [3] ہونے کی اطلاع دی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی، اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۰۴۰ سالف بن عثمان [3]

بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی، ابن شاہین کی روایت ہے کہ جب ثقیف کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ انہیں ان کے دین پر رہنے دیا جائے پھر ایک واقعہ ذکر کیا اس میں: جب وہ اسلام لے آئے تو حلیفوں میں سالف بن عثمان کو ثقیف کی زکوٰۃ وصولی پر مامور کیا۔ ابن کلبی ''الانساب الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں: طائف کے والی بنے اور نجاشی شاعر نے ان کی مدح سرائی کی تھی۔

سالم نامی حضرات کا تذکرہ

۳۰۴۱ (ز) سالم بن ثُبَیتہ

بن یعار بن عبید بن زید انصاری۔ ابن ابی حاتم [4] نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے: یہ بدری صحابی ہیں، لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: میرا غالب گمان یہ ہے انہیں وہم ہوا ہے، یہ سالم مولا ثبیتہ ہیں وہی سالم مولا ابوحذیفہ ہیں جن کا تذکرہ عنقریب ہونا ہے۔ لفظ ثبیتۃ ثاء باء پھر تاء سے تصغیر ہے اور یعار یاء اور عین سے۔ واللہ اعلم۔

۳۰۴۲ سالم بن حرملہ [5]

بن زہیر بن خُشَرّ۔ بقول بعض: خُنَیس تصغیر ہے۔ ایک قول ہے: خُنَبس، پہلے پر دارقطنی اور ابن ماکولا [6] نے اعتماد کیا ہے اور تیسرا نام ابن السکن کے ہاں لکھا ہے۔ عدی بن الرباب عدوی تک جو بنی عدی بن الرباب سے تعلق رکھتے ہیں ان کا نسب بیان کیا۔ ابوعمر [7] لکھتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ پھر لکھا: سالم العدوی کی حدیث ان کی اولاد سے مروی ہے مجھے نہیں لگتا کہ قریش کے عدی خاندان سے ہیں۔ یوں انہوں نے ایک شخص کو دو قرار دے دیا جس کے بارے میں قسم رابع میں تنبیہ بیان ہوگی۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۸۸۸) استیعاب (۱۸۸۸) [2] استیعاب (۱۳۴/۲) [3] دلائل النبوۃ (۷۴) الجزء الاوّل

[3] اسد الغابہ (۱۸۹۱) [4] الجرح والتعدیل (۱۸۹/۴) [5] اسد الغابہ (۱۸۹۳) استیعاب (۸۸۳) تجرید (۲۰۳/۱)

[6] الاکمال (۱۳۵/۱) [7] استیعاب (۱۳۴/۲)

ان کی حدیث بغوی، حسن بن سفیان، ابن الجارود، باوردی ابن السکن، اور طبرانی نے سب نے بطریق ابوالربیع سلیمان بن عبدالعزیز بن عبشر بن سالم بن حرملہ نقل کی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بحوالہ اپنے والد نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے وہ نوجوان تھے ان کی لٹ تھی وہ قریب البلوغ تھے، انہوں نے نبی ﷺ [1] کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ابن قانع کے ہاں بطریق سلیمان بن عدی مذکور کا قول ہے کہ ان کے والد وفد میں آئے اور اس روایت میں فرمایا: ان کے والد نے انہیں بتایا کہ ان کے دادا سالم وفد میں آئے تھے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ذہبی کی کتاب میں سالم بن حرملہ بن حشر بحوالہ ''الاکمال'' لکھا ہے، انہوں نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے۔

۳۰۴۳ (ز) سالم بن حِمْیَر العبدی

از بنی مرّہ بن ظفر بن عمرو بن ودیعہ۔ رشاطی نے بحوالہ مدائنی نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۰۴۴ (ز) سالم بن رافع الخزاعی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے یہ مخضرمی ہیں نبی ﷺ کو ایک شعر سنایا جب بکر بن عبد مناۃ رات کے وقت بمقام وتیر [2] ان کے پاس آئے۔ محمد بن اسحاق یہ اشعار عمرو بن سالم بن حضیرہ الخزاعی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ شاید شعر ان کے ہیں، سالم بن رافع ان کے دوست ہوں۔

۳۰۴۵ (ز) سالم بن عبداللہ ایک عنوان کے بعد تذکرہ ہونا ہے۔

۳۰۴۶ سالم بن عُبَید الاشجعی [3]

اہل صفہ میں سے ہیں، پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ اصحاب السنن نے چھینک [4] کے بارے میں ان کی دو حدیثیں صحیح اسناد سے نقل کی ہیں۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے جو کچھ ان کے خادم نے نبی ﷺ کی وفات کے وقت کہا تھا اور اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو بھی ہے یہ روایت یونس بن بکیر نے اپنے زیادات میں نقل کی ہے۔ ان سے ہلال بن یساف، نبیط بن شریط اور خالد بن عرفطہ روایت کرتے ہیں۔

۳۰۴۷ سالم بن عُمَیْر [5]

بقول بعض: ابن عمرو، ایک قول ہے: ابن عبداللہ بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔ جبکہ ان کے دادا کے نسب کے متعلق کہا جاتا ہے: ثابت بن کُلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ میں ان کا تذکرہ

---

[1] المعجم الكبير (٦٣٨١/٧) مجمع الزوائد (١٦٥/٥) [2] السيرة النبويه (٣٠/٤، ٥٢) [3] اسد الغابه (١٨٩٧) استيعاب (٨٨٤)

[4] ابوداؤد كتاب الادب (٥٠٣١) ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٣٤) المعجم الكبير (٦٣٦٧/٧) مجمع الزوائد (١٨٣/٥)

[5] اسد الغابه (١٩٠٠) استيعاب (٨٨٥)

کیا ہے۔ امامہ ابی ندبہ کے حالات میں جن کے حالات کنیتوں میں بیان ہونے ہیں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن سعد [1] اور یونس بن بکیر کا بحوالہ ابن اسحاق قول ہے کہ یہ رونے والوں میں سے ایک ہیں۔ اوران کے متعلق کہا: ''سالم بن عمرو بن عوف''۔ ایسا ہی ابن مردویہ نے بطریق مجمع بن جاریہ نقل کیا ہے اور یہ اضافہ روایت کیا ہے: العمری یعنی یہ بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول ابوعمر: [2] بیعتِ عقبہ، بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے، اور خلافتِ معاویہ میں فوت ہوئے۔ ابن جریر کی روایت ہے کہ محمد بن کعب وغیرہ نے رونے والوں میں بنی واقف میں سے سالم بن عمیر کو شمار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ احتمال پیدا ہوا کہ یہ پہلے کے علاوہ شخص ہیں۔ واللہ اعلم

۳۰۴۸ (ز) سالم بن عمیر الواقفی

سابقہ شخص کے تذکرہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۰۴۹ سالم بن عوف انصاری

بن زعوراء بن عبدالاشہل کے حلیف۔ آمدی نے بحوالہ ابن اسحاق مغازی میں شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۰۵۰ (ز) سالم بن عوف بن مالك الاشجعی

یہ اوران کے والد صحابی ہیں۔ ابن مردویہ کی بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ عوف بن مالک اشجعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے بیٹے کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے، اوراس کی ماں جزع فزع (بے صبری) کر رہی ہے۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں تمہیں اور خصوصاً اسے بکثرت لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں''۔ ان کی اہلیہ کہنے لگی: کیا ہی اچھے کلمات نبی علیہ السلام نے آپ کو بتائے ہیں، پھر دونوں بکثرت یہ کلمات پڑھنے لگے، ادھر دشمن اس سے غافل ہوا تو یہ ان کی بکریاں ہنکائے اپنے والد کے پاس پہنچ گیا۔ ان بکریوں کی تعداد چار ہزار تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے (مشکل سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں''۔ [4]

خطیب بغدادی نے یہ روایت سعید بن قاسم بغدادی کے حالات کے دوران اپنی تاریخ میں نقل کی ہے وہ بروایت جویبر، ضحاک سے بحوالہ ابن عباس اسی طرح ہے۔ اسی مفہوم میں السدی نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ اور المستدرک میں الحاکم نے بطریق علی بن بذیمہ بواسطہ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ ایک شخص آیا۔ میرے خیال میں وہ عوف بن مالک تھے۔ پھر اسی روایت کا مفہوم نقل کیا۔ ثعلبی نے ایک ضعیف سند سے اسے نقل کیا ہے، جس میں یہ اضافہ ہے کہ بیٹے کا نام سالم تھا اور واقعہ کا مفہوم نقل کیا۔ اور آدم ''ثواب الاعمال'' میں بحوالہ محمد بن اسحاق لکھتے ہیں کہ مالک اشجعی آ کر عرض کرنے لگے: ''اللہ کے رسول! میرا بیٹا عوف دشمن کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ لگتا ہے اس سے لفظ ابن (بیٹا) رہ گیا ہے، دراصل عبارت یوں تھی: جاء ابن مالك (مالک کا بیٹا آیا)۔ اسی طرح اگر یہ روایت ثابت ہے تو دوسری روایت کے موافق ہو جائے گی اور مالک کے لئے صحابی ہونا ثابت ہو جائے گا۔

---

[1] الطبقات (۱۱۶/۳) [2] استیعاب (۱۳۵/۲) [3] الدرالمنثور (۲۳۳/۶) [4] سورة الطلاق (۲)

۳۰۵۱ سالم بن وابصہ الاسدی [۱]

طبری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اگر وابصہ (واقعی) ان کے والد ہیں تو یہ ابن معبد ہیں۔ لہٰذا سالم صحابی نہ ہوئے۔ بقول ابن مندہ: یہ نامعلوم شخص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ ابن معبد ہی ہیں تو پھر نامعلوم نہ ہوئے اور ان کے والد صحابہ میں نامعلوم شخص ہیں۔ ''الثقات'' [۲] میں ابن حبان لکھتے ہیں: سالم بن وابصہ بن معبد تابعی ہیں۔ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں ان سے اہل جزیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے کہ میں نے عبدالسلام بن عبدالرحمٰن بن صخر سے ان کے دادا وابصہ کی اولاد کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا، ان کے چار بیٹے تھے: سالم، عتبہ، عبدالرحمٰن اور عمر۔ سب سے بڑے سالم اور عتبہ تھے۔ سالم کا انتقال ہشام کی خلافت کے آخر میں ہوا۔ خلافتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں نوجوان لڑکے تھے۔ اسحاق، حسن بن سفیان، ابن مندہ اور طبری نے بطریق بقیہ بحوالہ سالم بن وابصہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''سب سے بڑا درندہ (چیرنے پھاڑنے والا جانور) ثعل یعنی لومڑی ہے''۔ [۳] اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔ اسی روایت کو بغوی نے ایک دوسری سند سے بقیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سالم بن وابصہ سے مروی ہے اسی طرح محمد بن شُعَیب نے مبشر بن عبید سے نقل کیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے سند میں غلطی واقع ہوئی ہے کہ یہ سالم سے بواسطہ وابصہ مروی ہے نہ کہ سالم بن وابصہ سے جس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ ''سالم بن وابصہ بن معبد'' ہیں، جو تابعی ہیں جیسا کہ ابوزرعہ کے بیان سے پہلے معلوم ہو چکا کہ وہ خلافتِ عثمانی میں نوجوان تھے تو ان کی ولادت خلافتِ عثمانی یا خلافتِ فاروقی میں ہوئی ہوگی۔ مرزبانی نے بحوالہ محمد بن مروان اپنے معجم میں لکھا ہے کہ سالم بن وابصہ بن معبد الاسدی۔ بقول بعض: ان کے دادا کا نام عتبہ بن قیس بن کعب ہے۔ پھر اسد بن خزیمہ تک ان کا نسب بیان کیا، ان کے والد وابصہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ سالم مسلمان دین دار اور پاکدامن شاعر تھے، رقہ کے والی تھے۔

۳۰۵۲ سالم الحجّام [۴]

بقول ابوعمر: [۵] سالم ایک صحابی ہیں، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگا کر آپ کا خون جو شیشی میں تھا پی لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر طرح کا خون حرام ہے''۔ [۶] ابن مندہ فرماتے ہیں: بقول بعض یہی ابو ہند ہیں۔ ایک قول ہے کہ ابو ہند کا نام سنان ہے۔ پھر بطریق یوسف بن صہیب، ابوالحجاف بحوالہ سالم روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی۔ جب آپ کی شیشی میرے حوالہ ہوئی تو میں نے اسے پی لیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۳۰۵۳ سالم مولا ابوحذیفہ [۷]

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اسلام کی طرف پہلے پہل سبقت کرنے والوں میں سے ایک۔ بقول امام بخاری: [۸] ان کی

---

[۱] اسد الغابہ (۱۹۰۱) [۲] الثقات (۳۰۶/۴) [۳] مختصر تاریخ دمشق (۱۹۴/۹) کنز العمال (۴۰۰۴۳)
[۴] استیعاب (۸۸۷) [۵] استیعاب (۱۳۷/۲) [۶] تلخیص الحبیر (۳۰/۱)
[۷] اسد الغابہ (۱۸۹۲) استیعاب (۸۸۶) [۸] التاریخ الکبیر (۱۰۷/۴)

مولاۃ ایک انصاری خاتون تھیں۔ ابن حبان [1] لکھتے ہیں: انہیں لیلیٰ یا ثبیتہ بنت یعار کہا جاتا تھا، وہی ابوحذیفہ کی اہلیہ تھیں۔ ابن سعد [2] نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا: سالم بن معقل ایک انصاری خاتون کے مولا تھے اس عورت کو فاطمہ بنت یعار کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بلا صلہ انہیں آزاد کر دیا تھا تو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے عقدِ موالات کر لیا۔ ودیعہ کے حالات میں بیان ہوگا کہ ان کا نام سلمٰی ہے۔ ادھر ابن مندہ کا گمان ہے یہ سالم بن عبید بن ربیعہ ہے تو ابونعیم نے ان کا خوب تعاقب کیا وہ تو مولا ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ہیں۔ یوں اس میں کچھ رہ گیا اور کچھ غلطی واقع ہوئی ہے۔ ابن ابی حاتم [3] کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ ان سے کوئی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: ہاں ان سے دو حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے ایک بغوی نے نقل کی کہ مجھے بحوالہ سالم مولا ابی حذیفہ یہ روایت پہنچی ہے کہ ''میں ایک ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں مسجد جا بیٹھا۔ آپ تشریف لائے تو میں آپ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ آپ نے تکبیر کہہ سورۃ بقرہ پھر سورۃ نساء پھر مائدہ اور انعام پڑھ کر رکوع کیا''۔ دوسری سمویہ نے اپنی فوائد میں چھٹے فائدہ میں لکھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز کچھ لوگ لائے جائیں گے جن کی نیکیاں تہامہ کے پہاڑوں جتنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال بے وزن کردے گا وہ لوگ نماز روزہ کی پابندی تو کرتے تھے لیکن جونہی حرام ملتا اس پر ٹوٹ پڑتے''۔ [4] یہی روایت ابن مندہ نے بطریق عطاء بن رباح بحوالہ سالم اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ دونوں سندوں میں ضعف و کمزوری اور انقطاع واقع ہے۔ لہٰذا ابن ابی حاتم کی بات کا یہی مطلب سمجھا جائے گا کہ ان سے مروی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا (منہ بولا) بیٹا بنا لیا تھا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بیٹا بنایا تھا۔ ابوحذیفہ انہیں اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر اپنی بھانجی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔ جب یہ آیت ''لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے بلایا کرو'' [5] نازل ہوئی تو جس کسی نے کسی کو بیٹا بنا رکھا تھا اسے اس کے والد کو واپس کر دیا اور جس کے والد کا پتہ نہ تھا وہ اپنے موالی کی جانب منسوب ہو گیا۔ یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں بواسطہ زہری بحوالہ عروہ ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ اسی میں انہیں دودھ پلانے کا واقعہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ سالم مولا ابی حذیفہ مسجد قباء میں مہاجرین اوّلین کی امامت کرتے تھے۔ جن میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ یہی روایت طبرانی نے باضافہ نقل کی ہے، کیونکہ انہیں سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ ان کے دودھ پینے کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ چنانچہ مسلم [6] کی بطریق قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سالم ابوحذیفہ کے ساتھ تھے تو سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگیں کہ سالم جوان ہو گیا ہے اور وہ میرے پاس آتا جاتا ہے جس سے مجھے خدشہ ہے کہ ابوحذیفہ کے دل میں کوئی ناگواری پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو وہ تمہارا محرم بن جائے گا''۔ (حدیث) اور بطریق زہری، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے خیال میں تو یہ صرف سالم کے لیے رخصت تھی (حکم عمومی نہیں)۔ موطا میں [7] امام مالک نے زہری سے عروہ بن زبیر کے

---

[1] الثقات (۳۰۷/٤) [2] الطبقات (٦٠/۳) [3] الجرح والتعدیل (۱۸۹/٤) [4] الدر المنثور (٦٧/٥)

[5] سورۃ الاحزاب (٥) [6] مسلم کتاب الرضاع باب رضاعۃ الکبیر (۳٥۸٥)

[7] مؤطا مالک کتاب الرضاع باب ما جاء فی الرضاعۃ بعد الکبر (۱۲۸۸)

حوالہ سے روایت کی ابوحذیفہ پھر وہ حدیث ذکر کی کہ سہلہ بنت سہیل جو ابوحذیفہ کی اہلیہ تھیں آ کر عرض کرنے لگیں: اللہ کے رسول! ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ میں صرف ایک کپڑا پہنے ہوتی ہوں تو وہ میرے پاس آتا جاتا ہے۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ پھر اس کا ذکر کیا۔ عبدالرزاق نے بحوالہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسے موصولاً روایت کیا ہے کہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔ اور امام بخاری نے بطریق لیث زہری سے موصولاً نقل کیا ہے۔ امام بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی کی بطریق مسروق بحوالہ عبداللہ بن عمرو بن العاص مرفوعاً روایت ہے: ''چار شخصوں سے قرآن سیکھو: (۱) ابن مسعود (۲) سالم مولا ابوحذیفہ (۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل''۔ [1] ابن المبارک کے طریق سے ان کی ''کتاب الجہاد'' میں حنظلہ بن ابی سفیان، بحوالہ ابن سابط مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنے میں دیر ہوگئی تو نبی علیہ السلام نے ان سے پوچھا: کہاں رہ گئی تھی؟ عرض کی ایک شخص کی قراءت سن رہی تھی، پھر ان کی قراءت کی خوبی بیان کی۔ آپ علیہ السلام اپنی چادر اوڑھے باہر نکلے تو سالم مولا ابوحذیفہ تھے آپ کے لبوں پر بے ساختہ یہ الفاظ آگئے ''الحمدللہ جس نے تجھ جیسا شخص میری امت میں پیدا فرمایا ہے''۔ [2]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ابن نمیر سے بحوالہ حنظلہ جبکہ ابن ماجہ اور الحاکم نے المستدرک میں بطریق ولید بن مسلم، حنظلہ، عبدالرحمٰن بن سابط بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور اسے موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن المبارک ولید سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں لیکن اس کا ایک شاہد ہے جسے بزار نے بواسطہ نضیل بن سہل، ولید بن صالح، ابواسامہ، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مذکورہ متن سے بغیر قصہ کے نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں، فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت سالم مولا ابوحذیفہ کی قراءت سنی تو فرمایا: ''الحمدللہ جس نے میری امت میں اس جیسا شخص پیدا فرمایا ہے''۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اسی طرح ابن المبارک کی روایت ہے اس میں ہے: مہاجرین کا جھنڈا (جنگ یمامہ میں) سالم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا: اگر میں میدان چھوڑ دوں تو بہت بڑا قرآن کا محافظ ہوں (انہوں نے اپنے لیے ایک گڑھا کھود لیا تھا جس میں پرچم تھامے کھڑے تھے)۔ دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں سے تھام لیا جب وہ بھی شہید ہو گیا تو اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے ہوش میں آتے ہی پوچھا: ابوحذیفہ کہاں ہیں؟ کسی نے بتایا وہ تو شہید ہو چکے ہیں۔ فرمایا: مجھے ان کے پاس لٹا دو (جان نکل رہی تھی تو ان کا سر ابوحذیفہ کے قدموں پر پڑا تھا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث ثبیتہ کی جانب روانہ کی تو انہوں نے یہ کہہ کرائے لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے بلا معاوضہ انہیں آزاد کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ مال بیت المال میں شامل کر لیا۔ ابن سعد [3] کا بیان ہے: حضرت نے ان کی میراث ان کی والدہ کو بھجوا دی اور فرمایا: اسے استعمال میں لاؤ۔

۳۰۵۴ سالم مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [4]

قسم رابع میں سے ''سلمی'' میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

---

[1] بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب سالم مولی ابی حذیفہ (۳۷۵۸) و کتاب المناقب باب مناقب معاذ ابن جبل (۳۸۰۶) مسلم کتاب فضائل الصحابہ من فضائل عبداللہ بن مسعود (۶۲۸۴) ترمذی (۵۰) کتاب المناقب (۳۸) باب مناقب عبداللہ بن مسعود (۳۸۱۰) مسند احمد (۱۹۰/۲) المستدرک (۴۹۹۹)

[2] مسند احمد (۱۶۵/۶) المستدرک (۲۲۶/۳) [3] الطبقات (۶۰/۱) [4] جامع المسانید (۱۷/۵)

۳۰۵۵ (ز) سالم (بے نسبت)

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوداؤد سلیمان بن سالم نے یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی کے حوالہ سے ہمیں بتایا کہ مدینہ میں ایک شخص کا گزر ایک مجلس سے ہوا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم کاہن تو نہیں؟ اس نے کہا: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کو ہدایت عطا کر دی اور حق کے ذریعہ ہر باطل کا خاتمہ کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر ڈانواں ڈول کو سیدھا کر دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہر محتاج کو مستغنی کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کب سے تمہارا اس (جنی) سے واسطہ ہے؟ اس نے کہا: اسلام سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے وہ میرے پاس آ کر چیخی: سالم! سالم! پھر ایک واقعہ سنانے لگی۔

۳۰۵۶ سالم العدوی[1]

ابوعمر نے سالم بن حرملہ سے انہیں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی ہیں۔

السائب نامی حضرات

۳۰۵۷ السائب بن الاقرع[1]

بن عوف بن جابر بن سفیان بن سالم بن مالک بن حطیط بن جُشم ثقفی۔ بقول امام بخاری:[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست رحمت پھیرا تھا۔ ابن مندہ کی بطریق ابوحمزہ روایت ہے کہ سائب بن الاقرع کی والدہ ملیکہ انہیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے ان کے سر پہ دست شفقت پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ بقول ابن مندہ: اصبہان کے والی بنے اور وہیں وفات پائی وہیں ان کی اہل و اولاد ہے انہی میں سے مصعب بن فضیل بن سائب ہیں۔ ابوعمر[3] لکھتے ہیں: فتح نہاوند میں شریک ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر نعمان بن مقرن کے پاس گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی شیبہ نے یہ روایت صحیح سند سے ایک قصہ کے دوران نقل کی ہے۔ ہشام بن کلبی بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرب کا کوئی بوڑھا اور جوان سائب بن اقرع سے زیادہ عقلمند نہیں تھا۔ ہیثم بن عدی بحوالہ شعبی روایت کرتے ہیں کہ سائب فتح مہرجان میں شریک تھے۔ ہرمزان کی حویلی میں داخل ہوئے تو وہاں چونے سے بنا ایک ہرن دیکھا جو اپنا بازو آگے بڑھائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ دیکھا تو اس میں ہرمزان کا ایک خفیہ بکس بنا ہوا تھا جس میں جواہرات کے ٹکڑے تھے۔ ابن ابی شیبہ بطریق شیبانی بحوالہ سائب بن الاقرع اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ سعید بن عبدالعزیز بواسطہ حصین بحوالہ ابووائل نقل کرتے ہیں کہ سائب بن الاقرع حضرت عمر کے گورنر تھے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ قریب بن ظفر کے حالات میں بیان ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب نعمان بن مقرن کو نہاوند تقسیم کے لیے بھیجا تھا تو ان

---

[1] استیعاب (۱۳۷/۲) [2] اسد الغابہ (۱۹۰۲) استیعاب (۸۸۹) تجرید (۲۰۴/۱)

[2] التاریخ الکبیر (۱۵۱/۲) [3] استیعاب (۱۳۷/۲)

کے ساتھ سائب کو بھی روانہ کیا تھا۔

۳۰۵۸ (ز) السائب بن الحارث[1]

ابن صبرہ ابن سعید بن سعد بن سہم قرشی السہمی۔ بقول[2] امام بخاری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہی سائب بن ابی وداعہ ہیں۔ امام بخاری ہی بطریق ابراہیم بن المطلب روایت کرتے ہیں کہ سائب بن ابی وداعہ نے ستاون ۵۷ھ میں اپنا ڈیرہ صدقہ کر دیا تھا اور اسی میں فوت ہوئے تھے۔ زبیر بن بکار بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے شریک تھے یہی مطلب بن ابی وداعہ کے بھائی ہیں۔[3] ابوعمر کا قول ہے کہ "سائب ہی مطلب ہیں"۔ کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۳۰۵۹ السائب بن حارث[4]

بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی، سابقین میں سے ایک ہیں۔ ابن اسحاق[5] کا قول ہے: "انہوں نے حبشہ ہجرت کی"۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ نے لکھا ہے۔ ابن اسحاق نے طائف کے شہداء میں ایسا ہی امام واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ اضافہ نقل کیا ہے: ان کے ساتھ ان کا بھائی عبداللہ بھی شہید ہوا۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور معمر نے بحوالہ ابن شہاب ان کی موافقت کی ہے کہ وہ زخمی ہو کر پھر اتنا زندہ رہے کہ اُردن کے جنگ فحل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تیرہ (۱۳ھ) میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد[6] نے نقل کیا ہے جس میں اضافہ ہے: ان کی والدہ ام الحجاج کنانیہ ہیں۔

۳۰۶۰ السائب بن ابی حبیش[7]

بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، فاطمہ بنت ابی حبیش کے بھائی۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔ ابن سعد نے فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے چوتھے طبقہ میں انہیں شمار کیا ہے۔ ان کی والدہ ام جمیل بنت الفاکہ بن المغیرہ المخزومیہ ہیں۔ عاتکہ بنت اسود بن مطلب سے شادی کی جن سے عبداللہ اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے نبی ﷺ نے خیبر میں سے تیس (۳۰) وسق کھجوریں انہیں کھانے کے لیے دیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کوئی روایت کی ہو، ان کی بڑی عمر ہوگئی تھی۔ مدینہ میں بہت بڑی حویلی تھی۔ خلافت معاویہ میں مدینہ ہی میں انتقال ہوا۔ ابوعمر[8] لکھتے ہیں: انہی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: یہ ایسا شخص ہے کہ دوسروں کے برخلاف مجھے اس میں کوئی عیب نہیں نظر آتا۔ یہ بھی روایت ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بات ان کے بیٹے عبداللہ بن السائب کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی۔ وہ بھی صاحب شرافت منجھے ہوئے انسان تھے۔ لیکن زیادہ اسی کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ بات سائب کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی یہ فاطمہ مستحاضہ کے بھائی ہیں (دیکھیں کتاب النساء ۱۱۵۸۴)۔

ان سے سلیمان بن یسار وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: سلیمان بن یسار ان کی روایت لیتے ہیں کہ نبی ﷺ

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۰۳) [2] التاریخ الکبیر (۱۴۹/۲) [3] استیعاب (۱۷۵/۲)

[4] اسد الغابہ (۱۹۰۴) استیعاب (۸۹۰) [5] السیرۃ النبویہ (۲۶۰/۱) [6] الطبقات (۱۴۳/۴)

[7] اسد الغابہ (۱۹۰۵) استیعاب (۸۹۱) [8] استیعاب (۱۹۸/۲)

نے ان سے فرمایا: ''اے ابوحبیش کے بیٹے!'' اسی روایت کو امام واقدی نے روایت کیا ہے۔[1] ابن مندہ نے ان کے حالات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

۳۰۶۱ السائب بن حزن[2]

بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مخزومی۔ سعید بن المسیب کے چچا ہوتے ہیں۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی ولادت کا زمانہ پایا ہے۔ مصعب کا قول ہے کہ المسیب، سائب عبدالرحمٰن اور ابومعبد آپس میں بھائی ہیں۔ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سعید بن ابی قیس عامریہ ہیں۔ ان میں سے صرف المسیب روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر[3] کا قول ہے: مجھے ان کی روایت بیان کرنے کا پتہ نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے حزن کی اولاد میں حکیم بن حزن کا اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی، لیکن السائب کا ذکر نہیں کیا۔

۳۰۶۲ سائب بن خبّاب[4]

ابومسلم، بقول بعض: ابوعبدالرحمٰن مقصورہ والے۔ ایک قول ہے: یہ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کے مولا ہیں۔ درست یہ ہے کہ وہ اور ہیں، کیونکہ مولا فاطمہ کی ولادت پچیس (۲۵ھ) میں ہوئی اور فوتگی ننانوے (۹۹ھ) میں۔ ابن حبان[5] نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے، رہے مقصورہ والے تو دارقطنی کا کہنا ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن خبّاب جو ان سائب کے والد ہیں کے حالات میں گزر چکا ہے کہ وہ مولا فاطمہ ہیں۔ شاید ابن حبان نے ان کی تاریخ پیدائش قلمبند نہ کی ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[6] فرماتے ہیں، بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ دارقطنی کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن ماجہ نے ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: ''آواز یا ہوا خارج ہونے کی وجہ سے وضو (واجب) ہے''۔[7] ان کی مشہور روایت میں ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ایک نسخہ میں سائب بن یزید لکھا ہے اسی پر ابن عساکر نے بھروسہ کیا ہے۔ امام احمد نے بطریق محمد بن عمرو بن عطاء بحوالہ ان کے یہ نسب لکھا ہے: السائب بن خباب۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی سند معلوم نہیں۔ ابن مندہ نے ان کی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔ ازدی فرماتے ہیں: محمد بن عمرو بن عطاء ان سے روایت نقل کرنے میں متفرد ہیں۔ ابوحاتم[8] فرماتے ہیں: ان سے محمد بن عمرو بن عطاء اور اسحاق بن سالم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سماع کیا ہے۔ ابن قسیط بحوالہ مسلم بن سائب بحوالہ اپنی والدہ روایت کرتے ہیں کہ جب سائب کا انتقال ہوا تو میں ابن عمر کے ہاں آئی پھر ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ عمر بن شبہ ''اخبار المدینہ'' میں لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سائب بن خباب کو مقصورہ پر مقرر فرمایا: اور ہر ماہ انہیں دو دینار (وظیفہ) دیتے، وہ تین فرد چھوڑ کر فوت ہوئے: مسلم، بکیر اور

---

[1] المغازی (۶۹۵/۲) [2] اسد الغابہ (۱۹۰۶) استیعاب (۸۹۲) [3] استیعاب (۱۳۸/۲)
[4] اسد الغابہ ۱۹۰۷) استیعاب (۸۹۳) تجرید (۲۱۵/۱) [5] الثقات (۳۲۷/۴) [6] التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲)
[7] ابن ماجہ (۵۱۶) مسند احمد (۴۲۶/۳) المعجم الکبیر (۶۶۲۲/۷) مجمع الزوائد (۲۴۲/۱) [8] الجرح والتعدیل (۲۴۰/۴)

عبدالرحمن۔ ابن حبان [۱] سے چوک ہوگئی اس لیے انہوں نے ''ثقات التابعین'' میں السائب بن خباب کو ذکر کر دیا۔ اور بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کی کہ وہ ننانوے (۹۹ھ) میں فوت ہوئے۔ وہ مقصورہ والے نہیں اس لیے دونوں میں فرق کر دیا۔

۳۰۶۳ السائب بن خلّاد [۱]

بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس بن مالک انصاری خزرجی۔ ابوسہلہ۔ بقول ابوعبید: بدر میں شرکت کی اور امیر معاویہ کی طرف سے یمن کے والی مقرر ہوئے۔ ان کی چند ایک احادیث ہیں ان سے ان کا بیٹا خلاد، صالح بن حیوان اور عطاء بن یسار وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ اصحاب السنن نے بلند آواز سے تلبیہ [۲] پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں ایک اور روایت نقل کی ہے۔ ابوداؤد بطریق صالح بن صفوان بحوالہ ابوسہلہ دوسری روایت کرتے ہیں۔ ابوعمر کا گمان ہے: یہی سائب بن خلاد الجھنی ہیں اور دوسروں کا اس پر بھروسہ ہے کہ یہ انصاری ہیں۔ امام بخاری [۳] لکھتے ہیں: السائب بن خلاد ابوسہلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابونعیم [۴] کا قول ہے: اکانوے (۹۱ھ) میں بقول واقدی ان کا انتقال ہوا ہے۔

۳۰۶۴ السائب بن خلّاد الجُهنی [۱]

ابوخلاد۔ امام بخاری [۶] التاریخ میں لکھتے ہیں اور بغوی بطریق حماد بن الجعد، قتادہ سے بواسطہ خلاد الجھنی، بحوالہ اپنے والد استنجاء کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ [۸] طبرانی وغیرہ بطریق زہری کے بھتیجے بحوالہ ابن خلاّد روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ہے، پھر اس کا ذکر کیا۔ طبرانی نے دعاء کے متعلق ان کی ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے جس کی سند میں ابن لہیعہ سے آگے اختلاف ہے۔

۳۰۶۵ السائب بن سوید [۹] مدنی

ابن ابی عاصم البغوی بطریق محمد بن کعب بحوالہ سائب بن سوید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جس کی فصل کو آفت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اجر لکھتا ہے''۔ [۱۰] بغوی فرماتے ہیں: [۱۱] مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

۳۰۶۶ السائب بن ابی السائب [۱۲]

ان کا نام صیفی بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ عبداللہ بن سائب کے والد ہیں۔ ابوداؤد [۱۳] اور نسائی نے بطریق

---

[۱] الثقات (۳۲۷/٤) [۲] اسد الغابہ (۱۹۰۹) استیعاب (۸۹۵) تجرید (۲۰۵/۱)

[۳] ابوداؤد کتاب المناسک (۱۸۱٤) ترمذی کتاب الحج (۸۲۹) نسائی کتاب المناسک (۲۷۵۲)

[٤] التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲) [۵] حلیۃ الاولیاء (۳۷۲/۱) [٦] اسد الغابہ (۱۹۱۰) استیعاب (۸۹٦) تجرید (۲۰۵/۱)

[۷] التاریخ الکبیر (۱۵۱/۲) [۸] المعجم الکبیر (٦٦۲۳) [۹] استیعاب (۸۹۸)

[۱۰] مسند احمد (٥٥/٦) المعجم (٦٦۳۹/۷) مجمع الزوائد (٦۷/٤) [۱۱] مصابیح السنۃ (۱۸۳۷)

[۱۲] اسد الغابہ (۱۹۱۱) استیعاب (۸۹۷) [۱۳] ابوداؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ المرء (٤۸۳٦)

مجاہد، سائب کے خدمتگار سے بحوالہ سائب روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے شریک تھے۔ بقول بعض: مجاہد بحوالہ سائب بلاواسطہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ مجاہد فرماتے ہیں، میں سائب کا ہاتھ تھامے لے جایا کرتا تھا وہ مجھ سے فرماتے: مجاہد! کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ جب میں کہتا: ہاں! تو وہ ظہر کی نماز پڑھتے۔ [1] سیف بن عمر نے ''کتاب الردّہ'' میں نقل کیا ہے کہ مرتدوں سے جنگ میں وہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ہی انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری دے کر بھیجا تھا۔ زبیر بن بکار بطریق یحییٰ بن کعب بواسطہ مولا سعید بن العاص وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ حج کے لیے گئے جب آپ طواف کر رہے تھے تو آپ کے ساتھ آپ کا لشکر تھا۔ انہوں نے سائب بن صیفی پر بھیڑ کی جس سے وہ گر گئے۔ حضرت معاویہ ان کے لئے ٹھہر گئے اور فرمایا: اس بوڑھے شخص کو اٹھاؤ، جب وہ کھڑے ہوئے تو فرمایا: معاویہ! کیا تم ہمارے پاس شام کے اوباش لوگ لائے ہو جو ہمیں بیت اللہ کے پاس گراتے پھریں؟ اللہ کی قسم! میں نے تمہاری والدہ سے نکاح کا ارادہ کر لیا تھا۔ حضرت معاویہ نے (ظریفانہ) جواب دیا کہ کاش آپ ایسا کر لیتے تو ان کے ہاں بھی ابوالسائب جیسا یعنی عبداللہ بن سائب جیسا فرزند پیدا ہوتا۔ زبیر بن بکار نے اس روایت کے خلاف نقل کیا ہے جس سے اس قصہ کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ ذکر کرتے ہیں کہ سائب بن ابی السائب بدر میں کافر مارے گئے۔ لہٰذا احتمال ہے کہ سائب بن صیفی ان کے ہاں سائب بن ابی سائب کے علاوہ کوئی شخص ہوں۔

۳۰۶۷ السائب بن عبداللہ المخزومی [2]

بقول بعض یہی ابن صیفی ہیں۔ ایک قول ہے: ان کے علاوہ ہیں۔ امام احمد [3] کی بطریق ابراہیم بن مہاجر بواسطہ مجاہد بحوالہ السائب بن عبداللہ روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو عثمان وغیرہ میری تعریف کرنے لگے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کے بارے بتانے کی ضرورت نہیں، یہ جاہلیت میں میرا دوست رہ چکا ہے''۔ (حدیث) شاید یہ پہلے والے ہیں کیونکہ وہی آپ کے شریک تھے۔ قیس بن السائب کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس شریک کا واقعہ نقل کروں گا۔ طبرانی بطریق یحییٰ بن عبید وہ اپنے والد سے بحوالہ سائب بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دیکھا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: ''اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما''۔ [4] بقول بعض: اس سلسلہ میں درست سند یحییٰ بن عبید سے وہ اپنے والد سے بحوالہ عبداللہ بن سائب نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۳۰۶۸ السائب بن عُبَید [5]

بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف المطلبی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا، خطیب [6] نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے کہ سائب بدر کے روز مسلمان ہوئے (اس سے پہلے) وہ مشرکین کے ساتھ بنی ہاشم کے علم بردار تھے، گرفتار ہوئے اپنا فدیہ دے کر آزادی حاصل کی اور پھر اسلام قبول کر لیا۔ [7] الحاکم ''مناقب الشافعی'' میں بطریق ایاس بن معاویہ بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ خیمہ میں تھے اتنے میں سائب بن عبید اپنے بیٹے کے ساتھ آئے تو

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ (۱۳۹/۲) [2] اسد الغابہ (۱۹۱۳) تجرید (۲۰۵/۱) [3] مسند احمد (۴۲۶/۳)

[4] مسند احمد (۴۲۵/۳) [5] اسد الغابہ (۱۹/۵) استیعاب (۸۹۹) [6] تاریخ بغداد (۵۸/۲) [7] السیرۃ النبویہ (۳/۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آدمی کی نیک بختی ہے کہ وہ اپنے والد کے مشابہ ہو''۔ بقول بعض: یہ سائب نبی ﷺ کے بھی مشابہ تھے۔ کتاب النسب میں زبیر لکھتے ہیں: عبید (اللہ) بن عبد یزید کے ہاں سائب پیدا ہوئے وہ نبی ﷺ کے مشابہ تھے۔ بدر کے دن گرفتار ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: وہ نبی ﷺ کے ہم شکل تھے۔ الحاکم مناقب الشافعی میں بطریق ابومحمد احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن العباس بن عثمان بن شافع بن سائب روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ سائب بن عبید بیمار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں سائب بن عبید کی عیادت کے لئے لے چلو کیونکہ وہ خالص قریشی ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس جب وہ اور آپ علیہ السلام کے چچا عباس لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ''یہ میرا بھائی ہے''۔ امام بیہقی اس روایت کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں: سائب بن عبید صحابی ہیں ان کے بیٹے شافع اور بھائی عبداللہ بن سائب بھی صحابی ہیں۔ زکریا الساجی ''مناقب الشافعی'' میں لکھتے ہیں: میں نے احمد بن محمد بن حمید عدوی نسب دان کو فرماتے سنا: سائب بن عبید کی والدہ شفاء بنت الارقم بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور ان شفاء کی والدہ خالدہ بنت اسد بن ہاشم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی بہنوں کی خالہ ہیں۔

۳۰۶۹ السائب بن عثمان [1]

بن مظعون بن حبیب الجمحی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ بقول ابن اسحاق: ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور حبشہ ہجرت کی۔ بدر اور باقی معرکہ آرائیوں میں شریک رہے۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ غزوۂ بواط میں نبی ﷺ نے انہیں مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد [2] فرماتے ہیں کہ ابن کلبی فرمایا کرتے تھے: بدر میں جو شریک ہوئے وہ سائب بن مظعون تھے جو اِن کے چچا ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: یہ ان کا وہم ہے، کیونکہ تمام اہل سیر اس سلسلہ میں ان کے مخالف ہیں۔ سب نے لکھا ہے کہ یہ بدری ہیں اور بعد کے غزوات میں بھی شرکت کی تھی۔ یمامہ میں زخمی ہوئے اور اسی تیر کے زخم سے فوت ہوئے۔ اس وقت عمر تیس (۳۰) سے کچھ اوپر تھی۔

۳۰۷۰ السائب بن عُمَیر القاری [3]

بقول بعض: ازدی ابن مندہ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے سائب بن عمیر القاری کو حکم دیا کہ ''اگر سعد بن خولہ کا انتقال ہوگیا تو انہیں مکہ میں نہ دفن کرنا''۔ [4] یہی روایت فاکہی نے ایک اور طریق سے بحوالہ ابن جریج اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ عمرو بن القاری کے حالات میں بھی اسی طرح کی بات بیان ہوگی لیکن وہ سعد بن ابی وقاص کے بارے میں ہے۔

۳۰۷۱ السائب بن عوّام [5]

قرشی اسدی۔ حضرت زبیر کے سگے بھائی۔ امام بخاری [6] اور بلاذری بطریق ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۱۶) استیعاب (۱۹۰۱) [2] الطبقات (۲۹۲/۳) [3] اسد الغابہ (۱۹۱۷)

[4] بخاری کتاب مناقب الانصار (۱۸۳۲) مسلم کتاب الحج (۳۲۸۴) ترمذی کتاب الحج (۹۴۹) نسائی کتاب تقصیر الصلاۃ (۱۴۵۳، ۱۴۵۴) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا (۱۰۷۳)

[5] اسد الغابہ (۱۹۱۸) استیعاب (۹۰٤) [6] التاریخ الصغیر (۳٤/۱)

ہیں کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے جو "دیوانِ حسان" بروایت ابوسعید سکری بحوالہ ابن حبیب منقول ہے اس میں میں نے دیکھا ہے کہ سائب بن عوام کی اولاد نہ تھی۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ خندق وغیرہ کے واقعہ میں شرکت کی ہے۔

۳۰۷۲ (ز) السائب بن قیس السَّهْمیّ

ابوحذیفہ البخاری نے "الفتوح" میں لکھا ہے کہ یہ اجنادین میں شہید ہوئے۔ شاید یہ سائب بن حارث بن قیس ہیں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے یا اگر ثابت ہو جائے تو یہ ان کے چچا ہیں۔

۳۰۷۳ السائب بن مظعون الجمحی [1]

عثمان بن مظعون کے بھائی۔ سائب بن عثمان بن مظعون کے سوانح میں ابن کلبی کا قول بیان ہو چکا ہے۔ ابوعمر [2] نے اسی پر بھروسا کیا ہے۔ ابن کلبی نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۰۷۴ السائب بن نُمَیْلہ [3]

بقول ابوعمر [4] صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن شاہین بطریق عبدالکریم بن ابی مخارق، بواسطہ مجاہد بحوالہ سائب بن نمیلہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھا ثواب رکھتی ہے"۔ [5] ابوعمر [6] لکھتے ہیں: اس کے علاوہ مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، مجھے خدشہ ہے یہ روایت بھی مرسل نہ ہو۔
میں کہتا ہوں: ابن مندہ کا بیان ہے: "سائب بن ابی سائب کو سائب بن نمیلہ بھی کہا جاتا ہے"۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو وہ یہی ہیں۔

۳۰۷۵ السائب بن ابی وداعہ

سائب بن حارث میں ذکر ہوا ہے۔

۳۰۷۶ السائب الغفاری [7]

ایک صحابی ہیں جو مصر فروکش ہوئے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی، ابونعیم اور محمد بن ربیع الجیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں بطریق ابوقبیل روایت کی ہے کہ میں نے بنی غفار کے ایک شخص کو فرماتے سنا کہ میری والدہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لائیں، میرے گلے میں تعویذ نما ایک چیز ڈلی ہوئی تھی، آپ نے اسے توڑ کر فرمایا: "تمہارا کیا نام ہے؟" میں نے عرض کی: سائب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! تمہارا نام عبداللہ ہے"۔ [8] ابوقبیل فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا تو آپ کس نام پر متوجہ ہوتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: دونوں پر۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں ہوتا تو صرف اسی نام پہ متوجہ ہوتا جو نام رسول اللہ ﷺ نے میرا رکھا ہوتا۔ ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت مختصر نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۲۲) استیعاب (۹۰٤) [2] استیعاب (۱٤۳/۲) [3] اسد الغابہ (۱۹۲۳) استیعاب (۹۰۵) [4] استیعاب (۱٤۳/۲)
[5] مسند احمد (٤۲۵/۳) [6] استیعاب (۱٤۳/۲) [7] اسد الغابہ (۱۹۱۹) استیعاب (۹۰۰) [8] اسد الغابۃ ۲۷۱/۲

عبادلہ (عبداللہ نامی حضرات) میں اس سے مکمل روایت ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگی۔

۳۰۷۷ (ز) السائب الثقفی [1]

مولا غیلان بن سلمہ۔ ابن یونس ''تاریخ مصر'' میں بطریق یزید بن ابی حبیب بواسطہ نافع بن السائب روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد غیلان بن سلمہ ثقفی کے غلام تھے۔ اسلام لائے تو نبی ﷺ نے انہیں آزاد کرالیا۔ بعد میں جب غیلان نے بھی اسلام قبول کرلیا تو آپ علیہ السلام نے ان کی ولاء انہیں لوٹا دی۔

۳۰۷۸ السائب بن یزید [2]

بن سعید بن ثمامہ۔ بقول بعض: عائذ بن الاسود الکندی یا ازدی۔ بعض: کنانی، لیثی اور ہذلی بھی کہتے ہیں۔ نمر کے بھانجے سے مشہور ہیں۔ نمران کے والد یزید کے ماموں ہیں جن کا نام ''نمر بن جبل'' ہے کسی کو وہم ہوا تو اس نے انہیں نمر بن قاسط لکھ دیا جس کی قدرے تفصیل یزید کے سوانح میں بیان ہوگی۔ امام بخاری [3] کی روایت ہے کہ سائب بن یزید فرماتے ہیں: میرے والد نے نبی ﷺ کی معیت میں حج کیا اس وقت میں چھ (۶) سال کا تھا۔ [4] اور بطریق زہری ان سے مروی ہے کہ میں بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کی تبوک سے آمد کے بعد ملاقات کے لئے نکلا۔

صحیحین میں بطریق محمد بن یوسف بحوالہ سائب مروی ہے کہ ان کی خالہ انہیں لے کر گئیں۔ انہیں درد تھا، نبی ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ آپ نے وضو کیا تو وضو کا باقیماندہ پانی انہوں نے پی لیا۔ مہر نبوت کی انگوٹھی بھی دیکھی۔ [5] سائب کی والدہ ام العلاء بنت شریح الحضرمیہ ہیں۔ علاء بن الحضرمی ان کے ماموں ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی کئی احادیث براہِ راست، اپنے والد، حضرت عمر، عثمان، عبداللہ بن سعدی، اپنے ماموں نصر، حویطب بن عبدالعزیز، طلحہ وسعد وغیرہ حضرات سے نقل کی ہیں۔ ان سے زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، ابراہیم بن قارظ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلیمان بن ابی خیثمہ اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو مدینہ کے بازار کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابونعیم [6] لکھتے ہیں: بیاسی (۸۲ھ) میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: نوے (۹۰ھ) کے بعد ایک قول: اکانوے (۹۱ھ) اور ایک چورانوے (۹۴ھ) کا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: مدینہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ ادھر یعقوب بن سفیان کو وہم ہوا اور انہوں نے حرہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کردیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۲۰) [2] اسد الغابہ (۱۹۲۶) استیعاب (۹۰۷) [3] بخاری کتاب جزاء الصید باب حج الصبیان (۱۸۵۸)

[4] بخاری کتاب الجهاد باب استقبال الغزاة (۳۰۸۳) ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی التلقی (۲۷۷۹)
ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی تلقی الغائب اذا قدم (۱۷۱۸)

[5] بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبوة (۳۵۴۱) مسلم کتاب الفضائل (۱۱۱) ترمذی کتاب المناقب (۳۶۴۳)

[6] الوافی بالوفیات (۱۰٤/۱۵)

باب سین کے بعد باء

۳۰۷۹ سباع بن ثابت الزهری [1]

زہری حلیف ہونے کی وجہ سے ہیں۔ بغوی اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بروایت عبیداللہ بن ابی یزید بحوالہ ان کے ایک حدیث نقل کی ہے کہ میں نے دورِ جاہلیت کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے اور کہتے: ''آج دونوں مروہ کی پہاڑیوں کو کھٹکھٹانے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی''۔ اس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ اس طرح چلا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ میں جو قریشی بھی زندہ رہا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور یہ بھی قریشی ہیں جنھوں نے دورِ جاہلیت پایا اور اتنا زندہ رہے کہ ان سے عبیداللہ بن ابی یزید نے سماع کیا جو صغار تابعین میں سے ہیں۔ ان سباع کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے اور سنن میں ام کرز کعبیہ صحابیہ سے ایک حدیث ہے جو بروایت عبیداللہ اسی طرح ان کے حوالہ سے مروی ہے۔ بقول بعض: بروایت عبیداللہ بحوالہ ان کے والد سباع سے ہے۔

۳۰۸۰ سباع بن زید [2]

یا ابن یزید۔ بن ثعلبہ بن قرعہ بن عبداللہ بن مخزوم بن مالک بن غلاب بن قطیعہ بن قیس العبسی۔ ابن شاہین بطریق ابن کلبی بحوالہ ابوشغب عبسی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عبس کے نو آدمی آئے ان میں سباع بن زید بن قرعہ اور ابوالحصین بن لقمان بھی تھے۔ یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے۔ آپ علیہ السلام نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں جھنڈا بنا کر دیا اور فرمایا: ''میرے پاس اپنا دسواں آدمی بھی تلاش کر کے لاؤ'' اور ان کا شعار (کوڈ نمبر) ''یا عشرۃ'' قرار دیا۔ اور بطریق حسین بن محمد بن علی ازدی بحوالہ سباع بن زید مروی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے ''خالد بن سنان'' کا واقعہ بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ ایک نبی تھے جنھیں ان کی قوم نے کھو دیا''۔ [3]

۳۰۸۱ سباع بن عُرفطه [4]

الغفاری۔ بقول بعض: الکنانی۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ ابن خزیمہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] تاریخ صغیر میں اور طحاوی [6] بطریق خثیم بن عراک وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ آپ نے مدینہ میں سباع بن عرفطہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ ہم نے ان کے ساتھ نمازِ فجر میں شرکت کی اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں پہنچ گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے وہیب نے اپنے والد کے واسطہ سے بحوالہ اپنی قوم کی ایک جماعت نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آئے... پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۲۸) [2] اسد الغابہ (۱۹۲۹) [3] اسد الغابہ (۲۷۴/۲)

[4] اسد الغابہ (۱۹۳۰) استیعاب (۱۱۳۴) تجرید (۲۸۰/۱) [5] التاریخ الصغیر (۴۳/۱) [6] شرح مشکل الآثار (۳٦۱٤)

میں کہتا ہوں: وہیب کا یہ طریق بیہقی نے دلائل [1] میں موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں: انہیں نبی ﷺ نے غزوۂ دُومۃ الجندل [2] میں مدینہ میں نائب مقرر کیا تھا۔

۳۰۸۲ سَبْرَہ بن ابی سَبْرہ وہی ابن یزید ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۰۸۳ (ز) سبرہ بن عمرو بن سابط انصاری۔ ابن حبان [3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۰۸۴ (ز) سبرہ بن عمرو تمیمی [4]

ابن اسحاق [5] نے بنی تمیم بن الاقرع اور قعقاع بن معبد کے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کا بیان ہے کہ خالد بن ولید جب عراق کے لیے روانہ ہوئے تو انہیں نائب مقرر کیا۔ عراقی جنگوں میں وہ مثنی بن حارثہ کے ساتھ ان کے تمام سپہ سالاروں میں شامل تھے۔

۳۰۸۵ (ز) سَبْرہ بن عَوْسَجه

ابن حبان [6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے۔ ان میں اور سبرہ بن معبد میں فرق کیا ہے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: دونوں ایک ہیں۔ سبرہ بن معبد بن عوسجہ اپنے دادا کی نسبت سے لکھے جاتے ہیں۔

۳۰۸۶ سَبُرہ [7]

پہلے نام کی طرح۔ بقول بعض: باء کی جگہ میم پیش والی۔ ابن فاتک بن الاخرم اسدی، یہی ازدی ہیں۔ اسی طرح بقول بعض: سین اور زاء سے لکھا جاتا ہے، جس کی صراحت ابوالقاسم نے ''طبقات اہل حمص'' میں کی ہے۔ البتہ ابن ابی عاصم لکھتے ہیں: سین کے زبر سے پھر انہیں بنی اسد بن خزیمہ سے شمار کیا ہے۔ یہ خریم [8] بن فاتک کے بھائی ہیں۔ طبرانی [9] کی بطریق شعبی بحوالہ ایمن بن خُریم روایت ہے کہ میرے والد اور چچا غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ امام واقدی نے یہی قول نقل کر کے اسے عجیب سمجھا ہے اور فرمایا: خریم اور ان کے بھائی تو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔

میں کہتا ہوں: اسی بنا پر انہیں بدری صحابہ میں نہیں ذکر کیا جاتا، مجھے ابن مندہ کی ''غرائب شعبہ'' میں بطریق جبیر بن نفیر بحوالہ سَبُرہ بن فاتک یہ روایت ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ترازو رحمٰن تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کچھ لوگوں کو بلند کرتا اور کچھ کو پست کرتا ہے'' ۔ [10] (حدیث) دوسرے طریق سے یہ روایت نقل کی تو اس میں سَبُرہ فرمایا۔ ابن مندہ ہی کی بطریق عبداللہ بن یوسف التنیسی روایت ہے کہ سبرہ بن فاتک نے ہی مسلمانوں میں دمشق کو تقسیم کیا تھا۔ یہی روایت محمد بن عائذ نے بواسطہ ابومسہر بحوالہ سعید بن

---

[1] دلائل النبوة (١٩٨/٤) [2] اسد الغابه (٢٧٥/٢) [3] الثقات (١٧٦/٣) [4] اسد الغابه (١٩٣٣) استیعاب (٩١٠)

[5] السیرة النبوية (٢٠٣/٤) [6] الثقات (١٧٦/٣) [7] اسد الغابه (١٩٣٤) استیعاب (٩١١) تجرید (٢٠٨/١)

[8] السنّة لابن ابی عاصم (٢٤٣/١، ٣٦١/٢) [9] المعجم الكبير (٨٥٢/١)

[10] المعجم الكبير (٦٥٥٧/٧) كتاب السنة لابن ابی عاصم (٢٢٠) مجمع الزوائد (٢١١/٧)

عبدالعزیز انہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ طبرانی مسند شامیین میں لکھتے ہیں: سبرہ بن فاتک کا گزر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: سبرہ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اور بطریق محفوظ بن علقمہ بحوالہ عبدالرحمٰن بن عائذ مروی ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے سبرہ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کا جواب دینے سے بچنے کے لیے غصہ پی لیا یہاں تک کہ وہ غصہ کی وجہ سے آبدیدہ ہوگئے۔

۳۰۸۷ سَبْرہ بن الفاکہ ❶

بقول بعض: ابن الفاکہ۔ ایک قول ہے: ابن ابی الفاکہ المخزومی۔ بقول بعض: اسدی۔ صحابی ہیں، کوفہ فروکش ہوئے۔ نسائی ❷ حسن سند سے ان کی ایک حدیث ہے۔ صرف اس کی اسناد میں اختلاف ہے اس کے یہ الفاظ ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: شیطان انسان کے مختلف راستوں میں اسے (ورغلانے کے لئے) بیٹھ جاتا ہے''۔ حدیث جو جہاد کے متعلق ہے ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے ان کے ہاں سبرہ بن ابی فاکہ لکھا ہے، ان سے عمارہ بن خزیمہ اور سالم بن ابی الجعد روایت کرتے ہیں۔

۳۰۸۸ سَبْرہ بن معبد ❸

بن عوسجہ بن حرملہ بن سبرہ الجہنی ابوثُرَیّہ۔ بقول بعض: تصغیر ہے۔ صحابی ہیں۔ مدینہ فروکش ہوئے اور ذوالمروۃ کے پاس رہائش رکھی۔ ان سے ان کا بیٹا ربیع روایت کرتا ہے۔ ابن سعد ❹ کا بیان ہے یہ خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے اور خلافت معاویہ میں وفات پائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً ان کی حدیث نقل کی ہے اور امام مسلم اور اصحاب سنن نے ان کی روایت کی ہے۔ مسلم وغیرہ میں ان کی حدیث ہے کہ وہ اور ان کا دوست فتح مکہ کے روز باہر نکلے تو انہیں بنی عامر کی ایک خوبصورت لڑکی مل گئی۔ انہوں نے اس سے متعہ کرنے کا کہا، وہ کہنے لگی: تم دونوں مجھے کیا دو گے؟ تو دونوں نے کہا: ہماری چادر۔ پھر وہ دیکھنے لگی تو مجھے اس نے میرے ساتھی سے زیادہ جوان اور خوبصورت پایا اور میرے ساتھی کی چادر کو میری چادر سے عمدہ پایا۔ اسی شش و پنج میں اس نے میرے ساتھی کے مقابلہ میں میرا انتخاب کرلیا۔ پھر تین راتیں میں اس کے ساتھ رہا۔ بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دے دیا کہ ''جس کے پاس متعہ کی کوئی عورت ہو اسے چھوڑ دے''۔ ❺ سیف نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے امیر معاویہ کی جانب قاصد بن کر گئے، جب آپ مدینہ کے والی بنے ان سے اہل شام کی بیعت کے مطالبہ کے لیے کہا۔

۳۰۸۹ (ز) سبرہ بن یزید

بن مالک بن عبداللہ بن ذؤیب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل الجعفی، یہی سَمُرہ بن ابی سَمُرہ ابواحمد الحاکم کی بطریق حجاج بن ارطاۃ بواسطہ عمیر بن سعد، بحوالہ سبرہ بن ابی سبرہ روایت ہے کہ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا: تمہارے

---

❶ اسد الغابہ (۱۹۳۵) استیعاب (۹۱۲) تجرید (۲٦۸/۱) ❷ نسائی کتاب الجهاد باب لمن اسلم وهاجر و جاهد (۳۱۳٤)

❸ اسد الغابہ (۱۹۳٦) استیعاب (۹۱۳) ❹ الطبقات (٦۸/٤)

❺ مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة (۳٤۰۵) ابوداؤد کتاب النکاح باب نکاح المتعة (۲۰۷۲)

نسائی کتاب النکاح باب تحریم المتعة (۳۳٦۸) ابن ماجه کتاب النکاح باب النهی عن نکاح المتعة (۱۹٦۲)

کون کون سے بیٹے ہیں۔ انہوں نے بتایا: عبدالعزی، حارث اور سبرہ تو آپ نے عبدالعزی کا نام تبدیل کر کے فرمایا: وہ عبداللہ ہے اور فرمایا: تمہارے بہترین ناموں میں سے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور حارث ہے۔ [1] ابن قانع کا گمان ہے کہ اس حدیث والے ابوسبرہ وہی معبد بن عوسجہ الجہنی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابونعیم کی بطریق زیاد بن عبدالعزیز بواسطہ ابوسبرہ روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا اس میں ہے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: "اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس مسجد سے یقیناً ایسے فتنے نکلیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوتے ہیں"۔ [1] عزیز کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ ہونا ہے۔

۳۰۹۰ سبیع بن حاطب [2]

بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو الانصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر اور شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن موسیٰ کے ہاں یہ نام عین کے بجائے قاف سے سبیق ہے۔ ابن ہشام نے سویبق تصغیر بھی نقل کی ہے۔

۳۰۹۱ سبیع بن قیس [2]

بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج انصاری۔ ابن شاہین [2] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن کلبی سے نقل کیا ہے کہ یہ بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۰۹۲ (ز) سُبَیْع بن نصر المُزَنیّ

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے عمر بن شبہ، موسیٰ، حماد سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ مدینہ آنے لگے اور بکثرت ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی قوم کی ہم سے کفایت کر دے"۔ تو سبیع بن نصر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے کہ یہاں مزینہ کا جو شخص بھی ہے وہ کھڑا ہو جائے تو اتنے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے کہ مجلس خالی لگنے لگی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: "اللہ تعالیٰ مزینہ پر رحم فرمائے"۔

۳۰۹۳ (ز) سبیق سبیع میں ذکر ہوا ہے۔

باب سین کے بعد جیم

۳۰۹۴ سجار شین میں ذکر ہوگا۔

---

[1] مسند احمد (۱۷٦۱۸) [1] کنز العمال (۳۱۰۲۵) [1] اسد الغابہ (۱۹۳۷) استیعاب (۹۱٤)

[2] اسد الغابہ (۱۹۳۸) استیعاب (۹۱۵) [2] ثقات ابن شاہین (۱۵۳)

۳۰۹۵ سجلّ (نبی ﷺ کے کاتب)

ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ کی بطریق ابوالجوزاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ السِّجِلّ نبی ﷺ کا کاتب تھا۔ [1] نسائی نے دوسری سند سے بواسطہ ابوالجوزاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جس دِن ہم آسمانوں کو ایسے لپیٹیں گے جیسے طومار میں اوراق''۔ [2] فرمایا: سجل سے مراد آدمی ہے۔ ابن مردویہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے حبشہ میں مرد کو سجل کہتے ہیں۔ ابن مردویہ اور ابن مندہ بطریق حمدان بن سعید بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی ﷺ کا سجل نامی ایک کاتب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''جس دِن ہم آسمان کو ایسے لپیٹیں گے جیسے طومار میں اوراق''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، سجل، مرد ہے۔ ابن مردویہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں سجل مرد کو کہتے ہیں۔ اسے ابونعیم نے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے کہا: حمدان بن علی، اور ابن مندہ کو انہیں ابن سعید کہنے میں وہم ہوا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: اس روایت میں حمدان متفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ واقعی ابن علی ہیں تو وہ ثقہ ہیں مشہور ہیں۔ ان کا نام محمد بن علی بن مہران ہے۔ امام احمد کے شاگردوں میں سے ہیں۔ لیکن خطیب نے یہی روایت اپنی تاریخ میں حمدان بن سعید بغدادی کے سوانح میں نقل کی ہے۔ اسی بنا پر ابن مندہ کی روایت راجح ہے۔ برقانی سے منقول ہے: ازدی کا قول ہے: ابن نمیر اس میں منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن نمیر اکابر ثقات میں سے ثقہ راوی ہے۔ یہ حدیث ان طرق سے صحیح ہے جس نے یہ کہا کہ یہ روایت موضوع ہے۔ اسے غفلت ہوگئی ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اس کے مخالف ایک روایت وارد ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم بطریق ابوجعفر الباقر روایت کرتے ہیں۔ سجل ایک فرشتہ ہے جس کے ام الکتاب میں ہر روز تین جج ہیں۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں فرشتوں کے اقوال ہیں: ''کیا آپ اس (زمین) میں ایسی مخلوق پیدا فرمائیں گے جو اس میں فساد کرے''۔ [3] نقاش نے اپنی تفسیر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ (فرشتہ) دوسرے آسمان میں ہے جس میں ہر سوموار اور جمعرات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں ثعلبی وغیرہ ابن عباس اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں: سجلّ صحیفہ (کتاب) ہے۔

باب سین کے بعد حاء

۳۰۹۶ سُحَیم [4] (تصغیر ہے)

ابن خفاف احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی مسند شامیین میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن عائذ نقل کرتے ہیں کہ سحیم بن خفاف نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہو کر وعظ فرمانے لگے پھر آپ نے قیامت اور دجّال کے قریب ہونے کا ذکر کیا یہاں تک کہ میں اپنی بکریوں کے لیے چل دیا جو پانچ سو تھیں ہر بکری سے اتنا دودھ ہو جاتا تھا جتنا اونٹنی کا، پھر میں نے قربِ قیامت کی وجہ سے ایک ایک کر کے انہیں بیچ دیا (یعنی مال کی ہوس وحفاظت کے لیے نہیں اٹھا تھا

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۴۰) [2] ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اتخاذ الکاتب (۲۹۳۵) البدایۃ والنہایۃ (۳۴۸/۵) ابن الاثیر اسد (۲۷۷/۲)

[2] سورۃ الانبیاء (۱۰۴) [3] سورۃ البقرہ (۳۰) [4] اسد الغابہ (۱۹۴۲)

بلکہ قیامت کے قرب کے خوف سے انہیں فروخت کرنے اور سبکدوش ہونے کے لیے اٹھا تھا)۔

۳۰۹۷ سحیم (دوسرے)✿ (بے نسبت)

احتمال ہے کہ خزاعی ہوں۔ امام احمد✿ بطریق ابوالزبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مقتول شخص کے بارے میں پوچھا تو سحیم نے اس کے بارے میں اعلان کیا، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سحیم کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور مجھے کسی مقتول کا علم نہیں۔ ابن شاہین کی بطریق محمد بن عبیداللہ العرزمی بواسطہ عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا اور سعید بن المسیب بحوالہ عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی، معاذ بن جبل، بدیل بن ورقاء اور سحیم سے فرمایا: ''جاؤ لوگوں میں اعلان کرو اور انہیں ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے منع کرو کیونکہ یہ (ایک دِن چھوٹی عید کا اور تین دِن بڑی عید کے) کھانے پینے کے ایام ہیں''۔✿

۳۰۹۸ (ز) سحیم سحمہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

باب سین کے بعد خاء

۳۰۹۹ سَخْبَرَة الازدی

عبداللہ بن سخبرہ کے والد۔ بقول بعض: اسدی۔ ترمذی✿ کی بطریق ابوداؤد داعمی جو ایک متروک راوی ہے۔ بواسطہ عبداللہ بن سخبرہ وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ''جس نے علم تلاش کیا تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہوں کے لیے کفارہ ہے''۔ ان کی ایک اور حدیث ہے جسے طبرانی✿ نے بطریق عبداللہ بن سخبرہ بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوا اور صبر سے کام لیا اسے کچھ عطا ہوا اس نے شکر کیا یا اس پر ظلم ہوا اس نے معاف کر دیا یا کسی سے زیادتی کی اور معافی مانگ لی انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ لیکن اس کی سند میں بھی ابوداؤد داعمی ہے۔

۳۱۰۰ سخبرہ بن عبیدہ الاسدی

از بنی اسد بن خزیمہ۔ ابن اسحاق✿ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بنی غنم بن دودان کے ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی تھی۔

۳۱۰۱ سُخْرُور

بروزن عُصفُور یہی ابن مالک الحضرمی ہیں۔ ابن یونس✿ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: انہیں

✿ اسد الغابہ (۱۹٤۱) ✿ مسند احمد (۳٤۹/۳) ✿ مجمع الزوائد (۵۲٤۲)

✿ ترمذی کتاب العلم باب فی طلب العلم (۲٦٤۸) ✿ المعجم الکبیر (٦٦۱۳/۷)

✿ السیرة النبویة (۸۸/۲) ✿ الاکمال (۲٦٦/٤)

شرف صحابیت حاصل ہے۔ مصر رہائش رکھتے تھے اور اس کی فتح میں شریک تھے ان کا ایک خطبہ بھی ہے جو انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر دیا تھا جس میں نبی ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ ابو عمر الکندی نے وہ خطبہ بطریق ولید بن سلیمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے عائذ بن جابر بن ربیعہ الحضرمی کو فرماتے سنا کہ جب مروان مصر کی طرف روانہ ہوا تو تمام اہل مصر اس کی ممانعت کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ صرف ان کے معزز لوگوں کی ایک جماعت اس سے باز رہی۔ ہر جماعت میں ان کا خطیب کھڑے ہو کر انہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیروی کی ترغیب دینے لگا۔ سحر ور بن مالک الحضرمی جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ سے بیعت کی تھی۔ حضر موت میں کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگے۔ فرمایا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ پھر اس خطبہ کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: جب اہل مصر نے مروان سے مصر میں داخل ہونے پر صلح کر لی اور وہ اس میں آ گیا تو سحر ور نے یہ دعا کی: ''اے اللہ! نہ میں اسے دیکھوں اور نہ وہ مجھے دیکھے، میری عمر کافی ہوگئی ہے مجھے اپنی طرف لے لے''۔ چنانچہ مروان کے مصر میں داخل ہونے کے بعد نو راتوں کے اندر اندر فوت ہو گئے۔

باب سین کے بعد راء

۳۱۰۲ (ز) سَرَاج بن قُرَّة

بن ربعی ابن زرعہ بن الکاہن بن عمرو بن عوف بن ابی ربیعہ بن الصَّمُوت بن عبداللہ بن کلاب مشہور جاہلی شاعر ہیں۔ ادھر ابوالحسین بن سراج اندلسی جو عیاض کے شیخ ہیں ان کا گمان ہے یہ ان کے دادا ہیں اور نبی ﷺ کے پاس آئے۔ وہ کہتے ہیں: یہ ابن قرہ ہیں جبکہ شاعر کے بارے میں مشہور ہے وہ ابن قُوہ ہے۔ عیاض لکھتے ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے شیخ کی متابعت کی ہو کہ سراج کو بارگاہِ نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ اندلس کے مؤرخ ابومروان بن جناح کا بیان ہے: عبدالملک بن مروان بن سراج، عبدالرحمٰن بن معاویہ الداخل کے مولا ہیں۔ قاضی سراج بن عبدالملک ان کی ولایت کی صراحت کرتے اور اپنے جد اکبر سراج کی آزادی کے تحریر نامہ پر فخر کرتے تھے۔ ابوالولید ابن طریف الکاتب نے ''اخبار عبدالملک بن سراج'' میں لکھا ہے کہ ان کے آباء واجداد قید ہو گئے۔ اس لئے انہیں موالی بنی امیہ میں شامل کر دیا۔ عیاض فرماتے ہیں: ہمارے شیخ کا دعویٰ تسلیم شدہ ہے کیونکہ انہیں علم حدیث، امامت اور معتبر ہونے میں سبقت وپیش قدمی حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: معجم الشعراء میں مرزبانی کا بیان ہے، سراج بن قوۃ العامری جو بنی الصموت بن عبداللہ بن کلاب کے ایک فرد ہیں۔ جاہلی دور کے ہیں اور ایام جاہلیت کے کسی دِن کا ان کا ایک شعر نقل کیا۔

۳۱۰۳ سَرَاج بن مُجَّاعة[1]

بن مرارہ بن سُلمیٰ الیمامی الحنفی ان کے والد صحابی ہیں۔ رہے یہ تو ان کے متعلق ابن حبان[2] پہلے لکھتے ہیں کہ صحابی ہیں پھر

[1] اسد الغابہ (۱۹٤٦) تجرید (۲۰۹/۱) [2] الثقات (۳٤٦/٤)

انہیں تابعین میں ذکر کر دیا۔ اسی طرح امام بخاری [1] اور ابوحاتم [2] نے بھی تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ باوردی ابن السکن ابن قانع اور باقی سب نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور سبھی نے بطریق عنبسہ بن عبدالواحد قرشی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے مجاعہ کو یمامہ میں زمین عطا کی۔ [3] (حدیث) ابوداؤد بطریق ہلال بن سراج وہ اپنے والد سراج سے وہ بحوالہ اپنے والد مجاعہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

۳۱۰۴ سَراج التمیمی [4]

تمیم الداری کے غلام۔ کنیت ابومجاہد تھی۔ ابن مندہ اور خطیب نے ''المؤتلف'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ علی بن مجاہد، سراج سے نقل کرتے ہیں: ان کا نام فتح تھا۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم پانچ افراد تمیم کے غلام تھے، ہماری تجارت شراب تھی۔ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے توڑ دیا (شراب کا مٹکا)۔ خطیب لکھتے ہیں: میں نے انہی کے قلم سے نقل کیا ہے جس میں دو مرتبہ ''عن ابیہ عن جدہ عن ابیہ عن جدہ'' ہے۔ علی بن مجاہد اپنے دادا مجاہد سے وہ اپنے والد سراج خادم بیت المقدس روایت کرتے ہیں جن کا نام فتح تھا۔ ان کے قلم سے ایسا ہی تا سے فتح لکھا ہے، فرمایا: ہم لوگ تمیم الداری کے ساتھ ان کے پانچ غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہماری تجارت شراب پر مبنی تھی جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، آپ نے مجھے اس کا مٹکا توڑنے کا حکم دیا تو میں نے اسے توڑ دیا تو نبی ﷺ نے تمیم سے فرمایا: ''اپنے غلام میرے ہاتھ بیچ دو تاکہ میں انہیں آزاد کر دوں''۔ تو تمیم نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے انہیں آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کھجور کی شاخ جلا کر روشنی کی جاتی تھی تو ہم لوگ فانوس، تیل اور رسیاں لے کر آئے۔ میں نے مسجد میں چراغ جلائے، نبی ﷺ نے روشنی دیکھ کر فرمایا: مسجد میں کس نے چراغ جلایا ہے تو تمیم الداری نے فرمایا: میرے اس غلام نے، آپ نے فرمایا: اس کا کیا نام ہے؟ انہوں نے فرمایا: فتح آپ نے فرمایا: نہیں اس کا نام سراج (چراغ) ہے۔ [5] تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سراج رکھا، پھر ان کے آنے اور مٹکا توڑنے کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ وغیرہ فتح حرف فاء میں ان کا ذکر کرنا بھول گئے۔ اور نہ ابوموسیٰ نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے بلکہ وہاں ایک یمنی تابعی کا ذکر کیا ہے جو ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں لیا ان کی حدیث مسند احمد میں ہے اور ابوبکر بن ابی علی وغیرہ کی تخریج کی طرف اس کی نسبت کی ہے جعفر مستغفری نے یہ نام فتاج لکھا ہے۔ یہ فارسی نام ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمیم کے غلام کا یہ نام ہو، لیکن جیسے پہلے گزر چکا ہے کہ خطیب کے قلم سے یہ نام فتح ہی لکھا دیکھا ہے ایسا ہی استیعاب کے ایک نسخہ میں ہے۔

۳۱۰۵ (ز) سرّار بن ربیع

ابن اسحاق نے اور ابن الامین نے ''ذیل علی الاستیعاب'' میں محمد بن اسمٰعیل الصائغ کی حدیث سے ان کا ذکر کیا ہے، لہٰذا اسے لکھ لیا جائے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۰۵/۲) [2] الجرح والتعدیل (۳۱۶/۴) [3] جامع المسانید (۶۷/۴)

[4] اسد الغابہ (۱۹۴۷) استیعاب (۱۱۳۶) تجرید (۲۰۹/۱) [5] الدرالمنثور (۲۱۷/۳) تفسیر القرطبی (۲۵۷/۱۲)

سراقہ نامی حضرات کا تذکرہ

۳۱۰۶ سراقہ بن جعشم وہی ابن مالک ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۰۷ (ز) سراقہ بن حارث❶ صحابی ہیں۔ بقول طبری ان کی ایک روایت ہے ان کا نسب معلوم نہیں۔

۳۱۰۸ سراقہ بن الحارث بعد والے میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۱۰۹ سراقہ بن الحباب❷

بن عدی الانصاری ثم العجلانی موسیٰ بن عقبہ نے شہداء حنین میں ایسا ہی ابن اسحاق❸ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام حارث بتایا ہے۔ اسی طرح ابن ہشام کی "تھذیب السیرۃ" میں ہے۔ لیکن یونس بن بکیر نے بحوالہ ابن اسحاق مغازی میں ان کے والد کا نام حباب درست نقل کیا ہے۔ ادھر ابن عبدالبر❹ کو وہم ہو گیا انہوں نے سراقہ بن حارث اور سراقہ بن حباب میں فرق کیا ہے۔ یہ بات ابن الاثیر نے نقل کی ہے۔❺ فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں اسی طرح ابن فتحون نے اس سے آگاہ کیا ہے۔

۳۱۱۰ سراقہ بن سراقہ❻

ابن مندہ کی بطریق یعقوب بن عتبہ عبدالواحد بن عوف سے بحوالہ سراقہ بن سراقہ روایت ہے کہ سنان بن سلمہ نے خیبر کے روز تلوار سے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے کوئی دیت مقرر نہیں فرمائی۔❼

۳۱۱۱ سراقہ بن عمرو بن زید

بن عبد مناۃ بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج انصاری۔ عدوی کا بیان ہے غزوۂ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے اور جنگِ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۳۱۱۲ سراقہ بن عمرو بن عَطیّہ❽

بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غَنْم بن مالک بن النجار انصاری خزرجی۔ ابو حاتم❾ کا قول ہے: بدری صحابی ہیں لیکن ان کی کوئی روایت نہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ان کی والدہ عتیلہ بنت قیس بن زعوراء بن حرام نجاری ہیں۔ بدر، اُحد اور خندق وغیرہ جنگوں میں شریک ہوئے اور غزوۂ مؤتہ میں شہادت پائی۔ ابن اسحاق❿ اور واقدی کا قول ہے: بدر میں شرکت کی اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

---

❶ اسد الغابہ (۱۹۴۸) استیعاب (۹۱۶) ❷ اسد الغابہ (۱۹۴۹) استیعاب (۹۱۷) ❸ السیرۃ النبویہ (۷۹/٤)
❹ استیعاب (۱٤۷/۲) ❺ اسد الغابہ (۲۷۹/۲) ❻ اسد الغابہ (۱۹۵۰) ❼ جامع المسانید (٦۹/٤) اسد الغابہ (۲۷۹/۲)
❽ اسد الغابہ (۱۹۵۱) استیعاب (۹۱۸) ❾ السیرۃ النبویہ (۲۵/٤) ❿ اسد الغابہ (۱۹۵۲) استیعاب (۹۱۹)

ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے۔

۳۱۱۳ سراقہ بن عمرو ❶

ان کا لقب ذوالنور تھا۔ بقول ابوعمر: ❷ مؤرخین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، نسب کسی نے نہیں بیان کیا۔ فتوحات میں امیر مقرر تھے اور پہلے بارہا بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ سیف نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن عمرو کو دروازے کی طرف واپس کر دیا اور سر خیل لشکر پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی کو مقرر کر دیا۔ سراقہ ہی نے ارمینیا کے باشندوں سے صلح کی تھی اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰن کو اپنا نائب بنایا تھا بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر برقرار رکھا سراقہ عبدالرحمٰن ذوالنور بھی کہلاتے تھے۔

۳۱۱۴ سُراقہ بن عُمَیر ❸

رونے والوں میں سے ایک۔ طبرانی نے بطریق عبدالغنی بن سعید جو ایک ضعیف راوی ہے۔ اپنی تفسیر میں بطریق عطاء اور ضحاک بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آتے ہیں تا کہ آپ انہیں سواری عطاء کریں''۔ ❹ ان میں سے سراقہ بن عمیر ❺ بھی تھے۔ یہی قصہ سالم بن عمیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے لہٰذا احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہیں۔

۳۱۱۵ سراقہ بن کعب ❻

بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ۔ بقول بعض: عروہ بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابن اسحاق اور ابومعشر وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ البتہ ابوعمر لکھتے ہیں: ❼ خلافت معاویہ تک حیات رہے۔

۳۱۱۶ سراقہ بن مالک ❽

بن جُعشُم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مُدلج بن مرہ بن عبدمناۃ ابن کنانہ الکنانی المدلجی۔ اپنے دادا کی نسبت سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ ابوسفیان کنیت تھی۔ قُدَید فروکش ہوئے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❾ نے ان کا وہ واقعہ نقل کیا ہے جس میں انہیں نے ہجرتِ مدینہ کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بددعا دی تھی تو ان کے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس گئے۔ تو انہوں نے خلاصی کی درخواست کی اور یہ وعدہ کیا کہ کسی کو نہیں بتائیں گے۔ چنانچہ آپ نے معاف کر دیا اور انہیں امان لکھ دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے۔ اسی قصہ کو بطریق

---

❶ اسد الغابہ (۱۹۵۲) استیعاب (۹۱۹) ❷ استیعاب (۱۴۷/۲) ❸ اسد الغابہ (۱۹۵۳) ❹ سورة التوبة (۹۲)
❺ اسد الغابہ (۲۸۰/۲) ❻ اسد الغابہ (۱۹۵٤) استیعاب (۹۲۰) ❼ اسد الغابہ (۱٤۸/۲)
❽ اسد الغابہ (۱۹۵۵) استیعاب (۹۲۱) تجرید (۲۱۰/۱)
❾ بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام (۳٦۱۵، ۳٦۵۲)

براء بن عازب بحوالہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ اپنے اس واقعہ میں سراقہ ابوجہل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ابوحکم کاش! تم وہ منظر دیکھتے جب میرے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ محمد واضح دلیل کے ساتھ بھیجے رسول ہیں، تو کون ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ابن عیینہ بواسطہ اسرائیل ابی موسیٰ بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا: ''اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے''۔ ❶ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن اور ازار بند لائے گئے ❷ جن میں تاج بھی تھا تو آپ نے سراقہ کو بلا بھیجا اور کنگن انہیں پہنائے۔ وہ چہرے اور کانوں پر زیادہ بالوں والے تھے اسی طرح ان کے دونوں بازوؤں پر بھی بہت بال تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے چھین کر سراقہ اعرابی کو پہنائے''۔ یہی روایت ان سے ان کا بھتیجا عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم کا بیٹا روایت کرتا ہے ان سے ابن عباس، جابر، سعید بن المسیب اور طاؤس نے روایت لی ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: ❸ چوبیس (۲۴ھ) میں خلافتِ عثمانی میں بقول بعض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔

۳۱۱۷ (ز) سراقه بن مالك انصاری

کعب بن مالک کے بھائی۔ حاکم ❹ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حوض پر آنے والے گمشدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا کیا (اسے پانی پلانے میں) ان کے لیے اجر ہے؟ (حدیث) اس کی سند میں ضعف ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ ان سراقہ کا کسی نے صحابہ میں ذکر کیا ہو البتہ سہل بن مالک کے حالات میں طحاوی کی روایت آتی ہے جو بطریق عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک بحوالہ ان کے چچا منقول ہے۔ جس میں ان کا نام نہیں لیا ہے لہٰذا احتمال ہے کہ وہ یہ ہوں۔

۳۱۱۸ (ز) سراقه بن مرداس السلمی

عباس کے بھائی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو، البتہ مجھے ابوالفرج اصبہانی کی نقل کردہ ایک روایت ملی ہے جس سے ان کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے کہ عباس بن مرداس کی کنیت ابوالہیثم تھی جس کے متعلق ان کے بھائی سراقہ ان کا مرثیہ کہتے ہیں:

''اے آنکھ! کیا میں ابوالہیثم پر آنسو نہ بہاؤں۔ دیکھ! تھکنا نہیں بلکہ لگاتار آنسو بہا!
دلیل یہ ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کا بھائی عباس فوت ہوا، باوجودیکہ ان کے والد کا انتقال اسلام سے پہلے ہوا''۔
جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے۔ فتح مکہ کے روز عباس بنی سلیم کی ہزاروں کی نفری میں تھے تو ان کے بھائی یقیناً انہی میں ہوں گے۔ عباس کا انتقال خلافتِ فاروقی یا عثمانی میں ہوا، ان کے حالات میں آتا ہے کہ وہ بصرہ فروکش ہوئے اور جنگل میں مقیم رہے، ایک قول ہے کہ دمشق آئے اور وہاں اپنی حویلی بنائی۔

---

❶ اتحاف السادۃ المتقین (۱۸/۷) ❷ منطقہ سے مراد ہر وہ پٹی ہے جس سے کمر کسی جائے۔
❸ استیعاب (۱۴۸/۲) ❹ المستدرک (۶۱۹/۳)

۳۱۱۹ سراقہ بن المعتمر ✿

بن انس ابن اذاۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قُرط بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ ابن کلبی کا گمان ہے: بدر میں شریک ہوئے جس میں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، البتہ اگر شرکت سے ان کی مراد کفر کی حالت میں شرکت تھی تو بجا ہے، بعد میں اسلام لے آئے۔ یہی عمرو بن سراقہ کے والد ہیں۔ پھر مجھے بحوالہ ابوعبید ابن کلبی جیسی روایت مل گئی جبکہ وہ بھی انہی کا پیرو (پیچھے چلنے والا) ہے۔ ابتداء میں سراقہ مسلمانوں کے بڑے مخالف تھے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے سخت عذاب ہر ظالم، ڈینگ مارنے والے، بک بک کرنے والے اور بازاروں میں سراقہ بن معتمر کی طرح شور مچانے والے کو ہوگا"۔ اسے بلاذری نے نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر کی کتاب میں ان کے نسب سے انس نام رہ گیا ہے، جبکہ "ابن الامین" نے انس تک پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ جس کی وضاحت ان کے والد عمرو بن سراقہ کے حالات میں ہوگی۔

۳۱۲۰ سرحان

مولا ابوراشد، عبدالرحمٰن بن عبید الازدی۔ ان کا ذکر ان کے مولا عبدالرحمٰن کے سوانح میں ایک حدیث میں ہوگا جسے الدولابی نے الکنیٰ میں نقل کیا ہے۔

۳۱۲۱ سَرْع

یحییٰ بن مندہ نے ان کا ذکر بحوالہ عبداللہ بن اشکاب کیا ہے کہ انہوں نے "الافراد" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۲۲ (ز) سُرقوحہ (بے نسبت)

ان کے نام کو قلمبند کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا۔ ان کی حدیث جامع ابن عیینہ میں ان کی روایت سے بواسطہ عبیداللہ بن ابی یزید بحوالہ عبید بن عمیر مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرقُوحہ نامی شخص قتل کیے جانے کے لیے لایا گیا، آپ نے پوچھا: "کیا یہ نماز پڑھتا ہے؟" لوگوں نے بتایا: جب لوگ اسے دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

۳۱۲۳ سُرّق ✿

عسکری نے یہ نام بغیر تشدید کے قلمبند کیا ہے جو غُدر اور عُمر کے وزن پر ہے۔ اور محدثین پر را کو مشدد لکھنے پر نکیر کی ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام اسد ہے۔ صحابی ہیں، مصر فروکش ہوئے۔ بقول بعض: ان کا نام حباب تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا تھا۔ نسباً جہنی بقول بعض دُیلی ایک قول کے مطابق انصاری ہیں۔

ابن یونس اور ازدی لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فتح مصر میں شریک تھے اور انہیں وہاں خطۂ ارضی بھی ملا۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ زید بن اسلم نے فرمایا: میں نے اسکندریہ میں ایک بزرگ شخص دیکھا جسے "سرق" کہا جاتا تھا، میں نے کہا: یہ بھی کوئی نام ہے؟ انہوں نے بتایا: میرا یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ اسی طرح ابوموسیٰ اور حسن بن سفیان بطریق مسلم بن خالد

✿ اسد الغابہ (۱۹۵۶) ✿ اسد الغابہ (۱۹۵۹) استیعاب (۱۱۳۷) تجرید (۱/۲۱۰)

بحوالہ عبدالرحمٰن بن بیلمانی (سلیمانی) روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں مصر میں تھا مجھ سے ایک شخص کہنے لگا: کیا میں تمہیں ایک صحابی کا پتہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! پھر لمبی حدیث ذکر کی، جس میں ان کے اس نام کی وجہ بیان ہوئی ہے۔ کنیتوں میں عبادلہ کے ذیل میں بیان ہوگا کہ عبدالرحمٰن القینی نے مذکورہ سرّق کا واقعہ بیان کیا ہے، ان کا انتقال خلافتِ عثمانی میں ہوا۔ ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث لی ہے جو ایک مصری کے طریق سے بحوالہ ان کے قسم اور گواہ کے بارے میں ہے۔

۳۱۲۴ سرّق (دوسرے)

ایمان لانے والے جنوں میں سے ہیں۔ "دلائل" [۱] میں بیہقی کی روایت ہے کہ ابو معمر انصاری کا قول ہے: ایک دفعہ عمر بن عبدالعزیز ایک بیابان میں جا رہے تھے، آپ کا مکہ کا ارادہ تھا۔ اچانک انہیں ایک مردہ سانپ نظر آیا، آپ نے فرمایا: کدال لاؤ۔ چنانچہ آپ نے گڑھا کھود کر اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ ایک غیبی آواز آئی: سرّق تم پر اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "سرق! تم ایک بیابان میں موت سے دوچار ہو گے اور تمہیں میری اُمت کا بہترین شخص دفن کرے گا"۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: "تم کون ہو؟" اس نے کہا: میں جن ہوں اور یہ سرّق ہے۔ نبی ﷺ سے بیعت کرنے والوں میں سے میرے اور اس کے علاوہ کوئی نہ بچا تھا۔ ہم نے عباس تُرْقُفِي (برقعی) کی حدیث میں اسی سے ملتا جلتا واقعہ نقل کیا ہے۔ خواتین کے حصہ میں حرفِ خاء میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۲۵ سريع بن الحكم السعدی [۲]

از بنی تمیم۔ بقول ابن السکن: بصریین میں شمار ہوتے ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں سہل بن وقاص بن سریع سے بحوالہ سریع بن حکم روایت کی ہے کہ میں بنی تمیم کے وفد میں روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں اپنے اموال کی زکواتیں پیش کیں۔ [۳] پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، جس میں سہل متفرد ہے۔ اسی کو باوردی اور ابن السکن نے بطریق سہل بن وقاص روایت کیا ہے۔ باوردی کا بیان ہے کہ خالد بن ولید جب یمامہ مسیلمہ کو قتل کرنے جانے لگے تو انہوں نے رہنمائی کی اس بارے میں ان کی اچھی خدمات ہیں۔

باب سین کے بعد عین - سعد نامی حضرات

۳۱۲۶ سعد بن الاخرم الطائی [۱]

عبداللہ بن احمد "زیادات مسند" میں ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ بطریق اعمش بواسطہ عمرو بن مرّہ، مغیرہ بن سعد الاخرم وہ اپنے والد یا چچا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس عرفہ میں آیا، آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی، لوگوں نے

---

[۱] دلائل النبوة (٤٩٤/٦) [۲] اسد الغابہ (١٩٦١) تجريد (٢١١/١) [۳] جامع المسانيد (٨٢/٥)

[۱] اسد الغابہ (١٩٦٢) استيعاب (٩٢٢) تجريد (٢١١/١)

مجھے ہٹانا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو''۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں انہوں نے آپ علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ جہنم سے دور کرنے والے کیا امور ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو''۔[1] (حدیث) حسن بن سفیان نے یہ حدیث اسی سند سے نقل کی اور اس میں والد یا چچا کے بارے میں اعمش کے شک کا اضافہ نقل کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: اس کو اعمش سے نقل کرنے میں یحییٰ بن عیسیٰ متفرد ہے۔ عبداللہ بن احمد کی روایت میں عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ اعمش ان کی متابعت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: سعد کی ابن مسعود سے ترمذی وغیرہ میں ایک روایت ہے۔ امام بخاری[2] اور ابوحاتم[2] نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ان کے چچا کا نام ''عبداللہ'' ہے۔ ابواحمد العسکری کا قول ہے: امام بخاری فرماتے ہیں: یہ حدیث تو مغیرہ بن عبداللہ یشکری سے منقول ہے اور عثمان بن ابی شیبہ سے بواسطہ جریر بحوالہ اعمش نقل کیا ہے جس میں ہے: مغیرہ بن عبداللہ یشکری بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۱۲۷ سعد بن اسحاق

مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں؟ صرف ابن حزم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مسند بقی بن مخلد میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ''سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ'' ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں تو پھر نبی ﷺ کے حوالہ سے ان کی حدیث مرسل ہے یا معضل۔ واللہ اعلم۔

۳۱۲۸ سعد بن اسعد[3]

بن خالد انصاری۔ سہل بن سعد کے والد۔ یہی سعد بن مالک ہیں، تذکرہ ہوتا ہے۔

۳۱۲۹ سعد بن الاطول[4] (دراز قد)

بن عبداللہ بن خالد بن واہب بن غیاث بن عبداللہ بن سعید بن عدی بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینہ الجہنی۔ خلیفہ بن خیاط نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ان کی کنیت ابومطرف ہے، ابن ماجہ میں ان کی ایک حدیث ہے ان کے بھائی یسار بن الاطول کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تاریخ البخاری اور معجم بغوی میں نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت موجود ہے۔

۳۱۳۰ سعد بن ایاس[5]

البدری الانصاری۔ ابوموسیٰ کی بطریق الاحوص بن یوسف بحوالہ سعد بن ایاس انصاری بدری روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا: ''چچا جان! کل جب ہو تو آپ اور آپ کے بیٹے اپنے گھر میں نہ ٹھہریں''۔ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن ماجہ[6] میں اس کا دوسرا طریق بھی ہے۔

---

[1] مسند احمد (۴۷۲/۳) جامع المسانید (۸۴/۵) اسد الغابہ (۲۸۳/۲) [2] التاریخ الکبیر (۵۴/۲)
[2] الجرح والتعدیل (۸۰/۴) [3] اسد الغابہ (۱۹۶۳) [4] اسد الغابہ (۱۹۶۶) استیعاب (۹۲۳)
[5] اسد الغابہ (۱۹۶۸) تجرید (۲۱۱/۱) [6] ابن ماجہ کتاب الادب باب الرجل یقال لہ کیف اصبحت (۳۷۱۱)

۳۱۳۱ سعد بن بجیر [1]

بن معاویہ بن قحافہ بن نفیل بن سدوس البجلی۔ انصار کے حلیف۔ یہی سعد بن حبتہ ہیں جو ان کی والدہ کا نام ہے۔ اسی سے ان کی شہرت ہوئی۔ ابن سعد [2] لکھتے ہیں: یہ قاضی ابو یوسف کے دادا ہیں۔ بغوی کا قول ہے۔ ابو یوسف بحوالہ ایوب بن نعمان روایت کرتے ہیں کہ میں سعد بن حبہ کے جنازہ میں شریک تھا زید بن ارقم نے ان کے جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔ ابن کلبی حدیث ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اُحد کے روز میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو مجھے مسعدہ مل گیا میں نے اسے ایک ضرب لگائی اتنے میں سعد ابن حبہ آ گئے، انہوں نے بھی اسے ضرب لگائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔

۳۱۳۲ سعد بن تمیم السکونی [3]

یحییٰ بن معین، امام بخاری اور ابو حاتم [4] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: دمشق رہائش پذیر تھے۔ ابوزرعہ دمشقی بطریق عثمان بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بلال بن سعد سے سماع کیا ہے اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ بقول بعض: آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی تھی۔ ابوزرعہ لکھتے ہیں: وہ سعد بن تمیم ہیں۔ انہیں القاری بھی کہا جاتا ہے۔ السکون کے رہنے والے تھے۔ ''جماعت کے روز'' دمشق میں تھے۔ شام میں ان سے مروی دو حدیثیں ہیں جن کی سند حسن ہے۔ ابراہیم بن جنید کا قول ہے: کسی نے ابن معین سے پوچھا: کیا بلال بن سعد کے والد صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ ابن عمار فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور حاکم کا قول ہے: ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ابن ابی خیثمہ بطریق ابن ابی جمیلہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بلال کے والد رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے، جب رات کی آخری گھڑی ہوتی تو نہ آتے بلکہ اپنے گھر میں قیام فرماتے۔ بلال بن سعد کی بحوالہ اپنے والد ایک حدیث ہے جسے ابن جوصا نے بطریق عبداللہ بن العلاء بن زید نقل کیا ہے کہ میں نے بلال بن سعد کو بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ کے بعد خلیفہ کے لیے کتنی فرمانبرداری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک وہ فیصلہ میں انصاف کرتا رہے اس کی اتنی ہی فرمانبرداری ہے جتنی میری ہے''۔ [5] (حدیث)

ابن ابی داؤد بطریق ابن جابر بحوالہ بلال بن سعد روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد کی وفات کا وقت ہوا تو فرمانے لگے: بیٹا! تمہارے بیٹے کہاں ہیں؟ تو میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ انہیں سفید قمیصیں پہناؤ پھر انہیں ان کے پاس لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ! میں انہیں کفر عمل کی گمراہی، غلامی اور لوگوں کی محتاجی سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں''۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں اسی طرح روایت کی ہے۔ طبرانی [6] نے دوسری سند سے جو ابن جابر تک ہے جسے انہوں نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ بلال بن سعد سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے بیٹے کہاں ہیں؟ عرض کی: یہیں ہیں۔ فرمایا: ''انہیں میرے پاس لے آؤ!'' پھر اس کا ذکر کیا، لگتا ہے اس کا مرفوع ہونا وہم پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۷۰) [2] الطبقات (۳٤/٦) [3] اسد الغابہ (۱۹۷۲) استیعاب (۹۲۵) تجرید (۲۱۲/۱)

[4] الجرح والتعدیل (۸۱/٤) [5] جامع المسانید (۸۹/۵) [6] المعجم الکبیر (۳٤٦۱)

۳۱۳۳ سعد بن جنادہ العوفیؓ [1]

عطیہ عوفی کے والد۔ ابن السکن اور باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کی بطریق یونس بن نفیع الحولی بحوالہ سعد بن جنادہ روایت ہے کہ اہل طائف میں سے سب سے پہلے میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام قبول کیا۔ [2] (حدیث) ابونعیم کی روایت ہے کہ یونس بحوالہ سعد بن جنادہ دس احادیث نقل کرتے ہیں۔

۳۱۳۴ سعد بن جاریہ

بقول بعض: حارثہ بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج انصاری ساعدی بقول ابن اسحاق: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، انہوں نے بنی سالم بن عوف سے شمار کیا ہے۔

۳۱۳۵ سعد بن حبتہ

وہی ابن بجیر، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۱۳۶ سَعْد بن ابی جُنْدب

بن زید بن ابی سُمَیْر، حکم بن عمرو کے مولا۔ بقول طبری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۳۱۳۷ سعد بن حارثؓ [3]

بن الصمہ انصاری، جہیم کے بھائی۔ بقول ابن شاہین: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ طبری لکھتے ہیں: صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

۳۱۳۸ سعد بن حبّانؓ [4]

بن منقذ بن عمرو المازنی، ان کی والدہ ہند بنت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ بقول عدوی: بیعت رضوان میں شریک تھے اور واقعۂ حرہ میں شہادت پائی۔

۳۱۳۹ سعد بن حبتہ

طبرانی [5] نے بطریق واحدی، ایوب بن نعمان کی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت نقل کی ہے کہ میں نے احد میں نبی ﷺ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں (جو بھرپور جنگی تیاری اور بہادری کی علامت ہے)۔ ابن حبان [6] نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نعمان کے والد کا نام سعد بن حبتہ ہے۔ چنانچہ وہ ثقات التابعین میں رقمطراز ہیں: نعمان بن سعد ابن حبتہ۔ حضرت علی، زید بن ارقم سے روایت کرتے اور ان سے ان کا بیٹا نعمان بن سعد ان سے ان کا بیٹا۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے لکھا ہے۔ [7]

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۷٤) تجرید (۲۱۲/۱) [2] المعجم الکبیر (٥٤٨٣/٦) اسد الغابہ (۲۸۸/۲)
[3] اسد الغابہ (۱۹۷٦) استیعاب (۹۲٦) [4] اسد الغابہ (۱۹۷۹) [5] المعجم الکبیر (۹۳۸)
[6] الثقات (٤٧٢/٥) [7] الجرح والتعدیل (٤٤٦/٨)

اسی طرح نعمان کو عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے بھی روایت حاصل ہے۔

۳۱۴۰ سعد بن جمّاز [1]

بن مالک انصاری، ثم البلوی۔ حلیف بنی ساعدہ۔ والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: حمار جو ایک جانور کا نام ہے ایک قول ہے: حمان۔ یہ الامیر کا قول ہے، پہلے قول پر طبری نے اعتماد کیا ہے ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود عروہ سے روایت کرتے ہیں، یہ سعد بن حبان ہیں یعنی میم کے بجائے باء ہے۔ واللہ اعلم۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: احد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

۳۱۴۱ سعد بن حرّہ [2]

عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابوموسیٰ نے بطریق علی بن سعید العسکری پھر بطریق سعید بن ابی ایوب، ابن عجلان سے، سعید المقبری سے بحوالہ سعد بن حرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کر کے مسجد کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ ہرگز دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں نہ ملائے کیونکہ وہ نماز میں ہے''۔ [3]

میں کہتا ہوں: اس اسناد کے راوی ثقات ہیں۔ لیکن مجھے اس میں لفظی غلطی معلوم ہوتی ہے اور کچھ چھوٹ گیا ہے۔ یہ متن ابن ماجہ اور دارمی نے دو طریقوں سے بواسطہ مقبری بحوالہ سعد بن حرہ نقل کیا ہے، ایسا ہی ایک جماعت نے ابن عجلان سے نقل کیا ہے۔ لیکن ابن جریج فرماتے ہیں: ان سے بواسطہ مقبری، کعب کے کسی بیٹے سے بحوالہ کعب مروی ہے۔ یہی حدیث قطان نے ابن عجلان سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ ابن خزیمہ اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس میں ابن عجلان سے خلط ہو گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''ان سے خالد بن حیان نے روایت کی اور مصیبت لا کھڑی کی کہ ابن عجلان سے بواسطہ سعید بن المسیب بحوالہ ابوسعید مروی ہے''۔ البتہ ابن ابی ذئب کی اسناد عمدہ ہے۔ میرے نزدیک جو شخص بنی سالم سے ہے وہ سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: میرا غالب گمان یہ ہے کہ عسکری کی روایت میں جو سعد بن عجرہ ہے وہی سعد بن اسحاق ہیں جن کا نسب بعض دفعہ ان کے والد کے دادا کی طرف بیان کر دیا جاتا ہے، پھر اس میں لفظی غلطی ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

۳۱۴۲ سعد بن حنظلہ بن یسار

حنظلہ کے سوانح میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۴۳ سعد بن الحنظلیّہ

وہی ابن الربیع ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۴۴ سعد بن خارجہ [4]

بن ابی زہیر، زید کے بھائی۔ یہ اور ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن مندہ کی بطریق داؤد بن ابی ہند بحوالہ نعمان بن

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۷۳) استیعاب (۹۲۹) [2] اسد الغابہ (۱۹۸۰)

[3] مسند احمد حدیث (۲۴۱/۴) السنن الکبری (۲۳۰/۳) المعجم الکبیر (۳۳۲/۱۹) [4] اسد الغابہ (۱۹۸۱)

بشیر روایت ہے کہ انصار کے سرداروں اور اچھے جوانوں میں سے ایک جوان زید بن خارجہ تھا۔ اس کے والد اور بھائی سعد بن خارجہ احد میں شہید ہوئے تھے، انہوں نے ہی موت کے بعد گفتگو کی تھی۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابونعیم نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ اسی میں ہے، انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن خَوْلہ! کیا تم نے خارجہ اور سعد سے اچھا برتاؤ کیا؟ ایسا ہی ہم نے جزء ثانی میں محمد بن نصر بن احمد بن محمد بن مکرم کی حدیث سے نقل کیا ہے اور امالی المحاملی اصبہانیہ کے گیارھویں حصہ میں۔

۳۱۴۵ سعد بن خلیفہ [1]

بن اشرف بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن ظریف بن خزرج بن ساعدہ ساعدی انصاری۔ ابن شاہین، طبری اور عدوی کا بیان ہے: اُحد میں شریک ہوئے اور عدوی نے مزید لکھا ہے کہ قادسیہ میں شہادت پائی۔

۳۱۴۶ سعد بن خِوله [2]

قرشی عامری از بنی مالک بن حسل بن عامر بن لؤی۔ بقول بعض: ان کے حلیف ہیں ایک قول ہے: ان کے مولا ہیں۔ ابن ہشام [3] کا قول ہے: یمن کے فارسی ہیں، جنہوں نے بنی عامر سے حلف کا عہد کیا۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے بدریین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیحین میں حدیث سعد بن ابی وقاص سے جب وہ مکہ میں بیمار ہوگئے ان کا ذکر آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''لیکن مصیبت زدہ تو سعد بن خولہ ہے''۔ [4] نبی ﷺ ان کے بارے افسوس کر رہے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے (اور ہجرت نہ کر سکے)۔ حدیثِ سبیعہ بنت الحارث میں صحیحین میں ان کا ذکر ہے کہ وہ سعد بن خولہ کے نکاح میں تھیں حجۃ الوداع کے موقع پر وہ فوت ہو گئے تو یہ امید سے تھیں۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

۳۱۴۷ سعد بن خولی الکلبی

مولا حاطب بن ابی بلتعہ۔ بقول ابن حبان: [5] انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی ان کا نسب یوں بیان کرتے ہیں: سعد بن خولی بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک بن عمیرہ بن عامر قضاعی۔ بنی اسد بن عبدالعزی میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ حاطب ان کے حلیف ہیں۔ بقول بعض: ان کے والد خولی بن القوسار بن حارث بن مالک بن عمیرہ، مذحج سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار میں ان کے بیٹے عبداللہ کے لیے وظیفہ مقرر کیا تھا۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ احد میں اپنے مولا کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔ [7] کلبی اور بلاذری کا قول ہے اور معشر اکیلے کا قول ہے: یہ سعد بن خولہ عامری ہیں جو ان کی غلطی ہے، سعد مولا عتبہ بن غزوان کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۸۲) [2] اسد الغابہ (۱۹۸۳) استیعاب (۹۳۲) تجرید (۲۱۳/۱) [3] السیرۃ النبویہ (۲۴۷/۲)

[4] بخاری کتاب الوصایا باب ان یترك ورثتہ اغنیاء (۲۷۴۲) مسلم کتاب الوصیۃ باب الوصیۃ بالثلث

[5] الثقات (۱۵۱/۳) [6] استیعاب (۱۵۳/۲) [7] المعجم الکبیر (۵۵۰۴، ۵۵۰۵)

۳۱۴۸ سعد بن خولی (دوسرے)

ابن مندہ نے ان میں اور سعد بن خولہ، جن کا تذکرہ ہو چکا ہے، فرق کیا ہے۔ ابُونعیم لکھتے ہیں: دونوں ایک ہیں۔ ابن عائذ نے مغازی میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے: حبشہ حضرت جعفر کے ساتھ دوسری ہجرت کرنے والوں میں سعد بن خولی بھی تھے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی جو ایک ضعیف راوی ہے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ان کے متعلق یہ آیت ''ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں''۔ [1] ابن اسحاق مغازی میں ابراہیم بن سعد کی بحوالہ ان شرکاءِ بدر میں تذکرہ کرتے ہیں: سعد بن خولی از بنی عامر بن لوئی، جو ان کے حلیف ہیں یمن کے رہنے والے تھے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ابونعیم کی بات کو تقویت ملتی ہے۔

۳۱۴۹ سعد بن خیثمہ [2]

بن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط ابن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابوخیثمہ کنیت تھی عقبہ میں ایک نقیب یہ بھی تھے۔ ابن اسحاق [3] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا اور اپنی مسند سے بحوالہ کعب بن مالک روایت کی ہے کہ: جب عقبہ کی رات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں بیعت کا وعدہ لیا تو ہم لوگ عقبہ میں جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، عباس (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اکیلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بارہ (۱۲) نقیب ذمہ دار میرے سامنے پیش کرو''۔ [4] پھر ان کا ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ: بنی عمرو بن عوف کے نقیب سعد بن خیثمہ تھے۔ امام بخاری [5] تاریخ میں بطریق رباح بن ابی معروف روایت کرتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن حکیم سے سنا: میں نے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ سے پوچھا: کیا آپ بدر میں شریک تھے۔ فرمایا: ہاں، عقبہ میں بھی۔ میں اپنے والد کے ساتھ سوار تھا وہ نقیب تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق [6] کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں کلثوم بن الہدم کے ہاں فروکش ہوئے، تو آپ جب وہاں سے باہر تشریف لاتے تو لوگوں کے لیے سعد بن خیثمہ کے گھر میں بیٹھتے۔ اسے ''بیت الغراب'' [7] کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق [8] کا قول ہے: سعد بن خیثمہ بدر میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے کہ ابن ہشاب نے فرمایا: سعد بن خیثمہ اور ان کے بیٹے سعد نے قرعہ اندازی کی تو سعد کا قرعہ نکلا تو ان کے والد کہنے لگے: بیٹا! آج مجھے ترجیح دے دو تو سعد نے ان سے کہا: ابا جان! اگر جنت کے علاوہ کوئی چیز ہوتی میں ایسا کر دیتا۔ چنانچہ سعد بدر میں شریک ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔ جبکہ ان کے والد خیثمہ اُحد میں شہید ہوئے، ابن المبارک، سلیمان بن ابان تک اپنی سند سے اسی مفہوم کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ اس کا کہنے والا کون ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: طعیمہ بن عدی، ایک قول ہے: عمرو بن عبدود۔ ابونعیم کا گمان ہے: یہ سعد بن خیثمہ وہی ابوخیثمہ ہیں جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، بعد میں آ ملے۔ اور ان کے سوانح میں بطریق ابراہیم بن عبداللہ بن خیثمہ بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گیا، پھر

---

[1] سورة الانعام آیت ٥٢ [2] اسد الغابہ (١٩٨٦) استیعاب (٩٣٤) تجرید (٢١٣/١)

[3] السیرة النبویہ (٦٥/٢) [4] المستدرك (٢٥٢/٣) [5] التاریخ الکبیر (٤٩/٢)

[6] السیرة النبویہ (٩٣/٢) [7] المعجم الکبیر (٥٤١٤) مجمع الزوائد (٩٩٢٢) [8] السیرة النبویہ (٩٠/٢)

وہ واقعہ نقل کیا۔ حق بات یہ ہے کہ وہ اور ہیں۔ کیونکہ اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس عنوان والے بدر میں شہید ہوئے۔ انہی کے سوانح میں ابن مندہ اور ابونعیم نے ایک اور حدیث اسی طرح بطریق ابراہیم نقل کی ہے جو وہم ہے۔ ابوجعفر بن حبیب، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول: مجھے ایسی (سعود) برکت دکھاؤ جیسی برکت مکہ میں عمرو بن عامر کی اولاد میں پروان چڑھی ہے انہوں نے دین کے ستون کو اتنا مضبوط کیا کہ اس کی بنیادیں (زمین سے) پیوست ہوگئیں۔ ان کی یہ ساری محنت کوشش باریک اور شمشیر برّاں کا نتیجہ ہے۔

لکھتے ہیں: سعود سے مراد سات (۷) افراد ہیں۔ چار اوس سے اور تین خزرج سے۔ خزرج کے ① سعد بن عبادہ، ② سعد بن الربیع، ③ سعد بن عثمان۔ ابوعبادہ اور اوس کے چار افراد یہ ہیں: ① سعد بن معاذ، ② سعد بن خیثمہ، ③ سعد بن عبید، ④ سعد بن زید۔

۳۱۵۰ (ز) سعد بن خیثمہ السالمی

وہ ابوخیثمہ جو تبوک میں رہ گئے تھے۔ سابقہ شخصیت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے، کنیتوں میں بیان ہوگا۔ یہ کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ بقول بعض: ان کا نام مالک بن قیس ہے یہ خزرجی ہیں، جبکہ پہلے والی شخصیت اوسی ہے۔

۳۱۵۱ سعد بن ابی ذباب الدوسی[1]

بقول ابن حبان:[2] صحابی ہیں۔ امام احمد اور ابن ابی شیبہ کی بحوالہ سعد بن ابی ذباب روایت ہے کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے اسلام قبول کرلیا تو آپ نے مجھے اپنی قوم پر مقرر کردیا اور جو مال ان کے پاس تھے اسلام لانے کے بعد انہیں اسی ملکیت پر برقرار رکھا۔[3] (حدیث) اسی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے جو شہد کی زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی دوسری روایت معلوم نہیں۔

۳۱۵۲ سعد بن ذؤیب[4]

ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ، دارقطنی اور حاکم نے بطریق سدّی جو حدیث روایت کی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماسوائے چار افراد کے عام لوگوں کو امان دے دی۔ عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، ابن خطل تو کعبہ کے پردوں کو تھامے ہی قتل ہوگیا۔ سعد بن ذؤیب اور عمار بن یاسر اس کی طرف بڑھے۔ سعد بن ذؤیب جوان تھے، اس لیے قتل کرنے میں سبقت لے گئے۔[5] (حدیث) بعض روایات میں جو ابن ابی شیبہ اور بیہقی[6] وغیرہ میں

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۸۶) استیعاب (۹۳۴) تجرید (۲۱۳/۱) [2] الثقات (۱۵۳/۳)

[3] مسند احمد (۷۹/۶) المعجم الکبیر (۵۴۵۸) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۴۱/۳، ۱۴۲/۳)
مجمع الزوائد (۲۸/۱) کتاب الاموال (۱۴۸۷) [4] اسد الغابہ (۱۹۹۰) تجرید (۲۱۳/۱)

[5] ابوداؤد کتاب الجہاد (۲۶۸۳) نسائی کتاب التحریم (۴۰۷۸) المصنف لابن ابی شیبہ (۵۳۴/۸)
المستدرک (۴۵/۳) جامع المسانید (۹۳/۵) [6] دلائل النبوۃ (۶۰/۵)

ہے: سعد بن ذوئیب کے بجائے سعید بن حریث لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱۵۳ سعد بن ابی رافع [1]

ابن حبان [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے بطریق ابن ابی نجیح بحوالہ مجاہد روایت کی ہے کہ سعد بن ابی رافع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا جس کی ٹھنڈک مجھے اپنے دل میں محسوس ہوئی پھر آپ نے فرمایا: تمہیں دل کی تکلیف ہے حارث بن کلدہ (طبیب) سے علاج کراؤ'' [3] .....حدیث.....سعد بن ابی رافع کہنے میں یونس بن الحجاج، بواسطہ ابن عیینہ بحوالہ ابن ابی نجیح، متفرد ہیں۔ یہی روایت حسن بن سفیان نے قتیبہ سے بحوالہ ابن عیینہ نقل کی تو اس میں فرمایا: ''سعد نے کہا'' اور ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ایسا ہی ابوداؤد، [4] ابن مندہ نے بروایت ابن عیینہ نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے ایسا ہی نقل کیا ہے یا تو یونس بن الحجاج کو ابن ابی رافع کی بات میں وہم ہوا ہے یا دو واقعات ہیں۔

۳۱۵۴ سعد بن الربیع [5]

بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی انصار کے نقیبوں میں سے ایک۔ سعد بن خیثمہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، تو سعد کہنے لگے: سارے انصار میں سے میں زیادہ مالدار ہوں میں اپنا آدھا مال تمہیں دیتا ہوں۔ حدیث۔ صحیحین میں حدیث انس سے اسی کا مفہوم مروی ہے۔

مؤطا [6] میں امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ یحیٰی بن سعید نے فرمایا: احد کے روز جب جنگ سرد پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا؟ تو ایک شخص بولا: میں لاتا ہوں اللہ کے رسول ﷺ! چنانچہ وہ مقتولین کے درمیان گھومنے لگا تو اس سے ان کی ملاقات ہوگئی تو وہ آخری سانسوں میں تھے، کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ مجھے نیزے کے بارہ (۱۲) زخم لگے ہیں اب میرا بچنا مشکل ہے اور اپنی قوم کو بتانا: اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ پر کسی نے قاتلانہ حملہ کر دیا تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا۔ ''التمھید'' میں ابو عمر لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت مسنداً معلوم نہیں، جبکہ اہل سیر کے ہاں محفوظ ہے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ المازنی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح میں حدیث انس میں اسی کا کچھ شاہد موجود ہے۔ ابن الاثیر [7] لکھتے ہیں: ان کی طرف جو شخص گیا تھا وہ ابی بن کعب تھے۔ طبرانی [8] کی روایت ہے: کہ ام سعد بنت سعد بن ربیع حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں آئیں تو آپ نے ان

---

[1] اسد الغابۃ (۱۹۹۱) تجرید (۵۱۳/۱) [2] الثقات (۱۴۹/۳)

[3] المعجم الکبیر (۵٤۷۹/٦) مجمع الزوائد (۸۸/۵) جامع المسانید (۹٤/۵) اسد الغابۃ (۲۹۳/۲)

[4] ابوداؤد کتاب الطب باب فی ثمرۃ العجوۃ (۳۸۷۵) [5] اسد الغابۃ (۱۹۹۳) استیعاب (۹۳٦) تجرید (۲۱٤/۱)

[6] مؤطا امام مالک کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد (۱۰۳۵)

[7] اسد الغابۃ (۲۹٤/۲) [8] المعجم الکبیر (۵٤۰۱)

کے لیے اپنی چادر بچھا دی جس پر وہ بیٹھیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ پوچھا یہ کون ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر ہے۔ انہوں نے پوچھا: خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فوت ہوا اور جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا جبکہ میں اور تم رہ گئے۔

''احکام القرآن'' میں قاضی اسماعیل کی روایت ہے کہ عمرہ بنت حزم سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں، وہ اُحد میں شہید ہو گئے جن سے ان کی ایک بیٹی تھی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی کی میراث طلب کرنے آئیں۔ جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں''۔ [1] مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے مقاتل نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی: ''مرد عورتوں کے نگران ہیں''۔ [2] اور ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ انصار کے نقیبوں میں سے تھے۔ ایسا ہی اسمٰعیل بن احمد الضریر (نابینا) نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے لیکن ان کا نام اسعد بتایا اور الف میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۳۱۵۵ سعد بن الربیع [3]

بن عمرو بن عدی انصاری یا حارث، سعد ابن حنظلیہ سے مشہور ہیں۔ یہی سہل بن حنظلیہ کے بھائی ہیں۔ حنظلیہ ان کی والدہ ہیں۔ بقول بعض: دادی ہیں۔ ابو عمر [4] بن عبد البر لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام عقیب تھا۔

میں کہتا ہوں: یہی ابن سعد کا قول ہے۔ ابو حاتم [5] رقمطراز ہیں: ''احد میں شہید ہوئے'' جس میں تامل ہے۔ شاید ان کی مراد پہلی شخصیت ہے۔ رہے یہ تو ابن سعد کا بیان ہے: غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔

۳۱۵۶ (ز) سعد بن زرارہ انصاری [6]

اسعد بن زرارہ کے بھائی۔ انہی کے سوانح میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابو حاتم [7] نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے ایسا ہی باوردی اور ابن شاہین نے لکھا ہے، ہم نے تیسری میں حدیث ابی رَوق ہمدانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! جو مجھ سے زیادتی کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما''۔ [8] (حدیث) طبرانی نے مسند شامیین میں یونس بن راشد کے سوانح میں روایت نقل کی ہے کہ جب آیت ''جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ''۔ [9] تو سیدنا صدیق اکبر، عمر، معاذ بن جبل اور سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: ہم پر اس سے سخت (حکم والی) آیت نہیں نازل ہوئی۔ (حدیث) ابن مندہ نے ان کے حالات میں روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی بات سنانے لگے: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نعمتوں کے تذکرہ سے زیادہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ میں اس ایمان کی ہدایت کا ذکر کروں جو اس نے اسے عطا کی ہے''۔ [10] (حدیث)

---

[1] سورۃ النساء (۱۲۷) [2] اسد الغابہ (۳٤) [3] اسد الغابہ (۱۹۹٤) استیعاب (۹۳٦)
[4] استیعاب (۱۵۷/۲) [5] الجرح والتعدیل (۸۲/٤) [6] اسد الغابہ (۱۹۹٦) استیعاب (۹۳۷) تجرید (۲۱٤/۱)
[7] الجرح والتعدیل (۱۳/٤) [8] کنز العمال (۳۷۷٤) [9] سورۃ البقرۃ (۲۸٤) [10] اسد الغابہ (۲۹۵/۲)

ابونعیم نے اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن وہ دوسری سند سے لکھی ہوئی جو ان کے دادا اسعد سے مروی ہے اسعد اور سعد دونوں محمد کے دادا اور نانا ہیں۔ اور مذکورہ حدیث اسعد کی ہے اسی بنا پر ابونعیم نے ابن مندہ کا اس میں وہم بیان کر دیا ہے، لیکن دوسروں نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن عبدالبر [1] لکھتے ہیں: اس میں تامّل ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اسلام کا دور بھی انہوں نے نہیں پایا۔ کیونکہ اکثریت نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ واقدی اور عدوی کا بیان ہے۔ نفاق کی تہمت ان کی طرف منسوب تھی شاید تائب ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

۳۱۵۷ سعد بن زید [2]

بن سعد اشْہَلی۔ بقول ابوحاتم: [3] انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری تاریخ میں، الحاکم اور ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن جعفر جو محمد بن مسلمہ کی اولاد سے ہیں۔ بحوالہ سعد اشہلی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تلوار کا ہدیہ بھیجا"۔ (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن مندہ اور طبرانی [4] نے اوسط میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جس میں "سعید" یا کے اضافہ سے ہے، پہلی روایت زیادہ راجح ہے۔

۳۱۵۸ (ز) سعد بن زید بن الفاکہ اسعد میں ذکر ہوا ہے۔

۳۱۵۹ سعد بن زید [5]

بن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابوعمر کا گمان ہے۔ نیز العسکری اور ابونعیم نے لکھا ہے کہ سابقہ حالات میں جو حدیث ہے وہ انہوں نے روایت کی ہے۔ سیرت میں ان کا ذکر آتا ہے۔ انہوں نے ہی مشلّل میں بنا مینار ڈھایا تھا۔ نبی ﷺ نے انہی کے ہاتھ بنی قریظہ کے قیدی بھیجے تھے جس سے انہوں نے گھوڑے اور ہتھیار خریدے تھے۔ دیوانِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب عیینہ بن حصن نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا تھا تو حضرت حسان نے یہ اشعار کہے:

"کیا لقیطہ کی اولاد اس بات سے خوش ہوئی کہ مقداد کے گھڑسواروں کی صبح ہم سلامتی سے تھے"۔

تو سعد بن زید اشہلی نے انہیں ڈانٹا کہ اس دن گھڑسواروں کو مقداد کی جانب کیوں منسوب کیا میری طرف کیوں منسوب نہیں کیا، کیونکہ یہی گھڑسواروں کے سردار تھے۔ چنانچہ حضرت حسان نے معذرت چاہی۔ لقیطہ سے مراد حصن بن حذیفہ کی والدہ ہے۔

۳۱۶۰ سعد بن زید انصاری [6]

بغوی نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے اور بطریق یزید بن ابی زیاد یہ روایت نقل کی ہے کہ سعد بن زید انصاری

---

[1] استیعاب (۱۵۷/۲) [2] اسد الغابہ (۱۹۹۷) استیعاب (۹۴۰)

[3] الجرح والتعدیل (۸۳/۴) [4] المعجم الاوسط (۵۴۲۴/۶)

[5] اسد الغابہ (۲۰۰۰) [6] اسد الغابہ (۲۰۰۱) استیعاب (۹۴۱)

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت رکھیے''۔ [1] دوبار فرمایا، بغوی لکھتے ہیں: یزید بن ابی زیاد سے آگے راویوں میں اختلاف ہے۔

۳۱۶۱ (ز) سعد بن زید

الطائی یا انصاری۔ زید بن کعب کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۶۲ سعد بن سعد الساعدی [2]

سہل بن سعد کے بھائی۔ طبرانی [3] کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر میں سعد بن سعد کے لیے ایک حصہ [4] مقرر فرمایا، مشہور یہ ہے کہ یہ حصہ سعد جو سہل کے والد ہیں ان کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔ بقول بعض: وہ سعد بن سعد ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو یہ عنوان ختم ہو جاتا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ حصہ سعد بن مالک کا تھا جیسا کہ بیان ہوگا۔

۳۱۶۳ سعد بن ابی سعد [5]

بن سعد انصاری۔ بنی نوفل کے حلیف۔ بقول طبری وغیرہ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۱۶۴ (ز) سعد بن سعید

جہنیہ کے خاوند، ان شاء اللہ تعالیٰ خواتین کے حصہ میں باب ہند میں تذکرہ ہوگا۔

۳۱۶۵ (ز) سعد بن سفیان بن مالک

بن حبیب بن مالک بن خفاف سلمی۔ بقول رشاطی: شجرۂ بغدادیہ کے نسب میں ان کا تذکرہ ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے۔

۳۱۶۶ سعد بن سلامہ [6]

بن وقش اشہلی۔ بقول ابن کلبی: جسر کے روز حضرت ابوعبید کے ساتھ شہید ہوئے۔ بقول بعض: یہ ابونائلہ کا نام ہے۔ ابن کلبی نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ درست یہی ہے کہ ابونائلہ کا نام ملکان ہے۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۶۷ سعد بن سوید [7]

بن قیس یا عبید بن الابجر بن خُدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں اور ابن شہاب نے شہداء اُحد میں ذکر کیا ہے انہوں نے ان کے دادا کا نام عبید بتایا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۲۵۸۱/۶) [2] اسد الغابہ (۲۰۰۳) [3] المعجم الکبیر (۵۷۱۸/۶) [4] اسد الغابہ (۲۹۷/۲)
[5] اسد الغابہ (۲۰۰۴) استیعاب (۹۴۲) [6] اسد الغابہ (۲۰۰۵) استیعاب (۹۴۳) [7] اسد الغابہ (۲۰۰۶) استیعاب (۹۴۵)

۳۱۶۸ سعد بن سہل ❶

بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار انصاری خزرجی۔ ابن عقبہ اور ابن اسحاق ❷ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کے والد کا نام تصغیر سے سہیل بتایا ہے جس کی بنا پر ابن مندہ نے دو عنوان قائم کر دیئے۔ ابومعشر اور واقدی کا بیان ہے: سعید بن سُہَیل۔ تو ابوموسیٰ نے اسے تیسری شخصیت بنا لیا۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد سعید نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یوں ابن عبدالبر نے انہیں دوسری شخصیت سمجھ لیا۔ اور یہ گمان کیا کہ ابن اسحاق ان کے بیان سے غافل رہے حالانکہ ایسا نہیں۔

۳۱۶۹ سعد بن ضُمَیْرہ ❸

بن سعد بن سفیان بن مالک بن حبیب بن زِغب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بُھثہ بن سلیم سلمی۔ بقول بعض: اسلمی، انہیں ضمیری اور حجازی بھی کہا گیا ہے۔ حنین میں شریک ہوئے۔ ابن قانع نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ مُحلّم بن جَثّامہ کے واقعہ میں ابوداؤد میں ان کی حسن سند سے ایک حدیث مروی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مُکَیتل (مِکتَل) کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۱۷۰ (ز) سعد بن طریف

المتفق میں خطیب نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: یہ صحابی ہیں جبکہ سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ پھر بطریق سہیل بن عبدالواسطی روایت کی ہے کہ سعد بن طریف نے فرمایا: ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی کسی جگہ چل رہا تھا گدھے پر سوار ایک عورت جا رہی تھی جسے ایک حبشی لے جا رہا تھا اچانک گدھے کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گیا۔ عورت بھی گر پڑی۔ آپ ﷺ نے فوراً چہرہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کی اللہ کے رسول! اس نے شلوار پہن رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شلوار پہننے والوں پر رحم کرے''۔ ❹ خطیب فرماتے ہیں: میں نے اسی سند سے یہ حدیث لکھی ہے جبکہ اس کی سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ ابن الجوزی کا قول ہے۔ احتمال ہے کہ یہ سعد بن طریف الاسکاف ہوں۔ یوں ان کے اور ان کے شیخ کے تذکرہ رہ گیا۔

۳۱۷۱ سعد بن عامر

بن مالک انصاری۔ یہ اور ان کے بھائی حمزہ اُحد میں شریک ہوئے یہ ابن سعد عدوی اور طبری کا قول ہے۔

۳۱۷۲ سعد بن عائذ ❺

المؤذن مولا عمار بن یاسر۔ بقول بعض: مولا انصار، ایک قول ہے: ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے جو سلم کے بتوں کی تجارت کرتے تھے۔ یوں انہیں سعد القرظ کہا جانے لگا۔ بغوی کی روایت ہے کہ سعد نے رسول اللہ ﷺ سے تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے انہیں تجارت کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بازار گئے سلم کے پتے خرید کر بیچے جس میں انہیں منافع ہوا۔ نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۰۰۷) ❷ اسیرۃ النبویہ (۲/۲۶۳) ❸ اسد الغابہ (۲۰۰۹) استیعاب (۹۴۷) تجرید (۱/۲۱۵)

❹ المصنف لعبد الرزاق (۵۰۴۳) ❺ اسد الغابہ (۲۰۱۲) استیعاب (۹۴۸) تجرید (۱/۲۱۵)

آپ نے فرمایا: بس یہی کیا کرو۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور آپ کی زندگی میں مسجد میں اذان دی۔ ان سے ان کے بیٹے عمار اور عمر روایت کرتے ہیں، بعد میں سیدنا ابوبکر نے انہیں مسجد قباء سے مسجد نبوی منتقل کر دیا جہاں انہوں نے حضرت بلال کے بعد اذانیں دیں اور ان کے بیٹوں نے ان سے اذان کی میراث پائی۔ خلیفہ کا قول ہے: حضرت سعد نے سیدنا ابوبکر اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اذان دی۔ زہری کی روایت ہے کہ قباء سے منتقل کرنے والے حضرت عمر تھے۔ ابواحمد العسکری کا قول ہے: سعد القرظ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔

۳۱۷۳ سعد بن عباد

ابن حزم کا بیان ہے کہ مسند بقی میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے اس کی اسناد کا علم نہیں۔ تاریخ البخاری میں ہے: سعد بن عباد زرقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ان کا بیٹا عمر روایت کرتا ہے، لہٰذا احتمال ہے یہ وہی ہوں۔

۳۱۷۴ سعد بن عبادہ [1]

بن دلیم بن حارثہ بن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرج کے سردار کنیت ابوثابت اور ابوقیس تھی۔ والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا جو صحابیہ ہیں۔ اور عہد نبوی میں ہی ۵ ھ میں فوت ہوگئی تھیں۔ حضرت سعد عقبہ میں شریک تھے اور ایک نقیب تھے۔ بدر میں ان کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے۔ امام بخاری [2] نے اسے ثابت کیا ہے۔ ابن سعد [3] کی روایت ہے کہ وہ نکلنے کی تیاریوں میں تھے کہ کتے نے آ کاٹا اس لئے باز رہے۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: انہیں اس کی بڑی حرص تھی۔ ابن سعد [4] ہی کی روایت ہے کہ وہ عربی لکھنا جانتے تھے اور پیراکی اور تیراندازی میں خوب مہارت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہیں ''کامل'' کہا جاتا تھا۔ جود وسخا میں خود، والد، دادا اور ان کا بیٹا مشہور تھا۔ ان کے قلعہ پر روزانہ اعلان کیا جاتا تھا، جسے روغن اور گوشت کی خواہش ہو وہ دلیم بن حارثہ کے قلعہ میں آ جائے۔ حضرت کے گھر کا برتن نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج کے گھروں میں گردش کرتا تھا۔ مقسم بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے تمام مقامات پر دو جھنڈے ہوتے، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مہاجرین کا جھنڈا اور سعد بن عبادہ کے ساتھ انصار کا پرچم۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر ہم سے ملنے تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ''۔ (حدیث) اسی میں ہے پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں سعد بن عبادہ کے خاندان پر قائم رکھ''۔

ابویعلی [5] حدیث جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ انصار کو خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو جزائے خیر عطا فرمائے''۔ ابن ابی الدنیا بطریق ابن سیرین روایت کرتے ہیں: اہل صفہ کو کھانے کے لئے کوئی شخص ایک کو کوئی دو کو کوئی ایک ٹولی کو لے جاتا جبکہ سعد رضی اللہ عنہ اسی (۸۰) اصحاب صفہ کو اپنے ہاں کھانے کے لئے لے جاتے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۱۲) استیعاب (۹۴۹) [2] التاریخ الکبیر (۵۹/۲) [3] الطبقات (۱۴۲/۳)

[4] لطبقات الکبری (۱۴۲/۳) [5] مسند ابی یعلی (۲۰۷۹/۴)

دار قطنی "کتاب الاسخیاء" میں بطریق ہشام بن عروہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ سعد کے قلعہ پر اعلان ہوتا تھا، اور سعد فرماتے: اے اللہ! مجھے سخاوت نصیب فرما جس کا مدار سخاوت کرنے پر ہے اور وہ مال پر موقوف ہے۔ اے اللہ! تھوڑا مال نہ میرے لیے مناسب اور نہ میں اس کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ سعد کے ہاں اسی اصحاب صفہ کا کھانا ہوتا تھا۔ بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے تاخیر کا قصہ مشہور ہے۔ بعد میں شام چلے گئے جہاں حوران میں پندرہ (۱۵ھ) بقول بعض سولہ (۱۶ھ) میں وفات پائی۔ ان سے ان کے بیٹے قیس، سعید اور اسحاق اور پوتا شرحبیل بن سعید روایت کرتے ہیں جبکہ دیگر صحابہ میں سے ابن عباس، ابوامامہ بن سہل روایت لیتے ہیں حسن بصری اور عیسیٰ بن فائدان سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

ابوداؤد [1] کی حدیث قیس بن سعد سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللهم اجعل صلواتك و رحمتك على آل سعد بن عبادہ"۔ بقول بعض: ان کی قبر دمشق کی نشیبی زمین میں واقع منیحہ نامی گاؤں میں ہے۔ سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے: ان کا انتقال بصریٰ میں ہوا یہ شام کا پہلا شہر ہے جو فتح ہوا تھا۔

۳۱۷۵ سعد بن عبداللہ [2]

ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق یعلی بن الاشدق بحوالہ سعد بن عبداللہ روایت کی ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "اے نبی! جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے عاری ہیں" [3] کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ بنی تمیم کے سخت مزاج لوگ تھے، اگر یہ لوگ کانے دجال سے جنگ میں سب سے زیادہ سخت نہ ہوتے تو میں ان کی ہلاکت کی دعا کر دیتا"۔ [4] ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، ہمیں صرف اسی سند سے معلوم ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یعلی متروک الحدیث راوی ہے۔

۳۱۷۶ (ز) سعد بن عبد قیس

سعید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۷۷ سعد بن عبید [5]

بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن نمیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: سعد بن عبید القاری سولہ (۱۶ھ) میں قادسیہ میں شہید ہوئے۔ جامع القرآن حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ "اخبار مدینہ" میں زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ سعد بن عبید دورِ نبوی میں مسجد قباء میں امامت کرتے تھے، صدیقی اور فاروقی دور میں بھی اسی پر مامور تھے۔ پھر آپ ہی کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع بن جاریہ کو امامت کا حکم تفویض کیا۔ تاریخ بخاری میں ہے: سعد بن عبید جنگ قادسیہ میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے: "ہم کل شہید ہو جائیں گے ہمیں ہمارے انہیں کپڑوں میں کفنانا جن میں ہماری شہادت ہوگی"۔ [6]

---

[1] ابوداؤد، کتاب الادب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستئذان (۵۱۸۵) [2] اسد الغابہ (۲۰۱۳) تجرید (۲۱۶/۱)

[3] سورۃ الحجرات (۶) [4] الدر المنثور (۸۷/۶) اسد الغابہ (۳۰۱/۲) [5] اسد الغابہ (۲۰۱۷) استیعاب (۹۵۱) تجرید (۲۶۱/۱)

[6] بخاری کتاب التوحید (۷۴۱۶) مسلم کتاب اللعان (۳۷۴۲)

ابن جریر بطریق قیس بن مسلم بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن عبید سے فرمایا: اور اس دن شکست کھا گئے تھے جس روز ابوعبید رضی اللہ عنہ نے (جو اُن کے امیر تھے) شہید ہو گئے تھے، انہیں (سعد بن عبید) کو قاریٔ کہا جاتا تھا، ان کے علاوہ کسی کا نام قاریٔ نہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: جن زید نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض یہی ان کا نام ہے۔ ایک قول ہے: نہیں ان کا نام سعید تھا، کسی نے کچھ اور بھی کہا ہے۔

۳۱۷۸ سعد بن عثمان[1]

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری زرقی، ابوعبادہ۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے ''اخبار مدینہ'' میں ہے کہ نبی ﷺ حرہ چاہِ اہاب پر تشریف لائے جو ان دنوں سعد بن عثمان کی ملکیت تھا جہاں وہ اپنے بیٹے عبادہ کو چھوڑ گئے تھے۔ تاکہ لوگوں کو پانی پلائیں۔ عبادہ نبی ﷺ کو نہ پہچان پائے، بعد میں سعد آئے انہوں نے آنے والی شخصیت کا حلیہ بیان کیا۔ سعد بولے: بیٹا! یہی تو رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے پاس حق ہے۔ چنانچہ یہ بھاگتے ہوئے جا ملے آپ نے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ بقول بعض: وہ اسّی سال کے باوجود جوانی میں فوت ہوئے۔

۳۱۷۹ (ز) سعد بن عدی

بنی عبدالاشہل کے حلیف اموی نے شہداء یمامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۰ (ز) سعد بن عقیب

سعد بن ربیع کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۳۱۸۱ (ز) سعد بن عمارہ الثعلبی[2]

بقول عمر بن شبہ، ابونعیم نے بحوالہ ابوبکر بن عیاش روایت کی ہے کہ بنی ثعلبہ بن سعد کا سعد بن عمارہ نامی ایک شخص آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ہمیشہ ناپ تول کر بات کی ہے۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے سعد بن عمارہ کو غطفان پر تیرانداز صحابہ کے ساتھ مقرر فرمایا۔ طبرانی کی بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن عمارہ روایت ہے: جو بنی سعد بن بکر کے ایک صحابی ہیں ان سے کسی نے کہا: مجھے نصیحت کریں! فرمایا: ''جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو ایسے پڑھو جیسے آخری نماز ہے۔ جس بات اور کام سے بعد میں معذرت کرنی پڑے اسے چھوڑ دو۔''[3] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[4] نے یہی روایت اپنی تاریخ میں ابن اسحاق تک کے دو طریق سے نقل کی ہے جن میں سے ایک میں سعد اور دوسری میں سعید ہے اور اسے راجح قرار دیا کہ یہ سعد ہیں۔ ایسا ہی امام احمد[5] نے

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۱۹) استیعاب (۹۵۲) [2] اسد الغابہ (۲۰۲۴)

[3] المعجم الکبیر (۵۴۵۹/۶) مجمع الزوائد (۲۳۶/۱۰) جامع المسانید (۱۱۵/۵)

[4] التاریخ الکبیر (۶۱/۲) [5] مسند احمد (۴۱۳/۵)

کتاب الایمان میں اور طبرانی نے نقل کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اور ابونعیم نے بطریق اسمٰعیل بن محمد بن سعد انصاری بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے مرفوع روایت کی ہے۔ لیکن انہوں نے عنوان علیحدہ قائم کیا ہے اور لکھا ہے ''سعد ابومحمد'' اور پھر یہی حدیث ذکر کی۔ مجھے لگتا ہے یہ وہی ہیں۔

۳۱۸۲ سعد بن عمارہ

بقول بعض: عمارہ بن سعد۔ ایک قول ہے: یہ ابوسعید زرقی کا نام ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۸۳ سعد بن عمارہ

بن خنساء بن مبذول انصاری۔ ان کے بھائی حمزہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

۳۱۸۴ سعد بن عمرو ❁

بن ثقیف بن مالک بن مبذول بن النجار انصاری۔ اہل سیر نے شرکاءِ احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان کا بیٹا طفیل اور بھتیجا سہل بن عامر بن عمرو بن ثقف واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

۳۱۸۵ (ز) سعد بن عمرو بن حرام

ان کا تذکرہ اور نسب ان کے بھائی حارث کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ وہ ان دونوں کے والد، جابر بن عبداللہ کے دادا نہیں ہیں۔ صرف ناموں میں اتفاق ہے جبکہ نسب مختلف ہے۔ ابواسمٰعیل ازدی نے فتوح الشام میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے جب عراق سے شام کوچ کیا تو انبائر میں انہیں اپنا نائب مقرر کر کے گئے۔ قسم ثالث میں سوید ابن قطبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۱۸۶ سعد بن عمرو بن عبید ❁

بن حارث بن کعب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار انصاری عدوی کا بیان ہے: اُحد میں شریک اور یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون اور ابن کلبی نے حسب سابق ان دونوں کے اتباع میں اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۷ سعد بن عمرو انصاری ❁

حارث بن عمرو کے بھائی۔ بقول ❁ ابوعمر: جسے ابن کلبی نے نقل کیا ہے جیسا کہ حارث بن عمرو کے حالات میں بیان ہوا ہے، صحابہ میں سے صفین میں شرکت کرنے والوں میں سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ پہلے والے ہیں، کیونکہ ابن فتحون نے اعتماد سے کہا ہے کہ دونوں ایک شخص ہیں۔

❁ اسد الغابہ (۲۰۲۶) استیعاب (۹۵۵) ❁ اسد الغابہ (۲۰۲۸)

❁ اسد الغابہ (۲۰۲۵) استیعاب (۹۵٤) ❁ استیعاب (۲/۱٦٦)

۳۱۸۸ (ز) سعد بن عمرو

ابوصفیہ ثقفی۔ خلیفہ بن خیاط نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۹ سعد بن عمیر ❶

بقول ابن مندہ: ان کی حدیث عمرو بن قیس سے بواسطہ محمد بن جحادہ، ان کے والد سے بحوالہ ان کے مروی ہے، انہیں عمیر بن سعد بھی کسی نے لکھا ہے۔

۳۱۹۰ سعد بن الفاکہ ❷

بن زید انصاری۔ بقول بعض: سعید بن زید بن الفاکہ، ایک قول ہے ان کے والد کا نام یزید ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ابن اسحاق ❸ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: الف میں اسعد بن الفاکہ میں تذکرہ ہوا۔ اگر یہ ان کے بھائی نہیں تو پھر اس میں لفظی غلطی ہے۔ ابن اسحاق کے مغازی کی عبارت یہ ہے: بدر میں بنی عامر بن زریق سے سعد بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر شریک ہوئے، یہی معتبر ہے۔

۳۱۹۱ سعد بن قرحاء ❹

بقول ابن ابی شیبہ: ایوب سے مروی ہے کہ سعد بن قرحاء صحابی ہیں۔ جنہوں نے ایک شخص کی (مطلقہ یا بیوہ) عورت اور اس شخص کی اس عورت سے پہلی بیوی کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اس طرح کا واقعہ جیم میں جبلہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۳۱۹۲ سعد بن قیس العنزی ❺

بقول بعض: العنسی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سعد بن قیس نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے: عرض کی: ''سعد الخیل'' فرمایا: نہیں تم سعد الخیر ہو۔ اور بطریق یحییٰ بن سعید انصاری بحوالہ عبداللہ بن ابی سلمہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سعد بن مالک اور سعد الخیر کو مکہ بھیجا۔ ابن قانع اور ابن مندہ بطریق حسن بن فرقد حسن سے بحوالہ سعد بن قیس نبی ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان! میرے لیے دن کے آغاز میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر دن کے آخر تک میں تیرے لیے کافی ہوں''۔ ❻ ابن مندہ نے پہلی سند اور دوسری سند والے شخص میں جن سے حسن روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے باوجودیکہ وہ پہلے کے متعلق کہتے ہیں: ان سے ان کا بیٹا عبداللہ اور حسن روایت کرتے ہیں۔

۳۱۹۳ (ز) سعد بن مالک

بن الاقیصر بن مالک بن قریع بن ذہل بن الدئل بن مالک ازدی، ابوالکنود۔ بقول ابن یونس: نبی ﷺ کے پاس آئے تو

---

❶ اسد الغابہ (۲۰۲۹) ❷ اسد الغابہ (۲۰۳۱) ❸ السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲)

❹ اسد الغابہ (۲۰۳۲) استیعاب (۹۵۷) ❺ اسد الغابہ (۲۰۳۳)

❻ مسند احمد (۲۸۶/۳) جامع المسانید (۱۱۷/۵) اسد الغابہ (۳۰۶/۲)

آپ نے ان کے لیے پھریرا بنایا جو سیاہ رنگ تھا، جس میں سفید چاند تھا اور انہیں ان کی قوم کا سردار بنایا۔ فتح مصر میں شریک ہوئے وہی ان کی اولاد ہے۔ ان سے ان کا بیٹا قاسم بن ابی الکنود روایت کرتا ہے اور سعید بن عفیر کی بحوالہ عمرو بن زہیر بن اسمر بن ابی الکنود روایت ہے کہ ان کے والد ابوالکنود خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، پھر اس کا ذکر کیا۔

۳۱۹۴ سعد بن مالك العُذري ❁

ابن ابی حاتم ❁ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: بنی عذرہ کے وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ واقدی کی روایت ہے کہ عمرو بن حریث عبدری کا قول ہے: میں نے اپنے آباء واجداد کی تحریر میں لکھا پایا ہے کہ ہمارا وفد صفر نو (۹ھ) بارہ (۱۲) آدمیوں پر مشتمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جس میں جمرہ بن نعمان سعد اور سلیم، جو دونوں مالک کے بیٹے ہیں، شامل تھے۔

۳۱۹۵ سعد بن مالك بن اهيب ❁

بقول بعض: ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔ ابواسحاق بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ میں سے اور ان میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے بھی یہی ہیں۔ والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن امیہ ہے جو ابوسفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہ کی چچازاد بہن ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، عامر، مصعب، عمر، محمد اور عائشہ روایت کرتی ہیں۔ صحابہ میں سے حضرت عائشہ، ابن عباس، ابن عمر، جابر بن سمرہ، جبکہ تابعین میں سے سعید بن المسیب، ابوعثمان نہدی، قیس بن ابی حازم، علقمہ، احنف وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ شہسوار تھے، اللہ کی راہ میں سب سے پہلا تیر انہوں نے ہی چلایا۔ نیز چھ اہل شوریٰ (مشورہ) میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ اگر امارت وحکومت انہیں مل جائے تو بہتر ورنہ حاکم ان سے صلاح مشورہ لے۔ فتح عراق کے سرداروں کے رئیس تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے والی بنے۔ انہوں نے ہی کوفہ آباد کیا تھا۔ پھر معزول ہو گئے۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کے حاکم مقرر ہوئے۔ دعا قبول ہونے میں مشہور تھے۔ اکاون (۵۱ھ) بقول بعض چھپن (۵۶ھ) ستاون (۵۷ھ) یا اٹھاون (۵۸ھ) میں فوت ہوئے۔ دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ ایک قول ہے: پچپن (۵۵ھ) یا چون (۵۴ھ) میں فوت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے: میں نے سات دن گزارے کہ میں اسلام کا تیسرا جانثار تھا۔ ابراہیم بن المنذر کا قول ہے کہ سعد، طلحہ اور زبیر تینوں ہم عمر تھے۔ حدیث جابر ❁ سے ترمذی کی روایت ہے حضرت سعد آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ میرے ماموں ہیں کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے''۔

مغازی میں ابن اسحاق ❁ کا قول ہے: مکہ میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سعد بھی انہی صحابہ کے ساتھ مصروفِ عبادت تھے اچانک مشرکین آ ٹپکے۔ انہوں نے ان کا مذاق اڑایا اور دین میں عیب نکالنے لگے یہاں تک کہ دست وگریبان ہو گئے۔ حضرت سعد نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کی ہڈی اس زور سے ماری کی سر پھٹ گیا، یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں (کسی کافر کا) بہایا گیا۔ ترمذی ❁ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! جب سعد آپ سے دعا کیا کرے تو

❁ اسد الغابہ (۲۰۳۷) استیعاب (۹۶۰) ❁ الجرح والتعدیل (۹۳/۴) ❁ اسد الغابہ (۲۰۳۷)

❁ ترمذی کتاب المناقب باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵۲) ❁ السیرۃ النبویہ (۲۱۱/۱)

❁ ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵۱)

اس کی دعا قبول کرنا''۔ چنانچہ یہ جو دعا بھی مانگتے قبول ہوتی۔ ہم نے ابن ابی الدنیا کی کتاب ''مجابی الدعوۃ'' (جن کی دعا قبول ہوتی ہے) میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جس کا قد بچے جتنا تھا لوگوں نے بتایا یہ حضرت سعد کی بیٹی ہے اس نے ان کے وضو میں ہاتھ مارا تھا تو آپ کی زبان سے نکل گیا: اللہ تیرا ہاتھ کاٹے! تو یہ اس کے بعد سے نہ بڑھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو فتنوں سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ شیخین، ترمذی اور نسائی نے حدیث عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ کو دشمن کا خوف رہتا۔ آپ فرمانے لگے: ''کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص میرا پہرہ دیتا''۔ [1] اچانک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے؟'' ''میں سعد ہوں'' جواب آیا۔ آپ کھڑے ہو گئے، ایک روایت میں ہے ان کے لیے دعا کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال عقیق میں ہوا تو جنازہ مدینہ لایا گیا، مسجد میں جنازہ پڑھا گیا۔ واقدی فرماتے ہیں: ان کی وفات کے متعلق سب سے معتبر قول، پچپن (۵۵ھ) کا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: اٹھاون (۵۸ھ) میں فوت ہوئے۔

زبیر فرماتے ہیں: انہوں نے ہی کسریٰ کا دارالحکومت مدائن فتح کیا تھا۔ مستجاب الدعاء تھے، کوفہ کے والی بنے، فتنے کے دور میں گوشہ نشین رہے، ان کے پاس ان کا بھتیجا ہاشم بن عتبہ آ کر کہنے لگا: یہاں لاکھوں تلواریں ہیں لوگ آپ کو حکومت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان میں سے صرف ایک تلوار چاہیے۔ اگر اس سے کسی مسلمان کو ماروں تو وہ اثر نہ کرے اور اگر کسی کافر کو ماروں تو اسے کاٹ کر رکھ دے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں عمدہ سند سے بحوالہ ابواسحاق روایت کی ہے کہ چار اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت حملہ آور تھے: عمر، علی، زبیر اور سعد۔ مسند ابی یعلی میں روایت ہے کہ سعد نے جب اصحاب رسول کا اختلاف وانتشار دیکھا تو ایک بنجر زمین خرید اپنے اہل وعیال سمیت وہاں جا بسے۔ حضرت سعد بڑے تیز نظر تھے، ایک دن دھول اڑتی دیکھی، فرمانے لگے: تم لوگوں کو کچھ نظر آ رہا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہمیں پرندے جیسی کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا: مجھے اونٹ پر ایک شخص سوار دکھائی دے رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت سعد کے چچا آ گئے جو بختی اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت سعد فرمانے لگے: ''اے اللہ! یہ جو بری خبر لائے ہیں اس کے شر سے تیری پناہ!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: سعد کو خلافت مل گئی تو بہتر ورنہ والی ان سے مشورہ لیتا رہے۔ میں نے انہیں کمزوری یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس (۲۱ھ) میں انہیں کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو پھر انہیں وہاں کا گورنر بنا دیا، بعد میں ولید بن عقبہ کی وجہ سے پچیس (۲۵ھ) میں معزول کر دیا۔

زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ عامر بن سعد بحوالہ اپنے والد بیان کرتے تھے کہ غزوۂ اُحد میں ایک مشرک نے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا تھا۔ میں نے تاک کر ایسا تیر مارا جو اس کی پیشانی میں پیوست ہو گیا۔ بدحواسی سے گرا تو اس کا ستر کھل گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ واقدی نے اپنی روایت میں ان کا نام حبان بن العرقہ لیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے تیر پھینکا تو وہ ام ایمن کے دامن میں جا اٹکا، وہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر حضرت سعد کو دیا، ٹک سے تیر حبان کے حلق میں جا لگا تو وہ دھڑام سے پیچھے گر پڑا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله (۲۸۸۵)

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵٦)

فرمایا: "سعد! اسے (ام ایمن کو) بچانا"۔ ابوالعباس سراج نے اپنی تاریخ میں بحوالہ جریر روایت نقل کی ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا: عرض کی: وہ اپنی ولایت وحکومت میں باوجود قدرت کے سب سے شریف انسان ہیں۔ سختی میں سب سے کم ہیں وہ تو ان کے لئے مہربان ماں جیسے ہیں، جو ان کے لیے ایسے جمع کرتے ہیں جیسے چیونٹی، لڑائی فساد سے بہت دور رہتے اور قریش میں سے سب کے محبوب ہیں۔

زبیر کی روایت ہے حضرت سعد عبیدہ بن حارث کے دستہ میں شامل تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رابغ کی طرف قریش کے قافلہ سے ملنے کے لیے روانہ کیا تھا تو انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ حضرت سعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا، جس کے متعلق آپ نے اشعار کہے: ع

"کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کی حفاظت اپنے تیروں کے پھلوں سے کی"۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

"میں ان سے ان کے دشمن کو ہٹاتا رہا۔ کبھی یہ رسا کشی پتھریلی زمین پر پیش آتی تو کبھی ریتلی اور نرم زمین پر۔
معدّ میں سے کسی تیرانداز نے مجھ سے پہلے اسلام میں تیر پھینکنے کی کوشش نہیں کی"۔

یونس بن بکیر نے اپنی زیادات میں بحوالہ زہری اسی طرح کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں صرف تین اشعار ہیں۔

۳۱۹۶ سعد بن مالک [1]

بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ سہل بن سعد کے والد۔ واقدی کی روایت ہے: سعد بن مالک نے بدر میں شرکت کی تیاری کی تو ایسے بیمار ہوئے کہ اسی میں [2] وفات ہوگئی۔ پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ لگایا اور اجر بیان کیا۔ حارث نے اپنی مسند میں یہ روایت باضافہ نقل کی ہے۔ انہوں نے اپنی سواری کے کجاوے میں وصیت لکھ کر رکھ دی۔ اپنے سامان اور سواری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کر گئے۔ ابونعیم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے والد کے پاس کئی گھوڑے تھے۔ (حدیث) ابونعیم نے ان کے والد کا نام سعد بتایا ہے جبکہ مشہور مالک ہے۔

۳۱۹۷ سعد بن مالك بن سنان [3]

بن عبید بن ثعلبہ بن الابجر جو حدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی ہیں یہی ابوسعید الخدری ہیں۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ اُحد میں کم سن قرار پائے، ان کے والد اسی میں شہید ہوئے جبکہ انہوں نے بعد کے معرکوں کو سر کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر روایتیں نقل کی ہیں۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زید بن ثابت وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ان سے روایت کرنے والے صحابہ ابن عباس، ابن عمر، جابر، محمود بن لبید، ابوامامہ بن سہل اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہم ہیں جبکہ اکابر تابعین میں سے ابن المسیب، ابوعثمان نہدی، طارق بن شہاب، عبید بن عمیر اور ان کے بعد عطاء، عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح، بشر بن سعید، مجاہد، ابوالمتوکل الناجی، ابونضرہ معبد بن سیرین اور عبداللہ بن محیریز شامل ہیں۔ بکثرت احادیث نقل کرنے والے ہیں حنظلہ بن ابی سفیان

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۳٤) استیعاب (۹۵۸) [2] المستدرك (۳/۱۹۱) [3] اسد الغابة (۲۰۳٦) استیعاب (۹۵۹)

بحوالہ اپنے شیوخ روایت کرتے ہیں۔ نوجوان صحابہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ تھے۔ خطیب کا قول ہے: فضیلت والے صحابہ میں سے ہیں اکثر احادیث یاد تھیں ھیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت سھیل بن سعد فرماتے ہیں: میں نے ابوذر، عبادہ بن الصامت، محمد بن مسلمہ ابوسعید اور چھٹے شخص نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کی، ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی کی پروانہیں کریں گے تو چھٹے شخص نے عرض کی میں بیعت واپس لینا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا واپس ہے۔ اور بطریق یزید بن عبداللہ بن الشخیر روایت ہے حرہ کے روز حضرت ابوسعید مدینہ سے نکل کر ایک غار میں چلے گئے ایک شامی بھی وہاں جا پہنچا آپ نے فرمایا: نکل جاؤ اگر میرے پاس آئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا: میں نہیں نکلوں گا۔ چنانچہ جب وہ پاس آیا تو آپ نے تلوار رکھ دی اور فرمایا: لے (مجھے قتل کرنے والا) گناہ کر لے۔ وہ کہنے لگا: آپ ہی ابوسعید خدری ہیں؟ فرمایا: ہاں، کہنے لگا، تو میرے لیے استغفار کریں۔

امام [1] احمد وغیرہ کی بطریق عطیہ بحوالہ ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ میرے والد اُحد میں شہید ہوئے اور ہمارے لیے کوئی مال نہ چھوڑا میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی بھانپ کر فرمایا: جو بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو پاکدامنی کا طالب ہوگا اللہ تعالیٰ اسے عفت نصیب فرمائے گا۔ تو میں لوٹ آیا۔ اس کی اصل صحیحین میں ہے جس کا واقعہ اس سے مختلف ہے اس کے الفاظ ہیں: جو محتاجی سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا سامان پیدا کر دے گا اور جو پاکدامنی چاہے گا اسے عفت عطا کرے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عنایت کرے گا۔" [2] .... حدیث....

شعبہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں: تمہیں ہرگز لوگوں کا خوف حق گوئی سے نہ روکے، جب اسے حق نظر آ رہا ہو یا اس کا علم ہو جائے" ابوسعید فرماتے ہیں: اسی بات نے مجھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانے پر مجبور کیا میں نے یہ بات ان کے گوش گزار کی اور پھر واپس آ گیا۔ ھند بنت سعید بن ابی سعید الخذری بحوالہ اپنے چچا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسعید الخذری کی طرف واپسی پر آئے تو ہم نے بکری کی دستی ان کی خدمت میں پیش کی۔ علاء بن المسیب بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ کا دیدار اور صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے مبارک ہو۔ فرمایا: تمہیں معلوم نہیں ہم نے آپ کے بعد کیا نئے کام نکال لیے ہیں۔ علی بن الجعد بحوالہ شعبہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: حدیث بیان کیا کرو کیونکہ حدیث سے حدیث کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ امام واقدی فرماتے ہیں: چہتر (۷۴ھ) بقول بعض چونسٹھ (۶۴ھ) میں انتقال ہوا۔ مدائنی فرماتے ہیں: تیرسٹھ (۶۳ھ) میں جبکہ عسکری کا قول ہے: پینسٹھ (۶۵ھ) میں فوت ہوئے۔

۳۱۹۸ سعد بن محمد [3]

بن مَسلَمہ انصاری۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن شاہین کا بحوالہ ابن ابی داؤد بیان ہے، کہ فتح

---

[1] مسند احمد (۹/۳)

[2] بخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ (۱۴۶۹)، مسلم (۱۲۴) ابوداؤد (۱۶۴۴)
ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی الصبر (۲۰۲۴)، نسائی (۲۵۸۷)

[3] اسد الغابۃ (۲۰۳۸)

مکہ اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ قداح نے ان کا ذکر کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ کے دس بیٹے تھے۔

۳۱۹۹ سعد بن مُحَیِّصہ [1]

بن مسعود بن کعب انصاری اوسی ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ بغوی لکھتے ہیں محمد بن اسماعیل نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، مجھے ان کی کوئی حدیث نہیں ملی۔ عبدالرزاق، بحوالہ حرام بن سعد بن محیصہ روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ براء بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں چلی گئی اور ان کے پودے خراب کر دیئے تو آپ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا، کہ "مال مویشی والوں کی ذمہ داری دن کے وقت کی ہے۔" [2] .....حدیث.....زہری سے آگے سخت اختلاف ہے ذہلی اور ابوداؤد "التفرد" میں لکھتے ہیں "عن ابیہ" کے الفاظ میں عبدالرزاق کی متابعت کسی نے نہیں کی۔ یہی روایت امام مالک اور الیاس نے بواسطہ زہری بحوالہ حرام بن سعد مرسلاً نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر "التمھید" میں لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں، انہیں صرف اپنے والد سے روایت حاصل ہے۔ ابن ابی شیبہ بحوالہ حرام بن سعد وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ محیصہ نے نبی ﷺ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے متعلق دریافت کیا.....حدیث.....ذہلی لکھتے ہیں: یہ روایت امام مالک وغیرہ کی بواسطہ زہری ابن محیصہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور جس نے یہ کہا ہے کہ: "حرام بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں" یہی محفوظ ہے۔

۳۲۰۰ (ز) سعد بن المذحاس [3]

بقول بعض المحاس ابن حبان [4] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اہل شام سے ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن السکن اور الباوردی کی روایت ہے کہ سعد بن مدحاس نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس [5] نے مجھ پر جھوٹ باندھا".....حدیث.....ابن حبان نے اسی سند سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔ طبرانی نے مسند شامیین میں اسی سند سے روایت کی ہے۔ ابن عائذ کا قول ہے کہ ابوامامہ نے فرمایا: کہ سعد بن مدحاس نے فرمایا۔ وہ صحابی بھی تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چشمہ میں اترا وہاں لوگ چھوٹی بڑی مشکیں پانی سے بھر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو کسی نے کہہ دیا اس کی تعبیر قرآن ہے تو سعد نے قسم کھائی کہ میں ضرور سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھوں گا"۔

۳۲۰۱ سعد بن مسعود انصاری [6]

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ طبرانی اور ابن ابی عاصم نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حارث غطفانی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: محمد! (ﷺ) مدینہ کی کھجوروں کا نصف ہمیں دیا جائے۔ یہ واقعہ احزاب کی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سعدوں [7] سے مشورہ کر لینے دو، چنانچہ آپ نے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن خیثمہ، سعد بن عبادہ اور سعد بن مسعود رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا.....حدیث.....

---

[1] اسد الغابۃ (۲۰۴۰) تجرید (۲۱۸/۱) [2] المعجم الکبیر (۵۴۶۹/۶) (۵۴۷۰/۶) السنن الکبریٰ (۳۴۲/۸)

[3] اسد الغابۃ (۲۰۴۱) تجرید (۲۲۸/۱) [4] الثقات (۱۵۴/۳) [5] المعجم الکبیر، السنن الکبریٰ، سابقہ حوالہ۔

[6] اسد الغابۃ (۲۰۴۲) [7] المعجم الکبیر (۵۴۰۹) مجمع الزوائد (۱۳۳/۶) اسد الغابۃ (۳۱۲/۲)

ابن الاثیر لکھتے ہیں: [1] سعد بن خیثمہ کے تذکرہ میں تامل ہے کیونکہ وہ بدر میں شہادت پا چکے تھے۔ اور غزوۂ خندق (احزاب) اس کے تین سال بعد پیش آیا۔

میں کہتا ہوں: سعد بن خیثمہ کے بارے میں غلطی سے سعد بن مسعود کے متعلق غلطی واقع ہونا ضروری نہیں۔ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو وہ اس وقت کے اکابر انصار میں سے جن سے رائے لی جاتی تھی۔

۳۲۰۲ سعد بن مسعود الکِنْدیّ [2]

بقول بغوی: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں ان کا ذکر تو آتا ہے لیکن ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ البتہ امام بخاری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی تاریخ [3] میں بحوالہ قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ ہم سعد بن مسعود کی عیادت کرنے گئے پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابوموسیٰ نے طبرانی کے اتباع میں یہ واقعہ سابقہ شخصیت کے حالات میں نقل کر دیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ جبکہ ابن ابی حاتم [4] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے حالات میں لکھا ہے عمر بن عبدالعزیز نے انہیں اہل مصر کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ان کی وفات دیر سے ہوئی ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سعد بن مسعود نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سخت غم کیا اس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا''۔ پھر یہ آیت پڑھی: ''میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں''۔ [5] [6]

حکم ترمذی نے اسرار الحج میں ابن جریر نے دوسری سند سے بحوالہ ابن اَنْعُم مرسل روایت کی ہے جس میں صحابی کا ذکر نہیں۔ اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے بحوالہ ابن اَنْعُم روایت کر کے اسے مسند عبداللہ بن عمرو میں شمار کیا ہے۔ ابن انعم ضعیف راوی ہے۔ ابن المبارک کتاب الزہد میں لکھتے ہیں رشدین بن سعد بن انعم نے ہمیں بحوالہ سعد بن مسعود بتایا کہ عثمان بن مظعون نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: مجھے آختہ (خصی) ہونے کی اجازت دیجئے.....حدیث.....

بحوالہ سعد بن مسعود روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجنبی عورتوں سے بات چیت کرنے سے بچنا کیونکہ جو شخص بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے جہاں اس کا محرم ساتھ نہ ہو تو اس سے ملوث ہونے کا ارادہ کر لیتا ہے'' [7] ...حدیث...

ہم نے غیلانیات میں بطریق یحییٰ بن ایوب بواسطہ عبیداللہ بن زحر بحوالہ سعد بن مسعود روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا: سب سے عقلمند کون سا مومن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو موت کو زیادہ یاد کرے اور اس کی اچھے طریقہ سے تیاری کرے۔'' [8]

۳۲۰۳ سعد بن مسعود ثقفی

مختار بن ابی عبید کے چچا۔ امام [9] بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی کا بھی یہی قول ہے ابومخنف کا بیان ہے:

---

[1] ایضًا [2] اسدالغابۃ (۲۰٤٤) استیعاب (۹٦۲) تجرید (۲۱۹/۱) [3] التاریخ الکبیر (٤۹/۲)
[4] الجرح والتعدیل (۹٤/٤) [5] سورۃ یوسف ۸٦
[6] تفسیر الطبری (۳۲/۱۳) تفسیر القرطبی (۲٤۷/۹) الدرالمنثور (۳۱/٤)
[7] مختصر تاریخ دمشق (۱۱۱/٦) [8] جامع المسانید (۲٤٥/٥) اسدالغابۃ (۸۳/۳) [9] التاریخ الکبیر (۲۹٦/٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کوئی ذمہ داری کی تھی۔ بعد میں صفین میں انہیں اپنے ساتھ رکھا۔طبرانی کی روایت ہے کہ سعد بن مسعود ثقفی نے فرمایا: نوح علیہ السلام جب کپڑا پہنتے تو الحمدللہ کہتے اور جب کھاتے پیتے تو تب بھی الحمدللہ فرماتے اسی بنا پر انہیں شکرگزار بندہ کہا گیا ہے۔

۳۲۰۴ سعد بن مسعود

ان سے سعید بن صفوان روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن [1] حبان: صحابی ہیں ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے۔لیکن ابن حبان نے خود صحابہ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔صرف سعید بن صفوان کے حالات میں تابعین کے طبقہ میں اس بات کا ذکر کیا ہے میرے خیال میں یہ کندی ہیں۔ ابن ابی حاتم [2] ان کے سوانح میں لکھتے ہیں ان سے یزید بن ابی حبیب، عبدالرحمٰن الافریقی۔ جو ابن النعم ہی ہیں جن کا کندی کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔روایت کرتے ہیں۔

۳۲۰۵ سعد بن معاذ [3]

بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشھل بن جشم بن حارث بن خزرج بن النبیت بن مالک بن الاوس انصاری اشہلی، اوس کے سردار، والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے وہ بھی صحابیہ ہیں۔کنیت ابوعمرو تھی اتفاق ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔غزوۂ خندق میں ان کے ایک تیر لگا جس کے بعد مہینہ بھر زندہ رہے اسی دوران بنی قریظہ کا فیصلہ کیا، اس بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ پھر یہی زخم ہرا ہو کر بہہ پڑا تو فوت ہو گئے یہ بخاری کی روایت ہے اور یہ واقعہ پانچ (۵ھ) کا ہے۔جب ان کا جنازہ نکلا تو منافق کہنے لگے: کتنا ہلکا جنازہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتوں نے ان کا جنازہ اٹھا رکھا ہے'' صحیحین وغیرہ میں کئی طرق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش کانپ اٹھا'' [4] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنی عبدالاشھل میں تین افراد ایسے ہوئے ہیں کہ ان سے افضل کوئی نہیں: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ نے جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو بنی عبدالاشھل سے فرمانے لگے: جب تک تم لوگ مسلمان نہیں ہو لیتے تمہارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا میرے لیے حرام ہے۔ چنانچہ وہ سارے مسلمان ہو گئے۔انہیں اسلام میں سب سے بڑی برکت حاصل تھی۔ ابن اسحاق [5] غزوۂ خندق کے ذیل میں فرماتے ہیں: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں بنی حارثہ کے قلعہ میں سعد بن معاذ کی والدہ کے ساتھ بیٹھی تھی کہ وہاں سے سعد بن معاذ کا گزر ہوا وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ع

''ذرا ٹھہر کہ لڑائی کا غبار مل جائے وہ موت کتنی اچھی ہے جس کا وقت قریب آ گیا ہو۔'' [6]

---

[1] الثقات (۲۹٦/٤) [2] الجرح والتعدیل (۹۳/٤) [3] اسدالغابۃ (۲۰٤۵) استیعاب (۲۹٦۳)

[4] بخاری کتاب مناقب الانصار باب مناقب سعد بن معاذ (۳۸۰۳)
مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل سعد بن معاذ (۲٦۹٦)
ابن ماجہ (۱۵۸) مسند احمد (۳۱٦/۳) المعجم الکبیر (۵۳۳۵/٦)

[5] السیرۃ النبویۃ (۱۷۹/۳) [6] اشعار اسدالغابۃ (۳۱٤/۲) السیرۃ النبویۃ اورالروض للسہیلی (۱۹۲/۲) میں ہیں

تو ان کی والدہ فرمانے لگیں: بیٹا! جلدی ملو تم تو پیچھے رہ گئے۔ میں کہنے لگی: ام سعد! کاش ان کی زرہ ذرا لمبی ہوتی۔ تو انہیں وہیں تیر لگا جہاں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خدشہ تھا جس نے ان کے تیر مارا وہ کہنے لگا: لو! میں ابن العرقہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ دوزخ میں تیرا چہرہ آلود کرے۔ ابن العرقہ کا نام حبان بن عبد مناف تھا جو بنی عامر بن لؤی سے تعلق رکھتا تھا۔ العرقہ اس کی والدہ کا نام تھا۔ بقول بعض ابوامامہ جشمی نے ان کے تیر مارا تھا۔ امام بخاری ✿ کی روایت ہے کہ جب بنی قریظہ حضرت سعد کے فیصلے پر قلعہ سے باہر آ گئے تو آپ ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا: (قبیلۂ اوس) اپنے سردار کی طرف بڑھو (کیونکہ آپ اس وقت بیمار تھے) ابن اسحاق ✿ نے بغیر سند فرمایا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ نے یہ اشعار کہے۔

''ام سعد کا غم سعد کے کھو جانے پر جو باہمت اور حوصلے والا تھا۔ اور ایسا سردار تھا کہ اب اس کا قائم مقام کوئی نہیں''۔

جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''رونے والیاں اکثر جھوٹ بولتی ہیں لیکن یہ سچ کہتی ہے'' ✿ یہی روایت طبرانی نے ضعیف سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ ام سعد کہنے لگیں، پھر یہ اشعار جو اوپر گزرے ہیں بیان کیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے زیادہ کچھ نہ کہنا، اللہ کی قسم وہ واقعی دور اندیش اور اللہ کے دین میں مضبوط تھا''۔

۳۲۰۶ (ز) سعد بن معاذ الانصاری (دوسرے) ✿

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل کی کتاب میں ان کا نام دیکھا ہے لیکن ان کی حدیث ذکر نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: شبیب بن قرہ کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔ خطیب نے المتفق میں ایک کمزور ترین سند سے اور ابوموسیٰ نے ذیل میں مجہول سند سے بواسطہ حسن بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو سعد بن معاذ انصاری نے آپ کا استقبال کیا تو آپ نے ہاتھ ملانے سے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں یہ سختی کا کیا اثر ہے؟ عرض کی: یہ پھاوڑی کے نشان ہیں میں یہ چلا کر اپنے گھر والوں کے لئے کمائی کرتا ہوں تو نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دے کر فرمایا: یہ ایسا ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھوئے گی۔'' ✿ ابوموسیٰ کی روایت میں یہ نام سعد بن الانصاری لکھا ہے۔

۳۲۰۷ (ز) سعد بن معاذ یا معاذ بن سعد

بخاری میں شک کے ساتھ ہی منقول ہے تحریر کر لیا جائے۔

۳۲۰۸ سعد بن المنذر الانصاری ✿

امام بخاری ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن لہیعہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے لیکن صحیح نہیں۔

✿ بخاری کتاب الاستئذان باب قول النبی ﷺ: قوموا الی سیدکم (حدیث ٦٢٦٢)

✿ السیرۃ النبویۃ (١٩٨/٣) ✿ المعجم الکبیر (٥٣٢٩/٦) ✿ المعجم الکبیر (٥٣٢٨/٦)

✿ المنتظم (٢٥١/٢) ✿ اسد الغابۃ (٢٠٤٦) استیعاب (٩٦٤) ✿ التاریخ الکبیر (٦٥/٢)

میں کہتا ہوں: ابن المبارک نے اسے ''الزھد'' میں ابن لہیعہ سے بحوالہ سعد بن المنذر رانصاری نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں تین راتوں میں ایک کلام پاک ختم کرلیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے اگر تم ایسا کر سکتے ہو''۔ [1] چنانچہ وہ وفات تک اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہی روایت حسن بن سفیان، اور بغوی نے بطریق ابن لہیعہ بحوالہ ابن حبان نقل کی ہے۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ یہی سعد بن المنذر ربن عمیر بن عدی بن خرشہ ہیں جو بیعت عقبہ، اور بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن اسحاق اور زہری نے انہیں بدری صحابہ میں اور نہ اہل عقبہ میں ذکر کیا ہے۔ بات یہی ہے۔ ابن مندہ کے کلام میں ان کی نسبت کے بارے میں تامل ہے اس واسطے کہ عدی بن خرشہ صحابی ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے منذر کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ لہٰذا یہ بات قلمبند کرلی جائے۔

۳۲۰۹ سعد بن المنذر الساعدی [2]

ابوحمید کے والد ابن ابوحاتم [3] نے ان کا ذکر کیا اور ابوعمر [4] کا قول ہے: مجھے خدشہ ہے یہ پہلے والے نہ ہوں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں اختلاف ہے۔

۳۲۱۰ سعد بن النعمان [5]

بن زید بن اکال بن لوذان بن حارث بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ بقول ابن اسحاق [6] کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ: عمرو بن سفیان بدر کے روز گرفتار ہوگیا تو کسی نے ابوسفیان سے کہا: کیا آپ ان کا فدیہ نہیں دے دیتے؟ انہوں نے حنظلہ کو قتل کیا ہے اور میں عمرو کا فدیہ دوں؟ میرا مال اور خون یکجا نہیں ہو سکتے۔ فرماتے ہیں: اسی اثناء میں سعد بن نعمان بن زید بن اکال عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو ابوسفیان نے ان پر حملہ کر کے انہیں گرفتار کرلیا۔ اور یہ کلام کیا: ع

''اے ابن اکال کے قبیلے! اس کی بات کا جواب دو! تم نے کھو دیا ادھیڑ عمر سردار حوالے نہ کرو کیونکہ بنی عمرو بن عوف اس وقت تک ذلیل رہیں گے جب تک تم اپنے قیدی سے بیڑیاں نہیں کھول دیتے۔'' [7]

چنانچہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن ابی سفیان کا فدیہ سعد کی صورت میں لے کر گئے آپ نے عمر وان کے حوالہ کر دیا۔ جس کے متعلق حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ع

''اگر مکہ کے روز سعد آزاد ہوتے تو قید ہونے سے پہلے تمہارے بہت زیادہ قتل کرتے''۔

بقول ابوعمر: [8] ابن کلبی نے یہی واقعہ سعد کے والد نعمان کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار سے ابن اسحاق کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] المعجم الكبير (٥٤٨١/٦) الزهد لابن المبارك (١٢٧٤) مجمع الزوائد (١٧١/٧)

[2] اسد الغابة (٢٠٤٧) استيعاب (٩٦٥) [3] الجرح والتعديل (٩٣/٤)

[4] استيعاب (١٧٠/٢) [5] اسد الغابة (٢٠٤٨) استيعاب (٩٦٦)

[6] السيرة النبوية (٢٢١/٢) [7] السيرة النبوية ، اسد الغابة (٣١٨/٢) [8] استيعاب (١٧٠/٢)

۳۲۱۱ سعد بن النعمان ❶

بن قیس بن عمرو بن زید بن امیۃ الظفری۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ ان کا تذکرہ شرکائے بدر میں کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۲۱۲ سعد بن هلال

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔لیکن ان کی کوئی روایت نقل نہیں کی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۱۳ سعد بن وائل ❷

بن عمرو العبدی۔ الجذامی۔ بقول ابن مندہ: اہل رملہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر یہ اور باوردی بطریق عبداللہ بن کثیر بن سعد بواسطہ ابومعاویہ حکم بن ابی سفیان العبدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن وائل کو فرماتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے وہ جنت کا مستحق ہے''۔ ❸

۳۲۱۴ سعد بن ابی وقاص

یہی سعد بن مالک ہیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۲۱۵ سعد بن وهب الجُهَنی

رشدان کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۱۶ سعد بن وهب النضیریؓ ❹

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان کے اور سفیان بن عمیر بن وہب کے علاوہ بنی نضیر میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ایسا ہی ابوموسیٰ نے بلا اسناد ذکر کیا ہے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۱۷ سعد بن یزید بن الفاکه

اسعد میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۲۱۸ (ز) سعد الاسود السلمیّ ثم الذکوانیّ

ابن عدی، ابن حبان اور المخلص نے اپنے فوائد کی دوسری جلد میں سب نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا! اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنے سیاہ رنگ اور بدصورتی کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی بات نہیں''.....حدیث.....اسی میں ہے کہ میں بنی سلیم میں سے پھر ذکوان میں سے مشہور نسب اور حسب والا ہوں صرف مجھ پر سیاہ رنگت کا غلبہ ہے جو میرے ماموؤں کی رنگت ہے۔ اور اسی میں ہے۔ آپ نے بنت عمر یا عمرو بن وہب ثقفی سے ان کا نکاح کر دیا پھر جلیبیب اور محمد بن عمر کے واقعہ سے ملتا جلتا ایک قصہ ذکر کیا۔ الحاکم کا بیان ہے انہوں نے یہ موضوع حدیث نقل کی ہے۔

---

❶ اسدالغابۃ (۲۰۴۹) ❷ اسدالغابۃ (۲۰۵۲) تجرید (۲۱۹/۱)

❸ جامع المسانید ۲۵۱/۵) اسدالغابۃ (۸۸/۳) ❹ اسدالغابۃ (۲۰۵٤)

۳۲۱۹ سعد الاسلمی سعد العرجی کے بیان میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔

۳۲۲۰ (ز) سعد الاحمسی

ان کے مولا ہیں۔ بغوی بطریق ابو محمد۔ بواسطہ اسمٰعیل بن ابو خالد بحوالہ سعد جو ان کے مولا ہیں روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا۔

۳۲۲۱ سعد مولا ابی بکر الصدیق ✿

بقول بعض: سعید لیکن پہلا نام زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ یہ ابن عبدالبر ✿ کا قول تھا۔ ابن ماجہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے جو بروایت حسن بصری ان سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے پھر کھجور ملا کر کھانے کی حدیث روایت کی۔ اس میں فرماتے ہیں: سعد مولا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے جس سے ابن فتحون کو یہ گمان ہو گیا یہ رسول اللہ ﷺ کے وہ مولا ہیں جن کا ذکر ہوگا۔ جبکہ ایسا نہیں۔ انہیں تو بس خادم رسول ہونے کی وجہ سے آپ کا مولا کہا گیا ہے جبکہ آنے والی شخصیت کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔

۳۲۲۲ (ز) سعد الانصاری سعد بن عبادہ میں ان کا بیان ہوا ہے۔

۳۲۲۳ (ز) سعد الانصاری سعد بن عمارہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۲۴ (ز) سعد مولا اوس بن حجر

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے مشہور یہ ہے جن کا انہوں نے ذکر کیا وہ ان کے علاوہ مسعود ہیں تذکرہ ابھی ہوتا ہے۔

۳۲۲۵ (ز) سعد مولا ثابت بن قیس الانصاری

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے آقا کی وصیت پوری کرنے کے لیے انہیں آزاد کر دیا تھا اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا۔ واقدی نے ''الردۃ'' میں اپنی سند سے یہ بات نقل کی ہے۔

۳۲۲۶ سعد الجُهَنیؓ ✿

بقول ابوعمر: ان کی روایت کردہ حدیث میں کلام ہے جو بروایت سنان بن سعد الجہنی بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''امام لوگوں کو چھوڑ کر خصوصی اپنے لیے دعا نہ کرے''۔

۳۲۲۷ سعد مولا حاطب بن ابی بلتعه

سعد بن خولی میں ذکر ہو چکا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۱۹۷۱) استیعاب (۹۷۵) ✿ استیعاب (۱۷۵/۲) ✿ اسد الغابۃ (۱۹۷۵)

۳۲۲۸ سعد مولا حاطب (دوسرے)

اُحد کے بعد تک زندہ رہے اسمٰعیل بن ابی خالد بحوالہ سعد مولا حاطب روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیا حاطب جہنمی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بدر اور بیعت رضوان میں شریک کوئی مسلمان بھی ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔[1] بغوی لکھتے ہیں: مجھے نہیں لگتا کہ ابن ابی خالد نے ان کا زمانہ پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: جس نے انہیں پہلے شخص سے ملا دیا اسے وہم ہوا ہے اس واسطے کہ بیعت رضوان اُحد کے مدت بعد ہوئی جبکہ پہلی شخصیت اُحد میں شہید ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے صحیح مسلم میں حدیث جابر سے مروی ہے کہ حاطب کا غلام آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! پھر حدیث ابن ابی خالد کا مفہوم ذکر کیا اور ان کا نام نہیں لیا۔

۳۲۲۹ (ز) سعد الخیر سعد بن قیس میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۳۰ سعد الدوسی[2]

باوردی کی بطریق ابوقلابہ بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے قیامت کے متعلق سوال کیا، اتنے میں ازدشنؤہ کا ایک شخص وہاں سے گزرا جس کا نام سعد تھا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: اسے اگر اتنی لمبی عمر ملی کہ اسے اپنی عمر فنا کرنے کا موقع مل گیا تو تم میں سے ایک آنکھ بھی زندہ نہیں رہے گی''[3] یہی روایت ابن مندہ نے دوسری سند سے بواسطہ قیس بن وھب بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ سعد دوسی کا گزر ہوا اور یہی حدیث جب قرہ بن خالد نے بواسطہ حسن بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی تو اس میں یہ اضافہ نقل کیا: تو آپ نے دوس کے ایک جوان کے بارے فرمایا جس کا نام سعد تھا اور قتادہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی تو اس میں فرمایا: مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام گزرا جو میرا ہم عمر تھا'' محمد نامی حضرات کے حالات میں اس سے ملتا جلتا واقعہ بیان ہوگا بظاہر لگتا ہے دو واقعات ہیں۔

۳۲۳۱ سعد مولا رسول اللہ ﷺ[4]

امام احمد[5] فرماتے ہیں: ہم سے جعفر بن عثمان بن عتاب نے بیان کیا کہ میں ابوعثمان نہدی کے ساتھ تھا تو لوگوں میں سے ایک شخص بولا: ہمیں سعد یا عبید مولا رسول اللہ ﷺ نے روایت سنائی کہ انہیں روزہ رکھنے کا حکم ہوا اتنے میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! فلاں فلاں عورتوں کی حالت غیر ہو رہی ہے .... حدیث.... حسن بن سفیان بطریق یحییٰ قطان بحوالہ عثمان بن عتاب روایت کرتے ہیں کہ ابوعثمان کے حلقۂ محفل میں ہم سے ایک شخص بحوالہ سعد مولائے رسول اللہ ﷺ حدیث بیان کرنے لگا پھر اسے طویل انداز میں روایت کیا۔ یہی حدیث بروایت سلیمان التیمی بواسطہ ابوعثمان بحوالہ عبید مولا رسول اللہ ﷺ بیان ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] کنز العمال (۳۳۸۹۹) [2] اسد الغابة (۱۹۸۸) استیعاب (۹۷۲)

[3] مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعة (۷۳۳۷)

[4] اسد الغابة (۱۹۹۵) استیعاب (۹۷٦) [5] مسند احمد (۴۳۱/۵)

۳۲۳۲ سعد[1] والد زید (بے نسبت)

ابن ابی عاصم کی زید بن سعد سے بحوالہ ان کے والد روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب اپنی وفات کی اطلاع ملی تو آپ پرانے کپڑے اوڑھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد فرمایا: "لوگو! میری انصار کے اس قبیلہ کے بارے میں وصیت یاد رکھنا"۔[2] حدیث۔ ابن مندہ نے یہ روایت سابقہ شخصیت سعد بن زید الاشہلی کے سوانح میں لکھی ہے۔ جبکہ ابوحاتم[3] اور ابن عبدالبرؒ[4] نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ یہی مناسب ہے۔

۳۲۳۳ سعد ظفری[5]

ابوحاتم[6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی[7] نے بطریق عبدالرحمٰن بن حرملہ بحوالہ سعد ظفری روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغنے (لوہا گرم کر کے زخم وغیرہ کا علاج کرنے) سے منع کیا ہے۔ ابوموسیٰ کو تردد ہے کہ آیا یہ سعد بن نعمان ظفری ہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۳۲۳۴ سعد مولا عتبہ بن غزوان[8]

عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ مذکورہ آیت "اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹانا جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں"۔[9] ان کے بارے میں اور سعد مولا حاطب، حاطب اور عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوعمر[10] کا گمان ہے: یہ اپنے مولا کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے۔ جبکہ ابن اسحاق نے بدریین میں صرف خباب مولا عتبہ بن غزوان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۳۵ سعد العرجی[11]

ان سے روایت ہے کہ میں عرج سے مدینہ تک نبی ﷺ کی رہنمائی کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے ٹیک کا سہارا لے کر کوئی چیز کھائی تھی۔[12] زیادات المسند میں ہے۔ میں ابراہیم بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کے ساتھ نکلا، ابن سعد کی طرف پیام بھیجا تو وہ ہمارے پاس عرج میں آ گئے۔ ابن سعد[13] لکھتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی کوئی بچی ہمارے ہاں دودھ پلوائی پر آئی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ تھا کہ مختصر (شارٹ کٹ) رستہ مل جائے تو سعد نے انہیں سواری کا رستہ بتایا پھر آپ ﷺ کی قباء تشریف آوری اور سعد بن خیثمہ کے ہاں فروکشی کی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ آپ کے پاس سے دو شخص گزرے آپ نے پوچھا تم دونوں کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: ہم دونوں کمتر شخص ہیں آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم دونوں عزت مند انسان ہو۔ ابوعمر کو اس بارے میں خبط ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: سعد العرجی بنی العرج بن حارث بن کعب بن ھوازن سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول بعض یہ اسلمیین کے مولا ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (۲۰۰۲) استیعاب (۹۴۲) [2] المعجم الکبیر (۵٤۲۵/٦) مجمع الزوائد (۳٦/۱۰) جامع المسانید (۹۵/۵)
[3] الجرح والتعدیل (۹۷/٤) [4] استیعاب (۹۷۳) [5] اسد الغابة (۲۰۱۰) استیعاب (۱۵۹/۲) تجرید (۲۱۵/۱)
[6] الجرح والتعدیل (۹۷/٤) [7] المعجم الکبیر (۵٤۸۰/٦) [8] اسد الغابة (۲۱۱۸) استیعاب (۹۷۷) [9] سورة الانعام : ۵۲
[10] استیعاب (۱۷٦/۲) [11] استیعاب (۲۰۲۰) استیعاب (۹۷٤) [12] الطبقات (٤۳/٤) جامع المسانید (۵.....۲۵۹) [13] استیعاب (۱۷۵/۲)

انہیں عرجی صرف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عرج میں نبی ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ آپ مدینہ کا ارادہ رکھتے تھے یہ وہاں اسلام لے آئے" پھر لکھتے ہیں: سعد اسلمی سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سعد بن خیثمہ کے ہاں ٹھہرے۔ یوں انہوں نے ایک شخصیت کے دو افراد بنا دیئے۔

۳۲۳۶ سعد مولا عمرو بن العاصی [1]

یوسف بن موسیٰ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ حسن بن سفیان بحوالہ سعد مولا عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک آیت کے بارے میں بحث و مباحثہ ہو گیا جس کا حل نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید (کی آیات) میں نہ جھگڑنا کیونکہ جو اس میں جھگڑتا ہے وہ کفر تک پہنچ جاتا ہے" [2] ابن حبان [3] نے ثقات التابعین میں لکھا ہے: یہ مرسل حدیث ہے۔

۳۲۳۷ سعد مولا قدامہ بن مظعون [4]

ابن عبدالبرؒ [5] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ: ان کے صحابی ہونے کے بارے میں تامل ہے۔ انہیں خوارج نے اکتالیس (۴۱ھ) میں شہید کیا تھا۔

۳۲۳۸ (ز) سعد الکندی سنان کے والد، ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں نقل کی ہے۔

۳۲۳۹ (ز) سعد ابوالحارث ابن حبان "الصحابہ" میں لکھتے ہیں: ان کی کنیت: ابوالمُطرِّف تھی اور یہ صحابی ہیں۔

۳۲۴۰ (ز) سعد (بے نسبت)

بقول ابن مندہ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے ان کے حالات نامعلوم، میں کہتا ہوں: ہوسکتا ہے یہ عرجی ہوں۔

۳۲۴۱ سعد (بے نسبت)

بغوی کی بواسطہ زیاد بن جبیر بحوالہ سعد روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو ایک دراز قد عورت کھڑی ہوئی لگتا تھا وہ مضر کی ہے کہنے لگی: اللہ کے رسول ﷺ! خاوندوں کی کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تازہ کھجور جو تم عورتیں کھا بھی سکتی ہو اور اڑوس پڑوس میں ہدیہ بھی بھیج سکتی ہو۔ [6]

میں کہتا ہوں: یہی روایت بزار، عبد بن حمید اور یحییٰ بن عبدالحمید حمانی نے مسند سعد بن ابی وقاص میں نقل کی ہے۔ بغوی اور ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے یہی راجح ہے۔ کیونکہ دارقطنی نے علل میں اس کا اختلاف ظاہر کیا ہے کہ سعد ایک انصاری شخص ہیں، جس نے انہیں سعد بن ابی وقاص لکھا اسے وہم ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہ اور ہیں کہ ابن مندہ بطریق حماد بن سلمہ بواسطہ یونس بن عبید بحوالہ زیاد بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد نامی ایک شخص زکوۃ وصولی کے لیے بھیجا، تو اگر وہ ابن ابی وقاص ہوتے تو راوی انہیں اس نام سے تعبیر نہ کرتے۔

---

[1] اسدالغابة (۲۰۲۷) [2] المعجم الكبير (٤٩١٦/٥) مجمع الزوائد (١٥٧/١) جامع المسانيد (٢٥٧/٥)

[3] الثقات (٣٠٠/٤) [4] اسدالغابة (٢٠٣٠) استيعاب (٩٧٨) [5] استيعاب (١٧٦/٢)

[6] ابوداؤد كتاب الزكاة باب : المراة تتصدق من مال زوجها (١٦٨٦) جامع المسانيد (١٣١/٥)

۳۲۴۲ (ز) سعد ✿

محمد انصاری کے والد۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہو جاؤ''۔ ✿ (حدیث)

ابن الاثیر ✿ کا قول ہے: یہ حدیث سعد بن عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ ابوموسیٰ سے منقول ہے: یہ اسماعیل وہی ابن محمد بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر بات یہی ہے جو اس ابوموسیٰ نے لکھی ہے تو جس نے انہیں انصاری لکھا ہے اس سے غلطی ہوئی ہے۔ رہی ابن الاثیر کی بات کہ یہ حدیث سعد بن عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے تو یہ دوسری سند سے ہے دونوں حدیثوں کا مضمون مختلف ہے۔

۳۲۴۳ (ز) سعد (بے نسبت)

امام بخاری ✿ نے انہیں علیحدہ ذکر کیا ہے اور بطریق حفص بن المضاء سُلَمی بواسطہ عامر بن خارجہ بن سعد انہوں نے بحوالہ اپنے دادا سعد روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قحطِ باراں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھٹنوں کے بل بیٹھ کر رب کہو'' ✿ کسی اور نے یہ روایت مسند سعد بن ابی وقاص میں لکھی ہے۔ واللہ اعلم

۳۲۴۴ سعدی ✿

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن سعد نقل کیا ہے کہ ان کی بحوالہ نبی ﷺ صدقہ کے اونٹوں کے متعلق ایک روایت ہے۔ مجھے اس کے قلمبند کرنے کی فرصت نہ ملی۔ میرے خیال میں یہ نام نسب کے لفظ سے ہے۔

۳۲۴۵ سَعْر ✿ دُئلی

بقول دارقطنی اور ابن حبان: ✿ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ عسکری نے مخضرمین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے سوادہ، دیسم مختلف اقوال ہیں۔ بقول بعض: عامری ہیں۔ ایک قول ہے: جاہلیت میں شام تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ یعقوب بن شیبہ نے بطریق عبداللہ الحمرانی روایت کی ہے میں سعر بن سوادہ کی اولاد کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا وہ مجھے سناتے کہ انہوں نے فرمایا: میں کسی عرب سردار کا نوکر تھا ایک دفعہ میں شام گیا وہاں سے مکہ پہنچا وہاں میں نے ایک شخص دیکھا جس کا رنگ کھلا ہوا ہے اس کے سامنے اونٹ نحر (ذبح) کیے جا رہے تھے پھر ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: اللہ کے وفد! آؤ کھانے کے لئے۔ فرماتے ہیں: ہمیں شام میں بتایا گیا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اب اس کا ظہور ہو چکا ہے چنانچہ میں اس کے پاس آیا میں نے کہا: السلام علیک یا نبی اللہ! وہ کہنے لگا: بس، وہ آنے ہی والا ہے'' میں نے ایک شخص سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ اس نے کہا: ابونضلہ ہاشم بن عبد مناف'' میں نے کہا اللہ کی قسم! یہی بزرگی و عزت ہے نہ کہ بنی حنیفہ کی شان و عزت۔

✿ اسد الغابۃ (۲۰۳۹) ✿ کنز العمال (٤٤١٥٦) کشف الخفاء (۳۲۵/۱) ✿ اسد الغابۃ (۳۱۱/۲)

✿ اتاریخ الکبیر (۵۵/۲) ✿ مجمع الزوائد (۲۱٤/۲) ✿ اسد الغابۃ (۲۰۹۷)

✿ ایضًا (۲۰۵۸) استیعاب (۱۱۳۸) ✿ الثقات (۱۸۲/۳)

خطیب نے ''مؤتلف'' میں بواسطہ ابوعتوارہ خفاجی بحوالہ سعد بن سوادہ عامری نقل کیا کہ میں ایک جگہ نوکر تھا پھر اسی سے ملتا جلتا طویل واقعہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے: میں نے دیکھا کہ زمین کے بلند مقام پر کھڑا ایک شخص اعلان کر رہا ہے۔ اللہ کے وفد! دوپہر کا کھانا تیار ہے اور دوسرا راستے کی چورنگی میں کھڑا اعلان کر رہا ہے: جو کھانا کھالے وہ شام کے لئے آرام کر لے، پھر ہے انہوں نے اس سے کہا: السلام علیک یا نبی اللہ'' اس نے کہا: میں وہ نہیں ہوں، اس کا زمانہ قریب ہے تم ضرور اس کی خوشخبری سنو گے'' میرا غالب گمان یہ ہے کہ اس واقعہ والے عامری جو ہاشم بن عبد مناف نبی ﷺ کے پردادا کے ساتھ ہے اس دئلی کے علاوہ ہیں جن کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے زکوٰۃ وصول کنندگان ان کے پاس زکوٰۃ لینے آئے۔ اس لیے کہ عامری کے واقعہ سے یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اسے بہت لمبی عمر ملی ہو وجہ یہ ہے ہاشم کا دور زکوٰۃ وصول کرنے والوں کی روانگی سے کافی دور ہے اور نبی ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاعات بہت زیادہ تھیں اور بعید ہے کہ آپ اس وقت مبعوث ہوئے ہوں۔ اس کا ذکر بھی حجاز کی سرزمین میں ہو پھر اس کے متعلق بیس (۲۰) سال بعد ہی شنید ہو سکتی ہے۔ ابوعتوارہ کی ایک روایت میں بحوالہ ان کے مذکور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ رہے اس واسطے کہ ابوعتوارہ تابعی ہیں اور اس عامری کو صحابہ میں شمار کرنا دئلی کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

ابوداؤد اور نسائی نے بطریق مسلم بن ثفنہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ان کے پاس نبی ﷺ کے ہاں سے دو شخص زکوٰۃ کی وصولی کے لیے آئے [1] ....حدیث.... سنن ابی داؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ اور ابوعمر [2] کے ہاں لکھا ہے: یہ سعر بن شعبہ بن کنانہ ہیں۔ ابن الاثیر کا قول ہے: اس میں کئی اوہام ہیں۔ کیونکہ شعبہ تو مسلم کے والد ہیں جو ان سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض انہیں ثفنہ بھی کہا جاتا ہے، رہے کنانہ تو وہ شعبہ کے والد نہیں۔ اور درست نام کنانہ ہی ہے اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۳۲۴۶ (ز) سَعْنَه

بروزن حمزہ بقول بعض: سعیۃ ابن عریض بن عادیا التیماوی، حجاز اور شام کے درمیان تیماء نامی جگہ کی طرف نسبت ہے سموال بن عادیا یہودی کے بھتیجے ہیں اور جاہلیت میں قلعہ تیماء کے مالک، جن کی وفا کے بارے میں مثال دی جاتی ہے۔ مخضر مین میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔ لیکن مجھے ''رجال السبعۃ الامامیۃ'' میں ابن ابی طئی کے قلم سے لکھی ایک روایت مل گئی ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابوجعفر الحائری جو امامیہ کے ایک امام ہیں ان کی سند سے منقول ہے۔ ان میں سے اکثر ان سات میں سے جو ابن لہیعہ تک سنداً نقل کرتے ہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے آئے مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں بزرگ شخص تھا جس کی دو مینڈھیاں تھیں وہ باقی بزرگوں میں سے اچھی چال ڈھال اور صاف ستھرے کپڑوں والے تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق پوچھا، تو کسی نے بتایا: یہ ابن عریض ہیں۔ آپ نے ان کی طرف پیام بھیجا تو وہ آ گئے۔ آپ

---

[1] ابوداؤد كتاب الزكاة باب زكاة السائمة (۱۵۸۱) (۱۰۸۲)۔
نسائی كتاب الزكاة باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (۲٤٦۲)

[2] استیعاب (۲ / ۲٤۲)

نے پوچھا: تمہاری زمین تیماء کا کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا: باقی ہے، فرمایا: میرے ہاتھ بیچ دو، کہا ٹھیک ہے مجھے اگر ضرورت نہ ہوتی تو میں اسے نہ بیچتا، اور پھر ان سے ان کے بیٹے کا اپنا کہا ہوا مرثیہ کہنے کی درخواست کی تو انہوں نے سنا دیا، درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی۔ ابن عریض نے امیر معاویہ کا مرتبہ گھٹایا تو امیر معاویہ کہنے لگے: لگتا ہے ان کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں انہیں درست کرو وہ کہنے لگے: میں کوئی باؤلا نہیں ہوا، لیکن میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں معاویہ آپ کو یاد ہوگا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آئے آپ ﷺ نے ان کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا: جو تم سے لڑے اللہ اسے ہلاک کرے اور جو تم سے دشمنی رکھے اللہ اسے اپنی عداوت سے مارے" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کاٹتے ہوئے دوسری بات شروع کردی۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کی اصل عمر بن شبہ نے اپنی سند سے جو ہیثم بن عدی تک ہے نقل کی ہے جس میں ابن عریض کا یہ قول نہیں کہ آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، لگتا ہے کسی راوی کا اختلاف ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور لفظ سعنہ میں اختلاف نقل کیا ہے آیا نون سے ہے یا یاء سے اور امالی ثعلب میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں کہ جو شعر اس میں شراب کی تعریف میں ہے وہ ابن عریض کا ہے: ع

جب شراب پرانی تھی تو قریش کو اس سے نفرت تھی اور جب انہوں نے حضرت عثمان کے قتل کو جائز سمجھ کر انہیں شہید کر دیا تو شراب حلال ہوگئی۔

سعید نامی حضرات

۳۲۴۷ سعید بن بُجَیر [1] الجهنی

ابن السکن اور ابن مندہ کی بطریق ابی ذکوان عمران رَملی فرمایا: میں نے عطیہ بن سلیم بن سعید جو بنی جشم کے ایک فرد ہیں سے سنا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: فلاں۔ آپ نے فرمایا: نہیں تم سُلَیم ہو"۔ [2]

۳۲۴۸ (ز) سعید بن ثجیر [3]

ابن فتحون نے انہیں الشقری قلمبند کیا ہے۔ ابن السکن بطریق جنادہ بن مروان بحوالہ ابن الحکم بن الشقری وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا سعید بن ثجیر نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ راستے میں بنی عامر ملے اور ان سے کہنے لگے: تم بے دین ہوگئے ہو؟ تو میرے دادا نے یہ اشعار کہے: ع

بنی عامر بلاوجہ ہم سے بگڑتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں۔

ابن السکن کا قول ہے مجھے ان کا ذکر صرف اس واقعہ میں ملا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۲۰۶۰) [2] جامع المسانید (۲۶۱/۵) [3] استیعاب (۹۷۹)

۳۲۴۹ سعید بن البختری [1]

بقول ابن مندہ: ابن خزیمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن صحیح نہیں، پھر بحوالہ سعید بن البختری روایت کی ہے کہ وہ اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا اتنے میں رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو پھر اس نے اللہ کی پناہ مانگی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا آپ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ پناہ مانگنے والے کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے"

وہ کہنے لگے: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ آزاد ہے آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ کی لپٹ [2] کا سینک تمہارے چہرہ پر لگ جاتا"۔ [3]

میں کہتا ہوں: لگتا ہے اس میں تحریف ہوئی ہے اصل میں یوں تھا سعید ابوالبختری سے مروی ہے جو مشہور تابعی ہیں یہ روایت بھی انہوں نے مرسل نقل کی ہے اس کا سبب یہ بنا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ بکیر طائی کی کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہو' یہ متن تو ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے مشہور ہے۔

۳۲۵۰ سعید بن ثابت

بن الجذع انصاری۔ طبری کا بیان ہے یہ طائف کے محاصرہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۵۱ سعید بن حارث

بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی اگر ثابت ہو جائے تو نبی ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ المستدرک [4] میں حاکم کی روایت ہے یہ شام آئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا: آپ اور معاذ میں کیا رشتہ داری ہے؟ فرماتے ہیں: میرے چچازاد ہیں۔ لوگوں نے کہا: انہوں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس کی اس حال میں اللہ کے حضور حاضری ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" موسیٰ بن جبیر کہتے ہیں میں نے یہ روایت سلیمان الاغر سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سعید بن حارث بن عبدالمطلب نے مجھے یہی الفاظ سنائے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسناد میں ابن لہیعہ ہیں جو ضعیف ہیں۔ مجھے کتب انساب میں ان سعید کا ذکر نہیں ملا، دارقطنی کتاب الاخوۃ میں جہاں ان کا ذکر کرتے ہیں وہاں یہ حدیث بھی ذکر کی ہے اور ایک دوسری حدیث بھی روایت کی ہے لیکن وہ موقوف ہے لیکن اس میں ان کا نسب ان کے دادا نفیل تک سعید بن نفیل لکھا ہے۔

۳۲۵۲ سعید بن حارث [5]

بن قیس بن عدی بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو قرشی سہمی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا

---

[1] اسد الغابة (٢٠٦١) تجريد (١/ ٢٢٠) [2] جامع المسانيد (٥/ ٢٦٢) [3] جهلسنا اسد الغابة (٢/ ٣٢١) الدر المنثور (٢/ ١٦١)

[4] المستدرك (٣/ ٢٤٧) [5] اسد الغابة (٢٠٦٣) استيعاب (٩٨١)

ہے۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: اجنادین میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق [۱] نے اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے کہ یرموک میں شہید ہوئے ایسا ہی زبیر، سیف اور ابن سعد نے لکھا ہے۔

۳۲۵۳ سعید بن حاطب [۲]

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی، محمد بن حاطب کے بھائی۔ امام بخاری [۳] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن حبان [۴] لکھتے ہیں جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: بعید نہیں کہ ان کی روایت ہو۔ چنانچہ صالح بن حیّ نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ باہر نکلتے منبر پر تشریف فرما ہوتے پھر مؤذن اذان دیتا جونہی وہ فارغ ہوتا آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

۳۲۵۴ سعید بن حریث [۵]

بن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی ان لوگوں میں سے ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے فتح مکہ میں شریک ہوئے اور اپنے بھائی عمرو بن حریث سے زیادہ عمر والے تھے۔ ابن ماجہ [۶] اور ابن ابی عاصم [۷] کی بطریق عبدالملک بن عمیر بواسطہ عمرو بن حریث بحوالہ سعید بن حریث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی جائیداد یا حویلی بیچ کر پھر اسی جیسی چیز میں وہ قیمت نہیں لگائی تو اس میں اسے برکت نہیں ہوگی'' سعد بن ذؤیب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بقول ابن مندہ کوفہ میں فوت ہوئے۔ بقول بعض اور یہ ابوعمر [۸] کا قول ہے۔ کہ حرہ میں شہید ہوئے۔

۳۲۵۵ سعید بن خالد [۹]

بن سعید بن عاص بن امیہ۔ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے یہ حبشہ میں پیدا ہوئے جب ان کے والد نے وہاں ہجرت کی تھی۔ اور مرج الصفر میں شہید ہوئے۔ بقول [۱۰] ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ وہ دونوں کشتیوں کے سواروں میں سے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ یہ ام خالد کے سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ حمینہ ہیں بقول بعض: امینہ بنت خلف بن اسعد الخزاعیہ، سیف نے مرج الصفر میں ان کے شہید ہونے کا لمبا واقعہ ذکر کیا ہے۔

۳۲۵۶ سعید بن ابی راشد [۱۱]

بقول بعض: جمحی، ابن حبان [۱۲] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان، ابن ابی داؤد، ابن شاہین، اور ابن عدی نے الکامل میں بطریق یونس بن حبان، بواسطہ عبدالرحمن بن سابط بحوالہ سعید بن ابی راشد روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ

---

[۱] السیرۃ النبویۃ (۷/۴) [۲] اسدالغابۃ (۲۰۶۲) [۳] التاریخ الکبیر (۴۶۴/۱) [۴] الثقات (۲۷۷/۴)

[۵] اسدالغابۃ (۲۰۶۵) استیعاب (۹۸۲) تجرید (۲۲۱/۱)

[۶] ابن ماجہ کتاب الرھون باب من باع عقارا و لم یجعل ثمنہ من مثلہ (۲۴۹۰)

[۷] الاحاد والمثانی (۷۱۰) [۸] استیعاب (۱۷۷/۲) [۹] اسدالغابۃ (۲۰۶۸) استیعاب (۹۸۴)

[۱۰] الجرح والتعدیل (۱۶/۴) [۱۱] اسدالغابۃ (۲۰۶۹) استیعاب (۶۸۵) [۱۲] الثقات (۲۹۰/۴)

ﷺ کو فرماتے سنا: کہ میری امت میں دھنساؤ، بگڑاؤ اور پتھراؤ ہوگا" [1] اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ سعید بن ابی راشد، عبداللہ بن عثمان بن خثیم کے شیخ ہیں ان سے بحوالہ قیصر کے قاصد ایک حدیث روایت کرتے ہیں میرے خیال میں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۲۵۷ سعید بن حَیْوَہ [2]

بقول بعض: حیدہ پہلے پر ابن ابی حاتم [3] وعسکری وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔ ابن مندہ، دلائل میں بیہقی نے ایک جماعت نے بطریق داؤد بن ابی ہند کندیر بن سعید سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے۔ میں نے جاہلیت میں حج کیا تو مجھے طواف کرتے ایک شخص نظر آیا جو کہہ رہا تھا: "اے میرے رب! میرے سوار محمد (ﷺ) کو میری طرف واپس لوٹا دے۔ اور مجھ پر ایک احسان اور کردے۔" [4] میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے (یعنی پوتے) کو اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے۔ وہ انہیں جس کام کے لیے بھیجتے ہیں اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ تو اتنے میں وہ آگئے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹالیا۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی حدیث کے طریق میں ان کے حوالہ سے یہ بات نہیں دیکھی کہ انہوں نے بعثت کے بعد نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح کے مفہوم کا واقعہ حیدہ قشیری کے حوالہ سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۲۵۸ سعید بن الربیع [5]

بن عدی بن مالک اوسی از بنی جحجبی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداءِ یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے اور ابن مندہ نے سعد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

۳۲۵۹ سعید بن ربیعہ الثقفی [6]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن مختار بحوالہ سعید بن ربیعہ روایت کی ہے کہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے مسجد میں ان کے لئے خیمہ لگوایا تو یہ لوگ نصف (۱۵ ویں) رمضان میں مسلمان ہو گئے۔ اور ان سے فرمایا: کہ وہ آئندہ روزے رکھیں اور جو رہ گئے ان روزوں کی قضاء کریں۔ [7]

یہی روایت ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے بحوالہ ابن عیسیٰ روایت کی ہے فرمایا: عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی بحوالہ ان کے وفد کے کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں یہی محفوظ ہے۔

۳۲۶۰ سعید بن قیس [8]

بن ثابت بن یعمر بن صبرہ بن مرّہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ابن اسحاق [9] نے مہاجرین مدینہ میں

---

[1] المعجم الکبیر (۵۵۳۷/۶) مجمع الزوائد (۱۱/۸) جامع المسانید (۲۶۷/۵) [2] اسد الغابۃ (۲۰۶۷)

[3] الجرح والتعدیل (۱۱/٤) [4] اشعار استیعاب میں ہیں (۲۵۱/۲) اسد الغابۃ (۳۲۳/۲) جامع المسانید (۲۶۵/۵)

[5] اسد الغابۃ (۲۰۷۰) [6] اسد الغابۃ (۲۰۷۱) [7] جامع المسانید (۲۶۸/۵) اسد الغابۃ (۳۲٤/۲)

[8] اسد الغابۃ (۲۰۷۲) استیعاب (۹۸۶) [9] السیرۃ النبویۃ (۸۹/۲)

ان کا ذکر کیا ہے ابن مندہ کی کتاب میں لکھا ہے: یہ انصاری ہیں۔ جوان کا وہم ہے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

۳۲۶۱ سعید بن زید بن سعد اشہلی سعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۶۲ سعید بن زید ❶

عمرو بن نفیل بن عبدالعزّیٰ العدوی عشرہ مبشرہ میں سے ایک جنہیں جنت کی خوشخبری ملی۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ بن ملیح خزاعیہ۔ جو اسلام کی طرف سبقت کرنے والی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دار ارقم میں تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے۔ پھر ہجرت کی اور اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بدر کے دور میں مدینہ میں نہیں تھے۔ اسی بنا پر وہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ صحابہ میں سے ان سے روایت کرنے والے ابن عمر، عمرو بن حریث، ابوالطفیل ہیں جبکہ تابعین میں سے ابوعثمان نہدی، ابن المسیب اور قیس بن ابی حازم وغیرہ ہیں۔ عروہ اور ابن اسحاق ❷ وغیرہ مغازی میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ کیونکہ وہ شام میں غائب تھے اور بہت پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا انہی کے گھر میں ہوا۔ کیونکہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔

امام بخاری ❸ نے بطریق قیس بن ابی حازم بحوالہ سعید بن زید روایت کی ہے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ عمر میرے اسلام لانے کی وجہ سے مجھے زنجیروں میں جکڑ دیتے۔ اصحاب فضیلت والوں میں سے تھے۔ ارویٰ بنت انیس کے ساتھ ان کا واقعہ مشہور ہے آپ نے اس کے لیے بددعا کی تھی۔ سعید بن زید جنگ یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ سعید بن حبیب کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، سعد سعید، طلحہ، زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف کا مقام ایک تھا۔ یہ سب حضرات جنگ میں آپ کے آگے ہوتے اور نماز میں آپ کے پیچھے ہوتے اسے بخاری ❹ و مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس واقعہ میں ہے کہ اس بارے میں آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں ان کے حالات میں بطریق ابوبکر بن حزم روایت کی ہے کہ سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اس کا گمان ہے کہ اس پر ظلم ہوا ہے اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے۔ اور اسی کے کنویں میں اسے ڈال دے اور میرے حق میں مسلمانوں کے درمیان ایک نور پیدا فرما کہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اسی دوران وادی عقیق میں ایسا سیلاب آیا کہ اس جیسا پہلے نہیں آیا، اس وقت وہ حد جس میں ان کا اختلاف تھا وہ کھل گئی۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسی جگہ تھے اور وہ سچے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اندھی ہوگئی۔ اسی دوران جب وہ اپنی زمین میں گھوم رہی تھی کہ اپنے کنوئیں میں گر گئی۔ فرماتے ہیں: ہم لڑکے تھے ایک شخص کو کہتے سنا جو جھگڑتے ہوئے دوسرے سے کہہ رہا تھا، اللہ تعالیٰ تجھے ایسا اندھا کرے جیسے اروٰی کو اندھا کیا ہے۔ ہم سمجھ رہے تھے وہ اسے دھمکی دے رہا تھا جبکہ اس کی مراد سعید بن زید کی اروٰی کے متعلق بددعا ہے۔

امام واقدی کا قول ہے: عقیق میں فوت ہوئے وہاں سے ان کا جنازہ مدینہ کی طرف لایا گیا یہ پچاس (۵۰) ہجری کا واقعہ

---

❶ اسد الغابۃ (۲۰۷۵) استیعاب (۹۸۷) ❷ السیرۃ النبویۃ (۲/۲۴۶)

❸ بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین (۳۱۹۸)

❹ ایضًا مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرها (۴۱۱۰) مسند احمد (۶/۲۹۵)

ہے۔ بقول بعض اکاون (۵۱ھ) یا باون (۵۲ھ) کا ہے اور ستر سے اوپر زندہ رہے۔ دراز قد، گندمی رنگ اور سیاہ بالوں والے تھے۔ ہیثم بن عدی کا قول ہے کوفہ میں فوت ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور تہتر (۷۳) برس زندہ رہے۔

۳۲۶۳ سعید بن سعد ❶

بن عبادہ الانصاری خزرجی ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے جمہور نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر ❷ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح ہے۔ البتہ ابن ❸ حبان کا ان کے بارے اختلاف ہے۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ اور ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد ❹ لکھتے ہیں: ثقہ ہیں اور حدیث کم روایت کرتے ہیں۔ امام واقدی کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے یمن کے والی تھے۔ ان کی حدیث نسائی اور ابن ماجہ ❺ میں بروایت ابوامامہ بن سہل بحوالہ ان کے مروی ہے اسی طرح ان سے ان کا بیٹا شرحبیل بن سعد روایت کرتا ہے۔

۳۲۶۴ سعید بن سعید ❻

بن العاص بن امیہ۔ ابان خالد اور عمرو کے بھائی جو ابو اُحَیْحَہ کے بیٹے ہیں۔ سب کے سب اسلام لائے۔ ابن اسحاق نے صرف انہی کا ذکر طائف کے شہداء میں کیا ہے۔ جبکہ ابن شاہین بحوالہ اپنے شیوخ روایت کرتے ہیں: کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے نبی ﷺ نے مدینہ کے بازار کا انہیں نگران مقرر کیا تھا۔

۳۲۶۵ سعید بن سفیان الرِّعلیّ ❼

بقول بعض: الرعینی۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مدائنی بواسطہ ابومعشر بحوالہ یزید بن رومان روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے سعید بن ابی سفیان الرعلی کو قطعۂ ارض عطا کیا اور اس کے بارے میں انہیں تحریر لکھوادی۔ وہ تحریر خالد بن سعید نے قلم بند کی تھی۔ ❽

۳۲۶۶ سعید بن سوید ❾

بن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر یہی خدرہ انصاری خدری ہیں جو سمرہ بن جندب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے شہدائے احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اوزاعی، ثابت بن عمیر سے بواسطہ ربیعہ، عبدالملک بن سعید بن سوید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے لقطہ کے متعلق سوال کیا۔ مشہور یہ ہے کہ ربیعہ کی روایت یزید مولا منبعث سے بواسطہ زید بن خالد الجہنی مروی ہے۔ ❿ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو عبدالملک صحابی ہیں یا انہیں دیدار نبوی ﷺ نصیب ہوا ہے۔ اگرچہ اپنے

---

❶ اسد الغابۃ (۲۰۶۲) استیعاب (۹۸۰) ❷ ❸ الثقات (۲۷۷/٤)
❹ الطبقات (۵۸/۵) ❺ ابن ماجہ کتاب الحدود باب حد السکران (۲۵۶۹)
المعجم الکبیر (۷۷/٦) کنز العمال (۱۲۹۵۸)
❻ اسد الغابۃ (۲۰۷۷) استیعاب (۹۸۹) تجرید (۲۲۲/۱)
❼ ❽ اسد الغابۃ (۲۰۷۸) ❾ اسد الغابۃ (۲۰۷۹) استیعاب (۹۹۱) تجرید (۲۲۲/۱)
❿ بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ (۹۱) ایضًا کتاب المساقاۃ باب شرب الناس (۲۳۷۲) (۲٤۲۷) مسلم کتاب اللقطۃ باب معرفۃ العفاص والوکاء (٤٤۷۳) (٤٤۷٤) (٤٤۷۵) ابوداؤد (۱۷۰۱) ابن ماجہ کتاب الاحکام باب اللقطۃ (۲۵۰٦) مسند احمد (۱۱٦/٤)

والد سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

۳۲۶۷ سعید بن سھیل: سعد نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۶۸ سعید بن شراحیل [1]

بن قیس بن حارث بن سفیان بن فاتک بن معاویہ الکندی، ابن کلبی کا بیان ہے نبی ﷺ کے پاس اپنے بھتیجے معروف بن قیس بن شراحیل کے ساتھ آئے۔ بعد میں معروف [2] بُجَیر کے روز (نعوذ باللہ من ذلک) مرتد ہو گیا اور اسی میں قتل ہوا۔ ابن سعد نے اعتماد سے لکھا ہے کہ قتل ہونے والا شخص مذکورہ سعید تھے۔ واللہ اعلم۔ میں نے جمھرہ کے ایک معتبر نسخہ میں دیکھا ہے، شراحیل کی جگہ شرحبیل لکھا ہے یہی زیادہ درست ہے شبیب خارجی جس نے حجاج کے خلاف بغاوت کی تھی اس کے واقعہ میں ہے کہ عثمان بن سعید بن شرحبیل بن عمرو کا لقب جزل تھا وہ اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔

۳۲۶۹ سعید بن العاص [3]

بن سعید بن عاص بن امیہ قرشی الاموی۔ ابوعثمان سعید بن سعید جن کا ابھی ہی تذکرہ ہوا ہے ان کے بھتیجے۔ والدہ کا نام ام کلثوم بنت عبداللہ بن ابی قیس بن عمرو عامریہ۔ عاص کا سعید کے علاوہ کوئی بیٹا نہ تھا۔ ابن ابی حاتم [4] نے بحوالہ الہ اپنے والد روایت کی ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: نبی ﷺ کے وصال کے دن یہ نو سال کے تھے۔ ان کا والد بدر میں قتل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تھا۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص سے کہا: میں نے تمہارے والد کو نہیں قتل کیا بلکہ ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا ہے تو وہ کہنے لگے: اگر آپ نے اسے قتل کیا ہے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بات اچھی لگی۔ وہ قریش کے فصیح شخص تھے اسی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتابت قرآن کے لیے منتخب لوگوں میں شامل کیا تھا۔ ابن ابی داؤد کا مصاحف میں قول ہے کہ قرآن کی عربیت کا مدار سعید بن عاص کی زبان پر تھا کیونکہ ان کا لب و لہجہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھا۔ وہ کوفہ کے والی بنے اور طبرستان کی جنگ کی جس میں فتح مند ہوئے اسی طرح غزوۂ جرجان [5] کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کے لشکر میں تھے۔ امیر معاویہ کی جانب سے مدینہ کے والی مقرر ہوئے۔ بروایت ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن عاص بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے مروی ترمذی میں ان کی ایک حدیث ہے اگر ضمیر موسیٰ کی جانب لوٹے، ان کی دوسری حدیث ان کے دادا کے حالات میں ہے جو قسم اخیر میں بیان ہوگی۔ زبیر کی بطریق عبدالعزیز بن ابان روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ایک چادر لے کر آئی اور کہنے لگی: میں یہ چادر سب سے شریف و عزت مند عرب کو دینا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس [6] لڑکے کو دے دو۔ جو آپ کے پاس کھڑا تھا، یعنی سعید۔ زبیر فرماتے ہیں: سعدی کپڑے ان کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔ مسلم اور نسائی نے ان کی روایت سے بحوالہ عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث نقل کی ہے۔ ہیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں لکھا ہے میں نے (یعنی سعید نے) حضرت

---

[1] اسد الغابۃ (۲۰۸۱) [2] اسد الغابۃ (۳۲۸/۲) [3] ایضًا (۲۰۸۲) استیعاب (۹۹۲)

[4] الجرح والتعدیل (۴۸/۴) [5] استیعاب (۱۸۳/۲) [6] کنز العمال (۳۷۱۱۷)

عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا پھر ان کی ایک حدیث نقل کی۔ طبرانی کی جبیر بن مطعم سے مروی ایک روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ سعید بن عاص کی عیادت کرنے آئے تو آپ ایک کپڑے سے ان کی ٹکور کر رہے تھے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہاں سعید سے مراد صاحب عنوان ہی ہوں اور جبیر کی یہ روایت فتح مکہ کے بعد کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے دادا ہوں اور جبیر نے ہجرت سے پہلے انہیں دیکھا ہو۔ کافر کی عیادت کرنے سے کوئی مانع نہیں خصوصاً اس دور میں کیونکہ ابھی تک کفار سے جنگ کی اجازت نہیں ملی تھی۔ [1] ابن سعد نے ان کے سوانح میں ولید بن عقبہ کے بعد ان کے کوفہ کے والی بننے کا واقعہ اور اہل کوفہ کی ان کے بارے شکایت کرنے اور ان کے معزول ہونے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جنگوں میں ان کی گوشہ نشینی پر ڈانٹا تھا تو انہوں نے معذرت کر لی۔ پھر انہیں مدینہ کا گورنر بنا دیا۔ جس کی ولایت کے دوران ان میں اور مروان کے درمیان نوبت بنوبت سلسلہ جاری رہا۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے کہ یحییٰ ابن سعید نے کہا: محمد بن عقیل بن ابی طالب ان کے والد کے پاس آئے اور پوچھا سب سے شریف کون ہے؟ فرمایا: میں اور میری ماں کا بیٹا، جبکہ سعید بن عاص اکیلا ہی کافی ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: قریش کے سخی انسان سعید بن عاص ہیں۔ وہ سخاوت و کرم نوازی میں شہرت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ان کے پاس کوئی حاجت مند آتا اور فی الفوران کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اسے سربمہر تحریر لکھ دیتے، جب انتقال ہوا تو ان پر اسی ہزار (۸۰۰۰۰) دینار قرض تھا جو آپ کے بیٹے عمرو الاشدق نے ادا کیا۔ حضرت سعید نے انچاس (۴۹) ہجری یا باون (۵۲) ہجری میں لوگوں کے ساتھ حج کیا جس کے بعد کچھ ہی عرصہ زندہ رہے۔ یہ بات یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بواسطہ یحییٰ بن کثیر بحوالہ لیث نقل کی ہے۔ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ سعید بن عاص بڑے بردبار اور وقار والے انسان تھے جب کسی چیز کو پسند یا ناپسند کرتے تو اس کا اظہار نہ کرتے تھے فرماتے: دل بدلتے رہتے ہیں اس سے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ آج کسی چیز کی تعریف اور کل مذمت کرنے لگے۔ ان کی حکیمانہ باتوں میں سے ایک قول ہے: شریف سے مزاح نہ کرو وہ تم سے بغض کرنے لگے گا۔ اور نہ کسی کمینے سے مزاح کرو ورنہ وہ جری اور دلیر ہو جائے گا۔ یہ بات المجالسۃ میں بطریق ابی عبیدہ منقول ہے ابن ابی الدنیا نے بواسطہ ابن المبارک دوسری سند سے نقل کیا ہے ان کے اقوال میں سے ہے: دو جگہ خاموش رہنے سے میں معذور نہیں۔ جب میں کسی جاہل سے مخاطب ہوں یا مجھے کوئی اپنا کام ہو۔ اسے بھی المجالسۃ میں بطریق اصمعی نقل کیا ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: انہیں شہد کا ڈبہ کہا جاتا تھا، زبیر بن بکار کا قول ہے: سعید عقیق میں اپنے محل میں ترپن (۵۳ھ) میں فوت ہوئے۔

۳۲۷۰ سعید بن عاص

بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔ ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبی نے تجرید میں ان کا نسب بیان کیا ہے: سعید بن عامر بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، عکرمہ بن خالد کے دادا۔ معجم طبرانی میں ہے۔ مطین بن سفیان، حماد بن سلمہ سے وہ عکرمہ بن خالد سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں: جب طاعون پڑا..... لیکن وہاں طبرانی سے سہو ہوا اور انہیں خاء میں یعنی خالد بن عاص میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے یہ حدیث ذکر کی ہے اور اس کا شاہد بھی بیان کیا ہے قسم رابع میں حرف عین عاص بن ہشام میں ان

[1] الطبقات (۲۱/۵)

کی تحریر ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ادھر ذہبی نے عاص بن ہشام کے سوانح کا عنوان طبرانی، ابونعیم اور ابوموسیٰ کے اتباع میں قائم کیا ہے۔

۳۲۷۱ سعید بن عامر ❶

بن حذیم بن سلامان بن ربیعہ بن سعد جمح قرشی جمحی، اکابر اور فضیلت والے صحابہ میں سے ہیں۔ والدہ کا نام اروی بنت ابی معیط ہے۔ خیبر سے پہلے اسلام لائے، ہجرت کی اس میں اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا والی بنایا تھا۔ خیر و نیکوکاری میں مشہور تھے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن سابط جمحی روایت کرتے اور شہر بن حوشب وغیرہ ان سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابویعلی بروایت ابن سابط بحوالہ سعید بن حذیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی حور عین اپنا ہاتھ باہر نکال دے تو ہر جاندار اس کی خوشبو سونگھ لے''۔ ❷ حدیث مختصر ہے، جبکہ ابواحمد الحاکم اور ابن سعد نے طویل نقل کی ہے۔ جس میں سعید کا اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے جس میں ہے کہ انہوں نے اپنا ملنے والا وظیفہ تقسیم کر دیا تھا۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنی تاریخ میں بطریق زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر بن حذیم سے کہا کہ اہل شام تمہیں پسند کرتے ہیں۔ فرمایا: چونکہ میں ان سے تعاون کرتا اور انہیں تسلی دیتا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ دس ہزار لے لو اور اس سے وسعت حاصل کرو۔ عرض کی: یہ رقم مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیجئے..... (حدیث) ابن سعد کی بطریق ابن سابط روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر کی طرف پیام بھیجا کہ میں تمہیں گورنر بنانے والا ہوں۔ عرض کی: مجھے مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمایا: میں تمہیں ایسی قوم کی طرف بھیج رہا ہوں جن سے تم افضل نہیں۔ میں تمہیں اس لیے نہیں بھیج رہا کہ انہیں سزائیں دو یا ان کی بے عزتی کرو بلکہ انہیں ساتھ ملا کر دشمن سے جہاد کرو اور ان کا مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کرو۔ ابویعلی، حسن بن سفیان اور بغوی کی بطریق ابن سابط بحوالہ سعید بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''فقراء مسلمان جلدی لائے جائیں گے، انہیں حساب کے لیے روکا جائے گا۔ وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو کچھ نہ تھا جس کا ہم حساب دیں، جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میرے بندوں نے سچ کہا۔ یوں وہ دوسرے لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں جائیں گے''۔ ❸ بقول ابن سعد رضی اللہ عنہ: ❹ تیسرے طبقہ میں ہیں۔ بیس (۲۰ھ) میں فوت ہوئے، اس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے کسی علاقہ کے گورنر تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق زہری روایت کی ہے کہ خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابوبکر بغدادی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے ناموں میں لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عیاض کے بعد حمص کا والی مقرر کیا تو وہ آدھے سال سے کم عرصہ اس کے گورنر رہ کر فوت ہوئے۔ محرم بیس (۲۰ھ) میں والی بنے تھے اور جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے تھے۔ جبکہ ہیثم بن عدی اور ابن زبیر نے ان کی تاریخ وفات (۱۹ھ) لکھی ہے۔ ہیثم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: قیساریہ میں فوت ہوئے، ابوعبیدہ کا قول ہے: اکیس (۲۱ھ) میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

---

❶ اسد الغابہ (۲۰۸۳) استیعاب (۹۹۳) تجرید (۲۲۳/۱)

❷ المعجم الکبیر (۵۵۱۲/۶) مجمع الزوائد (۴۱۷/۱۰) الزھد لابن المبارک (۲۲۶) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۱/۹)

❸ المعجم الکبیر (۵۵۰۸/۶) مجمع الزوائد (۲۶۱/۱۰) جامع المسانید (۳۰۶/۵) ❹ الطبقات (۱۳/۶)

۳۲۷۲ سعید بن عامر

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ان یہودیوں میں سے ہیں جو اسلام لائے، جن کے متعلق یہ آیت اتری: ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی، جبکہ وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہوں جیسا اس کی تلاوت کا حق ہے (تو وہ لوگ ہی (درحقیقت) اس پر ایمان رکھتے ہیں)''۔ ❶

۳۲۷۳ سعید بن عبد قیس ❷

بقول بعض: سعید بن عبید بن قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ یا ربیعہ بن ظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی وغیرہ نقل کیا ہے، بہت پہلے اسلام لائے اور حبشہ ہجرت کی۔ بلاذری کا بیان ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ اور ان کے بھائی نافع بن عبد قیس مدینہ آئے۔

۳۲۷۴ (ز) سعید بن عبید ❸

بن ابی اسید بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ اسمٰعیل بن طریح شاعر کے دادا۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ابوسفیان نے اسمٰعیل شاعر کے دادا کو طائف کے روز تیر مارا جوان کی آنکھ پر لگا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! میری یہ آنکھ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں وہ تمہاری آنکھ درست کر دے اور اگر چاہو تو جنتی آنکھ مل جائے''۔ ❹ انہوں نے عرض کی: جنتی آنکھ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب ہے جو ہمیں اسی سند سے معلوم ہوئی۔

میں کہتا ہوں: اس میں ایک منکر لفظ ہے (معتبر راویوں کے خلاف) وہ یہ کہ طائف کے محاصرہ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، بھلا سعید اگر مسلمان تھے تو ابوسفیان ان کے کیسے تیر مار سکتے ہیں؟ مجھے لگتا ہے درست یہ ہے کہ سعید نے ابوسفیان کے تیر مارا تھا جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو زبیر بن بکار نے اسی سند سے نقل کی ہے کہ سعید بن عبید سے مروی ہے کہ طائف کے روز میں نے ابوسفیان کو ایک باغ میں بیٹھے کھاتے دیکھا، میں نے تیر مارا تو اس کی آنکھ پر جا لگا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔
ابن عائذ کی روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ طائف کی جنگ میں شہید ہوئی۔

ابوالفرج اصبہانی کی بحوالہ قاسم بن محمد روایت ہے کہ وہ تیر جو عبداللہ بن ابی بکر کے لگا وہ طائف کے وفد کے آنے تک اسی طرح رہا تو آپ نے انہیں وہ تیر دکھایا، تو سعید بن عبید نے کہا: میں نے ہی یہ تیر گھڑا تھا اور میں نے ہی پھینکا تھا۔ جس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمدللہ جس نے تمہارے ہاتھ سے اسے عزت بخشی اور اس کے ہاتھ سے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ اس حدیث کا ایک اور طریق ہے جو عبداللہ بن ابی بکر کے حالات میں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سعید بن عبید صحابی ہیں اور پہلی روایت بھی ثابت ہوگئی۔ والحمدللہ۔

---

❶ سورة البقرة: ١٢١ ❷ اسد الغابه (٢٠٨٥) استيعاب (٩٩٤) ❸ اسد الغابه (٢٠٨٨)

❹ جامع المسانيد (٣٠٨/٥) اسد الغابه (٣٣٢/٢)

۳۲۷۵ (ز) سعید بن عبید بن نعمان

سعد میں تذکرہ ہوا ہے وہی صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے یہ سعید ہیں اور جن سعد کا تذکرہ ہوا ہے ان کے علاوہ ہیں۔ شعبی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ابی، معاذ، زید، ابوالدرداء اور سعید بن عبید نے قرآن پڑھ لیا تھا۔ (حدیث)

۳۲۷۶ (ز) سعید بن عتاب

سلیط بن سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۲۷۷ سعید بن عثمان انصاری [1]

احد میں شریک ہوئے۔ اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں بطریق زبیر روایت کی ہے کہ اللہ کی قسم! میں معتب بن قشیر کی بات سن رہا تھا اور مجھے اونگھ بھی آ رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''اگر ہمیں بھی کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے''۔ [2] پھر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ''جن لوگوں نے اس دن پیٹھ پھیر دی جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے''۔ [3] ان میں عثمان بن عفان، سعید بن عثمان، علقمہ بن عثمان دونوں انصاری بھی تھے۔ فرماتے ہیں: یہ لوگ مدینہ کے پاس ایک پہاڑ تک جو اعوص کے میدان میں تھا جا پہنچے، جہاں تین دن ٹھہرے رہے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے یہ روایت اپنی مسند میں اپنے ادراج (اصل روایت سے ہٹ کر اضافہ) کے ساتھ نقل کی ہے۔ ان کا یہ کہنا پھر فرمایا: یہ سارا مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے۔

۳۲۷۸ (ز) سعید بن عدی الانصاری

اموی نے شہداء یمامہ میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اس کی نظیر سعد بن عثمان میں گزر چکی ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ دونوں بھائی ہیں یا ایک شخص ہے جس کے نام میں اختلاف ہے؟

۳۲۷۹ (ز) سعید بن عمارہ

دوسرے سعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۸۰ سعید بن عمرو التمیمی [5]

بنی سہم کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [1] نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: وہ اور ان کے ماں شریک بھائی تمیم بن حارث بن قیس اجنادین میں شہید ہوئے ایسا ہی زبیر کا قول ہے یہ ذہبی کا قول ہے۔ [2] ابن سعد نے پہلے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے: بدر میں شریک نہ ہوئے۔ واقدی، ابومَعْشَر، ابوالاسود بحوالہ عروہ ان کا نام سعید نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۸۸) [2] سورہ آل عمران: ۱۵۴ [3] سورہ آل عمران: ۱۵۵ [4] السیرۃ النبویہ (۱۲۵/۲)

[5] اسد الغابہ (۲۰۹۰) استیعاب (۹۹۵) [1] السیرۃ النبویہ (۷/۴) [2] الطبقات (۱۴۴/۴)

۳۲۸۱ سعید بن عمرو بن غزیّہ انصاری

حارث کے بھائی۔ ابن السکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے: ابن عبدالبر نے ان کے بھائی حارث کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور علیحدہ ان کا عنوان نہیں قائم کیا۔

میں کہتا ہوں: بلکہ ابوعمر [1] نے ان کے بھائی زید بن عمرو کے حالات میں لکھا ہے: سعید کے لیے شرف صحابیت ثابت نہیں۔

۳۲۸۲ سعید بن عمرو الکندی [2]

ابن الاثیر نے بحوالہ ابن ماکولا [3] ان کا ذکر کیا ہے البتہ انہوں نے کہا: ان کی حدیث محمد بن المطلب نے علی بن قرین سے عبیدہ بن حریث کندی سے بواسطہ الصلت بن حبیب، الثنی سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

۳۲۸۳ (ز) سعید بن عمرو العیذیّ المحاربیّ

ابوعبید نے اپنی قوم میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول رشاطی: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۲۸۴ (ز) سعید بن عمرو

بقول بعض: یہ ابوکبشہ انماری کا نام ہے جس پر ابن حبان نے اعتماد کیا ہے۔ کنیتوں میں ان کے نام میں اختلاف کی وضاحت ہوگی۔

۳۲۸۵ سعید بن القشب [4] الازدی

بنی عبد مناف کے حلیف۔ بقول بعض: نبی ﷺ نے انہیں جرش (مکہ کی جانب یمن کے اضلاع) کا والی بنایا تھا۔ یہ ابوعمر کی [5] روایت ہے۔

۳۲۸۶ سعید بن قیس [6]

بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۸۷ (ز) سعید بن مرّہ العجلیّ

سیف اور طبری کا بیان ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ نے انہیں بارہ (۱۲ھ) میں عراق کا گورنر بنایا وہ سب سے زیادہ نصاریٰ بنی تغلب کے لیے سخت تھے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۹۲) [2] اسد الغابہ (۳۳٤/۲) [3] الاکمال (۵۰۳/٤) (۵۰٤/٤)

[4] اسد الغابہ (۲۰۹۳) استیعاب (۹۹٦) [5] استیعاب (۱۸۷/۲)۔

۳۲۸۸ (ز) سعید بن مقرّن المزنی

بھائیوں میں سے ایک۔ طبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس وقت عراق کے کسی علاقہ پر مقرر کیا جب خلافتِ صدیقی میں شام کی جانب روانہ ہوئے تھے۔

۳۲۸۹ سعید بن المنذر

بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح انصاری۔ ابن حبان [۱] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۹۰ سعید بن مینا [۲] (مولا رسول اللہ ﷺ)

خطیب نے المتّفق میں بطریق موسیٰ بن سلیمان الایادی بحوالہ سعید بن مینا مولا رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ "مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"۔ [۳]

۳۲۹۱ سعید بن نوفل

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ اجازت [۴] لینے کے بارے میں نبی ﷺ کی ایک حدیث روایت کرتے ہیں ان سے عمار بن ابی عمار نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم کا قول ہے: میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: دارقطنی کی بات سے پتہ چلتا ہے یہ سعید بن حارث ہیں جو نوفل کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

۳۲۹۲ سعید بن یربوع [۵]

بن عَنکَثہ بن عامر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ بقول نسائی وغیرہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کا نام الصرم بقول بعض اصرم تھا۔ یہ بخاری [۶] اور عسکری کا بیان ہے۔ زبیر کا قول ہے: ان کے دو بیٹے تھے ھُود اور حکم، ان کی کنیت ابوھود تھی ابن سعد لکھتے ہیں: ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ والدہ کا نام لبنٰی بنت سعید بن رباب سہمیہ۔ نبی ﷺ نے ان (صحابی) کا نام تبدیل کیا تھا۔ ابوداؤد [۷] نے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کی روایت سے بحوالہ ان کے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح ان کا دوسرا بیٹا جس کا نام عثمان ہے وہ بھی ان سے روایت کرتا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: "ہم میں سے کون بڑا ہے، میں یا تم؟" [۸] عرض کی: آپ بڑے ہیں اور مجھ سے بہتر ہیں جبکہ میرا سن آپ سے پہلے کا ہے۔ آپ نے ان کا نام تبدیل کر کے سعید رکھا تھا اور فرمایا: "الصرم گزر چکا ہے"۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا کچھ حصہ ابوداؤد میں ہے اور بغوی نے الصرم کے حالات میں حرف صاد میں اسی سند سے دوسری

---

[۱] الثقات (۱۵۷/۳) [۲] اسد الغابہ (۲۰۹۶) [۳] مسند احمد (۴۴۳/۲) دلائل النبوۃ للبیہقی (۱۳۵/۷) اسد الغابہ (۳۳۴/۲)

[۴] اسد الغابہ (۳۳۵/۲) [۵] اسد الغابہ (۲۱۰۱) استیعاب (۹۹۸) [۶] التاریخ الکبیر (۴۵۳/۱)

[۷] ابوداؤد کتاب الجہاد باب قتل الاسیر (۲۶۸۴) [۸] المعجم الکبیر (۵۵۲۸/۶) مجمع الزوائد (۵۳/۸) جامع المسانید (۳۱۲/۵)

حدیث نقل کی ہے۔ الزبیر وغیرہ کا قول ہے: فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ بقول بعض: اس سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کنیت ابوھود تھی، حنین میں شریک ہوئے اور اس کی غنیمت میں سے حصہ پایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سعید بن یربوع کی نظر چلی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے گئے تو ان سے فرمایا: جمعہ اور جماعت کی حاضری نہ چھوڑنا۔ انہوں نے کہا: مجھے لے جانے والا کوئی نہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک نوجوان کو ان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ یہ کسی نے اضافہ نقل کیا ہے۔ الزبیر کا قول ہے، جن چار افراد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نشاناتِ حرم کی تجدید (To Repeat) کے لیے مقرر کیا تھا، ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ واقدی بطریق نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو یہاں لوگوں کو طاعون میں مبتلا پایا، قریش کے بزرگوں سے مشورہ کیا، جن میں مخرمہ بن نوفل، سعید بن یربوع، حکیم بن حزام وغیرہ بھی تھے۔ ان میں سے جس نے لوٹنے کا مشورہ دیا وہ مخرمہ بن نوفل تھے اور بتایا کہ قریش کے اسی آدمی تجارت کی غرض سے گئے، انہیں طاعون کے علاقہ میں رات آ گئی تو سب کے سب اسی رات مر گئے۔ صرف دو شخص بچے جن میں سے ایک ان کا بھائی صفوان بن نوفل تھا۔ زبیر فرماتے ہیں: چون (۵۴ھ) میں ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں، بقول ایک سو چوبیس (۱۲۴) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۳۲۹۳ سعید بن یزید الازدی [1]

مصر فروکش ہوئے۔ ابن یونس "تاریخ الغرباء" میں لکھتے ہیں: یہ فلسطین والوں میں سے تھے اور یزید بن معاویہ کی جانب سے مصر کے گورنر تھے، ان سے اہل مصر میں سے ابوالخیر مرثد الیزنی نے روایت کی ہے، پھر بطریق لیث اسے بیان کیا۔ اسی طرح حسن بن سفیان نے بحوالہ سعید بن یزید روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فرمایا: "میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ایسے حیا کرو جیسے تم اپنی قوم کے کسی نیک شخص سے شرم کرتے ہو"۔ [2] ابو عمر [3] لکھتے ہیں: ابوالخیر کا گمان ہے انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ہم نے جو ان کی روایت دیکھی تو وہ ابن عمر سے ہے۔ ابن ابی حاتم [4] کا بیان ہے اس میں عبدالحمید بن جعفر سے آگے اختلاف ہے۔ بعض نے سعید بن مرثد سے بحوالہ ان کے چچا زاد سے نقل کیا ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ مراسیل ابن ابی حاتم میں ہے میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: ہمیں معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ البتہ عبدالحمید ابن جعفر بحوالہ سعید بن یزید ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں: "اپنے رب سے حیا کر"۔ جس سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ اس بنا پر ان کا قول یہی صحیح ہوگا جو ابو عمر [5] کا ہے: "عن ابن عمر سے مروی ہے"۔ یہ لفظی غلطی ہے۔ ابو عمر الکندی کا بیان ہے: جب یہ اہل مصر کے گورنر بنے تو وہاں کے رؤساء نے کہا: ہمارے دور میں ان کے جیسا کوئی نوجوان نہیں ہوا، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ صحابی نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۰۲) استیعاب (۹۹۹) الزهد لاحمد (ص ٤٦) المعجم الکبیر (٥٥٣٩/٦) کنز العمال (٥٧٧٠)

[2] مجمع الزوائد (٢٨٤/١٠) [3] استیعاب (١٨٨/٢) [4] الجرح والتعدیل (٧٢/٤) [5] استیعاب (١٨٨/٢)

۳۲۹۴ (ز) سعید بن یزید البلوی

ابن ابی خیثمہ اور ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے جبکہ دوسروں نے دونوں کو ایک لکھا ہے۔

۳۲۹۵ (ز) سعید بن فلان

یا فلان بن سعید۔ حسن بن سفیان بطریق یونس بن ابی یعقوب وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں جعفر بن عمرو بن حریث اور سعید بن اشوع فلاں بن سعید یا سعید بن فلان کے پاس بیٹھتے تھے۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کچھ جنتی لوگ دکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنتی ہوں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی جنتی ہیں''۔ [1] ایک جماعت نے ان کا نام لیا ہے کہ فلاں بن سعید یا سعید ابن فلاں نے فرمایا: میں بھی جنتی ہوں۔

میں کہتا ہوں: حسن بن سفیان نے مسند سعید بن زید میں یہ روایت نقل کی ہے جس میں تامل ہے، کیونکہ ابن اشوع نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو وہ کوئی اور ہیں۔

۳۲۹۶ سعید

میسرہ کے والد، ان کا ذکر ان کی مولاۃ کثیرہ بنت سفیان میں ہوگا۔

۳۲۹۷ (ز) سعید الشامی

عبدالعزیز کے والد۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ جو ان کے بیٹے کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہیں۔ ان میں عبدالغفور ابوالصباح بن عبدالعزیز وہ بحوالہ اپنے والد عبدالعزیز وہ اپنے والد سعید سے روایت کرتے ہیں: ایک روایت وہ ہے جو ابن عدی نے اسی سند سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہے: ''مومن بندے کے دِل میں کبھی بھی ایمان اور بخل اکٹھے نہیں ہوں گے''۔ [2] ابن عدی نے لکھا ہے اس سند سے بائیس (۲۲) احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق بقیہ بحوالہ عبدالغفور اسی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے ان کے والد سے مروی ہے جو صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر دوسری حدیث نقل کی ہے، ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی۔ عبدالعزیز نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا۔ (حدیث) ان کے حوالہ سے ایک اور حدیث روایت کی جس میں ان کا نسب انصاری بیان کیا ہے۔ ابوعبدالعزیز کا تذکرہ کنیتوں میں ہوگا جو ایک حدیث میں ہے وہ یہی ہیں۔ طبری نے تفسیر میں ابن ابی عاصم نے ''وحدان'' میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الضعفاء میں عبدالغفور کے حالات میں بروایت عثمان بن مطر بواسطہ ان کے، عبدالعزیز بن سعید سے انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بہت سی مخلوق کو مسخ کرے گا۔ انسان خلوت وتنہائی میں گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس نے مجھے حقیر سمجھا ہے پھر اس کی صورت مسخ کر دیتے ہیں پھر قیامت کے دِن اسے انسان ہی اٹھائے گا۔ اور اس سے فرمائے گا: جیسے اس نے تمہیں پہلی

---

[1] كنز العمال (٣٦٧٤٢) [2] الكامل فى الضعفاء (١٩٦٦/٥)

بار بنایا ویسے ہی تم لوٹو گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دے گا"۔ ❶ بقی بن مخلد کی مسند میں ان کی چار حدیثیں ہیں۔

۳۲۹۸ سُعَید (تصغیر)

سعید بن سہل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۹۹ (ز) سُعَیر (تصغیر)

بن خفاف تمیمی۔ سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بطون تمیم پر وہ نبی ﷺ کی طرف سے مقرر تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔

۳۳۰۰ سعیر بن سوادہ العامری

بقول بعض: وہی سفیان ہیں۔ ابن مندہ کی بطریق علاء بن فضل بواسطہ ابوسوید المنقری بحوالہ اپنے آباء واجداد روایت ہے کہ سعیر بن سوادہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۳۳۰۱ سعیر بن العدّاء الفریعی ❷

بقول بعض: البَکّائی۔ مدائنی نے کاتبین رسول اللہ ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن یحییٰ کے طریق سے مروی ہے کہ سعیر بن عدّاء کے بیٹے نے مجھے ایک تحریر دکھائی جو یوں تھی: "محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جسے سعیر بن عدّاء نے قلمبند کیا ہے"۔ باوردی اور ابن مندہ نے اسی سند سے لکھا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: "میں نے رجیع کی ذمہ داری ہٹالی ہے"۔ ❸

۳۳۰۲ (ز) سَعْیَہ

ابن العریض، بقول بعض: سعنہ، قریب ہی تذکرہ ہوا ہے۔

۳۳۰۳ سَفْعَہ الغافقی

ایک صحابی رسول ﷺ ہیں جو فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے اپنی کتابوں میں ان کا نام لکھا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۳۰۴ سفیان بن اَسَد ❹

اَسِید الحضرمی۔ ابن ابی خیثمہ اور ابن ابی عاصم ❺ وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت بقیہ ایک حدیث

---

❶ جمع الجوامع (۵۳۳۸) ❷ اسد الغابہ (۲۱۰۴) ❸ اسد الغابہ (۲۱۰۵) ❹ اسد الغابہ (۳۳۷/۲)

❺ اسد الغابہ (۲۱۰۶) استیعاب (۱۰۰۱) تجرید (۲۲۵/۱۱) الاحاد والمثانی (۲۶۲۳/۵)

نقل کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بڑی بددیانتی اور خیانت یہ ہے کہ تم اپنے (مسلمان) سے کوئی ایسی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھے جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو''۔ ❶ ابن مندہ فرماتے ہیں: روایت غریب ہے، ابن عدی کا قول ہے کہ محمد بن ضبارہ نے بحوالہ اپنے والد بقیہ کی متابعت میں اسے نقل کیا ہے یہی روایت یزید بن شریح نے بواسطہ جبیر بن نفیر نقل کی تو فرمایا: نواس بن سمعان سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

۳۳۰۵ (ز) سُفیان بن اُمیّہ

بن ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس قرشی زہری بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اہل حجاز کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع یہی لے کر گئے تھے ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، ان کے والد حالت کفر پر مرے، جو حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے چچازاد تھے۔ رہے ان کے بیٹے سفیان جن کا عنوان ہے تو مؤرخین کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ میں جو قریشی بچا وہ مسلمان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کے لیے شریک ہوا ہے تو یہ صحابی ہیں۔

۳۳۰۶ سفیان بن بشر

سَر میں ذکر ہوگا۔

۳۳۰۷ سفیان بن ثابت الانصاری ❷

از بنی عبیت۔ ابن ابی حاتم ❸ نے بحوالہ اپنے والد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے کہ امام واقدی نے فرمایا: بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۰۸ سفیان بن حاطب ❹

بن امیہ بن رافع بن سوید بن حرام بن ہیثم بن ظفر انصاری ظفری، بقول ابن شاہین: ابن کلبی فرماتے ہیں: اُحد میں شریک اور واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۰۹ سفیان بن الحکم الثقفی

حکم بن سفیان میں تذکرہ ہوا۔

۳۳۱۰ سفیان بن خولی ❺

بن عبد عمرو بن خولی بن ہمام العبدی۔ ابن کلبی کا بیان ہے انہیں بارگاہِ نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی نے حُدادی میں لکھا ہے: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۳۱۱ سفیان بن ابی زہیر ازدی ❻

از ازدشنوءۃ۔ مدائنی اور خلیفہ کا قول ہے: ان کے والد کا نام القرد ہے۔ بقول بعض: ابن نمیر بن مرارہ بن عبداللہ بن

---

❶ ابوداؤد کتاب الادب باب فی المعاریض (۴۹۷۱) السنن الکبری (۱۰/۱۹۹)
❷ اسد الغابہ (۲۱۰۷) استیعاب (۱۰۰۳) ❸ الجرح والتعدیل (۴/۲۱۶) ❹ اسد الغابہ (۲۱۰۸) استیعاب (۱۰۰۴)
❺ اسد الغابہ (۲۱۱۰) ❻ اسد الغابہ (۲۱۱۱) استیعاب (۱۰۰۶) تجرید (۱/۲۲۶)

مالک۔ انہیں نمری بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ نمر بن عثمان بن نصر بن زہران کی اولاد سے ہیں۔ مدینہ فروکش ہوئے، بخاری میں بروایت عبداللہ بن زبیر بحوالہ ان کے ان کی حدیث آتی ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے بطریق سائب بن یزید بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ازدشنؤہ کے ایک شخص ہیں، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں: ''جس نے حفاظت کے لیے کتا پالا...''۔ [2] (حدیث)

۳۳۱۲ سفیان بن زید [3]

یا یزید ازدی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے جو حدیث مروی ہے وہ منقطع ہے جو بروایت رَوح بواسطہ ابن عوف، ابن سیرین سے بحوالہ ان کے العتیرہ کے بارے مروی ہے۔

۳۳۱۳ سفیان بن زیاد الحمصیؓ

عبدالصمد بن سعید نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو حمص فروکش ہوئے۔

۳۳۱۴ سفیان بن سہل [4]

یا ابن ابی سہل ثقفی۔ حدیث مغیرہ بن شعبہ میں ان کا ذکر ہے۔ امام احمد، نسائی، اور ابن حبان وغیرہ نے حدیث عبدالملک بن عمیر بواسطہ حصین بن عقبہ بحوالہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفیان بن ابی سہل کی کوکھ کا کپڑا پکڑ کر فرما رہے تھے: ''اپنا ازار نیچے نہ لٹکنے دیا کرو''۔ [5] الفاظ امام احمد کے ہیں، نسائی میں ہے سفیان بن سہل، محدثین کے ہاں اس کا مدار شریک بن عبدالملک پر ہے۔ بقول بعض شریک بن عبدالملک سے، ایک قول ہے: شریک، عبدالملک سے بواسطہ قبیصہ بن جابر روایت کرتے ہیں۔ اس میں حصین بن عقبہ نہیں۔ بقول بعض: عبدالملک، مغیرہ سے بلاواسطہ نقل کرتے ہیں۔ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

۳۳۱۵ سفیان بن صہابہ [6] المہری

خرنق شاعر سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا کہ فتح مصر میں شریک تھے، اور ان کا قول ہے: میں اور مقداد جاہلیت میں چوری کیا کرتے تھے۔

۳۳۱۶ سفیان بن عبداللہ

بن ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی الطائفی، وفد کے ساتھ مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتماد کی کوئی دعا

---

[1] بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب اقتناء الكلب للحراسة (٢٣٢٣)
كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب احدكم فليغمسه (٣٣٢٦)

[2] مسلم كتاب المساقاة باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه (٤٠١٢) نسائى كتاب الصيد والذبائح (٤٢٩٦)
ابن ماجه كتاب الصيد باب النهى عن اقتناء الكلب الاكلب صيد اور حرث او ماشية (٣٢٠٦)

[3] اسد الغابه (٢١١٢) استيعاب (١١٠٦) [4] اسد الغابه (٢١١٣) تجريد (٢٢٦/١)

[5] مسند احمد (٢٤٦/٤) (٢٥٣/٤) المعجم الكبير (١٠٢٣/٢٠) الصحيح لابن حبان (١٤٤٩) المصنف لابن ابى شيبه (٣٩٥/٨)

[6] اسد الغابه (٢١١٦)

پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو! اللہ میرا رب ہے، پھر اسی پر ثابت قدم رہو''۔ [1] مسلم اور نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کی زکوٰۃ وصول کرنے پر انہیں مامور کیا تھا۔ ابن ابی شیبہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مقرر کیا تھا۔ ان سے ان کی اولاد میں سے عاصم، عبداللہ، علقمہ، عمرو اور ابوالحکم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن المدینی کا قول ہے: سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ حنین میں شریک ہوئے۔ ان کے بھائی عثمان شہید ہوئے تو یہ اور آگے بڑھے اور ابوسوید سے کہنے لگے: ان کے بعد جینے کا کیا مزہ؟ ابوسوید کو لگا کہ انہیں شکست ہونے والی ہے جس کا سبب یہ بنا کہ ان کے گھوڑے کے رخسار والی لگام کٹ گئی۔ ادھر ابوسوید گھوڑی پر سوار تھے۔ انہوں نے سفیان کے گھوڑے کے قریب اپنی گھوڑی کر دی یہاں تک وہ اسے سونگھنے لگا پھر ابوسوید نے اپنی گھوڑی کو حرکت دی۔ اب سفیان کا گھوڑا اس کا پیچھا کرنے لگا تو سفیان لپک کر اسے روکنے گئے جس سے لگام کٹ گئی۔ اسی اثناء میں گھوڑا برابر اس کا تعاقب کرتا رہا بالآخر دونوں بچ گئے بعد میں سفیان مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ابوسوید جن کا ابھی ذکر ہوا مجھے ان کا حال معلوم نہیں۔

۳۳۱۷ سفیان بن عبدالاسد المخزومی [2]

ابوعمر [3] کا بیان ہے: تالیف قلبی والوں میں سے ہیں۔ نسب میں عدوی نے لکھا ہے یہ ابوسلمہ کے بھائی ہیں اور ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کلبی کی بات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اسلام لائے تھے ان کی پروردہ ام عمرو بنت سفیان کے حالات سے جو خواتین کے حصہ میں ہے ان کا تذکرہ لکھا جائے۔

۳۳۱۸ (ز) سفیان بن عبدشمس

بن ابی وقاص زہری۔ قسم ثانی میں ان کے حالات دیکھیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ امیر معاویہ نے انہیں عمرو بن عاص کی جانب قاصد بنا کر بھیجا تھا کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دیں۔ سفیان بن امیہ کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ اس طرح وہ حجاز کی جانب بھی ایلچی بنا کر بھیجے گئے۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: مجھے کتب انساب اور تاریخ میں ان کا ذکر نہیں ملا۔

۳۳۱۹ (ز) سفیان بن العدیل

بن حارث بن مصاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تمیم تمیمی۔ ابن سعد نے طبقات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ سفیان بن عدیل نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ تو ان کا بیٹا قیس ان سے کہنے لگا: ابا جان! اپنے ساتھ مجھے بھی نبی ﷺ کے پاس جانے دیجئے۔ راوی کا بیان ہے کہ قیس کا انتقال سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بحرین میں علاء بن الحضرمی کے ساتھ ہوا جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا: ع

''اگرچہ قیس اپنے راستے پہ چل نکلا تو قیس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوش ہو کر مسلمان ہوا تھا''۔

---

[1] مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام (۱۵۸) ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی حفظ اللسان (۲٤۱۰) مسند احمد (۳/٤۱۳) المعجم الکبیر (۷/۷۸) المستدرک (٤/۳۱۳)

[2] اسد الغابہ (۲۱۱۵) استیعاب (۱۰۰۷) [3] اسد الغابہ (۲/۱۹۰)

غین میں ان کے بیٹے غنیم بن قیس کا ذکر ہوگا۔

۳۳۲۰ (ز) سفیان بن ابی غزہ الجذامی

بنی حنیفہ میں فروکش ہوئے اور مرتد نہیں ہوئے۔ وثیمہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کے جن لوگوں پر قابو پایا ان میں یہ بھی تھے۔ آپ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو سفیان نے ان سے کہا: خالد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ کسی بندے کو قتل کرے گا تو قیامت کے روز وہ اس کے لیے پل صراط پر بیٹھے گا''۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

جس کے بارے شاعر کہتا ہے: ؎

''میں، حصین اور ابن ابی عزہ سفیان ہم سب کا دین اسلام ہے''۔

۳۳۲۱ سفیان بن عطیہ[1]

بن ربیعہ الثقفی۔ بغوی اور ان کے چچا احمد بن منیع بطریق ابن اسحاق[2] بحوالہ سفیان بن عطیہ بن ربیعہ ثقفی روایت کرتے ہیں کہ ثقیف کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: یہی عطیہ بن سفیان ہیں جو وفد ثقیف کے ساتھ آئے۔[3]

میں کہتا ہوں: محفوظ یہ ہے کہ حدیث بروایت عیسیٰ بن عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی بحوالہ وفد کے کسی فرد مروی ہے۔ واللہ اعلم

۳۳۲۲ سفیان بن عمیر بن وہب النضری

سعد بن وہب میں ذکر ہوا۔

۳۳۲۳ سفیان بن ابی العوجاء الثقفی[4]

ابن ابی عاصم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی[5] نے المعجم الکبیر میں صحابہ میں ان کا تذکرہ لکھا ہے، لیکن ان کا گمان ہے یہی ابولیلیٰ انصاری ہیں جو عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ عسکری کا بیان ہے کہ جریر نے سفیان بن ابی زہیر کی حدیث میں روایت کی ہے کہ سفیان بن ابی العوجاء نے فرمایا۔

۳۳۲۴ (ز) سفیان بن عوف الاسلمی

یا الغامدی۔ مالک بن وہب میں تذکرہ ہوگا۔ الحاکم مصعب زبیری سے روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن عوف الغامدی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ انہیں بڑا دبدبہ، بہادری اور سخاوت حاصل تھی۔ انہوں نے ہی ہیت اور انبار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں حملہ کیا تھا اور مد مقابلوں کو قتل اور قید کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہی مراد لیتے ہیں: غامد کے بھائی نے ہیت اور انبار پر حملہ کیا اور حسان بن حسان (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے) کو قتل کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفیان بن عوف کو صوائف کا والی بنا دیا اور ان کی بڑی قدر و منزلت کرتے۔ پھر ان کے بعد ابن مسعود الفزاری کو گورنر بنا دیا۔ تو ایک شاعر نے ان سے کہا ہے: ؎

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۱۷) استیعاب (۱۰۰۹) [2] السیرۃ النبویۃ (۱۴۳/۴) [3] جامع المسانید (۳۲۴/۵)

[4] اسد الغابہ (۲۱۱۹) [5] المعجم الکبیر (۷۵/۷)

''ابن مسعود! لاٹھی کو ایسے ہی سیدھا رکھو جیسے سفیان بن عوف اسے قائم رکھتے تھے''۔

ابن عائذ کی روایت ہے کہ فرج بن محمد اپنے کسی شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ سفیان بن عوف الغامدی کے ساتھ روم کی زمین میں جا رہے تھے، تو انہوں نے ''باب الذہب'' پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ قسطنطنیہ والے باہر آ گئے، اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں تم لوگوں نے شمار میں غلطی کی ہے یا حساب کتاب غلط ہوگا۔ یا تم نے تقدیر سے پہل کر لی ہے۔ کیونکہ ہم اور تم جانتے ہو کہ یہ فتح ہوگا لیکن یہ اس کا وقت نہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے: سفیان بن عوف الغامدی فتح شام میں شریک ہوئے پھر ایک روایت کی ہے کہ سفیان بن عوف الازدی نے فرمایا: ہمیں ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ خلیفہ کا بیان ہے یہ ترپن (۵۳ھ) میں اور ابوعبیدہ کا قول ہے باون (۵۲ھ) میں اور واقدی فرماتے ہیں: چون (۵۴ھ) میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو فرمایا: سفیان بن عوف غامدی، صوائف والے ہیں۔

۳۳۲۵ سفیان بن القرد

یہی ابن ابی زہیر ہیں، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۳۳۲۶ (ز) سفیان بن قیس

بن حارث بن مطلب قرشی مطلبی کی روایت ہے کہ ضحاک نامی ایک شخص سے مروی ہے جو عالم تھے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عبدالمطلب اور سفیان بن قیس بن حارث کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

۳۳۲۷ سفیان بن قیس بن ابان ثقفی

طبرانی [1] وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ امیمہ بنت رقیقہ وہ رقیقہ سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف ثقیف کے پاس مدد طلب کرنے گئے، میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستو پلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو نوش کر کے فرمایا: ''ان کے بت کی نہ عبادت کرنا اور نہ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا''۔ میں نے عرض کی: تب تو یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو کہو میرا رب وہی ہے جو اس بت کا رب ہے۔ اور نماز پڑھتے وقت اپنی پیٹھ اس کی طرف پھیر دو''۔ امیمہ کہتی ہیں: مجھ سے میرے بھائیوں وہب اور سفیان صاحبزدگانِ قیس نے بیان کیا کہ جب قبیلہ ثقیف مسلمان ہو گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''تمہاری والدہ کا کیا ہوا؟'' عرض کی: جس حال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑا تھا اسی پر فوت ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب تو تمہاری والدہ مسلمان ہو گئی تھی''۔

۳۳۲۸ (ز) سفیان بن قیس الثعلبی

بقول بغوی: امام بخاری [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (الحدیث: ۶/۶۴۳۱) [2] التاریخ الکبیر (۲/۸۶)

۳۳۲۹ سفیان ✿

بقول بعض: نفیر بن مجیب الثمالی۔ ابن عساکر کا قول ہے: سفیان زیادہ صحیح ہے۔ ابن قانع وغیرہ نے بحوالہ حجاج بن عبید الثمالی روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے کہ سفیان بن مجیب نے ان سے بیان کیا وہ بھی صحابیٔ رسول ﷺ تھے۔ فرمایا: ''جہنم میں سات ہزار وادیاں ہیں''۔ ✿ (حدیث) ابن قانع کی روایت میں بخیت لکھا ہے۔ خطیب لکھتے ہیں مجیب درست ہے۔ ان کی حدیث کا دارومدار اسمٰعیل بن عیاش پر ہے۔ اسمٰعیل سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ ابوالیمان فرماتے ہیں: نفیر بن مجیب اور ہیثم بن خارجہ کا قول ہے: ''سفیان''۔ ابوحاتم وغیرہ نے نفیر کے مقابلہ میں ''سفیان'' کو راجح قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں دارقطنی منفرد ہیں۔ انہوں نے نفیر کو راجح قرار دیا ہے۔ مغازی میں ابن عائذ کی بطریق یزید بن ابی حبیب روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بعلبک والے سفیان ازدی کی طرف پیام بھیجیں کہ وہ اہل مصر میں سے خروج کرنے والوں کو بھیجیں، فرماتے ہیں: آپ نے سفیان بن مجیب کو بھیجا تو وہ عبدالرحمٰن بن عدیس کے تعاقب میں نکلے اور انہیں جا پایا۔ راوی کا بیان ہے امیر معاویہ نے حفصہ بنت امیہ بن حرب سے ان کی شادی کر دی۔ اسی طرح ابن عائذ بواسطہ ولید روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے سفیان بن مجیب ثمالی کو ایک جماعت کے ساتھ طرابلس بھیجا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۳۳۳۰ سفیان بن معمر ✿

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن ہشاب، مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی خوبصورت بیوی تھی جو شرحبیل کی والدہ ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ جمیل بن معمر کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ معمر نے سفیان کو لے پالک بنایا، اصل میں وہ انصار میں بنی زریق سے تھے۔ معمر سے عہد حلف کیا تو انہوں نے اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی بنا پر ان کی طرف منسوب ہونے لگے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ سفیان اور ان کے دونوں بیٹے جابر اور جنادہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

۳۳۳۱ سفیان بن نسر ✿

بن زید بن حارث انصاری خزرجی از بنی جشم بن حارث، ابن اسحاق نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول ابن کلبی، واقدی اور قداح: نسر نون اور سین سے ہے۔ ابن ماکولا ✿ نے اسی کو درست کہا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: بشر باء کے زیر اور شین کے سکون سے ہے۔ ابن حبیب لکھتے ہیں: یہ غلط ہے اور ابوحاتم ✿ فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔

✿ اسد الغابہ (۲۱۲۲) ✿ التاریخ الکبیر (۱۲٤/۸) الجرح والتعدیل (۵۰٤/۸) الاکمال (۲۷۵/۷)

✿ اسد الغابہ (۲۱۲۳) استیعاب (۱۰۱۱) ✿ السیرۃ النبویہ (٦/٤، ۷/٤) ✿ اسد الغابہ (۲۱۲٤)

✿ الاکمال (۲۷۲/۱) ✿ الجرح والتعدیل (۲۲۷/٤)

۳۳۳۲ سفیان بن ھمّام ✿

الحاربی از محارب عبدالقیس۔ بقول بعض: از محارب خصفہ۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی عاصم، ابن السکن، طبرانی اور ابن شاہین بروایت یزید بن فضل بن عمرو بن سفیان بن ہمام وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سفیان بن ہمام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اپنی قوم کو مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع کرنا"۔ ✿ ابن السکن کی روایت میں صرف عن ابیہ عن جدہ لکھا ہے۔ اسی روایت پر بزّار نے اعتماد کیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث مسند عمرو بن سفیان میں روایت کر کے لکھا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ عمرو بن سفیان نے اس کے علاوہ کوئی حدیث نقل کی ہو۔ ابوعمر ✿ نے بھی انہی کا اتباع کیا ہے۔ اور لکھا ہے: عمرو بن سفیان الحاربی سے مٹکے کی نبیذ کے بارے ایک روایت نقل کی جاتی ہے کہ حرام ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ البتہ ابن مندہ کا قول ہے: عمرو بن سفیان الحاربی نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے۔ بصرہ کے اعرابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح جس طرز پر بزار نے کی ان کی حدیث نقل کی۔ بعد میں انہوں نے مذکورہ حدیث اسی سند سے روایت کی ہے جو "سفیان بن ہمام" کے حالات میں ہے اور دونوں جگہ اس میں اختلاف کو نہیں بیان کیا۔ یہی صورتحال ابوعمر کے ساتھ پیش آئی۔ چنانچہ انہوں نے سفیان بن ہمام العبدی جو قیس سے ہیں، کے حالات میں لکھا ہے: مٹکے کی نبیذ کے متعلق حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عمرو بن سفیان روایت کرتا ہے۔ لیکن وضاحت نہ انہوں نے کی اور نہ ابن الاثیر نے۔

۳۳۳۳ سفیان بن وھب الخولانی ✿

ابوایمن۔ بقول ابوحاتم: ✿ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں بطریق عیاث الحرانی روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن وہب کا ہمارے ہاں سے گزر ہوا وہ صحابی تھے انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ ابن یونس فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک ہوئے اور افریقا کے والی مقرر ہوئے۔ یہ عبدالعزیز بن مروان کا دور تھا۔ بیاسی (۸۲ھ) میں وفات پائی۔ حضرت عمر اور زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بکر بن سوادہ، عبیداللہ بن مغیرہ، ابوالخیر اور ابوعشانہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حسن بن سفیان اور ابن شاہین بطریق سعید بن ابی شمر سبائی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان بن وہب خولانی کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "صدی گزرنے پر اس زمین پر ان زندہ لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا"۔ ✿ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی مراد ہے کہ اس وقت جو آپ کے ساتھ موجود ہیں، ان میں سے کوئی بھی صدی کے آغاز تک زندہ نہیں رہے گا۔ ان کی دوسری حدیث مسند احمد میں اور تیسری حدیث ابن مندہ کی کتاب میں اور ایک حدیث بحوالہ عمر مسند ابی یعلی میں ہے۔ ابن حبان ✿ فرماتے ہیں: جس کا گمان ہے کہ یہ صحابی ہیں تو

✿ اسد الغابہ (۲۱۲۷) استیعاب (۱۰۱۲) تجرید (۲۲۷/۱)

✿ المعجم الكبير (٦٤٠٣/٧) مجمع الزوائد (٦١/٥) جامع المسانيد (٣٢٧/٥)

✿ استیعاب (۱۹۲/۲) ✿ اسد الغابہ (۲۱۲۸) استیعاب (۱۰۱۳) ✿ الجرح والتعديل (٢١٧/٤)

✿ المعجم الكبير (٦٤٠٥/٧) (٦٤٠٦/٧) مجمع الزوائد (٦١/٥) جامع المسانيد (٣٢٧/٥) ✿ الثقات (١٨٣/٣)

اسے وہم ہوا۔ "تابعین" میں انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے اور اس سے پہلے "الصحابہ" میں لکھتے ہیں: مصر کے باسی تھے۔ صحابی ہیں۔ جبکہ عجلی کا قول ہے: معتبر تابعی ہیں۔

۳۳۳۴ سفیان بن یزید

ابن زید میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۳۳۵ (ز) سفیان الھذلی

نضر کے والد، ابوعمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۳۳۶ (ز) سفینہ [1]

مولا رسول اللہ ﷺ بقول بعض ان کا نام (۱) مہران، (۲) طھمان، (۳) مروان، (۴) نجران، (۵) رومان، (۶) ذکوان، (۷) کیسان، (۸) سلیمان، (۹) سنہ، (۱۰) ایمن، (۱۱) فرقنہ، (۱۲) احمر، (۱۳) احمد، (۱۴) رباح، (۱۵) مفلح، (۱۶) عمیر، (۱۷) معتب، (۱۸) قیس، (۱۹) عبس، (۲۰) عیسیٰ، (۲۱) شنہ۔ کل اکیس (۲۱) اقوال ہیں۔ اصل میں فارس کے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خرید کر اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت [2] بجالائیں گے۔ نبی ﷺ، ام سلمہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور عمر، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابوریحانہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ بواسطہ سعید بن جھمان بحوالہ سفینہ روایت کرتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، لوگوں میں سے کوئی تھک جاتا تو اپنا کپڑا مجھ پر ڈال دیتا یہاں تک کہ میں نے بہت بوجھ اٹھالیا۔ نبی ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو فرمایا: "تم تو بحری جہاز ہو"۔ [3] وہ بطن نخلہ میں رہتے تھے۔

باب سین کے بعد کاف

۳۳۳۷ سَکبہ بن الحارث الاسلمی [4]

مسدد نے اپنی مسند میں بطریق زیاد بن مخراق بحوالہ اسلم کے ایک شخص روایت کی ہے کہ ہم میں سے تین شخص اصحاب رسول ﷺ ہیں: بریدہ، مِحْجن اور سَکْبَہ۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو سکبہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور بریدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: بریدہ! تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھتے جیسے سکبہ پڑھ رہے ہیں تو بریدہ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ مسجد کے دروازے پر آئے اور بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارے سامنے

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۳۰) استیعاب (۱۱۴۰) تجرید (۲۳۸/۱)

[2] مسند احمد (۲۲۱/۵) المعجم الکبیر (۸۵/۷) جامع المسانید (۳۳۵/۵، ۳۳۶)

[3] مسند احمد (۲۲۰/۵ ـ ۲۲۲) المعجم الکبیر (۶۴۴۰/۷)

[4] اسد الغابہ (۲۱۳۱) استیعاب (۱۱۴۲)

اُحد کا پہاڑ تھا، آپ ﷺ نے وہاں سے مدینہ کو جھانک کر دیکھا، پھر فرمایا: ''بستی کے لئے ہلاکت ہے''۔ پھر نیچے اتر آئے، مسجد کے دروازے پر پہنچے تو ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کی یہ فلاں شخص ہے جس کا اس طرح کا کام ہے۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور اندر داخل ہو کر فرمانے لگے: ''تمہارا بہترین (حصہ) دین وہ ہے جو سب سے آسان ہو''۔ ❶

ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں ابوبشر کے حوالہ سے نقل کیا ہے لیکن اس میں لکھا ہے ابن شقیق بحوالہ رجاء اسلمی روایت کرتے ہیں کہ میں مجن اسلمی کے ساتھ چلتے چلتے مسجد تک پہنچا وہاں ہمیں بریدہ مل گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے، بریدہ نے کہا: مجن تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھ رہے جیسے سکبہ پڑھ رہا ہے؟ تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر مجن نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما.... دونوں حدیثوں ❷ میں ایک ذکر کیا۔ ''اخبار مدینہ'' میں عمر بن شبہ نے بطریق جریر مؤدب کی روایت کا مفہوم لکھا ہے اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے: تو بریدہ بیٹھے ہوئے تھے، سکبہ صحابی رسول تھے جو کھڑے ہو کر چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ تو بریدہ نے کہا: عمران تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھ رہے جیسے سکبہ پڑھ رہے ہیں؟ تو عمران خاموش رہے۔ پھر ہم وہاں سے چلے تو عمران نے کہا: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا... پھر اس کا ذکر کیا۔ اس کے بعد بطریق شعبہ بحوالہ رجاء بن ابی رجاء الباھلی روایت کی کہ مجن مسجد میں داخل ہوئے تو بریدہ کو دیکھ کر فرمایا: تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھتے جیسے سکبہ پڑھ رہے ہیں۔ وہ خزاعہ کے ایک فرد تھے۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما.... پھر حدیث ذکر کی۔ اور بطریق کھمس بواسطہ عبداللہ بن شقیق بحوالہ مجن بن الادرع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا، پھر مجھے ملے تو میں مدینہ کی کسی راہ میں تھا..... (حدیث) اور بطریق جریری بواسطہ عبداللہ بن شقیق بحوالہ مجن اس کا مفہوم مروی ہے۔ احمد بن منیع اپنی مسند میں بطریق عیینہ بن عبدالرحمٰن بواسطہ مجن اس کا مفہوم مروی ہے۔ احمد بن منیع اپنی مسند میں بطریق عیینہ بن عبدالرحمٰن بواسطہ اپنے والد بحوالہ بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ایک شخص کے پاس آئے مجھ سے فرمانے لگے: کیا یہ تمہیں ریاکار ❸ (دکھاوے کی عبادت کرنے والا) لگتا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ واقعی ایسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ میانہ روی اختیار کرو اور اس دین سے (اس کی حد سے زیادہ) جو بھی (عبادت یا عمل کر کے اس سے) مقابلہ کرے گا تو دین ہی غالب رہے گا''۔

۳۳۳۸ السکران بن عمرو ❹

بن عبد شمس بن عبدود بن مالک بن نصر بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری، سہیل بن عمرو کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ایسا ہی ابن اسحاق ❺ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ پھر یہ مکہ لوٹ آئے اور وہیں فوت ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے بعد ان کی اہلیہ سودہ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اور آپ سے یہ نکاح حضرت سودہ کے بھائی حاطب نے کیا تھا۔ ابوعبیدہ کا گمان ہے کہ جب یہ حبشہ آئے تو نصرانی ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔ بلاذری کا قول ہے: پہلا قول زیادہ صحیح

---

❶ المعجم الكبير (۲۳۰/۱۸) ❷ مسند ابوداؤد طيالسي (۱۲۹۵) ❸ مسند احمد (۱۹۸۰۷)

❹ اسد الغابه (۲۱۳۲) استيعاب (۱۱۴۱) ❺ السيرة النبوية (۸/۲)

ہے۔ بقول بعض: یہ حبشہ میں فوت ہوئے تھے۔

۳۳۳۹ (ز) السَّکَن

بقول بعض: یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۰ السَّکین الضمری[1]

تصغیر۔ ''السکن'' کا بھی قول ہے۔ بقول ابو حاتم:[2] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[3] نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی خیثمہ نے بطریق ابن جریج بواسطہ عطاء بن یسار ایک حدیث روایت کی ہے کہ میں نے سکین مصری کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے''۔[4] (حدیث) یہی روایت صفوان بن ہبیرہ نے ابن جریج سے بواسطہ سہیل بحوالہ عطاء نقل کی ہے۔ اور موسیٰ بن عبیدہ نے عطاء انہوں نے جہجاہ سے نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد لام

۳۳۴۱ سَلام (تشدید کے بغیر)

عبداللہ بن سلام کے بھانجے۔ سلمہ عبداللہ بن سلام کے بھتیجے کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۲ سلّام[5] (تشدید سے)

ابن عمرو۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابوعوانہ بواسطہ ابوبشر بحوالہ سلام بن عمرو روایت کی ہے، جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرمایا: ''کتے ناپاک ہیں، صرف شکاری کتا رکھنا جائز ہے''۔[6] ابن مندہ کا قول ہے: اسے شعبہ نے بواسطہ ابوبشر، سلام بن عمرو بحوالہ ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔[7] مسند احمد اور الادب المفرد للبخاری میں بطریق شعبہ اسی سند سے دوسرا متن منقول ہے۔

۳۳۴۳ (ز) سلام بن قیس الحضرمی آخر قسم میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۴ سلامہ بن سالم الثعلبی سلمہ بن سلامہ میں ذکر ہوگا۔

۳۳۴۵ (ز) سلامہ بن عبداللہ[8]

ابن مندہ کی عمرو بن سلامہ سے بحوالہ ان کے والد روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کی

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۳۳) [2] التاریخ الکبیر (۱۹۸/۴) [3]
[4] جامع المسانید (۳۴۳/۵) اسد الغابہ (۳۴۴/۲) تاریخ بغداد (۳۱۳/۱۰) [5] اسد الغابہ (۲۲۷۰)
[6] اسد الغابہ (۳۴۵/۲) [7] مسند احمد (۵۷/۵) [8] اسد الغابہ (۲۱۳۷)

عمارت کو ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ مشک سے بنایا ہے۔"❶ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔

۳۳۴۶ سلامہ بن عمیر الاسلمی

بقول بعض: یہ ابو حدرد اسلمی کا نام ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۷ سلامہ بن قیصر❷

بقول بعض: سلمہ، مصر فروکش ہوئے۔ احمد بن صالح کا قول ہے: یہ صحابی نہیں جبکہ ابوزرعہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ ابن صالح لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک سلمہ صحیح ہے اور یہ صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ❸ فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح نہیں۔ مطین، حسن بن سفیان اور طبرانی❹ نے بطریق عمرو بن ربیعہ الحضرمی ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے سلامہ بن قیصر کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس میں اور جہنم میں اتنا فاصلہ پیدا کر دے گا جتنے میں کسی کوے کا چوزہ اڑے اور بڑھاپے تک اڑتا رہے"۔ اس حدیث کا مدار ابن لہیعہ پر ہے۔ چنانچہ ابن وہب اور ان کے دوسرے شاگردوں نے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابن وہب کی روایت مسند ابی یعلی میں ہے اور عبداللہ بن یزید المقری بحوالہ ان کے اس سند سے یوں نقل کرتے ہیں: سلمہ بن قیصر سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ انہی سے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ابوزرعہ نے اس اضافہ کو راجح قرار دیا ہے، جبکہ احمد بن صالح نے اس کا انکار کیا ہے۔ میں نے ابن عبدالبر❺ کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے: خلف بن قاسم نے ہمیں بحوالہ ابوبکر بن خروف بیان کیا کہ میں نے احمد بن صالح سے پوچھا: تو انہوں نے کہا: المقریٔ نے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ابن رشدین کا قول ہے کہ احمد بن صالح نے فرمایا: یہ المقریٔ کی غلطی ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں: سلامہ بن قیصر، بقول بعض: سلمہ بن قیصر الحضرمی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے عمرو بن ربیعہ، مرثد ابوالخیر الیزنی روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مصر رہتے ان کی حدیث وہاں کے لوگوں سے مروی ہے، بیت المقدس میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔

۳۳۴۸ (ز) سلامة العذری❻

انہیں المہلّب کہا جاتا ہے۔ علی بن حرب نے "کتاب البحار" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ رشاطی کا قول ہے، بقول بعض: قبیصہ جن کا تذکرہ ہونا ہے ان کے والد ہیں۔

۳۳۴۹ (ز) سَلْم (بے نسب)

ابوداؤد نے سنن میں بغیر سند ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کا نام حرب تبدیل کر کے فرمانے لگے: "تم سَلْم ہو"۔

---

❶ حلیة الاولیاء (۹۵/۳) کنز العمال (۱۳۱۸۵)
❷ اسد الغابه (۲۱۳۸) استیعاب (۱۱٤٤) تجرید (۲۲۹/۱)
❸ التاریخ الکبیر (۱۹٤/۲)
❹ المعجم الکبیر (٦٣٦٥/٧) المعجم الاوسط (١٢٨)
❺ استیعاب (۲٤٥/۲)
❻ اسد الغابه (٢١٤٠)

۳۳۵۰ (ز) سلم بن سمیّ

بن حارث ازدی ثم الدوسی ابوالعکر کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۳۳۵۱ سلکان بن سلامه

ابونائلہ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۳۳۵۲ سلکان بن مالک ✿

ابن الدباغ نے استیعاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ واقدی نے انہیں مصر داخل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔

۳۳۵۳ سلمان بن ثمامه ✿

بن شراحیل ابن الاصہب الجعفی۔ بقول ابن مندہ کہ سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت کی معیت میں جنگ کی اور رقہ ✿ میں فروکش ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: فتنہ وفساد کے دور میں وہ اور جن لوگوں کو ان میں جنگ کرنے سے تردد تھا وہ اس میں قتال سے باز رہے۔ اور سارے رقہ میں ٹھہر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف عطیات بھیجتے اور فرماتے: ''ہم تمہیں غنیمت کے حق سے محروم نہیں رکھتے، کیونکہ تم لوگ مسلمان ہو، اگرچہ تم ہماری مدد سے باز رہتے ہو''۔ راوی کا بیان ہے کہ سلمان ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حجر بن عدی کے ساتھ زیاد کے خلاف مہم چلائی تھی، پھر جب زیاد نے حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تو سلمان چھوٹ گئے۔ ان کے دادا شراحیل جاہلیت میں سردار تھے۔ اصہب ان کے والد نہیں بلکہ ان کے پردادا ہیں، وہ شراحیل بن شیطان بن حارث بن اصہب ہے۔ ان کا نام عوف بن کعب بن حارث بن سعد بن عمرو بن ذہل مران بن جعفی بن سعد العشیر ہ ہے۔ وہ بہت غارتگری کرتے۔ بنی جعدہ نے انہیں قتل کر دیا، جس کے بارے ان کے قتل پر فخر کرتے ہوئے نابغہ جعدی کہتا ہے: ع

''ہمیں شراحیل کے شر سے معد نے آرام پہنچایا، جب اسے صبح کے چمکتے ستاروں کے ساتھ دیکھا''۔

۳۳۵۴ سلمان بن خالد الخزاعی ✿

طبرانی ✿ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور سلمان بن خالد سے جنہیں میں قبیلۂ خزاعہ کا سمجھتا ہوں روایت کی ہے، فرمایا: میری خواہش ہے کہ میں نماز پڑھ کر راحت حاصل کر لوں، اس واسطے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اے بلال! اٹھو، نماز قائم کرو اور ہمیں راحت پہنچاؤ''۔ ✿ سالم بن ابی الجعد خزاعہ کے ایک بے نام شخص سے روایت کرتے ہیں اور عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ بحوالہ اپنے والد وہ ایک بے نام صحابی سے روایت کرتے ہیں، اور ابوحمزہ ثمالی، عبداللہ سے بواسطہ اپنے والد وہ اپنے اسلم کے ایک سسرالی رشتہ دار سے روایت کرتے ہیں۔

✿ اسد الغابہ (۲۱۴۲) ✿ اسد الغابہ (۲۱۴۴) ✿ اسد الغابہ (۳۴۶/۲) ✿ اسد الغابہ (۲۱۴۵) تجرید (۲۲۹/۱)

✿ المعجم الکبیر (۶۲۱۴/۶) ✿ ابوداؤد کتاب الادب، باب فی صلاۃ العتمۃ (۴۹۸۵، ۴۹۸۶) مسند احمد (۳۶۴/۴)

۳۳۵۵ سلمان بن ربیعہ [1]

بن یزید بن عمرو بن سہم بن ثعلبہ الباہلی۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول ابوحاتم: [2] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ابوعمر [3] فرماتے ہیں: عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، میرے نزدیک بھی یہی ہے جو ابوحاتم نے کہا۔ ابن مندہ کا قول ہے: امام بخاری [4] نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن صحیح نہیں۔ انہیں "سلمان الخیل" کہا جاتا تھا۔ ان سے اکابر تابعین جیسے ابووائل، ابومیسرہ، ابوعثمان نہدی، سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں۔ فتوحاتِ شام میں شریک ہوئے، پھر عراق رہنے لگے۔ اور خلافتِ عثمانی میں ارمینیا کی جنگ کے ذمہ دار بنے۔ تیس یا اس کے بعد کی عمر میں شہید ہوئے۔ بقول بعض یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں کی عتاق اور ہجین میں فرق کیا۔ اسی بنا پر انہیں "سلمان الخیل" کہا جاتا ہے۔ ثقات التابعین میں ابن حبان [5] نے لکھا ہے، خلافت فاروقی میں گھوڑوں کی ذمہ داری سنبھالی۔ پہلے شخص ہیں جن سے کوفہ [6] کا قاضی بننے کا مطالبہ ہوا۔ نیک شخص تھے، ہر سال حج کرتے۔ ابن سعد اور عجلی نے بھی تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آجری بحوالہ ابوداؤد روایت کرتے ہیں، بہت کم روایتیں کی ہیں۔ ابووائل سے منقول ہے: چالیس روز میں سلمان بن ربیعہ کے پاس جاتا رہا، میں نے ان کے پاس کوئی فیصلہ کرانے والا نہیں پایا۔ صحیح مسلم میں ان کی روایت سے بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث ہے۔ لقطہ کی حدیث میں ان کا ذکر ہے، سلمہ بن کہیل بحوالہ سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایک کوڑا ملا جسے میں نے اٹھا لیا تو زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ مجھے ملامت کرنے لگے۔ میں نے ابی بن کعب سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: تم نے بہتر اور سنت کے مطابق کیا۔ یہ روایت بخاری وغیرہ میں ہے۔ ابوموسیٰ کے واقعہ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے جب ان سے کسی نے پوچھا کہ بیٹی اور پوتی کا کیا حصہ ہے؟ تو سلمان بن ربیعہ نے تقسیم میں ان کی موافقت کی۔ یہی مسئلہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے دونوں حضرات کے مخالف تقسیم کی۔ نسائی نے یہ روایت نقل کی جس کی اصل بخاری میں ہے۔ یہ واقعہ خلافتِ عثمانی میں پیش آیا۔

۳۳۵۶ سلمان بن صخر البیاض

ایسا ہی ترمذی میں لکھا ہے، یہی سلمہ بن صخر ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۵۷ سلمان بن عامر [7]

بن اوس بن حجر بن عمرو بن حارث بن تیم بن ذہل بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الضبی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کی بھتیجی ام الربیع جن کا نام رباب بنت صلیع تھا اور پوتا عبدالعزیز بن بشر بن سلمان الضبی [8] روایت کرتا ہے۔ دارقطنی نے جو کتاب ضبیوں کے لیے لکھی ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بزرگ تھے۔ اسی طرح ان سے ابن سیرین اور ان کی بہن حفصہ بنت سیرین روایت کرتی ہیں۔ بصرہ رہائش رکھتے تھے۔ جس کا گمان ہے کہ خلافتِ فاروقی میں فوت ہوگئے

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۴۶) استیعاب (۱۰۱۶) [2] الجرح والتعدیل (۲۹۷/۴) [3] استیعاب (۱۹۳/۲)

[4] التاریخ الکبیر (۱۳۶/۲) [5] الثقات (۳۳۲/۴) [6] مختصر تاریخ دمشق (۵۶/۱۰)

[7] اسد الغابہ (۲۱۴۸) استیعاب (۱۰۱۸) تجرید (۲۳۰/۱) [8] المعجم الکبیر (۳۳۴/۶)

تھے۔ اسے وہم ہوا ہے درست یہ ہے کہ خلافتِ معاویہ تک حیات رہے۔ الصریفینی کی کتاب میں ہے کہ خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کے علاوہ کوئی ضبی ہیں۔ ❶ ایسا ہی ابن الاثیر نے نقل کیا ہے جسے انہوں نے اوران کے متبعین نے برقرار رکھا ہے، صحابہ میں ایسے لوگوں کی پوری جماعت موجود ہے جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اوران کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے ہیں وہ بنی ضبہ سے۔ جن میں سے یزید بن نعامہ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بھروسا ظاہر کیا ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اسی کتاب میں بہت سے صحابہ کو ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کدیر ضبی اور حنظلہ بن ضرار ضبی ہیں۔

۳۳۵۸ سلمان ابوعبداللہ الفارسی ❷

انہیں سلمان ابن الاسلام اور سلمان الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ بقول ابن حبان: ❸ جس کا یہ گمان ہے سلمان الخیر اور ہیں اسے وہم ہوا ہے۔ اصلاً رامہرمز کے تھے۔ بقول بعض: اصبہان کے تھے۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونا ہے۔ جس کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے، گرفتار ہو کر مدینہ کے بازار بیچ دیئے گئے۔ اور غلامی میں مشغول ہوگئے۔ پھر سب سے پہلے غزوۂ خندق کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد بقیہ معرکوں میں بھی شرکت کی۔ فتوحاتِ عراق میں مردانہ وار لڑے اور مدائن کے والی مقرر ہوئے۔ ابن عبدالبر ❹ کا قول ہے: بقول بعض بدر میں شریک ہوئے۔ عالم اور دنیا سے بے رغبت انسان تھے۔ ان سے حضرت انس، کعب بن عجرہ، ابن عباس، ابوسعید وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے ابوعثمان نہدی، طارق بن شہاب اور سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: پہلا نام مابہ ابن بُوذ تھا۔ یہ ابن مندہ کا اپنی سند سے نقل کردہ قول ہے اور انہوں نے ہی ان کا نسب لکھا ہے۔ ایک قول ہے، نام بھبُوذ تھا۔ بقول بعض: انہوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ ایک قول ہے: نہیں بلکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے وصی (حواری) کا زمانہ پایا ہے۔ ان کا واقعہ کئی طرق سے مروی ہے، سب سے صحیح وہ ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خود انہی کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اسی واقعہ کو الحاکم نے دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ان کے روایت کیا ہے اور حاکم نے حدیث بریدہ سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک ٹکڑا تعلیقاً نقل کیا ہے۔ ان کے اسلام لانے میں اتنا اختلاف ہے کہ ان تمام روایات کو یکجا کرنا مشکل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں دس سے زائد آقاؤں نے ہاتھ در ہاتھ بیچا۔ ذہبی ❺ لکھتے ہیں: مجھے ان کی عمر کے بارے جتنے اقوال ملے ہیں ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ڈھائی سو (۲۵۰) سال سے زائد عمر کے تھے۔ اختلاف جو ہے وہ زائد میں ہے، فرماتے ہیں: پھر میں نے اس سے رجوع کرلیا اور میرے لیے ظاہر ہوگیا کہ وہ اسی (۸۰) سے زائد سن ❻ تک نہ پہنچے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس بارے میں مستند روایت کا حوالہ نہیں دیا، مجھے لگتا ہے انہوں نے یہ بات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی فتوحات میں شرکت سے اخذ کی ہے اور یہ کہ انہوں نے کندہ کی ایک خاتون سے شادی کی تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ نشاط باقی رہا ہوگا۔ لیکن جو کچھ مؤرخین نے ذکر کیا ہے اگر وہ ثابت ہو جائے تو یہ ان کے حق میں خوارق عادت (جو عام لوگوں میں نہیں پائی جاتیں) ثابت ہوں گی۔ اور اس سے مانع کیا ہے۔ چنانچہ ابوالشیخ طبقات الاصبہانیین میں عباس بن یزید کے طریق سے لکھتے ہیں کہ علماء کا فرمان ہے: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تین سو پچاس سال حیات رہے، جن میں سے ڈھائی سو (۲۵۰)

❶ اسد الغابہ (۳٤۷/۲) ❷ اسد الغابہ (۲۱٤۹) استیعاب (۱۰۱۹) ❸ الثقات (۱۵۷/۳)
❹ استیعاب (۱۹٤/۲) ❺ تہذیب التہذیب (۱۳۹/٤) ❻ جامع المسانید (۳٤٦/۵)

سال پر تو اتفاق ہے اس میں انہیں کوئی شک نہیں۔ ابو ربیعہ ایادی بواسطہ ابو بریدہ وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میرے صحابہ میں چار افراد کو (خصوصی طور پر) پسند کرتا ہے''۔ ✿ جن میں سلمان رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا۔

سلیمان بن مغیرہ بحوالہ حمید بن ہلال نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابو درداء اور سلمان فارسی میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ بخاری میں حدیث ابی جحیفہ سے ان کے واقعہ میں اس کا مفہوم منقول ہے۔ اسی واقعہ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''سلمان کو تم سے زیادہ دین کی سمجھ ہے''۔ ✿ بقول ابو عبید چھتیس (۳۶ھ) اور بقول خلیفہ سینتیس (۳۷ھ) میں انتقال ہوا۔ عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آخری وقت میں سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا انتقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوا ہے۔ جبکہ ابن مسعود چونتیس (۳۴ھ) سے پہلے فوت ہوئے۔ اس لیے ان کا انتقال بتیس (۳۲ھ) یا تینتیس (۳۳ھ) میں ہوا ہوگا۔ آپ اپنا وظیفہ صدقہ کر دیتے اور خود چٹائی بُن کر کھاتے تھے۔ ✿

۳۳۵۹ سلمہ بن الادرع

یہی ابن ذکوان ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۶۰ (ز) سلمہ بن الازرق

ان کے والد الازرق کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۳۳۶۱ سلمہ بن اسلم ✿

بن حریس ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری حارثی ابو سعید دادا کی نسبت سے بھی لکھے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق ✿ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بنی نضیر سے جنگ کے بعد عمرو بن امیہ کے ساتھ ابو سفیان سے جنگ کے لیے بھیجا تھا۔ اسے واقدی نے نقل کیا ہے۔ بقول ابو حاتم: ✿ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔

۳۳۶۲ سلمہ بن الاسود ✿

بن شجرہ بن ربیعہ بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ کندی۔ ابن کلبی کا بیان ہے: یہ اور ان کے بھائی علس بن الاسود نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ ابن شاہین، طبری اور دارقطنی وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔

۳۳۶۳ سلمہ بن الاکوع

وہی سلمہ بن عمرو بن الاکوع ہیں، تذکرہ ہوگا۔

✿ مسند احمد (۲۳۰۲۹) جمع الجوامع (۵۱۹۰) ✿ الطبقات (۱۰۷/۲) ✿ مختصر تاریخ دمشق (۴۹/۱۰)

✿ اسد الغابہ (۲۱۵۱) استیعاب (۲۰۲۰) تجرید (۲۳۰/۱) ✿ السیرۃ النبویۃ (۲۴۸/۲)

✿ الجرح والتعدیل (۱۵۶/۴) ✿ اسد الغابہ (۲۱۵۲)

۳۳۶۴ سلمہ بن امیہ

بن خلف الجمحی۔ ان کے بھائی ربیعہ کے حالات میں نسب گزر چکا ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے مکہ رہنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ''اخبارِ مدینہ'' میں عمر بن شبہ نے بطریق سماک بن حرب بحوالہ ایک شخص نقل کیا ہے کہ سلمہ بن امیہ نے اپنی باندی سے شادی کر لی، اور گواہ اس کی والدہ اور بہن کو بنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پہنچا، آپ نے فرمایا: کیا لاعلمی سے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: دو عادل شخص گواہ بنالو ورنہ میں ابھی تفریق کرتا ہوں۔ عمر بن شبہ کا قول ہے کہ سلمی جو حکیم بن امیہ بن اوقص اسلمی کی باندی تھیں ان سے متعہ کیا جس سے بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے بچہ کا انکار کر دیا۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے متعہ سے روک دیا یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ سلمہ نے ایک عورت سے متعہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے انہیں دھمکایا۔ المحلّٰی میں ابن حزم لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ میں بعض افراد متعہ کے حلال ہونے پر قائم رہے جن میں ابن مسعود، ابن عباس، جابر، سلمہ اور مغیرہ جو دونوں صاحبزادگانِ امیہ بن خلف تھے شامل تھے۔

۳۳۶۵ سلمہ بن امیہ[1]

بن ابی عبیدہ تمیمی، یعلی بن امیہ کے بھائی یعلی ہی کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کی حدیث نسائی[2] میں ان کے بھتیجے صفوان بن عبداللہ بن یعلی بن امیہ کی روایت سے بحوالہ ان کے اس شخص کے واقعہ کے بارے میں نقل کی ہے جس نے دوسرے کا ہاتھ چبالیا تھا۔ علامہ ابن عبدالبر[3] لکھتے ہیں: ابن اسحاق کی کتاب میں ان کی ایک حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔ امام بخاری[4] فرماتے ہیں: اس میں ابن اسحاق اس کے خلاف روایت کرتے ہیں کہ یہ ان کی روایت سے ہے اس کی اسناد میں بھی اختلاف ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ سلمہ کوفہ فروکش ہوئے۔

۳۳۶۶ سلمہ بن بدیل[5]

بن ورقاء خزاعی۔ بقول ابن ابی حاتم[6] بحوالہ اپنے والد: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں اور ان کے بھائیوں کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ وہ یہ ہیں: عبداللہ، عبدالرحمٰن، عثمان اور سلمہ۔

۳۳۶۷ سلمہ بن ثابت[7]

بن وقش بن زغبہ بن رعوراء بن عبدالاشہل انصاری اشہلی۔ ابن اسحاق[8] نے شرکاءِ بدر اور شہداءِ احد میں ان کا ذکر کیا ہے،

[1] اسد الغابہ (۲۱۵۵) استیعاب (۱۰۲۲) تجرید (۲۳۰/۱)
[2] نسائی کتاب القسامۃ باب ذکر الاختلاف علی عطاء فی هذا الحدیث (۱۴۷۱)
[3] استیعاب (۲۰۰/۲) [4] التاریخ الکبیر (۷۲/۲) [5] اسد الغابہ (۲۱۵۷) استیعاب (۱۰۲۳)
[6] الجرح والتعدیل (۱۵۷/۴) [7] اسد الغابہ (۲۱۵۸) استیعاب (۱۰۲٤) [8] السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳)

ایسا ہی ابن کلبی کا بیان ہے۔

۳۳۶۸ سلمہ بن الحارث

ابوغلیظ۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۶۹ سلمہ بن حارثہ

سہل بن حارثہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۷۰ سلمہ بن حارثہ اسلمی ❶

بھائیوں میں سے ایک ہیں ان کے بھائی حمران کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کا ذکر صاحب استیعاب نے ان کے بھائی ہند بن حارثہ کے حالات میں بھی کیا ہے۔

۳۳۷۱ سلمہ بن حاطب ❷

بن عمرو بن عتیک بن امیہ بن زید انصاری۔ مؤرخین نے شرکاءِ بدر و اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۷۲ سلمہ بن حبیش

اسدی، اسد خزیمہ۔ حضرمی بن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ مدائنی نے اپنی سند سے لکھا ہے کہ سلمہ بن حبیش نے فرمایا، جب وہ ضرار بن الازور کے ساتھ آئے: ع

''میں اور میری اونٹنی جس کی آنکھ سفید ہے جب ہم بمقام تین کی فرودگاہ پر پہنچے تو ہماری خواہشیں مختلف تھیں''۔

۳۳۷۳ سلمہ بن الخطل الکنانی ❸ ثم العرجیّ

بقول ابن عساکر: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پھر یہ روایت نقل کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا اور مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے والی بنایا تو میں نے ان سے کوئی خیانت نہیں کی اور نہ جھوٹ بولا۔ پھر اس خطبے کا ذکر کیا۔ تو سلمہ بن خطل جو بنی عریج بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ایک فرد تھے کہنے لگے: معاویہ! اللہ کی قسم! تم سے انصاف ہوا لیکن تم نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، تمہیں بیٹھنا نصیب نہ ہو۔ پھر امیر معاویہ نے ان سے فرمایا: مجھے یاد ہے جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو تم نے سلام کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا تھا، پھر تم نے ہدیہ پیش کیا تو نبی علیہ السلام نے تمہارا ہدیہ قبول کر لیا۔ اور تم مسلمان ہو گئے تھے، تم اپنی قوم کے نیک شخص تھے۔ ❹ خطابی نے امیر معاویہ کے اس خطبے کا کچھ حصہ نقل کیا۔ اور ابوبکر بن الانباری نے اپنے فوائد میں اس کا مفہوم نقل کیا ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: تمہارے والد اس دن بلقاء کی جانب مالدار آدمی تھے۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۱۶۰) ❷ اسد الغابہ (۲۱۶۱) استیعاب (۱۰۲۵)

❸ اسد الغابہ (۲۱۶۴) تجرید (۲۳۱/۱) ❹ اسد الغابہ (۲۹۲/۲)

۳۳۷۴ (ز) سلمہ بن الحیسمان

بن ایاس الخزاعی۔ ان کا نسب ان کے والد حیسمان کے تذکرہ میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا تذکرہ ان کے والد کے ساتھ کیا ہے۔

۳۳۷۵ (ز) سلمہ بن ذکوان

بقول بعض: ابن الادرع۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سلمہ بن ذکوان نے فرمایا: ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ ﷺ کسی ضرورت سے باہر نکلے مسجد میں ایک شخص بلند آواز سے نماز پڑھ رہا تھا.... (حدیث) اور دوسری سند سے جو روایت منقول ہے وہ یوں ہے کہ ابن الادرع نے فرمایا، اور مسند سلمہ بن الاکوع کے اثناء میں ابویعلی نے یہ روایت بطریق داؤد بن قیس بواسطہ زید بن اسلمہ بحوالہ سلمہ نقل کی ہے۔ ان کا نسب بیان نہیں کیا، ہشام بن سعد کی روایت سے ظاہر ہوا کہ وہ ابن اُدرع ہیں ابن اُکوع نہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت سلمہ بن اُکوع کی حدیث سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیر اندازی کرو میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں''۔ بعض کا قول ہے: وہ سلمہ ہیں، بعض کا قول ہے: وہ محجن ہیں، یہی اکثر کے نزدیک ہے۔

۳۳۷۶ (ز) سلمہ بن ربیدہ

اور وہ ابن مُحَبَّق ہذلی ہیں۔ محبق نام میں اختلاف ہے۔

۳۳۷۷ سلمہ بن ربیعہ العنزی

ابن شاہین اور طبری نے روایت کیا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کے پاس آنے والے وفد میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

۳۳۷۸ سلمہ بن زھیر

سَمُرہ بن زُہیر میں ان کا ذکر ہے۔

۳۳۷۹ سلمہ بن سُحَیم الأسَدیّ

ابن قانع اور ابن شاہین نے محمد بن نضلہ کے طریق سے روایت کیا ہے: ابن سکن بن سلمہ بن سُحَیم کہ مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سلمہ بن سُحَیم سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ہمارا ایک ساتھی اونٹنی پر سوار ہوا، پھر قصہ بیان کیا، اس کی اسناد میں نامعلوم راوی ہیں۔ اس میں محمد بن اسحاق بلخی ہیں جو کمزور راوی ہیں۔

۳۳۸۰ سلمہ بن سعد بن ضُرِیم العنزی

بقول بعض ابن سعید، ابن قانع نے ان کے نسب میں مریم کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: ابن ہمام بن کامل، ابن عبدالبر کا قول ہے۔ ان کی حدیث ہے: عنزہ اچھا قبیلہ ہے، ان پر بغاوت کی جائے گی اور ان کی مدد کی جائے گی، یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء ہیں۔ (الحدیث) ان سے ان کے بیٹے سعید بن سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، طبرانی نے حفص بن سنان بن قیس کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سعد روایت کیا ہے کہ وہ اور ان کے اہل خانہ اور بیٹوں کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اجازت طلب کی، اور کہا: یہ عنزہ کا وفد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واہ واہ! عنزہ اچھا قبیلہ ہے۔ ان پر بغاوت ہوگی اور ان کی مدد کی جائے گی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء کو خوش آمدید۔ اے سلمہ! اپنی حاجت بتاؤ''۔ پھر حدیث بیان کی، اس کی اسناد میں نامعلوم راوی ہیں۔ ابن قانع نے عبداللہ بن سَوِیہ کی روایت سے بحوالہ حفص بن سلمہ نقل کیا ہے۔ نسب میں سے سنان کا ذکر چھوڑ دیا۔ فرمایا: بحوالہ حفص بن سلمہ بن حفص بن میتب بن قیس بن سلمہ بن سعد کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ حفص بن میتب، انہوں نے میتب سے، انہوں نے سلمہ سے روایت کی کہ وہ وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واہ واہ! یہ حدیث اس قول تک ہے ان کی مدد کی جائے گی، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء کو مرحبا۔ فرماتے ہیں: یہ طویل حدیث ہے، میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

۳۳۸۱ سلمہ بن سلام الإسرائیلی

کلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ، فرماتے ہیں، یہ آیت: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ''۔ حضرت عبداللہ بن سلام، اسد، اُسید، کعب کے بیٹے ہیں اور ثعلبہ بن قیس حضرت عبداللہ بن سلام کی بہن کے بیٹے سلام، سلمہ ان کے بھتیجے، یاسین بن یامین کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ اہل کتاب میں سے ایمان لانے والے ہیں۔

۳۳۸۲ سلمہ بن سلامہ

بن وقش بن زُغبہ بن زعُوراء بن عبدالأشہل أنصاری اشہلی، ابوعوف، ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا قول ہے کہ بدر اور دوسرے غزوات میں حاضر ہوئے۔ احمد نے محمود بن لبید کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سلامہ بن وقش کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ وہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ فرماتے ہیں: بنوعبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، فرماتے ہیں: وہ ہمارے پاس آیا، پھر آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کا ذکر کیا، یہ طویل حدیث[1] نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے نبوت کی علامتوں کے بارے میں ہے۔ طبرانی نے زید بن جبیرہ کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سلامہ بن وقش روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا اور وضو نہیں کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ کا گورنر بنایا تھا، حضرت عوف بن سلمہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ غزوۂ مریسیع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ بن ابی کی بات پہنچی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمہ بن سلامہ بن وقش کو بھیجو وہ تمہارے پاس اس کا سر لے آئے''۔ اس وقت عبداللہ بن اُبی نے کہا جو کہا، ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان مولیٰ ابن ابواحمد کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ بنوعبداشہل کی امامت کرتے تھے، وہ مکاتب تھے، ان لوگوں میں صحابہ میں سے محمد بن سلمہ، سلمہ بن سلامہ تھے۔ ابراہیم بن منذر کا قول ہے ۴۳ھ میں وفات پائی۔ ایک قول ہے: ۴۵ھ تک زندہ رہے۔ بعض نے کہا: انہوں نے چوہتر (۷۴) سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

---

[1] مسند احمد (۳/٤٦٧)

۳۳۸۳ سلمہ بن سلام الثعلبی

اہل کوفہ میں سے ہیں۔ بغوی ✿ کا قول ہے: عطا بن سائب کے طریق سے روایت کیا ہے، مجھ سے ہانی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، فرماتے ہیں: میرے دادا سلمہ بن سلامہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، پھر قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں ان سے جزیہ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! جزیہ یہود و نصاریٰ پر ہے، ان سے زکوٰۃ لو''۔ اسے طبرانی نے دوسرے طریق سے، انہوں نے ابوامیہ سے جو بنو تغلب کا ایک آدمی ہے سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسے ابن قانع نے دوسرے طریق سے بحوالہ عطا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ حرب بن عبداللہ، انہوں نے اپنے دادا ابوامیہ سے نقل کیا ہے، اور صحابی سلامہ بن سالم ثعلبی کا عنوان قائم کیا ہے، مسند میں ان کے نام کا ذکر کیا، لہٰذا بغوی کے قول پر اعتماد کیا جائے گا۔

۳۳۸۴ سلمہ بن أبوسلمہ ✿ بن عبدالأسد

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ جن کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا۔ سلمہ نبی ﷺ کے پروردہ تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق کی حدیث ام سلمہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ نے ہجرت کا عزم کیا تو میرا اونٹ تیار کر کے اس پر مجھے سوار کیا، میرے بیٹے سلمہ کو میری گود میں رکھا، پھر میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے۔ ابن اسحاق ✿ کی روایت ہے مجھے اس شخص نے بتایا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ عبداللہ بن شداد کا قول ہے کہ نبی ﷺ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جس نے شادی کی وہ انہی کا بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ تھا (جس کے صلہ میں) آپ علیہ السلام نے امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ اس وقت وہ دونوں کم سن تھے۔ پھر فوت ہونے تک انہیں اکٹھے ہونے کا موقعہ نہ ملا۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے سلمہ کو بدلہ دے دیا؟''

بلاذری کا قول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عمر نے یہ نکاح کیا تھا۔ بہرکیف پہلا قول زیادہ مضبوط ہے۔ ادھر واقدی اور ان کے اتباع میں ابوحاتم ✿ وغیرہ کا گمان ہے کہ سلمہ خلافتِ عبدالملک بن مروان تک زندہ رہے۔ اور دونوں اکٹھے ہونے سے پہلے فوت ہوگئے سے مراد یہ ہے کہ ان کی اہلیہ رخصتی سے پہلے اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد یہ بھی فوت ہوگئے تھے۔ لیکن ابن کلبی کا قول ہے: بقول بعض: سلمہ، امامہ کی رخصتی سے پہلے فوت ہوئے ہیں۔

۳۳۸۵ سلمہ بن ابی سلمہ ✿

الجرمی۔ وہی ابن نفیع ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۸۶ سلمہ بن ابی سلمہ الهذلی

بقول بعض: الکندی۔ ابویعلی ✿ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیس بن مالک کی طرف لکھا: امابعد!

✿ اسد الغالہ (۲۱۷۳) ✿ استیعاب (۱۰۲۷) ✿ المغازی (۲٦۱)

✿ الجرح والتعدیل (۱٦۳/٤) ✿ اسد الغابہ (۲۱۷۳) ✿ مسند ابی یعلی (۹۱۲/۲)

۳۳۸۷ سلمہ بن صخر ❶

بن سلمان بن الصمہ بن حارث بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج خزرجی۔ انہیں بیاضی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے حلیف تھے۔ بقول بعض: ان کا نام سلمان ہے، جبکہ سلمہ زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے ہی اپنی بیوی سے ظہار ❷ کیا تھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی مستند حدیث سوائے حدیث ظہار کے نہیں ملی۔ جسے ان سے سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ، سماک بن عبدالرحمٰن اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نقل کرتے ہیں۔

۳۳۸۸ سلمہ بن صخر

بقول بعض: المحبق کا نام صخر ہے، تذکرہ ہوگا۔

۳۳۸۹ سلمہ بن عرادہ ❸

بن مالک الضبی، صفوان کے والد۔ دارقطنی کتاب النسب العتیق سے اخبار بنی ضبہ کے متعلق لکھا ہے کہ سلمہ بن عرادہ کا عیینہ بن حصن سے نبی ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''لڑکے کو وضو کرنے دو''۔ ❹ چنانچہ انہوں نے وضو کیا اور بقیہ پانی پی لیا۔ آپ علیہ السلام نے ان کے سر اور چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔

۳۳۹۰ سلمہ بن عمرو ❺

بن الاکوع۔ اکوع کا نام سنان بن عبداللہ تھا۔ ان کا بقیہ نسب عامر بن اکوع میں بیان ہوگا۔ ان کے والد کا نام وہیب بھی بتایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے حدیبیہ کے معرکہ میں شریک ہوئے۔ بہادروں میں شمار ہوتا تھا۔ دوڑ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر درخت کے پاس موت کی بیعت کی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے بھی روایت لی ہے۔ جبکہ ان سے ان کا بیٹا الیاس، حسن بن محمد بن الحنفیہ، زید بن اسلم اور ان کے مولا یزید بن ابی عبید روایت کرتے ہیں۔ مدینہ فروکش ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہاں سے تین میل دور بمقام ❻ ربذہ منتقل ہو گئے۔ وہیں شادی کی اور اولاد ہوئی۔ وفات سے کچھ روز پہلے مدینہ آئے اور بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہیں چوہتر (۷۴ھ) میں جو صحیح قول ہے فوت ہوئے، ایک قول ہے: چونسٹھ (۶۴ھ) میں وفات پائی۔ واقدی اور ان کے متبعین کا گمان ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال زندہ رہے۔ جو پہلے قول کی بنا پر غلط ہے۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ حدیبیہ میں وہ دس برس کے تھے اور جو اس عمر میں ہوگا وہ موت کی بیعت کیسے کر سکتا ہے۔ پھر مجھے ابن سعد ❼ کی کتاب میں یہ روایت ملی کہ وہ امیر معاویہ کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی بلاذری نے ذکر کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۱۷۵) استیعاب (۱۰۲۸) تجرید (۲۳۲/۱) ❷ ترمذی کتاب الطلاق (۱۱۹۸)
❸ اسد الغابہ (۲۱۷۷) ❹ جامع المسانید (۴۷۷/۵) ❺ اسد الغابہ (۲۱۷۸) ❻ جگہ کا نام ہے۔
❼ الطبقات (۳۰۵/۴)

۳۳۹۱ (ز) سلمہ بن عیّاد

عائذ بن سلمہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۹۲ سلمہ بن عیاض الاسدی

رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور جارود عبدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان کی بات پوچھنے سے پہلے بتا دیا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں جس کا لمبا قصہ ہے۔ تو سلمہ نے بے ساختہ کہا: ؏

''اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کتاب کو جو حق سے پر ہے پھیلا دی ہے جبکہ ہم لوگ حق سے برگشتہ ہو چکے اور دین (ابراہیمی) گمراہیوں کی تاریکیوں میں چھپ گیا تھا، آپ نے ہمارے لیے راہِ ہدایت کی بنیاد رکھی''۔

۳۳۹۳ سلمہ بن قیس الاشجعی الغطفانی [1]

انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بقول بعض: کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایت بھی ہے۔ ان سے ہلال بن یساف [2] روایت کرتے ہیں۔ ایک قول ہے یہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اسی پر ابوالفتوح ازدی اور ان کے متبعین نے اعتماد کیا ہے۔ ان کی ایک روایت بطریق ابواسحاق سبیعی مروی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: انہوں نے تین احادیث نقل کی ہیں۔ سعید بن منصور نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کی کسی جنگ کا انہیں امیر بنایا تھا۔

۳۳۹۴ سلمہ بن قیصر

سلامہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۳۹۵ سلمہ بن مالک سلمی [3]

باوردی کی روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک سلمی کو ایک رقبہ زمین عطا کیا اور ان کے لیے یہ تحریر لکھوائی: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ اس زمین کی سند ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک کو دی ہے''۔ [4] پھر اسے ذکر کیا۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہ روایت غریب ہے، جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔

۳۳۹۶ سلمہ بن المحبّق الھذلی [5]

محبّق کا نام صخر بھی بتایا جاتا ہے۔ بعض نے ربیعہ اور عبید بھی لکھا ہے۔ ایک قول ہے: محبق ان کے دادا ہیں۔ مشہور اس نام میں باء کا زبیر ہے عمر بن شبہ نے باء کے زیر کی وجہ سے اس کا انکار کیا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: میں نے ان کے شاگرد احمد بن عبدالعزیز

---

[1] اسد الغابہ (۲۱۷۹) استیعاب (۱۰۲۹) [2] مسند احمد (۳۱۳/۴) [3] اسد الغابہ (۲۱۸۱)
[4] اسد الغابہ (۲۹۹/۲) [5] استیعاب (۱۰۳۱) تجرید (۳۲/۱)

الجوہری سے کہا: تمام محدثین اسے زبر کے ساتھ مُحَبِّق پڑھتے ہیں، تو وہ کہنے لگے: بھلا لفظ محبق کا لغت میں کیا معنیٰ ہے۔ میں نے کہا: گوز مروانے والا۔ کہنے لگے: انہیں مضرِّط اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو گوز مارنے پر مجبور کر دیتے تو تفاؤلاً انہیں ایسا کہا جاتا ہے جیسا کہ لوگ عمرو بن ہند کو مضرّط الحجارہ کہتے ہیں۔ کنیت ابوسنان تھی۔ ان کی ایک روایت بھی ہے، بصرہ کے رہائشی تھے۔ ان سے ان کا بیٹا سنان، جون بن قتادہ قبیصہ بن حریث اور حسن بصری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوسلیمان بن زبر نے الصحابہ میں لکھا ہے۔ سلمہ کو جب ان کے بیٹے سنان کی خوشخبری ملی تو اس وقت وہ حنین میں تھے۔ تو فرمانے لگے: ''وہ تیر جو میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں چلا رہا ہوں اس سے کئی گنا زیادہ عزیز ہے جس کی تم نے مجھے خوشخبری دی ہے''۔ [1]

۳۳۹۷ سلمہ بن مسعود [2]

بن سنان انصاری از بنی غنم بن کعب۔ بقول ابوعمر: [3] یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۹۸ سلمہ بن معاویہ

بن وہب بن قیس بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ۔ ابوقرہ کندی۔ بقول ابن سعد اور طبری: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۳۳۹۹ سلمہ بن میلاء الجھنیّ [4]

بقول بعض: ملیاء۔ ابن شاہین کا قول ہے۔ فتح مکہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ میں شہید ہوئے۔ کیونکہ وہ راستہ بھول گئے۔ اس لیے قتل ہو گئے تھے۔

۳۴۰۰ سلمہ بن نعیم [5]

بن مسعود اشجعی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم کا قول ہے: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ امام احمد [6] کی روایت ہے صحابیٔ رسول ﷺ تھے۔ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو جنت میں جائے گا خواہ اس سے زنا ہو گیا یا چوری ہو گئی''۔ ابوداؤد نے ان کی روایت سے ان کے والد کے حوالہ سے ایک حدیث مسیلمہ کذاب کے قاصد کے بارے میں نقل کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

۳۴۰۱ (ز) سلمہ بن نَصر

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، زبیر کا قول ہے: غانم بن عامر کے گھر نصر بن غانم اور نصر بن غانم کے ہاں سلمہ کی ولادت ہوئی۔ ان کی والدہ بنی فراس سے تھیں، نصر اور ان کا بیٹا طاعون میں فوت ہوئے۔ اس کا تقاضا ہے کہ سلمہ اور ان کے بیٹے صحابی ہوں۔ کیونکہ مکہ میں فتح کے بعد جو قریشی بھی زندہ رہا وہ اسلام لا کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا،

---

[1] مسند احمد (۲۴٦/۷) [2] اسد الغابہ (۲۱۸۳) استیعاب (۱۰۳۲) [3] استیعاب (۲۰۲/۲) [4] اسد الغابہ (۲۱۸٤) استیعاب (۱۰۳۳)

[5] اسد الغابہ (۲۱۸٦) استیعاب (۱۰۳٤) تجرید (۲۳۳/۱) [6] مسند احمد (۳۵۷/٦)

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔

۳۴۰۲ سلمہ بن نفیع ❶ الجرمیّ

طبری نے ان کا ذکر سلمہ سے علیحدہ کیا ہے جو عمرو جرمی کے والد ہیں۔ ایسا ہی ابن عبدالبر ❷ نے کہا ہے کہ جابر جرمی ان سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابن مندہ کا خیال ہے یہی عمرو کے والد ہیں۔ حالانکہ درست اس کے برعکس ہے۔ اس واسطے کہ عمرو بن سلمہ کے والد کا نام لام کے زیر سے ہی زیادہ صحیح ہے۔ اور اُن کے والد کا نام قیس ہے نہ کہ نُفَیع۔

۳۴۰۳ سلمہ بن نفیل السکونی ❸

ثم التراغمی۔ بقول ابوحاتم ❹ اور امام بخاری: ❺ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے ضمرہ بن حبیب اور جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں۔ حمص فروکش ہوئے نسائی میں ان کی ایک حدیث ہے۔ بقول بعض: اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ وہ بھی ضمرہ بن حبیب کی روایت سے ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سلمہ بن نفیل سکونی کو فرماتے سنا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ کے پاس جنت کا کھانا آیا ہے.... (حدیث) اسی میں ہے: ''میں نے تم لوگوں میں تھوڑا عرصہ ہی رہنا ہے''۔ اسی میں ہے: ''قیامت سے پہلے سخت قحط سالی ہوگئی، اس کے بعد زلزلوں کے سال ہوں گے''۔ ❻ یہی روایت بحوالہ ان کے ابن حبان نے انہترویں (۶۹ ویں) نوع کے تیسرے حصہ میں نقل کی ہے کہ ''میں تم لوگوں میں تھوڑا ہی عرصہ رہوں گا''۔ اس کا پہلا حصہ نہیں ذکر کیا۔ اسی کو طحاوی نے نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ابوعوانہ کی زیادات میں ہے۔

۳۴۰۴ سَلَمہ بن ھشام ❼

بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔ ابوجہل اور حارث کے بھائی۔ کنیت ابوہاشم تھی۔ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ صحیح میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کا ذکر ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو کفار سے ان کی نجات کے لیے دُعا کی۔ ❽ کفار نے انہیں ہجرت سے باز رکھا اور انہیں اذیت پہنچائی۔ چنانچہ عبدالرزاق کی روایت ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید مشرکین سے جان بچا کر بھاگ نکلے۔ نبی ﷺ کو ان کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے ان کے حق میں دعا کی۔ ابن اسحاق کی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سلمہ بن ہشام کی بیوی سے کہا: کیا بات ہے؟ مجھے سلمہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے نظر نہیں آتے؟ وہ کہنے لگیں: وہ جب بھی باہر نکلتے، لوگ کہتے: اے بھگوڑے! یہ غزوۂ موتہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہی روایت واقدی نے دوسری سند سے نقل کی ہے جس میں یہ اضافہ ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ لوٹنے والے ہیں۔ ابن سعد ❾ کی روایت ہے کہ جب سلمہ قریش سے بھاگ نکلے تو ان کی والدہ ضباعہ نے کہا:

---

❶ اسد الغابہ (۲۱۸۷) استیعاب (۱۰۳۵) ❷ استیعاب (۲/۲۰۲)

❸ اسد الغابہ (۲۱۸۸) استیعاب (۱۰۳۶) تجرید (۱/۲۳۳) ❹ الجرح والتعدیل (۴/۱۷۳)

❺ التاریخ الکبیر (۲/۷۰) ❻ مسند احمد (۶/۱۰۶) المستدرک (۴/۹۴۷) ❼ اسد الغابہ (۲۱۸۹) استیعاب (۱۰۳۷)

❽ بخاری کتاب الاذان (۸۰۶) مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاۃ (۲۹۵) ❾ الطبقات (۴/۹۶)

لاهمّ ربّ الكعبة المحرّمة اظهر علی كل عدو سلمة

''اے اللہ! کعبہ معظمہ کے ربّ! سلمہ کو ہر کافر پر غلبہ عطا فرما''۔

فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو یہ شام چلے گئے اور مرج صفر میں محرم چودہ (۱۴ھ) میں شہید ہوئے۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے: اجنادین میں شہید ہوئے۔ اسی پر ابوزرعہ دمشقی نے اعتماد کیا ہے اور امام احمد نے اسے درست کہا ہے۔

۳۴۰۵ (ز) سلمه بن وهب بن الاكوع

اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ سلمہ بن عمرو ہیں، جیسے پہلے گزر گیا اور ''جَعْلِیّات'' میں ہے: سلمہ بن وہب۔

۳۴۰۶ سلمه بن يزيد*

بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جُعفی، الجعفی کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حدیث کی روایت بھی کی ہے ان سے ایک حدیث مروی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہماری والدہ ملیکہ صلہ رحمی (رشتہ داروں کا پاس لحاظ) کیا کرتی تھیں.... (حدیث)* صحیح مسلم میں حدیث وائل بن حجر سے مروی ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بقول ابن کلبی ان کا بیٹا کریب بن سلمہ انتہائی صاحبِ شرافت انسان تھے اور انہیں یزید بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: یہ اور ان کے ماں شریک بھائی قیس بن سلمہ بن شراحیل بارگاہِ نبوت میں آ کر اسلام لائے۔ آپ علیہ السلام نے قیس کو بنی مروان کا نگران مقرر کیا اور انہیں تحریر لکھ کر دی۔ یہی سلمہ بن یزید ہی اپنے سگے بھائی قیس بن یزید کا مرثیہ کہتے ہیں: ؏

''تو نہیں جانتی کہ جب تک میں زندہ ہوں اپنے بھائی سے نہیں مل سکتا میری اور اس کی ملاقات میں قبر حائل ہے۔ اور اس بات سے میرا غم ہلکا ہوگیا کہ ایک دِن میں نے بھی اسی کے نقش قدم پر چلنا ہے، اگرچہ عمر لمبی ہو جائے۔ وہ ایسا نوجوان تھا کہ مالداری اسے اس کے دوست کے قریب کرتی تھی جب وہ مستغنی ہوتا اور محتاجی اسے دور کرتی تھی''۔

۳۴۰۷ (ز) سلمه بن يزيد الاشجعی

ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بروع بنت واشق کا واقعہ سنایا تھا۔ ابن عساکر سے بھول ہوئی اور انہوں نے ''اطراف'' میں انہیں جعفی لکھ دیا ہے۔ مجھے انتہائی عالی سند سے ان کی حدیث پہنچی ہے جو ابن صاعد کی دوسری جلد میں حدیث ابن مسعود سے بروایت زائدہ بحوالہ منصور مروی ہے۔ اس میں ہے: پھر اشجع کا ایک شخص اٹھا، منصور نے کہا: جہاں تک میرا خیال ہے یہ سلمہ بن یزید اشجعی ہیں۔ فرمایا: اسی طرح کا فیصلہ نبی کریم ﷺ نے ہماری قوم کی ایک عورت کے بارے میں کیا تھا۔ ایسی ہی روایت امام احمد* نے بطریق زائدہ نقل کی ہے۔ اسی طرح نسائی نے ابن صاعد کے شیخ سے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے اور

---

* اسد الغابه (۲۱۹۰) استيعاب (۱۰۳۸) تجريد (۲۳٤/۱) * مسند احمد (٤٧٨/۳)

* مسند احمد (٤٨٧/۳) * مند احمد (الحديث: ٤٨٧/۳)

ان کا نام نہیں لیا۔ اور بطریق داؤد بواسطہ شعبی بحوالہ علقمہ روایت کی ہے۔ اس میں ہے پھر اشجع کے کچھ لوگ اٹھے، جراح اشجعی کے حالات میں اس حدیث کا دوسرا طریق پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۴۰۸ (ز) سلمہ (اصیل بن سلمہ کے والد)

ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۰۹ سلمہ الخزاعی

ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور جگہ خالی چھوڑی ہے۔ شاید ان کی مراد ابن بدیل سے ہو جن کا پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ سلمہ بن قرط بن عُبَید ہیں۔

۳۴۱۰ (ز) سلمہ ابوسنان [۱]

بغوی کی روایت ہے کہ سلمہ ابوسنان صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ نے ایک شخص کے ساتھ دو اونٹ روانہ کیے اور فرمایا: اگر انہیں کوئی مسئلہ ہو جائے تو انہیں نحر (ذبح) کر لینا''۔ (حدیث) [۲] بغوی فرماتے ہیں: یہی روایت ابویعلی نے بواسطہ عبدالکریم نقل کی ہے اور اس میں ''بحوالہ ان کے والد'' نہیں کہا۔

۳۴۱۱ سلمہ ابویزید [۳]

عبدالحمید انصاری کے دادا۔ بعض نے ان کے والد کا نام یزید بتایا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث [۴] نسائی نے نقل کی ہے جس میں بچے کو والدین میں سے ایک کے انتخاب کرنے کا حکم ہے (جب دونوں کا دین جدا جدا ہو جائے)۔ دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے: سلمہ عبدالحمید کے دادا ہیں، انہی کی نسبت سے یہ لکھے جاتے ہیں۔ جبکہ ان کا نسب یوں ہے: عبدالحمید بن یزید بن سلمہ۔ مذکورہ انتخاب والی حدیث ابوداؤد نے بروایت عبدالحمید بن جعفر بحوالہ اپنے دادا نقل کی ہے جس سے کسی کو دھوکا ہو گیا کہ ''ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، یوں انہوں نے رافع بن سنان کے حالات میں ان کا ذکر کر دیا، جو عبدالحمید بن جعفر کے دادا ہیں'' جس کی کچھ حیثیت نہیں، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کئی واقعات پیش آئے ہوں۔

بغوی ظاہری سند کے مطابق چلتے ہوئے کنیتوں میں ان کا عنوان ''ابوسلمہ'' قائم کر گئے ہیں۔ اور مذکورہ حدیث بطریق عبدالحمید بن سلمہ بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا نقل کی ہے۔ دارقطنی نے ان کا جو ذکر کیا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔

۳۴۱۲ سَلمہ [۵]

وہی ابن قیس بن نفیع ہیں۔ بقول بعض: ابن لائم یا لائی بن قدامہ الجرمی بقول بعض یہ نام لام کے زبر سے ہے۔ عمرو بن سلمہ

---

[۱] تجرید (۲۳۲/۱) [۲] مسند احمد (۶/۵) کنز العمال (۱۲۲۷۵) مجمع الزوائد (۲۲۸/۳)

[۳] اسد الغابہ (۲۱۹۱) [۴] نسائی کتاب الطلاق باب اسلام احد الزوجین (۳۲۹۵)

[۵] اسد الغابہ (۲۱۹۲) استیعاب (۱۰۳۰) تجرید (۲۳۳/۱)

کے والد ہیں۔ ان کی حدیث[1] بخاری کی تخریج کی نسبت سے بیان ہوگی۔ اس میں سلمہ کی آمد کا ذکر ہے جو ان کے بیٹے عمرو کے حالات میں ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کسی نے انہیں اور سلمہ بن نفیع کو ایک لکھا ہے، جو وہم ہے۔

۳۴۱۳ سلمیٰ بن حنظلہ السُحَیمیّ[2]

سالم کے والد۔ بقول ابوعمر: ان کی ایک حدیث ہے۔ بقول ابن حبان: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سلمیٰ بن حنظلہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: آپ نے بنی امیہ کے بارے میں فرمایا: "فلاں شخص کی وجہ سے ان کے لیے خرابی ہے"۔[3] مدائنی وغیرہ کا بیان ہے کہ انہی مذکورہ سلمی نے یمامہ میں ان کی عبادت گاہ ویران کر کے اس کی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی وہ بنی حنیفہ کے پہلے وفد میں تھے۔

۳۴۱۴ سلمی بن القین[4]

بن عمرو بن بکر بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ تمیمی حنظلی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں۔ حرملہ بن مریطہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۴۱۵ (ز) سلمی بن نوفل

بن معاویہ الدُیلی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد نوفل کا تذکرہ ہوگا۔ سلمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں نو سال کے لگ بھگ تھے۔ سلمی کے متعلق ہی ایک شاعر کہتا ہے: ؏

"لوگ سردار نہ ہونے کے باوجود سردار بن بیٹھے، جبکہ قابلِ تعریف سردار تو سلمی بن نوفل ہے"۔

مدائنی نے یہ اشعار سنائے ہیں، لکھتے ہیں: سلمی بڑے سخی تھے۔ "الاغانی" میں ابوالفرج نے لکھا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خلافت سے پہلے ابوقزعہ سلمی بن نوفل کے ساتھ چپقلش و معارضہ تھا، جب ابن زبیر خلیفہ بنے، لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، سلمی مسجد میں داخل ہوئے، جب واپس ہوئے تو محافظ سے کہا اٹھو مسجد کی فلاں جگہ جاؤ اور سلمی بن نوفل کو میرے پاس لے آؤ، چنانچہ وہ انہیں لے آیا۔ ابن زبیر نے فرمایا: ارے ذیخ (بھیڑیئے!) تو سلمی نے جواب دیا: جو شخص میری اور تمہاری عمر کا ہو جائے وہ ذیخ ہی کہلائے گا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوا ان کی عمر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قریب تھی۔

۳۴۱۶ سلیط بن ثابت[5]

بن وقش انصاری۔ طبرانی وغیرہ کا بیان ہے، ابوالاسود بحوالہ عروہ فرماتے ہیں: یہ اُحد میں شریک ہوئے اور اسی میں شہید ہوئے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (٦٩/٤) [2] اسد الغابہ (٢١٩٣) استیعاب (١٠٤١) [3] استیعاب (٦٤٢/٢)

[4] کنز العمال (٣١٠٥٩) (٣١٧٥٠) [5] اسد الغابہ (٢١٩٥) استیعاب (١٠٤٢) تجرید (٢٣٤/١)

[6] اسد الغابہ (٢١٩٧)

۳۴۱۷ سلیط بن حارث الھلالی ❶

اہلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ابوالملیح ایک جنازہ میں نکلے، پھر کچھ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: مجھے سلیط نے بتایا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی نماز جنازہ لوگوں کی ایک جماعت نے پڑھی ہو تو ان کی سفارش میت کے حق میں قبول ہوتی ہے''۔ ❷

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: سلیط بحوالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک قول ہے، عبداللہ بن سلیط بحوالہ میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں، جو نسائی میں ہے۔

۳۴۱۸ (ز) سلیط بن حرملہ

سُوَیبط میں تذکرہ ہوگا۔

۳۴۱۹ (ز) سلیط بن سفیان ❸

بن خالد بن عوف اسلمی۔ بقول ابوعمر: ❹ ان تین میں سے ایک ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز مشرکین کی نقل و حرکت کے بارے معلومات کے لیے بھیجا تھا۔ مالک بن عوف خزاعی کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۳۴۲۰ سَلِیط بن سَلِیط ❺

بن عمرو بن عبدشمس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر قرشی عامری، سُہَیل بن عمرو کے بھتیجے، ان کے والد کا تذکرہ ہونا ہے۔ ابواسحاق ❻ نے انہیں مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے کہ سلیط بن عمرو اور ان کی اہلیہ امّ یقظہ بنت علقمہ نے ہجرت کی جہاں سلیط بن سلیط کی ولادت ہوئی۔ سلیط اپنے والد کے ہمراہ یمامہ میں شریک ہوئے اور وہیں شہادت پائی۔

ابومعشر کا قول ہے: نہیں بلکہ اس کے بعد بھی زندہ رہے۔ ابوعمر ❼ لکھتے ہیں: یہی زیادہ درست ہے۔ کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جوڑے لائے گئے تو آپؓ نے فرمایا: مجھے کوئی ایسا نوجوان بتاؤ جو خود اور اس کے والد نے ہجرت کی ہو تو لوگوں نے ان کا پتہ بتایا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جوڑے تقسیم کرنے کے بعد ایک جوڑا بچ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے ایسا شخص بتاؤ جس نے اور اس کے والد نے ہجرت کی ہو۔ لوگوں نے کہا: ابن عمر۔ جس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: مجھے تو ہجرت کرائی گئی ہے، ایسا نوجوان سلیط بن سلیط ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ جوڑا انہیں دے دیا۔

میں کہتا ہوں: اسی واقعہ کو عمر بن شبہ وغیرہ نے بطریق ابن سیرین بواسطہ کثیر بن افلح نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوڑے تقسیم کر رہے تھے، ایک عمدہ جوڑا سامنے آیا، کسی نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دے دیجئے۔ آپؓ نے فرمایا: میں یہ جوڑا ہجرت کرنے

---

❶ اسد الغابہ (۲۱۹۸) تجرید (۲۳۵/۱) ❷ کنز العمال (۴۲۳۰۶) ❸ اسد الغابہ (۲۱۹۹) استیعاب (۱۰۴۳)
❹ استیعاب (۲۰۵/۲) ❺ اسد الغابہ (۲۲۰۰) استیعاب (۱۰۴۴) تجرید (۲۳۵/۱) ❻ السیرۃ النبویۃ (۸/۴)
❼ استیعاب (۲۰۵/۲)

والے، ہجرت کرنے والے کے بیٹے کو دوں گا۔ جو سلیط بن سلیط یا سعید بن عتاب ہے۔

میں کہتا ہوں: اکثریت کا اس سے اتفاق ہے کہ ان کے والد یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے ابن اسحاق کی یہی مراد ہو۔ اور اگر ابن اسحاق کا یہ قول صحیح ثابت ہو جائے کہ "وہ حبشہ میں پیدا ہوئے" تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر منطبق نہیں ہوگا کہ وہ مہاجر بن مہاجر ہے۔ اس واسطے کہ ایسے افراد کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ جیسے محمد بن حاطب، عبداللہ بن جعفر، اسی بنا پر ابن مندہ نے صاحب سوانح اور اس شخص میں فرق کیا ہے جس کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔

۳۴۲۱ (ز) سلیط بن سلیط

سابقہ عنوان میں انہی کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۲۲ (ز) سلیط بن سلیط

خواتین کے حصہ میں کنیتوں میں ام سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۴۲۳ سلیط بن عمرو[1]

بن عبد شمس عامری۔ ان کا نسب سابقہ شخصیت کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ اور قریب ہی ان کے بھائی سکران بن عمرو کا ذکر ہوا ہے۔ سلیط بہت پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے اسلام لائے۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ واقدی اور ابو معشر نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بادشاہوں کی طرف بھیجے جانے والے سفیروں میں ان کا نام لیا ہے کہ سلیط بن عمرو کو یمامہ کے بادشاہ ھوذہ بن علی کی جانب بھیجا۔ اس روایت کو اسمٰعیل بن عیاش نے ابن اسحاق، زہری، عروہ بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ طبرانی نے اسے روایت کیا ہے۔ پہلے بیان ہوا ہے کہ ابن اسحاق نے انہیں شہداءِ یمامہ میں اسی طرح ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

۳۴۲۴ (ز) سلیط بن عمرو بن زید

ابن عائذ نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۲۵ (ز) سلیط بن عمرو انصاری

ابن سعد نے بیعت النساء کے باب میں طبقات النساء کے حصہ میں بحوالہ واقدی ان کی سند سے بحوالہ ام عمارہ ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتی ہیں: بیعتِ عقبہ کے بعد ہم اپنے سامان کے پاس واپس آئے۔ تو ہماری قوم کے دو آدمی ہمیں ملے جن میں سے ایک سلیط بن عمرو اور دوسرا ابو داؤد المازنی تھا، وہ بھی بیعت میں شریک ہونا چاہتے تھے، لوگ بیعت کر چکے تھے۔ انہوں نے بعد میں اسعد بن زرارہ سے بیعت کی وہ عقبہ کی رات ستر نقباء کے سردار تھے۔

---

[1] تجرید (۲۳۵/۱)

۳۴۲۶ سلیط بن قیس [1]

بن عمرو بن عبداللہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار انصاری نجاری بدری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ کا قول ہے: ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے: تمام معرکوں میں شریک ہوئے اور جسر ابی عبید میں شہید ہوئے۔ یہی ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے: ایک انصاری شخص کے باغ میں دوسرے شخص کا کھجور کا درخت تھا۔ جہاں وہ صبح وشام آتا تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ باغ کے قریب والی کھجور کا درخت اسے دے دے۔ [2] اسمٰعیلی نے مسند زید بن ابی انیسہ میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ ابن الاثیر نے نسائی کی تخریج سے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ لیکن مجھے سنن میں نہیں ملا۔ ابن مندہ نے صرف اپنے طریق سے اس کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے موسیٰ بن عقبہ کے قول کی تردید ہوتی ہے کہ ان کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اگر موسیٰ کی بات صحیح ثابت ہو جائے تو احتمال ہے حدیث والے صحابی صاحب سوانح کے علاوہ کوئی شخص ہوں۔ واللہ اعلم

۳۴۲۷ سلیط التمیمی [1]

بقول ابوعمر: [2] صحابی ہیں اور اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ابن سیرین اور حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ ابن سیرین کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے وقت ان لوگوں کو کشت وخون سے منع فرمایا تھا۔

میں کہتا ہوں: حسن کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا، آپ نے فرمایا: ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے''۔ (حدیث) [1]

۳۴۲۸ سلیط انصاری

دلائل میں ابونعیم نے لکھا ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عامر بن فہیرہ اور ابن اریقط تھے۔ یہ حضرات ام معبد خزاعیہ کے پاس سے گزرے، وہ انہیں پہچانتی نہ تھیں..... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو طبرانی نے سلیط بن قیس کے حالات میں درج کیا ہے۔ سلیط بن قیس کے سوانح میں اس کے تعدد (کئی بار پیش آنے) کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے جسے میں نے علاقہ کے حالات میں بیان کیا ہے۔

۳۴۲۹ (ز) سلیط الجنّی

ارقم الجنی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۳۰ سلیك

تصغیر ہے۔ ابن الاغرّ ابوسلیط۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۰۴) استیعاب (۱۰۴۶) تجرید (۲۳۵/۱) [2] الطبقات (۶۹/۳) [3] جامع المسانید (۵۰۴/۵)

[1] اسد الغابہ (۲۱۹۶) استیعاب (۱۰۴۷) [2] استیعاب (۲۰۶/۲)

[1] المعجم الکبیر (۷۴/۲۲) مجمع الزوائد (۳۳۸/۱۸) الدر المنثور (۲۲۱/۱)

۳۴۳۱ سليك بن عمرو [1]

یا ابن ھُدبہ الغطفانی۔ حدیث جابر سے صحیح میں ان کا ذکر ملتا ہے کہ وہ جمعہ کے دن مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ یہ بخاری میں مبہم روایت ہے۔ امام احمد اور دارقطنی نے بطریق ابوسفیان بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ سلیک نے فرمایا، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ غطفان کا سلیک نامی شخص آیا۔ ابن ماجہ، ابویعلی بحوالہ ابوسفیان اور جابر روایت کرتے ہیں کہ سلیک آئے۔ یہی روایت مسلم، ابوداؤد اور صحیح ابن خزیمہ میں صرف بطریق جابر مروی ہے۔

۳۴۳۲ سليك [2] (دوسرے) بے نسبت

ابن مندہ نے ان میں اور غطفانی میں فرق کیا ہے۔ جبکہ ابونعیم نے دونوں کو ایک لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ ان کی حدیث حرف ذال میں ذوالغرہ میں بیان ہو چکی ہے۔

۳۴۳۳ سليل [3] اشجعی

عبدالغنی بن سعید نے "المشتبہ" میں اور ابوعمر نے لکھا ہے: یہ صحابی ہیں۔ ان سے ابوالملیح بن اسامہ روایت کرتے ہیں۔ بغوی کی روایت ہے اور ابن شاہین اور حسن بن سفیان نے بطریق خالد بن عبداللہ طحان بحوالہ سلیل اشجعی روایت کی ہے کہ "ایک رات ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ ﷺ وہاں سے علیحدہ ہوئے تو ہمیں چکی کے گھومنے کے جیسی آواز سنائی دی...."۔ (حدیث) [4] اسی میں شفاعت کا ذکر ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: سلیل کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست ابن علیہ کی بواسطہ جریری، ابوسلیل سے، ابوالملیح سے بحوالہ اشجعی جو عوف بن مالک ہیں روایت ہے۔ اسی طرح خطیب نے "المؤتلف" میں اور ابن ماکولا نے "الاکمال" میں اعتماد ظاہر کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ کو اس میں وہم ہوا ہے۔ پھر اس کے علل اور طرق کو بیان کیا۔ اس کے بعد لکھا ہے: جریری کی ابوالملیح سے ملاقات نہیں ہوئی۔ انہوں نے یہ روایت اُن کے حوالہ سے بواسطہ ابوالسلیل نقل کی ہے۔ پھر خالد کو اس میں خبط ہوگیا۔

میں کہتا ہوں: اس کا قتادہ سے بواسطہ ابوالملیح بحوالہ عوف بن مالک ایک طریق ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا معاملہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔

۳۴۳۴ سليم بن اخمر

احمر بن سلیم میں تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۰۶) تجرید (۲۳۵/۱) [2] اسد الغابہ (۲۲۰۷)

[3] اسد الغابہ (۲۲۰۸) استیعاب (۱۱۴۹) تجرید (۲۳۵/۱) [4] استیعاب (۲۴۶/۲)

[5] المعجم الکبیر (۵۹/۱۸) جمع الجوامع (۲۲۳) الترغیب والترھیب (۴۳۴/۳) [6] الاکمال (۳۳/۲)

۳۴۳۵ سلیم بن اکیمہ اللیثی ✿

طبرانی ✿ کی روایت ہے کہ سلیم بن اکیمہ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک (حدیث کا مفہوم بیان کرنے میں) کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام نہ بناؤ بلکہ صحیح مفہوم مطلب بیان کرو تو (روایت بالمعنی کرنے میں) کوئی حرج نہیں''۔ دوسری سند میں سلیم کی جگہ سلیمان ہے۔ یہی روایت ابن الجوزی نے ''الموضوعات'' میں لکھی ہے۔ اوراس کی تہمت ولید بن سلمہ پر دھری ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا ان کا گمان ہے۔ یہی روایت ابن مندہ نے دوسری سند سے مفہوماً نقل کی ہے۔ لیکن عمر (بن ابراہیم) ولید کے دور میں تھے۔ ابن مندہ نے ہی ایک اور سند سے عمر بن ابراہیم سے بواسطہ محمد بن اسحاق بن عبداللہ ابن سلیم فرمایا اوراس میں یہ اضافہ ''عبداللہ'' اُن کے نسب میں نقل کیا، پھراسی سند سے یہ حدیث ''عبداللہ'' کے حالات میں درج کر دی۔ اور ابوالقاسم بن مندہ نے اسے ''کتاب الوصیہ'' میں دوسندوں سے جو ولید بن سلمہ کے حوالہ سے ہیں نقل کیا ہے۔ اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے جو محمد بن عبداللہ بن سلیم بن اکیمہ کے حالات میں ان شاءاللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

۳۴۳۶ سلیم بن ثابت ✿

بن وقش انصاری۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد وخندق میں شریک ہوئے اور غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

۳۴۳۷ سلیم بن جابر ✿

جابر بن سلیم میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ''اصطناع المعروف'' میں بحوالہ سلیم بن جابر روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو معمولی نہ سمجھنا....''۔ (الحدیث) ✿ یہ وہی ابوجربی ہیں جن کی حدیث جابر بن سلیم کے حالات میں درج ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۴۳۸ سلیم بن حارث ✿

بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار انصاری۔ ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۳۹ (ز) سلیم بن خلدہ

ابوعمر الزرقی۔ واقدی کی فتوح میں ان کا ذکر ہے۔ ابن عساکر نے اپنے طریق سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شرحبیل ابن حسنہ کو شام بھیجا تو یہ ان کے علمبردار تھے۔

✿ اسد الغابة (ت: ٢٢١٠) تجريد اسماء الصحابة (٣٣٦/١) ✿ المعجم الكبير (الحديث: ١١٧/٧)

✿ اسد الغابہ (٢٢١٢) استيعاب (١٠٤٨) ✿ اسد الغابہ (٢٢١٣) استيعاب (١٠٤٩) تجريد (٢٣٦/١)

✿ مسلم كتاب البرّ والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (١٤٤) مسند احمد (٦٣/٥) المعجم الكبير (٧٤/٧)

✿ اسد الغابہ (٢٢١٤) استيعاب (١٠٥٠) تجريد (٢٨٦/١)

۳۴۴۰ سلیم بن سعید الجشمی ✿

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے ساتھ بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۴۱ سلیم بن عُش العذری ✿

ابن السکن اور باوردی کی روایت ہے کہ سلیم بن عش نے فرمایا: نبی ﷺ نے ''صعید الفرع'' میں واقع مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی، ہم نے پتھروں سے آپ ﷺ کے لیے نماز کی جگہ بنائی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں دیہاتی لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: اس کی سند مجہول ہے۔ زبیر بن بکار نے ''اخبارِ مدینہ'' میں بطریق سلیم بن مطین اسی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۴۲ سلیم بن عبدالعزیز

بن عبید السلمی ابوشجرہ۔ ان کی والدہ خنساء شاعرہ ہیں۔ اپنی والدہ کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ پھر خلافت صدیقی میں مرتد ہو کر مسلمانوں سے جنگ کی۔ مبرّد نے ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ عرب کے بہادروں میں شمار ہوتے۔ ارتداد کے زمانہ میں ان کے قصیدے کا یہ مصرعہ زبانِ زدِ عام تھا: ؏

''اپنی قوم کی اکثریت کو وسیلہ بنانے والے، ان سے تیرا حصہ یہ ہے کہ تو ذلیل اور مقہور ہو۔ ہر سخت دِن میں ہمارے بارے لوگوں سے پوچھ جب ہم دارعین اور حسرا میں لڑنے کے لیے ملے تھے''۔

اسی میں وہ کہتے ہیں: ؏

''میں نے خالد کے لشکر سے اپنے نیزے کو سیراب کیا، اس کے بعد بھی مجھے لمبی عمر جیسے کی اُمید ہے''۔

پھر مسلمان ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں ابوشجرہ سلمی ہوں، مجھے کچھ عطا کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم وہی نہیں جس نے کہا تھا: ''میں نے اپنے نیزے کو....''۔ پھر کوڑا اٹھایا ہی تھا کہ وہ بھاگ کر اپنی سواری پر چڑھ گئے، یوں نجات ہوئی۔ وہ کہتے ہیں: ؏

''ابوحفص نے اپنی داد و دہش میں ہم سے بخیلی کی اور ہر عاجز کے لیے ایک سکہ چاندی ہوتا ہے۔ وہ برابر مجھ پر کوڑے برساتے رہے لیکن میں بھاگ نکلا یہاں تک کہ میں اتنی دور نکل گیا کہ بعض لوگوں کے سامنے شام کی سرخی چھا گئی''۔

۳۴۴۳ سلیم بن عقرب ✿

ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے کہ شرکاءِ بدر میں سے تھے، ان سے اہل علم کی روایت نہیں۔ ابوعمر نے

✿ اسد الغابہ (۲۲۱٦) ✿ اسد الغابہ (۲۲۲۰) تجرید (۲۳٦/۱)

✿ اسد الغابہ (۲۲۲۰) استیعاب (۱۰۵۲) ✿ الجرح والتعدیل (۲۰۹/٤)

ان کا ذکر کیا کہ بعض نے انہیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔

۳۴۴۴ سلیم بن عمرو [1]

یا عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ بقول بعض: ان کا نام سلیمان، اہل بدر و عقبہ اور شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۳۴۴۵ سلیم بن قیس [2]

بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار انصاری۔ ابن کلبی نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ فہد کا نام خالد تھا۔ ابن شاہین نے یہ بات نقل کی ہے اور ابو عمر [3] کا قول ہے: خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے۔

۳۴۴۶ سلیم بن قیس [4]

بن لوذان بن ثعلبہ انصاری۔ ابن جریر نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عدوی کا بیان ہے: کوفہ میں ان کی اولاد ہے۔ ابن دباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۴۷ (ز) سلیم بن مخنف

مخنف بن سلیم میں ذکر ہوگا۔

۳۴۴۸ سلیم بن مالك العذری

ان کے بھائی سعید کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۴۹ سلیم بن ملحان انصاری [5]

اپنے بھائی حرام کے ساتھ بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی اور ابن شاہین کا بیان ہے: بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۴۵۰ (ز) سلیم انصاری [6]

معاذ بن جبل کے خاندان سے ہیں۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام حارث ہے۔ امام احمد، طبرانی، بغوی اور طحاوی کی بطریق عمرو بن یحییٰ مازنی بحوالہ معاذ بن رفاعہ زرقی روایت ہے کہ بنی سلمہ کا سلیم نامی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ عرض کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آ کر ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ! لوگوں کو ہرگز فتنے میں نہ ڈالنا''۔ پھر فرمایا: ''سلیم! تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟'' (حدیث) [7] اسی میں ہے سلیم اُحد میں نکلے اور شہید ہوئے۔ اسی روایت کو بغوی، احمد اور ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ نقل کیا ہے کہ معاذ بن رفاعہ بواسطہ سلیم

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۲۲) [2] اسد الغابہ (۲۲۲۳) استیعاب (۱۰۵٤) تجرید (۲۳۷/۱)

[3] استیعاب (۲۰۸/۲). [4] اسد الغابہ (۲۲۲٤) استیعاب (۱۰۵٤) تجرید (۲۳۷/۱)

[5] اسد الغابہ (۲۲۲٦) استیعاب (۱۰۵٦) [6] اسد الغابہ (۲۲۱۱) استیعاب (۱۰۵۷)

[7] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی تخفیف الصلاۃ (۷۹۱) مسند احمد (۷٤/۵) السنن الکبریٰ (۱۱۷/۳) التاریخ الکبیر (۱۱۰/۳) کنز العمال (۲۰٤۲۷)

روایت کرتے ہیں، یوں انہوں نے اس حدیث کو ان کی سند سے شمار کیا ہے جبکہ یہ منقطع ہے۔ کیونکہ معاذ بن رفاعہ نے ان کا دور نہیں پایا۔ پہلی سند اگرچہ مرسل ہے لیکن صحیح ہے۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ اس واقعہ والے وہی ہیں جن کا تذکرہ سلیمان بن حارث میں ہوا ہے کہ ابن اسحاق ۞ کا بیان ہے کہ بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے دونوں میں فرق کیا ہے، بظاہر یہی درست ہے۔ کیونکہ وہ بنی دینار بن نجار سے تعلق رکھتے ہیں اور خزرجی ہیں۔ جبکہ یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اوسی ہیں۔ رہا خطیب کا یہ اعتماد کہ ''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والے شخص کا نام سلیم بن حارث ہے''۔ اس سے ایک ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ باپ کے نام میں اشتراک ہو جیسے بیٹے کا نام مشترک ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۴۵۱ (ز) سلیم العذری ۞

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ بنی عذرہ کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ یہ بارہ شخص تھے۔ ابن مندہ نے واقدی کی سند سے بواسطہ حریث بن سلیم عذری وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو (ایک گھرانے کے) قیدیوں میں جدائی کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے باپ بیٹے میں جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس میں اور اس کے دوستوں میں جدائی پیدا کر دے گا''۔ ۞ سلیم بن مالک اور سلیم بن عُشّ کا تذکرہ ہو چکا ہے، مجھے معلوم نہیں آیا یہ ان میں سے ایک ہیں یا تیسرے۔

۳۴۵۲ سلیم السلمی ۞

ابو عمر ۞ نے ان کا ذکر کیا ہے، ان سے ابوالعلاء بن الشخیر روایت کرتے ہیں۔

۳۴۵۳ سلیم ۞ (مولا عمرو بن الجموح)

ابن المبارک کی کتاب الجہاد میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح بہت بوڑھے اور لنگڑے شخص تھے..... پھر اُحد میں ان کی شرکت کی حدیث ذکر کی۔ کہ ان کے ساتھ ان کا غلام تھا جس کا نام سُلیم تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تم اپنے گھر لوٹ جاؤ تو اس نے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ آج کی بھلائی میں شریک نہ ہوں۔ پھر وہ غلام آگے بڑھا اور لڑ کر شہید ہو گیا۔ اسے ابوموسیٰ نے اور حاکم نے ''الاکلیل'' میں حدیث ابن المبارک سے طویل نقل کیا ہے۔ ظاہری سیاق سے پتہ چلتا ہے یہ مرسل ہے۔

۞ السیرۃ النبویۃ (۲/۲۶۳) ۞ اسد الغابہ (۲۲۱۵) استیعاب (۱۰۵۹)

۞ ترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی کراہیۃ الفرق بین الاخوین (۱۲۸۳)

المستدرک (۲/۵۵) المعجم الکبیر (۴/۲۱۷) جامع المسانید (۵/۵۲۰)

۞ استیعاب (۱۰۵۸) ۞ اسد الغابہ (۲/۲۱۰) ۞ اسد الغابہ (۲۲۲۱)

۳۴۵۴ سلیم

بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ تبوک آئے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ایمان تو یمنی ہے جبکہ دلوں کی سختی کسانوں اور خیمہ والوں میں ہے''۔ [1] ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید یہ سلیم بن مالک عذری ہیں، کیونکہ بنی حارث بن سعد کا تعلق بنی عذرہ سے ہے۔

۳۴۵۵ سلیم [2] (بے نسبت)

وہی ابو کبشہ ہیں، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

سلیمان نامی حضرات

۳۴۵۶ سلیمان بن اکیمہ [3]

سلیم میں ذکر ہوا۔

۳۴۵۷ سلیمان بن ابی حثمہ [4]

قسم ثانی میں ذکر ہوگا۔

۳۴۵۸ سلیمان بن صرد [5]

بن جون بن ابی الجون بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبیشہ بن سلول بن کعب، ابوالمطرف خزاعی۔ بقول بعض: نام یسار تھا جو نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ [6] انہوں نے نبی ﷺ، حضرت علی ابوالحسین اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے ابو اسحاق سبیعی، یحیٰی بن یعمر، عبداللہ بن یسار اور ابوالضحی روایت کرتے ہیں۔ وہ صاحب خیر اور فضیلت والے انسان تھے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور حوشب کو مبارزت میں قتل کیا۔ پھر ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی لیکن بعد میں ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس کے بعد وہ اور مسیب بن نخبہ دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کے خون کا مطالبہ کرنے نکلے، ان لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ عبیداللہ بن زیاد سے مروان کے لشکر سمیت ''عین الوردہ'' پر مڈبھیڑ ہوئی، سلیمان اور ان کے ساتھی قتل ہوئے۔ یہ ربیع الثانی پینسٹھ (۶۵ھ) کا واقعہ ہے۔ قتل کے وقت سلیمان کی عمر ترانوے (۹۳) سال تھی۔ سلیمان کو یزید بن الحصین بن نمیر نے ایک تیر مارا تھا، جس سے فوت ہو گئے۔ پھر ان کا اور مسیب بن نخبہ کا سر مروان کے پاس بھیج دیا۔

۳۴۵۹ (ز) سلیمان بن عمرو الزرقی

بقول ابن حبان [7] صحابی ہیں۔ اور باوردی کی بطریق ابن لہیعہ بحوالہ سلیمان بن عمرو زرقی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حضرموت اور کندہ کی جانب بھیجا تھا۔

۳۴۶۰ سلیمان بن عمرو [8]

بن حدیدہ، سلیم میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۲۱۲/۱۷) [2] استیعاب (۱۰۵۵) [3] تجرید (۲۳۷/۱) [4] اسد الغابہ (۲۲۳۰) استیعاب (۱۰۶۱)
[5] استیعاب (۱۰۶۰) تجرید (۲۳۷/۱) [6] جامع المسانید (۵۱۲/۵) [7] الثقات (۱۶۲/۳) [8] استیعاب (۱۰۶۲)

۳۴۶۱ سلیمان بن ابی سلیمان الشامی ❶

بقول ابوحاتم: ❷ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کی روایت ہے کہ سلیمان نے فرمایا: ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم لوگ لشکر تیار کرو گے، لوگ تمہارے ذمی اور باج گزار ہوں گے اور اللہ تمہیں ایک زمین عطا کرے گا''۔ (حدیث) ❸ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ابوزرعہ نے مسند شامیین میں ان کا نام درج کیا ہے۔ جبکہ بغوی کا قول ہے: مجھے اس سند سے صرف اسی حدیث کا پتہ ہے۔ یہی روایت ابوحاتم نے ''الوحدان'' میں لکھی ہے کہ صحابیٔ رسول ﷺ سلیمان سے مروی ہے۔

۳۴۶۲ سلیمان السلمی

ابوالحدید۔ میں نے اپنے شیخ الشیوخ قطب حلبی کے قلب سے تاریخ مصر میں لکھا دیکھا کہ سلیمان سلمی صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ علماءِ مصر میں سے کسی نے کہا کہ جب وہ مصر آئے تو ان سے ملاقات کی۔ میں نے ان کے پاس نبی ﷺ کی نعل (جوتے) کا ایک تسمہ دیکھا جو انہیں اپنے مذکورہ آباء واجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ یہ چھ سو پچیس (۶۲۵ھ) میں بلا ورث فوت ہوئے تو اشرف بن عادل نے ان کا سامان جو بہت زیادہ تھا سارا مدرسہ اشرفیہ دمشق کے اوقاف میں جمع کرا دیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں مذکور نعل بھی تھا جس کا ذہبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے جسے لوگ ''اثر شریف'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی اس کی اصل ہے۔ احمد بن عثمان کے جد امجد محمد بن احمد بن عثمان بن ابی الحدید مشہور محدث ہوئے ہیں۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد میم

۳۴۶۳ سماک

بن اوس بن خرشہ ابودجانہ۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔ اکثر اوس کے حذف سے ہی ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۳۴۶۴ سماک بن ثابت ❹

بن سفیان، ان کے والد ثابت کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۴۶۵ سماک بن حارث ❺

بن ثابت خزرجی۔ ابن ابی حاتم ❻ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ مشہور سابقہ ہیں۔ ان کا حارث بن ثابت بن

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۲۹) استیعاب (۱۰۶۳) تجرید (۲۳۷/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۱۲۲/٤)

❸ دلائل النبوۃ للبیہقی (۳۲۵/٦) کنز العمال (۳۱۸۰۷، ۳۸۱۹٦) التاریخ الکبیر (۳۳/٥)

❹ استیعاب (۱۰٦٤) ❺ اسد الغابہ (۲۲۳٤) استیعاب (۱۰٦٤) ❻ الجرح والتعدیل (۲۷۸/٤)

سفیان نامی ایک بھائی ہے۔ شاید اس سے آگے اختلاف ہو۔

۳۴۶۶ (ز) سماک بن خَرَشہ انصاری ❶ (دوسرے)

ابودجانہ کے علاوہ ہیں۔ ''فتوح'' میں سیف نے لکھا ہے: سماک بن مخرمہ اسدی سماک بن عبد عبسی اور سماک بن خرشہ انصاری — جو ابودجانہ نہیں — یہ تینوں سب سے پہلے ہمدان کے علاقہ دستبا (جو دیلم کا ایک شہر ہے اس) کی اسلحہ فیکٹری کے ذمہ دار بنے۔ اور یہی تینوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے وفد میں خمس لے کر آئے۔ اپنا نسب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ! انہیں برکت دے اور ان کے ذریعہ اسلام کو سربلندی عطا فرما۔ سیف ہی نے ذکر کیا ہے کہ سماک بن خرشہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون کا قول ہے کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ابودجانہ صفین میں شریک ہوئے، جبکہ ابودجانہ صفین میں نہیں شریک ہوئے۔ ❷ شاید اس سے انہیں شبہ ہوگیا ہے۔ ان حضرات کا اس قسم میں، میں نے اس لیے ذکر کیا ہے کیونکہ اس دور کی فتوحات میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم امیر و ذمہ دار بنائے جاتے تھے۔ ابن مسکویہ کا قول ہے: سماک بن خرشہ — جو ابودجانہ نہیں — کاری کی فتوحات میں ذکر ملتا ہے۔

۳۴۶۷ سماک بن سعد ❸

بن ثعلبہ انصاری۔ نعمان بن بشیر کے چچا۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر و اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔

۳۴۶۸ سماک بن عبد عَبسی

ایک عنوان پہلے ان کا ذکر ہوا ہے۔ فتوح ہمدان میں بھی ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے ہی دینار فارسی کو قید کیا تھا جو آٹھ آدمیوں کے ساتھ تھا۔ سماک بن عبید نے انہیں قتل کر کے دینار کو حضرت حذیفہ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے ان سے صلح کا معاملہ کر لیا۔ دینار خلافت معاویہ کے اخیر تک زندہ رہا۔ اہل کوفہ کے ساتھ اس کا ایک واقعہ بھی ہے۔ مجھے دینار کے مسلمان ہونے کی وضاحت نہیں ملی۔

۳۴۶۹ سماک بن مخرمہ ❹

بن حمیر بن ثابت اسدی۔ اسد خزیمہ۔ ان کا ذکر بھی ہوا۔ حمزہ بن یوسف نے تاریخ جرجان میں جرجان آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن ابی حاتم: ❺ کوفہ کی مسجد سماک انہی کی نسبت سے مشہور ہے۔ یہ سماک بن حرب کے ماموں ہیں۔ اُن کا نام انہی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ بقول ابوعمر صحابی ہیں۔ ابن معین سے مروی ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ عبید بن عمرو الرقی کا قول ہے: بقول بعض: رقہ میں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔ ابن عساکر نے سماک بن مخرمہ کا

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۳۵) استیعاب (۱۰۶۵) ❷ المستدرك (۲۳۰/۳) استیعاب (۲۱۲/۲)

❸ اسد الغابہ (۲۲۳۶) استیعاب (۱۰۶۶) تجرید (۲۳۸/۱) ❹ اسد الغابہ (۲۲۳۷) استیعاب (۱۰۶۷) تجرید (۲۳۸/۱)

❺ الجرح والتعدیل (۲۷۹/۴)

امیر معاویہ سے پیش آمدہ ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جس میں امیر معاویہ فرماتے ہیں: اگر تمہاری طرف سے بالشت بھر بھی بغاوت ہوتی تو ہماری طرف سے ایک باع (دونوں کھلے بازوؤں کی لمبائی) اس کی سزا بھیجی جاتی''۔ لیکن ان کا نسب تمیمی بیان کیا ہے، شاید یہ اور ہوں۔

۳۴۷۰ (ز) سماك بن نعمان

بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ انصاری۔ بقول طبری: یہ اور ان کے بھائی فضالہ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۴۷۱ (ز) سماك الخَيْبَرِيّ

واقدی کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے روز انہیں گرفتار کیا، جب مسلمانوں نے نطاۃ کو فتح کیا تھا۔ گردن زدنی کے لیے انہیں پیش کیا تو وہ کہنے لگے: مجھے ابوالقاسم تک پہنچا دو، چنانچہ وہاں پہنچایا گیا تو ان کے خفیہ ٹھکانوں کی اطلاع دی، پھر سماک مسلمان ہوگئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی نفیلہ کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہبہ کر دی اور خیبر سے چلے گئے۔ اس کے بعد سے خیبر واپس نہیں آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور رشاطی نے خیبری حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۴۷۲ سمّالی بن هزال [1]

عسکری نے ''الافراد'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے بحوالہ زید بن اسلم روایت نقل کی ہے کہ سمالی بن ھزال نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زنا کا اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کیے جانے کا حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ واقعہ تو ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہزال کے ساتھ مشہور ہے، جیسا کہ بیان ہوگا۔ شاید اس میں لفظی غلطی ہوگئی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا احتمال ہے۔

۳۴۷۳ (ز) سَمْحَجْ (بروزن اَحْمَرْ) الجنّی

کتاب مکہ میں فاکہی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بحوالہ عامر بن ربیعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اسلام کے ابتدائی دور میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے کہ اچانک مکہ کے کسی پہاڑ سے غائبانہ آواز آئی جو مسلمانوں کے خلاف کسی کو بڑھکا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایک شیطان ہے جو شیطان بھی کسی نبی کے خلاف بڑھکاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے''۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک سرکش جن کے ہاتھوں اسے قتل کر دیا ہے جس کا نام سمحج ہے، میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے''۔ جب شام کا وقت ہوا تو ہمیں اسی جگہ سے ایک غیبی آواز سنائی دی:

''ہم نے مسعر کو مار ڈالا، جب اس نے تکبر اور سرکشی کی، حق کو حقیر سمجھا اور برائی کی طرح ڈالی، اس نے ہمارے کامیاب نبی کو برا بھلا کہا تھا جس کے عوض ہم نے اس کا کام تمام کر دیا''۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں نبی بن کے ظاہر ہوئے تو ایک جن مسعر نامی نے

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۳۸)

غائبانہ آواز سے آپ کے خلاف بڑھکایا، قریش ٹوٹ پڑے اور ان کی اذیت سخت ہوگئی۔ آئندہ رات ہوئی تو اس کی جگہ دوسرا جن سمحج نامی کھڑا ہوا، اس نے بھی ایسا ہی کلام کیا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔

۳۴۷۴ سَمْحَج [1]

بقول بعض: سمهج الجنی۔ مجھے معلوم نہیں یہ پہلے والے ہیں یا اور ہیں۔ ''الافراد'' میں دارقطنی نے بحوالہ ابوموسیٰ لکھا ہے: ''ہم نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں''۔ [2]

میں کہتا ہوں: شیرازی نے ''الالقاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں بحوالہ عبداللہ بن حسین روایت کی ہے کہ جب میں طرسوس پہنچا تو کسی نے مجھے بتایا یہاں ایک عورت رہتی ہے جس نے ان جنات کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ میں اس کے پاس گیا تو وہاں ایک عورت تھی جو چت لیٹی ہوئی تھی، اس کے پاس لوگوں کا ایک مجمع تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: بی! آپ کا کیا نام ہے؟ وہ کہنے لگے: مُنوسہ۔ میں نے کہا: آپ نے ان جنوں میں سے کسی کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے؟ اس نے کہا: ہاں! مجھ سے سمحج نے بیان کیا جن کا نام عبداللہ تھا کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ فرمایا: ''نور کی ایک مچھلی پر جو نور میں تیرتی ہے''۔

میں کہتا ہوں: عبداللہ بن حسین جو طبرانی کے شیوخ میں شامل ہیں، ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ احادیث کو اُلٹ پلٹ کر چراتے تھے، کسی روایت میں جب وہ اکیلے ہوں تو اس کو بطور دلیل پیش کرنا جائز نہیں۔ پھر احمد بن مجاہد سے بحوالہ ان کے انہی کی روایت سے دو حدیثیں محمد بن المبارک سے نقل کی ہیں۔ فرماتے ہیں: ان کا ایک نسخہ ہے جس کی اکثر احادیث تبدیل ہیں۔

۳۴۷۵ سمرہ بن جنادہ [3]

بن جندب بن حُجَیر بن رِئاب بن سواءہ سوائی، جابر کے والد۔ دونوں صحابی ہیں۔ حدیث سمرہ ان کے والد کی روایت سے مسلم [4] میں ہے۔ ابن مندہ کو ان کے نسب میں غلطی لگی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''سمرہ بن جنادہ بن حجر بن زیاد''۔ یوں جندب کا نام ساقط کر دیا، اور حجیر کو حجر بنا دیا اور رِئاب کو زیاد لکھ دیا۔ ابن سعد [5] فرماتے ہیں: فتح کے روز اسلام لائے۔ اور خطیب کا قول ہے: مدائن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت سعد کی ہمشیرہ سے شادی کر لی پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ ابن حبان [6] اور ابن منجویہ کا قول ہے: عبدالملک کی حکومت میں کوفہ میں فوت ہوئے اور ذہبی کے قلم سے میں نے پڑھا ہے: عبدالملک کے دور میں فوت ہونے والے ان کے بیٹے جابر تھے، جبکہ سمرہ بہت پہلے فوت ہوئے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۳۹) [2] جامع المسانید (۵۲۱/۵) [3] اسد الغابہ (۲۲۴۰) تجرید (۲۳۹/۱)

[4] مسلم كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل (۷۲۶۹) [5] الطبقات (۱۴/۶)

[6] الثقات (۱۷۵/۳)

۳۴۷۶ سمرہ بن جندب [1]

بن ہلال بن حریج بن مرّہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن خشین بن لائی بن عُصَیم بن فزارہ فزاری۔ کنیت ابوسلیمان تھی۔ ابن اسحاق کا قول ہے: انصار کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں لے آئی تھیں، پھر انصار کے کسی شخص نے ان سے شادی کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے انصار کے بچے آئے، آپ کے پاس سے ایک لڑکا گزرا جسے آپ نے غزوہ میں شرکت کی اجازت دے دی۔ سمرہ پیش ہوئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا، جس پر سمرہ عرض کرنے لگے: آپ نے اسے اجازت دے دی اور مجھے واپس کر دیا، اگر میں اس سے کشتی لڑوں تو اسے پچھاڑ لوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مقابلہ کر کے دیکھ لو''۔ چنانچہ سمرہ نے اسے پچھاڑ لیا۔ یوں آپ ﷺ نے انہیں بھی شرکت کی اجازت دے دی۔ عبداللہ بن بریدہ بحوالہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لڑکا تھا، پھر بھی مجھے آپ ﷺ کی باتیں یاد ہو جاتیں''۔ سمرہ رضی اللہ عنہ بصرہ فروکش ہوئے۔ زیاد جب کوفہ جاتا تو انہیں اپنا نائب [2] بنا کر جاتا۔ وہ خوارج کے بڑے مخالف تھے۔ وہ ان پر طعن کرتے، جبکہ حسن بصری اور ابن سیرین ان کی تعریف کرتے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں: سمرہ رضی اللہ عنہ نے جو خط اپنے بیٹوں کو بھیجا اس میں بڑا علم ہے۔ ان سے ابورجاء عطاردی، شعبی، ابن ابی لیلی، مطرف بن شخیر اور عبداللہ بن سلیمان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ساٹھ (۶۰ھ) سے پہلے انتقال ہوا۔ انتقال کا سبب ابن عبدالبر نے یہ لکھا ہے کہ گرم پانی کی بھری دیگ میں گرے تھے جو حقیقت میں نبی ﷺ کے ارشاد کی تصدیق تھی جو آپ ﷺ نے ان سے ابوہریرہ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: ''تم میں سے آخری شخص آگ میں جل کر مرے گا''۔ [3] بقول بعض: اٹھاون (۵۸ھ) یا انسٹھ (۵۹ھ) ایک قول ہے ساٹھ (۶۰ھ) کے آغاز میں فوت ہوئے۔

۳۴۷۷ سمرہ بن حبیب [4]

بن عبد شمس العبشمی۔ ''الجمھرہ'' میں ابن حزم نے لکھا ہے، بقول بعض: آغازِ اسلام میں اسلام قبول کیا اور بہت عرصہ پہلے فوت ہو گئے۔ ابن الدباغ نے بحوالہ ابن داستہ نقل کیا ہے کہ وہ اسلام لائے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی عہدے پر فائز کیا تھا۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خلافتِ عثمانی تک حیات رہے ہوں، حالانکہ ایسا نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو کوئی عہدہ دیا تھا۔ ابن قانع بطریق شعبی بواسطہ عبدالرحمٰن بن سمرہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ وتروں میں سَبِّحِ اسْمَ، قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔ ابن قانع لکھتے ہیں: انہوں نے بحوالہ ان کے والد اسی طرح کہا ہے۔

۳۴۷۸ سمرہ بن ربیعہ العدوانی [5]

بقول بعض: العدوی ابن مندہ کی روایت ہے کہ سمرہ بن ربیعہ العدوانی ابوالیسر سے اپنا حق مانگنے آئے تو ابوالیسر نے گھر

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۴۱) استیعاب (۱۰۶۸) [2] المستدرک (۱۴۹/۲) السنن الکبری (۱۸۸/۸)

[3] مجمع الزوائد (۵۱۴/۸) المعجم الکبیر (۲۱۱/۷) علل الحدیث لابن ابی حاتم (۱۰۳۷)

[4] اسد الغابہ (۲۲۴۲) [5] اسد الغابہ (۲۲۴۳) استیعاب (۱۰۷۱) تجرید (۲۳۹/۱)

والوں سے کہا: ان سے کہو وہ یہاں نہیں ہیں۔ تو سمرہ تیز تیز چلنے لگے، ابوالیسر سمجھے وہ چلے گئے ہیں۔ اپنا سر باہر نکال کر جھانکا تو سمرہ نے انہیں دیکھ لیا، ابوالیسر فوراً بولے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا: "جو تنگدست (مقروض) کو مہلت دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا"۔ (حدیث) [۱] تو سمرہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں ہاں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کی اصل مسلم میں بغیر اس سیاق کے ہے اور نہ اس میں سمرہ ہی کا ذکر ہے، بلکہ اس میں ہے ابوالیسر کا ایک اور شخص کے ذمہ قرض تھا۔ اس کے متعلق حارث بن یزید کے حالات میں کچھ تفصیل گزر چکی ہے اور حرام بن عثمان متروک راوی ہے۔

۳۴۷۹ سمرہ بن عمرو [۲]

بن قُرط العنبری۔ حبیب بن عدی بن العنبر بن تمیم کی اولاد سے، کئی احادیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ "نبی ﷺ نے ایک لشکر بنی عنبر کی طرف بھیجا جس نے انہیں گرفتار کر لیا"۔ (حدیث) اس میں ہے: "کیا تمہارے پاس گرفتاری سے پہلے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل ہے؟" [۳] انہوں نے کہا: سمرہ بنی عنبر کا ہے ایک اور شخص۔ بغوی کی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: سمرہ بن عمرو۔ سیف نے "الفتوح" میں لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سمرہ بن عمرو بن قرط کو یمامہ فتح کرنے کے بعد اس کا گورنر بنا دیا۔ ابن الاعرابی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمرہ کو گمشدہ اونٹوں کی نگرانی پر مقرر کیا۔ چنانچہ جونہی انہیں کسی گمشدہ اونٹ کی خبر ملتی اسے پکڑ کر اس کا اعلان کرنے لگتے۔ پھر ایسا ہونے لگا جس کی کوئی اونٹنی وغیرہ گم ہوتی تو وہ سمرہ کے پاس آ کر پوچھتا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ انہیں اطلاع ملی کہ بنی وثیل کی ایک اونٹنی گم ہوگئی ہے، وہاں آئے تو سوائے ایک بڑھیا کے کوئی نہ تھا جو ان کی والدہ تھی جس کا نام لیلیٰ بنت شداد بن اوس تھا۔ اس کے بعد ایک واقعہ نقل کیا۔ جب سُحیم بن وثیل اپنی والدہ کے پاس آیا تو اس نے سارا واقعہ سنایا تو اس وقت خاموش ہوگیا پھر موقعہ پا کر عبید بن غافرہ بن سمرہ سے ملا، اسے پچھاڑ کر اس کا منہ کوٹ دیا۔ سمرہ نے اس کے خلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے استدعا کی تو آپ نے اسے قید کروا دیا۔ ان کے بیٹے غاضرہ بن سمرہ کا تذکرہ ان شاء اللہ ہونا ہے۔

۳۴۸۰ سمرہ بن فاتک [۴]

بقول بعض: ابن فاتکہ الاسدی۔ ایک قول ہے: ان کا نام سبرہ ہے۔ امام احمد، بغوی، حسن بن سفیان، ابن مندہ اور امام بخاری نے اپنی تاریخ [۵] میں بطریق بشر بن عبیداللہ بحوالہ سمرہ بن فاتکہ اسدی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سمرہ کیا ہی اچھا آدمی ہے، اگر اپنے لمبے بال کچھ کم کر لے اور اپنا تہبند اڑس لے"۔ [۶] انہیں اس کی اطلاع ملی تو ایسا ہی کیا۔ "الجہاد" میں اسی سند سے ابن المبارک بحوالہ سمرہ ایک اور موقوف حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ہے مجھے اس کی خواہش ہے کہ ہر دن کسی مشرک سے میرا

---

[۱] مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل و قصۃ ابی الیسر (۷۴۳۷) المعجم الکبیر (۱۶۶/۱۹) السنن الکبری (۳۵۷/۵)

[۲] اسد الغابہ (۲۲۴۵) [۳]

[۴] اسد الغابہ (۲۲۴۶) [۵] التاریخ الکبیر (۱۷۷/۲) [۶] مسند احمد (۲۰۰/۴) الکامل فی الضعفاء (۱۷۷/۲)

مقابلہ ہو جس نے زرہ پہن رکھی ہو، اگر وہ مجھے شہید کر دے تو فبہا اور اگر میں اسے موت کے گھاٹ اُتار دوں تو پھر اسی جیسا میرے مقابلہ میں آ جائے۔ ابن عساکر نے یہی ''متن'' سمرہ بن فاتک کے حالات میں نقل کیا ہے۔ جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ اور ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❶ نے اپنی تاریخ میں دونوں شخصوں میں فرق کیا ہے۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور اہل شام سے ان کی حدیث منقول ہے پھر ان کی یہ حدیث روایت کی، جبکہ سمرہ کے سوانح میں حدیث جبیر بن نفیر بحوالہ ان کے بیان کی ہے جو ان کے حالات میں گزر چکی ہے۔

۳۴۸۱ سمرہ بن معاویہ ❷

بن عمرو بن سلمہ بن ابی کرب بن ربیعہ الکندی۔ ابن شاہین کا بیان ہے: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کے پردادا سلمہ کو ''المجر'' کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: کیونکہ انہوں نے ایک شخص کو نیزہ مار کر کھینچا تھا یعنی اس کے حلق تک اتر گیا تھا۔ ''بنو المجر'' انہی کی اولاد کا کوفہ میں ایک ''بطن'' ہے، وہاں ان کی مسجد بھی ہے۔

۳۴۸۲ سمرہ بن مُغَیر ❸

بن لوذان الجمحی۔ ابومحذورہ کے بھائی۔ بقول بعض: ابومحذورہ ہی کا نام ہے۔ ''الجمھرہ'' میں ابن حزم لکھتے ہیں: محدثین کا خیال ہے کہ ابومحذورہ کا نام سمرہ ہے، جبکہ ایسا نہیں، سمرہ تو ان کے بھائی کا نام ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن معین اور ابن سعد وغیرہ نے اس پر بھروسا کیا ہے کہ ابومحذورہ کا نام سمرہ ہے، جبکہ مصعب زبیری فرماتے ہیں: ابومحذورہ کا نام اوس ہے۔ ان کا سمرہ نامی ایک بھائی تھا، اسی قول پر ابن حزم نے اعتماد کیا ہے۔

۳۴۸۳ سمعان بن خالد ❹

از بنی قُرَیظ۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دُعا کی، جب وہ آپ کے پاس آئے اور ان کی پیشانی پر دست مبارک پھیرا تھا.... جس کے متعلق ایک طویل ❺ حدیث ہے۔ اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔ ابوعمر نے نواس بن سمعان کے حالات میں لکھا ہے: یہ سمعان بن خالد نواس کے والد ہیں۔ علیحدہ سے ان کا عنوان نہیں قائم کیا۔

۳۴۸۴ سمعان بن عمرو ❻

بن حجر اسلمی۔ بقول ابن مندہ: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر بحوالہ سمعان بن عمرو روایت کی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے بیعت کی اور رسالت کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک قطعۂ ارض عطا کیا، جس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ ان کا بیٹا خیار ہے۔ ابوعمر کی کتاب ''الافراد'' میں حرف سین کے تحت لکھتے ہیں: سمعان بن عمرو اسلمی، ان کی حدیث اسناد صحیح نہیں۔

---

❶ التاریخ الکبیر (۲/۱۷۷) ❷ اسد الغابہ (۲۲۴۷) استیعاب (۱۰۷۱) ❸ اسد الغابہ (۲۲۴۸) استیعاب (۱۰۷۰)
❹ اسد الغابہ (۲۲۴۹) ❺ المستدرك (۲/۲۳۵) ❻ اسد الغابہ (۲۲۵۰) استیعاب (۱۱۵۰)

۳۴۸۵ (ز) سمعان بن عمرو

بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ مدائنی نے ''رسول اللہ ﷺ کے قاصد'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ لوگوں کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے سمعان بن عمرو کی طرف عبداللہ بن عوسجہ کے ہاتھ اپنا خط دے کر بھیجا جس سے انہوں نے اپنا ڈول سی لیا، جس کی وجہ سے انہیں بنی مرقع (پیوند لگانے والی کی اولاد) کہا جانے لگا۔ پھر سمعان مسلمان ہو گئے، اور آپ ﷺ کے پاس آئے اور یہ اشعار سنائے: ؏

''مجھے آپ معاف رکھیں جیسے آپ ﷺ نے ورد کو امان دی میں آپ کے پاس ورد سے آیا ہوں، میں نے کوئی برا گناہ نہیں کیا''۔

ان کا اشارہ ورد بن مرداس کی طرف تھا جو بنی سعد ھذیم کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے اس کی طرف کھجور کی شاخ پر تحریر بھی تو اس نے شاخ توڑ دی پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور وادی القری میں حضرت زید بن حارثہ کی معیت میں جنگ کی جس میں شہید ہوئے۔ احتمال ہے وہ نواس کے والد سمعان ہوں اور ان کے نسب سے ان کے والد کا نام رہ گیا ہو۔ وہ نواس بن سمعان بن عمرو بن خالد بن عمرو بن قریط ہیں۔ ان کا بقیہ ایسا ہی ہے جیسا وہاں ذکر ہوا۔

۳۴۸۶ (ز) سمعون

آل حضرموت کے حلیف، موسیٰ بن سہل دئلی نے فلسطین فروکش ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۸۷ (ز) سمعون

بقول بعض: شمعون۔ ابوریحانہ۔ شین میں بیان ہوگا۔

۳۴۸۸ سُمَیحہ [1]

بقول بعض: سُحَیمہ۔ اشیری نے ابن عبدالبر کی کتاب میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ ابولبابہ انصاری کا ایک پڑوسی تھا جس کا نام سحیمہ یا سمیحہ تھا، اس کی کھجور کا سایہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پڑتا تھا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ابودحداح کے حالات میں بیان ہوگا، جو انہی سے مشہور ہے۔

۳۴۸۹ (ز) سمیدع الکنانی

ابوالفرج اصبہانی کی بطریق ابن داب روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید بنی کنانہ سے جنگ کرنے متوجہ ہوئے تو وہ کہنے لگے: ہم بے دین ہوئے، وہ یہ کہنا نہیں جانتے تھے کہ ہم مسلمان ہوئے۔ تو آپ نے ان سے جنگ کی، حضرت نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، آپ نے ان میں سے مقتولین کی دیت دی۔ فرماتے ہیں: اسی اثناء میں ایک نوجوان آیا جس کا نام سمیدع تھا، جس کا تعلق بنی اقرم سے تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کیا اور جو کچھ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے کیا اس

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۵۱) [2] مسند احمد (۱۴۶/۳) [3] فتح الباری (۵۸/۸) البدایہ والنہایہ (۳۱۳/۴)

کا بھی ذکر کیا۔ ابن داب کا قول ہے کہ مجھ صالح بن کیسان نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خالد کے کیے پر کسی نے نکیر کی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ایک مرد زرد رنگ والا میانے قد کا تھا، اور دوسرا شخص دراز قد سرخ رنگ والا تھا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلا میرا بیٹا تھا اور دوسرا سالم مولا ابی حذیفہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

۳۴۹۰ سمیر بن حصین ❶

بن حارث بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف الخزرجی۔ عدوی کا بیان ہے: اُحد میں شریک ہوئے اور خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ اور ان کے گورنر تھے۔ لکھتے ہیں: انہیں ان سے خصوصی نشست حاصل تھی، طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۹۱ سمیر بن زهیر ❷

عائذ بن سعد کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ عائذ بن سعد نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو سمیر نے عرض کی: ''اللہ کے رسول ﷺ! میرا بھائی سلمہ بن زہیر اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے نکلا تھا، وہ شہید ہو گیا ہے''۔ (حدیث)

۳۴۹۲ (ز) سمیر بن کعب

سیف نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ فتوحات کے امیروں میں شامل تھے۔ حضرت ابوعبیدہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے جنگی دستوں میں شریک تھے۔

۳۴۹۳ سمیر ❸

سلیمان کے والد۔ شاید یہ سمرہ بن جندب ہیں۔ ابن مندہ کی روایت ہے حضرت سمیر نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں متعہ کیا کرتے تھے۔

۳۴۹۴ سمیط البجلی ❹

بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر بغوی اور ابن قانع نے بحوالہ سمیط البجلی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن جہاد میں گزارا تو اسے رمضان کے روزوں اور قیام تراویح جیسا ثواب ملے گا''۔ ❺

۳۴۹۵ سمیفع

ذوالکلاع میں تذکرہ ہوا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۵۲) ❷ اسد الغابہ (۲۲۵۳) ❸ اسد الغابہ (۲۲۵٤)

❹ اسد الغابہ (۲۲۵۵) تجرید (۲٤۰/۱) ❺ نسائی کتاب الجهاد باب فضل الرباط (۳۱٦۷) کنز العمال (۱۰۸۱۹)

باب سین کے بعد نون

۳۴۹۶ سنان بن تیم الجھنی [1]

بنی عوف بن خزرج کے حلیف، سنان بن وبرہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۴۹۷ سنان بن ثعلبہ [2]

بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ انصاری۔ بقول ابوعمر: [3] اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۴۹۸ سنان بن رَوح [4]

دارقطنی کا بیان ہے کہ حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ بقول بعض: سیاران کا نام ہے۔

۳۴۹۹ سنان بن سلمہ [5]

عوف بن سراقہ میں ذکر ہوگا۔

۳۵۰۰ سنان بن سَنّہ اسلمی

بقول بعض: حرملہ بن عمرو کے چچا۔ ایک قول ہے: ان کے دادا..... پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ''کھانا کھا کر شکر کرنے والے کے لیے روزہ رکھ کر صبر کرنے والے جیسا ثواب ہے''۔ ابن ماجہ [6] نے اسے نقل کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ [7] کی بطریق حرملہ بن عمرو اسلمی روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حج کیا، مجھے میرے چچا سنان بن سنّہ نے اپنے ساتھ سوار کیا تھا۔ ابن حبان [8] لکھتے ہیں، بقول بعض: خلافت عثمانی میں بتیس (۳۲ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: کسی راوی سے اس میں غلطی ہوگئی ہے، جیسا کہ حرف شین کی قسم رابع میں بیان ہوگا۔ سنان بن سنّہ کے حوالہ سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں اس کے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اسے ابوبکر بن ابی شیبہ [9] نے وکیع سے بواسطہ ابن ابی لیلی، عبدالکریم سے معاذ بن سعوہ بحوالہ سنان بن سنہ ہدی کے بارے میں مرفوع روایت کرتے ہیں: ''(اگر اسے ضرورت پڑے) تو کھالے اگر کھالے تو تاوان دینا پڑے گا''۔ عبیداللہ بن موسیٰ بواسطہ ابی لیلیٰ نے اسی سند سے سنان بن سلمہ نام نقل کیا ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے وہی درست ہے۔ سنان بن سلمہ ابن المحبق ہیں، جن کا ذکر قسم ثانی میں ہوگا۔

---

[1] استیعاب (۱۰۷۲) [2] اسد الغابہ (۲۲۵۸) استیعاب (۱۰۷۳) [3] اسد الغابہ (۲/۲۱۷)
[4] اسد الغابہ (۲۲۵۹) استیعاب (۱۰۷۴) [5] اسد الغابہ (۲۲۶۲) استیعاب (۱۰۷۸)
[6] ابن ماجہ کتاب الصیام (۱۷۶۵) [7] مسند احمد (۴/۳۴۳) [8] الثقات (۳/۱۷۸)
[9] المصنف لابن ابی شیبہ (۸/۴۰۷)

۳۵۰۱ سنان بن ابی سنان ❶

بن محصن الاسدی۔ عکاشہ کے بھتیجے۔ ابن اسحاق ❷ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کی ''الفتوح'' میں ہے کہ سنان بن ابی سنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے طلیحہ بن خویلد اسدی سے نبی ﷺ کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔ سنان بنی مالک کے سردار تھے۔ واقدی کا گمان ہے: انہوں نے سب سے پہلے درخت ❸ تلے نبی ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ابوسنان وہب اسدی کے حالات میں ہے کہ وہ اس فضیلت سے موصوف ہیں۔ شعبی اور زرّ بن حبیش نے ان کا یہ وصف بیان کیا، جو دو صحیح طریقوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: بتیس (۳۲ھ) میں فوت ہوئے۔

۳۵۰۲ (ز) سنان بن ابی سنان اسدی

دوسرے ہیں۔ ان کی حدیث ان کے والد ابوسنان اور والدہ ام سنان کے حالات میں بیان ہوگی۔

۳۵۰۳ (ز) سنان بن سوید جھنی

ابن السکن کی روایت ہے کہ یاسر بن سوید، سنان بن سوید اور سیار بن سوید سب آپس میں بھائی تھے، جن کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی۔

۳۵۰۴ سنان بن شفعلہ ❹

بقول بعض: شمعلہ۔ ایک قول ہے: ابن شعلہ اوسی۔ ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ سنان بن شفعلہ اوسی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے جبرائیل نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کر دی تو رضوان کو حکم دیا، اس نے شجرۂ طوبیٰ کو حکم دیا تو اس پر آلِ بیت محمد ﷺ سے محبت کرنے والوں کی مقدار پتے لگ گئے''۔ ❺ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس کی سند میں سوائے عباد بن راشد کے کوئی مشہور راوی نہیں اور محمد بن فارس رافضی ہے۔

۳۵۰۵ سنان بن صیفی ❻

بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ بقول ابن شاہین بحوالہ اپنے رجال: بدر و اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم ❼ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: بدری ہیں۔ جبکہ ابن اسحاق کے ہاں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ابوسنان بن صیفی ہیں، تو اگر وہ ان کے بھائی نہیں تو دو میں سے ایک قول وہم پر مبنی ہے۔

۳۵۰۶ سنان بن ظہیر اسدی ❽

بقول ابوعمر: ❾ صحابی ہیں۔ ابونعیم بحوالہ سنان بن ظہیر روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۶۱) استیعاب (۱۰۷۷) تجرید (۲۴۰/۱) ❷ السیرۃ النبویہ (۲۴۲/۲) ❸ اسد الغابہ (۳۸۱/۲)
❹ اسد الغابہ (۲۲۶۳) ❺ جامع المسانید (۱۴/۶) ❻ اسد الغابہ (۲۲۶۴) استیعاب (۱۰۷۹) ❼ الجرح والتعدیل (۲۵۱/۴)
❽ اسد الغابہ (۲۲۶۶) استیعاب (۱۰۸۰) تجرید (۲۴۱/۱) ❾ استیعاب (۲۱۹/۲)

ہدیہ پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''دودھ پینے والے کے لیے تھوڑا سا دودھ چھوڑ دو (یعنی سارا دودھ نہ دوہنا)''۔ [۱]

۳۵۰۷ سنان بن عبداللہ [۲]

بن قشیر بن خزیمہ اسلمی۔ اکوع لقب تھا۔ ابن سعد [۳] نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بہت پہلے اسلام لائے، خود اور ان کے بیٹے عامر اور سلمہ بھی صحابی ہیں۔ یہی روایت بغوی اور طبری کی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ''ان کے دونوں بیٹے'' اس میں چشم پوشی ہے۔ کیونکہ عامر تو ان کے بیٹے ہیں جبکہ سلمہ ان کے پوتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا ہے۔ ''تجرید'' میں اسے بعید سمجھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: یقیناً یہ غلطی ہے، کیونکہ انہیں بعثت کا زمانہ نہیں نصیب ہوا، سو جو کچھ انہوں نے کہا اس میں بھی تامل ہے، جیسا کہ عیاں ہے۔

۳۵۰۸ سنان بن عبداللہ الجہنی [۴]

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن خزیمہ بطریق موسیٰ بن سلمہ ھذلی روایت کرتے ہیں کہ میں اور سنان بن سلمہ عمرہ کرنے گئے۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا میری والدہ کی طرف سے عمرہ ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے سنان بن عبداللہ جہنی کی اہلیہ سے کہا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھیں کہ ان کی والدہ حج نہ کر سکی تھیں، آیا یہ ان کی طرف سے حج کر سکتی ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''ہاں''۔ [۵] ایک اور طریق سے مروی ہے، ایک جہنی نے کہا: ایسا ہی مسند احمد [۶] میں لکھا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہی روایت محمد بن کریب نے بحوالہ اپنے والد نقل کی تو کہا: سنان بن عبداللہ۔

میں کہتا ہوں: یہی روایت طبرانی میں ہے، وہاں انہوں نے محمد بن کریب سے سنان کی جگہ سفیان نقل کیا ہے، جو وہم سے ایک قول ہے۔ ابن عباس، حصین بن عوف خثعمی سے روایت کرتے ہیں، لیکن بظاہر وہ ایک علیحدہ واقعہ ہے۔

۳۵۰۹ (ز) سنان بن ابی عبید

بن وہب بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ انصاری۔ بقول عدوی: احد میں شریک ہوئے۔

۳۵۱۰ سنان بن غرفہ [۷]

ابن مفرج نے ابن السکن کی کتاب میں ایسا ہی قلمبند کیا ہے۔ اسی طرح باوردی کی کتاب الصحابہ میں لکھا ہے۔ ابن فتحون فرماتے ہیں: میں نے ابن السکن کے ایک نسخہ میں عین کے زیر اور را کے سکون سے عرقہ بعد میں قاف سے لکھا دیکھا ہے۔ باوردی، ابن السکن اور طبرانی [۸] کی بطریق بسر بن عبیداللہ بحوالہ سنان بن غرفہ روایت ہے، جو صحابی ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ''جو عورت ایسے مردوں کے ساتھ فوت ہو جائے جو اس کے محرم نہ ہوں تو اسے تیمم کرایا جائے، غسل نہ دیا جائے''۔ یہی مسئلہ مرد کے

---

[۱] جامع المسانید (۱۵/٦) [۲] اسد الغابہ (۲۲٦۸) [۳] الطبقات (۳۷/٤)

[٤] اسد الغابہ (۲۲٦۷) استیعاب (۱۰۸۱) تجرید (۲٤۱/۱) [۵] التاریخ الکبیر (۱٦۱/٤)

[٦] مسند احمد (۲۲۷/۱) [۷] اسد الغابہ (۲۲٦۹) تجرید (۲٤۱/۱) [۸] المعجم الکبیر (۱۰۲/۷)

بارے میں ہے (یعنی مرد مسافر تھے ان کے ساتھ ایک عورت سفر کرتے فوت ہوگئی یا چار پانچ عورتوں کے ساتھ ایک اکیلا شخص سفر کرتے فوت ہوگیا تو مرد اس اجنبی عورت کو اور عورتیں اس اجنبی مرد کو غسل میت نہ دیں بلکہ تیمّم کرا کے دفنا دیں)۔

۳۵۱۱ سنان بن عمرو ❶

بن طلق القضاعی ابوالمقنع بنی ظفر کے حلیف۔ بقول ابن کلبی: انہیں اسلام لانے میں سبقت اور شرف حاصل ہے، نبی ﷺ کے ساتھ اُحد وغیرہ میں شریک ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۱۲ سنان بن مقرّن المزنی ❷

بھائیوں میں سے ایک، مولیٰ ابن سعد، ❸ صحابی ہیں۔ ابوحاتم، ابن شاہین اور کئی ایک نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۳۵۱۳ سنان بن وبرہ ❹

یا وُبَر الجھنی، بنی حارث بن خزرج کے حلیف۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: ''انہوں نے ہی عبداللہ بن ابی کو کہتے سنا تھا: اگر ہم مدینہ صحیح سالم لوٹ گئے....''۔ ❺ (تو عزت مند ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے)۔ طبرانی ❻ کی روایت ہے کہ رافع الجھنی فرماتے ہیں، میں نے سنان بن وبرہ جھنی کو فرماتے سنا: غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارا شعار (کوڈ) تھا ''یا منصور اَمِت'' الاوسط کی روایت ہے کہ سنان سے صرف اسی سند سے حدیث منقول ہے جس میں محمد بن جھضم منفرد ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: ان کا نام سنان بن تیم ہے۔ ''ابن وبرہ'' کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہی جھجاہ غفاری سے پانی پر جھگڑا کیا تھا اور مرنے مارنے پر اتر آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث صحیح میں دونوں آدمیوں کے نام کے بغیر موجود ہے، جس کا کچھ تذکرہ جھجاہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۳۵۱۴ سنان الضمری ❼

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ میں اپنا نائب بنا کر مرتدوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ سُنین ابوجمیلہ کے واقعہ میں ہے جب انہیں نوزائدہ بچہ ملا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق ان کی قوم کے ناظم سے پوچھا، انہوں نے کہا: نیک آدمی ہیں۔ شیخ ابوحامد کا بیان ہے کہ ناظم کا نام سنان تھا۔ احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۷۰) استیعاب (۱۰۸۲) ❷ اسد الغابہ (۲۲۷۱) استیعاب (۱۰۸۳) ❸ الطبقات (۱۱/٦)
❹ الجرح والتعدیل (۲۵۱/٤) ❺ تجرید (۲٤۱/۱) ❻ سورۃ المنافقون: ۸ ❼ المعجم الکبیر (٦٤۹٦/۷)
❽ اسد الغابہ (۲۲٦۵) استیعاب (۱۰۸٤)

۳۵۱۵ سنان [1] (بے نسبت)

باوردی کی روایت ہے کہ سنان سے مروی ہے، نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''(اس حدیث کے دو ترجمے ہیں) ① سوچ سمجھ کر دوست کا انتخاب کرو، پھر اس سے محتاط [2] رہو۔ ② مال بچا کر رکھو اور فضول خرچی سے بچو''۔

۳۵۱۶ سنان

بقول بعض: ابوہند حجام (سینگی لگانے والے) کا نام ہے۔ سالم میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۵۱۷ سَنْبَر [3] (بروزن جعفر) الاراشی

خطیب کے قلم سے میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ ان کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی ہے جو ابن شاہین اور ابن السکن نے بحوالہ مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ نبی ﷺ کے پاس وادی القری میں عمرو بن حسان بنی اراش کا ایک شخص لے کر آئے، جس کا نام سَنْبَر تھا اور ان کے حلیف تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اسلام کی بیعت لی۔ وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! میرے حلیف کو قطعہ ارضی عطا فرما دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں جاگیر دی اور اس کے لیے بطور سند کھجور کی شاخ پر ایک تحریر بھی لکھوا کر دی۔ ابن فتحون کی کتاب میں سنبر کی جگہ سیار لکھا ہے۔ شاید یہ لفظی غلطی ہے۔ خطیب نے المؤتلف میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے ابواشی لکھا ہے، جو میں نے خود ان کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔

۳۵۱۸ سَنْدَر [4]

مولا زنباع الجذامی، زنباع میں ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] لکھتے ہیں: سَندر صحابی ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سندر زنباع کے غلام تھے۔ جن سے ناراض ہو کر انہیں آختہ (خصی) کر دیا۔ (حدیث) عمرو بن شعیب نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ سندر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ ان کی رجسٹریشن مصر میں کر دی جائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات قبول کر لی۔ چنانچہ یہ وہاں فروکش ہو گئے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں ہر مسلمان کے بارے میں (نیک سلوکی) کی وصیت کرتا ہوں''۔ [6] پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی وفات تک انہی کی زیر کفالت رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو تمہارا وظیفہ جاری کر دوں اور جو جگہ تمہیں زیادہ اچھی لگتی ہے وہ تمہارے لیے نامزد کر دیتا ہوں۔ انہوں نے مصر کا علاقہ منتخب کیا۔ جب حضرت عمرو کے پاس پہنچے تو انہوں نے کشادہ زمین اور ایک حویلی بطور جاگیر دے دی۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۷٤) [2] المعجم الصغیر (۲٦٦/۱) کنز العمال (۲٤۷۷۹) [3] اسد الغابہ (۲۲۷۵)

[4] اسد الغابہ (۲۲۷۷) استیعاب (۱۱۵۱) [5] التاریخ الکبیر (۲۱۰/۲)

[6] المعجم الکبیر (۱٦۹/۷) مجمع الزوائد (٤۳۷/٤) کنز العمال (۳۷۱۳۱) الطبقات (۱۹۷/۷) مختصر تاریخ دمشق (۳۸۷/۵)

میں کہتا ہوں: ابن یونس نے اسے ترجیح دی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سندر کے بیٹے کا واقعہ پیش آیا تھا، جس کی وضاحت مسروح بن سندر کے حالات میں بیان ہوگی۔ المؤتلف میں خطیب لکھتے ہیں: اس شخص کے بارے اختلاف ہے جسے زنباع نے آختہ کیا تھا۔ بقول بعض: وہ خود سندر ہی ہیں، ایک قول ہے ان کا بیٹا تھا، بقول بعض سندر کے والد تھے۔

میں کہتا ہوں: ایک قول ہے: ابوالاسود تھے۔ راجح یہی ہے کہ وہ آختہ سندر ہی تھے۔ ان کی کنیت ابوالاسود تھی، عبداللہ اور مسروح ان کے بیٹے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❶ فرماتے ہیں: سندر ابوالاسود صحابی ہیں۔ زہری بواسطہ سندر وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ سعید بن عفیر کی روایت ہے کہ عثمان بن سوید جروی نے مسروح بن سندر کو دیکھا تھا، جن کی ناک زنباع نے کاٹی تھی۔ سندر نے عبدالملک کے دور تک عمر پائی۔ ذیل میں ابوموسیٰ کی بطریق ابوالخیر بحوالہ سندر روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی مغفرت فرمائے۔ حکم مانتے اور اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کیا"۔ ❷ قسم رابع میں اس بارے میں ابوموسیٰ کو جو وہم ہوا ہے اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ محمد بن ربیع الجیزی نے مصر آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھا ہے کہ اہل مصر کے ہاں بحوالہ سندر دو حدیثیں مروی ہیں۔

۳۵۱۹ سُنَیْن ❸

ابوجمیلہ سلمی۔ بقول بعض: ضمری۔ ایک قول ہے: ان کے والد کا نام واقد ہے، جسے ابن حبان ❹ نے نقل کیا ہے۔ امام بخاری ❺ بطریق زہری بحوالہ ابوجمیلہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیا۔ ابن سعد ❻ نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کئی احادیث ہیں۔ عجلی کا قول ہے: معتبر تابعی ہیں۔

۳۵۲۰ سنین بن واقد ظفری ❼

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مسند حدیث مشہور نہیں۔ بغوی کی روایت ہے کہ عثمان بن عبدالملک نے فرمایا: میں نے سنین بن واقد ظفری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "رکن یمانی پر ایک فرشتہ ہے جو ہر استلام کرنے والے کی دعا پر آمین کہتا ہے"۔ بغوی کے حوالہ سے ابن قانع نے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان میں سے بعض نے انہیں اور سابقہ شخصیت کو ایک لکھا ہے۔ جبکہ درست یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ تجرید میں ہے: ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

---

❶ التاريخ الكبير (۲/۲۱۰)

❷ بخاری كتاب المناقب باب فی ذكر اسلم و غفار (۳۵۱٤)
مسلم كتاب فضائل الصحابه باب دعاء النبی ﷺ لغفار و اسلم (۶٤۹۳) مجمع الزوائد (۱۰/٤۷)

❸ اسد الغابه (۲۲۷۸) استيعاب (۱۱۵۲)

❹ الثقات (۳/۱۷۹)

❺ بخاری كتاب المغازی باب مقام النبی ﷺ بمكة زمن الفتح (٤۳۰۱)

❻ الطبقات (۵/٤۵)

❼ اسد الغابه (۲۲۷۹) تجريد (۱/۲٤۲)

❽ الثقات (۳/۱۷۹)

باب سین کے بعد ہاء - سہل نامی حضرات

۳۵۲۱ سهل ابن بيضاء قرشی [1]

بیضاء ان کی والدہ ہیں جن کا نام دَعْد تھا۔ والد کا نام وہب بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر قرشی تھا۔ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے قریش کی بنی ہاشم کے خلاف لکھی جانے والی تحریر کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ ابوحاتم [2] کا قول ہے: مکہ میں اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ بغوی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوانح میں لکھتے ہیں کہ ابن عیینہ سے کسی نے پوچھا، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بڑی عمر والا کون ہے؟ تو حسین بن جدعان نے کہا: میرے خیال میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سہل بن بیضاء۔ مسلم اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھا۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے، اس میں ''سہل'' لکھا ہے۔ ابوعمر [3] فرماتے ہیں: سہل مکہ میں اسلام لائے، لیکن کسی سے اپنے مسلمان ہونے کو ظاہر نہیں کیا۔ قریش انہیں بدر میں ساتھ لے گئے، گرفتار ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا ہے، اس لیے آزاد کر دیئے گئے۔ مدینہ میں وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اور ان کے بھائی سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھایا۔

میں کہتا ہوں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے گزشتہ حدیث کی روایت میں سہیل سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ واقدی کا گمان ہے: یہ سہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوئے تھے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: سہیل کے بھائی کا نام صفوان تھا، جس نے ان کا نام سہل بتایا، اسے وہم ہوا ہے۔

۳۵۲۲ سهل بن حارث [4]

بن عمرو یا عروہ بن عبدرزاح انصاری۔ بقول عدوی: اُحد میں شریک ہوئے، ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ابن امین نے ان کا نام عروہ بتایا ہے، جبکہ ابن دباغ نے عمرو بتایا ہے۔ ابن الاثیر نے بھی ان کا اتباع کیا ہے، دونوں عدوی سے نقل کرتے ہیں۔

۳۵۲۳ سهل بن حارثه انصاری [5]

ابن ابی عاصم نے ''الاحاد'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دراوردی کی بحوالہ سہل بن حارثہ انصاری روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک حویلی میں رہنے سے پہلے وہ بڑی تعداد میں تھے اب ان کی تعداد کم ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگوں نے اس گھر کو برا سمجھتے ہوئے چھوڑ کیوں نہیں دیا''۔ [6] ابن مندہ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن حبان [7] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ابوعلی غسانی اور ابن القداح سے نقل کیا ہے کہ حارثہ بن سہل ان کے والد اور یہ خود اُحد اور باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن ماکولا [8] نے اس کا مفہوم نقل کر کے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۸۲) استیعاب (۱۰۸۵) [2] الجرح والتعدیل (۱۹۴/۴) [3] استیعاب (۲۲۱/۲)

[4] اسد الغابہ (۲۲۸۴) [5] اسد الغابہ (۳۸۷/۲) [6] اسد الغابہ (۲۲۸۳) استیعاب (۱۰۸۶) تجرید (۲۴۲/۱)

[6] المعجم الکبیر (۶۳/۶) جامع المسانید (۵۰/۴) [7] الثقات (۳۲۱/۴) [8] اسد الغابہ (۳۸۶/۲)

سہل کی مدینہ اور بغداد میں اولاد ہے۔ یہی حدیث ابونعیم نے روایت کی تو اس میں سلمہ بن حارثہ لکھا اور سعد بن اسحاق سے آگے ان کے نام میں اختلاف ہے۔

۳۵۲۴ سہل بن ابی حثمہ[1]

بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: عامر/عبداللہ۔ والدہ کا نام ام الربیع بنت سالم بن عدی بن مجدعہ ہے۔ ایک قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت سہل کی عمر سات[2] آٹھ (۸/۷) سال تھی۔ آپ علیہ السلام سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔ اسی طرح زید بن ثابت، محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ان کا بیٹا محمد، بھتیجا محمد بن سلیمان بن ابی حثمہ، بشیر بن یسار، صالح بن خوات، نافع بن جبیر اور عروہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم[3] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہوں نے درخت تلے بیعت کی اور سوائے بدر باقی غزوات میں شمولیت کی۔ اُحد کی رات وہ نبی ﷺ کے راہبر تھے۔ ابن القطان فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں کیونکہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کی رحلت کے وقت وہ سات آٹھ سال کے تھے، جن میں ابن مندہ، ابن حبان،[4] ابن السکن، الحاکم ابواحمد اور طبری شامل ہیں۔ اور اس پر بھروسا کیا ہے کہ خلافتِ معاویہ کے آغاز میں فوت ہوئے۔ اور ان سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ ان کے والد تھے۔ مجھے لگتا ہے جس نے باقی غزوات میں شرکت کا قول اختیار کیا اسے سہل بن حنظلیہ کی وجہ سے اشتباہ ہوگیا کیونکہ مذکورہ قول ان کے متعلق ہے۔ ایک قول ہے: یہ بات ان کے والد ابوحثمہ کے متعلق مذکور ہے جنہیں نبی ﷺ نے کھجوروں کے پھلوں کا اندازہ لگانے بھیجا تھا، اور وہی اُحد میں آپ ﷺ کے راہ نما تھے۔

۳۵۲۵ سہل بن حمار انصاری

بحوالہ تجرید یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۵۲۶ سہل ابن الحَنْظَلِیَّہ[5]

ان کے والد کا نام الربیع تھا۔ بقول بعض: عبید، عقیب بن عمرو۔ ایک قول ہے: عمرو بن عدی، یہی زیادہ مشہور ہے۔ عدی زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی کے بیٹے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: حنظلیہ ان کی والدہ ہیں، ایک قول ہے: ان کی دادی ہیں۔ بقول بعض: پردادی ہیں۔ ابن سعد ان کا نسب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حنظلیہ عمرو بن عدی کی والدہ ہیں۔ ان کا نام اُمّ ایاس بنت ابان بن دارم تمیمیہ تھا۔ عمرو بن عدی کی اولاد کے ہر شخص کو ابن حنظلیہ کہا جاتا ہے۔ ابن البرقی لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام عبید تھا جو بنی عدی بن زید کے فرد تھے۔ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ پھر شام منتقل ہوئے اور وفات تک وہیں رہے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے، ان سے ابوکبشہ سلوی، قاسم بن عبدالرحمٰن، یزید بن ابی مریم شامی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری[6] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی، درخت تلے بیعت کی تھی۔ ان

---

[1] الاکمال (۱۱۳/۱) [2] مسند احمد (۴۴۸/۳) [3] الجرح والتعدیل (۲۰۰/۴)

[4] الثقات (۱۶۹/۳) [5] اسد الغابہ (۲۲۸۶) استیعاب (۱۰۸۸) [6] التاریخ الکبیر (۹۸/۲)

کے علاوہ کا قول ہے: سوائے بدر باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابوزرعہ بحوالہ دُحیم روایت کرتے ہیں: خلافتِ معاویہ میں فوت ہوئے۔ جامع ابن وہب میں بطریق قاسم مولا معاویہ مروی ہے، دوپہر کے وقت میں دمشق کی جامع مسجد میں پہنچا۔ اس وقت امیر معاویہ وہاں کے خلیفہ تھے۔ میں نے دیکھا ایک شخص لوگوں سے حدیث بیان کر رہا ہے۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو زرد داڑھی والا ایک بزرگ شخص لوگوں میں بیٹھا ہے، مجھ سے کسی نے کہا: یہ سہل ابن حنظلیہ صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے ان کی حدیث بطریق قیس بن بشر روایت کی ہے۔ مجھے میرے والد نے بتایا وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ دمشق میں ابن حنظلیہ نامی ایک صحابی تھے، وہ یکسو انسان تھے۔ بہت کم لوگوں سے ملتے۔ اکثر نماز میں مشغول ہوتے، نماز سے فراغت کے بعد سبحان اللہ اللہ اکبر پڑھتے، یہاں تک کہ ان کے گھر والے جو قریب ہی تھے آجاتے۔ ہم اس وقت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ایک بات ہے جس سے ہمیں نفع ہوگا اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہو۔ ✿ پھر مرفوع احادیث ذکر کیں جو تین مواقع کی ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔

۳۵۲۷ سهل بن حنظله العبشمی ✿

بقول بعض: ابن حنظلیہ۔ سہیل میں تذکرہ ہوگا۔

۳۵۲۸ سهل بن حُنیف

بن واہب بن العُکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنیش بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابوسعد یا ابوعبداللہ از اہل بدر۔ نبی ﷺ اور زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے ابوامامہ اسعد، عبداللہ یا عبدالرحمٰن، ابووائل، عبید بن السباق اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ سابقین میں سے تھے۔ بدر میں شریک تھے اور اُحد میں جب لوگوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو یہ ثابت قدم رہے۔ اس دن موت کی بیعت کی اور نیزے سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''سہل کو نیزے دو کیونکہ وہ سہل (آسان) ہے''۔ ✿ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: ''سہل (آسان) ہے، سخت نہیں''۔ اسی طرح غزوۂ خندق اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد انہیں بصرہ میں اپنا نائب بنایا۔ پھر وہ آپ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: نبی کریم ﷺ نے انہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنایا۔ اڑتیس (۳۸ھ) میں فوت ہوئے۔ واقدی کا قول ہے: سہل کوفہ میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ بقول مدائنی: اڑتیس (۳۸ھ) میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن مغفل کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا تو چھ تکبیریں کہیں۔ ایک روایت میں ہے، پانچ تکبیریں کہیں۔ پھر فرمایا: یہ بدری ہیں۔

۳۵۲۹ سهل بن رافع ✿

بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی۔ بقول بعض: یہی صاع (ٹوپے) والے ہیں

✿ ابوداؤد مراسیل (۱۴۷) مسند احمد (۲/۲۶۶) ✿ اسد الغابہ (۲۲۸۸) استیعاب (۱۰۸۹)

✿ المستدرک (۳/۴۰۹) الطبقات (۳/۲) (۳/۴۰) ✿ اسد الغابہ (۲۲۹۰) استیعاب (۱۰۹۰)

(جنہیں منافقین نے طعنہ دیا تھا)۔ ابن مندہ کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے اور خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ عیسیٰ بن یونس بواسطہ سعید بن عثمان بلوی وہ بحوالہ اپنی دادی بنت عدی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ عمیرہ بنت سہل بن رافع، صاع والے کی بیٹی تھیں جنہیں منافقین نے طعنہ دیا تھا۔ وہ ایک صاع کھجوریں اپنی زکوٰۃ لائے اور ساتھ اپنی بچی عمیرہ کو نبی ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئے، عرض کی: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اس کے لیے برکت کی دُعا کریں۔ کیونکہ میرا اس کے سوا کوئی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا اور ان کے لیے دُعا فرمائی۔ اوسط میں طبرانی [1] لکھتے ہیں: عمیرہ بنت سہل سے صرف یہی سند روایت کی جاتی ہے۔ ابن کلبی اور ان کے پیروکاروں کا گمان ہے: یہ سہیل کے بھائی ہیں اور یہی دونوں اس جگہ کے مالک تھے جہاں مسجد ہے۔ البتہ ابن اسحاق کا قول ہے کہ مسجد کی جگہ والے سہل اور سہیل عمرو کے بیٹے تھے۔

۳۵۳۰ سهل بن رافع [2]

بن خدیج ابن مالک بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بلوی اراشی۔ بنی عمرو بن عوف انصاری کے حلیف۔ بقول ابن کلبی یہی صاع والے ہیں، جنہیں منافقوں نے طعنہ دیا تھا۔ ایسا ہی ابوعمر نے لکھا ہے۔ [3]

میں کہتا ہوں: حرف حاء میں بیان ہوا ہے کہ ان کا نام حبعاب ہے۔ محفوظ یہ ہے کہ ان کی کنیت ابوعقیل ہے۔ صرف نام میں اختلاف ہے۔

۳۵۳۱ سهل بن الربيع [4]

بن عمرو بن عدی بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ اُحد میں شریک ہوئے۔ بقول عدوی: ابوعمر [5] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی ابن حنظلیہ ہیں جن کا پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۳۵۳۲ سهل بن رومی [6]

بن وقش بن زغبہ انصاری اشہلی۔ اُحد میں شہادت پائی۔ ابوعمر [7] نے بحوالہ واقدی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۳۳ (ز) سهل بن زيد

زید بن سہل میں ان کے متعلق تنبیہ ہوچکی ہے۔

۳۵۳۴ سهل بن سعد [8]

بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ بقول بعض: جسے ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام حزن تھا۔ آپ علیہ السلام نے تبدیل کر دیا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام سے ابی، عاصم بن عدی، عمرو بن

---

[1] المعجم الكبير (٦/٥٦٥٠) [2] اسد الغابہ (٢٢٨٩) استیعاب (١٠٩١) [3] اسد الغابہ (٢/٢٢٣)
[4] اسد الغابہ (٢٢٩١) استیعاب (١٠٩٢) تجرید (٢/٢٢٤) [5] استیعاب (٢/٢٢٤)
[6] اسد الغابہ (٢٢٩٢) استیعاب (١٠٩٣) [7] استیعاب (٢/٢٢٤) [8] اسد الغابہ (٢٢٩٣) استیعاب (١٠٩٤)

عبسہ سے اسی طرح مروان سے روایت کی ہے۔ حالانکہ مروان ان سے کم سن تھے۔ ان سے ان کے بیٹے عباس نے ابوحازم، زہری وغیرہ نے روایت لی ہے۔ زہری فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ (۱۵) برس کے تھے، اور مدینہ میں سب سے آخر میں یہی صحابی فوت ہوئے۔ اکانوے (۹۱ھ) میں بقول بعض اس سے پہلے فوت ہوئے۔ واقدی فرماتے ہیں: سو (۱۰۰) سال زندہ رہے، یہی قول ابوحاتم کا ہے، انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ سو (۱۰۰) سال سے زائد زندہ رہے۔ ایک قول ہے چھیانوے (۹۶ھ) میں فوت ہوئے۔ ابن ابی داؤد کا گمان ہے کہ اسکندریہ میں وفات پائی۔ قتادہ سے مروی ہے، مصر میں فوت ہوئے۔ احتمال ہے کہ یہ قول وہم پر مبنی ہو درست یہ ہے کہ وہ ان کے بیٹے عباس تھے جن کا انتقال باہر ہوا۔

۳۵۳۵ سہل بن صخر[1]

بن واقد بن عُصَیمہ بن ابی عوف بن عبد مناۃ بن شَجع بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ لیثی۔ محمد بن سعد[2] وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ بقول بعض: سُہَیل، ابن شاہین کی روایت ہے کہ سہیل بن صخر فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکے! تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی: سہل۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب آ جاؤ''۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے فرمانے لگے: ''سہل! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مال سے نوازے تو اس سے غلام خرید لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کی لونڈی غلام میں بھلائی رکھی ہے''۔ ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی اور اس میں فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ روایت غریب ہے جو ہمیں صرف اسی سند سے معلوم ہے۔ طبرانی[3] نے یہ روایت نقل کی تو ان کا نام سُہَیل بتایا۔ اور حدیث کو موقوف لکھا۔ بغوی موقوف حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: مجھے ان کی بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی روایت معلوم نہیں۔ لیکن ان کا نام سہل بتایا۔

۳۵۳۶ سہل بن ابی صعصعہ انصاری[4]

قیس کے بھائی۔ بقول ابن سعد اور عدوی: اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۵۳۷ سہل بن عامر[5]

بن سعد۔ بقول بعض: سہیل بن عامر بن عمرو بن ثقیف انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور عروہ نے بئر معونہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ سہل ان کے چچا[6] تھے۔ ایک قول ہے: ان کے بھائی تھے۔

۳۵۳۸ (ز) سہل بن عبید[7]

بن قیس۔ سہل بن مالک میں ذکر ہوگا۔

---

[1] الثقات (۱۶۸/۳) [2] جامع المسانید (۹۱/۶) [3] الجرح والتعدیل (۱۹۸/۴)
[4] اسد الغابہ (۲۲۹۵) استیعاب (۱۰۹۶) تجرید (۲۴۴/۱) [5] الطبقات (۴۵/۷)
[6] المعجم الکبیر (۵۶۴۱/۶) جامع المسانید (۱۶۱/۶) [7] اسد الغابہ (۲۲۹۶)
[8] اسد الغابہ (۲۲۹۸) استیعاب (۱۰۹۷) [9] تجرید (۲۴۵/۱) [10] المعجم الکبیر (۵۶۴۶/۶) (۵۶۴۷/۶)

۳۵۳۹ سہل بن عتیک [1]

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول بن مالک۔ موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق [2] اور عروہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابومعشر نے ان کے والد کا نام عبید بتایا ہے اور ابن مندہ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ ان سے پہلے طبرانی نے ابومعشر کی تردید کی ہے اور اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ ان کے والد کا نام عتیک ہے۔ ابن الاثیر [3] کی کتاب میں لکھا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام سہیل ہے۔

۳۵۴۰ سہل بن عتیک انصاری [4]

ابن مندہ نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے اور بطریق حمیدی ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب سہل بن عتیک کا جنازہ لایا گیا تو آپ نے ان کی نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور فاتحہ پڑھی۔ [5] محمد بن حسن اور ضحاک نے اسے موقوف کہا ہے اور بحوالہ یحییٰ فرمایا: زہری کی غریب حدیث ہے۔ صرف اسی سند سے مشہور ہے۔ طبرانی نے الاوسط میں اسی سند سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جابر بن عتیک یا سہل بن عتیک کا جنازہ لایا گیا۔ یہ پہلے شخص تھے جن کا جنازہ جنازگاہ میں پڑھا گیا۔ پھر طویل حدیث نقل کی۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ''دوسری تکبیر کے بعد آپ نے اپنے آپ پر اور انبیاء پر درود بھیجا''۔ فرماتے ہیں: ابوعبادہ کے علاوہ کسی نے زہری سے یہ روایت نہیں نقل کی اور ان سے صرف یحییٰ بن یزید نوفلی نے، اس میں سلیم بن منصور منفرد ہے۔ ابن مندہ کے کلام سے، ان کی اور ان دونوں کی دعویٰ تفردِ ابی عبادہ کی تردید ہوتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے طبرانی نے یہ روایت یعقوب بن یزید سے بحوالہ زہری نقل کی لیکن اس میں ابن عتیک کا کوئی ذکر نہیں اور نہ یہ مذکور ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔ بلکہ ابن عباس کی موقوف حدیث ہے اور سند کے لحاظ سے شاذ ہے کیونکہ اس بارے میں زہری سے بحوالہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم موقوف حدیث ہے۔ اور بروایت زہری، محمد بن سوید سے بواسطہ ضحاک بن قیس بحوالہ حبیب بن مسلمہ بھی موقوف ہے۔

۳۵۴۱ سہل بن عدی [6]

بن زید بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابوعمر [7] نے شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۴۲ سہل بن عدی [8]

بن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ خزرجی۔ ان کے بھائیوں ثابت اور حارث کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔ طبرانی [9] کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: سہل بن عدی کو امیر بنائیں۔ انہی

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۹۹) استیعاب (۱۰۹۸) [2] السیرۃ النبویۃ (۷۶/۲) [3] اسد الغابہ (۳۹۲/۲)
[4] اسد الغابہ (۲۳۰۰) [5] اسد الغابہ (۳۹۲/۲) [6] اسد الغابہ (۲۳۰۲) استیعاب (۱۰۹۹)
[7] استیعاب (۲۲۶/۲) [8] اسد الغابہ (۲۳۰۱) [9] المعجم الکبیر (۱۰۴/۶)

کے ہاتھ پر کرمان فتح ہوا۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان نے ان کی مدد کی تھی۔ جن کا تذکرہ اپنی جگہ پر ہوگا۔

۳۵۴۳ (ز) سهل بن عدی تمیمی [1]

انصار کے حلیف۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداءِ یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۴۴ سهل بن عمرو [2]

بن عبد شمس العامری۔ سہیل کے بھائی۔ ابن سعد کا بیان ہے: فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، مدینہ کے رہائشی تھے، وہیں ان کی حویلی ہے۔ بقول ابوعمر: [3] خلافتِ صدیقی یا فاروقی میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی اہلیہ صفیہ بنت عمرو کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۵۴۵ سهل بن عمرو بن عدی [4]

بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ بقول ابوعمر: [5] اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔

۳۵۴۶ سهل بن عمرو انصاری [6] النجّاری

ہجرت کی حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن اسحاق [7] کا قول ہے (آپ ﷺ کی) اونٹنی مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئی جو ان دنوں بنی نجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل صاحبزادگانِ عمرو کا باڑہ تھا، وہ دونوں معاذ بن عفراء کی کفالت میں تھے۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب روایت کرتے ہیں مسجد کی جگہ بنی نجار کے دو یتیم بچوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ ان کا نام سہل اور سہیل تھا جو عمرو کے صاحبزادے تھے۔ سہیلی نے ان میں اور سابقہ میں بحوالہ ابن کلبی یہ تطبیق نقل کی ہے کہ وہ دونوں سہل اور سہیل، رافع کے بیٹے تھے اور ان کا نام رافع بن عمرو تھا۔ ابن شہاب اور ابن اسحاق کا قول زیادہ وزنی ہے۔ رہا یہ اختلاف کہ وہ کسی کی پرورش میں تھے، اس میں یوں تطبیق ممکن ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ دونوں کی زیر پرورش تھے۔ اسی بنا پر صحیح میں لکھا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بنی نجار! مجھ سے اس جگہ کی قیمت لے لو''۔

۳۵۴۷ (ز) سهل بن قرط انصاری

اوسی از بنی عمرو بن عوف۔ دار قطنی کا قول ہے: معاذہ بنت عبداللہ سے شادی کی تھی۔ انہیں بیوہ چھوڑ کر فوت ہوئے تو حمیر بن عدی نے ان سے نکاح کیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وضاحت معاذہ کے حالات میں بیان ہوگی۔

۳۵۴۸ سهل بن قرظه [8]

بن قیس بن عنترہ بن امیہ بن زید بن مالک بن اوس۔ بقول طبری اور ابن شاہین: اُحد میں شریک ہوئے۔

---

[1] اسد الغابه (۲۳۰۳) [2] اسد الغابه (۲۳۰۵) استیعاب (۱۱۰۰) (۲۲۶/۲) [3] استیعاب (۲۲۶/۲)

[4] اسد الغابه (۲۳۰۶) استیعاب (۱۱۰۱) [5] استیعاب (۲۲۶/۲) [6] اسد الغابه (۲۳۰٤)

[7] السیرة النبویه (۱۰۵/۲) [8] اسد الغابه (۲۳۰۷)

۳۵۴۹ سهل بن قیس [1]

بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اُحد میں مشہور قبر والے یہی ہیں۔ والدہ کا نام نائلہ بنت سلامہ بن وقش اشہلیہ تھا۔ ابن سعد [2] کا قول ہے: ان سہل کی اولاد سے ایک مرد اور ایک عورت بچی تھی۔

۳۵۵۰ سهل بن قیس مزنی [3]

ابن مندہ کی روایت ہے کہ سہل بن قیس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مال قرض میں دے دیا اس پر زکوٰۃ نہیں''۔ [4] ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب حدیث ہے جو ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۵۵۱ سهل بن قیس انصاری

حضرت حمزہ کے ساتھ مدفون ہیں۔ عمرو بن سہیل بن قیس کے حالات میں ذکر ہوگا۔ میرے خیال میں یہ سہل بن قیس بن ابی کعب ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

۳۵۵۲ سهل بن مِنجاب تمیمی [5]

طبری [6] کا بیان ہے بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر نبی ﷺ کے عامل تھے۔ نبی ﷺ کی وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔

۳۵۵۳ (ز) سهل بن مالك [7]

بن ابی کعب بن القین انصاری۔ کعب بن مالک مشہور شاعر کے بھائی۔ بقول ابن حبان: [8] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ سیف بن عمر ''الفتوح'' کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس آئے تو منبر پر چڑھ کر یہ اعلان کیا: ''لوگو! مجھے ابوبکر کی طرف سے کبھی کوئی اذیت نہیں پہنچی''۔ (حدیث) [9] یہی روایت ابن شاہین اور ابونعیم نے بطریق سہل طویل نقل کی ہے اور ابن مندہ نے بطریق خالد بن عمرو اموی بحوالہ سہل انہی الفاظ میں نقل کر کے فرمایا: غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: خالد بن عمرو متروک ہے۔ اور اس کی روایت کردہ احادیث بے اصل ہوتی ہیں۔

ابوعوانہ اور طحاوی کی بحوالہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک انہوں نے اپنے چچا کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا جو ابن ابی الحقیق یہودی کو قتل کرنے گئے تھے۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ ان کے چچا کا نام سہل ہے، لیکن یہ روایت ابوعوانہ اور طحاوی نے دوسری دو سندوں سے بواسطہ زہری انہوں نے عبدالرحمٰن سے بحوالہ اپنے

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۰۹) استیعاب (۱۱۰۲) تجرید (۲۵۴/۱) [2] الطبقات (۱۱۹/۳) [3] اسد الغابہ (۲۳۱۰) تجرید (۲۵۴/۱)

[4] مجمع الزوائد (۷۹/۳) كنز العمال (۱۵۸٤۷) الكامل فی الضعفاء (۲۲۱۱/٦) جامع المسانید (٥٦٤٠/٦)

[5] اسد الغابہ (۲۳۱۲) [6] تاریخ طبری (۲٦۸/۲) [7] اسد الغابہ (۲۳۱۱) استیعاب (۱۱۰۳)

[8] الثقات (۱۷۰/۳) [9] المعجم الكبير (٥٦٤٠/٦)

والد نقل کی ہے۔ دمیاطی کا گمان ہے کہ سہل بن یوسف کے دادا سہل بن قیس بن ابی کعب ہیں جن کا تذکرہ ابھی ہوا ہے۔اس کی تردید اس روایت سے ہوتی ہے جو ہم نے فوائد ابنوسی میں نقل کی ہے۔

اسی طرح ابن عبدالبر [1] کا گمان ہے کہ یہ سہل بن مالک بن عبید بن قیس انصاری ہیں۔ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ''انہیں سہل بن عبید بن قیس کہا جاتا ہے''۔ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔فرماتے ہیں: بقول بعض: حجازی تھے، مدینہ میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی روایت کردہ حدیث کا مدار خالد بن عمرو پر ہے، جو متروک ہے۔ نیز ان کی حدیث کی سند میں مجہول اور ضعیف راوی ہے۔اس کا مدار سہل بن یوسف بن سہل بن مالک پر یا مالک بن یوسف بن سہل بن عبید پر ہے۔ بہرکیف یہ حدیث منکر ہے یا موضوع ہے۔اس میں طبرانی سے وہم واقع ہوا ہے۔ انہوں نے مقدمی کے طریق سے بواسطہ یوسف بن محمد بن بحوالہ سہل بن یوسف روایت کی ہے۔ ضیاء مقدسی کو اسی طریق سے دھوکا ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ''مختارہ'' میں یہ حدیث اسی طریق سے نقل کی ہے جو وہم ہے۔ کیونکہ اس کی سند سے دو شخص چھوٹ گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ علی بن محمد بن یوسف نے یہ حدیث قتان بن ابی ایوب سے بواسطہ خالد بن عمرو بحوالہ سہل سنی ہے۔ دارقطنی نے ''الافراد'' میں یہ اعتماد ظاہر کیا ہے کہ خالد بن عمرو اس روایت کو سہل سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔لیکن سیف بن عمرو کے طریق سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ابن قانع کو بھی اس میں خبط ہوا چنانچہ انہوں نے مذکورہ حدیث ''سہل بن حُنَیف'' کی مسند میں شامل کی ہے۔

۳۵۵۴ سهل بن نُسَیر

بن عنبس انصاری اوسی ظفری ان کے والد کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۵۵۵ (ز) سهل بن وهب

بن ربیعہ۔ وہی ابن بیضاء ہیں جن کا پہلے ذکر ہوا ہے۔

۳۵۵۶ (ز) سهل [2]

بے نسبت۔ مولا بنی ظفر۔ بقول ابن کلبی، ابن سعد اور ابن شاہین غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۵۵۷ سهل بن فلان

بن عبادہ انصاری خزرجی۔ سعد بن عبادہ کے بھتیجے۔طبرانی کی روایت ہے کہ صحابیٔ رسول ﷺ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''انصار کا بہترین گھرانہ بنی نجار کا ہے''۔ [3] (حدیث) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہیں کچھ قلبی صدمہ ہوا، فرمانے لگے: میرے گدھے پر پالان رکھو میں نبی ﷺ کے پاس جاتا ہوں۔تو حضرت سہل کے بھتیجے نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی بات واپس کرنا چاہتے ہیں؟ جبکہ اللہ اور رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے تو آپ نے حکم دیا تو اس کا پالان اُتار لیا گیا۔اس کی اصل مسلم میں ہے، ابن ابی خیثمہ نے بھی اسے نقل کیا ہے، مجھے کتابوں مسندوں اور انصار کے انساب میں سہل کا ذکر نہیں ملا۔ فاللہ اعلم

---

[1] استیعاب (۲/۲۲۷) [2] اسد الغابہ (۲۰۹۷) استیعاب (۱۱۰۳) [3] مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۱۷۹)

۳۵۵۸ سھل انصاری (ایاس کے والد - بے نسبت)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی اور باوردی کی بطریق ابوحازم روایت ہے کہ وہ ایاس بن سہل انصاری جو بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی مسجد میں بیٹھے۔ وہ کہنے لگے: کیا میں تمہیں اپنے والد کے حوالہ سے حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک اپنی مجلس میں بیٹھا رہا کروں یہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمدہ گھوڑے باندھنے سے زیادہ پسند ہے''۔ ✿ اس کی سند میں محمد بن ابی حمید ہے جو ضعیف راوی ہے۔ بغوی کی کتاب میں محمد بن ابراہیم لکھا ہے، لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں، میرا خیال ہے یہ وہی ہیں۔

۳۵۵۹ (ز) سھل انصاری (دوسرے ہیں)

اخبارِ مدینہ میں عمر بن شبہ لکھتے ہیں: یہ آیت ''اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو پاک صاف رہنا پسند کرتے ہیں''۔ ✿ قباء کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

۳۵۶۰ سھم ابن عمرو الاشعری

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوموسیٰ کے ساتھ کشتی میں آئے پھر شام فروکش ہوئے۔

۳۵۶۱ سھم بن مازن

یا ابن مُدرِک۔ یزید بن سِنان کے دادا زید نامی حضرات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

سہیل نامی حضرات

۳۵۶۲ سھیل ابن بیضاء ✿

ان کا نسب ان کے بھائی سہل کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ بیضاء ان دونوں کی والدہ ہیں۔ ابن اسحاق ✿ کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے اور نو (۹ ھ) میں فوت ہوئے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کا گمان ہے: یہی بدر میں قید ہوئے تو ابن مسعود نے ان کی گواہی دی۔ واقدی نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: وہ ان کے بھائی سہل ہیں، ابن کلبی کے قول کی تائید طبرانی کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ جو صحیح سند کے ذریعہ بواسطہ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا: ''ان کافروں میں سے کوئی بھی فدیے اور گردن اڑائے بغیر نہیں چھوٹ سکتا''۔ ✿ عبداللہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: صرف سہیل ابن بیضاء، میں نے انہیں اسلام کا ذکر خیر کرتے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: صرف سہیل ابن بیضاء۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں بحوالہ سہیل ابن بیضاء جن کا تعلق بنی عبدالدار تھا، فرمایا: ایک دفعہ ہم

✿ كنز العمال (٣٥٥٤) المطالب العالية (٢٨٥) ✿ سورة التوبة: ١٠٨ ✿ اسد الغابه (٢٣١٥) استيعاب (١١٠٥)

✿ السيرة النبوية (٢٥٦/١) (٢٤٧/٢) ✿ ترمذی كتاب تفسير القرآن باب و من سورة الانفال (٣٠٨٤) مسند احمد (٣٨٤/١)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ طبرانی میں یہ روایت اسی سند سے بحوالہ سہل ابن بیضاء منقول ہے کہ ایک دفعہ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سہیل ابن بیضاء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اچانک آپ نے فرمایا: ''سہیل ابن بیضاء''[1] اور پھر اپنی آواز بلند کی۔ (حدیث)

ابن ابی حاتم[2] بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں یہ مرسل ہے، کیونکہ سعید بن الصلت نے سہیل کو نہیں دیکھا، یہی معتبر ہے اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل ابن بیضاء کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھایا۔ (مسلم) اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے۔ ابن سعد[3] نے ان کی تاریخ وفات ۹ھ لکھی ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: سعد بن الصلت، عبداللہ بن انیس بحوالہ سہیل ابن بیضاء روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح بغوی کے ہاں ہے، اکثریت جس نے یہ روایت نقل کی ہے انہوں نے ابن انیس کا ذکر نہیں کیا۔ مسند احمد میں یہ روایت تین طرق سے بواسطہ یزید بن الهادی مروی ہے، اس میں عبداللہ بن انیس کا ذکر نہیں۔ اور بعض نے سعد بن الصلت کا ذکر بھی نہیں کیا۔ بعض نے اس میں محمد بن ابراہیم کا نام ساقط کر دیا ہے۔ صحیح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں انہیں شراب پلانے والے کا ذکر ہے، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا: اسے بہا دو! تو ان میں کسی طریق میں سہیل ابن بیضاء کا ذکر بھی ہے۔

۳۵۶۳ سهيل بن حنظله[4]

بقول بعض: ابن حنظلیہ العبشمی حسن بن سفیان بطریق قتادہ بواسطہ ابوالعالیہ بحوالہ سہیل ابن حنظلیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اکٹھی ہو جب وہ جانے لگتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں: تمہاری مغفرت کر دی گئی''۔[5] ابونعیم لکھتے ہیں: مسلم بن ابراہیم بواسطہ آبان، قتادہ سے پھر سہیل ابن حنظلیہ العبشمی روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے مسلم سے سہل ابن حنظلیہ انصاری کے حالات میں نقل کی ہے۔ پھر فرمایا: بقول بعض: یہ پہلے کے علاوہ ہیں۔ ابوالفرج کا بیان ہے کہ سہیل ابن الحنظلیہ غنوی ہیں۔

۳۵۶۴ (ز) سهيل بن حَنْظَله

بن الطفیل العامری۔ عامر بن الطفیل کے بھتیجے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔ ان کے واقعے کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔

۳۵۶۵ سهيل بن خليفه المنقری

ابوسوید۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المستدرك (۶۳۰/۳) المعجم الكبير (۲۵۷/۶) [2] الجرح والتعديل (۲۴۵/۴) [3] الطبقات الكبرىٰ (۳۰۲/۳)

[4] اسد الغابه (۲۳۱۶) [5] المعجم الكبير (۶۰۳۹/۶) مجمع الزوائد (۷۷/۱۰)

۳۵۶۶ سهیل بن دعد

وہی ابن بیضاء ہیں، بیضاء لقب ہے۔

۳۵۶۷ سهیل بن رافع ❶

بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم انصاری۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر و اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: باڑے کے دو مالکوں میں سے ایک یہ تھے۔

۳۵۶۸ سهیل بن سعد ساعدی ❷

سہل کے والد، ان کے بھائی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سہیل بن سعد، جو سہل کے بھائی ہیں، نے فرمایا: میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے بھی نماز پڑھ لی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے مجھے رکوع کرتے دیکھا تو فرمایا: ''یہ کونسی دو رکعتیں ہیں؟'' ❷ میں نے بتایا تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ کی عادت تھی جب کسی بات پر راضی ہوتے تو اکثر خاموش رہتے۔ اس کی سند میں عمرو بن قیس ہے۔ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ درست سند یوں ہے: قیس بن عمرو سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت انہیں یاد ہے تو صحیح ورنہ مختلف واقعات ہونے میں کوئی ممانعت نہیں۔

۳۵۶۹ (ز) سهیل بن السَّمط

سہیل ابن بیضاء کی حدیث میں بروایت بغوی ان کا ذکر آتا ہے۔ خطیب نے المتفق میں بطریق ابی القاسم البغوی روایت کی ہے کہ سہیل بن السمط نے فرمایا: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، سہیل ابن بیضاء آپ ﷺ کے ساتھ سوار تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''سہیل! اور پھر اپنی آواز بلند کی....''۔ (حدیث) یہی روایت انہوں نے پہلے بطریق عبدالعزیز بن ابی حازم بحوالہ سعد نقل کی ہے، لیکن اس میں کہا: سہل ابن بیضاء سے مروی ہے، ایک دفعہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سہیل ابن بیضاء آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سہیل ابن بیضاء! اور دو یا تین بار آواز بلند کی، ہر بار سہیل انہیں جواب دیتے۔ جونہی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو قافلے میں کھلبلی مچ گئی۔ وہ سمجھے کہ آپ ﷺ ہم سے مخاطب ہیں۔ چنانچہ جو آگے تھے بیٹھ گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ آ ملے یہاں تک کہ سارے اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم حرام کر دیتا اور جنت اس کے لیے لازم کر دیتا ہے''۔ ❸ امام احمد رحمہ اللہ نے یہی روایت نقل کی لیکن یزید کے شیخ میں اختلاف کیا اور ان کے بدلے محمد بن ابراہیم کہا کہ بحوالہ سہیل ابن بیضاء مروی ہے: رسول

---

❶ اسد الغابہ (۲۳۱۸) استیعاب (۱۱۰۷) ❶

❷ المستدرک (۲۷۵/۱) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۵۴/۲) السنن الکبریٰ ۴۵۶/۲ (۴۸۳/۲)

❸ مسند احمد (۴۵۱/۳) المستدرک (۶۳۰/۳) مجمع الزوائد (۱۶/۱)

اللہ ﷺ نے ایک رات آواز دی جب میں آپ ﷺ کے ساتھ سوار تھا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس حدیث کی سند میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ لیکن اس کے کسی طریق میں ماسوائے سعید بن سَلَمہ کی روایت کے، سہیل بن سَمط کا ذکر نہیں۔ میں نے سہیل بن سَمط کا نام آخری قسم میں درج کیا تھا۔ پھر اس حدیث کے سیاق میں غور کیا تو اس کا احتمال مل گیا، اس لئے میں نے اس قسم میں نقل کر دیا۔ واللّٰہ المستعان۔

۳۵۷۰ سهيل بن عامر

بن سعد، سہل میں ذکر ہوا ہے۔

۳۵۷۱ سهيل بن عتيك

بقول بعض: ابن عبید، سہل میں ذکر ہوا ہے۔

۳۵۷۲ سهيل بن عدى ازدى [1]

از ازدشنوءۃ۔ بنی عبدالاشہل کے حلیف۔ بقول ابوعمر: [2] یمامہ میں شہید ہوئے، ان کے بھائی سہل کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۵۷۳ سهيل بن عمرو [3] (باڑے والے)

ان کا تذکرہ ان کے بھائی سہل کے ساتھ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن کلبی کا گمان ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۳۵۷۴ سهيل بن عمرو [4]

بن عبدشمس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ ابو یزید قریش کے خطیب۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] مکہ کے رہائشی تھے، پھر مدینہ رہنے لگے۔ ابن سمیع نے شام فروکش ہونے والوں کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حدیبیہ میں صلح کی ذمہ داری انہی کو سونپی گئی تھی۔ ان کی گفتگو اور نبی ﷺ سے شرائط میں کمی کا ذکر صحیحین وغیرہ میں ہے۔ حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ان لوگوں میں ان کا ذکر ہے جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے قنوت میں بددعا کی تھی۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اس بارے میں آپ کو کچھ اختیار نہیں''۔ [6] امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ یہ سب تائب ہو گئے تھے۔ حمید بن زنجویہ نے ''کتاب الاحوال'' میں بطریق ابن ابی حسین روایت کی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو بیت اللہ میں داخل ہوئے، پھر باہر تشریف لائے اور بیت اللہ کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے: تم لوگ کیا کہتے ہو؟ تو سہیل بن عمرو نے کہا: ہم بھلائی کی بات کرتے، اور اچھا گمان رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کرم نواز بھائی اور کرم نواز بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ کو دسترس حاصل ہو چکی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں تو وہی بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی: آج تم پر کچھ ملامت نہیں''۔ [7] ابن اسحاق نے ان تالیفِ قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں نبی ﷺ نے سو اونٹ دیئے تھے۔ ابن ابی حاتم [8] بحوالہ شافعی روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۲۳) استیعاب (۱۱۰۷) [2] استیعاب (۲/۲۲۷) [3] اسد الغابہ (۲۳۲٤) استیعاب (۱۱۱۰)

[4] اسد الغابہ (۲۳۲۵) استیعاب (۱۱۱۱) [5] التاریخ الکبیر (۲/۱۰۵) [6] سورۃ آل عمران (۱۲۸)

[7] سورۃ یوسف (۹۲) [8] الجرح والتعدیل (٤/۲٤٦)

سہیل جب اسلام لائے تو ان کا اسلام قابل تعریف تھا۔ بیہقی نے دلائل میں بحوالہ محمد بن الحنفیہ روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: "مجھے اجازت دیجئے میں سہیل کی بتیسی توڑ دوں تا کہ وہ ہم سے گفتگو نہ کر سکے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رہنے دو، شاید یہی بتیسی کسی دن تمہیں خوش کر دے"۔ ❶ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا: "جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا تو اس کا معبود فوت ہو چکا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی"۔ اس کا پہلا حصہ یونس بن بکیر نے مغازی ابن اسحاق میں بواسطہ ان کے بحوالہ محمد بن عمرو بن عطا نقل کیا ہے، جو محاملیات میں بطریق سعید بن ابی ہند بواسطہ عمر بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا موصولاً مروی ہے۔ ابن خالویہ کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتیسی کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ سہیل کا اوپر والا ہونٹ پھٹا ہوا تھا اور جس شخص کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا گر اس کے سامنے کے دانت ٹوٹ جائیں تو وہ بات نہیں کر سکتا۔ یہی اس میں راز ہے۔

واقدی نے بحوالہ مولا سہیل بحوالہ سہیل روایت کی ہے، فرماتے ہیں: بدر کے روز میں نے زمین و آسمان کے درمیان نشان زدہ سیاہ و سفید رنگوں والے گھوڑوں پر مرد دیکھے جو جنگ کر کے قید کر رہے تھے۔ ابو قرہ بطریق ابن ابی حسین روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آب زم زم کا ہدیہ بھیجا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور باوردی نے بطریق حمید بحوالہ حسن روایت کی ہے کہ مہاجرین و انصار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر تھے جنہیں ان کے مراتب کے لحاظ سے اجازت دے رہے تھے وہیں طلقاء (فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والوں) کی ایک جماعت موجود تھی۔ تو یہ لوگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ حضرت سہیل بن عمرو نے فرمایا: اپنے آپ کو کوسو! لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی اور تمہیں بھی لوگوں نے جلدی کی اور تم نے تاخیر کی، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب جنت کے دروازوں پر بلایا جائے گا۔ اس کے بعد وہ جہاد ❷ میں شامل ہو گئے۔ ابن المبارک نے "کتاب الجہاد" میں اس سے مکمل روایت کی ہے۔ ابن شاہین کی بطریق ثابت البنانی روایت ہے کہ سہیل بن عمرو نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس جس جگہ میں مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا ہوا وہیں مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف لڑوں گا اور جیسی رقم میں نے مشرکین کی حمایت میں خرچ کی ویسی ہی مسلمانوں پر خرچ کروں گا، تا کہ میری ایک نیکی دوسری برائی کے پیچھے لگ جائے۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے، سہیل کی وفات طاعون سے اٹھارہ (۱۸ھ) میں ہوئی۔ بقول بعض: یرموک میں شہید ہوئے۔ خلیفہ کا قول ہے: مرج الصفر میں شہادت پائی، پہلا قول زیادہ افراد کا ہے کہ وہ طاعون سے فوت ہوئے۔ یہی روایت ابن سعد نے اپنی سند سے بحوالہ ابوسعد بن ابی فضالہ جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں روایت کی ہے، فرمایا: میں اور سہیل بن عمرو اکٹھے شام گئے، میں نے انہیں فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم میں سے کسی کا اپنی عمر کی ایک گھڑی اللہ کی راہ میں کھڑے ہونا اپنے گھر میں عمل کرنے سے بہتر ہے"۔ ❸ سہیل فرماتے ہیں: اسی بنا پر میں مرتے دم تک جہاد میں رہتا ہوں اور مکہ لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ شام میں ہی مقیم رہے بالآخر طاعونِ عمواس میں فوت ہو گئے۔

---

❶ دلائل النبوة (٣٦٧/٦) الدر المنثور (٨١/٢) ❷ المعجم الكبير (٦٠٣٨/٦)

❸ مسند احمد (٩٧٦٩)

۳۵۷۵ (ز) سهيل بن عمرو الجُمَحِىّ

تالیفِ قلبی والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جس کے متعلق عبدالرحمٰن بن یربوع کے حالات میں حدیث گزر چکی ہے۔

۳۵۷۶ سهيل بن قيس ✿

بن ابی کعب انصاری۔ کعب کے چچازاد بھائی، ابن کلبی کا بیان ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ پہلے سہل کا تذکرہ ہو چکا ہے، معلوم نہیں آیا دونوں ایک ہیں یا جدا جدا دو شخص ہیں۔

۳۵۷۷ (ز) سهيل الثقفى ✿

بقول بعض: عمرو بن سفیان۔ حاء کی قسم رابع میں حارث بن بدل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب سین کے بعد واؤ

۳۵۷۸ سواء بن حارث محاربى ✿

ابن سعد کا بحوالہ ابو وجزہ سعدی کا بیان ہے: محارب کا ۱۰ افراد پر مشتمل ایک وفد آیا، جن میں سواء بن حارث اور ان کا بیٹا خزیمہ بن سواء تھا۔ یہ لوگ اسلام لے آئے اور انہیں بھی آپ ﷺ نے ویسے ہی نوازا جیسے وفود کو تحائف وغیرہ سے نوازتے تھے۔ طبرانی ✿ اور ابن شاہین کی روایت ہے کہ عمارہ بن خزیمہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سواء بن حارث سے گھوڑا خریدا تھا، جس کا انہوں نے انکار کر دیا، تو خزیمہ بن ثابت نے آپ ﷺ کے بارے میں گواہی دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خزیمہ تم کیسے گواہی دے رہے ہو جبکہ موقع پر تم موجود نہ تھے؟'' عرض کی: ''اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی سچائی کی وجہ سے، کیونکہ آپ ﷺ صرف حق سچ بات ہی کہتے ہیں''۔ تو آپ ﷺ نے انہیں یہ تمغۂ امتیاز دیتے ہوئے فرمایا: ''خزیمہ جس کے حق میں یا جس کے خلاف گواہی دے دے تو اس کے لیے کافی ہے (یعنی اکیلے ان کی گواہی دو آدمیوں کے برابر ہے)''۔ یہی روایت ابن شاہین نے نقل کی تو کہا: سواء بن قیس سے مروی ہے جو میرے خیال میں وہم ہے۔ اسی طرح ابن شاہین اور ابن مندہ ایک اور سند سے بواسطہ زید بن حباب بحوالہ مطلب بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بنی حارث بن سواء سے پوچھا: تمہارے ہی بڑے نے رسول اللہ ﷺ کے سودے کا انکار کیا تھا؟ وہ کہنے لگے: ایسا مت کہو۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک اونٹ دیا تھا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا''۔ چنانچہ اسی کی کمائی سے ہم نے اونٹوں کا چرواہا اور پانی ڈھونے کا اونٹ حاصل کیا۔ اصل واقعہ جو قدرے طویل ہے ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے۔ یعنی سند عالی طریق سے ہمیں محمد بن یحییٰ ذہلی کے جزء میں بطریق زہری لکھی ہوئی ملی ہے کہ عمارہ بن خزیمہ انصاری نے بحوالہ اپنے چچا جو صحابی ہیں مجھ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے ایک دیہاتی سے اونٹ خریدا تو وہ اعرابی آپ سے نیا سودا

✿ اسد الغابہ (۲۳۲۶) تجرید (۱/۲۴۷) ✿ المعجم الكبير (۶/۱۰۵)

✿ اسد الغابہ (۲۳۲۷) تجرید (۱/۲۴۷) ✿ المعجم الكبير (۶/۳۷۳۰)

کرنے لگا تا کہ اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کر لے، آپ علیہ السلام لمبے قدم بھر کر چل دیئے۔ پھر لوگ آ کر اس سے بھاؤ کرنے لگے۔ پھر وہ حدیث اور واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے وہ اعرابی کہنے لگا: کوئی گواہ لائیے جو یہ گواہی دے کہ یہ گھوڑا میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص آتا وہ یہی کہتا: ارے تیرا ناس ہو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم حق بات ہی کہتے ہیں۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت آ گئے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاددھانی اور اعرابی کی تردید سن کر فوراً عرض کی: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گھوڑا خرید لیا تھا''۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ''تم کیسے گواہی دیتے ہو؟'' [1] عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جاننے کی وجہ سے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دی۔

۳۵۷۹ (ز) سواء بن الحارث

بن ظالم بن حدّاد بن ذھل بن طریف بن محارب بن محارب بن خصفہ، عاصم کے بھائی۔ عاصم کے حالات میں ان کی حدیث بیان ہوگی، لہٰذا لکھ لیا جائے۔ آیا وہ یہی سواء بن حارث ہیں یا کوئی اور؟ شاید یہ پہلے والے ہیں۔

۳۵۸۰ سواء بن خالد

اپنے بھائی حبہ بن خالد کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے، وکیع نے بحوالہ اعمش ان کا نام سوّار بتایا ہے، پہلا معتبر ہے۔

۳۵۸۱ (ز) سَوَاد [2]

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن کعب بن سلمہ خزرجی۔ ابن کلبی کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: ان کا نام زُرَیق، یزید یا رزن ہے۔

۳۵۸۲ سواد بن عمرو [3]

بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم انصاری۔ بقول بعض: سوادہ۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سواد بن عمرو انصاری نے فرمایا: میں نے عرض کی: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایسا شخص ہوں، جسے خوبصورتی اور جمال (یعنی اچھا پہننا، اچھا کھانا) پسند ہے...''۔ (حدیث) اسی میں ہے: ''تکبر حق کو جھٹلانے اور لوگوں کو گھٹیا سمجھنے کا نام ہے''۔ [4] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، یعنی ابن سیرین کا ان سے سماع نہیں۔ اسی طرح بغوی نے ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے، جو بروایت حسن بصری ان سے مروی ہے اور اسے مرسلاً نقل کیا کہ ان کا ان سے سماع نہیں۔ بعد والی شخصیت میں ان کا تذکرہ کروں گا۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الاقضیۃ (۳۶۰۷) نسائی کتاب البیوع (٤٦٦١) مسند احمد (٢١٦/٥) الطبقات (٩١/٤)

[2] اسد الغابہ (٢٣٣٠)

[3] اسد الغابہ (٢٣٣١) استیعاب (١١١٢) تجرید (٢٤٧/١)

[4] مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ (١٤٧) ترمذی کتاب البرّ والصلۃ باب ما جاء فی الکبر (١٩٩٩) اتحاف السادۃ المتقین (٣٣٨/٨) (٤٩٠/١٠)

[5] التاریخ الکبیر (٢٠٢/٢)

۳۵۸۳ سواد بن غزیّہ انصاری [1]

از بنی عدی بن النجار۔ بقول بعض سوادہ، ایک قول ہے: بلوی ہیں اور انصار کے حلیف ہیں۔ بلوی کی واؤ مخفف ہے۔ سہیلی نے واؤ مشدد لکھی ہے۔ ابو حاتم [2] کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ انہوں نے ہی خالد بن ہشام مخزومی کو قید کیا تھا۔ دار قطنی کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواد بن غزیہ کو، جو بنی عدی کے تھے، روانہ کیا اور خیبر کا امیر بنایا جو آپ کے پاس وہاں کی کھجوریں لائے۔ (حدیث) صحیحین میں بغیر نام اس کا ذکر ہے۔ دار قطنی کے کسی نسخہ میں سوار لکھا ہے جس کے متعلق ابو عمر [3] فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ابن شاہین نے دار قطنی کے شیخ ابن صاعد سے بحوالہ ان کے درست نقل کیا ہے، اور خطیب کی المبہمات میں ایک روایت ہے کہ خیبر کے امیر کا نام فلاں ابن صعصعہ ہے۔ ابن اسحاق کی بواسطہ حبان بن واسع بحوالہ ان کی قوم کے بزرگوں سے روایت ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں درست کیں، آپ کے ہاتھ میں پیالہ تھا، سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے تو ان کے پیٹ میں پیار سے کچوکا لگایا تو وہ عرض کرنے لگے: آپ نے مجھے تکلیف دی ہے میں نے بدلہ لینا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو وہ آپ سے لپٹ کر آپ کے پیٹ کو چومنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعاءِ خیر کی۔ ابو عمر [4] فرماتے ہیں: یہی واقعہ سواد بن عمرو کے حوالہ سے بھی مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: دو واقعات ہونے میں کوئی ممانعت نہیں جبکہ سبب بھی مختلف ہو۔ عبد الرزاق کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی شاخ لے کر گزر رہے تھے جو سواد بن غزیہ انصاری کے لگ گئی، پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ معمر بحوالہ ایک شخص روایت کرتے ہیں جو حسن بصری سے اس کے مفہوم میں مروی ہے، لیکن اس میں کہا: وہ شاخ سوادہ بن عمرو کے لگ گئی۔ اور بغوی کی روایت ہے کہ سوادہ بن عمرو رنگدار خوشبو لگاتے تھے۔ آپ نے انہیں اس سے منع کر دیا۔ ایک دِن آپ سے ملاقات ہوئی آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی جس کا کچوکا انہیں لگایا تو وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: بدلہ لے لو! [5] انہوں نے شاخ پھینک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو چومنا شروع کر دیا۔ حسن فرماتے ہیں: اسلام نے انہیں بدلہ لینے سے روکا۔

۳۵۸۴ سواد بن قارب الدوسی [6] یا السدوسی

امام بخاری، [7] ابو حاتم، [8] بردیجی اور دار قطنی کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی خیثمہ اور محمد بن ہارون رویانی کی بطریق ابو جعفر باقر روایت کی ہے کہ سواد بن قارب دوسی نامی ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سواد! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں اب بھی اپنی کہانت اچھی طرح آتی ہے؟'' انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم!

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۳۲) استیعاب (۱۱۱۳) تجرید (۲۴۸/۱) [2] الجرح والتعدیل (۳۰۳/۲)

[3] استیعاب (۲۳۲/۲) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۰۲/۲) [5] استیعاب (۲۷۲/۲)

[5] السنن الکبریٰ (۴۹/۹) المعجم الکبیر (۱۷۵/۱) کنز العمال (۴۰۲۲۲)

[6] اسد الغابہ (۲۳۳۳) استیعاب (۱۱۴) تجرید (۲۴۸/۱) [7] التاریخ الکبیر (۲۰۲/۲)

[8] الجرح والتعدیل (۳۰۳/۴)

امیر المومنین! جیسا آپ نے میرا استقبال کیا ایسا آپ کے کسی ہمنشیں نے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: سواد! سبحان اللہ! ہم تمہاری کہانت سے زیادہ اپنے شرک پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ ہمیں اپنی بات سناؤ! وہ کہنے لگے: وہ تو بڑی عجیب ہے: ایک دفعہ جاہلیت میں میں سویا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس سرگوشی کرنے والا جن آ کر کہنے لگا اس نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگا کر جگایا۔ سواد بن قارب! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے سنو! میں نے کہا: بتاؤ! ع

"مجھے جنوں اور ان کی نجاستوں پر تعجب ہوتا ہے جب وہ بھورے رنگ کے اونٹوں پر ٹاٹ ڈالے جا رہے تھے۔
وہ مکہ ہدایت تلاش کرنے گئے۔ ان کے مسلمان ان کے مشرکوں کی طرح نجس نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ کا رُخ کر
اور اپنی آنکھیں سر کی طرف اٹھا"۔ [1]

پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس کا ایک اور طریق ہے جو ابن شاہین نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دوس کا ایک شخص جسے سواد بن قارب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر لمبا واقعہ نقل کیا جس کے آخر میں ہے۔ میرے لئے اس دن کے واسطے سفارشی بن جا، جو سواد بن قارب کو تمہارے علاوہ فائدہ دینے والا نہیں۔ اس کا ایک تیسرا طریق بھی ہے جسے حسن بن سفیان نے بطریق حسن بن عمارہ بحوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نقل کیا ہے کہ سواد بن قارب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر طویل حدیث روایت کی۔ اس کا چوتھا طریق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، بغوی اور طبرانی نے بطریق عباد بن عبدالصمد نقل کیا ہے کہ میں نے سعید بن جبیر کو فرماتے سنا: مجھے سواد بن قارب نے بتایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا..... پھر لمبا واقعہ بیان کیا۔ اور دوسرا واقعہ نہیں نقل کیا۔ اس کا پانچواں طریق حسن بن سفیان، ابویعلی، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے بطریق عثمان بن عبدالرحمٰن الوقاصی بواسطہ محمد بن کعب قرظی نقل کیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس کا چھٹا طریق بیہقی نے دلائل میں بطریق ابواسحاق بحوالہ براء بن عازب نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے: لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب ہے، پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اس واقعہ کی اصل صحیح بخاری میں بطریق سالم بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس چیز کے بارے یہ کہتے سنا کہ میرا اس کے متعلق یہ خیال ہے تو وہ ایسی ہی ہوتی، چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے ایک حسین وجمیل شخص گزرا، آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے مذہب پر ہے یا یہ پہلے کاہن (نجومی) تھا، اس شخص کو میرے پاس لایا جائے۔ [2] پھر آپ نے اسے بلا بھیجا اور مختصر واقعہ نقل کیا۔ بیہقی فرماتے ہیں: لگتا ہے وہ سواد بن قارب ہی تھے۔

ابوعلی القالی کا قول ہے: قبیلۂ طے کے پانچ آدمی جن کا تعلق ذوالحجا سے تھا، جن میں برج بن مُسْہِر (جنہوں نے لمبی عمر پائی تھی) انیف بن حارثہ بن لائم، عبداللہ بن سعد حاتم کے والد، عارف شاعر، اور مرّہ بن عبد رضا شامل تھے۔ یہ سب حضرات سواد بن قارب کے علم کا امتحان لینے ان کے پاس پہنچے۔ آپس میں کہنے لگے: ہر شخص کوئی خفیہ بات سوچ لے جس کا اپنے ساتھیوں کو پتہ نہ لگنے دے۔ اگر اس نے صحیح بتایا تو ہمیں اس کے علم کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر غلط بتایا تو ہم واپس آ جائیں گے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہیں اونٹ اور دوسری چیزوں کا ہدیہ پیش کیا۔ انہوں نے ان کے لئے خیمہ لگوایا اور ان کی ضیافت کے لیے اونٹ ذبح کیا۔ جب

---

[1] المعجم الكبير (٧/٩٣) [2] بخاری، کتاب المناقب (٣٨٦٦)

تین دِن گزر گئے تو انہیں اپنے ہاں بلایا۔ سب سے پہلے برج نے بات کی جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا جس میں ان کی چھپائی ہوئی باتوں کی پہچان واطلاع تھی، اسی طرح ان کی ذاتوں اور نسبوں کا علم بھی تھا۔ جس پر عارف شاعر نے کہا: ع

''خبردار! اللہ کے لئے علم ہے جسے کتابوں میں نہیں چھپایا جاتا جو سواد کے محلہ میں ہے جب ہم نے اپنی منتخب چیزوں کو چھپایا تو وہ اس کے سامنے ایسے عیاں تھیں جیسے وہ واضح کر رہا ہے یا آواز دے رہا ہے''۔

۳۵۸۵ سواد بن قطبہ[✿]

حمزہ بن یوسف سہمی نے جرجان آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۸۶ سواد بن مالك[✿]

بن سواد الداری۔ بقول ابن کلبی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا تھا۔

۳۵۸۷ سواد بن مالك بن تميمي

سیف نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں اپنے پہلے سریے کا امیر بنایا تھا اور دوسری بار انہیں پہلے دستوں کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ انہوں نے قادسیہ کے محاصرہ کے دوران حملہ کیا اور ان کے تین سو (۳۰۰) جانور لوٹ لیے جنہیں گھی سے لاد کر لے آئے اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

۳۵۸۸ (ز) سواد بن مُقَرِّن المزنی

بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ فتوح میں ان کا ذکر ملتا ہے، ان کے بھائی نعیم بن مقرن نے انہیں ''قومس'' کی مہم پر روانہ کیا جسے یہ صلح سے فتح کر لائے اور جرجان کے حاکم نے ان سے خط و کتاب کی اور جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ بقول بعض: یہ سوید ہیں جن کا ذکر عنقریب ہوگا، شاید تصغیر ان کا لقب ہے۔

۳۵۸۹ سوادہ[✿] ابن الربيع الجرمی

بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[✿] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بصریوں میں شمار ہوتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے سوادہ بن الربیع نے فرمایا: میں نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرورت کا جانور مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دینے کے لئے اونٹوں کا فرمان جاری کیا۔ پھر فرمایا: ''جب تم اپنے بیٹوں کے پاس پہنچنا تو ان سے کہنا وہ ان کی غذا اور چارے کا اچھے طریقے سے بندوبست کریں اور (دودھ دوہنے کے لیے) اپنے ناخن کاٹ کر رکھیں''۔ (حدیث) بغوی کی دوسری سند سے روایت ہے کہ سوادہ نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی والدہ کو لایا آپ نے ان کے لیے ایک بکری دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ''اپنے بیٹوں سے کہنا وہ اپنے ناخن لیں''۔[✿] (حدیث) طبرانی اور ابن شاہین کی بحوالہ سوادہ بن الربیع مرفوع روایت ہے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی باندھ دی گئی

✿ اسد الغابہ (۲۳۳٤) ✿ اسد الغابہ (۲۳۳۵) ✿ اسد الغابہ (۲۳۳۷) استیعاب (۱۱۱٦) تجرید (۱/۲٤۸)

✿ التاریخ الکبیر (۲/۱٦۷) ✿ المعجم الکبیر (۵/٦٤)

ہے''۔ ✿ بغوی اور حسن بن سفیان نے اسی سند سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔ ابن ابی حاتم ✿ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، بقول بعض: سواد بن قارب ایک قول ہے، ابن الربیع یعنی تخفیف کے ساتھ تشدید ان کے والد کے نام میں ہے۔

۳۵۹۰ سوادہ بن عمرو

اور سوادہ بن غزیہ۔ قریب ہی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۳۵۹۱ سوّار بن ھمام

از بنی مرّہ بن ہمام۔ رشاطی نے بحوالہ مدائنی ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر عراق کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ اس میں ان کا ذکر ہے، ان کے بیٹے عبداللہ کو امیر معاویہ ہندوستان کے کسی علاقے کا گورنر بنایا تھا۔ جہاں وہ شہید ہوئے۔

۳۵۹۲ سُوَیبط بن حَرمَلہ ✿

بقول بعض: ابن سعد بن حرملہ۔ ایک قول ہے: حُرَیملہ بن مالک بن عُمَیلہ بن السَّبّاق بن عبدالدار قرشی عبدی۔ موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور عروہ نے مہاجرین حبشہ اور شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ام سلمہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر بصری تجارت کی غرض سے گئے، آپ کے ساتھ نعیمان، سویبط بن حرملہ بھی تھے، یہ دونوں بدری ہیں۔ سُوَیبط کے ذمہ توشہ اور زادِ راہ کا بندوبست تھا، تو نعیمان نے ان سے کہا: مجھے کھانا دو، انہوں نے کہا: ابوبکر کو آنے دو، نعیمان بڑے خوش طبع اور مزاحی آدمی تھے۔ یہ ان لوگوں کے پاس گئے جو اونٹ لائے تھے۔ ان سے کہا: مجھ سے ایک عقلمند غلام خرید لو جو عربی ہے۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر یہ کہنے لگے: وہ زبان کا بڑا تیز ہے، کہیں یہ کہہ دے میں آزاد ہوں۔ اگر تم اس وجہ سے اسے چھوڑنے والے ہو تو رہنے دو، اسے خراب نہ کرو۔ وہ کہنے لگے: کیوں نہیں۔ ہم اسے خریدیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دس اونٹنیوں کے بدلے یہ غلام خرید لیا۔ اب یہ اونٹنیاں ہانکے چل پڑے، اور کہنے لگے: لو وہ غلام یہ ہے۔ سُوَیبط نے کہا: یہ جھوٹا ہے، میں آزاد آدمی ہوں۔ وہ کہنے لگے: ہمیں تمہارے بارے پتہ ہے اور ان کی گردن میں رسی ڈال کر چل پڑے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، انہیں سارا معاملہ معلوم ہوا تو وہ آپ کے ساتھ ان کے پاس گئے، اونٹنیاں واپس کر دیں اور انہیں واپس لیا۔ پھر نبی ﷺ کو اس سے آگاہ کیا تو آپ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات پر سال تک ہنستے رہتے (کہ کتنا عجیب مزاح ہے)۔ اسے ابوداؤد طیالسی اور رویانی نے نقل کیا ہے، ابن ماجہ نے یہ روایت نقل کی ہے لیکن اُلٹ دی ہے انہوں نے مزاح کرنے والا سویبط اور بیچنے والا نعیمان قرار دیا ہے۔

زبیر بن بکار نے یہی واقعہ کتاب الفکاھۃ میں ایک اور طریق سے بحوالہ ام سلمہ نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے ان کا نام ''سلیط بن حرملہ'' لیا ہے۔ میرے خیال میں یہ لفظی غلطی ہے۔ ابن عبدالبر ✿ وغیرہ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

✿ مسلم کتاب الزکاۃ باب اثم مانع الزکاۃ (۲۲۸۹) ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل من ارتبط فرسا (۱۶۳۶)

✿ الجرح والتعدیل (۲۹۲/۴) ✿ اسد الغابہ (۲۳۴۰) استیعاب (۱۱۵۴) ✿ استیعاب (۲۴۷/۲)

۳۵۹۳ (ز) سویبط بن عمرو

مہاجرین اولین سے ہیں۔ ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کا قول ہے: ابوحاتم نے سویبط بن عمرو اور سویبط بن حرملہ میں اور اس واقعہ والے سویبط جو نعیمان کے ساتھ زادِ راہ میں تھے میں فرق کیا ہے۔ حالانکہ تینوں ایک ہیں۔

میں کہتا ہوں: سویبط بن حرملہ جن کا واقعہ نعیمان کے ساتھ ہے جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا ہے اور سویبط بن عمرو کوئی اور ہیں۔

۳۵۹۴ سُوَیبق بن حاطب ✿

بن حارث بن ہیشہ انصاری۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ضرار بن خطاب نے انہیں قتل کیا۔ ابوعمر ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہی شُبَیع ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہوا ہے اور اس پر متنبہ نہیں کیا۔

۳۵۹۵ (ز) سوید بن ثابت ✿

اوس بن ثابت کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے جو ثعلبی کی طرف منسوب ہے۔

۳۵۹۶ سوید بن حارث ازدی

ابواحمد العسکری کی بطریق احمد بن ابی الحواری سے روایت ہے میں نے ابوسلیمان الدارانی سے سنا، میں نے دمشق کے ساحل پر ایک شیخ سے سنا جن کا نام علقمہ بن یزید بن سوید ازدی تھا، فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا سوید بن حارث روایت کی ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کے ساتھ ساتواں آدمی بن کر پہنچا۔ آپ ﷺ کو ہماری چال ڈھال اچھی لگی، آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کی: مومن ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ ہم نے عرض کیا: پندرہ علامتیں ہیں۔ پانچ کا آپ ﷺ نے ہمارے پاس آنے والے قاصدوں کو حکم دیا ہے، اور پانچ کا آپ نے ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانچ ہماری جاہلیت میں پیچھے رہ گئی ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ✿ یہی حدیث رشاطی اور ابن عساکر نے دوسری دوسندوں سے بحوالہ احمد بن ابی الحواری روایت کی ہے، جبکہ ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ایک اور سند سے بحوالہ احمد بن ابی الحواری روایت کی کہ علقمہ بن سوید بن علقمہ بن حارث نے فرمایا اور ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں علقمہ بن حارث کا اسی وجہ سے ذکر کیا ہے، بہرکیف پہلا زیادہ مشہور ہے۔

۳۵۹۷ (ز) سوید بن حارثہ

بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی زبیر بن بکار کا بیان ہے، مسعود کے والد جن کی بیٹی امۃ اللہ سے عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے شادی کی تھی جس سے جعفر اور عون پیدا ہوئے۔

✿ الجرح والتعديل (٣١٩/٤) ✿ اسد الغابہ (٢٣٤١) استيعاب (١١٥٥)

✿ استيعاب (٢٤٨/٢) ✿ اسد الغابہ (٢٣٤٣) تجريد (٢٤٩/١)

✿ اتحاف السادة المتقين (٣٢٧/٩) كنز العمال (٣٦٩٨٩) جامع المسانيد (٩٤/٥)

۳۵۹۸ سوید بن حنظلہ[1]

بقول ابوعمر:[2] مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔
میں کہتا ہوں: یہ حدیث ابوداؤد[3] اور ابن ماجہ[4] نے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس میں ان کا ایک واقعہ بھی ہے جو وائل بن حجر کے ساتھ پیش آیا جس میں انہوں نے نبی ﷺ سے فتویٰ پوچھا تھا۔ جس کا انہوں نے ذکر کیا۔ ازدی لکھتے ہیں: ان سے صرف ان کی بیٹی نے روایت کی ہے۔ ابن عبدالبر[5] فرماتے ہیں: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔
میں کہتا ہوں: ابن حبان کا گمان ہے: یہ جعفی نہیں۔ ثوری نے بواسطہ عباس عامری بحوالہ سوید بن حنظلہ اس کے علاوہ ایک اور حدیث روایت کی ہے۔ مجھے معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا تابعی؟

۳۵۹۹ سوید بن زید[6]

الجذامی، رفاعہ کے بھائی۔ موسیٰ بن سہل رملی نے فلسطین فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان[7] کا قول ہے: صحابی ہیں اور بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ بقول ابن مندہ: اپنے بھائیوں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن ہشام نے، اموی نے مغازی میں، واقدی اور طبرانی کی روایت ہے: جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنی جذام پر حملہ کیا تو قیدیوں میں یہ بھی شامل تھے۔ اسلام لے آئے تو نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

۳۶۰۰ سوید بن الصامت[8]

بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری۔ بقول ابن سعد وطبری: اُحد میں شریک ہوئے اور دِعبل نے طبقات الشعراء میں ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ انہوں نے اتنا قرض لے لیا تھا جس کا مطالبہ شروع ہوگیا، اپنی قوم سے مدد لی تو وہ بھی اس کی ادائیگی سے عاجز آگئے۔ جس پر انہوں نے کہا:

"مجھے اپنی قوم اجنبی لگنے لگی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے میں نے قرض کے ذریعہ ان کے لیے ایک ذلت مول لے لی ہے۔ کیا ساری پریشانی قرض کی وجہ سے ہے تو میرا قرض ان پر کوئی تاوان اور چٹی نہیں، لیکن دودھ دینے والی اونٹنیوں اور بکریوں پر ہے۔ میں درختوں اور ان کے پھلوں کے قرض لیتا ہوں جو قریبی مولا کے لئے یا دوسرے پانی ڈھونے والے اونٹ کے لئے ہے"۔

۳۶۰۱ سوید بن صخر الجہنی[9]

طبری کا بیان ہے یہ ان چار افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ[10] کے علم اٹھائے ہوئے تھے اور حدیبیہ میں شریک

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۴۴) استیعاب (۱۱۲۰) [2] استیعاب (۲/۲۳۵) [3] ابوداؤد کتاب الأیمان والنذور باب المعاریض فی الأیمان (۳۲۵۶)
[4] ابن ماجہ کتاب التجارات باب من باع عیبا فلیبینہ (۲۲۴۶) [5] استیعاب (۲/۲۳۵) [6] اسد الغابہ (۲۳۴۵) تجرید (۱/۲۴۹)
[7] الثقات (۳/۱۷۷) [8] اسد الغابہ (۲۳۴۷) استیعاب (۱۱۲۱) [9] اسد الغابہ (۲۳۴۸) تجرید (۱/۲۴۹) [10] اسد الغابہ (۲/۴۰۳)

ہوئے۔ واقدی نے ان بیس افراد میں ان کا ذکر کیا ہے جو عرنیین کی طرف غالب بن عبید اللہ لیثی کے سریہ میں نکلے۔

۳۶۰۲ سوید بن طارق

طارق بن سوید میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۶۰۳ سوید بن عامر

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اور بطریق باوردی بروایت عبدالعزیز بن کیسان بحوالہ سوید بن عامر ان کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز میں اپنے حوض سے پانی پیوں گا"۔[1] (حدیث) ابوعمر نے استیعاب میں سوید بن عامر کا مختصر تذکرہ کیا ہے، وہ اگر یہ نہیں تو میں نے قسم اخیر میں ان کا بیان کر دیا ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ سوید بن عامر انصاری عقبہ کے والد ہیں یا نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: سوید بن عامر بن خارجہ سے مجمع بن خارجہ روایت کرتے ہیں ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں، پھر انہی کے حالات میں وہ حدیث درج کی جو سوید بن عمرو کے حالات میں ہے۔

۳۶۰۴ سوید بن علقمہ[2]

بن معاذ انصاری۔ ابن مندہ نے ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے کہ یہ مشہور نہیں ہیں۔

۳۶۰۵ (ز) سوید بن عمرو انصاری[3]

بقول ابن سعد: نبی ﷺ نے ان میں اور وہب بن سعد بن ابی سرح میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ دونوں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی رشتہ داریوں کو تروتازہ رکھو، اگر چہ سلام کرنے سے ہو"۔[4] ابن عساکر فرماتے ہیں: اگر یہ وہی ہیں جو مؤتہ میں شہید ہوئے تو حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث مرسل کیسے ہوسکتی ہے جبکہ مجمع کہہ رہے ہیں ہم سے انہوں نے حدیث بیان کی، بلکہ اس میں درست روایت یوں ہے "سوید بن عامر" جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۳۶۰۶ سوید بن عیّاش انصاری[5]

ان لوگوں میں تھے جنہیں مسجد ضرار کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ ابن مندہ کی روایت ہے اور ابن اسحاق اپنی اسناد سے بیان کرتے ہیں: جن لوگوں نے مسجدِ ضرار گرائی ان میں معن بن عدی اور مالک بن الدخشم شامل تھے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] کنز العمال (۳۹۱۷۹) اتحاف السادۃ المتقین (۵۰۷/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۳۱۳/۳)

[2] اسد الغابہ (۲۳۵۳) [3] اسد الغابہ (۲۳۵۰) استیعاب (۱۱۲۴)

[4] المطالب العالیۃ (۲۴۸۷) کشف الخفاء (۳۴۱/۱) الأمالی (۱۲۶/۲) [5] اسد الغابہ (۲۳۵۵)

۳۶۰۷ سوید بن غفلہ [1]

ابن عساکر کی روایت ہے کہ اسامہ بن عطاء نے فرمایا: میں نعمان بن بشیر کے پاس تھا، اتنے میں سوید بن غفلہ آ گئے، نعمان نے ان سے فرمایا: کیا یہی بات ہے کہ آپ نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ کئی بار۔ نبی ﷺ کی عادت تھی جب اذان کی آواز سنتے تو پھر کسی کی پروانہ کرتے۔ ابن مندہ کی روایت ہے سوید بن غفلہ نے فرمایا: ''میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کی پلکیں دراز اور ابرویں ملی ہوئی تھیں''۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: سوید بن غفلہ بڑے تابعی ہیں البتہ یہ بتایا جاتا ہے انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، قسم ثالث میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ انہوں نے ہجرت کی اور اس روز مدینہ میں داخل ہوئے جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہوئی۔ اگر پہلی سند ثابت ہو جائے تو شاید یہ اور ہیں۔ رہے دوسرے تو ان کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ شاید انہوں نے اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا ہو، اس لئے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

۳۶۰۸ سوید بن قیس العبدی [2]

ابو مَرحَب۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے ایک پائجامہ خریدا تھا۔ یہ روایت امام احمد اور سنن کے مصنّفین نے نقل کی ہے، اس میں سماک سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض: ان سے بحوالہ ابوصفوان بن مالک بن عمیرہ مروی ہے۔ ان کے حالات میں بیان ہوگی۔ مزی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ سوید کی کنیت ''ابوصفوان'' تھی، حالانکہ ایسا نہیں۔

۳۶۰۹ سوید بن کلثوم

بن قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن سفیان بن حارث بن فہر الفہری۔ بقول زبیر بن بکار: دمشق کے والی رہے۔ ان کا محمد نامی ایک بیٹا تھا جسے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کا گورنر بنا دیا تھا۔ ابوحذیفہ نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فتح حمص میں ان کا ایک واقعہ ہے، ازدی نے ''فتوح الشام'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوحذیفہ بخاری فرماتے ہیں: خالد ہزار کی نفری میں دمشق پہنچے، وہاں سوید بن کلثوم بن قیس فہری تھے، جنہیں ابوعبیدہ نے دمشق میں پانچ سو کی فوج کا نائب مقرر کیا تھا۔ جب خالد دمشق آ گئے اور اپنا لشکر جمایا تو سوید بن کلثوم کو حکم دیا کہ وہ اس کے درمیان میں قیام کریں۔ پھر فتح حمص کا واقعہ نقل کیا۔

۳۶۱۰ سوید بن مخشی الطائی [3]

بقول ابوعمر: ابومعشر نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک قول ہے: مرتد ہو گئے تھے۔ ''ابومخشی'' کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۳۶۱۱ سوید بن مقرّن [4]

بن عائذ مزنی۔ ابوعائذ کنیت تھی۔ بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ امام مسلم اور اصحاب السنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۵٦) استیعاب (۱۱۲۵) [2] اسد الغابہ (۲۳۵۷) استیعاب (۱۱۲٦) تجرید (۲۵۰/۱)
[2] مسند احمد (۳۵۲/٦) [3] اسد الغابہ (۲۳۵۸) استیعاب (۱۱۲۷) [4] استیعاب (۲۳۹/۲)
[4] اسد الغابہ (۲۳۵۹) استیعاب (۱۱۲۸) تجرید (۲۵۰/۱)

ان سے ان کا بیٹا معاویہ مولا ابوشعبہ اور ہلال بن یساف روایت کرتے ہیں۔

۳۶۱۲ سوید بن نعمان [1]

بن مالک بن عامر بن مُجَدَّعہ بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری۔ کنیت ابوعقبہ تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے "ستو پی کر کلی کرنے کے بارے میں" ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن سعد [3] کا بیان ہے اُحد میں شریک ہوئے۔ عسکری فرماتے ہیں: قادسیہ میں شہید ہوئے۔ جبکہ اس میں تامّل ہے اس لئے کہ بشیر بن یسار نے ان سے سماع کیا ہے اور وہ اس دور کے نہیں۔

۳۶۱۳ سوید بن ہبیرہ [4]

بن عبدالحارث دئلی۔ بقول بعض: العبدی، یہ ابوعمر [5] کا قول ہے۔ ابن الاثیر [6] دئلی اور عبدی لکھتے ہیں اس واسطے کہ ان کا تعلق بنی دئل بن عمرو سے ہے جو عبدالقیس کا بطن ہے اور فرماتے ہیں ابواحمد کا قول ہے: یہ عدوی ہیں جن کا تعلق عدی بن عبدمناۃ سے ہے یہی نسب ابن قانع نے بیان کیا ہے۔ ابوعمر [7] فرماتے ہیں: بصرہ کے رہائشی تھے۔ امام احمد اور طبرانی نے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "بہترین مال کام میں لگایا ہوا بچھیرا یا تابیر کی (گابھا لگی) ہوئی صف میں لگی کھجوریں ہیں"۔ [8] ابن مندہ فرماتے ہیں: سوائے روح بن عبادہ کے بواسطہ ابونعامہ بحوالہ مسلم کسی روایت میں نہیں کہا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا"۔ یہی روایت مروان بن معاویہ نے بحوالہ ابونعامہ مرفوع نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے یہ روایت بطریق عبدالوارث بواسطہ ابونعامہ بحوالہ مسلم اسی طرح نقل کی ہے۔ اور مروان بن معاویہ نے بھی اسی طرح نقل کی۔ معاذ بن معاذ کی ابونعامہ سے روایت ہے جس کی سند سوید تک ہے، فرمایا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے یہ روایت پہنچی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [9] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، اس میں روح سے غلطی ہوئی، یہ تو تابعی ہیں۔ ابن حبان ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: مرسل روایات کرتے تھے۔

۳۶۱۴ (ز) سوید بن ہشام التمیمی [10]

مقاتل نے اپنی تفسیر میں ان بنی تمیم میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حجروں کے باہر سے بلاتے ہیں...."۔ [11]

۳۶۱۵ سوید

بقول بعض: ابوسوید کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۶۰) استیعاب (۱۱۲۹) تجرید (۲۵۰/۱) [2] بخاری کتاب الوضوء باب من مضمن من السویق (۲۰۹)
[3] الطبقات (۱۱/۶) [4] اسد الغابہ (۲۳۶۱) استیعاب (۱۱۳۰) [5] استیعاب (۲۴۰/۲) [6] اسد الغابہ (۴۰۷/۲)
[7] استیعاب (۲۴۰/۲) [8] مسند احمد (۴۶۸/۳) المعجم الکبیر (۶۴۷۰/۷) (۶۴۷۱/۷)
[9] التاریخ الکبیر (۱۴۴/۲) [10] الثقات (۳۲۳/۴) [11] سورۃ الحجرات (۴) [12] المعجم الکبیر (۶۴۷۲)

۳۶۱۶ (ز) سوید الأهلیّ ثم العکّی

طبرانی نے مسند شامیین میں بحوالہ سوید اہلی روایت کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے لخم اور جذام کے اس قبیلے کو شام میں اہل یمن کی مدد کے لیے بنایا ہے''۔ کبیر میں اسی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا یا آپ سے سننے والے نے مجھ سے بیان کیا۔ ایسا ہی باوردی، ابن السکن اور ابن شاہین نے روایت کی ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: کنیت ابوعبداللہ تھی، ایک قول ہے: باہلی ہیں۔ ایک قول ہے: ھانی ہیں۔ جو اشعریین کی فخذ ہے۔ ابن مندہ کے ہاں آخری بات ہی ہے کہ اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ درست آہلی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اسی پر رشاطی کا اعتماد ہے۔

۳۶۱۷ (ز) سوید[1]

سلمان فارسی کے مولا۔ امام بخاری [2] نے بحوالہ ابن فہزاد نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اسے ابن مندہ اور ابن ابی شیبہ نے ''اوائل'' میں بحوالہ سلمان فارسی کے غلام جنہیں سوید کہا جاتا تھا، جن کی تعریف بھی کی، روایت نقل کی ہے۔ جب مدائن فتح ہوا تو مجھے ایک تھیلہ ملا۔ سلمان مجھ سے کہنے لگے: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: ایک تھیلہ ہے، فرمایا: لاؤ اگر کھانا ہوا تو کھالیں گے اور مال وزر ہوا تو ان کی طرف بھیج دیں گے، فرماتے ہیں: جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں میدے کی روٹیاں اور پنیر تھا، پہلی مرتبہ عرب نے میدے کی روٹی دیکھی تھی۔

۳۶۱۸ (ز) سوید انصاری

ثابت بن قیس یا سعد بن الربیع کے چچا زاد بھائی اوس بن ثابت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ام کجہ خواتین کی کنیتوں میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہونا ہے۔

۳۶۱۹ سوید الجھنی یا المزنی

بقول بعض انصاری عقبہ کے والد۔ ابن حبان: [1] سوید الجھنی صحابی ہیں۔ ابوعمر: زہری اور ربیعہ کے ہاں ان کے بیٹے کی روایت سے لُقطہ اور احد کے بارے ''یہ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں'' میں ان کی حدیث ہے۔ دونوں صحیحین میں ہیں۔

میں کہتا ہوں: زہری کی حدیث تو یہ ہے، رسول اللہ ﷺ جب خیبر سے واس آئے اور اُحد پر نظر پڑی تو فرمایا: ''اللہ اکبر یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''۔ [2] یہ روایت امام احمد، بخاری نے تاریخ میں، بغوی، ابن ابی عاصم، ابن شاہین اور ابونعیم نے بطریق زہری نقل کی ہے جس کی سند میں لکھا ہے: سوید بن عقبہ انصاری مروی ہے، انہوں نے اپنے والد سے سنا جو صحابی تھے۔ امام بخاری [3] فرماتے ہیں: یونس بن زید کی بواسطہ اسحاق بن راشد بحوالہ زہری والی روایت میں عتبہ ہے۔ رہی ربیعہ والی حدیث تو اسے ابوداؤد نے تعلیقاً اور باوردی، طبرانی، اور مطین نے موصولاً بحوالہ عتبہ بن سوید روایت کیا وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳٤٦) [2] التاریخ الکبیر (١٤٤/٤) [1] الثقات (١٧٨/٣)

[2] مسند احمد (٤٤٣/٣) المعجم الکبیر (٦٤٦٧) [3] التاریخ الکبیر (١٤٦/٢)

فرمایا: میں نبی ﷺ سے بکری کے بارے میں پوچھا، ادھر بغوی نے ان سوید میں جن کی حدیث زہری نقل کرتے ہیں اور ان سوید میں جن کی حدیث ربیعہ نقل کرتے ہیں فرق کیا ہے، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے، چنانچہ زہری کی روایت میں جہنی اور ربیعہ کی روایت میں انصاری لکھا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے دونوں ایک ہوں جن کی صورت یہ ہے کہ جہنی ہو کر انصار کے حلیف بن گئے ہو۔ مجھے وہ روایت نہیں ملی جس میں ہے کہ وہ مزنی ہیں۔

۳۶۲۰ (ز) سوید[1] (بے نسبت)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابوبکر الحنفی بحوالہ سوید روایت کی ہے مجھے یاد ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی ایک نماز پڑھی جسے تم لوگ اگر آج پڑھتے تو دہراتے۔ اور فرمایا: ہمارے امیر یعنی عمر بن عبدالعزیز جو اس وقت مدینہ کے گورنر تھے ان سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

۳۶۲۱ (ز) سوید

مسلم بن یسار کے دادا۔ خطیب نے المتفق میں مسلم بن یسار جہنی کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن شاہین نے حدیث سوید جو مسلم بن یسار کے دادا ہیں، بحوالہ نبی ﷺ ذکر کی۔

باب سین کے بعد یاء

۳۶۲۲ سیابہ

بن عاصم بن شیبان بن خزاعی بن محارب بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھثہ بن سلیم سلمی۔ بقول عبدالغنی بن سعید: صحابی ہیں اور وفد میں آئے۔ سعید بن منصور بحوالہ سیابہ بن عاصم سلمی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حنین کے دن فرمایا: ''میں عواتک کا بیٹا ہوں''۔[2] ابن عبدالبر[3] نے تعجب خیز کام کیا وہ فرماتے ہیں ہشیم نے بواسطہ یحییٰ بن سعید بن عمرو بن عاص انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ دادا انہوں نے سیابہ سے حدیث نقل کی ہے۔ مجھے ہشیم سے مروی یہی روایت نہیں ملی، صرف ان سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ فرمایا، ان سے مروی ہے: سعید بن منصور جیسا کہ پہلے گزرا ہے، اسحاق بن ادریس نے ان کی متابعت کی ہے۔ ابوحاتم[4] فرماتے ہیں: ہمیں ہشیم کے حوالہ سے ان کے کسی شاگرد نے اسی طرح بتایا، اور محمد بن الصباح نے ان سے نقل کیا کہ یحییٰ بن سعید بواسطہ عمرو بن سعید بحوالہ سیابہ نقل کرتے ہیں۔ ابوحاتم فرماتے ہیں: پہلا زیادہ مناسب ہے۔

میں کہتا ہوں: اسحاق ضعیف ہے محمد بن صباح نے عمرو بن عوف کی متابعت کی ہے۔ (طبرانی)

میں کہتا ہوں: بغوی نے لُوین سے بواسطہ ہشیم، یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بحوالہ سیابہ روایت کی ہے۔ لُوین فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں۔ شاید ان دونوں میں ایک شخص اور ہے۔[5] امام بخاری رحمہ اللہ نے ہشیم سے آگے واسطے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور

[1] اسد الغابہ (۲۳۶۲) [2] اسد الغابہ (۲۳۶۳) استیعاب (۱۱۵۶) [3] المعجم الکبیر (۶۷۲۴/۷) مجمع الزوائد (۲۱۹/۸)
[4] الجرح والتعدیل (۳۲۲/۴) [5] التاریخ الکبیر (۲۰۹/۲)

اس پر اعتماد ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ یہی روایت یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں نقل کی کہ سیابہ بن عاصم حجاج کے دور میں تھے، وہ عبدالملک کی جانب سے قاصد بن کر آیا تھا۔

۳۶۲۳ سیّار بن بلز ابوالعشراء کے والد بقول بعض مبہمات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۶۲۴ (ز) سیّار بن سوید الجُہَنیّ سنان کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۳۶۲۵ (ز) سیّار سنبر کے حالات میں۔

۳۶۲۶ سیّار بن رَوْح روح بن سیار میں۔

۳۶۲۷ (ز) سیّار بن طَلْق الیمانی

جابر کے بیٹے محمد اور ایوب کے دادا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہو۔ البتہ ابن عدی نے ''الکامل'' میں محمد بن جابر کے حالات میں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ وہ اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی حنیفہ کے وہ پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ فرماتے ہیں: میں گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر دھو رہے تھے۔ فرمانے لگے: اے یمامی! اپنا سر دھولو۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا، پھر میں نے شہادتین پڑھیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تحریر لکھوائی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دِل بہلانے کے لیے اپنی قمیص کا گوشہ دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ ٹکڑا دے دیا۔ محمد بن جابر فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا وہ ٹکڑا اب تک ہمارے پاس ہے، جسے دھو کر ہم مریض کو پلاتے ہیں جس سے وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

۳۶۲۸ سیّار بن عبداللہ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۲۹ سیّار (عبداللہ کے والد)

ان سے ان کا بیٹا ایک حدیث نقل کرتا ہے۔ ایسا ہی تجرید میں ہے، مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں جن کا عسکری نے ذکر کیا ہے یا اور ہیں؟

۳۶۳۰ (ز) سیّان الکوفی

دِعبل بن علی الخزاعی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلافتِ عثمانی میں وہ جیل کے ذمہ دار تھے۔ دِعبل ان کے والد ازدی کے حالات میں لکھتے ہیں: جب جندب بن زہیر ازدی نے ولید بن عقبہ کے سامنے جادوگر کو مار دیا تو ولید نے انہیں قید میں ڈال دیا جس کے متعلق انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے: ع

''کیا جادوگر کو قتل کرنے کی وجہ سے جندب کو قید کیا جا رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے صحابہ کو قتل کیا جا رہا ہے''۔

فرماتے ہیں: جندب کو جب جادوگر کے کرتب کا پتہ چلا آپ نے اپنی تلوار اٹھائی اور ولید کے پاس جا پہنچے۔ جادوگر سے کہا:

کیا تم آدمی کو قتل کر کے پھر زندہ کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ تو ولید نے انہیں قید میں ڈالنے کا حکم دیا تو وہ قید میں ڈال دیے گئے۔ حوالدار نے ان سے پوچھا: آپ کس وجہ سے جیل آئے تو انہوں نے سارا واقعہ سنایا، تو حوالدار نے انہیں چھوڑ دیا، پھر وہ مدینہ آگئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا، آپ نے ولید کو لکھا: تم انہیں کچھ نہ کہو۔ چنانچہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا، اور حوالدار کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا نام سیان تھا جسے شرف صحابیت حاصل تھا۔ اسی وجہ سے شاعر نے یہ اشعار کہے تھے۔

۳۶۳۱ (ز) سَیحان بن صوحان العبدی

بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ سیف بن عمر نے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کی ہے کہ مرتدوں کے خلاف جنگ میں وہ امیر تھے اور پہلے سے معلوم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ بقول بعض: سیحان جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۳۶۳۲ سیدان [1] (عبداللہ کے والد)

طبرانی [2] کی روایت ہے کہ سیدان نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قلیب کے مردوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ''اہل قلیب! تمہارے رب نے تم سے جو (سزا و عذاب کا) وعدہ کیا تھا اسے تم نے پالیا کہ وہ برحق ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا یہ لوگ سن رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے ہی سن رہے ہیں جیسے تم سنتے ہو لیکن جواب نہیں دیتے''۔

۳۶۳۳ السید بن بشر بن عضر

عصمہ عامری بن عبدالقیس پھر بنی عامر بن حارث بن انمار سے، رشاطی کا قول ہے: اپنے والد کے بعد بنی عامر کے سردار تھے، بے حد شریف اور سخی آدمی تھے جس کے متعلق ان کے کئی واقعات اور جاہلیت میں کئی حملے مشہور ہیں۔ اسلام کا دور پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد مرتدوں کے خلاف جنگ میں جارود عبدی کے ساتھ اپنی قوم کے سردار رہے۔

۳۶۳۴ السید النجرانی

ابن سعد اور مدائنی کا بیان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ علی بن محمد قرشی کی حدیث میں وفود کے تذکرہ میں وفد نجران کے ذیل میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کی طرف خط بھیجا تو ان کے شرفاء میں سے چودہ شخص جو نصاریٰ تھے آئے۔ جن میں عاقب جو عبدالمسیح کے نام سے مشہور تھے جن کا تعلق کندہ سے تھا ابوالحارث بن علقمہ جو بنی ربیعہ سے تھے ان کا بھائی کرز اور السید، پھر ان کے مناظرے کا دین نصرانیت کے بارے میں واقعہ ذکر کیا جس میں آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا: ''اگر تم میری بات کا انکار کرتے ہو تو آؤ میں تم سے مباہلہ کروں گا [3] اور وہ لوگ اس سے باز رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جزیہ لینے پر صلح کی۔ پھر یہ لوگ اپنے علاقے میں لوٹ آئے۔ پھر ایسا ہوا کہ سید اور عاقب کچھ دِن رہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے، اسلام قبول کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا۔ الف میں بیان ہوا ہے کہ السید کا نام اَیْهَم بروزن جعفر تھا۔ پھر تذکرہ ہوتا ہے، عاقب کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۶۶) [2] المعجم الکبیر (۶۷۱۵/۷) [3] فتح الباری (۹۴/۸) الطبقات الکبریٰ (۸۵/۲/۱)

۳۶۳۵ سیف بن قیس ❶

بن معدیکرب۔ اشعث بن قیس کے بھائی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بحوالہ ابن کلبی لکھا ہے: اپنے بھائی کے ساتھ آئے، نبی ﷺ نے انہیں اذان دینے کا حکم دیا تو آخری دم تک اذان دیتے رہے۔ بقول ابوعمر: ❷ سیف، قیس بن معدی کرب کی اولاد میں سے ہیں اور صحابی ہیں۔

بغوی کی روایت ہے کہ سیف جو قیس بن معدیکرب کی اولاد سے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اپنی قوم میں اذان دینے کی خدمت سونپ دیجئے۔ چنانچہ آپ نے انہیں یہ ذمہ داری بخش دی۔ ابن مندہ کے ہاں سیف بن معدیکرب اپنے دادا کے حوالہ سے لکھے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر دیا اور ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ ❸ ابن کلبی فرماتے ہیں: ان سیف کی والدہ میجا قینہ (مخافتہ) حضرت موت کی ایک کھاتے پیتے گھرانے کی خاتون تھیں۔

۳۶۳۶ سیموَیہ ❶

بقول بعض: سیماہ بلقاویؒ، پہلے نصرانی تھے، مدینہ تجارت کی غرض سے آئے تو مسلمان ہوگئے۔ طبرانی، ابن قانع اور ابن مندہ کی روایت ہے، سمُوَیہ نے بیان کیا، جبکہ ابن قانع کی روایت میں سیماہ ہے۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کی زبان کی بات سنی اور بلقاء سے مدینہ گندم لے کر گیا، جسے بیچ کر ہم نے کھجور خریدنا چاہی تو لوگوں نے منع کیا۔ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کے لیے اس کھجور کی گرانباری کے عوض جسے تم ہٹائے پھر رہے ہو اس اناج کے بھاؤ (ریٹ) کافی نہیں۔ چھوڑو انہیں اٹھانے دو۔ سیمویہ نصرانی تھے، پھر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام سنور گیا۔ ایک سوبیس (۱۲۰) تک زندہ رہے، المؤتلف میں ان کی حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد مسلمان ہوئے۔

قسم ثانی ازحرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۶۳۷ ساعدہ بن حرام ❶

بن مُحیصہ انصاری اوسی۔ بقول ابن مندہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کوئی روایت نہیں نقل کی۔ پھر مجھے تاریخ بخاری میں بطریق ابن اسحاق بحوالہ بشیر بن یسار یہ روایت مل گئی کہ ساعدہ بن حرام بن محیصہ نے ان سے بیان کیا

---

❶ اسد الغابہ (۲۳٦٤) استیعاب (۱۱۵۸) ❷ اسد الغابہ (۲/۲٤۹)

❶ اسد الغابہ (۲۳۷۰) استیعاب (۱۱۵۹) ❷ المعجم الکبیر (٦۷۲۵/۷)

❶ اسد الغابہ (۱۸۸۷) استیعاب (۸۸۰) تجرید (۲۰۳/۱) ❷ التاریخ الکبیر (۲۱۰/۱)

کہ محیصہ کا ایک حجام تھا جس کا نام ابوطیبہ تھا۔ (حدیث) اس میں "اس کمائی سے اپنے اونٹ کے لیے چارہ خرید لو"۔ [۱] ابن عبدالبر [۲] فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: محیصہ بلاشبہ صحابی ہیں اور ان کے بیٹے حرام بن محیصہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ رہے ساعدہ تو ان کے بارے احتمال ہے انہیں دیدارِ نبوی نصیب ہوا ہو کیونکہ ابن حبان [۳] نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے کہ مراسیل روایت کرتے ہیں، امام مالک نے "موطا" میں بواسطہ ابن شہاب بحوالہ ابن محیصہ، جو بنی حارثہ کے ایک فرد ہیں، روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگانے کی اجرت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا۔ (حدیث) ایسا ہی ان قاسم اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہا ہے، جبکہ جمہور راویوں کا کہنا ہے: ابن شہاب، ابن محیصہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ابوعمر [۴] لکھتے ہیں: اس میں تو اختلاف نہیں کہ زہری کے شیخ حرام بن سعد بن محیصہ ہیں، یعنی پھر حدیث مسند سعد بن محیصہ کی ہے۔

۳۶۳۸ سائب بن ابی لبابہ [۵]

بن عبدالمنذِر انصاری۔ ابن سعد کا بیان ہے: عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان [۶] ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی: ایک قول ہے انہیں دیدارِ حاصل ہے، اسے ابن مندہ نے صحیح سے بیان کیا ہے، صدی کے بعد فوت ہوئے۔ ابوداؤد نے ان کی ایک حدیث بطریق حسین بن سائب بن ابی لبابہ انہوں نے اپنے والد سے تعلیقاً نقل کی ہے۔

۳۶۳۹ سائب بن ھشام [۷]

بن عمرو بن ربیعہ قرشی عامری۔ بقول ابن ماکولا: [۸] فتح مصر میں شریک تھے، ایک قول ہے: انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ اور مصر میں مسلمہ بن مخلد کی پولیس کے سربراہ تھے، جو قریش کے بزدل آدمی تھے۔

ابن یونس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے: وہ مصر میں عہدۂ قضاء اور پولیس کے نگران تھے۔ ابن ماکولا کے علاوہ کسی نے ذکر کیا ہے کہ مَسلمہ نے سلیم بن عِتر کے بعد انہیں مقرر کیا اور کچھ ہی عرصہ بعد معزول کر دیا تھا، کیونکہ مسلمہ کو ان کی یہ بات پہنچی تھی کہ قاضی کے لیے امیر و گورنر کے پاس جانا مناسب نہیں، بلکہ امیر کو قاضی کے پاس آنا چاہیے، اس لیے انہیں معزول کر دیا اور عابس کو نامزد کر دیا۔ کندی نے مصر کے قاضیوں میں سلیم اور عابس کے درمیان کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جب مصر میں خارجہ بن حذافہ قتل ہوئے تو ان کی خبر یہی لائے۔

---

[۱] مسند احمد (۴۳٦/۵) [۲] استیعاب (۱۳۴/۲) [۳] الثقات (۳۵۰/۴) [۴] استیعاب (۱۳۴/۲)

[۵] اسد الغابہ (۱۹۲۱) استیعاب (۹۰۳) [۶] الثقات (۳۲۵/۴) [۷] اسد الغابہ (۱۹۲۴) [۸] الاکمال (۱۷۲/۷)

باب سین کے بعد عین

۳۶۴۰ سعد بن زید انصاری ✿

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن سعد کا بیان ہے: عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے عبدالملک کی خلافت کے اخیر میں وفات پائی۔

۳۶۴۱ (ز) سعد بن ابی العادیہ

یسار بن سبع المزنی۔ بقول بعض: الجھنی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اور پھر ان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعادیہ کو نماز میں نہ پایا، اتنے میں آ گئے تو فرمایا: ''کس وجہ سے پیچھے رہ گئے؟'' عرض کی: گھر میں بچے کی ولادت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا کوئی نام رکھا ہے؟'' عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ''جاؤ اسے لے آؤ''۔ ✿ وہ لے کر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام سعد رکھا۔

۳۶۴۲ (ز) سعید بن ثابت

بن الجدع۔ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔ سیف نے الفتوح میں عبداللہ بن سعید بن ثابت بن الجدع سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

۳۶۴۳ سعید بن حارث

بن نوفل بن عبدالمطلب ہاشمی۔ ان کے والد پندرہ (۱۵ھ) میں فوت ہوئے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سعید فقیہ تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ یزید بن عبدالملک نوفلی کے نانا ہیں، ان کی والدہ کا نام اُمّ عبداللہ ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۶۴۴ (ز) سفیان بن عبدشمس

ابن ابی وقاص زہری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے ہی حجاز آپ کی وفات کی اطلاع دی۔ طبرانی ✿ کی روایت ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے امیر معاویہ سے عمرو بن عاص تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچائی تھی۔

میں کہتا ہوں: میں نے ان کا اس قسم میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد کفر پر مرے، شاید وہ فتح سے پہلے مرے ہیں۔ اس لیے کہ مجھے انساب تاریخ اور مغازی کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملا۔ تو اگر یہ صحابی نہیں تو اسی قسم میں شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

✿ اسد الغابہ (۲۰۰/۱) استیعاب (۹٤۱) ✿ تهذیب تاریخ دمشق (۱۱٦/٦) ✿ المعجم الکبیر (۱٦۸/۱)

باب سین کے بعد لام

۳۶۴۵ (ز) سلمه بن طریف

بن ابان بن سلمہ بن حارثہ بن فہم فہمی۔ ان کے والد صحابی ہیں اور انہیں دیدار حاصل ہے۔ ان کا بیٹا خفینہ (خبشہ) بن قیس بن سلمہ بن طریف حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ الطف کے روز شہید ہوا۔

۳۶۴۶ (ز) سلیم بن احمر

احمر بن سلیم میں ذکر ہوا ہے۔

۳۶۴۷ سلیمان بن ابی حثمه [1]

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عویج بن کعب قرشی غدوی۔ بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ ابو عمر فرماتے ہیں: اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ گئے۔ صاحب فضیلت اور نیک انسان تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار کی نگرانی انہیں سونپی اور رمضان [3] میں لوگوں کو ان کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔

میں کہتا ہوں: یہ سارا مصعب زبیری کا کلام تھا، جو ان سے زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھا لیکن آپ کی کوئی بات نہ یاد رکھ سکے۔ اور ان کے والد کو فتح مکہ کے مسلمانوں میں ذکر کیا ہے اور اہل مدینہ کے تابعین کے پہلے طبقے میں لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیدا ہوئے۔ اور خلیفہ نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: سلیمان بن ابی حثمہ انصاری کا صحابہ میں ذکر تو ملتا ہے لیکن صحیح ثابت نہیں۔ پھر ایک روایت کی ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے (مردوں کے) جنازوں میں چار یا پانچ تکبیریں کہتے تھے''۔ [3]

میں کہتا ہوں: ان کا ''انصاری'' کہنا وہم ہے۔ عبدالرزاق نے معمر، زہری، سلیمان بن ابی حثمہ بحوالہ ان کے والد شفاء روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے گھر تشریف لائے جہاں میرا خاوند ابو حثمہ اور بیٹا سلیمان سوئے ہوئے تھے، فرمانے لگے: کیا انہوں نے فجر کی نماز پڑھی؟ میں نے بتایا کہ یہ دونوں رات بھر نماز پڑھتے رہے، پھر فجر کی نماز جلدی پڑھ کر سو گئے۔ فرمایا: میں فجر کی نماز با جماعت پڑھوں یہ مجھے پوری رات قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ یہی روایت ابن جریج نے نقل کی ہے۔ شفاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئیں۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ مجھے ابو حثمہ نہیں نظر آیا۔ کہنے لگیں ان کی وہی رات کی عبادت والی عادت ہے، تھکاوٹ کی وجہ سے نہ نکل سکے اس لیے فجر کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ پھر اسی کا مفہوم نقل کیا۔ یہی روایت امام مالک نے بواسطہ ابن شہاب بحوالہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سلیمان بن ابی حثمہ کو نہ پا کر ان کے گھر کا رخ کیا، شفاء کے

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۲۸) استیعاب (۱۰۶۰) (۲/۲۱۰) تجرید (۱/۲۳۷)

[2] الثقات (۳/۱۶۱) [3] استیعاب (۲/۲۱۰)

[4] السنن الکبریٰ (۲/۴۴۱) (۳/۲۹۰) (۴/۳۵) اتحاف السادۃ المتقین (۴۰۱۳) جامع المسانید (۵/۵۱۰)

ہاں گئے، ان سے پوچھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: اذرح میں تحکیم کے دور میں لوگوں نے سلیمان بن ابی حثمہ کی امامت نماز پر اتفاق کر لیا جو عمر رسیدہ قاری تھے۔

۳۶۴۸ (ز) سلیمان بن خالد

بن ولید بن مغیرہ مخزومی۔ یہی کنیت تھی۔ ان کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت ھوذہ بن ابی عمرو عذریہ ہے۔

۳۶۴۹ سلیمان بن ہاشم ❶

بن عتبہ بن ابی وقاص زہری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن مندہ کی روایت ہے: سلیمان بن ہاشم کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لا کر آپ ﷺ کی گود میں رکھا گیا۔ اتفاق سے انہوں نے اسی وقت پیشاب کر دیا پانی کا بڑا برتن لا کر اس پیشاب پر بہایا گیا جہاں تک پیشاب پہنچا تھا۔ اس سے زائد کو نہیں دھویا۔ ابن الاثیر ❷ کا گمان ہے: ''مذکورہ عتبہ کے والد کا نام ربیعہ بن عبد شمس ہے''۔ جس میں تامل ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن اسمٰعیل بن سعد بن ابی وقاص کے حالات میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سلیمان بن ہاشم بن ابی وقاص کو لایا گیا، انہوں نے پیشاب کر دیا تھا، اس لیے آپ علیہ السلام نے ان کے پیشاب پر پانی بہایا۔ ❸

اگرچہ اس روایت میں کچھ خلاف ہے لیکن اس کا ایک شاہد ہے، کیونکہ یہ واقعہ آلِ ابی وقاص کے کسی شخص کے ساتھ پیش آیا، نہ کہ آل ربیعہ بن عبد شمس کے ساتھ۔ نیز اہل نسب نے آل عتبہ بن ربیعہ میں سلیمان بن ہاشم نامی کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ آلِ ابی وقاص میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے میری بات ثابت ہوئی۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد نون

۳۶۵۰ سنان بن سلمہ ❹

بن المحبق الہذلی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم مراسیل میں لکھتے ہیں: ابوزرعہ سے سنان بن سلمہ کے بارے میں پوچھا گیا آیا یہ صحابی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، البتہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ابن الاعرابی کا قول ہے: حنین کے روز پیدا ہوئے، کسی نے ان کے والد کو ولادت کی خوشخبری دی تو وہ فرمانے لگے: جو تیر میں اللہ کی راہ میں چلا رہا ہوں وہ مجھے اس خوشخبری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان کا نام ہی ''سنان'' رکھ دیا۔ وکیع نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ سنان بن سلمہ روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کی جنگ کے روز پیدا ہوا، آپ ﷺ نے میرا نام سنان رکھا۔ عسکری کا قول ہے: سنان فتح مکہ کے بعد پیدا ہوئے، نبی ﷺ نے ان کا نام رکھا، وہ بڑے بہادر اور قوی انسان تھے۔ ❺

میں کہتا ہوں: سنان نے اپنے والد، حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۳۳) تجرید (۲۵۲۲/۱) ❷ اسد الغابہ (۳۷٤/۲) ❸ التاریخ الکبیر (۳٦،۳۵/۱) اسد الغابہ (۳۷٤/۲)
❹ اسد الغابہ (۲۲٦۰) استیعاب (۱۰۷٦) تجرید (۲۵۲۲/۱) ❺ الطبقات (۱۲٤/۷) التاریخ الکبیر (۱٦۲/٤) استیعاب (۲۱۷/۲)

ہیں۔ بحوالہ نبی ﷺ ان کی حدیث طبرانی میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اپنے ساتھ ہدی کے جانور روانہ فرمائے۔ (حدیث) یہ روایت بطریق فریابی نقل کی ہے جس میں ثوری اور ان کے شیخ سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ ابن جریج نے عبدالکریم سے انہوں نے معاذ سے بواسطہ سنان بن سلمہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن بکر سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابو عاصم نے ابن جریج اور دارقطنی ✿ نے ایک اور طریق سے بحوالہ ابو عاصم روایت کی ہے ان سے قتادہ، سلم بن جنادہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ بصرہ فروکش ہوئے تھے، خلیفہ کا قول ہے زیاد نے ہندوستان کی جنگ کا انہیں پچاس (۵۰ھ) میں ذمہ دار بنایا تھا، جس میں ان کا عجیب واقعہ ہے۔ عمر بن شبہ کا قول ہے جب مصعب بہتر (۷۲ھ) میں عبدالملک بن مروان سے جنگ کرنے نکلے تو انہیں بصرہ کا والی بنایا۔ ابن سعد نے اہل بصرہ کے تابعین میں پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عجلی کا قول ہے: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: حجاج کی گورنری کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

قسم ثالث — از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۶۵۱ (ز) ساریہ بن عمرو الحنفی

ابن ماکولا ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: اگر آپ کو اہل یمامہ سے کوئی کام ہے تو اسے (یعنی مجاعہ بن مرارہ کو) باقی رہنے دو۔

۳۶۵۲ (ز) ساعدہ بن جُوَیْن

بقول بعض: ابن جُوَیّہ۔ مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ ابوالقاسم حسن بن بشر آمدی کا قول ہے: ساعدہ بن جُوَیہ بنی کعب بن کاہل بن حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں۔ جاہلی دور کے اچھے شاعر ہیں۔ ان کے اشعار زیادہ تر غریب الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جن میں گہرے معانی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ تلوار کی تعریف میں کہتے ہیں:
''تو اس کا اثر اس کی دونوں جانبوں میں دیکھے گا، گویا وہ مکڑی کے رستے ہیں جن میں وہ آہستہ آہستہ چلتی ہے''۔

۳۶۵۳ ساعدہ بن عجلان ہذلی ✿

ان کا بھی مرزبانی نے ذکر کیا ہے۔ مخضرمی شاعر ہیں۔ پیدل غارت گری کرتے تھے۔

۳۶۵۴ (ز) سالم بن دارہ

وہی ابن مسافع، تذکرہ ہونا ہے۔

✿ السنن الدارقطنی (۲۰۰/٤) المستدرک (۳٤۸/٤) المعجم الکبیر (٦٤۹۳) کنز العمال (۳۷٤۵۳)

✿ الثقات (۱۷۸/۳) ✿ الاکمال (۱٦/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۸۸۸) استیعاب (۸۸۱)

۳۶۵۵ سالم بن ربیعہ

انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ قدامی کا بیان ہے وہ خلافتِ صدیقی میں جنگِ فحل میں شریک ہوئے۔ نضر بن صالح نے ان سے روایت کی، فرماتے ہیں: مصعب بن زبیر کے دور میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

۳۶۵۶ سالم بن سالم عَبْسی ❶

ابوشداد۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۳۶۵۷ سالم بن سنّہ

ابن الاشیم، ابن ظفر بن مالک بن عثمان بن طریف طائی۔ انہیں سالم صفار بھی کہا جاتا ہے۔ دورِ نبوی ﷺ پایا ہے۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کا بیٹا نفیع بن سالم شاعر تھا جو اخطل سے عبدالملک کی خلافت میں ہجو کا مقابلہ کرتا تھا۔

۳۶۵۸ سالم (مولا قدامہ بن مظعون)

انہیں دورِ نبوی ﷺ نصیب ہوا۔ "التمهید" میں ابوعمر لکھتے ہیں: عبدالملک بن ماجشون نے فرمایا: ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون کے مولا، جنہیں سالم کہا جاتا تھا، سے فرمایا: تم جس شخص کو مدینہ کا سمر نامی درخت کاٹتے دیکھو اس کا کلہاڑا لے لو۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین اس کا کپڑا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

۳۶۵۹ (ز) سالم بن مسافع

بن دارہ، مشہور شاعر۔ بقول ابوالفرج اصبہانی: دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ دارہ ان کے دادا کا لقب ہے، ان کا نام یربوع بن کعب بن عدی بن جشم بن بھشہ بن عبداللہ بن غطفان ہے۔ ابوعبیدہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا بھائی عبدالرحمٰن بن دارہ بھی اسلام کا شاعر ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: سالم بن مسافع بن عقبہ بن شریح بن یربوع، پھر ان کا نسب بیان کر کے فرمایا: بقول بعض دارہ خود سالم کی والدہ ہیں۔ ایک قول ہے: ان کی دادی ہیں۔ تیسرا قول ہے: مسافع کے دادا شریح کا لقب ہے۔ میں نے "کلیاتِ سالم" میں پڑھا ہے کہ وہ خلافتِ عثمانی میں قتل ہوئے۔ زمیل بن ام دینار فزاری نے انہیں قتل کیا، کیونکہ انہوں نے اشعار کے ذریعہ اس کی ہجو کی تھی: ع

"جب تو کسی فزاری کے ساتھ تنہا ہو تو ہرگز اس پر اپنی اونٹنیوں کے بارے بھروسا نہ کرنا، بلکہ انہیں تسموں کے ساتھ باندھ لینا"۔

اسی میں کہتے ہیں: ع

"میں دارہ کا بیٹا ہوں جس سے میرا نسب ملا ہوا ہے۔ تو کیا لوگو! تم ہی بتاؤ دارہ کے ساتھ کوئی ننگ و عار ہے"۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوتا ہے ان کے دادا کا لقب دارہ تھا، جیسا کہ ابوعبیدہ کا قول ہے جس کے متعلق کہا

---

❶ اسد الغابہ (۱۸۹۵) استیعاب (۸۸۲)

گیا ہے: ع

''اس کے متعلق زیادہ شور نہ کرو کیونکہ جو کچھ ابن دارہ نے کہا اس سب کو تلوار مٹا دے گی''۔

طبقات الشعراء میں دِعبل بن علی لکھتے ہیں: انہوں نے عیینہ بن حصن کو مخاطب کر کے کہا جب وہ مرتد ہو کر پھر سے مسلمان ہو گئے تھے، عیینہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا اور اشعث کا ایک جیسا واقعہ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کی عزت کریں اور اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیں اور مجھ سے ایسا سلوک روا نہ رکھیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اشعث کو اپنی بہن کا رشتہ دیا تھا تو سالم بن دارہ نے عیینہ کو اس کا یوں جواب دیا: ع

''اے عیینہ بن حصن! جس کا تعلق آلِ عدی سے ہے، تو اپنی سخت قوم میں سے خالص ہے تو اشعث کی طرح نہیں جسے تاج پہنایا گیا جب وہ لڑکا ہی تھا اور ابھی اس کا دودھ نہیں چھوٹا تھا تو وہ سردار بن گیا تھا۔ اس کا دادا ''آکل المرار'' ہے۔ اور قیس جس کا مرتبہ بادشاہوں میں بہت بڑا تھا، اگرچہ تم دونوں نے غداری کی تو برابر ہے جیسے یہ چمڑا کاٹا جاتا ہے۔ تو اسے بادشاہوں کا سا دبدبہ حاصل ہے یہی مقام اشعث کا ہے خواہ پرانا ہو خواہ نیا۔ اشعث بن قیس بن معدی کرب کو جو عزت و مقام حاصل ہے جبکہ تم میں اس کا شائبہ تک نہیں''۔

۳۶۶۰ (ز) سالم بن هبيره الحضرمیّ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسلمان ہوئے اور اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ کہا۔ سعید بن یحییٰ اموی نے اپنے ''مغازی'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۶۱ (ز) سائب بن حارث

بن حزن ہلالی۔ میمونہ بنت حارث ام المومنین کے بھائی، ان کا نسب ان کے بھائی قطن کے حالات میں بیان ہوگا۔

۳۶۶۲ (ز) سائب بن مهجان ✿

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ ابن وہب کی سعید بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ سائب بن مہجان جو ایلیاء کے ایک شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے جیسے تم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر خطاب کر رہے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا''۔ (حدیث) یہ روایت ابن عساکر ✿ نے بطریق جعفر بن احمد بن سنان بواسطہ عباس دُوری، ہارون بن معروف سے بحوالہ ابن مصعب نقل کی ہے۔ ایک اور طریق سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے لیکن اس میں فرماتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔ ایسا ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ✿ نے یحییٰ بن سلیمان سے بحوالہ ابن وہب نقل کیا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی نے اہل شام کے تابعین میں سے اونچے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہی طرز ابن سُمیع نے اختیار کی ہے۔ ابن حبان ✿ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے۔

✿ مختصر تاریخ دمشق (۱۰۲/۲۰) ✿ حوالہ گزر چکا ہے۔ ✿ التاریخ الکبیر (۱۵۵/۲)

باب سین کے بعد باء اور جیم

۳۶۶۳ (ز) سُبَیع بن قتادہ حنفی یمامی

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ کتاب الردہ میں وثیمہ لکھتے ہیں: یمامہ کے روز گرفتار ہوئے۔ عمر بہت زیادہ تھی۔ ان کے حوالہ سے ایسا کلام نقل کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے وہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسیلمہ اور اس کی قوم کو مرتد ہونے سے روکا جس کی بنا پر خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں معذور سمجھا۔ واللہ اعلم

۳۶۶۴ (ز) سجف

ایک بزرگ ہیں جنہوں نے دورِ جاہلیت پایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد حاء

۳۶۶۵ (ز) سحبان وائل

جن کا نام بطورِ مثال فصاحت و بلاغت میں بیان کیا جاتا ہے۔ ابن عساکر [2] نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ اسی قسم میں شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دورِ جاہلیت کے ہیں۔ ابونعیم نے طبقات الخطباء میں لکھا ہے۔ سحبان عرب کے بلا مقابلہ خطیب تھے وہ جب ایک بار خطاب کرتے تو دوبارہ وہ جملہ نہ دہراتے نہ بات کو دوبارہ شروع کرتے نہ رکتے، اور نہ سوچتے، بلکہ ان کی زبان ایسے چلتی جیسے پانی جاری ہو۔

۳۶۶۶ (ز) سحیم (بنی حسحاس کے غلام)

مشہور مخضرمی شاعر ہیں۔ ابوالفرج اصبہانی کی روایت ہے: سحیم سیاہ فام غلام تھے جنہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کا کوئی شعر بھی دہرایا۔ مرزبانی ان کے حالات میں اور دینوری مجالسہ میں لکھتے ہیں: علی بن زید بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کو اسلام اور بڑھاپا روکنے کے لیے کافی ہے''۔ جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: ''یہ بات ایک شاعر نے کہی ہے: بڑھاپا اور اسلام آدمی کو روکنے کے لیے کافی ہے''۔ [3] تو نبی علیہ السلام نے جیسا پہلے فرمایا تھا پھر اسی طرح اعادہ کیا۔ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ ''ہم نے انہیں شعر و شاعری

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۱۴/۲) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۴۳/۲۰)

[3] کنز العمال (۱۸۴۵۲) الطبقات (۱۲۱۲/۱) تفسیر القرطبی (۵۲/۱۵) زاد المسیر (۳۴/۷)

سکھائی اور نہ ان کے لیے موزوں ہے"۔ ❶

عمر بن شبہ کا قول ہے: اس کے بعد سحیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے سامنے یہ قصیدہ پڑھا: ع
"اگر تو نے کل تیاری کرنی ہے تو سلیمی کو الوداع کہہ دے۔ بڑھاپا اور اسلام آدمی کو روکنے کے لیے کافی ہیں"۔

آپ نے فرمایا: اتنا کافی ہے۔ تم نے سچ کہا، تم نے سچ کہا۔ ابن سیرین سے مروی ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: اگر تم شبیب سے پہلے اسلام کا ذکر کرتے تو تمہارے لئے بہتر تھا۔ "الادب المفرد" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ دوپہر ڈھلنے کے بعد جس کے پاس سے گزرتے اسے ٹھہرا لیتے، اسی طرح ایک دن مولا بنی حسحاس شعر کہتا ہوا آیا، آپ نے اسے بلایا فرمایا: تم کیسے اشعار کہہ رہے تھے؟ تو انہوں نے یہ شعر سنایا:

ودّع سلیمی ان تجهّزت غادیا　　　كفى الشيب والاسلام للمرء ناهيا

بقول بعض: سحیم خلافتِ عثمانی میں قتل ہو گئے تھے۔ ایک قول ہے کہ ان کے قتل کا سبب یہ بنا کہ بنی حسحاس کی کسی خاتون کو یہودیوں کے کسی آدمی نے قید کر کے اپنے لیے مخصوص کر لیا اور اپنے خاص قلعہ میں ٹھہرا لیا۔ سحیم کو پتہ چلا اُسے غیرت آئی تو وہ وہاں تک پہنچنے کا حیلہ تلاش کرتا رہا، بالآخر دیوار پھلانگ کر یہودی کے پاس جا پہنچا، اسے قتل کر کے عورت کو چھڑا لیا اور اسے اپنی قوم کے پاس پہنچا دیا۔ پھر کسی دن اس عورت کی ملاقات سحیم سے ہوئی تو کہنے لگی: سحیم! میرا دل چاہتا ہے کاش میں تمہیں اس کا بدلہ دینے کی قدرت رکھتی جو تم نے مجھے یہودی کے ہاتھ سے آزاد کیا ہے۔ سحیم نے کہا: اللہ کی قسم! تمہیں اس کی قدرت ہے، اور اس کا اشارہ اسی کی طرف تھا۔ لیکن وہ شرما کر چلی گئی۔ پھر دوسری بار ملی تو پھر اس نے پیشکش کی تو وہ رضامند ہو گئی اور یہ اس پر عاشق ہو گیا اور اس کے متعلق غزلیں کہنے لگا۔ اس عورت کا نام سمیّہ تھا۔ لوگوں نے بھانپ لیا اور اپنے لئے سمیہ کی وجہ سے ذلت و عار کے خوف سے سحیم کو قتل کر دیا۔ ابن حبیب کا قول ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سحیم بنی حسحاس کے غلام کا یہ شعر سنایا: ع

الحمدلله حمدا لا انقطاع له　　　فليس احسانه عنّا بمقطوع

"اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ختم ہونے والی تعریف ہو کیونکہ ہم سے اس کا احسان کبھی ختم نہیں ہوتا"۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "بہتر بہتر اور اس نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ کا شکر اسی طرح کرنا چاہیے اگر (راہِ حق پر) سیدھا رہا اور (حق کے) قریب رہا تو وہ جنتی ہے"۔

۳۶۶۷ سحیم بن وُثَیل الریاحی

مخضرمی شاعر ہیں۔ بقول ابن درید: جاہلیت میں چالیس (۴۰) اور اسلام میں ساٹھ (۶۰) سال زندہ رہے۔ زیاد ابن بابیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ سمرہ بن عمرو عنبری کے ساتھ ان کا واقعہ گزر چکا ہے۔ مرزبانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اور غالب بن صعصعہ فرزدق کے والد نے فخر میں مقابلہ کیا دونوں نے اونٹ ذبح کیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: "اس میں سے کوئی نہ کھائے کیونکہ یہ غیر اللہ کے لیے ذبح ہوا ہے"۔ یہی قصہ سعید بن منصور نے بحوالہ جارود بن ابی سمرہ نقل کیا ہے۔ واقعہ کا

❶ سورہ یٰسٓ (۶۹)

حاصل یہ ہے جو اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ غالب اور سحیم چند دوستوں کے ساتھ سفر پر نکلے۔ان لوگوں کے شہر خلافتِ عثمانی میں ویران ہو گئے تھے۔قحط سالی تھی غالب نے ایک اونٹنی ذبح کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا، سحیم نے بھی ایک اونٹنی ذبح کر ڈالی کسی نے غالب سے کہا: وہ تمہارا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ غالب نے کہا: نہیں وہ سخی آدمی ہے۔ پھر غالب نے دو اونٹنیاں ذبح کیں۔تو سحیم نے بھی دو اونٹنیاں ذبح کر ڈالیں۔اس کے بعد غالب نے دس تو سحیم نے بھی دس ذبح کیں اس وقت غالب نے کہا: مجھے اب معلوم ہوا کہ وہ میرا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد غالب خاموش رہا یہاں تک کہ اس کے اونٹ گھاٹ پر اترے جن کی تعداد دوسو (۲۰۰) تھی۔ بقول بعض: چار سو (۴۰۰) تھے۔جن میں بیس کو ذبح کر دیا۔لیکن سحیم نے کچھ بھی ذبح نہ کیا۔جس کا تدارک خلافتِ علوی میں یوں کیا کہ کناسہ میں اتنی تعداد میں اونٹ ذبح کیے جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انہیں نہ کھائے۔مرزبانی لکھتے ہیں: سحیم ہی نے یہ اشعار کہے ہیں: ؎

"میں چمک کا بیٹا اور ٹیلوں پہ چڑھنے والا ہوں، میں جب عمامہ (پگڑی) اتارتا ہوں لوگ مجھے پہچان لیتے ہیں، شعراء کو مجھ سے کیا ملے گا جبکہ میں چالیس سے گزر چکا ہوں۔ پچاس سالہ ہوں اپنی کمر کس کر بیٹھا ہوں، حالات کی تبدیلی مجھے پھر سے بہتر بنا دیتی ہے"۔

۳۶۶۸ (ز) سحیم مولا عتبہ بن فرقد

انہیں دورِ نبوی ﷺ نصیب ہوا، ان کے مولا نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔بطریق ابو عثمان نہدی مروی ہے کہ میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان میں تھا۔تو انہوں نے اپنا ایک مولا سحیم اور دوسرا تین میل کے فاصلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔یہ آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا اس کی سند صحیح ہے۔

باب سین کے بعد دال

۳۶۶۹ (ز) سدیس العدوی

انہیں دورِ نبوی ﷺ نصیب ہوا۔ابوبکر بن ابی شیبہ بحوالہ سدیس عدوی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے ابلہ کا غزوہ کیا جس میں ہمیں فتح نصیب ہوئی۔اس کے بعد ہم اھواز پہنچے، وہاں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور وہاں کے بہت سے لوگ قیدی بنائے۔ باندیاں ملیں تو ہم ان سے ہم آغوش ہوئے۔ ہمارے امیر نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔شاید یہ شویس ہیں جن کا تذکرہ شین میں ہونا ہے، اس لیے لکھ لیا جائے۔

باب سین کے بعد راء

۳۶۷۰ (ز) سراقہ (عبدالاعلیٰ کے والد)

بقول ابن عساکر انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا اور جنگِ یرموک میں شریک ہوئے۔ پھر ان کی ایک روایت نقل کی: یرموک کے

روز ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”حور عین کے لیے بن سنور کر رہو“۔

۳۶۷۱ (ز) سَرِج الیَرْمُوکی

کتابی ہیں، دورِ نبوی پایا ہے، آپ ﷺ کے بعد مسلمان ہوئے۔ الکنیٰ میں دولابی لکھتے ہیں کہ سرج یرموکی نے فرمایا: میں سابقہ کتابوں میں یہ نشانی لکھی ہوئی پاتا ہوں کہ بارہ سردار ہوں گے ان میں سے ایک ان کا نبی ہوگا جب یہ تعداد پوری ہو جائے گی تو پھر سرکشی اور بغاوت سر اٹھائے گی، خانہ جنگی ہوگی۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان سرج سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ [1]

باب سین کے بعد عین

۳۶۷۲ سعد بن ایاس [2]

بن ابی ایاس ابوعمرو شیبانی۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد مدینہ آئے، پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ ناقدین کا ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ طبرانی [2] کی روایت ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ملی، میں اس وقت اپنے خاندان کے اونٹ کاظمہ میں چرا رہا تھا۔ بقول بعض: انہوں نے نبی ﷺ کی زندگی کے چالیس سال پائے ہیں، جبکہ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے ابومسعود، علی اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ابواسحاق شیبانی، حارث بن شبل ولید بن عیزار اور اعمش وغیرہ شامل ہیں۔ اسمٰعیل بن خالد کا قول ہے: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: لگتا ہے چھیانوے (۹۶ھ) میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کی تاریخ وفات پچانوے (۹۵ھ) لکھی ہے، جو اس کے قریب ہے۔ ادھر ابن حبان کا گمان ہے کہ جنگ قادسیہ اکیس (۲۱ھ) میں ہوئی اس لیے ان کا انتقال ایک سو ایک (۱۰۱ھ) میں ہوا ہوگا۔ ابن حبان نے ان کا نام سعید بتایا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: سعد یا سعید، سعد زیادہ صحیح ہے، کنیت سے مشہور ہیں۔

۳۶۷۳ سعد بن بالویہ فارسی

جن لوگوں نے اسود عنسی کے قتل میں مدد پہنچائی تھی ان میں شامل ہیں۔ واقدی نے الردّہ میں بیان کیا ہے جب اسود قتل ہوگیا تو یہی سعد چند مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے، وہاں سے جو بھی اسود کا ساتھی گزرتا، جو کہتا: وہ کذّاب تھا اسے چھوڑ دیتے ورنہ قتل کر دیتے تھے۔

۳۶۷۴ (ز) سعد بن بکر

انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۲۱۴/۹) [2] اسد الغابہ (۱۹۶۹) استیعاب (۹۲۴) تجرید (۲۱۱/۱)

[2] المعجم الکبیر (۵۵۳۲/۶) [2] استیعاب (۱۵۰/۲)

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الایمان میں وہ روایت بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن بکر مروی ہے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے پھر سابقہ اثر (قول صحابی) سعید بن عمارہ جو بنی سعد بن عمارہ کے فرد ہیں۔ ان کے حالات میں ذکر کیا پہلے بتایا جا چکا ہے کہ انہیں سعد اور سعید کہا جاتا ہے، لگتا ہے جو نسخہ ذہبی کے پاس تھا اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ ''اخی بنی'' اخبرنی بن گیا جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سعد بن بکر صحابی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ ''انہیں شرف صحابیت حاصل ہے'' سے مراد سعید بن عمارہ ہیں۔ رہے سعد بن بکر تو وہ ان کے پردادے ہیں، جو صحابہ کی ایک جماعت کی اولاد کا بہت بڑا ''بطن'' ہے، ان میں اور ان میں بے شمار پشتیں ہیں۔ واللہ المستعان۔

۳۶۷۵ (ز) سعد بن عمیله الفزاری

انہیں دور نبوی میسر ہوا۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں فتح قادسیہ کی خوشخبری دینے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

۳۶۷۶ (ز) سعد بن مالك الاعرج

بقول بعض: الاقرع یمانی۔ دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ سعد الاعرج روایت کی ہے کہ وہ مدینہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کی: جہاد۔ فرمایا: اپنے دوست یعنی یعلی بن امیہ کے پاس لوٹ جاؤ۔ یعلی ان دنوں یمن کے گورنر تھے۔ کیونکہ کوئی کام اس کے حق کے ساتھ کرنا بہترین جہاد ہے۔ عبدالرزاق نے یہ روایت طویل نقل کی ہے اور محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ، عطاء بن سائب بحوالہ حسن روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن مالک یا سعید کو زکوۃ وصول کرنے بھیجا۔

۳۶۷۷ (ز) سعد بن نوفل

انہیں دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جار کے گورنر تھے۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ [1] روایت کرتا ہے، ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں سعید بن نوفل کا ذکر ہوا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، شاید وہ یہی ہیں۔

۳۶۷۸ (ز) سعد السبّائی

واقدی نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل سباء کے مسلمان ہونے والے لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۷۹ سعد (مولا اسود بن سفیان)

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن روایت کرتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير (٦٦/٢) [2] الثقات (٢٩٧/٤) [3] التاريخ الكبير (٥٣/٢)

۳۶۸۰ (ز) سعد المُعَطّل هذلی

مخضرمی ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن کسی شعر کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳۶۸۱ (ز) سغر

بن مالک عبسی۔ دورِ نبوی پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] اور ابن حبان [2] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں سعر بن سوادہ کا تذکرہ ہوا ہے جنہیں عسکری نے مخضرمین میں شامل کیا ہے، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۶۸۲ سعید بن حیدہ

قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے، میں نے تنبیہ کی تھی کہ یہ اس قسم کے ہیں۔

۳۶۸۳ (ز) سعید بن ساریه

بن مرہ بن عمران بن رباح بن سالم بن غاضرہ بن حبشیہ بن کعب خزاعی۔ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باڈی گارڈوں میں سے تھے، آپ نے انہیں آذربائیجان کا والی بنا دیا تھا، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۴ (ز) سعید بن البارد و ورود

ان پانچوں میں سے ایک ہیں جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کے خلاف فیروز کی مدد و امداد کا خط لکھا تھا۔ سیف وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۵ (ز) سعید بن نعمان عَدَوی

سیف اور طبرانی کا بیان ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فوج میں تقسیم کے بعد خمس کا جو حصہ بچ گیا وہ دے کر اور فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

۳۶۸۶ سعید بن نمران همدانی

بقول خلیفہ: دورِ نبوی پایا ہے، جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے اور صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما سے سماع کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب رہے۔ حمزہ بن یوسف تاریخ جرجان میں لکھتے ہیں: ان لوگوں میں سے تھے جو حجر بن عدی کے ساتھ روانہ کیے، ان کے طرفدار تھے۔ پھر رہا کر دیے گئے تو جرجان منتقل ہو گئے، وہیں اپنی حویلی بنائی۔ سیف کا بیان ہے: ہاشم بن عتبہ جب یرموک کے بعد واپس آئے تو ستر کی نفری میں سعید بن نمران کو مقرر کیا۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے، مصعب نے انہیں قاضی بنانا چاہا تو اُن کے بھائی نے انہیں منع کیا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ مسدد نے اپنی مسند میں اور ابن المبارک نے ''کتاب الزہد'' میں

---

[1] التاریخ الکبیر (۲/۲۰۰) [2] الثقات (۴/۳۴۵)

بطریق عامر بجلی بواسطہ سعید بن نمران بحوالہ صدیق اکبر اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''پھر وہ ڈٹ گئے'' [1] کی تفسیر نقل کی ہے۔ فرمایا: وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا۔ معاویہ بن صالح بواسطہ یحییٰ بن معین اہل کوفہ کے ناموں میں فرماتے ہیں: سعید بن نمران نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور ستر (۷۰ھ) کی دھائی میں فوت ہوئے۔

۳۶۸۷ سعید بن وہب خیوانی [2]

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے، اور یمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سلمان اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا عبدالرحمٰن، ابواسحاق اور عمارہ بن عمیر شامل ہیں۔ بقول ابن حبان: [3] یہ وہی ہیں جنہیں سعید بن ابی حزہ کہا جاتا ہے، ابن سعید کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے، لقب قراد (چیچڑی) اسی وجہ سے ملا ہے، پچانوے یا چھیانوے (۹۶/۹۵ھ) میں انتقال ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] ابن سعد اور عجلی نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۸ (ز) سَعْیَہ بن غَرِیض

بن عادیا تیماوی۔ تیماء جو حجاز و شام کا درمیانی علاقہ ہے اس کی طرف نسبت ہے، یہ سموال بن عادیا کے بھتیجے ہیں جو وفا میں بطورِ مثل مشہور ہیں۔ دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: انہوں نے لمبی عمر پائی، اسلام کا دور پایا تو مسلمان ہو گئے خلافتِ معاویہ کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ پھر ہیثم بن عدی کی سند سے روایت کی ہے۔ امیر معاویہ نے حج کیا تو مسجد میں ایک شیخ (بزرگ) کو نماز پڑھتے دیکھا۔ پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: سعیہ بن عریض ہیں۔ آپ نے بلاوا بھیجا تو وہ آ گئے۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے، امیر معاویہ نے فرمایا: بابا جی کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں، انہیں اٹھا کر لے جاؤ۔ ان کے نام میں عین کے بعد یاء سعیہ راجح ہے جس کی طرف قسم اوّل میں اشارہ ہو چکا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۶۸۹ (ز) سفیان بن سفیان جذامی

ان کے بھائی حصن اور حصین کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے کہ یہ ارتداد کے فتنہ میں اسلام پر ثابت قدم رہے۔

۳۶۹۰ (ز) سفیان بن عمرو سلمی

وثیمہ کا بیان ہے اپنے اسلام پر قائم رہنے والوں میں سے ایک ہیں، اپنی قوم کو مرتد ہونے پر ملامت کی اور ان سے بڑا والہانہ خطاب کیا تو انہوں نے انہیں برا بھلا کہا، جس کے متعلق ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ جب ہر طرح سے ان سے مایوس ہو گئے تو مدینہ چلے گئے اور وہیں کے ہو رہے۔

---

[1] سورۃ فصلت (۳۰) [2] اسد الغابہ (۲۱۰۰) تجرید (۲۲۵/۱) [3] الثقات (۲۹۱/٤) [4] التاریخ الکبیر (۵۱۷/۱)

۳۶۹۱ (ز) سفیان بن ھانیٔ

بن جبیر ابن عمرو بن سعید بن ناخر ابو سالم جیشانی معافر کے حلیف، مصر فروکش ہوئے۔ بقول ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری، ❁ مسلم، ابوحاتم ❁ عجلی اور ابن حبان ❁ کا اس پہ اتفاق ہے یہ تابعی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت ہے، ان کے پاس گئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ اسی طرح ابوذر، عقبہ بن عامر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ان کا بیٹا سالم، پوتا سعید بن سالم، یزید بن ابی حبیب اور بکر بن سوادہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن یونس: اسکندریہ عبدالعزیز بن مروان کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔

۳۶۹۲ (ز) سفیان الھذلی ❁

نضر کے والد۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ ابونعیم نے "دلائل" میں بطریق نضر بن سفیان بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم اپنے قافلے کے ساتھ شام گئے۔ جب ہم معاویہ کے نزدیک پہنچے تو ہم نے وہیں رات بسیرا کیا، اچانک فضاء میں ایک گھڑسوار نظر آیا جو کہہ رہا تھا: لوگو! بیدار ہو جاؤ یہ سونے کا وقت نہیں، احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے، شیاطین بری طرح دھتکار دیئے گئے، ہم اپنے گھر واپس آئے تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ مکہ میں قریش میں سے احمد نامی نبی مبعوث ہو چکے ہیں۔

باب سین کے بعد لام

۳۶۹۳ (ز) سلمه بن حبیش

بن کنیف بن سنان بن بدر بن ثعلبہ بن حبال بن نصر بن غاضرہ اسدی۔ اسد خزیمہ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے، جس کے متعلق لکھتے ہیں: ع

"میں اور میری خاکستری رنگ کی اونٹنی ہر ایک مختلف خواہشیں لیے ہوئے ہیں، جب ہم جدا ہونے کی جگہ پہنچے"۔

۳۶۹۴ (ز) سلمه بن سَبْرَہ ❁

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ اور حضرت عمر، معاذ اور سلمان رضی اللہ عنہم سے سماع کیا ہے۔ ان سے ابووائل روایت کرتے ہیں۔ مسدد، بغوی نے جعدیات میں روایت کی ہے کہ سلمہ بن سبرہ نے فرمایا: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا۔ پھر ایک واقعہ لکھا۔ ❁ ابن سعد نے اہل کوفہ کے پہلے طبقۂ تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

❁ التاریخ الکبیر (۸۷/۲) ❁ الجرح والتعدیل (۲۱۹/۴) ❁ الثقات (۳۱۹/۴)

❁ اسد الغابہ (۲۱۲۵) استیعاب (۱۰۱۵) ❁ مختصر تاریخ دمشق (۲۷/۱۰) ❁ تجرید (۲۳۰/۱)

۳۶۹۵ (ز) سلمه بن سلم الجهنی

بقول ابن عساکر: دورِ نبوی پایا ہے اور شام کے جہاد میں شریک ہوئے اور مرج صفر تیرہ (۱۳ھ) میں شہید ہوئے۔ پھر ابوحسان زیادی سے سنداً اس کا ذکر کیا۔

۳۶۹۶ (ز) سلیك الفزاری

دورِ نبوت پایا ہے اور جنگ جلولاء میں شریک ہوئے۔ ثوری کی روایت ہے کہ سلیک فزاری نے فرمایا: جب سعد بن ابی وقاص جلولاء بھیجے گئے تو میں ان لوگوں میں تھا۔ ابن ابی حاتم [1] نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ ان سلیک بن سلکہ کے علاوہ ہیں جو عرب کے مشہور فقراء میں سے ہیں، جو دورِ جاہلیت میں فوت ہوئے۔

۳۶۹۷ (ز) سلیك العقیلی الاقطع

دورِ نبوت پایا ہے اور جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ مرتدوں کے خلاف جنگ میں ان کی ہتھیلی کٹ گئی تھی، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: ع

''تو مجھے اور میرے بھائی عطارد کو کیسے دیکھتا ہے، ہم بنی حنیفہ کا ہر طرح دفاع کر رہے ہیں۔ میں ہتھیلی اور بازو کو تلاش کر رہا ہوں۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں لیکن مجھے کوئی غم نہیں''۔

۳۶۹۸ (ز) سلیل بن زید

بن مالک بن المعلّی طائی ثم سنبسی۔ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے اور فتوحاتِ عراق میں شریک ہوئے جس روز مسلمانوں نے مدائن پہنچنے کے لیے دریائے دجلہ عبور کیا تو یہ ڈوب گئے، ان کے علاوہ کوئی نہیں ڈوبا، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۹۹ (ز) سلیم بن عتر

ابن سلمہ بن مالک تجیبی ابوسلمہ، دورِ نبوی پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ یہ سعید بن عفیر کا قول ہے اور ابن عائذ کی روایت ہے: جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطاب میں شریک ہوئے۔ امام بخاری [2] نے تاریخ میں لکھا ہے: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے انہیں زیادہ عبادت کی وجہ سے ناسک (عبادت گزار) کہا جاتا تھا۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے: سلیم بن عتر بہترین تابعین میں سے ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: خلافتِ فاروقی میں ہجرت کی اور جابیہ میں آپ کا خطبہ سنا۔ حضرت امیر معاویہ نے قضاء و قصص کے عہدے ایک ساتھ عطا کیے۔ عہدۂ قضاء پر چالیس سال تک برقرار رہے۔ اور دمیاط میں پچھتر (۷۵ھ) میں فوت ہوئے۔ صلہ بن حارث غفاری کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کی بحوالہ سلیم بن عتر روایت ہے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج کے دوران ہمیں سجدہ کرایا۔ ابن لہیعہ بواسطہ حارث بن یزید روایت کرتے ہیں کہ میں نے حنش بن عبداللہ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ لوگ رات بہت تھوڑا سوتے ہیں''۔ [3] فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سلیم بن عتر اور ابوعبدالرحمٰن

---

[1] الجرح والتعدیل (۳۰۹/٤) [2] التاریخ الکبیر (۱۲۵/۲) [3] سورة الذاریات (۱۷)

الجبلی کی صفت ہے۔ حارث بن یزید سے ہی مروی ہے کہ ہر تین دن پہ ایک ختم کیا کرتے تھے، ایک قول ہے: وہ رات میں بکثرت نماز پڑھتے اور اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوتے، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ اپنے رب کو راضی اور اپنے گھرانے کو خوش کرتے تھے۔ یہ روایت ابوعبیدہ نے ''فضائل القرآن'' میں نقل کی ہے، ان کے مکمل حالات ''قضاۃ مصر'' میں موجود ہیں۔

۳۷۰۰ (ز) سلیم انصاری [1]

یا مخزومی ان کے مولا ہیں۔ ابو عامر کنیت ہے۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ ابن ابی خیثمہ، ابوزرعہ دمشقی اور ابوحاتم رازی کا قول ہے: انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابوعمر [2] لکھتے ہیں: سلیم بن عامر اور ابو عامر خبائری نہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سلیم بن عامر ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حلب کے محاصرے کے دوران قید کیا تھا، فرماتے ہیں: جب ہم لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو مجھے مکتب بھیج دیا۔ انہی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دیکھا، ان لوگوں نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر بغیر نیا وضو کیے نماز پڑھی ہے۔ دحیم کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سات ماہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ صغیر میں باضافہ نقل کی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لئے بطور خادم دے دیا تھا، یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت میں ملے تھے۔ پھر فتح دمشق اور قادسیہ میں شریک ہوئے۔ تاریخ حمصیین میں ابوبکر بغدادی لکھتے ہیں: ''حلب کے محاصرہ کے دوران خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کیا تھا''۔ [3]

باب سین کے بعد میم

۳۷۰۱ (ز) سَمُرَہ بن جَعْوَنہ

دورِ نبوی پایا ہے اور جنگ جلولاء میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ابواسحاق سبیعی نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن حبان [4] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۰۲ سمط بن اسود کندی

شرحبیل کے والد۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ الردّہ میں مذکور ہے، وہ اور ان کا بیٹا اس وقت بھی اسلام پر برقرار رہے جب کندہ مرتد ہو گئے تھے۔ یہ دونوں زیاد بن لبید سے جا ملے۔ لیکن تاریخ مظفری میں میں نے دیکھا ہے کہ جب اہل یمن مرتد ہوئے تو کندہ سارے کا سارا مرتد ہو گیا۔ صرف شرحبیل اور ان کا بیٹا اس فتنے سے محفوظ رہا۔ واللہ اعلم۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ پہلا قول درست ہے جس کا میں شرحبیل کے حالات میں ذکر کروں گا۔ سنن میں بیہقی نے بحوالہ شعبی روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۲۲۱۷) الاستیعاب (ت: ۱۰۵۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۳۶/۱) [2] الاستیعاب (۲۰۷/۲)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۲۰۰/۱۰) [4] الثقات (۳۴۰/٤)

شرحبیل بن سمط کو مدائن میں اور ان کے والد سمط کو شام میں تعینات کیا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: آپ یہ حکم تو دیتے ہیں کہ (رشتہ دار) قیدیوں کو جدا جدا نہ کیا جائے، جبکہ آپ نے مجھے اور میرے بیٹے کو (باوجودیکہ ہم آزاد ہیں) جدا کر رکھا ہے، تو انہوں نے ان کی طرف لکھا اور ان سے ان کا بیٹا ملا دیا۔ ❁

۳۷۰۳ (ز) سمعان بن ھبیرہ

بن ساحق بن بجیر بن اسامہ بن نصر بن قعین بن حارث بن ثعلبہ بن دُودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔ ابوالسمال شاعر جنہیں دورِ نبوت میسر ہوا۔ کوفہ فروکش ہوئے۔ ابوحاتم سجستانی کتاب ''المعمرین'' میں لکھتے ہیں: ہمارے مشائخ نے ہمیں بتایا کہ سمعان بن ہبیرہ ابوسمال اسدی ایک سو سرسٹھ (۱۶۷) برس زندہ رہے۔ ''المؤتلف'' میں دارقطنی لکھتے ہیں: فتنہ ارتداد میں طلیحہ کے ساتھ تھے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قابو کر لیا تو انہیں نے طلیحہ سے پوچھا... اب کیا رائے ہے؟... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ کتاب النسب میں زبیر بن بکار بحوالہ ابوصالح فقعسی اور ابوفقعس جو دونوں اسدی ہیں، روایت کی ہے کہ وہ عرب کے علماء میں سے تھے فرماتے ہیں: اسد بن خزیمہ کے ہاں عمرو پیدا ہوا اور عمرو سے لخم، جذام اور عاملہ پیدا ہوئے۔ جس کے متعلق ابوسمال اسدی کہتے ہیں: پھر ان کا ایسا ہی نسب ذکر کیا ہے، جیسا یہاں ہے:

''جذام اور لخم کو ایک ساتھ پیام پہنچا دو جو سالوں والی اونٹنیوں پر سوار ہیں۔ اور عاملہ جو رشتہ دار ہیں، گویا یہ لوگ نسب والے ہیں۔ یہ ہمارے قبائل ہیں جن کے گھرانے ہم سے دور ہیں جبکہ رشتہ داری میں وہ زیادہ قریب ہیں ہمارے پاس آؤ، ہم معنف کے بھائی اور کھلی جگہ میں تنہا بیٹھیں''۔

مغیرہ بن مقسم کا قول ہے: ابوالسمال، اپنے گھر کا دروازہ کھلا رکھتے، ان کا ایک شخص اعلان کرتا: جس کی کوئی جگہ نہیں اس کا ٹھکانہ ابوسمال کے ذمہ ہے۔ فرماتے ہیں: یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے مہمانوں کے لئے ایک مہمان خانہ بنالیا۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں لکھا ہے: انہوں نے ہی رمضان میں نجاشی حارثی کے ساتھ شراب پی لی تھی تو نجاشی پر حد لگی اور ابوسمال بھاگ نکلے جس کے متعلق انہوں نے اشعار کہے۔ ❁

۳۷۰۴ (ز) سمیر بن عبداللہ

بن نہار ابن غانم بن سعد بن جبل بن کنانہ بن ناجیہ بن مراد المرادی۔ انہیں دورِ نبوت حاصل ہے، ان کا زائدہ نامی ایک بیٹا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی عمرو بن عبداللہ بن نہار کا تذکرہ ہونا ہے۔

۳۷۰۵ (ز) سمیط بن عمیر

دورِ نبوی پایا ہے اور ان کی جو جنگ ہوئی اس کا حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں۔ ان

❁ مختصر تاریخ دمشق (۲۰۳/۱۰) التاریخ الکبیر (۱۲۶/۲) ❁ المعمرین (۶۵)

❁ مختصر تاریخ (۲۰۷/۱۰)

سے عمران بن حُدَیر اور عاصم الاحول روایت کرتے ہیں ابن حبان [1] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۰۶ سَمَیفَعُ [2]

ابن درید کا قول ہے: سَمَیفَعہ کا معنی ہے جرأت و پیش قدمی۔ جس نے یہ نام قاف سے لکھا ہے اسے وہم ہوا ہے، اسی طرح جس نے سین پر پیش لکھ کر اسے تصغیر دی، اسے بھی وہم ہوا ہے۔ ذوالکلاع میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب سین کے بعد نون

۳۷۰۷ (ز) سَنَاس

بقول بعض: مہلّب کے والد۔

۳۷۰۸ (ز) سنان وداعی

دورِ نبوی پایا ہے۔ دارقطنی نے سنن میں بحوالہ سعید بن المسیّب روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا آخری حج کیا تو اچانک بنی وداعہ کا ایک شخص قتل ہوگیا، آپ نے ان لوگوں سے پوچھا، وہ کہنے لگے: ہمیں قاتل کی کوئی خبر نہیں۔ آپ نے حکم دیا تو ان کے پچاس بوڑھے باہر لائے گئے، آپ انہیں حطیم لے گئے اور ان سے یہ قسم کھلوائی: ''اس عزت والے گھر، عزت والے شہر اور حرمت کی نشانیوں کے ربّ اللہ کی قسم! نہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ اس کے قاتل کی خبر ہے''۔ انہوں نے یہ قسم کھالی تو آپ نے فرمایا: ''مقتول کی دیت (خون بہا) ادا کرو''۔ تو ان کے سنان نامی شخص بولے: کیا میری قسم میرے مال کی جگہ کافی نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! میں نے تم لوگوں کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق کیا ہے۔ اس کی سند میں عمر بن صبح متروک راوی ہے۔

۳۷۰۹ (ز) سنان بن کعب ازدی

دورِ نبوی پایا ہے، ان کا بیٹا عبداللہ شہسواروں اور بہادروں میں سے ایک تھا جو مہلب کے ساتھ تھا۔ مہلّب کا کہنا ہے: میں جس بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا تو عبداللہ بن سنان نے میرا خوف دور کر دیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد ھاء

۳۷۱۰ سھم بن حنظلہ غنوی

بقول مرزبانی: شام کے مخضری شاعر ہیں۔

۳۷۱۱ سھم بن مسافر

بن ہزمہ۔ بقول بعض: جرم۔ بقول ابن عساکر: دورِ نبوی پایا ہے اور فتح دمشق میں شرکت کی، پھر خالد اور عبادہ کے حوالہ

---

[1] الثقات (۳۴۸/۴) [2] اسد الغابہ (۲۲۵۶) تجرید (۲۴۰/۱)

سے روایت کی ہے کہ یرموک کے بعد یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے والے یمنی ہیں اور انہی میں شمار ہوتے ہیں۔

۳۷۱۲ سہیل بن ابی جندل

مسند حارث بن معاویہ دیکھ لی جائے اور وہیں سے نسب وغیرہ لکھا جائے۔

۳۷۱۳ (ز) سہیل بن حنظلہ [1]

بن طفیل عامری۔ مشہور شہسوار عامر بن طفیل کے بھتیجے۔ صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص چھینکا اور الحمد للہ کہا، جس پر آپ علیہ السلام نے اسے یرحمک اللہ سے جواب دیا۔ دوسرا چھینکا لیکن اس نے الحمد للہ نہیں کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہیں دیا۔ (حدیث) [2] جس کی وضاحت میں بتایا گیا ہے کہ وہ دونوں عامر بن طفیل جنہوں نے الحمد للہ نہیں کہا اور ان کے بھتیجے تھے جنہوں نے الحمد للہ کہا اور آپ علیہ السلام نے انہیں جواب دیا۔ طبرانی نے مسند سہیل بن سعد میں اپنی معجم کبیر میں اپنی سند سے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن مجھے انساب میں طفیل کی اولاد میں کوئی شخص ان کے علاوہ نہیں ملا جس نے دورِ نبوی پایا ہو۔ بظاہر وہ یہی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی عرصہ دراز زندہ رہے۔ حضرت عبدالعزیز بن مروان نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی، جس سے ام النبین پیدا ہوئیں۔ جن سے ولید بن عبدالملک نے شادی کی۔ سہیل اگر اپنے چچا کے ساتھ نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ بلکہ بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس لیے وہ اس قسم میں شامل ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ جب آپ علیہ السلام نے انہیں چھینک کا جواب دیا تھا اس وقت مسلمان ہوئے ہوں اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ وہ اپنے چچا کی پیروی میں اسلام نہیں لائے تھے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد واؤ

۳۷۱۴ (ز) سوّار بن اوفی قشیری

بقول مرزبانی: مخضرمی ہیں اور نابغہ سے ہجو کا مقابلہ کرتے تھے۔ انہی کا یہ شعر ہے: ع

"جب نیزے ٹکرا ٹکرا کے سرخ ہو جاتے ہیں تو لوگ سوّار کو بلاتے ہیں، ہر سخت دن کے لیے سوّار ہی ہوتا ہے"۔

بقول ابن کلبی: ان کی والدہ کا نام حیا بنت خالد بن رباح جرمی ہے۔ نابغہ ان سے مخاطب ہو کے کہتا ہے: ع

"حیا کے بیٹے! تو مجھ پر غالب آ کر مجھ پر ظلم کرتا ہے تو نے دو رُخی بات جس سے گمراہی ہو جمع کر رکھی ہے"۔

سوّار کے فخریہ اشعار میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں: ع

"میرا چچا ابوجمل ربیعہ ہمیشہ جوان رہا یہاں تک کہ عزت وشرف تلاش کرتے مر گیا، ہمیں میں سے ابن عتاب

---

[1] تجرید (۱/۲۴۳)

[2] بخاری کتاب الادب باب الحمد للعاطس (۶۲۲۱) مسلم کتاب الزهد والرقائق باب تشمیت العاطس و کراهیة التثاؤب (۵۳) ترمذی کتاب الادب با ما جاء فی ایجاب التشمیت بحمدالله (۲۷۴۲)

اور اپنا پاؤں تلاش کرنے والا ہے اور وہ شخص بھی ہم میں سے ہے جس نے قبیلہ کو حاجب دربان ادا کردیا۔
ابن عتاب کا تذکرہ قیس میں بیان ہوگا اور پاؤں تلاش کرنے والے کا واقعہ حیاض میں گزر چکا ہے"۔

۳۷۱۵ (ز) سوّار بن حبان منقری

دورِ جاہلیت کے اسلامی شاعر ہیں، ابوعبید بکری نے شرح الامالی میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۱۶ (ز) سویبط بن رباب نَهْشلیّ

اشہب میں تذکرہ ہوا، ان کے بھائی ہیں۔

۳۷۱۷ (ز) سوید بن جهبل

دورِ نبوی پایا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے سوید بن جھبل کے مولا مسلم کے طریق سے ان کی ایک بات نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

۳۷۱۸ (ز) سوید بن حطّان

بقول بعض: خطّار سَدُوسی۔ دورِ جاہلیت پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے سماک بن حرب روایت کرتے ہیں۔ عہد فاروقی کی فتوحات میں شریک ہوئے، پھر جنگ جمل میں حصہ لیا۔ ابن جریج کی روایت ہے کہ سوید بن حِطّان نے فرمایا: میں جسر کے روز ابوعبید کے لشکر میں تھا۔

۳۷۱۹ (ز) سوید بن سَلَمه

ابن کراع میں تذکرہ ہوگا۔

۳۷۲۰ (ز) سوید بن عدیّ

بن عمرو بن سلمہ طائی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، اسلام قبول کیا، وہی یہ شعر کہتے ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار ہیں: ع

"جب صبح کی نماز کے لیے بلانے والا کھڑا ہوتا ہے تو میں نے شعر گوئی کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب اپنائی جس کا کوئی شریک نہیں اور صبح کی شراب نوشی اور شراب کی مجلس آرائی کو الوداع کہہ دیا ہے"۔

بقول بعض: ان کا نام عدی بن عمرو بن سوید ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۷۲۱ سوید بن عمرو

ابن کراع میں ذکر ہوگا۔

۳۷۲۲ سوید بن غفلہ [1]

الجعفی، کنیت ابوامیہ تھی۔ نعیم بن میسرہ بواسطہ ایک شخص بحوالہ سوید بن غفلہ روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ہم عمر ہوں۔ [2] المزیؒ نے ان کے حالات میں لکھا ہے، بقول بعض: ''انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی'' ۔ یہ بات صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مدینہ اس وقت پہنچے جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان وعلی، ابن مسعود اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے زر بن حبیش، صنابحی سے جو دونوں ان کے ہم عصر ہیں روایت کی ہے۔ ان سے شعبی، نخعی، سلمہ بن کہیل اور نعیم بن ابی ہند وغیرہ نے روایت کی ہے۔ زہد وتواضع میں مشہور تھے۔ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں بھی اپنی قوم کی کھڑے ہو کر امامت کرتے تھے۔ یہ روایت حسین بن علی الجعفی کی بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور عاصم بن کلیب سے منقول ہے: ان کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال ہوگئی تھی۔ ابونعیم لکھتے ہیں: اسی (۸۰ھ) یا بقول ابوعبید: اکاسی (۸۱ھ) میں اور بقول عمر بن علی بیاسی (۸۲ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم عمر تھے تو پھر وہ ایک سو تیس (۱۳۰) سال سے زیادہ کے ہوگئے ہوں گے۔ جس حدیث کی طرف مزی نے پہلے اشارہ کیا ہے اسے ابن قانع نے ضعیف سند سے نقل کیا ہے، جس کی طرف قسم اوّل میں اشارہ ہو چکا ہے۔

۳۷۲۳ سوید بن قطبہ وائلی

فتوحات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابواسمٰعیل ازدی ''فتوح الشام'' میں لکھتے ہیں: جب خالد بن ولید بصرہ کے مقام پر پہنچے، وہاں سوید بن قطبہ نامی ایک شخص ملا جس کا تعلق بنی بکر بن وائل سے تھا، اس کے پاس ایک جماعت تھی پھر ایک واقعہ نقل کیا جس میں ہے: تو خالد بن ولید نے سوید بن قطبہ کو اپنی خاص فوج میں شامل کر لیا اور سعد بن عمرو بن حزام انصاری کو لشکر میں اور عزیز بن سعید انصاری کو پیادہ فوج کا نگران مقرر کر دیا اور باقیماندہ فوج کے ساتھ وہ خود رہ گئے۔

۳۷۲۴ (ز) سوید بن ابی کاهل

نام غطیف بن حارثہ یشکری تھا۔ بقول بعض: وائلی، ایک قول ہے: غطفانی۔ کنیت ابوسعد تھی، جس کے متعلق کہتے ہیں: ع

''میں ابوسعد ہوں جس کی قمیص میں رات تاریکی کے وقت چھپ جاتی اور پھر ظاہر ہوتی ہے''۔

ان کے والد کا نام شبیب تھا۔ بقول ابن حبیب: مخضرمی ہیں، جنہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ بقول مرزبانی: مخضرمی ہیں۔ کنیت ابوسعد تھی ایک عرصہ دورِ جاہلیت میں گزارا۔ عرب ان کے قصیدہ عینیہ کو یتیمہ (بے مثال) کہتے ہیں، کیونکہ وہ امثال پر مشتمل ہے، سوید نے اسلام میں بھی لمبی عمر پائی، حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ ان کے مذکورہ اشعار میں سے چند ایک یہ ہیں:

''بہت سے وہ لوگ جن کا سینہ میں نے غصے سے پکا دیا ہے انہوں نے میری موت کی آرزو کی جو پوری نہ ہوئی۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۵٦) استیعاب (۱۱۲۵) تجرید (۱/۲۵۰) [2] المعجم الکبیر (٦٤٧٤/٧)

انتہائی غصے میں وہ میرے متعلق ان دیکھے خیالات دِل میں جماتا رہتا ہے اور جب اسے اپنی آواز سناتا ہوں تو یکسراس کی زبان بند ہو جاتی ہے''۔

محمد بن سلام نے ''طبقات الشعراء'' میں انہیں ان کے رشتہ داروں اور ہم عصروں میں شمار کیا ہے۔ حرمازی کا قول ہے: سوید بن ابی کاھل نے بنی شیبان کی ایک قوم کی ہجو اس وقت کی جب کوفہ کا گورنر عامر بن مسعود جمحی تھا، لوگوں نے ان کے خلاف رپورٹ کر دی۔ انہیں قید کا حکم ہو گیا، پھر اس قسم پر رہا کر دیا گیا کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ جس کے متعلق وہ خود کہتے ہیں: ؏

''عامر (بن مسعود) میری زبان روکتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے میری زبان کو کوئی کڑوا رس پلا دیا گیا یا کوئی ترش نباتات کھلا دی گئی ہے۔ (لیکن شاید) تم لوگ جانتے نہیں کہ میں سوید ہوں، مجھے جب پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ملتی تو میں آگے بڑھ جاتا ہوں''۔

یہ ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد کا واقعہ ہے۔

۳۷۲۵ (ز) سوید بن کراع عقیلی

بقول بعض: کراع ان کی والدہ ہیں، جبکہ والد کا نام سوید یا عمرو ہے۔ مخضرمی ہیں اور بہت قدیم دور کے ہیں۔ جریر شاعر کی والدہ کو نکاح کا پیام دیا تھا، پھر اتنی لمبی عمر پائی کہ جریر اور فرزدق میں حَکَم (ریفری Refray) بنے، وہ فیصل شاعر تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ؏

''عفان کے بیٹے! اگر تم مجھے ڈانٹو گے تو میں تمہاری ڈانٹ ڈپٹ سن لوں گا، اور اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو محفوظ عزت کو بچا لوں گا''۔

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۲۶ (ز) سوید (مولا عتبہ بن غزوان)

دورِ نبوی پایا ہے، اپنے مولا کے ساتھ بصرہ پر ان کی حکمرانی کے دور میں تھے۔ پھر انہی کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بصرہ بھیج دیا۔ جب عتبہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اس بصرہ کی طرف نہ لوٹا، چنانچہ حکم ایزدی ہوا اور وہ راہ میں ہی فوت ہو گئے۔ سوید حضرت کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی اطلاع دی۔ یہ سولہ (۱۶ھ) کا واقعہ ہے۔

باب سین کے بعد یا

۳۷۲۷ (ز) سیاہ فارسی

مدائنی ''مکاید'' میں لکھتے ہیں: سیاہ اور چند سردار ابوموسیٰ کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے، ابوموسیٰ نے سیاہ سے فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی ایسے ثابت نہ ہوئے جیسا ہمارا گمان تھا۔ پھر وہ قلعہ فتح کرنے میں ان کے حیلے کا ذکر کیا جس کا تستر کے محاصرے میں

ذکر ہے، اس کے مالک نے اپنی زبان میں امان طلبی کا خط لکھ کر ابوموسیٰ کے لشکر میں پھینک دیا، جسے سیاہ نے ابوموسیٰ کے سامنے پڑھا تو آپ نے ایک تیر میں امان لکھ کر پھینک دی۔ وہ حاضر ہوا تو آپ اسے خیمے میں لے گئے۔ پھر اس شہر کی فتح کا واقعہ ذکر کیا۔

۳۷۲۸ (ز) سیرین ابوعمرہ

محمد اور ان کے بھائیوں کے والد۔ دورِ جاہلیت پایا ہے اور خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں قید ہوئے۔ ابن المقبری نے اپنے فوائد میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چلتے چلتے ''عین تمر'' میں فروکش ہوئے، جہاں انہیں کچھ قیدی ملے، ان میں سیرین ابوعمرہ بھی تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعلیقاً اور اسمٰعیل بن اسحاق نے ''الاحکام'' میں موصولاً ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن انس سے مروی ہے کہ سیرین نے انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت (رقم ادا کر کے آزاد ہونے) کا مطالبہ کیا، وہ پہلے سے مالدار تھے اس لیے انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا: ان سے مکاتبت کرلو، انہوں نے پھر بھی انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درہ مار کر یہ آیت تلاوت کی: ''ان غلاموں سے عقدِ مکاتبت کرلیا کرو اگر تمہیں ان میں کوئی بھلائی معلوم ہو''۔ [1] بیہقی نے ''المعرفة'' میں انس بن سیرین سے بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ مجھے انس بن مالک نے بیس ہزار پر مکاتب بنایا۔ فتح تستر میں میری شرکت ہوئی تو میں نے پرانا سامان (فرنیچر) خریدا جس میں مجھے نفع ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سامنے مالِ کتابت پیش کیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

۳۷۲۹ (ز) سیف بن نعمان لخمی

سیف کا بیان ہے: صدیقی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت اسامہ بن زید کی بنی جذام سے جنگ میں شریک تھے۔ جس کے متعلق انہوں نے اشعار کہے ہیں۔

۳۷۳۰ (ز) سیماہ بَلقاوِیّ

بقول بعض: سیمویہ۔ قسم اوّل میں۔

قسم رابع ازحرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۷۳۱ سابق [2]

خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بن خیاط نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ اور ابوسلام کنیت بتائی ہے، جو وہم ہے۔ حدیث جو مروی ہے وہ تو سابق بن حیہ بحوالہ خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم [3] منقول ہے، وہ حدیث کتاب السنن میں ہے جس کا

---

[1] سورة النور (٣٣) [2] اسد الغابہ (١٨٨٤) استيعاب (١١٣٤) تجريد (٢٠٢/١)

[3] المعجم الكبير (٦٠/٧) جامع المسانيد (٨/٥)

اپنے محل میں ذکر ہوگا۔

۳۷۳۲ (ز) ساریہ خُلجیّ

خلج کی جانب نسبت ہے۔ وہی قیس بن حارث بن فہر۔ لام کی حرکت سے بھی یہ نام منقول ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ ایک قول ہے عمالقہ سے ہیں، بنی فہر سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابوالفرج کا قول ہے: بنی عدوان میں تھے۔ پھر ہوازن منتقل ہو گئے اور پھر بنی فہر میں خلافت عثانی کے دور میں شامل ہو گئے، اسی سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ مذکورہ ساریہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ صحابی ہیں۔ یہی امام بخاری اور ابن حبان [1] کا قول ہے، ان سے ابوحزرہ، اور یعقوب بن مجاہد روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: ساریہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

۳۷۳۳ (ز) سالم بن ابی الجعد

ثقہ تابعین میں سے ایک۔ کسی نے مخضرمین میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی بنیاد وہ روایت ہے جو ابن زبیر نے نقل کی ہے کہ ان کا انتقال ننانوے (۹۹ھ) میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال تھی۔ یوں انہوں نے حیات نبوی کے چھبیس (۲۶) برس پائے ہوں گے، یہ غلط ہے۔ ابوحاتم [2] الرازی نے یہ بات اعتماد سے لکھی ہے کہ انہوں نے ثوبان ابودرداء اور عمرو بن عبسہ کا دور نہیں پایا۔ چہ جائیکہ حضرت عثان رضی اللہ عنہ کا دور پاتے اسی طرح خلافت فاروقی اور خلافت صدیقی کے ادوار پاتے۔

۳۷۳۴ سالم بن منصور [3]

نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے یحییٰ بن محمد نے روایت کی ہے، پھر ایک موضوع اور بے حد کمزور الفاظ کی بناوٹی حدیث نقل کی۔ جو اکثر خطباء کی زبانی میں نے بھی سنی ہے۔ میں نے ذہبی کے قلم سے تجرید میں ایسا ہی نقل کیا ہے ایسے حضرات کو اگر تلاش کیا جائے تو الذروۃ للکبریٰ اور السبع حصون' وغیرہ کتابوں سے مل جائیں گے جو جھوٹ سے بھری تالیف ہے ان کتابوں میں ایسے فرضی صحابہ کے نام لکھے ہیں جن کا دنیا میں وجود نہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کا ذکر اس لئے نہیں کیا کیونکہ جس کسی نے شاذ و نادر کسی شخص کا ذکر کیا ہے تو میں نے بھی اسے کافی سمجھا۔

۳۷۳۵ سالم العدوی [4]

ابن عبدالبر [5] نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے جوانی میں نبی ﷺ کے پاس آئے اتفاق سے چھینکے تو آپ ﷺ نے ان کی چھینک کا جواب دے کر انہیں دعا دی۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: میرا خیال نہیں کہ ان کا تعلق عدی قریش سے ہو۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے یہ سالم بن حرملہ ہیں جن کا تذکرہ قسم اوّل میں ہوا ہے۔ بات یہی ہے جو انہوں نے لکھی ہے۔ عدوی کے بعد دو تراجم میں ابن عبدالبر نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ سالم بن حرملہ بن زہیر صحابی ہیں۔ جنہیں

---

[1] الثقات (۳٤۷/٤) [2] الجرح والتعدیل (۱۸۷/٤) [3] تجرید (٤۰٤/۱)
[4] اسد الغابۃ (۱۸۹۸) استیعاب (۸۸۸) تجرید (۲۰٤/۱) [5] استیعاب (۱۳۷/۲) [6] ایضا (۱۳۷/۲)

روایت حاصل ہے اس سلسلے میں ابوعمر کے وہم کو ابن فتحون نے بڑی تفصیل اور احسن انداز سے میں بیان کر دیا ہے۔

۳۷۳۶ سالم خادم النبی ﷺ اس قسم میں سے سلمی میں تذکرہ ہوگا۔

۳۷۳۷ السائب ❶

خلاد الجہنی کے والد۔ ان سے ان کا بیٹا خلاد بحوالہ نبی ﷺ تین پتھروں ❷ سے استنجاء کرنے کی حدیث نقل کرتا ہے۔ ایسا ہی ابن عبدالبر ❸ نے لکھا ہے، ان میں اور سائب بن خلاد جہنی میں فرق کیا ہے جن کا قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی شخص ہے۔ استنجاء کے بارے میں ان کی حدیث امام بخاری ❹ نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے نقل کی ہے۔ ابن الاثیر نے انہیں مکرر لکھنے پر ابوعمر کے وہم پر تنبیہ کی ہے۔

۳۷۳۸ السائب بن یزید

مولا عطاء بن سائب۔ ابن مندہ نے ان میں اور سائب نمر کے بھانجے میں فرق کیا ہے جو وہم ہے۔ حالانکہ یہ وہی ہیں۔ چنانچہ ابن مندہ نے بطریق عطاء بن سائب روایت کی ہے کہ سائب بن یزید کا سر کا اگلا حصہ کھوپڑی تک سیاہ بالوں پر مشتمل تھا جبکہ ان کی بقیہ داڑھی اور سر سفید بالوں سے پر تھا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: ایک بار نبی ﷺ کا گزر ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کی: سائب بن یزید۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، پھر آپ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ کبھی سفید نہیں ہوئی۔ ❺ ابونعیم لکھتے ہیں: میرے نزدیک وہ سائب بن یزید نمر کے بھانجے ہیں۔ پھر اس کی صراحت کے بارے ایک روایت نقل کی، ایسا ہی بغوی اور ابن سعد نے اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا ہے۔ ادھر عجلی کی روایت میں سائب بن یزید نمر بن قاسط کے بھائی لکھا ہے، انہوں نے ابن قاسط کا لفظ زائد نقل کیا ہے۔ ابوعمر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے کہ وہ نمر بن قاسط کی اولاد سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وضاحت قسم اوّل میں ہو چکی ہے، جب کسی راوی نے لفظ نمر دیکھا تو اسے نمر بن قاسط سمجھ لیا، اپنی طرف سے ان کا نسب گھڑ لیا۔

باب سین کے بعد حاء

۳۷۳۹ سَخر الخَیر

ابن قانع نے ان کی حدیث تخریج کی ہے، یہ ہذیل کے ایک صاحب ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں استدراک میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ان کے قلم سے سین کے ساتھ ہی نقل کیا۔ ابن قانع سے کھلی غلطی ہوئی ہے، انہوں نے سحر الخیر ہذلی لکھا ہے کہ

---

❶ اسد الغابۃ (۱۹۱۰) استیعاب (۸۹۶) تجرید (۲۰۵/۱) ❷ المعجم الکبیر (۱۶۷/۷) مجمع الزوائد (۱۶۹/۱۰)

❸ استیعاب (۱۴۰/۲) ❹ التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲) ❺ المعجم الکبیر (۶۶۵۳/۷) مجمع الزوائد (۴۰۹/۹) الطبقات (۱۴۲/۲)

معلّی بن راشد بحوالہ اپنی دادی روایت کرتے ہیں: ہمارے پاس ہذیل کا ایک شخص آیا جس کا نام سحر الخیر تھا اور وہ صحابی تھے، ہم ایک برتن میں سے کھا رہے تھے، فرمایا: ہم سے نبی ﷺ نے بیان کیا: ''جس نے کسی برتن میں کھانا کھا کر اسے چاٹ لیا تو وہ برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے''۔ [1]

ایک نسخہ میں میں نے ان کا نام شین سے لکھا دیکھا ہے، یہ شخص وہی ''نبیشه الخیر'' ہیں، ان کی حدیث امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بغوی، دارمی، ابن ابی خیثمہ، ابن السکن اور ابن شاہین وغیرہ نے بطریق معلّی بن راشد جن کا ابھی ذکر ہوا ہے اسی سند سے نقل کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جو ہم حدیث معلّی میں راشد سے ہی جانتے ہیں۔ اسے یزید بن ہارون اور کئی ایک ائمہ نے حدیثِ معلّی بن راشد نقل کیا ہے۔ الدارقطنی ''الافراد'' میں لکھتے ہیں کہ معلّی بن راشد اس روایت کو اپنی دادی ام عاصم سے بحوالہ ہذیل کے ایک نبیشہ نامی شخص سے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔ ایسا ہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ یہی روایت عبداللہ بن احمد نے اپنی ''زیادات'' میں روح بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ قواریری، بحوالہ محمد بن جعفر جوزکانی ہیں، روایت کی ہے کہ ہم سے معلّی بن راشد نے بحوالہ اپنی دادی ام عاصم بیان کیا، جو سنان بن سلمہ کی ''ام ولد'' تھیں۔ فرماتی ہیں: ہمارے ہاں ہذیل کا نبیشه الخیر نامی ایک شخص آیا، جو صحابی تھا۔ ہم لوگ ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے، پھر ترمذی کے الفاظ ذکر کیے اور بغوی کے الفاظ اسی کے مفہوم میں ہیں۔ صرف انہوں نے اتنا فرمایا: ان کا نام نبیشہ بتایا جاتا ہے۔ ابن شاہین کی روایت ترمذی جیسی ہے جبکہ ابن السکن کی روایت میں نبیشہ الخیر ہے۔ دارمی لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے ابوالیمان البراء جو معلّی بن راشد ہیں سے انہوں نے اپنی دادی ام عطاء سے روایت کی ہے، فرماتی ہیں: ہمارے ہاں نبیشہ مولا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ نیز ابن شاہین کی روایت میں ہے معلّی بن راشد ھذلی (تیر انداز) نبال قسم والے ان کی کنیت ابوایمان ہے، پھر اس حدیث کا سیاق یوں بیان کیا: بحوالہ ہذیل کے نبیشہ الخیر نامی شخص۔

یہی روایت ابن قانع نے نبیشہ کے حالات میں نقل تو کی ہے لیکن اس کی سند میں خبط ہو گیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: معلّی بن راشد تو اس بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے وہ ہذیل کے نبیشہ نامی شخص سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جس نے برتن میں کھا کر اسے چاٹ لیا وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے''۔ تو ان کا یہ کہنا: میرے والد شاید میری والدہ تھا، جس میں تبدیلی ہو گئی۔ دادی پہ ماں کا اطلاق ہو سکتا ہے، پھر ان کا یہ کہنا میرے دادا، یہ مزید عبارت ہے اس کی ضرورت نہ تھی یا تھا ''حدثتنی جدّتی'' جس میں غلطی ہوئی اور دونوں میں ''ابی بواسطہ'' کا اضافہ کر دیا۔ یہی زیادہ قریب مفہوم ہے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد دال

۳۷۴۰ سدید مولا ابوبکر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی کا خط لے کر نکلے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے، ایسا ہی ''تجرید'' میں سین سے لکھا ہے، جبکہ یہ نام شین سے ہے، جیسا کہ قسم ثالث میں شین کے تحت بیان ہوگا۔ ذہبی نے ''المشتبه'' میں ان کا درست نام لکھا ہے۔

---

[1] ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی اللقمة تسقط (۱۸۰۴) ابن ماجه (۳۲۷۱) الدارمی (۲/۹۶)

باب سین کے بعد راء

۳۷۴۱ سراقہ بن المعتمر[1]

بن انس۔ تجرید میں ذہبی بحوالہ ابن الاثیر[2] لکھتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔ اسی طرح انہوں نے سراقہ بن معتمر بن اذاہ بن ریاح قرشی عدوی کا عنوان قائم کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابن کلبی کا ہے جو اصل سے منقول ہے۔ ابن الاثیر نے عدی بن کعب تک ان کا نسب بیان کیا اور معتمر اور اذاۃ کے درمیان سے انس کو ساقط کر دیا۔ باوجودیکہ جمہرہ ابن کلبی میں موجود ہے اسی کا ابن الامین نے ذکر کیا ہے اور ابن کلبی نے نقل کیا ہے تو ہوا یوں کہ جب ان کے نسب میں انس نہیں لکھا گیا تو ذہبی نے انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا۔

۳۷۴۲ (ز) سَرْباتک[3] (شاہِ ہند)

ذیل میں ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ اسحاق بن ابراہیم طوسی فرماتے ہیں، جب ان کی عمر ستانوے (۹۷) سال تھی میں نے شاہِ ہند سرباتک کو قنوج یا قموج نامی شہر میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہے؟ وہ کہنے لگے: سات سو پچیس (۷۲۵) سال۔ ان کا گمان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں دعوتِ اسلام دینے کے لیے ان کی طرف حذیفہ، اسامہ اور صہیب رضی اللہ عنہم کو بھیجا تھا، انہوں نے بات مان لی اور اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کا خط قبول کر لیا۔[4] ذہبی تجرید میں لکھتے ہیں: یہ واضح جھوٹ ہے۔ ابن الاثیر[5] نے ابن مندہ کو ان کا ذکر نہ کرنے پر معذور قرار دیا ہے، ابوحامد بحوالہ ابوسعید مظفر بن اسد حنفی طبیب روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے سرباتک ہندی کو فرماتے سنا: میں نے محمد ﷺ کو دو بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں دیکھا تھا، آپ سب سے خوبصورت اور میانہ قد تھے۔ عمر کا قول ہے: سرباتک کا انتقال تین سو تینتیس (۳۳۳ھ) میں ہوا۔ بقول مظفر بن اسد ان کی عمر آٹھ سو چورانوے (۸۹۴) سال تھی۔

۳۷۴۳ (ز) السرّی[6] (ربیع کے والد)

درست سُبرہ بن معبد ہے، کسی راوی نے غلط لکھ دیا جس کی وجہ سے بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابوموسیٰ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن ابی علی اور علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ ان کا معاملہ ان دونوں سے کیسے مخفی رہا۔ پھر بطریق عسکری بواسطہ ربیع بن السری بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔[7] (الحدیث) یہ حدیث اسی سند سے مشہور ہے جو ربیع بن سبرہ بن معبد بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور یہی درست ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۵۶) تجرید (۲۱۰/۱) [2] اسد الغابہ (۲۸۲/۲) [3] اسد الغابہ (۱۹۵۷) تجرید (۲۱۰/۱)
[4] جامع المسانید (۷۹/۵) اسد الغابہ (۲۸۲/۲) [5] اسد الغابۃ (۲۴۲/۲) [6] اسد الغابہ (۱۹۶۰) تجرید (۲۱۱/۱)
[7] مسند احمد (۴۰۵/۳) المعجم الکبیر (۶۵۱۸/۷) دلائل النبوۃ (۸۹/۵) جامع المسانید (۶۳/۵)

باب سین کے بعد عین

۳۷۴۴ سعد بن بکر

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔قسم ثالث سے یہاں منتقل کر دیا گیا ہے۔

۳۷۴۵ سعد بن ربیع

از بنی جحجبی۔ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔درست نام سعید ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہوا ہے۔

۳۷۴۶ (ز) سَعْد بن ابی سَرْح عامری

خلیفہ بن خیاط نے کاتبین نبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں السیرۃ النبویہ میں اس سے متنبہ کیا ہے، وہ تو ان کے بیٹے عبداللہ ہیں، جیسا کہ حرف عین میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

۳۷۴۷ سعد بن سھل

سعید بن سھل میں تذکرہ ہوا ہے، اور اس بارے میں وہم کی تفصیل قسم اوّل میں ہوئی ہے۔

۳۷۴۸ (ز) سعد بن عیاض ثمالی [1]

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس سے متنبہ کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ [2]

میں کہتا ہوں: انہیں دورِ نبوی نہیں ملا، یہ تو ابن مسعود وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم: [3] تابعی ہیں۔ان کی حدیث مرسل ہے اور "مراسیل" میں لکھتے ہیں: یحییٰ بن آدم، اسرائیل سے وہ ابواسحاق سے وہ سعد بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ بہت کم گفتگو کرتے تھے، اور جب ہمیں جنگ کا حکم دیا تو ہم سب سے زیادہ سخت حملہ کرتے"۔ [4]

ابن ابی حاتم [5] فرماتے ہیں: میرے والد نے اس حدیث کو وحدان میں شامل کر کے پھر اس کی علّت (خرابی) بیان کی ہے۔

۳۷۴۹ سعد بن محیّصہ انصاری [6]

ذہبی کے شاگرد شریف حسینی دمشقی نے اپنی کتاب "التذکرۃ برجال العشرۃ" میں ان کا ذکر کیا ہے اور مسند احمد اور شافعی کے حوالہ جات دے کر کہا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کی حدیث حجام (سینگی لگانے والے) کی اجرت کے بارے میں ہے۔ان سے ان کا بیٹا حرام روایت کرتا ہے۔ان سے سخت غلطی ہوئی، کیونکہ مسند احمد میں حرام کی زہری سے مروی روایت کے تمام طرق مختلف ہیں۔حرام بن محیصہ کے نسب میں سعد کا ذکر نہیں اور نہ شافعی کی روایت میں حرام بن سعد بن محیصہ بحوالہ محیصہ ہے، اس میں سرے سے سعد کی روایت ہی نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۳۰) استیعاب (۹۵۶) تجرید (۲۱۷/۱) [2] استیعاب (۱۶۶/۲) [3] الجرح والتعدیل (۸۸/٤)

[4] دلائل النبوۃ (۳۲٤/۱) [5] الجرح والتعدیل (۸۸/٤) [6] اسد الغابہ (۲۰٤۰) تجرید (۲۱۸/۱)

۳۷۵۰ سعد بن هذیم [1]

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایک روایت نقل کی ہے کہ ابوخزامہ جو بنی حارث بن سعد بن ہذیم کے ایک فرد ہیں بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو دوائیں ہم استعمال کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ (الحدیث) [2] ابن مندہ نے اسی سند سے بواسطہ حارث بن سعد بن ہذیم انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے، ایسا ہی ابن زبیر نے بطریق فلیح، زہری سے باضافہ نقل کی ہے۔ ابوخزامہ اور حارث سے مروی ہے۔ بغوی کی روایت میں لفظی غلطی ہے وہ اس وجہ سے کہ اس میں ہے "ابوخزامہ بنی حارث کے ایک فرد سے مروی ہے"۔ غلط ہو کے اخبرنی بن گیا اور فلیح کی روایت میں تبدیل ہو کر عن بن گیا۔ لیث، ابن المبارک اور سلیمان بن بلال نے بحوالہ یونس درست نقل کی ہے۔ ایسا ہی الاحاد والمثانی میں ابن ابی عاصم نے بطریق صالح بن کیسان بحوالہ زہری لکھا ہے، بنی حارث بن سعد کے ایک فرد سے ان کی اولاد میں ہونا مراد ہے، یہ نہیں کہ ان کے حقیقی صلبی بیٹے ہیں جس کی وضاحت ہم کریں گے۔ ابوداؤد کو اس کے ظاہر سے دھوکا ہو گیا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: سعد نے نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: سعد کی تو اس حدیث میں روایت ہے ہی نہیں، کیونکہ وہ اسلام کے آنے تک زندہ نہیں رہے۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا ان کا گمان ہے تو پھر صحابی حارث بن سعد ہوئے۔ اسی وہم کی وجہ سے ابن شاہین نے صحابہ میں حارث کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اور پھر بطریق زبیدی بواسطہ ابوخزامہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوعمر [3] کو استیعاب میں وہم ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں: سعد بن ہذیل، حارث بن سعد کے والد ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ان کی حدیث ابن شہاب کے ہاں بواسطہ ابوخزامہ، حارث بن سعد سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو رقیہ (حفاظت کا ورد یا دم) ہم کرتے ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہم کرنے والے اپنے وہم کا اتباع کرتے ہوئے اس میں اضافہ کیا جو غلط ہے کہ "ہذیل نے فرمایا" حالانکہ وہ ہذیم ہیں۔ التمہید میں ابوعمر [4] کو اس وہم سے آگاہی ہو گئی تو وہاں بطریق ابن عیینہ، زہری سے بواسطہ ابوخزامہ بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے، پھر اسمٰعیل القاضی سے نقل کیا ہے کہ اس میں یونس سے آگے اختلاف ہے، چنانچہ سلیمان بن بلال ان سے وہ زہری سے وہ ابوخزامہ سے جو بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں، وہ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے پوچھا۔ اور عثمان بن عمر نے فرمایا: ابوخزامہ سے مروی ہے کہ حارث بن سعد نے انہیں بتایا کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا۔ اسماعیل لکھتے ہیں: درست سلیمان کا قول ہے، عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، یہ بات یزید بن زریع نے ان سے نقل کی ہے یہی روایت حماد بن سلمہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے نقل کی تو کہا: زہری بنی سعد کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، نہ ان کا نام لیا اور نہ کنیت بتائی۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۵۰) استیعاب (۹۶۷) تجرید (۲۱۹/۱)

[2] ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرقی والادویۃ (۲۰۶۵) ابن ماجہ کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء (۳۴۳۷) المستدرک (۲۰۲/۴) المعجم الکبیر (۲۱۵/۳) مجمع الزوائد (۸۳/۵)

[3] استیعاب (۱۷۱/۲) [4] ایضا

میں کہتا ہوں: مذکور سعد بن ہذیم ایک بہت بڑے قبیلے کے دادا ہیں۔ وہ سعد بن زید بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہیں۔ انہیں سعد ہذیم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہذیم ایک سیاہ فام حبشی غلام تھے، جنہوں نے سعد کو گود لیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مشہور ہو گئے۔ اہل نسب کے ہاں یہی بات معروف ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ابن عبدالبر اور ابن الاثیر جنہیں نسب کی جان پہچان بھی ہے، ان سے یہ بات کیسے مخفی رہ گئی۔ اس میں ابوخزامہ مذکور جو زہری کے شیخ ہیں ہمیں ان کے نام کا پتہ نہیں۔ البتہ ان کے والد کا نام یعمر ہے جو صحابی ہیں، ان کا تذکرہ اپنے صحیح مقام پر ہوگا۔

۳۷۵۱ (ز) سَعْد

عبداللہ کے والد۔ بقول ابونعیم وغیرہ: ابن مندہ نے ان میں اور سعد بن الاطول میں فرق کیا ہے جو وہم ہے۔

۳۷۵۲ سعد الدُّئلیّ

بقول ابوموسیٰ: ابن ابوعلی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور نام غلط لکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ نام سعر ہے، آخر میں را کے ساتھ ہے۔

۳۷۵۳ سعید

ابن احمد بن معاویہ تمیمی۔ ابن فتحون نے ابن عبدالبر کی کتاب کے استدراک میں سعید نامی حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ یہ نام شُعَیْل ہے، جیسا کہ درست بیان ہوگا۔

۳۷۵۴ سعید بن ایاس [1]

ابوعمرو الشیبانی۔ طبرانی [2] نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں جو کہ وہم پر مبنی ہے، یہ نام سعد ہے اور یہ مخضرمی ہیں، صحابی نہیں۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۷۵۵ (ز) سعید بن بکر

صحابی ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان میں ان کا قول نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد کی کتاب الایمان میں وہ روایت بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن بکر مروی ہے، جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر سابقہ اثر سعید بن عمارہ جو بنی سعد بن عمارہ کے فرد ہیں ان کے حالات میں ذکر کیا۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ انہیں سعد اور سعید کہا جاتا ہے۔ لگتا ہے جو نسخہ ذہبی کے پاس تھا اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے "اخی بنی" "اخبرنی" بن گیا، جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سعد بن بکر صحابی ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ "انہیں شرف صحابیت حاصل ہے" سے مراد سعید بن عمارہ ہیں۔ رہے سعد بن بکر تو وہ ان کے پردادا ہیں جو صحابہ کی ایک جماعت کی اولاد کا بہت بڑا "بطن" ہے۔ اِن میں اور اُن میں بے شمار پشتیں ہیں۔ واللہ المستعان۔ (بعینہٖ یہ تذکرہ اور ترجمہ ۳۶۷۴ بعنوان سعد بن بکر میں گزر چکا ہے۔ [عامر تقی ندوی])

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۵۹) تجرید (۲۲۰) [2] المعجم الکبیر (۶۷/۶)

۳۷۵۶ سعید بن حارث [1]

بن خزرج۔ ابوعمر [2] نے سعید نامی حضرات کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بحوالہ اسامہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور آپ سعد بن عبادہ اور سعید بن حارث بن خزرج کی عیادت کرنے گئے۔ (حدیث) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن وضاح کو اس میں وہم ہوا ہے اوروں نے یہ روایت بحوالہ ابن ابی شیبہ درست نقل کی ہے۔ اس میں ہے سعد بن عبادہ کی بنی حارث بن خزرج میں عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ ایسا ہی شیخین وغیرہ اور لیث نے نقل کیا ہے، اور یہی روایت ابن یونس، سعید بن عبدالعزیز، شعیب بن ابی حمزہ اور معمر نے بحوالہ زہری نقل کی ہے۔

۳۷۵۷ سعید بن حرب

ایک قول ہے: یہ ابوبرزہ اسلمی کا نام ہے۔ عمر بن شبہ نے سعید بن جبیر کی مرسل روایت سے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ مکہ فتح ہوا تو ابوبرزہ اسلمی (جن کا نام سعید بن حارث تھا) نے عبداللہ بن خطل کو پکڑ لیا۔ وہ کعبہ کے پردوں سے جھول رہا تھا۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: اس میں تبدیلی ہوئی ہے جس کی وضاحت دوسری روایت سے ہوتی ہے، اس میں ہے: اس کی طرف ابوبرزہ اور سعید بن حرب دوڑ پڑے، وہ دونوں میں سے مضبوط آدمی تھے۔ (حدیث) یہی درست ہے۔

۳۷۵۸ سعید بن حصین [3]

ابن الدباغ نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے، لفظی غلطی سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان کا اور ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا گیا۔ چنانچہ ابن الاعرابی کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے، فرماتی ہیں: ہم لوگ حج یا عمرہ سے واپس ہوئے تو انصار کے بچے ہم سے ملے، سعید بن حصین کو ان کی اہلیہ کی وفات کی اطلاع دی تو وہ رونے لگے، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم ایک عورت پر روتے ہو''۔ (حدیث) [4] اس میں درست نام اسید بن حضیر ہے، جیسا کہ امام احمد، اسحاق، بجی، طبرانی، ہیثم بن کلیب، سیمویہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق محمد بن عمرو اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۳۷۵۸ سعید بن حَیْوَہ [5]

کِنْدِیر کے والد۔ ابن ابی حاتم [6] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن عبدالبر نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے، راجح وزنی بات یہ ہے کہ ان کا تعلق قسم ثالث سے بنتا ہے جس کے متعلق میں نے وہاں متنبہ کر دیا ہے۔ تجرید میں لکھا ہے: سعید بن حیدہ دال کی بجائے واؤ سے سعید بن حیوہ ہے۔ ابن الاثیر [7] نے متنبہ کیا ہے کہ ابن عبدالبر [8] کو ان کے والد کے نام میں وہم ہوا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے ابن ابی حاتم سے بھی اس میں چوک ہوئی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۶۲) استیعاب (۹۸۰) تجرید (۲۲۰/۱) [2] استیعاب (۱۷۶/۲) [3] اسد الغابہ (۲۰۶۶) تجرید (۲۲۱/۱)

[4] مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۱۲۴، ۱۲۵) ابن ماجہ المقدمہ (۱۵۸) مسند احمد (۱۴۱۵۵)

[5] اسد الغابہ (۲۰۶۷) استیعاب (۹۸۳) تجرید (۲۲۱/۱) [6] الجرح والتعدیل (۱۱/۴)

[7] اسد الغابہ (۳۲۳/۲) [8] استیعاب (۱۷۷/۲)

۳۷۶۰ (ز) سعید بن ابی ذباب

ابن حزم نے بحوالہ مسند بقی بن مخلد "وحدان" میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ درست "سُعْد" عین کے سکون سے ہے۔

۳۷۶۱ سعید بن ذی لَعْوَه

تابعین میں سے ایک ضعیف راوی، ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: "نجاشی نے تصدیق کر لی ہے"۔ پھر عسکری لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں، ان کی روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: حفاظ کا اتفاق ہے کہ "یہ تابعی ہیں"۔

۳۷۶۲ (ز) سَعِیْد بن رَسیم

بقول بعض: نبی ﷺ نے انہیں زکوۃ کے لیے بھیجا تھا۔ ایسا ہی "الکفایة" لابن رفعه میں لکھا ہے جو غلط ہے، یہ واقعہ سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ کے حوالہ سے مشہور ہے۔ لگتا ہے ان سے ان کے والد کا نام چھوٹ گیا اور ان کے دادا کا نام غلط ہو گیا۔

۳۷۶۳ سعید بن ابی سعید[1]

قرآن مجید کو تغنی (تجوید) کے ساتھ پڑھنے کی حدیث نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں جو بروایت عبیداللہ ابن ابی نہیک بحوالہ ان کے مروی ہے۔ جبکہ صحیح ابن ابی نہیک سے بحوالہ سعد مروی ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، سعید بن ابی سعید صحابی ہیں۔ یہ روایت تو مرسل ہے اور خود ابوداؤد نے اپنی مسند میں بحوالہ لیث اختلاف بیان کیا ہے، ان میں سے ایک یہ روایت ہے پھر المزی مراسیل میں لکھتے ہیں: سعید بن ابی سعید المقبری یہ حدیث[2] "وہ ہم میں سے نہیں جس نے ترتیل سے قرآن نہ پڑھا"، نقل کی ہے۔ عبداللہ بن ابی نہیک کے حالات میں بحوالہ سعد بن ابی وقاص یہ حدیث بیان ہو چکی ہے، یہی درست ہے۔

۳۷۶۴ سعید بن سهیل

قسم اوّل میں سعد نامی شخصیت میں وہم کے بیان کے ساتھ تذکرہ ہوا ہے۔

۳۷۶۵ سعید بن عامر لخمی[3]

ابن حزم نے بحوالہ مسند بقی وحدان میں اور ذہبی نے بحوالہ ابریعلی ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن نسب غلط بیان کر دیا، یہ جمحی ہیں، جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

---

[1] تجرید (۲۲۲/۱)

[2] ابوداؤد كتاب الصلاة باب استحباب الترتيل فى القراة (۱٤٦٩، ۱٤٧٠) المستدرك (٥٦٩/۱) المعجم الكبير (٢٥/٥) كنز العمال (٢٧٦٩) الدر المنثور (٣٤٩/۱)

۳۷۶۶ سعید العکیّ [1]

ثم الآملی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ درست سوید [2] ہے۔

۳۷۶۷ سعید بن العاص [3]

بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔ ابن حبان نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کر کے کھلے وہم کا ثبوت دیا ہے اور اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ لکھتے ہیں کہ وہی عمر رسیدہ ہیں جنہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، پھر ابن حبان سے پہل کرنے والا شخص بھی مجھے مل گیا جو یعقوب بن سفیان ہیں وہ اپنی تاریخ میں بطریق ملیح، ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن عاص نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تمہارے اسلام میں بہترین لوگ وہی ہیں جو جاہلیت میں بھی بہترین تھے''۔ [4] یعقوب بن سفیان نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سعید بن عاص وہی امیہ بن عبدشمس کے بیٹے ہیں اور ان سعید کی کنیت ابواُحیحہ تھی۔ قریش کے معزز شخص تھے۔

ابن عساکر لکھتے ہیں: انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا۔ یعقوب بن سفیان کو اپنے گمان میں وہم ہوا ہے، مذکورہ حدیث ان کے بیٹے سعید بن عاص بن سعید بن عاص کی ہے۔ ابن ابی داؤد ''المصاحف'' میں لکھتے ہیں کہ سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے: قرآن مجید کی عربیت کا معیار سعید بن عاص کی زبان پر قائم ہے۔ کیونکہ ان کا لب ولہجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا، ان کے والد عاص بدر میں حالت شرک پر مارے گئے اور دادا سعید بن عاص بدر سے پہلے مشرک ہی فوت ہوئے۔ ابوداؤد میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حصہ ملنے کی بات کی تو سعید بن عاص کے کسی بیٹے نے کہا: اس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ میں نے کہا: یہ کیا؟ ابن قوقل کا قاتل۔ تو سعید بن عاص نے کہا: اس بجو [5] پر تعجب ہے۔ (حدیث)

اس سے وہم ہوتا ہے کہ سعید بن عاص اپنے کسی بیٹے کی وجہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جھگڑے حالانکہ ایسا نہیں۔ بلکہ درست یوں ہے: ابان بن سعید بن عاص نے کہا: میں نے شرح بخاری فتح الباری میں ان کے جھگڑے کی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ [6]

طبرانی میں حدیث جبیر بن مطعم سے منقول ہے: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعید بن عاص کی عیادت کرتے دیکھا''۔ (حدیث) میں نے ان کے پوتے کے حالات میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابواحیحہ مکہ میں جیسا عمامہ باندھتے ان کی شان کی وجہ سے کوئی ایسا عمامہ نہ باندھتا۔ ان کی والدہ ریطہ بنت البیاع بن عبدیالیل ثقفیہ ہیں۔ سعید شام تجارت کی غرض سے آئے تو عمرو بن جفنہ نے انہیں عثمان بن حارث کے لیے گرفتار کرلیا، جس پر سعید نے کہا: ؏

''اے میرے سوار! جب تو ادھر مڑے تو میری قوم کے یزید تک ضرور پیام پہنچا دینا، عثمان کو یا عفان کو یا بلند آواز

---

[1] اسد الغابہ (۲۰۸۹) تجرید (۳۳۳٤) [2] الاحاد والمثانی (٤/٤٦٣)

[3] اسد الغابہ (۲۰۸۲) استیعاب (۹۹۲) تجرید (۲۳۲۵) [4] الثقات (٤/٢٧٦)

[5] کنز العمال (۸۸۸۰) تهذیب تاریخ دمشق (٦/١٣٤)

[6] بخاری کتاب الجهاد باب الکافر یقتل المسلم (۲۸۲۷) المعجم الکبیر (۱۵۸٤) (٢/١٣٨)

سے سردار تک پہنچا دینا۔ میں مدح کرنے والوں کی ایسی تعریف کروں گا کہ وہ بدکتے ہوئے آ پہنچیں گے"۔

انہیں ہشام بن سعید بن عبداللہ بن ابی قیس عامری کے ساتھ قید کیا گیا۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: ؏

"ہشام! میری اور تیری قوم نے آخری زمانے تک مجھے اور تجھے چھوڑنے پر اتفاق کرلیا ہے"۔

چنانچہ بنی عبدشمس نے باہمی فیصلہ کیا کہ سعید بن عاص کا فدیہ دیا جائے، جس کے لیے بہت سا مال جمع کیا اور فدیے میں پیش کر دیا، اور ہشام قید میں ہی فوت ہوگئے۔

۳۲۶۸ (ز) سعید بن عبداللہ الثقفی [1]

بغوی کی المصابیح کے کئی نسخوں میں کتاب الادب، باب حفظ اللسان من الحسان میں حدیث سعید بن عبداللہ ثقفی لکھی ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ خدشہ کس چیز کا ہے؟ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زبان پوٹوں سے تھام کر فرمایا: "اس کا"۔ اس میں ایسا ہی ہے جبکہ اس میں لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ سفیان ہیں یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے ترمذی نے نقل کیا اور اس کی اصل مسلم میں ہے۔

۳۲۶۹ (ز) سعید بن عبدالعزیز [2]

بقی کی مسند میں ان کی چار احادیث ہیں۔ درست نام سعید ابوعبدالعزیز ہے جیسا کہ تجرید میں ہے۔ قسم اوّل میں سعید شامی ابوعبدالعزیز کا ذکر ہوا ہے، ابن قانع نے ان کا نسب انصاری بتایا ہے۔ جبکہ ذہبی [3] نے سعید انصاری کا الگ عنوان قائم کیا ہے، اور لکھا ہے ابن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا پھر ابن عامر کے بعد سعید کا ذکر کیا ہے جن سے ان کا بیٹا عبدالعزیز روایت کرتا ہے۔ یہ تینوں نام حقیقت میں ایک شخص ہے۔

۳۲۷۰ (ز) سعید بن عقبہ ثقفی [4] الطائفی

ابن مندہ کی کتاب میں طریح کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے صحابی ہیں، جبکہ ابن مندہ نے علیحدہ عنوان سے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور نہ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے بہتر کیا۔ کیونکہ یہ غلط ہے جو سند میں خبط کی وجہ سے واقع ہوا ہے، وجہ یہ ہے کہ انہوں نے طریح کے حالات میں جو لکھا ہے وہ بعینہٖ پیش ہے: سعید بن یزید حمصی ہم سے محمد بن عوف کے واسطہ سے وہ محمد بن عبداللہ بن حوشب سے وہ اسمٰعیل بن طریح سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان کے دادا سعید بن عقبہ کی جانب تیر پھینکا جو ان کی آنکھ میں لگ گیا [5] (حدیث) ابن مندہ نے یہی حدیث اسی سند سے سعید بن عبید کے حالات میں درج کی ہے، لیکن اس میں حوشب کے بعد لکھا: اسمٰعیل بن سعید بن عبید ثقفی جن کا تعلق اہل طائف سے تھا، فرماتے ہیں: "مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا بیان کیا کہ ابوسفیان نے طائف کے روز انہیں تیر مارا"۔ (حدیث) [6] یہی معتبر ہے اور صحابی سعید بن عبید ہیں۔ متن کے سیاق میں ایک اور چیز ہے جو میں نے سعید بن عبید کے

---

[1] تجرید (۲۳۳۱) (۱/۲۲۳) [2] تجرید (۲۳۳۰) [3] تجرید (۶۳) [4] اسد الغابہ (۲۰۸۶) تجرید (۱/۲۲۳)

[5] تہذیب تاریخ دمشق (۶/۴۰۸) [6] جامع المسانید (۵/۳۰۸) اسد الغابہ (۲/۳۳۲)

حالات میں بیان کردی ہے۔

۳۷۷۱ سعید ✿

بقول بعض: معبد بن عمرو تیمی بنی سہم کے حلیف۔ ذہبی نے ان کا دوبار ذکر کیا ہے۔ ✿

۳۷۷۲ سعید بن وقش اسدی ✿

ابن مندہ نے ان کا نام بھی غلط لکھا ہے، یہ ابن رقیش (راء سے تصغیر) ہے۔

۳۷۷۳ سعید بن یزید ازدی ✿

قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۷۷۴ سُعَید ✿

تصغیر ہے۔ سعید بن سہل جن کا قسم اوّل میں ذکر ہوا وہیں ان کا ذکر اور وہم بیان کر دیا گیا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۷۷۵ (ز) سفیان بن بُجَیر

ابن مجیب۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۷۷۶ سفیان بن ابی العوجاء ✿

ابولیلیٰ۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے والد ہیں جو ان کا وہم ہے۔ عبدالرحمٰن کے والد انصاری ہیں جبکہ یہ سلمی ہیں۔ وہ صحابی ہیں اور یہ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ کے اتفاق سے تابعی ہیں۔

۳۷۷۷ سفیان بن قیس الکندی ✿

ابن شاہین نے ان سے مروی ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ وہ کندہ وفد کے مؤذن تھے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اس میں لفظی غلطی واقع ہوئی ہے۔ یہ نام سفیان بن قیس ہے جو اشعث بن قیس کے بھائی ہوتے ہیں۔ پہلے درست تذکرہ ہو چکا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۲۰۹۰) استیعاب (۱۰۰۰) تجرید (۲۲۴/۱) ✿ تجرید (۶۳) ✿ اسد الغابہ (۲۰۹۹) تجرید (۲۲۴/۱)

✿ اسد الغابہ (۲۱۰۲) ✿ اسد الغابہ (۲۰۸۰) استیعاب (۹۹۰) تجرید (۲۲۵/۱) ✿ تجرید (۲۲۷/۱)

✿ اسد الغابہ (۲۱۲۱) استیعاب (۱۰۱۰) تجرید (۲۲۷/۱)

باب سین کے بعد کاف

۳۷۷۸ سکن بن ابی السکن ❶

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، کیونکہ انہوں نے ابن ابی حاتم ❷ کی کتاب کا حوالہ دیا جبکہ انہوں نے عثمان بن وکیع کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم میں سات اصحاب رسول ﷺ تھے جن میں سے ایک سکن بن ابی السکن تھے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابن فتحون کو بہت بڑا وہم ہوا ہے وہ اس طرح کہ سکن بن ابی السکن وہی ہیں جو عثمان بن وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سات اصحاب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور یہ بات ابن ابی حاتم کی کتاب میں واضح ہے یہ سکن تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں علی بن المدینی اور ان کے طبقہ کے لوگوں کی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ذہبی نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے جیسا ابن فتحون نے کیا، یوں وہم میں ان کے شریک ہو گئے۔

۳۷۷۹ سکینہ ❸

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محاملی، ابوحاتم رازی حسن بن عبید بن عبداللہ بن زیاد بن سکینہ روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سکینہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر دین ثریا کہکشاں پر بھی ہوتا..... (حدیث) ❹ (تو اس تک سلمان اور ان کا خاندان پہنچ جاتا)۔ فرماتے ہیں: سکینہ نے فرمایا: ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں“۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ وہم ہے حالانکہ یہ نام سفینہ ہے، نہ کہ سکینہ پھر بحوالہ ابوحاتم رازی اس طرح کی مسند روایت نقل کی۔

میں کہتا ہوں: ہم نے یہی روایت بحوالہ ابوحاتم بطریق عبدالغنی بن سعید مصری ان کی سند سے نقل کی ہے۔ اس کے آغاز میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ابوایوب سے فرمایا: انہیں فارسی ہونے کی عار نہ دلانا۔

باب سین کے بعد لام

۳۷۸۰ سلام بن عمرو یشکری ❻

قسم اوّل میں ذکر ہو چکا ہے۔

---

❶ تجرید (۲۲۸/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۲۸۸/۴) ❸ تجرید (٦٤) ❹ اسد الغابہ (۲۱۳٤) تجرید (۲۲۸/۱)

❺ تاریخ بغداد (۳۱۳/۱۰) تفسیر الطبری (٤۲/۲٦) جامع المسانید (۳٤۳/٥) اسد الغابہ (۳٤٤/۲)

❻ اسد الغابہ (۲۱۳٦) تجرید (۲۲۸/۱)

۳۷۸۱ (ز) سلام بن قیس حضرمی ❶

نبی ﷺ سے سماع کیا ہے، ان سے عمرو بن ربیعہ روایت کرتے ہیں ایسا ہی امام بخاری اور ان کے اتباع میں ابن عدی نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: معروف نہیں۔ مغلطائی نے اپنی کتاب "الامامة" میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ یہ غلط ہے، جو ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ درست نام قیصر ہے۔ بسا اوقات صاد کو سین سے بدل دیتے ہیں۔ یہ نام سلامہ بھی منقول ہے۔ قسم اوّل میں عمرو بن ربیعہ کی روایت میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۷۸۲ (ز) سلمان الخیر ❷

بعض نے ان میں اور سلمان فارسی میں فرق کیا ہے، جبکہ ایک شخصیت ہے۔ ابن حبان ❸ نے اس سے متنبہ کیا ہے۔

۳۷۸۳ سلمہ انصاری ❹

عبدالحمید بن یزید بن سلمہ کے دادا۔ بعض نے ان میں اور سلمہ بن یزید میں فرق کیا ہے، جبکہ ایک ہیں۔

۳۷۸۴ سلمہ بن ابی سلمہ الجَرْمیّ ❺

بعض نے علیحدہ سے ان کا ذکر کیا اور سلمہ نامی حضرات میں ان کا نام درج کیا ہے، جو وہم پر وہم ہے۔ یہ نام لام کے زیر سے ہے عمرو کے والد ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کے والد کا نام قیس ہے، قسم اوّل میں درست نام گزر چکا ہے۔ بعض نے انہیں اور سلمہ بن نفیع کو ایک لکھا ہے جبکہ راجح یہ ہے کہ متعدد ہیں۔

۳۷۸۵ سلمہ ھذلی ❻

ابو یعلی نے ان میں اور سلمہ بن المحبق میں اور ان کے اتباع میں ابو نعیم نے فرق کیا ہے۔ مسند بقی بن مخلد میں بھی ایسا ہے ذہبی نے بھی مسند بقی کی علامت دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ یہ سارا وہم ہے۔ دونوں ایک ہیں، ابو موسیٰ نے اس سے متنبہ کر کے اچھا کیا ہے۔

۳۷۸۶ سلمہ بن المُجرّ ❼

ابن شاہین نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کی کوفہ میں ایک مسجد تھی۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا اتباع کیا اور تعاقب نہیں کیا۔ جو سراسر وہم ہے، لفظی غلطی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ نام تو سلمہ المجر ہے جو سمرہ بن معاویہ بن عمرو بن سلمہ کے دادا ہیں، جن کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے یہ سلمہ اسلام سے پہلے دور کے ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۱۳۹) استیعاب (۱۱٤٤) تجرید (۱/۲۲۹) ❷ اسد الغابہ (۲۱٤۹) تجرید (۱/۲۳۰)

❸ الثقات (٤/۳۳٤) ❹ اسد الغابہ (۲۱۵٦) استیعاب (۱۰۳۹) تجرید (۱/۲۲۹)

❺ اسد الغابہ (۲۱۷۲) استیعاب (۱۰۳۰) تجرید (۱/۲۳٤) ❻ استیعاب (۱۰۳۱) تجرید (۲٤٤٦)

❼ اسد الغابہ (۲۱۸٤)

۳۷۸۷ سلم بن یزید[1]

یہ نبی ﷺ سے اور ان سے یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، بقول ابوعمر: میرے نزدیک ان کی حدیث مرسل ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے صحابہ میں ان کا اس سے پہلے ذکر کیا ہو۔ بلکہ ابن ابی حاتم تو فرماتے ہیں: یہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، پھر مجھے استیعاب کے کئی نسخوں میں ان کے والد کا نام نذیر لکھا ملا۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ یزید ہے۔

۳۷۸۸ سلمی[2] (خادم النبی ﷺ)

ابن شاہین ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابوموسیٰ بھی ان کا اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پھر بطریق جعفر الصادق بواسطہ اپنے والد بحوالہ سلمی خادم النبی ﷺ روایت کی ہے کہ ازواج النبی ﷺ اپنے بالوں کی چار لٹیں[3] بناتی تھیں۔ جب غسل کرتیں تو سب کو یکجا کر لیتیں۔ (حدیث) سلمی خاتون ہیں۔ یہ وہی ام رافع، ابورافع کی اہلیہ ہیں۔ ابن شاہین خادم سے سمجھے کہ مرد ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ ابن شاہین نے ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے ان کے طریق سے نقل کیا کہ راوی نے ایک بار کہا: سالم خادم النبی ﷺ سے مروی ہے۔ لگتا ہے: سلمی سے تبدیل ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۳۷۸۹ سلیط بن عمرو[4]

بن مالک بن حسل عامری۔ طبرانی اور ان کے متبعین نے سلیط بن عمرو بن عبدشمس سے روایت کی ہے۔ جبکہ یہ وہی ہیں۔ عمرو ان کے والد ہیں جو عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک ہیں۔ ان کا نسب ان کے والد کے دادا کے حوالہ سے لکھ دیا جاتا ہے، جسے لوگوں نے دوسری شخصیت سمجھ لیا جبکہ واقعہ ایک ہے، وہ یہ کہ ھوذہ بن علی[5] کی جانب یہ قاصد بن کر گئے تھے۔

۳۷۹۰ (ز) السلیل اشجعی[6]

قسم اوّل سے دیکھ لیا جائے۔ ابن مندہ اور ابن ماکولا نے اعتماد سے کہا ہے کہ یہ وہم ہے، درست ابوالسلیل ہے جو ابوالملیح[7] سے روایت کرتے ہیں۔

۳۷۹۱ (ز) سلیمان ابوعثمان[8]

الحاکم ''علوم الحدیث'' میں لکھتے ہیں کہ علی بن سعید العسکری نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور عثمان بن سلیمان بحوالہ اپنے والد یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور تلاوت کرتے سنا۔ حاکم فرماتے ہیں: یہ روایت تین وجہ

---

[3] بالوں کا جوڑہ۔
[1] استیعاب (۱۱۴۸) [2] الثقات (۳۳۴/۴) اسد الغابہ (۲۱۹۶) تجرید (۲۳۴/۱)
[4] المعجم الکبیر (۶۳۸۲/۷) مجمع الزوائد (۲۷۳/۱) [5] اسد الغابہ (۲۲۰۳) استیعاب (۱۰۴۵) تجرید (۲۳۵/۱)
[6] السیرۃ النبویۃ (۱۹۳/۴) [7] اسد الغابہ (۲۲۰۸) تجرید (۲۳۵/۱) [8] مسند احمد (۲۸/۶، ۲۹)
[10] اسد الغابہ (۲۲۲۹) تجرید (۲۳۷/۱)

معلول ہے۔ (۱) اول عثمان وہی ابن ابی سلیمان ہیں اور ابوسلیمان جو محمد بن جبیر بن مطعم کے بیٹے ہیں، ان کے والد صحابی نہیں۔ (۲) دوم عثمان نے یہ حدیث نافع بن جبیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے یوں نافع بن جبیر کا نام چھوٹ گیا۔ (۳) سوم سلیمان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں۔

میں کہتا ہوں: تیسری علت سابقہ کا نتیجہ ہوئی۔

۳۷۹۲ (ز) سلیمان بن جابر [1]

معجم ابن الاعرابی میں ان کی حدیث بروایت قرہ بحوالہ سلیمان بن جابر مروی ہے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی جس کا پلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پہ پڑ رہا تھا۔ میں نے عرض کی: مجھے کوئی وصیت فرمایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا"۔ (حدیث) [2] میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں محمد بن الصلت بن غالب کے حالات میں ان کا نسب الهجيمی درج کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سلیمان درست سلیم ہے وہی ابوجُری الهجیمی ہیں۔ سلیمان غلط ہے۔

۳۷۹۳ (ز) سلیمان بن سعد

تابعی ہیں، مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی بنا پر کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم [3] کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان سے موسیٰ بن ابو عائشہ روایت کرتے ہیں۔

۳۷۹۴ سلیمان بن مُسْہِر [4]

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا، جو وہم ہے، چنانچہ ابن مندہ بطریق ابی حریز روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ نے ان سے بیان کیا کہ ان کے ایک ساتھی نے کہا: چلو مختار کے پاس جاتے ہیں، کیونکہ وہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی دعوت دیتا ہے، پھر ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ فرماتے ہیں: اس نے کوئی بات کی، تو میں نے اپنی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مجھے سلیمان بن مسہر کی بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث یاد آ گئی: "جب کوئی شخص تمہیں اپنے خون کا امین بنائے تو اسے مت قتل کرو"۔ [5] ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست سند یوں ہے: رفاعہ، عمرو بن الحمق سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حریز کو سلیمان بن صرد کے والد کے نام میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ یہی حدیث ابن ابی لیلیٰ نے ابوعکاشہ سے بواسطہ رفاعہ بحوالہ سلیمان بن صرد روایت کی ہے، تو اگر ابوحریز نے اس سند میں سلیمان بن مسہر نام یاد رکھا ہے تو یہ تابعی کی تابعی سے روایت ہے۔ رفاعہ بھی تابعی ہیں اور سلیمان بن مسہر تو اہل کوفہ کے مشہور تابعی ہیں اور یہ متن رفاعہ کی بحوالہ عمرو بن

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۱۳) استیعاب (۱۰۴۹) تجرید (۲۳۶/۱) [2] مسند احمد (۶۳/۵، ٦٤) المعجم الكبير (٦٣٨٣/٧، ٦٣٨٤)

[3] الجرح والتعديل (۱۱۹/٤) [4] اسد الغابہ (۲۲۳۲) تجرید (۲۳۸/۱)

[5] مسند احمد (۲۲۳/٥۔ ۲۲٤) ابن ماجه كتاب الديات باب من امن رجلا على دمه فقتله (۲٦٨٨)

مسندِ ابوداود طیالسی (۱۲۸٥، ۱۲۸٦) جامع المسانيد (٥١٧/٥)

المحبق روایت سے معروف ہے جیسا کہ ابن مندہ نے فرمایا ہے: اسی روایت کو نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے اور میں نے بطریق ابوحریز مختار کے حالات میں طویل ذکر کی ہے۔

۳۷۹۵ (ز) سلیم (بے نسبت)

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا شدہ وہم ہے۔ پھر یہ روایت بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ میں نے اور سلیم نے اپنے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی اور ہماری والدہ ہمارے پیچھے تھیں۔ ✿ ایسا ہی انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری مشہور کے رسالے سے بحوالہ ابن عیینہ نقل کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث مذکورہ رسالے میں صحیح ان الفاظ میں ہے۔ صَلَّيت انا و يتيم جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بروایت ابن عیینہ نقل کی ہے، بقول بعض: مذکورہ یتیم کا نام ضمیرہ تھا۔

۳۷۹۶ (ز) سلیم الضبیّ ✿

خطیب نے "المؤتلف" میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن ہارون بن حمید المجدّر بحوالہ سلیم الضبی روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد مہمان نوازی کرتے اور کئی بھلائی کے کام کرتے تھے (اب ان کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے اسلام کا دور پایا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو ان کاموں کا انہیں کچھ فائدہ نہیں۔ آپ نے جب میری پریشانی بھانپ لی تو فرمانے لگے: البتہ ان کی اولاد میں اس کا یہ اثر ہوگا کہ نہ ان پر ظلم ہوگا نہ وہ ذلیل ہوں گے اور نہ لوگوں کے محتاج ہوں گے"۔ خطیب فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن بشیر (بشر) نے ایسا ہی فرمایا: جبکہ وہ سلمان ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عامر الضبی مشہور صحابی ہیں۔ یہی قول طبرانی، حاکم، دارقطنی اور خطیب نے "المؤتلف" میں نقل کیا ہے جو کئی طُرُق سے ابوعاصم بواسطہ ابونعامہ، عبدالعزیز بن بشیر (بشر) سے بحوالہ ان کے دادا سلمان عامر الضبی منقول ہے اور یہی درست ہے۔ (دیکھیں گزشتہ نمبر شمار ۳۳۵۷۔ عامر تقی ندوی)

۳۷۹۷ (ز) سلیم بن خالد انصاری الزرقی

بقول حافظ ابن عساکر دورِ نبوی پایا ہے اور شام کے جہاد میں شریک ہوئے۔ واقدی فرماتے ہیں: شرحبیل بن حسنہ کا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی مغلطائی نے اپنے استدراک میں لکھا ہے اور ان کے والد کا نام تبدیل کر دیا ہے جبکہ وہ خلدہ ہے جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ (دیکھیں گزشتہ نمبر ۳۴۳۹)

۳۷۹۸ (ز) سلیم ✿ بن عامر الخبائری (تصغیر ہے)

تابعی ہیں۔ مغلطائی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ شعبہ، یزید بن خُمیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سلیم

✿ بخاری كتاب الاذان باب المرأة وحدها تكون صفا (٧٢٧)
نسائی كتاب الامامة باب المنفرد خلف الصف (٨٦٨) مسند احمد (١٢٠٨٢)

✿ اسد الغابه (٢١٤٨) استيعاب (١٩٤/٢) تجريد (٢٣٠/١) ✿ اسد الغابه (٢٢١٨) استيعاب (١٠٥١)

بن عامر کو فرماتے سنا ہے، انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: یہ روایت کہ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے، یہی اصح ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے حافظ ابن عساکر کی تاریخ میں یہ بات نہیں ملی جو انہوں نے نقل کی ہے۔ بلکہ وہاں یہ روایت ہے: انہوں نے اصحابِ رسول ﷺ کا دور پایا ہے، بس۔ ہاں اتنی بات ہے کہ المزی نے ان کے حالات میں یہ قول لکھا ہے لیکن صحیح سے مراد درست ہے۔ اس واسطے کہ یہ سلیم بن عامر مشہور تابعی ہیں۔ جن کا ابن سعد نے تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے کہ پرانے اور معتبر ہیں۔ ابن معین اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے آغاز سے ہی اسلام کا سامنا کیا ہے ان کا گمان ہے کہ ان کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا۔ استقبالِ اسلام سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے فتوحات میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط کی شنوائی میں بکثرت شرکت کی ہے، ممکن ہے وہ اس وقت صغیر السن ہوں۔ اسی بنا پر ابو حاتم ''مراسیل'' میں فرماتے ہیں۔ حضرت عوف بن مالک سے مرسل روایت کرتے ہیں اور مقداد بن اسود، اور عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا ہے۔ مؤرخین ان کی تاریخ وفات تیس (۳۰ھ) لکھتے ہیں۔ علماءِ حدیث کے ہاں یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جس روز نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ''آج جو بھی زمین پر موجود ہے ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا''۔ تو ان لوگوں میں سے کوئی صدی کے آغاز تک زندہ نہیں رہا۔ اور جس آخری صحابی نے نبی ﷺ کی زیارت کی تھی ان کا نام ابو الطفیل عامر بن واثلہ قلمبند کیا گیا ہے۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ وہ ایک سو دس (۱۱۰ھ) میں فوت ہوئے جو صدی کی تکمیل کی برابری کا دور ہے۔ لہٰذا معلوم ہے کہ جس روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اصحابِ رسول ﷺ کا زمانہ پایا ہے وہی درست ہے۔ واللہ اعلم!

باب سین کے بعد میم

۳۷۹۹ سمّالی بن ھزال [1]

قسم اوّل سے دیکھ لیا جائے۔ وہاں مذکور ہے کہ ابو موسیٰ نے وہم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ درست یہ ہے کہ ہزال [2] کے ساتھ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا تھا جیسا کہ حرفِ ھا میں بیان ہوگا۔

باب سین کے بعد نون

۳۸۰۰ سناح عَنبسی

بنی عبس کے نو افراد میں سے ایک۔ طبری وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اور ایسا ہی تجرید میں میں نے دیکھا ہے جو لفظی غلطی سے واقع ہونے والا وہم ہے، درست نام سباع ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۳۸) تجرید (۲۳۸/۱) [2] اسد الغابہ (۳۷۶/۲)

۳۸۰۱ سنان بن رَوح ❶

ایسا ہی کسی نے ذکر کیا ہے جبکہ درست سیار ہے۔

۳۸۰۲ سنان بن سعد

امام غزالی کی ''احیاء العلوم'' میں کتاب الفقر والزہد کے ربع اخیر میں جو منجیات کا چوتھائی حصہ ہے اس میں ان کا ذکر ملتا ہے، اس میں ہے سنان بن سعد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے لیے اون کا جبہ (گرم کوٹ نما لباس) بُنا گیا جس کے کنارے سیاہ رنگ کے تھے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''دیکھو! یہ کس قدر اچھا ہے''۔ آپ نے اسے پہنا نہیں۔ ایک دیہاتی شخص اٹھ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ جبہ مجھے مرحمت فرما دیں۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو اس میں بخل اور کنجوسی ہرگز نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے وہ جبہ اسے دے دیا اور دوسرا جبہ بنوانے کا حکم دے دیا ابھی تک وہ بنا ہی جا رہا تھا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ ہمارے شیخ اس حدیث کی تخریج میں فرماتے ہیں: یہ حدیث طیالسی اور طبرانی ❷ نے حدیث سہل بن سعد سے نقل کی ہے جو طبرانی کے ہاں دوسرے واقعے میں ہے۔ ''احیاء'' کے اکثر نسخوں میں سنان بن سعد ہی لکھا ہے جو غلط ہے۔ واللہ اعلم

۳۸۰۳ (ز) سنان بن سلمہ ❸

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت سلمہ بن جنادہ بحوالہ ان کے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ اور انہیں سنان بن محبق سے الگ نقل کیا ہے جو وہم ہے، سنان کو دیدار تو حاصل ہے لیکن سماع نہیں۔ ادھر ابو عمر ❹ کو ان کے بارے خبط ہوا، وہ لکھتے ہیں: سنان بن سلمہ اسلمی بصری ہیں ان سے قتادہ اور معاذ بن سعد روایت کرتے ہیں ان کی حدیث میں اضطراب ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں وہم ہوا ہے، حالانکہ یہ ہذلی ہیں۔ بغوی نے وہم کی وجہ بیان کی ہے کہ کسی راوی نے ان کے ارسال حدیث کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ روایت اس طرح ہے کہ سنان بن سلمہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے دو بدنے (قربانی کے جانور) ایک شخص کے ساتھ روانہ کیے۔ (حدیث) یہی روایت ابن جریج نے عبدالکریم سے بواسطہ معاذ بن سعد انہوں نے سنان بن سلمہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد جو صحابی ہیں نقل کی ہے، یہی درست سند ہے اس کا کچھ حصہ قسم ثانی میں گزرا ہے۔

۳۸۰۴ سَندَر ❺ ابوالاسود

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لہیعہ یزید سے بواسطہ ابوالخیر بحوالہ سندر مرفوع روایت نقل کی ہے: ''قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے''۔ (حدیث) ❻ اسی میں ہے: ''حق قبول کرتے ہیں اور ان کی بات قبول کی جاتی ہے''۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۲۵۹) استیعاب (۱۰۷۴) تجرید (۲٤۰/۱) ❷ المعجم الکبیر (۵۹۲۰/٦)

❸ اسد الغابہ (۲۲٦۰) استیعاب (۱۰۷٦) تجرید (۲٤۰/۱) ❹ استیعاب (۲۱۷/۳)

❺ اسد الغابة (ت: ۲۲۷٦) تجرید اسماء الصحابة (۲٤۲/۱)

❻ بخاری، کتاب المناقب (۳۵۱٤) مسلم کتاب فضائل الصحابہ (٦۳۷۹) مجمع الزوائد (٤۷/۱۰)

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔ لگتا ہے کہ جب ابو موسیٰ نے اس روایت میں ان کی کنیت ابوالاسود دیکھی تو انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا۔ جبکہ ایسا نہیں، ان کی کنیت ابوالاسود ہے اور ان کے بیٹے عبداللہ کی بھی یہی کنیت ہے۔ جس کی وضاحت عبداللہ نامی حضرات میں ہوگی۔

باب سین کے بعد ھاء

۳۸۰۵ (ز) سهل بن ثعلبه

بن جزء زُبیدی۔ بقول امام بخاری رحمہ اللہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلہ رُخ پیشاب [1] کرنے کی ممانعت کے بارے میں [2] حدیث نقل کرتے ہیں جو ان سے لیث روایت کرتے ہیں، ایسا ہی ابن فتحون نے اپنے استدراک میں لکھ کر کھلی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: سہل بن ثعلبہ سے ابن جزء روایت کرتے ہیں، لفظ عن رہ گیا ابن فتحون کو کیسے خیال آ گیا کہ لیث ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ یہی حدیث طبرانی نے بطریق سہل بواسطہ عبداللہ بن حارث بن جزء نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ، ابوحاتم اور جس کسی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے ہاں سہل تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

۳۸۰۶ سهل بن حنظله

قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے، تجرید [3] میں دو بار ہے۔

۳۸۰۷ سهل بن الربيع [4]

وہی ابن حنظلیہ جن کا ابو عمر نے دو بار ذکر کیا ہے۔

۳۸۰۸ سهل بن ابی سهل [5]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: ''آپس میں ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو''۔ [6] ان سے سعید بن ابی ہلال نقل کرتے ہیں، ابو عمر [7] نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: سہل تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں، اور سعید بن ابی ہلال کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔

۳۸۰۹ سهل [8]

ان کا نام حَزن تھا۔ ابن مندہ نے انہیں سہل بن سعد سے الگ ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ ابو نعیم نے یہ بیان کر کے اچھا کیا۔

---

[1] مسلم كتاب الطهارة باب الاستطابة (٦٠٥) ابوداؤد كتاب الطهارة باب كراهية استقبال القبلة (٩٠٧)
ترمذى كتاب الطهارة (١٦) نسائى كتاب الطهارة (٢١) ابن ماجه كتاب الطهارة (٣١٦)

[2] التاريخ الكبير (١٠٠/٢) [3] الجرح والتعديل (٤(١٩٥) [4] تجريد (٦٨) [5] استيعاب (١٠٩٢)

[6] اسد الغابه (٢٢٩٤) استيعاب (١٠٩٥) تجريد (٢٤٤/١) [7] اسد الغابه (٣٩١/٢) جامع المسانيد (١٦٠/٦)

[8] استيعاب (٢٢٥/٨) [9] اسد الغابه (٢٣١٣) تجريد (٢٤٦/١)

۳۸۱۰ (ز) سھل بن معاذ الجُھَنی

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا نام درج کیا ہے جو وہم ہے، اور یہ وہم کچھ رہ جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ بطریق اسمٰعیل بن عیاس بحوالہ سہل بن معاذ الجھنی روایت کی ہے کہ میں ابوالصائفہ کی معیت میں ایک غزوے میں شرکت کی۔ ہم لوگوں نے ایک قلعہ کے پاس پڑاؤ کیا وہ فرودگاہ لوگوں کے لئے تنگ پڑ گئی تو کچھ لوگوں نے راستہ کاٹ لیا اور اس میں خیمے لگائے۔ آپ علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو ایک منادی بھیجا، جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: جس نے جگہ تنگ کی یا راہ کاٹی تو اس کا کوئی جہاد نہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر ابن شاہین تھوڑا غور کر لیتے تو انہیں وہم کی وجہ معلوم ہو جاتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صائفہ نامی کوئی شخصیت نہ تھی۔ اصل وجہ یہ ہے کہ متن سے کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے جس کی وضاحت امام احمد کی بطریق اسمٰعیل یہ روایت اسی سند سے نقل کرنے میں ہو جاتی ہے، اس میں اس کے بعد ہے لوگوں نے راہ کاٹ لی تو معاذ بن انس لوگوں میں اعلان کرنے لگے: لوگو! ہم نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا تھا، تو لوگوں نے فرودگاہ کو تنگ کر دیا اور راہیں کاٹ لیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی بھیجا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ یہی روایت واقعہ کے علاوہ ابوداؤد میں موجود ہے، اسی طرح بطریق اوزاعی بحوالہ اسید منقول ہے۔ طبرانی نے یہ روایت دو سندوں سے نقل کی ہے اور ابویعلی کی کتاب میں اس سند سے بحوالہ سہل بن معاذ مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں ابوالصائفہ کی معیت میں جہاد کیا، ہمارے امیر عبداللہ بن عبدالملک تھے۔ لوگوں نے پڑاؤ کے لیے خیمے لگا کر جگہ تنگ کر دی تو معاذ نے فرمایا: لوگو! میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شرکت کی تھی، پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ اس حدیث میں صحابی معاذ بن انس ہیں نہ کہ ان کے بیٹے سہل۔

۳۸۱۱ (ز) سھل بن یوسف [1]

ذہبی [2] نے از مسند بقی بن مخلد ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے حالانکہ یہ تبع تابعین میں سے ہیں، ان کی حدیث سہل بن مالک (جو ان کے دادا ہیں) کے حالات میں گزر چکی ہے۔

۳۸۱۲ (ز) سھم (بے نسبت)

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوحاتم روایت کی ہے کہ وہ ایاس بن سہم کے پاس بیٹھے کہنے لگے: میں تمہیں اپنے والد کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں؟ جبکہ یہ نام سہل ہے یہی روایت مطین نے محمد بن یزید (باوردی کے شیخ) سے درست نقل کی ہے اور سہل نامی حضرات کے آخر میں اس پر کلام کے ساتھ ذکر ہو چکی ہے۔

باب سین کے بعد واؤ

۳۸۱۳ سواء بن قیس محاربی [3]

ابن شاہین ان میں اور سواء بن حارثہ میں فرق کرتے ہیں، جبکہ یہ وہی ہیں۔

---

[1] تجرید (۲۴۶/۱) [2] تجرید (۶۹) [3] اسد الغابہ (۲۳۲۹) تجرید (۲۴۷/۱)

۳۸۱۴ سوادہ بن عمرو [1]

ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں، ابوعمر [2] نے سواد بن عمرو سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے حالانکہ یہ وہی ہیں تعجب کی بات ہے انہوں نے سواد بن عمرو میں یہ تنبیہ کی ہے کہ انہیں سوادہ بھی کہا جاتا ہے۔ شاید ان کا اشارہ ابن ابی حاتم کے طرز کی طرف ہے کیونکہ انہوں نے سواد بن عمرو کا ذکر سواد نامی حضرات میں کیا ہے جو بغیر ھا ہے۔ پھر خوشبو کے بارے میں ان کا واقعہ ذکر کیا اور نبی ﷺ نے ان کے پیٹ میں کچوکا لگایا تھا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ سے بدلہ لینے کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو آپ ﷺ کے پیٹ کے چومنے لگے، اور اس سے پہلے سوادہ نامی حضرات میں بعینہ یہ واقعہ سوادہ بن عمرو کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور دونوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ان سے حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا تذکرہ دوسری طرح تھا جیسا کہ بعد والی شخصیت میں مَیں اس کی وضاحت کروں گا۔

۳۸۱۵ (ز) سوّار بن خالد سواء میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۱۶ (ز) سوّار بن عمرو

ابن ابی حاتم نے سوّار نامی حضرات کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بصری ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے انہیں کھجور کی شاخ از روئے مزاح چبھوئی تھی تو اس نے بدلے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان سے حسن بصری روایت کرتے ہیں جو واضح غلطی ہے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس میں ان کی متابعت نہیں کی ہے، اس سب میں درست یہ ہے کہ آدمی کا نام سَوادہ ہے جس کی طرف میں نے قسم اوّل میں اشارہ کر دیا ہے اور بحوالہ بغوی ان کی حدیث سواد بن غزیّہ کے حالات میں ایک مفہوم کی وجہ سے بیان کر دی ہے۔

۳۸۱۷ (ز) سوّار بن غزیّہ [3]

دارقطنی کے کسی نسخہ میں ایسا ہی لکھا ہے جبکہ صحیح سواد ہے، جیسا کہ قسم اوّل میں اس کی وضاحت ہوئی ہے۔

۳۸۱۸ سُوَیبق بن حاطب [4]

ابوعمر نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور متنبہ نہیں کیا کہ سُبَیع میں ان کا ذکر رہا ہے۔

۳۸۱۹ سوید بن جبلہ الفزاری [5]

ابوعمر دمشقی نے مسند شامیین میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ یہ صحابی نہیں ان کی حدیث مرسل ہے یہی ابن ابی حاتم [6] کا قول ہے۔ دارقطنی اور ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں، اور ان کی حدیث مرسل ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۳۹) [2] استیعاب (۱۱۱۷) [3] استیعاب (۲/۲۳۵) [4] [5] استیعاب (۲/۲۴۸) [6] اسد الغابہ (۲۳۴۲) استیعاب (۱۱۱۹) تجرید (۱/۲۴۸)

[6] الجرح والتعدیل (۴/۲۳۶)

میں کہتا ہوں: ان کی دو اور بھی مرسل احادیث ہیں جن میں سے ایک بغوی نے بطریق جراح بن ملیح، زبیدی سے بواسطہ لقمان بن عامر بحوالہ سوید بن جبلہ نبی ﷺ سے نقل کی ہے: ''یہ امت ضرور حوض پر جمع ہوگی''۔ (حدیث) [1] یہ روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے مسند شامیین میں بطریق عبداللہ بن سالم بواسطہ زبیدی اسی سند سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: سوید بن جبلہ سے بحوالہ عرباض بن ساریہ مروی ہے۔ ان کی ایک حدیث طبرانی میں بحوالہ عرباض مروی ہے۔ اسی سند سے ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور اسی سند سے ان کی کتاب میں بحوالہ عمرو بن عبسہ ایک روایت ہے۔ دوسری حدیث ابن شاہین وغیرہ نے بطریق بقیہ بواسطہ زبیدی، راشد بن سعد سے بحوالہ سوید بن جبلہ نبی ﷺ سے روایت کی ہے: ''مانگے کی چیز ادا کی جائے''۔ [2] اس حدیث کو نسائی نے بطریق حجاج بن فرافصہ بواسطہ زبیدی، ابو عامر ان سے بحوالہ ابوامامہ مروی ہے، یہی درست ہے۔

۳۸۲۰ (ز) سوید بن جَمَلہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث سابقہ شخصیت کے حالات میں روایت کی ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے۔

۳۸۲۱ سوید بن الصامت ✿

بن خالد بن عقبہ اوسی ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے اسلام لانے میں شک ہے۔ ابو عمر ✿ لکھتے ہیں، جیسے دوسروں کو شک ہے ایسا مجھے بھی ہے، کسی نے ابن اسحاق ✿ کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے کہ عاصم بن عمرو اپنی قوم کے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ سوید بن الصامت عمرہ کرنے آئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس سے بعد اختیار نہیں کیا بلکہ یہ کہا: یہ اچھی بات ہے، پھر واپس چلے گئے تو وہاں قتل ہوگئے ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے ہم انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر ان کی بات صحیح ہے تو وہ صحابی نہیں شمار ہوں گے کیونکہ حالت ایمان میں ان کی ملاقات نبی ﷺ سے نہیں ہوئی۔

۳۸۲۲ سوید بن صُبَیع

ابو العلاء المعری کے ''رسالۃ الغفران'' میں ان کا ذکر ملتا ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔

ابو العلاء کے قول حاصل یہ ہے: اگر سوید بن صبیع زندہ رہتے تو بہار کے ایام سے جھگڑ پڑتے، سوید ہی کہتے ہیں:

> ''لوگ جب مجھ سے قسم کا مطالبہ کرتے ہیں تو میں انہیں ایسی قسم دیتا ہوں جیسی کالی سیاہ پھٹی ہوئی دھاری دار چادر ہوتی ہے اور اگر وہ مجھ سے طلاق دینے کی قسم کھلوائیں تو میں وہ ایسے احسن طریقے سے کردوں گا جیسے ہم

---

[1] صحیح لابن حبان باب فضل الامّة (۷۲۳۹) المعجم الکبیر (۲۵۳/۱۸) مجمع الزوائد (۳۶۵/۱۰) المتھید (۲۹۷/۲)

[2] ابوداؤد کتاب البیوع باب فی تضمین العاریة (۳۵۶۵) ترمذی کتاب البیوع (۱۲۶۵)
ابن ماجہ کتاب الصدقات باب العاریة (۲۳۹۸)

پہلے تھے اور ہم جدا بھی نہیں ہوں گے۔ اور اگر وہ مجھ سے غلام آزاد کرنے کی قسم لیں گے تو میرے غلاموں کے غلام جانتے ہیں وہ آزاد نہیں"۔

وہ ام المومنین سودہ کے بستر سے مانوس سے تھے، رسول ﷺ ان کا مقام جانتے تھے اور ان سے صرف نظر نہ کرتے۔ مجھ سے کسی شیخ نے ان سوید کے حالات کے بارے میں پوچھا، اس کا وہم تھا یہ صحابی ہیں، لیکن کہیں سے ان کا حوالہ نہیں مل رہا تھا۔ استیعاب اور اس کا استدراک کھول کر دیکھا لیکن ان کا کوئی نام ونشان نہیں ملا۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنی عامر بن لوی کا نسب دیکھا۔ وہاں بھی ان کا ذکر نہیں، تو میں نے اسے جواب دیا سوید اسلامی شاعر ہیں۔ ان کے اشعار دونوں پر دلالت کرتے ہیں۔ المعری کے قول میں "وہ نہیں تھا" کی ضمیر سوید کی جانب ہے تو وہ اس کی جانب ہے جسے معری نے مذکورہ رسالے میں مخاطب کیا ہے۔ وہ اس کے خط کا جواب دینے کے بعد اس کی مدح وتعریف کرتے ہیں اور ان کی یہ صفت بیان کرتے ہیں کہ اگر فلاں کا دور پالیتا تو اسے پہچان لیتا، یا فلاں کے دور میں ہوتا۔ یہاں تک کئی لوگ شمار کیے، لیکن انہوں نے صرف اسود نامی لوگوں پر اکتفا کیا ہے یا جس کا نام سواد سے مشتق ہے کیونکہ جس رنگ سے انہوں نے اسے مخاطب کیا ہے وہ سیاہی کے زیادہ قریب ہے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوا کہ "کَانَ" کی ضمیر مخاطب کے لئے ہے نہ کہ سوید بن صبیح کے لئے۔ واللہ اعلم!

۳۸۲۳ سوید بن عامر [1]

بن یزید بن حارثہ انصاری۔ چھوٹے درجے کے تابعی ہیں، ان کے دادا صحابی ہیں۔ رہے یہ تو ان کی حدیث بغوی اور ابویعلی نے بطریق مجمع بن یحییٰ نقل کی ہے کہ میں نے سوید بن عامر جو میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی رشتہ داریوں کو تروتازہ رکھو، خواہ سلام کرنے سے رکھو"۔ [2] بقول ابن حبان: [3] ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ اور بغوی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۳۸۲۴ (ز) سوید الجہنی [4]

عقبہ کے والد۔ بغوی نے ان میں اور سوید انصاری میں امتیاز کیا ہے جبکہ یہ وہی ہیں کیونکہ جہنی ہو کے انہوں نے انصار سے معاہدۂ حلف کیا تھا۔

۳۸۲۵ سیاہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی تجرید کے استدراک میں ہے ابن قانع کے ہاں سیابہ ہے، قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۵۰) استیعاب (۱۰۹۷) تجرید (۲۴۹/۱)

[2] اسد الغابہ (٤٠٤/٤) مختصر تاریخ دمشق (۲۱٦/۱۰) جامع المسانید (۳۷/٦)

[3] الثقات (۳۲٤/٤)

[4] اسد الغابہ (۲۳۵۲)

۳۸۲۶ سیف بن ذی یزن [1]

حمیر کے بادشاہ۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے اور انہوں نے آپ کے دادا کو آپ علیہ السلام کی نبوت اور نشانی کی اطلاع دی تھی۔ پھر ان کے حالات میں حدیث انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ "ذی یزن بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جوڑا بھیجا تھا"۔ [1]

میں کہتا ہوں: سیف کا انتقال بعثت سے پہلے ہو گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیے بھیجنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خط و کتابت کرنے والے اُن کے بیٹے زرعہ ہیں جیسا ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن ہشام نے "دفائن" میں منقطع سند سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ کے رضاعی والد حلیمہ کے خاوند نے انہیں بتایا کہ جب ان لوگوں نے سلول بن حبشیہ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو انہیں ایک بند دروازہ ملا، وہاں چارپائی پر ایک شخص پڑا تھا اس کے سرہانے ایک تحریر تھی اس میں لکھا تھا: میں ابوشمر ذوالنون ہوں۔ ذوالنون نے کہا: وہی سیف بن یزن ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سے صاف معلوم ہوتا ہے ان کا انتقال بعثت سے پہلے ہوا ہے۔ اگر مؤرخین ان لوگوں کو صحابہ میں شمار کرنے لگ جاتے جنہوں نے آپ علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے تو ان سے پہلے فوت ہونے والے لوگوں کا تذکرہ بھی ضرور ہوتا، جیسے تبع، مسعر، سطیح اور قس بن ساعدہ اور ان جیسے کئی لوگ۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۹/۲) جامع المسانید (۱۷۵/۶)

حرفِ شین

قسم اول از حرفِ شین

باب شین کے بعد الف

۳۸۲۷ (ز) شاصر

مسلمان جنوں میں سے ایک ہیں۔ الارقم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۸۲۸ (ز) شاصر (دوسرے جن صحابی)

سعد بن عبادہ کی غریب حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے زبیر بن بکار نے الموفقیات میں نقل کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بحوالہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہوتے ہوئے مجھے اپنے کسی کام سے حضر موت بھیجا۔ راستے میں مَیں نے کسی جگہ رات کے وقت پڑاؤ کیا تو مجھے ایک غیبی آواز آئی: ؎

''ابوعمرو مجھے پھر بے خوابی کی شکایت ہوگئی ہے۔ نیند اُڑ گئی ہے اور سونے سے آنکھیں رُک گئیں ہیں''۔

پھر چند اشعار ذکر کیے۔ فرماتے ہیں: اسے دوسرے نے آواز دی اور کہا: ؎

''زلعب! تجھے تعجب نے کہاں تک پہنچا دیا، اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ مکہ اور یثرب (مدینہ) میں پیش آیا ہے''۔

تو اس نے آگے والے سے کہا: ''شاصر! کیا اہم واقعہ ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک نبی بہترین کلام کے ساتھ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہے، وہ حرمت والے شہر سے نکل کر نخلستان اور ٹیلوں کی طرف آئے گا''۔ دوسرے نے کہا: ''یہ بھیجا ہوا نبی کون ہے اور یہ اتاری ہوئی کتاب کیسی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ لوی بن غالب کے آدمی ہیں''۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا، اس میں ہے: پھر مجھے ایسی چیخ سنائی دی جیسی حاملہ عورت کی ہوتی ہے، اتنے میں فجر ہوگئی تو مجھے ایک چھپکلی اور ایک ناگ مرے ہوئے نظر آئے۔ میں جب واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔

۳۸۲۹ شافع بن السائب [1]

بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب مطلبی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے دادا۔ ان کے والد کے حالات میں بغیر نام کے ان کا ذکر ہوا ہے۔ خطیب [2] اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: میں نے ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری کو فرماتے سنا: شافع بن السائب وہی ہیں جن

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۷۱) تجرید (۲۵۱/۱) [2] تاریخ بغداد (۵۸/۲)

کی طرف امام شافعی کی خاندانی نسبت ہے۔ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی، اس وقت وہ جوان ہو رہے تھے۔ ان کے والد بدر کے روز مسلمان ہوئے۔ ان کا ذکر عبد یزید (ان کے دادا کے والد) کے حالات میں بیان ہوگا۔

۳۸۳۰ شاو [1]

ابن ابی شیبہ نے حسن سند سے جو مرسل ہے ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے، دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور مشرکین میں صلح تھی.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: ''یہ میری اسی گھڑی میں حرام ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے''۔ [2] تو آپ سے ایک شخص نے پوچھا جسے شاو کہا جاتا تھا، جبکہ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! صرف اذخر (گھاس)....

میں کہتا ہوں: صحیحین کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ بات کہنے والے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر اس نام کا کوئی شخص راوی ثابت کرتا تو میں اسے اوہام میں لکھ دیتا۔ ابو موسیٰ نے بطریق ابو سلمہ اس حدیث میں بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ شاہ یمانی نے کہا: مجھے پروانہ لکھ دیجئے!، جو وہم ہے، وہ تو ابو شاہ ہیں جیسا کہ کنیتوں میں بیان ہوگا۔

باب شین کے بعد باء

۳۸۳۱ شبَاث بن خدیج [3]

بن سلامہ بن اوس بن عمرو بن کعب بلوی۔ انصار کے حلیف۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ [4] ابن سعد لکھتے ہیں: خدیج اور ان کی اہلیہ ام منیع بنت عمرو بن عدی بن سنان بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں اور شباث [5] عقبہ کی رات ہی پیدا ہوئے۔ ابن ابی حاتم [6] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: مشہور نہیں۔ اور ابو عمر [7] کا قول ہے: انہیں روایت کرنے کی سعادت حاصل نہیں۔

۳۸۳۲ شبث بن سَعْد [8]

بن مالک بلوی۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ کتاب الفتوح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یحییٰ بن عثمان بن صالح بحوالہ ابن عفیر روایت کرتے ہیں کہ بیعت رضوان اور فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت محفوظ نہیں۔ ادھر ابن مندہ نے بطریق احمد بن یسار ایسی سند سے جس میں ابن لہیعہ ہے بحوالہ شیث بن سعد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے لیے ایسی کتاب کھولی جائے گی جس میں نیکیاں ہوں گی''۔ (حدیث) [9] یہی روایت ابونعیم نے ''الصحابہ''

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۷۲) تجرید (۲۵۱/۱)

[2] بخاری کتاب اللقطۃ باب کیف نصر لقطۃ اھل مکۃ (۲٤۳٤) مسلم کتاب الحج (۳۲۹۲) ابوداؤد کتاب العلم (۳٦٤۹، ۳٦٥۰) ترمذی کتاب السیر (١٤۰٥) نسائی کتاب القسامۃ (٤۷۹۹) ابن ماجہ کتاب الدیات (۲٦۲٤)

[3] اسد الغابہ (۲۳۷۳) اسیعاب (۱۱۹۵) تجرید (۲۵۱/۱) [4] الطبقات (۲۹۸/۸) [5] الاکمال (٦۸/۲)

[6] الجرح والتعدیل (۳۸۸/٤) [7] استیعاب (۲٦۳/۲) [8] اسد الغابہ (۲۳۷٤) تجرید (۲۵۲/۱) [9] اسد الغابہ (٤۱۲/۲)

کن ہے اور انہی کے طریق سے ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس میں نقل کی ہے۔ یہ نام ابن ماکولا نے [1] شَبَث قلمبند کیا ہے، ایک جہت۔ واللہ اعلم۔

۳۸۔۔ شَبَر [2]

بقول ابن ماکولا: [3] ابن صُعفوق۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: مجھے صعفوق لکھا ملا ہے۔ ابونصر کا قول ہے: صَعْفوق ہے۔ اس وزن پر عُرقوب کے کوئی نام نہیں، باوجودیکہ فصحاء پہلے حرف کو پیش دیتے ہیں۔ ابواحمد الحاکم ابوعبیدہ السری بن یحییٰ کے حالات میں ۔۔، ان کے دادا شَبَر بن صَعْفوق بن عمرو، الکاتب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم تمیمی دارمی ہیں۔ نبی ﷺ کے ۔۔ئے، آپ نے انہیں انہی کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔

شُبْرُمہ [4] (بے نسبت)

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے چنانچہ ابوداؤد، امام احمد، اسحاق ابویعلی، دارقطنی اور طبرانی بطریق عزرہ بن ثابت بواسطہ سعید بن جبیر بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کی آواز سنی جو شبرمہ کی طرف سے تلبیہ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تم نے اپنا حج کرلیا؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ''یہ تمہارا حج ہوا۔ اب شبرمہ کی طرف سے حج کرو''۔ [5] دارقطنی کی روایت اسی مفہوم میں ہے: یہی روایت دارقطنی نے بطریق ابوالزبیر بحوالہ جابر اور بطریق عطاء بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔

۳۸۳۵ شبل بن خلید المزنی [6]

ان سے دو حدیثیں مروی ہیں، ایک مزدور کے واقعہ میں دوسری باندی کے واقعہ میں جب وہ زنا کر بیٹھے۔ [7] بقول ابن السکن: اس میں زہری سے روایت میں اختلاف ہے۔ اکثریت یوں کہتی ہے: زہری سے بواسطہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن خالد اور ابن عتبہ اسی کی طرح روایت کرتے ہیں۔ لیکن اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: شبل بے نسب ہیں۔ شعیب اور بکر بن وائل عمرو بن شعیب اور عبیداللہ بن ابی زیاد سے، سب فرماتے ہیں۔ بس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لکھتے ہیں: یونس سے یہ حدیث صحیح سند سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں زہری، عبیداللہ سے وہ شبل بن عامر مزنی سے وہ عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں۔ اس سند میں زبیدی اور زہری کے بھتیجے متفق ہیں۔ البتہ دونوں یہ کہتے ہیں: ''شبل بن خلید''۔ ابن حبان [8] لکھتے ہیں: صحابی ہیں، اور جس نے انہیں شبل بن حامد سمجھا اسے وہم ہوا ہے۔ چنانچہ ''تابعین'' میں لکھتے ہیں: شبل بن خلید

---

[1] الاکمال (۷۹/۲) [2] اسد الغابہ (۲۳۷۵) تجرید (۲۵۲/۱/۱) [3] الاکمال (۲۶۶/۲) [4] اسد الغابہ (۲۳۷۶) تجرید (۲۵۲/۱)

[5] ابوداؤد کتاب المناسک باب الرجل یحج عن غیرہ (۱۸۱۱) ابن ماجہ کتاب المناسک باب الحج عن المیت (۲۹۰۳)

[6] اسد الغابۃ (ت: ۲۳۷۸) الاستیعاب (ت: ۱۱۶۰)

[7] المعجم الکبیر (الحدیث: ۷۲۲۷/۷) و اخرجہ عبدالرزاق فی مصنفہ (الحدیث: ۱۳۵۶۶) مجمع الزوائد (الحدیث: ۲۸۰/۶)

[8] الثقات (۱۸۸/۳)

عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں یہ وہی شبل بن خلید ہیں جن کا انہوں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ انہیں شبل بن حامد بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا معاملہ ابن حبان کے لیے مشتبہ بن گیا۔ ان کے بارے میں اختلاف کی قسموں میں سے عقیل کی روایت رہ گئی، وہ فرماتے ہیں: زہری، عبداللہ سے وہ شبل سے وہ خلید سے بحوالہ مالک بن عبداللہ اوسی روایت کرتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: شبل کو بعض نے صحابی لکھا ہے، ابن عیینہ ان کا غلط نام لیتے کہ "شبل بن معبد" ہیں۔ فرماتے ہیں: درست شبل بن حامد ہے اور وہ عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ ان شبل بن معبد بجلی کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ قسم ثالث میں ہوگا۔

۳۸۳۶ (ز) شبیب بن حرام ✿

بن مہان بن وہب بن لقیط بن یعمر الشداخ الکنانی اللیثی۔ حدیبیہ میں، بقول ابن کلبی اور طبری، شریک ہوئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر ✿ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۳۷ شبیب بن غالب ✿

بن اسید الکندی۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں ✿ پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا، اس کی سند میں علی بن قرین انتہائی غافل راوی ہے۔

۳۸۳۸ شبیب بن قرّہ ✿

یا ابن ابی مرثد الغسانی۔ ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جو حارث بن اسامہ نے مسور بن عبداللہ باہلی سے بحوالہ جارود کے کسی بیٹے نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے دور کے نسخہ میں سے لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بحرین بھیجا تھا جس میں معاویہ، عثمان، مختار بن قیس، قصی بن ابی عمیرہ شریک ہوئے۔ ابن ابی عمرو کی روایت میں ہے: سعد بن عبادہ، ضحاک بن ابی عمرو اور شبیب بن ابی مرثد تھے۔ اور ابن قرہ کی روایت میں ہے مستغیر بن ابی صعصعہ خزاعی، عوانہ یا عبادہ بن شماخ جہنی، سعد بن مالک، سعد بن معاذ اور زید بن عمیر شامل تھے۔ اور یزید بن عمیرہ میں اضافہ ہے: نوفل بن طلحہ اس کا ایک اور سیاق بھی ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ عوانہ بن شماخ کے حالات میں ہوگا۔

۳۸۳۹ شبیب بن نُعیم ✿

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ام ملدم (بخار) گوشت کھاتا اور خون پیتا ہے اس کی ٹھنڈک اور گرمی جہنم سے ہے"۔ ✿ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: شبیب بن نعیم ابوروح حمص سے عبدالملک بن

✿ اسد الغابہ (۲۳۷۹) تجرید (۲۵۲/۱) ✿ اسد الغابہ (۴۱۳/۲) ✿ اسد الغابہ (۲۳۸۱) تجرید (۲۵۲/۱)

✿ اسد الغابہ (۴۱۳/۲) جامع المسانید (۱۸۳/۶) ✿ اسد الغابہ (۲۳۸۲) تجرید (۲۵۲/۱)

✿ اسد الغابہ (۲۳۸۳) تجرید (۲۵۲/۱) ✿ المعجم الکبیر (۷۲۳۳/۷) مجمع الزوائد (۳۰۷/۲) جامع المسانید (۱۸۴/۶)

عمیر روایت کرتے ہیں، مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ جبکہ ابوروح تابعی ہیں جو شرف صحابیت سے محروم ہیں۔ قسم اخیر میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۸۴۰ **شبیب** (دوسرے) مبہمات میں ذکر ہوگا۔

باب شین کے بعد تاء

۳۸۴۱ شتیم

ابوالقاسم بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ میرا گمان ہے یہ مدینہ کے رہائشی ہیں۔ پھر بنی سہم بن مرہ کی بحوالہ ان کے والد یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ عیینہ بن حصن کے لشکر میں شامل تھے جب وہ یہودانِ خیبر کی مدد کے لئے آیا تھا۔ تو ہم نے عیینہ کے لشکر میں یہ آواز سنی: لوگو! تمہارے گھروں میں لوگ گھس آئے ہیں۔ لوگوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا، کچھ نظر نہ آیا اور نہ اس کی خبر ملی، جسے ہم آسمانی آواز ہی سمجھتے ہیں۔ ابونعیم نے شتم عاصم کے والد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور بغوی، حسین بن علی بردیجی اور جعفر المستغفری وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ ابن الامین کا بیان ہے کہ ابن الفرضی کا قول ہے: مجھے یہ نام بواسطہ صنابحی بحوالہ بغوی شروع حرف کے زبر اور دوسرے کے زیر سے لکھا ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے پاس جو بغوی کے مستند نسخے ہیں ان میں شُتَیم تصغیر کا صیغہ ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد جیم

۳۸۴۲ شجار[1] السلفی

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم[2] لکھتے ہیں: نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابوعیسیٰ روایت لیتے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، یہی قول ابوعمر[3] کا ہے۔ ابن قانع نے یہ روایت بطریق حسن نقل کی ہے کہ مجھ سے بنی سلیط کے ایک شخص نے بیان کیا جسے شجار کہا جاتا تھا کہ اس کا نبی ﷺ کے ہاں سے گزر ہوا آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے''۔ (حدیث)[4]

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک نسبت میں لفظی غلطی ہے، درست دوسری ہے کہ وہ سلیطی ہیں۔

۳۸۴۳ شجاع بن حارث السدوسی[5]

ابن ابی خیثمہ، عبد بن حمید نے تفسیر میں اور ابومسلم کجی سب نے بطریق عباس بن خلیس بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ یہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۸۶) استیعاب (۱۱۹۸) تجرید (۱/۲۵۳) [2] الجرح والتعدیل (۴/۳۸۸) [3] استیعاب (۲/۲۶۴)

[4] بخاری، کتاب المظالم (۲۴۴۲) مسلم کتاب البر (۶۵۲۱) ابوداؤد کتاب الادب (۴۸۹۳) ترمذی کتاب الحدود (۱۴۲۶)

آیت جو سورۃ النساء میں ''اور پاک دامن عورتیں'' معاذ نامی ایک خاتون کے بارے میں نازل ہوئی، وہ بنی سدوس کے ایک بزرگ کے نکاح میں تھی جن کا نام شجاع بن حارث تھا، ان کے ساتھ اس کی سوکن تھی جس سے شجاع کی اولاد ہوئی۔ پھر شجاع اپنے اہل خانہ کے لیے ہجر سے غلہ لینے گئے۔ ادھر معاذہ کے ہاں سے اس کے چچازاد کا گزر ہوا، اس نے اس سے کہا: مجھے اپنے میکے لے چلو۔ جب وہ بزرگ واپس آئے تو معاذہ کو غیر حاضر پا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرنے لگے: اے لوگوں کے بادشاہ اور تمام عرب کے دیانت دار! چند اشعار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جاؤ، اگر تمہیں معلوم ہو کہ اس مرد نے اس عورت کا پردہ کھولا ہے تو اسے سنگسار کر دو ورنہ اسے اس بوڑھے کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ اس کی سوکن کا بیٹا مالک بن شجاع بن حارث اسے جا کر لے آیا، جونہی قبیلے کے روبرو پہنچا تو مالک کی ماں اسے پتھر مارتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہنے لگی: اے اپنی ماں کو نقصان پہنچانے والے۔ راوی کا بیان ہے جب معاذہ اطمینان سے اتری تو شجاع کہنے لگا:

''مجھے اپنی زندگی کی قسم! معاذہ سے میری جو محبت ہے اسے چغل خور اور زمانے کی لمبی مدت تبدیل نہیں کر سکتی''۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح کا واقعہ اعشی مازنی کے ساتھ پیش آیا ہے جس طرح کہ ہمزہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۳۸۴۴ شجاع بن وہب [1]

انہیں ابن ابی وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق [2] نے سابقین اوّلین میں ان کا ذکر کیا ہے، جن لوگوں نے حبشہ ہجرت کی تھی اور بدر میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ، ابن کلبی اور عروہ نے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: شجاع بن وہب عقبہ کے بھائی ہیں، مہاجرین اوّلین سے ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے نبی ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی کو منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا۔ ابن سعد [3] نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں حارث بن ابی شمر کی طرف بھیجا تھا۔ اور ابن وہب کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں جبلہ [4] کی طرف بھیجا تھا، یہی قول واقدی کا شمر سے بحوالہ زہری اور ابن مندہ نے بطریق بریدہ بن الحصیب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

ابن سعد و ابن کلبی وغیرہ کا قول: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ کنیت ابو وہب تھی۔

۳۸۴۵ (ز) شجرہ النَصریؔ

حنین میں ہوازن کا ساتھ دیا جب انہیں شکست ہوگئی تو یہ آ کر مسلمان ہوگئے۔ اور مسلمانوں سے کہنے لگے: وہ سیاہ گھوڑے اور ان پر سفید لباس والے مرد کہاں ہیں ان میں تم لوگ تو تل برابر دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں نے بتایا: وہ فرشتے تھے۔ اموی نے اپنے مغازی میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۴۶ (ز) شجرہ الکندی [5]

یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سعید بن یعقوب اصبہانی کا قول ہے: مجھے

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۸۷) استیعاب (۱۱۹۹) تجرید (۱/۲۵۳) [2] السیرۃ النبویۃ (۴/۱۹۳) [3] الطبقات (۴/۶۶)

[4] مختصر تاریخ دمشق (۱۰/۲۷۵) [5] اسد الغابہ (۲۳۸۸) تجرید (۱/۲۵۳)

معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ احمد بن یونس ضبی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے، لوگوں نے اس کے بارے میں کلمات خیر کہے، آپ ﷺ بیٹھ گئے اتنے میں اس کی تدفین ہونے لگی۔ آپ کے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: یہ شخص ایسا نہیں تھا جیسی لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے، صرف اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی گواہی قبول کر لی ہے اور اس کی ان لغزشوں کو معاف کر دیا ہے جو یہ نہیں جانتے تھے۔ [1]

باب شین کے بعد دال

۳۸۴۷ شداد بن اسامہ اللیثی

وہی ابن الهاد۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۳۸۴۸ شداد بن الاسود بن شعوب

تذکرہ ہوگا۔

۳۸۴۹ شداد بن آسید [2]

اُسید ہی زیادہ مشہور ہے۔ ابوعمر [3] نے پیش نقل کیا ہے۔ ابوسلیمان سلمی۔ بقول ابوحاتم [4] وابن ماکولا: [5] صحابی ہیں۔ بغوی کا قول: دیہات میں رہتے تھے۔ اور ابن السکن نے لکھا: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ بزار، بغوی، امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں، طبرانی اور ابن قانع نے بطریق عمرو بن قیظی بن عامر بن شداد بن اسید سلمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا شداد روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت وہ بیمار تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: شداد تمہیں کیا ہوا ہے؟ بیمار ہوں، میں اگر بطحاء کا پانی پی لوں تو صحت یاب ہو جاؤں۔ فرمایا: پیتے کیوں نہیں؟ عرض کی ہجرت کی وجہ سے، فرمایا: جاؤ، تم جہاں بھی رہے مہاجر شمار ہوگے"۔ [6] بقول ابوعمر: [7] ان کی حدیث نقل کرنے میں زید بن حباب منفرد ہے اور ابن مندہ کی روایت میں عمرو بن قیظق سے مروی ہے مجھ سے میرے دادا نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا۔ ابن قانع کے ہاں ہے، ان کے بیٹے بواسطہ ان کے دادا بحوالہ شداد، اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: شداد سے پہلے "عن" ہے جو وہم ہے۔ اور ابن ابی حاتم کی کتاب میں ہے ان سے ان کا پوتا قیظی بن عمرو بن شداد روایت کرتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۵/۲) جامع المسانید (۱۸۵/۶)

[2] اسد الغابہ (۲۳۹۰) استیعاب (۱۱۶۲) تجرید (۲۵۳/۱)

[3] استیعاب (۲۵۱/۲)

[4] الجرح والتعدیل (۳۲۸/۴)

[5] الاکمال (۳۰/۱)

[6] المعجم الکبیر (۷۱۰۹/۷) مجمع الزوائد (۲۵۴/۵) جامع المسانید (۱۸۶/۶) اسد الغابہ (۴۱۵/۲)

[7] استیعاب (۲۵۱/۲)

۳۸۵۰ شداد بن اوس [1]

بن ثابت خزرجی۔ حسان بن ثابت کے بھتیجے۔ ابویعلی، بقول بعض: ابوعبدالرحمٰن۔ ان کا نسب ان کے والد اور چچا کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ بقول خلیفہ: ان کی والدہ کا نام صریمہ یا صِرمہ تھا، جن کا تعلق بنی عدی بن نجار سے تھا۔ ابوعمر [2] لکھتے ہیں: بقول امام مالک: حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ ابوعمر نے تعاقب کرتے لکھا ہے: ان کے چچازاد بھائی ہیں بلکہ بھتیجے ہیں۔ العتبیہ میں ہے کہ ابن قاسم کا قول ہے، امام مالک نے فرمایا: یہ حضرت حسان کے چچازاد بھائی یا بھتیجے ہیں۔ درست دوسرا قول ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: ان کے والد بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ طبرانی میں ہے اوس بن ثابت بیعت عقبہ والے ہیں جو شداد کے والد ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ [3] لکھتے ہیں: بقول بعض: شداد بدر میں شریک ہوئے، جو صحیح نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے یعلی اور محمد، اور محمد بن الربیع، محمود بن لبید، عبدالرحمٰن بن غنم اور بشیر بن کعب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے حدیث عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ شداد بن اوس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم اور حلم [4] عطا کیا گیا تھا، جبکہ لوگوں میں سے کسی کو ان میں سے ایک چیز عطا ہوتی ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کی کتاب میں بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ سعید بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہ شداد بن اوس انصاری کو ہم پر دو عادتوں کی وجہ سے فضیلت حاصل تھی۔ گفتگو کی وجہ سے جب وہ بولتے، اور غصہ کو پینے کی وجہ سے جب وہ ناراض ہوتے۔ حضرت حسان اپنے قصیدہ دالیہ میں فرماتے ہیں جس کا کچھ حصہ اوس بن ثابت کے حالات میں گزر چکا ہے: ع

"اور ہم میں سے گھاٹیوں کے شہید اوس ہیں"۔

اس کے بعد یہ اشعار ہیں:

"اور جس کا دادا میرے باپ کے پاس آنے والا ہے، اور اس کی ماں کا بیٹا میرے والد کی ماں کا بیٹا (پوتا) ہے،
وہ مجاہد شہید ہے"۔

محمد بن حبیب فرماتے ہیں: مراد شداد بن اوس ہیں جو پسندیدہ انسان تھے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ شداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جان کنی کے عالم میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شداد تمہاری کیسی حالت ہے؟" عرض کی: "دنیا تنگ لگ رہی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم پر کوئی تنگی نہیں۔ عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے بعد تمہارے بیٹے پیشوا ہوں گے"۔ [5] بقول بغوی: حمص رہتے تھے۔ ابن سعد [6] لکھتے ہیں: اٹھاون (۵۸ھ) پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

---

[1] اسد الغابة (٢٣٩٢) استيعاب (١١٦٣) تجريد (٢٥٣/١)

[2] استيعاب (٢٥١/٢)

[3] التاريخ الكبير (٢٢٤/٢)

[4] جامع المسانيد والسنن (١٨٧/٦) اسد الغابة (٤١٥/٢) الاستيعاب (٢٥١/٢)

[5] المعجم الكبير (٢٨٩/٧) مجمع الزوائد (٤١١/٩)

[6] طبقات الكبرىٰ (٢٢٤/٧)

عبادت اور عمل میں کوشش ان کا نمایاں وصف تھا۔ ابونعیم لکھتے ہیں: امیر معاویہ کے دور میں فلسطین میں فوت ہوئے۔ ابن حبان [1] کا قول ہے: اٹھاون (۵۸ھ) بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ یہی تاریخ کئی اور لوگوں نے قلمبند کی ہے، اس وقت عمر پچھتر (۷۵) برس تھی۔ فرماتے ہیں: ایک قول ہے: اکتالیس (۴۱ھ) یا اکسٹھ (۶۱ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن جوصا نے نقل کیا ہے جس میں ایک واقعہ بھی ہے۔ ابن زبالہ "خبر المدینہ" میں لکھتے ہیں کہ ابوبکر بن حرام سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ نے اپنا مال صدقہ کر دیا تو آپ نے وہ مال ان کے رشتہ داروں ابی بن کعب، حسان بن ثابت، نبیط بن جابر کو دے دیا، سب نے اس کی قیمت لگائی تو وہ حضرت حسان کے حصے میں آیا۔ تو آپ ﷺ نے امیر معاویہ کے ہاتھ بیچ دیا۔

۳۸۵۱ شداد بن ثمامہ [2]

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان میں مشہور نہیں۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ شداد بن ثمامہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بنی کعب بن اوس کو ایک تحریر لکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں ایک خط بھیج دیا اور شداد بن ثمامہ کو نماز اور [3] زکوۃ کا نگران بنا کر بھیجا۔ (حدیث) بقول ابن السکن: اس میں عبداللہ بن ناصح الرقی بحوالہ قاسم بن معن نقل کرنے میں منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے الانساب میں ذکر کیا ہے: عاقبہ بن شداد بن ثمامہ بن سلمہ مذحجی کا تعلق بنی مازن بن کعب بن اود سے ہے۔ بقول بعض: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہید ہوئے، اور ان کے والد کو دورِ نبوی نصیب ہوا ہے، شاید وہ یہ ہوں۔

۳۸۵۲ (ز) شداد بن حی

عمر بن شبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عروہ بن رویم کی بحوالہ شداد بن حی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا، آپ نے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا: "اس کے ساتھ غداری ہوگی"۔

۳۸۵۳ (ز) شداد بن شرحبیل انصاری [4]

ابوالقاسم عبدالصمد نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان: [5] شام کے رہائشی تھے اور صحابی ہیں۔ ابن مندہ: حمصی صحابی ہیں۔ ابن السکن: مشہور نہیں۔ ابن عاصم، ابن السکن، طبرانی [6] اور اسماعیلی بطریق بقیہ بحوالہ شداد بن شرحبیل روایت کی ہے کہ جب میں کوئی چیز بھول جاتا تو بھول جاتا لیکن یہ نہیں بھولا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر

---

[1] الثقات (۱۸۵/۳)

[2] اسد الغابہ (۲۳۹۳) تجرید (۲۵۳/۱)

[3] اسد الغابہ (۴۱٦/۲)

[4] اسد الغابہ (۲۳۹٤) استیعاب (۱۱٦٤)

[5] الثقات (۱۸٦/۳)

[6] المعجم الکبیر (۷۱۱۱/۷)

دایاں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ یہی روایت ایک جماعت نے بقیہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے عیاش اور شداد کے مابین ایک اور راوی کا اضافہ کیا، اسمٰعیلی اور ان کے موافقین کی روایت میں ہے عیاش کسی کے حوالہ سے بحوالہ شداد روایت کرتے ہیں۔ ابوعمر [1] کو ان کے نسب میں وہم ہوا ہے چنانچہ وہ انہیں جہنی لکھتے ہیں، جبکہ جہنی کی کنیت ابوعتبہ اور وہ ابن امیہ ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔

۳۸۵۴ (ز) شدّاد ابن شعُوب

وہی ابوبکر ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر ہوگا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: شعوب ان کی والدہ ہے جبکہ ان کے والد کا نام اسود بن عبد شمس بن مالک ہے جن کا تعلق بنی لیث بن بکر بن کنانہ سے ہے۔

۳۸۵۵ (ز) شدّاد بن عارض جشمی [2]

صحابی ہیں اور مشہور شاعر بھی۔ ابن اسحاق [3] نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب روانہ ہوئے۔ تو شداد بن عارض جشمی نے کہا: ع

> ''لات کی مدد نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنے والا ہے۔ بھلا اس کی کیسے مدد کی جائے جو بدلہ نہیں لے سکتا۔ رسول ﷺ جب تمہارے شہروں میں فروکش ہوں گے تو وہاں سے کوچ کرلیں گے، وہاں اس کا کوئی بھی باسی نہیں رہے گا''۔ [4]

ابن اسحاق دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: شداد بن عارض، عیینہ بن حصن فزاری کو مخاطب کر کے کہتے ہیں، پھر ان کے اشعار نقل کیے، اس سب سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

۳۸۵۶ (ز) شدّاد بن عامر

بن لقیط بن جابر قرشی عامری۔ انہی کی اولاد سے شدید بن شداد ہے جو عبدالملک بن مروان کے دور میں تھا، جس کے یہ اشعار ہیں: ع

> ''امیر المومنین خالد کو پکڑ جو آپ خالد کے بارے میں چاہتے ہیں رکاوٹ ہے جب ہم خالد کے نکاح کے مقامات دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں چاہتا اور کہاں عشق کرتا ہے''۔

یعنی خالد بن یزید بن معاویہ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پوتا)۔ مؤرخین نے ان کے والد کا ذکر نہیں کیا شاید وہ بہت پہلے فوت ہو گئے۔ ان کے والد کا چچا زاد بھائی ابوالولید بن عبدہ بن جابر شاعر اور شہسوار تھا جو ہجرت سے پہلے فوت ہو گیا۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۵۷ (ز) شدّاد بن عبداللہ قتبانی [5]

بقول بعض القتانی یہی درست ہے، ابن اسحاق نے بنی حارث بن کعب میں سے قیس بن حصین، عبداللہ بن قریط اور یزید

---

[1] استیعاب (۶۹۵/۲) [2] اسد الغابہ (۶۹۵) تجرید (۲۵۴/۱) [3] السیرۃ النبویہ (۹۸/۴)

[4] سیرۃ ابن ہشام (۹۸/۴) [5] اسد الغابہ (۲۳۹۶) استیعاب (۱۱۶۵) تجرید (۲۵۴/۱)

بن عبدالمدان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس دس (۱۰ھ) میں آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ہر شخص کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوگا۔

۳۸۵۸ (ز) شدّاد بن عمرو [1]

بن حسل بن الاحب بن حبیب قرشی فہری، مستورد کے والد۔ دونوں صحابی ہیں۔ طبرانی [2] کی روایت ہے کہ مستورد بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھاما تو وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا محسوس ہوا۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے۔

۳۸۵۹ (ز) شدّاد بن عوف [3]

ابواحمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے یعلی بن شداد کے طریق سے بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ ریاکاری کو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں شرکِ اصغر سمجھتے تھے۔ ایسا ہی ابن الاثیر [4] نے ایسا ہی درج کیا ہے۔ میرے خیال میں ان کا عوف کہنا سماعت کی غلطی ہے حالانکہ یہ نام اوس ہے، کیونکہ یہ متن یعلی بن شداد بن اوس کی روایت کے بحوالہ ان کے والد مشہور ہے۔

۳۸۶۰ (ز) شدّاد بن الهادی [5]

الھادی کا نام اسامہ بن عمرو، جو مسلم نے نقل کیا ہے، یہی مشہور ہے۔ البتہ خلیفہ کا قول ہے: شداد کا نام اسامہ اور الہادی کا نام عمرو ہے۔ اس پر ابوعمر نے اعتماد کیا ہے۔ بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ بن عامر بن مالک بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ لیثی بنی ہاشم کے حلیف، ان کے والد کو الہادی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ رات کے وقت مسافروں کے لیے آگ جلاتے تھے۔ [6] ابوعبیدہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری [7] کا قول ہے: صحابی ہیں۔

ابن سعد لکھتے ہیں: خندق میں شریک ہوئے، مدینہ کے رہائشی تھے، پھر کوفہ منتقل ہوگئے۔ انہیں نبی ﷺ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ، جسے دیدارِ نبوی نصیب ہے روایت کرتا ہے، اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ، عبدالرحمٰن بن ابی عمارہ، سلمی بنت عمیس اسماء بنت عمیس کی ہمشیرہ ان سے منسوب تھیں۔ نبی ﷺ اور ابوبکر کے رشتہ داروں میں سے ہیں کیونکہ سلمی حضرت میمونہ کی ماں شریک بہن ہیں۔ "المشارق" میں ان کی ایک حدیث ہے دُوری لکھتے ہیں، بقول ابن معین اس کے علاوہ ان کی کوئی مسند روایت نہیں۔

۳۸۶۱ (ز) شداد بن یزید

بن مرداس بن ابی عامر بن جاریہ السلمی، رشاطی نے بحوالہ ابوعلی الہجری ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ ابوعمر اور ابن فتحون

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۲۳۹۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۵٤/۱) [2] المعجم الکبیر (۷۱۱۰/۷) [3] اسد الغابہ (۲۳۹۸) تجرید (۲۵٤/۱)
[4] اسد الغابہ (٤۱۷/۲) جامع المسانید (۲۲۵/٦) [5] اسد الغابہ (۲۳۹۹) استیعاب (۱۱٦٦) تجرید (۲۵٤/۱)
[6] اسد الغابہ (٤۱۷/۲) جامع المسانید (۲۲٦/٦) [7] التاریخ الکبیر (۲۲۷/۲)

نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب شین کے بعد راء

۳۸۶۲ (ز) شراحیل بن اوس

شرحبیل بن عبدالرحمٰن میں تذکرہ ہوگا۔

۳۸۶۳ (ز) شراحیل بن زرعہ الحضرمی ❶

بقول ابن مندہ: ابن لہیعہ کی حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابوعمر ❷ فرماتے ہیں: حضر موت کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور سب مسلمان ہوگئے۔ ❸

۳۸۶۴ (ز) شراحیل بن غیلان

بن سلمہ ثقفی۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان میں اور شرحبیل بن خیلان میں فرق کیا۔ باوردی نے شراحیل کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں واقع ایک قصہ نقل کیا ہے۔ شراحیل خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶۵ (ز) شراحیل بن مرہ ہمدانی ❶

بقول بعض کندی۔ ابن ابی حاتم: ❷ بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں، نَهْرَیْن پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر تھے جیسا کہ عبیدہ ضبی نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مشہور نہیں۔ اور انہیں مرہ بن شراحیل بھی کہا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے ابن شاہین، ابن قانع اور طبرانی نے بطریق قیس بن الربیع بحوالہ شراحیل بن مرہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا: ''علی! تمہیں بشارت ہو، تمہارا جینا مرنا میرے ساتھ ہے''۔ ❸ اسے میں نے عالی سند سے حدیث ابی علی صواف کے تیسرے جزء میں سنا ہے، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر اس حدیث کے ساتھ کیا ہے اور ابن ابی خیثمہ نے اسے فضائل میں بطریق جابر جعفی بحوالہ شرحبیل بن مرہ، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی فرماتے سنا۔ پہلی روایت آیا وہ صحیح ہے اور اگر یہ محفوظ ہے تو احتمال ہے ان کے بھائی ہوں۔

۳۸۶۶ (ز) شراحیل الکندی ❹

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن قیس السکونی بحوالہ شراحیل کندی روایت کی ہے اور وہ صحابی ہیں، کہ وہ

---

❶ اسد الغابہ (۲٤۰۱) استیعاب (۱۱٦۷) تجرید (۲٥٤/۱) ❷ استیعاب (۲٥۳/۲) ❸ اسد الغابہ (٤۱۸/۲)

❶ اسد الغابہ (۲٤۰۲) تجرید (۲٥٤/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۳۷۳/٤)

❸ المعجم الکبیر (۷۲۱۷/۷) مجمع الزوائد (۱۱۲/۹) جامع المسانید (۲۳۰/٦) اسد الغابہ (٤۱۸/۲)

❹ اسد الغابہ (۲٤۰۳) استیعاب (۱۱٦۹) تجرید (۲٥٤/۱)

ایک جنازہ پڑھانے لگے تو لوگوں کو تین صفوں میں کر دیا۔[1] اس کی سند صحیح ہے۔ ابونعیم کا قول ہے: میرے نزدیک یہ نام شراحیل بن مرہ ہے۔

۳۸۶۷ (ز) شراحیل المنقریّ[2]

بقول بعض: ابن المنقر۔ المنقری اکثر کا قول ہے۔ ابوالقاسم بن سعید نے طبقات الحمصیین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم[3] کا قول ہے: شراحیل المنقری شام کے رہنے والے نبی ﷺ سے اور ان سے ہوزنی روایت کرتے ہیں۔ ابن شاہین، ابن ابی عاصم اور ابن مندہ کی بطریق ضمضم بن زرعہ، شریح بن عبید، بواسطہ ابویزید ہوزنی بحوالہ شراحیل بن المنقر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی اولاد میں سے تین فرد اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۸۶۸ (ز) شراحیل (بے نسبت)

خلیفہ بن خیاط کی روایت ہے کہ شراحیل نبی ﷺ سے ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾[5] کی فضیلت کی روایت کرتے ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶۹ شَرَحْبِیْل بن الاعور

الکلابی الضبابی۔ ابن حبان[6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔

۳۸۷۰ شرحبیل بن اوس الجعفی[7]

بقول ابن ابی حاتم: صحابی ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن روایت کرتا ہے۔ بقول ابن حبان:[8] بقول بعض، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے حالات میں اس کی تفصیل آئے گی۔

۳۸۷۱ شرحبیل بن اوس الکندی

بقول امام بخاری[9] اور ابوحاتم:[10] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: شام کے رہائشی تھے۔ ایسا ہی ابن حبان[11] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: انہیں شرحبیل بن اوس اور اوس بن شرحبیل بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ حریز نمران سے بحوالہ شرحبیل اور زبیدی، عباس بن یونس سے بواسطہ عمران بحوالہ اوس بن شرحبیل روایت کرتے ہیں۔ ابوحاتم اور بغوی نے

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۸/۲) جامع المسانید (۲۳۱/۶) [2] اسد الغابہ (۲۴۰۴) استیعاب (۱۱۷۰) تجرید (۲۵۴/۱)
[3] الجرح والتعدیل (۳۷۳/۴) [4] الاحاد والمثانی (۱۲۲۷/۲) [5] سورۃ اخلاص
[6] الثقات (۱۸۸/۳) [7] اسد الغابہ (۲۴۰۵) استیعاب (۱۱۷۱) تجرید (۲۵۵/۱) [8] الثقات (۱۸۸)
[9] التاریخ الکبیر (۲۵۰/۲) [10] الجرح والتعدیل (۳۳۷/۴) [11] الثقات (۱۸۸/۳)

شرحبیل کو راجح قرار دیا ہے۔ اسی پر ابوزرعہ نے مسند شامیین میں بھروسا کیا ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: بعض لوگوں نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا تذکرہ اوس بن شرحبیل میں ہو چکا ہے ان شرحبیل کی حدیث امام احمد، بغوی، ابن السکن، ابن شاہین اور طبرانی نے بطریق حریز بن عثمان بواسطہ نمران بحوالہ شرحبیل بن اوس کندی جو صحابیٔ رسول ﷺ ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کے بارے میں فرمایا: اسے کوڑے لگاؤ اور چوتھی بار فرمایا: "اسے قتل کر دو"۔ [1] (سیاسۃ جو صرف حاکم وقت کر سکتا ہے)۔ اوس میں بیان ہو چکا ہے کہ ان کی حدیث اس کے علاوہ ہے، لہٰذا راجح فرق ہوا۔ اس میں بھی کوئی ممانعت نہیں کہ نمران اوس بن شرحبیل اور شرحبیل بن اوس سے روایت کریں۔ (یاد رہے! یہ حدیث اس حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے **لایحل دم امری مسلم الا باحدٰی ثلاث**)۔

۳۸۷۲ شرحبیل ابن حسنہ [2]

حسنہ ان کی والدہ ہیں جسے بہت سے لوگوں نے اعتماد سے لکھا ہے۔ بقول ابوعمر: [3] بلکہ انہوں نے انہیں بیٹا بنایا تھا۔ ان کے والد عبداللہ المطاع بن عبداللہ الغطریف بن عبدالعزی بن جثامہ بن مالک الکندی بقول بعض تمیمی ہے۔ ایک قول ہے: یہ غوث بن مر کی اولاد سے ہیں جو تمیم بن مرّ کے بھائی ہیں۔ اسی بنا پر انہیں تمیمی کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ معمر بن حبیب جمحی کی مولاۃ تھیں۔ چنانچہ جنادہ اور جابر صاحبزادگانِ سفیان بن معمر بن حبیب ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ایک قول ہے کہ معمر نے حسنہ کی شادی ایک انصاری سے کر دی جس کا تعلق بنی زریق سے تھا اور اسے سفیان کہا جاتا تھا۔ معمر نے اسے بیٹا بنایا ہوا تھا اس لیے انہی کے نسب میں گنے جانے لگے۔ تو حسنہ نے جابر اور جنادہ کو جنم دیا۔ پھر جابر اور ان کا بھائی اسلام لے آئے اور ان دونوں کا ماں شریک بھائی شرحبیل بہت پہلے اسلام لا چکا تھا۔ سب نے حبشہ ہجرت کی، پھر وہاں سے مدینہ ہجرت ہوئی اور بنی زریق میں فروکش ہوئے۔ پھر سفیان اور ان کے دونوں بیٹے خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے تو شرحبیل نے بنی زہرہ سے معاہدۂ حلف قائم کر لیا۔ شرحبیل ان لوگوں میں سے تھے جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فتوحاتِ شام کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ شرحبیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی، بقول بعض: ابوعبدالرحمٰن یا ابووائلہ تھی۔ ان کی نبی ﷺ سے مروی روایت ابن ماجہ میں ہے۔ عبادہ بن الصامت سے بھی روایت لیتے تھے۔ جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن غنم اور ابوعبیداللہ اشعری روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن البرقی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے چوتھائی حصے کا والی مقرر کیا تھا۔ ایک قول ہے: یہ اور ابوعبیدہ ایک ہی دن طاعونِ عمواس کی وجہ سے فوت ہوئے۔ عمر سرسٹھ (۶۷) سال تھی، طاعون کے بارے ان کی ایک حدیث اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا جھگڑا مشہور ہے، جسے امام احمد [4] وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ بقول ابن زبیر: انہوں نے طبریہ فتح کیا۔ اور بقول ابن یونس: نبی ﷺ نے انہیں مصر روانہ کیا تھا۔ وہیں فوت ہوئے۔

---

[1] مسند احمد (۲۳۴/۴) المعجم الکبیر (۳۰۶/۷) یہ حدیث منسوخ ہے ناسخ حدیث "لا یحل دم امریٔ مسلم الا باحدی ثلاث" ہے۔

[2] اسد الغابہ (۲۴۱۰) استیعاب (۱۱۷۲) [3] استیعاب (۲۵۵/۲) [4] مسند احمد (۱۹۵/۴، ۱۹۶)

۳۸۷۳ شرحبیل بن السمط ✿

بن الاسود یا اعور یا شرحبیل بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الکندی ابوزید، بقول امام بخاری: ✿ صحابی ہیں۔ ابواحمد الحاکم نے بھی ان کا اتباع کیا ہے، جبکہ ابن السکن کا قول ہے: بخاری کا گمان ہے: یہ صحابی ہیں، پھر لکھتے ہیں، ایک قول ہے: نبی ﷺ کے پاس آئے اور پھر جنگِ قادسیہ میں شرکت کی۔ حمص فروکش ہوئے تو اسے کئی منازل میں تقسیم کیا۔ بغوی اور ابن حبان ✿ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور پھر تابعین میں دوبارہ ان کا ذکر کر دیا۔ بغوی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: شام کے رہائشی تھے۔ مجھے محمد بن اسمٰعیل بخاری کی کتاب میں ان کا نام ملا ہے، لیکن کوئی حدیث ان سے مروی نہیں ملی۔ ابن سعد ✿ لکھتے ہیں: دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ قادسیہ میں شرکت کی اور حمص فتح کیا۔ ابن السکن فرماتے ہیں: کسی روایت سے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ صرف ان کی وہ حدیث جو یحییٰ بن حمزہ کی روایت سے نصر بن علقمہ بواسطہ کثیر بن مرہ بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن السمط مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پہ پوری طرح قائم رہے گی''۔ ✿ (حدیث) اسے ابن مندہ نے نقل کیا اور لکھا ہے: غریب ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان کا صحابہ میں ذکر ملتا ہے، لیکن نبی ﷺ سے کوئی مسند حدیث ان کی نہیں ملی۔

سیف نے اپنی سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شرحبیل بن السمط بن شرحبیل کو امیر بنایا جو نوجوان آدمی تھے، انہوں نے فتنۂ ارتداد میں بھی جنگ لڑی تھی اور مشرقی علاقے پر اشعث غالب آ گیا، ان کے والد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے اور جنگ یرموک میں شرکت کی، شرحبیل قادسیہ والوں کے شہسواروں میں سے ایک تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت عمر، کعب بن مرہ اور عبادہ وغیرہ سے بھی روایت ہے۔ ان سے سالم بن ابی الجعد، جبیر بن نفیر اور سلیم بن عامر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: قادسیہ میں شریک ہوئے، حمص فتح کیا۔ بخاری صلاۃ خوف میں ان کا ذکر ہے۔ خلیفہ کا بیان ہے وہ بیس سال کے قریب حمص کے گورنر رہے۔

ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا، اس میں ان کا عظیم اثر ورسوخ تھا۔ ابوعامر ھوزنی کا قول ہے: میں حبیب بن سلمہ کے ساتھ شرحبیل کے جنازہ میں شریک ہوا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: صفین میں شہید ہوئے۔ یزید بن عبد ربہ کا قول ہے: چالیس (۴۰ھ) میں، کسی اور کا قول ہے بیالیس (۴۲ھ) اور تاریخ حمص کے مصنف کا قول ہے: چھتیس (۳۶ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، کیونکہ یہ بات ثابت ہے وہ صفین میں شریک ہوئے جو سینتیس (۳۷ھ) میں پیش آئی، جس کے متعلق نجاشی شرحبیل کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ؏

''شرحبیل! تم نے دین کی وجہ سے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا، بلکہ مالکی یعنی جریر سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا ہے''۔

یعنی جریر بن عبداللہ بجلی۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی طرف اہل شام سے بیعت لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

✿ اسد الغابہ (۲٤۰۹) استیعاب (۱۱۷۲) تجرید (۲۵۵/۱) ✿ التاریخ الکبیر (۲٤۸/۲)

✿ الثقات (۲٦٤/٤) ✿ الطبقات (۱۵۵/۷) ✿ اسد الغابہ (٤۲۱/۲) جامع المسانید (۲۳۷/٦) مختصر تاریخ دمشق (۲۸۷/۱۰)

✿ الاستیعاب (۲۵٦/۲)

ان کی مالکی نسبت اس وجہ سے بیان کی کہ وہ مالک بن سعد بن بدر کی اولاد سے تھے جو بجیلہ کا بطن ہے۔شرحبیل اور جریر کے درمیان دوری تھی۔ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ حمص کے گورنر اور وہیں فوت ہوئے۔

۳۸۷۴ (ز) شرحبیل بن عبداللہ

وہی ابن حسنہ،تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۷۵ (ز) شرحبیل بن عبدالرحمٰن الجعفی [1]

ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کے والد کا ہی نام لیا ہے۔جبکہ عسکری کا قول ہے: شرحبیل بن حسنہ۔بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ابن حبان فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں، ابن السکن اور طبرانی بطریق حماد بن یزید المنقری ان کی روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میرے ہاتھ میں ایک سامان تھا۔میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے اس سامان نے اذیت دی ہے، اس کی وجہ سے بارہا میں نے تلوار کا قبضہ پکڑا۔آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ''۔میں قریب ہوا، پھر اس سامان پر ہاتھ رکھا اور اپنی ہتھیلی سے مسلنے لگے اور پھر اپنا ہاتھ اٹھالیا، مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے ہاتھ کا اثر کس جگہ تھا۔[2] بغوی بلاغی انداز میں (سنی سنائی روایت) شرحبیل نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔شرحبیل مخلد بن عقبہ کے دادا ہیں، ان سے حماد بن یزید المنقری روایت کرتے ہیں۔ایسا ہی طبرانی نے نقل کر کے حدیث اعرابی ذکر کی ہے۔جس میں ہے: بہت بوڑھا شخص ہے جس کا بخار دہک رہا ہے۔[3] اور حدیث: ''جس کی جائیداد اس کے لیے مشکل ہو''۔ ابوعمر [4] لکھتے ہیں: شرحبیل کو شراحیل بھی کہا جاتا ہے، ان کی علامات نبوت میں ایک حدیث ہے جو اس سامان کے بارے میں جو ان کے ہاتھ میں تھا، ابن مندہ فرماتے ہیں: اس سند سے کئی احادیث مروی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے: ''جسے تجارت تھکا دے وہ عمان چلا جائے''۔ لکھتے ہیں: صحابی ہیں اور اس کی سند میں ان کے والد سے بحوالہ ان کے دادا شرحبیل بن عقبہ فرمایا جبکہ درست مخلد بن عقبہ بن شرحبیل سے وہ اپنے دادا شرحبیل سے روایت کرتے ہیں۔بغوی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب سے ان کا ذکر کیا کہ شرحبیل یا عبدالرحمٰن بن شرحبیل بصرہ کے رہائشی تھے، ان کی کوئی حدیث نہیں۔

۳۸۷۶ (ز) شرحبیل بن غیلان [5]

بن سلمہ بن مُعَتّب بن مالک ثقفی۔بقول ابن سعد: [6] طائف فروکش ہوئے۔انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ساٹھ (۶۰ھ) میں فوت ہوئے، ایسا ہی ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ابن ابی حاتم [7] بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں ان سے ایک حدیث

---

[1] اسد الغابہ (٢٤٠٦) استیعاب (١١٧٥) تجرید (٢٥٥/١) [2] المعجم الکبیر (٣٠٦/٧) التاریخ الکبیر (٢٥٠/٢)

[3] المعجم الکبیر (٧/٤٢١٣) مجمع الزوائد (٣٠٧/٢) اسد الغابہ (٤٢١/٢) جامع المسانید (٢٣٨/٦)

[4] المعجم الکبیر (٧/٧٢١٤) مجمع الزوائد (٦٢/١٠) جامع المسانید (٢٣٨/٦)

[5] استیعاب (٢٥٧/٢) [6] اسد الغابہ (٢٤١٤) استیعاب (١١٧٤) تجرید (٢٥٥/١)

[7] الطبقات (٣٧١/٧) [8] الجرح والتعدیل (٣٣٨/٤)

مروی ہے، لیکن اس کا ذکر نہیں کیا۔ ابن حبان [1] لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں شامل تھے۔ ساٹھ (۶۰ ھ) میں فوت ہوئے۔ ان کی والدہ رائطہ بنت وہب بن مُعَتّب ہیں۔ بقول ابوعمر: [2] دونوں [3] مسجدوں کے درمیان استغفار کرنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے، لیکن اس کی سند کی وجہ سے قابل حجت و دلیل نہیں۔ وہ ان پانچ میں کے ایک تھے جنہیں ثقیف نے اپنے اسلام کی اطلاع دے کر بھیجا تھا۔

۳۸۷۷ (ز) شرحبیل بن مرّہ

شراحیل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۷۸ شرحبیل بن معدیکرب [4]

عفیف میں تذکرہ ہوگا۔ بقول بغوی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ عفیف کندی کا نام شرحبیل تھا۔

۳۸۷۹ (ز) شرحبیل [5] (بے نسب)

ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابواحمد غسانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم کی روایت ہے ان کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چوری یا خیانت کی کوئی چیز خریدی اور اسے معلوم بھی ہے یہ خیانت کا مال ہے تو وہ (خریدار) اس کے گناہ اور عار میں شریک ہے''۔ [6] اس کی سند ضعیف ہے، البتہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا شاہد موجود ہے۔ ''کامل'' ابن عدی میں اسے اسحاق بن ابی فردہ نے نقل کیا ہے۔

۳۸۸۰ (ز) شرحبیل [7] (دوسرے بے نسب)

بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے اور پھر یہ روایت نقل کی کہ شرحبیل نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صفر کی پندرہ (۱۵) کو مدینہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے پاس جبرائیل امین آئے، پھر لمبی حدیث روایت کی۔ [8]

۳۸۸۱ (ز) شرحبیل ضبابی [9]

بقول بعض: ذوالجوشن کا نام ہے جسے بغوی اور ابونعیم نے نقل کیا ہے۔ ذال میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۸۲ شَرَیح بن ابرهه یافعی [10]

بقول ابن مندہ: صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ یہی ابن یونس کا قول ہے۔ ابن قانع اور ابونعیم نے بطریق شرقی بن قُطامی بحوالہ شریح بن ابرہہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایامِ تشریق میں ظہر کی نماز سے نحر کے روز تکبیر کہتے دیکھا

---

[1] الثقات (۱۸۷/۳) [2] استیعاب (۲۵۶/۲) [3] اسد الغابہ (۴۲۲/۲) جامع المسانید (۲۴۰/۶)

[4] اسد الغابہ (۲۴۱۷) [5] اسد الغابہ (۲۴۱۵) تجرید (۲۵۶/۱)

[6] السنن الکبریٰ (۳۳۶/۵) جامع المسانید (۲۴۱/۶) اسد الغابہ (۴۲۲/۲) [7] اسد الغابہ (۲۴۱۷)

[8] جامع المسانید (۲۴۲/۶) [9] استیعاب (۱۱۷۶) [10] اسد الغابہ (۲۴۱۸) تجرید (۲۵۶/۱)

یہاں تک کہ آپ منیٰ سے چلے جاتے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ [1] یہی روایت ابن مندہ نے بواسطہ المحل بن وداعہ شریح حمیری کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع [2] میں فرماتے سنا، پھر تلبیہ کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن عدی نے عمرو بن شمر کے حالات میں عمرو بن قیس سے نقل کی ہے جس کی اسناد میں معاذ بن جبل کا اضافہ نقل کیا اور انہی کی مسند میں شامل کی ہے۔ ادھر ابونعیم کا گمان ہے کہ المحل بن وداعہ بغیر الف لام ہے۔ اور ابوعمر کے ہاں شریح بن ابی وہب لکھا ہے اور ان کی حدیث عمرو بن قیس کے ہاں المحل بن وداعہ بحوالہ ان سے مروی ہے۔ شاید ابرہہ کی کنیت ابووہب ہو۔ یا فع کا تعلق حُمیر سے ہے۔

۳۸۸۳ (ز) شریح بن حارث [3]

بن قیس بن جہم بن معاویہ بن عامر بن الرائش بن حارث بن معاویہ بن ثور بن عمرو بن معاویہ بن ثور (جو کندہ ہیں) ابوامیہ القاضی۔ یہ ابن کلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ ابواحمد الحاکم نے اس کے خلاف نسب ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: وہ شریح بن حارث بن شراحیل ہیں اور ان فارسیوں کی اولاد میں سے ہیں جو یمن رہتے ہیں اور کندہ کے حلیف تھے۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا، اس وقت عمر چالیس سال تھی۔ نبی ﷺ کے دور میں تو تھے لیکن آپ ﷺ کو دیکھا نہیں، اور نہ آپ ﷺ سے سماع کیا ہے۔ [4]

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہی ہے لیکن ابن السکن اور کئی دیگر حضرات بطریق علی بن عبداللہ بن معاویہ بن میسرہ بن شریح القاضی روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کی: اللہ کے رسول! یمن میں کافی تعداد میں میرے رشتہ دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں لے آؤ"۔ [5] جب انہیں لے آئے تو نبی ﷺ وفات پا چکے تھے۔ اسی سند سے ابونعیم نے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عمر، عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور بعد کے لوگوں کی طرف سے قاضی رہا یہاں تک کہ حجاج سے میں نے استعفیٰ لے لیا۔ جس روز انہوں نے استعفیٰ دیا تھا اس وقت ایک سو بیس (۱۲۰) سال کا سن تھا، اس کے بعد بھی ایک سال حیات رہے۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: ترپن (۵۳) برس کوفہ کے قاضی رہے۔ بصرہ فروکش ہوئے تو سات سال اس عہدہ پر قائم رہے۔ ایک قول ہے: جب یمن میں تھے تو حضرت معاذ سے علم حاصل کرتے تھے۔

ابن السکن لکھتے ہیں: خلافتِ فاروقی، عثمانی اور دورِ حیدری میں شریح کی بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ لیکن مجھے اس روایت کے علاوہ کوئی روایت نہیں ملی جس سے ان کی نبی ﷺ سے ملاقات کا ثبوت ملتا ہو۔ اس کی صحت کا حال بھی اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ وہ عراق کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی تھے۔ ایک قول ہے: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے اور اٹھہتر (۷۸ھ) میں بقول واقدی

[1] المعجم الکبیر (۷۲۲۹/۷) مجمع الزوائد (۲۶۴/۳) جامع المسانید (۲۴۳/۶) اسد الغابہ (۴۲۳/۲)

[2] جامع المسانید (۲۴٤/٦) [3] اسد الغابۃ (ت: ۲٤۱۹) الاستیعاب (ت: ۱۱۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۵٦/۱)

[4] جامع المسانید (۲٤۵٦/٦) استیعاب (۷۰۲/۲) مختصر تاریخ دمشق (۲۹٤/۱)

[5] مختصر تاریخ دمشق (۲۹٤/۱۰) اسد الغابہ (۴۲۳/۲) جامع المسانید (۲٤۵/٦)

اور ایک جماعت کے فوت ہوئے۔ ابن معین کا قول ہے: نبی ﷺ کے دور میں تھے لیکن آپ ﷺ سے سماع نہیں کیا۔ عجلی لکھتے ہیں: کوفہ کے معتبر تابعی ہیں۔ ابن المدینی لکھتے ہیں: بصرہ میں زیاد کے سات (۷) سال اور کوفہ میں ترپن (۵۳) برس قاضی رہے۔ شریح نبی ﷺ سے حضرت عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں: ابووائل، قیس بن ابی حازم، شعبی، مجاہد، ابن سیرین وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ حنبل بحوالہ ابن معین فرماتے ہیں: وہ شریح بن ہانی اور شریح بن ارطاۃ سے زیادہ عمر والے تھے۔ ابوحصین کا قول ہے: وہ قادر الکلام شاعر (اور قیافہ شناس) تھے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں: کوسج (یعنی رخساروں پر بال نہ) تھے۔ ابواسحاق سبیعی ہبیرہ بن یریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح سے فرمایا: تم سب عربوں کے قاضی ہو۔ اور عمرو بن دینار بحوالہ ابوالشعثاء نقل کرتے ہیں: زیاد ہمارے پاس شریح کو لائے جو ہمارے ہاں بصرہ میں قاضی مقرر ہوئے۔ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد کوئی ایسا قاضی ہوا۔ ابونعیم اور ایک جماعت کہتی ہے: اٹھہتر (۷۸ھ) بقول خلیفہ اسی (۸۰ھ) اور بقول علی بن المدینی بیاسی (۸۲ھ) ایک قول ہے ننانوے (۹۹ھ) اور بھی کئی اقوال ہیں، میں فوت ہوئے۔ ان کے پوتے علی بن عبداللہ کا دعویٰ ہے (جو نا قابل اعتماد قول ہے) وہ نوے (۹۰ھ) کے بعد زندہ رہے۔

۳۸۸۴ (ز) شریح بن ابی شریح الحجازی [1]

امام بخاری [2] اور ابوحاتم [3] کا قول ہے: صحابی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں بطریق عمرو بن دینار بحوالہ ابوالزبیر نقل کرتے ہیں، انہوں نے شریح نامی ایک شخص سے سنا جس نے دور نبوی ﷺ پایا تھا کہ سمندر کی ہر چیز مذبوح (حلال) ہے۔ [4] اور صحیح میں یہ روایت تعلیقاً نقل کی اور دارقطنی اور ابونعیم نے بطریق ابن جریج بواسطہ ابوالزبیر بحوالہ شریح، جو صحابی رسول ﷺ ہیں، روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اسی کا مفہوم مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جبکہ ابن جریج سے موقوف روایت بھی محفوظ ہے جس کی طرف ابونعیم نے اشارہ کیا ہے۔

۳۸۸۵ (ز) شریح بن ضمرہ المزنی [5]

بقول ابوعمر: [6] سب سے پہلے مزینہ کی زکوٰۃ لانے والے یہی ہیں۔

۳۸۸۶ شریح بن عامر [7]

بن قیس بن عامر بن عمیر اور ابن قانع کے ہاں یوں نسب ہے: شریح بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن عامر بن صعصعہ السعدی از بنی سعد بن بکر۔ بقول ابوعمر: [8] صحابی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اھواز میں شہید ہوئے۔ عمر بن شبہ بطریق قتادہ روایت کرتے ہیں کہ قطبہ بن قتادہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کمک کا خط لکھا تو آپ نے شریح بن عامر سعدی جو بنی سعد بن بکر سے تھے روانہ کیا اور ان سے فرمایا: مسلمانوں کے مددگار بن کر جاؤ، چنانچہ وہ بصرہ متوجہ ہوئے وہاں سے اھواز پہنچے

---

[1] اسد الغابہ (۲۴۲۲) [2] التاریخ (۲۲۹/۲) [3] الجرح والتعدیل (۳۳۲/۴)

[4] اسد الغابہ (۴۲۴/۲) جامع المسانید (۲۴۶/۶) [5] اسد الغابہ (۲۴۲۲) استیعاب (۱۱۷۸) تجرید (۲۵۶/۱)

[6] استیعاب (۲۵۸/۲) [7] اسد الغابہ (۲۴۲۳) استیعاب (۱۱۷۹) تجرید (۲۵۶/۱) [8] الاستیعاب (۲۵۸/۲)

جہاں انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ قاسم بن سلیمان کے دادا ہیں۔

۳۸۸۷ (ز) شریح بن عامر ✿

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ذوالکلیہ کلاعی یعنی جن کا تذکرہ ذال میں ہوا ہے یہ ان کا نام ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ اسی کو ابن کلبی اور ابن قانع نے معتمد لکھا ہے۔

۳۸۸۸ شریح بن عمرو الخزاعی ✿

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور پھر ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز اصحاب رسول ﷺ کو ایسا شخص ملا جسے جاہلیت میں بدلے کے لئے تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ اسلام کی بیعت کرنے آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ انتہائی ناراض ہوئے، عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی ✿.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

شریح فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے اس کی دیت ادا کی۔ اسی طرح ابن شاہین کی روایت ہے شریح بن عمرو خزاعی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پہ ایمان ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے''۔ ✿

''ذیل'' میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں ابوشریح کے حوالہ سے مشہور ہیں۔ ان کا نام خویلد بن عمرو خزاعی ہے۔ ان دونوں میں ابن شاہین کے وہم پہ تعجب نہ ہو بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دونوں کیسے آ گئیں؟

میں کہتا ہوں: ابن شاہین کو کوئی وہم نہیں ہوا، انہوں نے تو لکھے ہوئے کی پیروی کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسری حدیث غلط ہے، کیونکہ یہ حدیث اسی متن اور اسناد سے ابوشریح کے حوالہ سے صحیح میں درج ہے۔ رہی پہلی حدیث تو اس کا سیاق سند و متن دونوں لحاظ سے مخالف ہے، جس سے بعید احتمال یہ ہوتا ہے کہ کوئی اور ہوں۔

۳۸۸۹ (ز) شریح بن مالک بن ربیعہ

ابن ام مکتوم کے ناموں میں سے منقول ایک نام، جس کے قائل کا میں نے عبداللہ بن شریح کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

✿ اسد الغابہ (٢٤٢٤) ✿ اسد الغابہ (٢٤٢٦) تجرید (٢٥٦/١)

✿ بخاری کتاب العلم باب لیبلّغ العلم الشاهد الغائب (١٠٤) کتاب الحج باب لا یعضد شجر الحرم (١٨٣٢)
مسلم کتاب الحج باب تحریم مکہ و صیدها (٣٢٩١) ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی حرمة مکة (٨٠٩)
نسائی کتاب الحج باب تحریم القتال فیه (١٢٠٥٧) مسند احمد (٣٨٥/٦)

✿ بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جاره (٥٦٧٣) و کتاب الرقاق باب حفظ اللسان (٦١١١)
مسلم کتاب اللقطة (٤٤٨٨) ابوداؤد کتاب الاطعمة (٣٧٤٨) ترمذی کتاب البرّ والصلة (١٩٦٧)
ابن ماجه کتاب الادب (٣٦٧٥) مسند احمد (٣٨٥/٦)

۳۸۹۰ (ز) شریح بن مرہ

بن سلمہ بن مرہ بن حُجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ کندی۔ یہی شریح بن مکدّ د ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: انہیں مکدد ان کے ایک شعر کی وجہ سے کہا جاتا ہے: شعر

''مجھ سے اتنا مانگو کہ مجھے تھکا دو، کیونکہ میں جو کچھ میرے ہاتھوں میں ہے تنگی وخوشحالی میں تم پہ خرچ کرنے والا ہوں''۔

فرماتے ہیں: شریح کو آنے کی سعادت حاصل ہے، کذا قال الطبری۔ اشعث بن قیس نے انہیں آذربائیجان پہ اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

۳۸۹۱ شریح بن ابی وھب الحِمْیَری

ابن ابرہہ میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۳۸۹۲ شریح الحضرمی

ایک صحیح حدیث میں جسے نسائی نے نقل کیا ہے ان کا ذکر ملتا ہے کہ شریح حضرمی کا تذکرہ نبی ﷺ کے پاس ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسا شخص ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتا (یعنی قرآن سے غافل ہو کر سو نہیں رہتا بلکہ اسے نوافل میں پڑھتا ہے یہ تو مدح ہوئی اور ذم کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ اسے کچھ قرآن یاد نہیں جب وہ سو جاتا ہے تو اس کے پاس قرآن نہیں ہوتا۔ [اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۹۳]) ایسا ہی زہری کے اکثر تلامذہ نے کہا ہے یہی روایت بغوی، طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ نے نقل کی ہے۔ نعمان بن راشد مخرمہ بن شریح کا ذکر کرتے ہیں جوان کا وہم ہے اور ابن مندہ نے بھی مخرمہ بن شریح کے حالات میں ایسا لکھا ہے، شاید یہ ابن مندہ کا وہم ہے کیونکہ ہم نے خلعیات کے تیرھویں (۱۳ویں) جزء میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: شریح نے ذکر کیا۔ رہا نعمان والا طریق تو طبرانی نے اسی سند سے اسے موصولاً نقل کیا ہے اور ابونعیم بحوالہ طبرانی روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہی نعمان کا قول ہے، جبکہ درست وہ روایت ہے جو ابن المبارک اور ان کے پیروکاروں نے بحوالہ یونس نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی کو بغوی نے بطریق لیث بحوالہ یونس روایت کیا ہے کہ نعمان بن راشد نے فرمایا۔ واللہ اعلم۔

۳۸۹۳ شریح الکلابی

وہی ذوالِلحیہ۔ تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (٢٤٢٦) تجرید (٢٥٦/١) ✿ اسد الغابہ (٤٢٥/٢) ✿ استیعاب (١١٨١)

اسد الغابہ (٢٤٢٠) استیعاب (١١٨٢) تجرید (٢٥٦/١)

مسند احمد (٤٤٩/٣) نسائی کتاب قیام اللیل باب وقت رکعتی الفجر و ذکر الاختلاف علی نافع (١٧٨٢)

المعجم الکبیر (٦٦٥٤) جامع المسانید (٢٤٧/٦) اسد الغابہ (٤٢٤/٢)

اسد الغابہ (٢٤٢٥) ✿ اسد الغابہ (٢٤٢٨) استیعاب (١١٨٣) تجرید (٢٥٧/١)

۳۸۹۴ شریح (بے نسب)

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ واصل الاحدب بواسطہ ابووائل بحوالہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے انسان! میری طرف چل کر آ میں تیری طرف بھاگ کر آؤں گا''۔ (الحدیث) ۱ ابوعمر فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ ان (شریح الحضرمی، شریح الحجازی، شریح بن عامر اور شریح بن ابی وہب) میں سے ایک ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۳۸۹۵ الشرید بن سوید ثقفی ۲

ابن السکن: صحابی ہیں ان کی حدیث اہل حجاز سے مروی ہے۔ طائف کے رہائشی تھے اکثریت کا قول ہے نسباً ثقفی ہیں۔ ایک قول ہے حضرمی تھے، ثقیف کے حلیف تھے۔ آمنہ بنت ابی عاص بن امیہ سے شادی کی تھی۔ ایک قول ہے: ان کا نام مالک ہے، الشرید اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں جب مغیرہ بن شعبہ نے اپنے ثقفی ساتھیوں کو قتل کیا تو یہ بھاگ نکلے تھے چنانچہ عبدالرزاق نے کتاب الجہاد میں معمر سے بحوالہ زہری روایت کی ہے کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ روانہ ہوئے تو ان سب کو قتل کر دیا۔ (حدیث) معمر کا قول ہے: میں نے ان کے بارے میں سنا ہے کہ انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ کوئی بھی ان سے غداری نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو بتائے گا۔ چلتے چلتے یہ لوگ ایک مقام پہ فروکش ہوئے، مغیرہ اپنی تلوار کی نوک سے گڑھا کھودنے لگے، انہوں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ مغیرہ نے کہا: تمہاری قبر کھود رہا ہوں۔ لیکن وہ نہ سمجھے، کھا پی کر سو گئے تو انہیں قتل کر دیا۔ ان میں سے صرف شرید بچے، اسی وجہ سے انہیں شرید کہا جاتا ہے۔ واقدی نے یہ واقعہ طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ یہ سب مصر گئے تو مقوقس نے سوائے مغیرہ کے سب کی عزت کی انہیں خوش آمدید کہا، مغیرہ کی اس طرح قدر و منزلت نہ کی انہوں نے ان سے بغض رکھا اور اس بنا پر ان سے یہ سلوک کیا۔

بغوی لکھتے ہیں: طائف اور مدینہ رہے ان کی کئی احادیث ہیں۔ مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ عمرو بن الشرید بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ ۳ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی۔ مسلم ۴ میں ہی اس کے کسی طریق میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک حدیث تعلیقاً نقل کی ہے: ''قرض کی ادائیگی کی رقم پانے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور اسے سزا دینے کا سبب بن جاتا ہے''۔ ۵

نسائی وغیرہ نے اسے موصولاً نقل کیا ہے۔ ابوداؤد میں حدیث الشرید بن سوید سے ہے: ایک دفعہ میں اپنے بائیں ہاتھ کو پیٹھ پیچھے رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ (حدیث) انہی کی حدیث سے ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

۱ اسد الغابہ (۴۲۶/۲) جامع لمسانید (۲۴۸/۶) ۲ اسد الغابہ (۲۴۲۹) استیعاب (۱۲۰۰) تجرید (۲۵۷/۱)

۳ مسند احمد (۳۸۸/۴) المعجم الکبیر (۷۲۳۹/۷) الادب المفرد (۸۶۹) جامع المسانید (۲۵۰/۶)

۴ مسلم کتاب الطب باب اجتناب المجذوم نحوہ (۱۲۶)

۵ ابوداؤد کتاب الاقضیہ (۳۶۲۸) نسائی کتاب البیوع باب مطل الغنی (۴۷۰۳، ۴۷۰۴)

ابن ماجہ کتاب الصدقات (۲۴۲۷) مسند احمد (۳۸۸/۴)

ساتھ چکر لگائے، آپ ﷺ نے سواری پر ہی سارے چکر پورے کیے۔ ان کی ایک حدیث نسائی [1] میں ہے کہ عہد نبی ﷺ میں ایک عورت سنگسار کی گئی جب ہم اس کے رجم سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

ابونعیم فرماتے ہیں: بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کا نام شرید رکھا۔ ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عمرو بن نافع ثقفی وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔ ھوذہ جن کا ذکر ہوتا ہے ان کے اشعار میں شرید بنی سلیم کا ذکر آتا ہے۔ میرے خیال میں وہ یہی ہیں۔

۳۸۹۶ شریط [2]

بن انس بن مالک بن ہلال اشجعی۔ نبیط کے والد۔ یہ اور نبیط دونوں صحابی ہیں، ابن السکن لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی بطریق نبیط بن شریط روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں اپنے والد کے ساتھ سوار تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے گفتگو شروع کی تو میں نے اپنے والد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں''۔ (حدیث) اسے بغوی نے نقل کیا اور ابن السکن نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ نبیط بن شریط بحوالہ اپنے والد شریط بن انس سے نقل کرتے ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: وہ نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کرتے۔ ابن مندہ بطریق وکیع روایت کرتے ہیں میں نے سلمہ بن نبیط کو فرماتے سنا: میرے والد اور دادا اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ اور بطریق عبدالحمید حمانی بحوالہ سلمہ مروی ہے، میرے والد، دادا اور چچا اصحاب رسول ﷺ تھے۔ ایسا ہی امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں حمانی سے نقل کیا ہے۔

۳۸۹۷ شریق [3]

جیبہ کے والد۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مسند احمد اور مسند بدیل بن ورقاء میں بھی ان کا ذکر ملتا ہے۔ حکم زرقی اپنی دادی جیبہ بنت شریق سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ تھیں۔ وہاں بدیل بن ورقاء چرے کانوں والی اونٹنی پر سوار تھے۔ [4] (حدیث) یہی روایت بغوی نے عبداللہ بن احمد سے بحوالہ ان کے والد انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور عبداللہ بن رجاء سعید بن سلمہ سے اسی سند سے روایت کی ہے، اس میں ہے ان کی والدہ کے ساتھ شریق کی باندی عجماء تھی۔ دونوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ کا اور ایک دفعہ اپنے والد کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم

۳۸۹۸ شریک [5]

بن ابی الاغفل بن سلمہ بن عمرو بن قرط بن حارث بن عبدیغوث تجیبی، شاعر۔ بقول ابن یونس اور ابن کلبی: رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن یونس نے مزید لکھا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ مرزبانی کا قول ہے: مخضرمی ہیں۔ پھر ان کے وہ

---

[1] نسائی کتاب الرجم از السنن الکبری (۱۵۴/۴) [2] اسد الغابہ (۲۴۳۰) استیعاب (۱-۱۲۰) تجرید (۲۵۷/۱)

[3] اسد الغابہ (۲۴۳۱) تجرید (۲۵۷/۱) [4] المستدرک (۲۵۰/۲) کنز العمال (۳۳۴۷) اسد الغابہ (۴۲۷/۲) جامع المسانید (۲۷۸/۶)

[5] تجرید (۲۵۷/۱)

اشعار نقل کیے جو انہوں نے یمن میں فتنۂ ارتداد کے موقعہ پر کہے تھے۔ ان کا ذکر اس قصہ میں بھی ملتا ہے جو المعافی نے ''الجلیس'' میں بطریق عبداللہ بن محمد بن ابی عبیدہ بن عمار نقل کیا ہے کہ عمرو بن معدی کرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ کے پاس ربیع بن زیاد اور شریک بن ابی الاغفل بیٹھے ہوئے تھے۔

۳۸۹۹ شريك بن ابى الحيسر [1]

انس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی بقول ابن کلبی: یہ اور ان کا بیٹا عبداللہ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: ان صحابہ میں سے ہیں جن کی روایت نہیں۔ ابن شاہین نے ابن کلبی کی طرح اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ ان کے بھائی حارث بدر میں شریک ہوئے۔

۳۹۰۰ شريك بن حنبل عَبْسى [2]

ترمذی اور بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی یہ اضافہ نقل کرتے ہیں کوفہ کے رہائشی تھے۔ بغوی، ابن شاہین اور ابن مندہ بطریق یونس بن ابی اسحاق عمیر بن تمیم بحوالہ شریک بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اس بدبودار سبزی کو کھالے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے''۔ [3] فرماتے ہیں: اس روایت کو قیس بن ربیع وغیرہ نے ابواسحاق سے بواسطہ عمیر بحوالہ شریک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کے متعلق ہے شریک سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے اور ایک قول ہے شریک سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ ابوحاتم [3] اور العسکری کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ کسی نے مسند میں انہیں شامل کر دیا ہے حالانکہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: کتاب الاطعمہ میں ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو طبری میں ان کی تہذیب میں مسند عمرو سے منقول ہے۔ اس بات پر اعتماد کرنا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے صحیح نہیں کیونکہ ان کے سماع کی تصریح موجود ہے، صرف اتنی بات ہے کہ تصریح کا راوی ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ [5] لکھتے ہیں: بقول بعض: شریک بن شرحبیل، جو وہم ہے ابن سعد [6] اور ابن حبان [7] نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۳۹۰۱ شريك ابن سحماء [8]

سحماء ان کی والدہ ہیں جبکہ والد کا نام عبدہ بن مغیث بن الجد بن العجلان البلوی ہے۔ انصار کے حلیف ہیں۔ صحیحین میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان کا ذکر ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پہ شریک بن سحماء کی تہمت لگائی۔ [9] عباد بن منصور نے ہشام بن حسان کی بحوالہ عکرمہ روایت کرنے میں متابعت کی ہے، ایوب عکرمہ سے مرسل روایت کرتے ہیں، یہی روایت مسلم اور نسائی نے محمد بن

---

[1] اسد الغابہ (۲٤۳۳) استیعاب (۱۱۸۵) تجرید (۲۵۷/۱) [2] اسد الغابہ (۲٤۳۲) استیعاب (۱۱۸٦) تجرید (۲۵۷/۱)

[3] ترمذی كتاب الاطعمہ باب ما جاء فی كراهية اكل الثوم والبصل (۱۸۰۸) ابوداؤد (۳۸۲۸)

جامع المسانيد (۲٦۵/٦) اسد الغابہ (٤۲۷/۲) [4] الجرح والتعديل (۳٦٤/٤) [5] التاريخ الكبير (۲۳۷/۲)

[6] الطبقات (۱٦۰/٦) [7] الثقات (۳٦۰/٤) [8] اسد الغابہ (۲٤۳٤) استیعاب (۱۱۸۸) تجرید (۲۵۷/۱)

سیرین سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے، اس میں ہے: شریک براء بن مالک کے ماں شریک بھائی تھے۔

ابونعیم نے لکھا ہے: بعض لوگوں کا خیال غلط ہے کہ شریک ان کا صفاتی نام ہے، اصلی نام نہیں، کیونکہ سحماء کے بیٹے سے ان کی شراکت تھی اسی بنا پر شریک اور ابن سحماء کے درمیان ابن کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے۔ شاذ قول ہے جس کی مزید تقویت اس سے ہوتی ہے کہ براء بن مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے سب کی والدہ ام سلیم ٹھہریں۔ لیکن یہ کہیں سے بھی منقول نہیں کہ ام سلیم نے عبدہ بن مغیث سے کبھی شادی کی ہو۔ البتہ اس کا بہتر جواب یہی ہے کہ براء بن مالک کے رضاعی بھائی تھے۔

ابراہیم بن عربی جو عبدالملک کی جانب سے یمامہ کا گورنر تھا اس کی والدہ فاطمہ بنت شریک بن سحماء تھی۔ مؤرخین حویلی کے روز فاطمہ بنت شریک کی ایک بات کی بھی نقل کرتے ہیں کہ اس نے مروان کو اٹھا کر اپنے گھر پناہ دی تھی کیونکہ مروان پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا، یوں وہ قتل سے بچ نکلے۔ ایک قول ہے: شریک بن سحماء کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یمامہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ بقول بعض: وہ اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے۔ یہ روایت ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے اپنی سند سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیام بھیجا کہ یمامہ سے عراق آ جائیں جس کا پروانہ آپ نے شریک بن عبدہ عجلانی کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ شریک شام کے ایک امیر تھے۔ جب آپ نے انہیں مصر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس پر تنبیہ نہیں کی کہ وہ ابن سحماء ہی ہیں۔ لگتا ہے وہ ان کے نزدیک اور ہیں۔

۳۹۰۲ شريك بن سلمه
قریب ہی ان کا ذکر ہوگا۔

۳۹۰۳ شريك بن سُمَيّ غطيفی [1]

المرادی۔ بقول ابن یونس: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے فتح مصر میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی فوج کے سرخیل تھے۔

کتاب مصر میں ہے: شریک بن سمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کاشتکاری کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے بلا اجازت کاشتکاری شروع کر دی۔ ادھر حضرت عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لیے خط لکھا، آپ نے لکھا: اسے میری طرف بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے انتہائی عجلت میں روانہ کر دیا۔ جب پیش ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کس فوج سے ہو؟ انہوں نے کہا: مصری فوج سے۔ فرمایا: شاید تم ہی شریک بن سمی ہو۔ کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تمہیں عبرت کا نشان بنا کر دم لوں گا۔ کہنے لگے: آپ میری معذرت قبول کر لیں گے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا عذر قبول کر لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم معذرت کرتے ہو؟ کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا: شریک میرے پاس عذر لے کر آیا تھا، میں نے اس کا عذر قبول کر لیا ہے۔

۳۹۰۴ شريك بن طارق [2]

بن سفیان الحنظلی بقول بعض: اشجعی۔ ایک قول کے مطابق: محاربی۔ بہرکیف پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ بقول بعض ان کا نسب یوں ہے: ابن قرط بن ثعلبہ بن عوف بن سفیان بن اسید بن عامر بن ربیعہ بن حنظلہ بن تمیم۔ ابن قانع نے ان کا جونسب بکر بن وائل

---

[1] تجرید (۲۵۸/۱) [2] اسد الغابہ (۲۴۳۵) استیعاب (۱۱۸۷) تجرید (۲۵۸/۱)

تک لکھا ہے نہ وہ نسب میں معتبر ہے اور نہ سند میں۔ امام واقدی خلیفہ بن خیاط اور ابن سعد نے کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ ان کا نسب اشجعی بتاتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: سوید بن طارق سے زیاد بن علاقہ اور عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔ یہ صحابی نہیں۔ ان کی حدیث حسین بن محمد العتبانی نے ایک حدیث والے صحابہ میں، بغوی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ابویعلی اور ابن حبان نے اپنی صحیح اور اپنی تاریخ میں، باوردی، ابن قانع اور طبرانی سب نے بطریق زیاد بن علاقہ بحوالہ شریک بن طارق روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے''۔ (حدیث) ✿

بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت مسند نہیں۔ بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے: شریک بن طارق حنظلی سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم ✿ نے حرف شین: شریک بن طارق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: فروہ بن نوفل سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور حرف طاء میں لکھتے ہیں: طارق بن شریک، انہیں شریک بن طارق بھی کہا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں، اسی طرح فروہ بن نوفل سے روایت کی ہے جبکہ ان سے زیاد بن علاقہ روایت لیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: زیاد کی روایت اَولیٰ ہے کیونکہ اس میں شریک اور طارق سے ہونے میں اختلاف نہیں، ان کے صحابی ہونے کے بارے میں معتبر قول امام واقدی اور ان کے موافقین کا ہے، رہا ابوحاتم کا ان کی حدیث کو مرسل کہنے کا یقین تو اس بنا پر کہ ان کی حدیث کے کسی طریق میں حدیث بیان کرنے کی وضاحت نہیں اور ساتھ یہ بات بھی شامل ہوگئی کہ وہ فروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں، لیکن یہ اس بنیاد پر کہ دونوں ایک شخصیت ہیں۔ پھر اس سے کب لازم آتا ہے کہ فروہ سے روایت کرنے کی وجہ سے وہ صحابی نہ ہوں۔ کیونکہ عموماً اصاغر سے اکابر کی روایت ہوتی ہے۔ چنانچہ ضیاء نے ایسی احادیث ''مختارہ'' میں نقل کی ہے جو صحیحین (بخاری، مسلم) میں نہیں۔ ابن فتحون نے ''ابن عبدالبر ✿ کے اوہام'' میں لکھا ہے: انہوں نے حنظلی اور اشجعی کو ایک لکھا ہے جو وہم ہے۔ کیونکہ باوردی دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ اور حنظلی کے حالات میں ایک حدیث اور اشجعی کے سوانح میں اس کے علاوہ دوسری نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: دونوں میں سے ہر ایک کا راوی دوسرے سے مختلف ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۰۵ (ز) شريك بن طارق اشجعی

دوسرے ہیں۔ سابقہ عنوان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۰۶ (ز) شريك بن طفيل ✿

بن حارث ازدی۔ بقول بعض: ان کا نسب کچھ اور ہے جس کی تفصیل طفیل میں بیان ہوگی۔ ان کا تذکرہ ان کی والدہ ام شریک بنت ابی بکر عامریہ قرشیہ عورتوں کی کنیتوں میں ہوگا۔

✿ مجمع الزوائد (۲۲۵/۸) التاريخ الكبير (۲۳۹/٤) جامع المسانيد (۲٦۸/٦) اسد الغابہ (٤۲۸/۲)

✿ الجرح والتعديل (۳٦۳/٤) ✿ استيعاب (۲٦۱/۲) ✿ استيعاب (۱۱۸۷)

۳۹۰۷ (ز) شريك بن عبدالرحمٰن صباحی [۱]

رشاطی بحوالہ ابوعبیدہ لکھتے ہیں: یہ اشج کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوعمر [۲] اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۹۰۸ شريك بن عبد عمرو [۳]

بن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کے ساتھ اُحد میں یہ اور ان کا بھائی ابوثابت شریک ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، ابوموسیٰ کے ہاں شریک بن عبداللہ لکھا ہے جو ان کے والد کے نام میں تبدیلی ہے۔

۳۹۰۹ شريك بن عبده العجلانی [۴]

شریک بن سحماء میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۱۰ (ز) شريك بن ابی الغكر

نام سلمہ بن سلمی ازدی ثم دوسی ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ ام شریک ہیں جن سے نبی ﷺ کی نسبت تو ہوئی تھی لیکن رخصتی عمل میں نہ آئی۔ ان کا تذکرہ ان کی والدہ ام شریک کے سوانح میں ہوگا۔

۳۹۱۱ (ز) شريك بن وائله هذلی [۵]

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور صحیح سند حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ دادی نانی کو وارث نہ بننے کا فتویٰ دیتے تھے، میں نے آپ کے سامنے حمل بن نابغہ کی حدیث بیان کی تو مجھ سے فرمانے لگے: تمہیں میرے پاس اس کا گواہ بھی لانا ہوگا۔ میں نے کہا: حج کے زمانے تک کا انتظار کریں۔ فرماتے ہیں: پھر ہذیل کا شریک بن وائلہ نامی شخص آیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حمل بن نابغہ [۶] کا واقعہ بیان کیا۔ فرماتے ہیں اسی اثناء میں بنی کلاب کا زرارہ بن جزء نامی شخص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ نے اشیم کی بیوی کو مرحوم خاوند کی دیت کا وارث قرار دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے طویل روایت ذکر کی تھی میں نے اسے مختصر نقل کیا ہے۔

۳۹۱۲ شريك (بے نسب)

بقول ابن السکن: ایک صحابی ہیں جن سے ایک حدیث مروی ہے جس کی سند میں تامل ہے۔ اہل اصبہان سے وہ حدیث مروی ہے۔ ابن شاہین: مجھے ان کے والد کا نام نہیں معلوم جبکہ یہ صحابی ہیں۔ پھر یہ ابن السکن اور ابن مندہ بطریق یعقوب قمی بواسطہ

---

[۱] اسد الغابہ (۲۴۳۶) استیعاب (۱۱۸۹) تجرید (۲۵۸/۱) [۲] استیعاب (۲۶۲/۲)

[۳] اسد الغابہ (۲۴۳۷) استیعاب (۱۱۸۹) [۴] استیعاب (۱۱۸۸) [۵] اسد الغابہ، تجرید (۲۵۸/۱)

[۶] اسد الغابہ (۴۲۸/۲)

عیسیٰ بن جاریہ بحوالہ شریک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زنا کیا تو وہ ایمان سے نکل گیا''۔ (1) (حدیث) اس کے رجال ثقہ ہیں، ابن شاہین کی روایت میں یعقوب اور عیسیٰ کے درمیان عتبہ رازی کا اضافہ ہے۔ ایسا ہی ابن قانع کی روایت میں لکھا ہے جو روایتیں میرے علم میں آئیں ان میں سے کسی میں ان کا نسب نہیں بیان ہوا۔ ابن عبدالبر نے ان کی یہی حدیث شریک بن طارق کے حالات میں نقل کی ہے جو بہتر نہیں اس لیے کہ ائمہ نے اس حدیث کا راوی صرف عیسیٰ بن جاریہ کو ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوا یہ اور ہیں۔ ادھر ابن فتحون نے ''اوہام ابن عبدالبر'' میں اس کے متعلق ان کے وہم کا ذکر نہیں کیا۔

باب شین کے بعد صاد

۳۹۱۳ (ز) شصار الجنّی

ان کا تذکرہ خنافر بن التوأم الحمیری میں قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔

باب شین کے بعد طاء

۳۹۱۴ شطب الممدود (2)

ابوطویل کندی، بقول ابن السکن۔ بعض کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ شامی حضرات سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ بغوی، ابن زبر ابن السکن، ابن ابی عاصم، بزار اور طبرانی بطریق عبدالرحمٰن بن جبیر بحوالہ ابوطویل شطب الممدود روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کی: ایک شخص ہر طرح کے گناہ کر بیٹھا ہے کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: نیکیاں کرتے رہو اور گناہ چھوڑتے جاؤ، اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو بھی تمہارے حق میں نیکیاں بنا دے گا۔ عرض کی: کیا میری غداریاں اور کھلے گناہ بھی؟ فرمایا: ہاں۔ کہنے لگے: اللہ اکبر۔ (3) ابن السکن فرماتے ہیں: یہ روایت مغیرہ بحوالہ صفوان صرف ابوالمشیط نے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ قابل تردید حصہ ہے، چنانچہ یہی روایت طبرانی نے کسی اور طریق سے نقل کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، جس میں ابوالمغیرہ منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: صحیح کی شرط کے مطابق ہے مجھے اس کا ایک اور طریق بھی مل گیا۔ ابن ابی الدنیا کتاب ''حسن الظن'' میں عمرو بن عبسہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انتہائی بوڑھا شخص لاٹھی پر ٹیک لگائے آیا، کہنے لگا: اللہ کے نبی! میری کچھ بدعہدیاں اور گناہ ہیں، کیا میری بخشش ہو سکتی ہے؟ (الحدیث) اس حدیث میں مکحول اور عمرو بن عبسہ کے درمیان انقطاع بھی

---

(1) المعجم الكبير (٧٢٢٤/٧) مجمع الزوائد (١٠١/١) (٤٢/٢) جامع المسانيد (٢٧٠/٦)

(2) اسد الغابه (٢٤٣٩) استيعاب (١٢٠٩) تجريد (٢٥٨/١)

(3) المعجم الكبير (٣٧٦/٧) كنز العمال (١٤٩١) الاحاد والمثانى (٢٧١٨/٥)

نہیں۔ بغوی فرماتے ہیں، مجھے لگتا ہے درست یوں ہے: عبدالرحمٰن بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص جو بہت دراز قد تھا نبی ﷺ کے پاس آیا، یہاں لفظ شطب استعمال ہوا جس کا معنیٰ لغت میں دراز ہے، جسے راوی نے نام سمجھ لیا تو روایت کرتے اس نے کہہ دیا شطب ابوطویل سے مروی ہے۔

باب شین کے بعد عین

۳۹۱۵ شعبل بن احمر تمیمی ❶

ان کے والد احمر کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ لفظ شعبل میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: تصغیر ہے، ایک قول ہے: احمر کے وزن پر باء کے ساتھ۔

۳۹۱۶ (ز) شعبَہ العنبری ❷

یہ نام قلمبند کرنے کا طریقہ بیان ہو چکا ہے اور ان کے نسب کا ذکر ان کے بیٹے ذؤیب کے حالات میں ہو چکا ہے جس میں ذؤیب کے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے اور تمہیں تمہارے والدین کے لیے کارآمد بنائے''۔

۳۹۱۷ شعیب بن عمرو الحضرمی ❸

ابن ابی عاصم، بغوی اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر ❹ لکھتے ہیں: ان کی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس کی سند میں تامّل ہے۔ پھر خود انہوں نے، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق عائذ بن شریح روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس، شعیب بن عمرو اور ناجیہ حضرمی کو فرماتے سنا: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مہندی کا خضاب لگاتے تھے''۔ ❺

باب شین کے بعد فاء

۳۹۱۸ شفیّ الهذلیّ ❻

نضر کے والد۔ بقول ابوعمر: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ واقدی کی روایت ہے شفی نے فرمایا: ہم لوگ ایک قافلے میں شام روانہ ہوئے۔ عمان پہنچے تو رات کے وقت پڑاؤ کیا، اچانک ایک گھڑ سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ ''لوگو! بیدار ہو جاؤ، سونے کا وقت نہیں۔ احمد ﷺ آ چکے ہیں۔ جنات بری طرح ہٹا دیئے گئے''۔ جس سے ہم ڈر گئے، واپس آئے تو لوگوں کو نبی ﷺ کے بارے میں گفتگو کرتے سنا کہ وہ مبعوث ہو چکے ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۲٤٤١) ❷ تجرید (۲٥٨/١) ❸ اسد الغابہ (۲٤٤٢) استیعاب (١٢٠٣) تجرید (۲٥٨/١)
❹ استیعاب (۲٦٥/۲) ❺ المعجم الكبير (۷۲۳٤/۷) مجمع الزوائد (١٦١/٥، ١٦٢) جامع المسانيد (۲۷٤/٦)
❻ اسد الغابہ (۲٤٤٤) استیعاب (١٢٠٤) تجرید (۲٥٩/١) ❼ استیعاب (۲٦٦/۲)

میں کہتا ہوں: اس سے ان کا دورِ نبوت پانے کا پتہ چلتا ہے اور ان کے متعلق مدینہ کا رہائشی بتایا جاتا ہے جس سے ملاقات کا علم ہوتا ہے۔

باب شین کے بعد قاف

۳۹۱۹ شقران [1]

مولا رسول اللہ ﷺ۔ ان کا نام صالح بن عدی بتایا جاتا ہے۔ مصعب فرماتے ہیں: حبشی تھے۔ عبدالرحمن بن عوف نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیتاً پیش کیا تھا، بقول بعض: آپ ﷺ نے انہیں خرید لیا تھا اور بدر کے بعد آزاد کر دیا تھا۔ ایک قول ہے کہ یہ اور ام ایمن آپ کو اپنے والد بزرگوار کی جانب سے میراث میں ملے تھے۔ یہ بغوی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے خرید اور ہدیے کی روایت کی تردید ہو جاتی ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اس کام پر مامور کیا کہ مریسیع کے مردوں سے جو کچھ ملے وہ اور بچوں کو ایک جانب جمع کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ کے غسل اور تدفین میں یہ بھی حاضر تھے۔ [2]

بقول ابو معشر: بدر میں غلامی کی حالت میں شریک ہوئے، اس لیے حصہ پانے سے محروم رہے۔ بقول ابوحاتم [3] کہ بدر کے روز وہ قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھے ایسا ہی ابن سعد نے نقل کیا ہے جس میں کچھ اضافہ ہے کہ غلام ہونے کی وجہ سے انہیں حصہ نہیں ملا۔ لیکن جو شخص قیدی کا فدیہ دیتا وہ انہیں بھی کچھ دیتا جس سے انہیں تقسیم سے ملنے والے مال سے زیادہ مل گیا۔

ترمذی [4] میں ہے، شقران سے مروی ہے: اللہ کی قسم! میں نے قبر میں رسول اللہ ﷺ کے نیچے چادر بچھائی تھی۔ یہی روایت ابن السکن نے بحوالہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں عباس، فضل، شقران اور اوس بن خولی اترے۔ شقران نے نبی ﷺ کے استعمال کی چادر لے لی تھی جسے آپ کی قبر میں دفن کر دیا۔ امام احمد [5] کی روایت ہے، شقران نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کی جانب دراز گوش پر سوار اشارہ سے نماز پڑھتے ہوئے جاتے دیکھا تھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مدینہ کے رہائشی تھے ایک قول ہے: بصرہ میں ان کی حویلی تھی۔

میں کہتا ہوں: عبیداللہ بن ابی رافع بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

باب شین کے بعد کاف

۳۹۲۰ شکل بن حمید عبسی [6]

صحابی ہیں جو کوفہ فروکش ہوئے۔ بقول ابن السکن: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کے خاندان سے ہیں۔ شرف صحابیت سے مشرف

---

[1] اسد الغابہ (۲٤٤٥) استیعاب (۱۲۰۵) تجرید (۲۵۹/۱) [2] اسد الغابہ (٤۱۳/۲) جامع المسانید (۲۷۹/٦) استیعاب (۷۰۹/۲)
[3] الجرح والتعدیل (۳۰۸/٤) [4] ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی الثوب الواحد یلقی تحت المیت فی القبر (۱۰٤۷)
[5] مسند احمد (٤۹۵/۳) [6] اسد الغابہ (۲٤٤۷) استیعاب (۱۲۰۷) تجرید (۲۵۹/۱)

ہیں۔ اہل کوفہ سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ اصحاب سنن کی روایت ہے کہ شکل بن حمید فرماتے ہیں میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی دعا سکھائیے۔ ترمذی [1] کی روایت میں ہے حفاظت کی دعا سکھائیے جس کا میں دم کیا کروں۔

میں کہتا ہوں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی روایت ہے۔

باب شین کے بعد میم

۳۹۲۱ (ز) الشمّاخ بن ضرار

بن حرملہ بن سنان بن امامہ بن عمرو بن جحاش بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان غطفانی۔ کنیت ابوسعید اور ابوکثیر تھی۔ والدہ کا نام معاذہ بنت بجیر بن خلف تھا جو خُرشُب کی بیٹیوں میں سے تھیں۔ بقول بعض: عرب کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ شریف عورتیں تھیں۔ مشہور شاعر تھے، ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ نبی ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ؏

"اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے ہم جو ہیں، ہم نے مقام ذوغسل میں اثمارِ ثعالب میں سایہ حاصل کیا۔ اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں آپ نے ان جیسا کسی کو نہ دیکھا ہوگا جو کم درجہ پہ مہربان اور فضیلت کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: انمار ایک خاندان تھا جس کی یہ ہجو کرتے تھے، ذوغسل بنی تمیم کا ایک گاؤں ہے اور انمار ان کی قوم ہے جو انمار بن بغیض کی اولاد ہیں۔ شماخ لقب اور نام معقل یا ہیثم ہے۔ ابن عبدالبر نے یہی اشعار ان کے بھائی مزرِّد کے حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ اور نابغہ جعدی کے حالات کے اخیر میں ایک روایت نقل کی ہے، جس کا تقاضا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: احمد بن زہیر یعنی ابن ابی خیثمہ نے لبید بن ربیعہ، ضرار بن خطاب اور ابن زبعری کا تذکرہ نہیں کیا، کیونکہ ان حضرات کی روایت نہیں، لکھتے ہیں: یہی حال شماخ بن ضرار اور ان کے بھائی مزرّد اور ابوذؤیب ہذلی کا ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: محمد بن سلام جمحی نے نابغہ، شماخ، مزرّد اور لبید کو ایک طبقہ میں شمار کیا ہے۔ بات یہی ہے انہیں تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے لیکن اس سے شماخ کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ اس بارے میں قابل اعتماد وہ شعر ہے جو ابوالفرج اصبہانی نے نقل کیا ہے۔ ابن سلام کا قول ہے: شماخ کا کلام لبید سے سخت ہے، اتنی بات ہے کہ ان میں شعر گوئی میں روانگی نہیں۔ جبکہ لبید ان سے زیادہ آسانی سے گفتگو کرتا ہے۔ حطیہ نے اپنی وصیت میں کہا تھا: شماخ تک یہ پیام پہنچا دینا کہ وہ غطفان کا بڑا شاعر ہے۔ ابن سلام نے شماخ کا ان کی بیوی کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ نقل کیا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آیا۔ اس نے ان کے خلاف طلاق کا دعویٰ دائر کیا تو کثیر بن الصلت نے ان پہ قسم لازم کر دی، انہوں نے پہلے تو پس وپیش کیا لیکن پھر قسم کھالی اور یہ اشعار کہے: ؏

"لوگ مجھے کہتے ہیں، قسم! جبکہ میں ایسا کرنے والا نہیں۔ میں اس کے بارے میں انہیں دھوکا دے رہا تا کہ اسے

[1] ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء اللّٰھم انی اعوذبک من شر سمعی و من شر بصری (۳۴۹۲)

حاصل کرلوں، میں نے قسم کے ذریعہ دِل کی پریشانی دور کردی جیسے سرخ رنگ والی نے اپنی جھولوں کو پھاڑ رکھا ہے''۔

مرزبانی لکھتے ہیں خلافتِ عثمانی میں غزوہ موقان میں فوت ہوئے۔ جنگ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔ وہی عرابہ اوسی کے متعلق کہتے ہیں: ع

''میں نے عرابہ اوسی کو دیکھا کہ وہ دوستوں سے یکسو ہوکر نیکی کے کاموں کی طرف بلند ہوتا ہے، جب بھی کوئی جھنڈا عزت و بزرگی کے لیے بلند ہوتا ہے تو عرابہ اسے طاقت سے لے لیتا ہے''۔

جب وہ مدینہ آئے تو عرابہ نے ان کی سواری کھجوروں اور گندم سے لاد دی اور کپڑے دے کر اعزاز و اکرام کیا۔ میں نے دیوانِ شماخ میں لکھا دیکھا ہے کہ بنی لیث کا بکر نامی ایک شخص فوت ہوا جو آذربائیجان میں زخمی ہوا تھا اور شماخ بھی آذربائیجان کی جنگ میں حضرت سعید بن عاص کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اسی میں ہے: ایک خاتون مدینہ فروکش ہوئی جس کے ساتھ اس کی خوبرو بیٹیاں تھیں۔ اس نے اس شرط پر شماخ کے لیے ہر ایک کے عوض اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ ان کا ذکر کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک قصیدہ کہا جس میں خلیج بن سوید تغلبی کے ساتھ ان کا ہجو کا مقابلہ تھا، اس وقت یہ دونوں مروان بن حکم کے ہمراہ روانہ تھے اور مروان مدینہ کا حاکم تھا۔ عتبی کا قول ہے: شماخ کا یہ شعر زبان زدِ عام ہے: ع

''جس کام میں کوئی حرج نہیں تو اس کے کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لوگوں کے کہنے سے نیکی نقصان نہیں دیتی''۔

لوگوں کا کہنا ہے: شماخ کلبہ بنت جوال نامی ایک عورت پر فریفتہ ہوگئے۔ جو جبل بن جوال تغلبی شاعر کی بہن تھی۔ لیکن راہ و رسم عشق کا آغاز کر کے کہیں غائب ہوگئے۔ جس سے ان کے بھائی جزء نے شادی کرلی۔ تو شماخ نے کبھی اپنے بھائی سے بات نہیں کی۔ اور اسی حالتِ ناراضگی میں دونوں فوت ہوئے۔

فاکہی نے صحیح سند سے بواسطہ ام کلثوم بنت ابی بکر بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں اپنا آخری حج کیا، آپ مقام حصبہ سے آخری پہر شب روانہ ہوئے، اتنے میں ایک سوار آیا، اس نے آپ کے پڑاؤ کے بارے میں پوچھا پھر اپنی سواری بٹھا کر بآوازِ بلند گنگنانے لگا: ع

''امیر المومنین! تجھ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ اس پھٹے چمڑے میں برکت دے''۔

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مرثیے میں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے اس کی جگہ دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا جسے میں تو کوئی جن ہی سمجھی۔ اور لوگوں نے یہ اشعار شماخ اور ان کے بھائی جماع بن ضرار کی طرف منسوب کیے ہیں۔ عمر بن شبہ نے یہ واقعہ نقل کر کے آخر میں لکھا ہے: یا ان کے بھائی جزء بن ضرار اور اسے دوسری سند سے بواسطہ عروہ بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے کہ جنات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر روئے جو ان کی شہادت سے پہلے کا واقعہ ہے، پھر یہ اشعار ذکر کیے۔

ابن کلبی فرماتے ہیں: شماخ سب سے زیادہ شراب اور کمان کی خوبیاں بیان کرنے میں ماہر تھے۔ ''الاغانی'' میں ابوالفرج فرماتے ہیں: شماخ کے دو سگے بھائی تھے جزء بن ضرار اور مزرّد بن ضرار اور ان کا نام یزید تھا، مزرّد کا لقب اس شعر کی وجہ سے پڑ گیا: ع

''میں نے کہا عبید اسے جلدی نگل کیونکہ میں سالوں میں مسلسل شعر کہنے والا جلد باز ہوں''۔

۳۹۲۲ (ز) شمّاس بن عثمان ❶

بن الشرید بن ھرمی بن عامر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ بقول زبیر بن بکار: سب لوگوں میں خوبصورت تھے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: مہاجرین اوّلین سے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اُحد میں شہید ہوئے۔ جبکہ ابوعبید نے سب کے خلاف لکھا ہے: بدر میں شہید ہوئے۔ حضرت حسان ان کا مرثیہ کہتے ہوئے ان کی بہن سے تعزیت کرتے ہیں: ؏

''پردے اور کرم نوازی میں اپنی شرم وحیاء کو برقرار رکھو کیونکہ شماس لوگوں کے ایک فرد تھے اللہ کی تلوار حمزہ نے سیراب کرنے والا جام پی لیا جیسے شماس جیسے مرد نے پیا ہے''۔

زبیر نے یہی اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بطریق یعقوب بن محمد زہری اور پھر ان کے بہنوئی ابوسنان بن حریث کے حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

زبیر فرماتے ہیں: ان عثمان (شماس) نے اُحد میں ڈھال بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دن وہ ڈھال بن گئے تھے''۔ ❷ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جس جانب سے کوئی تیر آتا تو انہوں نے مجھے اپنی جان پر کھیل کر بچالیا''۔ اس سے تائید ہوتی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ان کے شماس نام کی وجہ ذکر کی ہے، ان کا نام ان کے والد کے نام پر عثمان تھا۔ واقدی کا بیان ہے اُحد میں شدید زخمی ہوئے اور پھر ایک دن زندہ رہے۔ مدینہ لائے گئے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں فوت ہوئے۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔ شہداءِ اُحد میں سے ان کے علاوہ کوئی بھی یہاں دفن نہیں ہوا۔ جبکہ کسی اور کا قول ہے: وہاں سے اُحد لے آئے تھے اور وہیں تدفین ہوئی۔

۳۹۲۳ (ز) الشمَرْدَل بن قباث الکعبی نجرانی

خطیب ''المتفق'' میں قیس بن ربیع کے حالات میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور فاطمہ بنت حسان کی بواسطہ قیس بن ربیع بحوالہ شمردل بن قباث کعبی روایت کی ہے کہ وہ بنی حارث بن کعب کے نجرانی وفد میں تھے۔ شمردل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچتے ہی عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن (نجومی) تھا اور علاج و معالجہ بھی کرتا تھا۔ میرے لیے کیا یہ حلال ہے؟ کیونکہ میرے پاس نوجوان عورتیں بھی آتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رگ کھولنے اور داغ لگانے کی جب اشد ضرورت ہو تو ایسا کرنا، ورنہ نہیں اور اپنی ادویات میں شبرم نامی بوٹی استعمال نہ کرنا۔ سنا مکی کا استعمال ضرور کرنا۔ جب تک کسی کی بیماری معلوم نہ ہو جائے اس کا علاج نہ شروع کرنا''۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کو چوما اور عرض کی: اللہ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر مبعوث کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھ سے زیادہ طب سے واقفیت رکھتے ہیں۔ خطیب فرماتے ہیں: اس کی سند میں تردد ہے۔ ابن الجوزی ❸ العلل المتناھیہ میں لکھتے ہیں: اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۲٤٤۸) استیعاب (۱۲۰۸) تجرید (۲۵۹/۱) ❷ الطبقات (۱۷۵/۱) استیعاب (۷۱۱/۲) اسد الغابہ (٤۳۲/۲)

❸ العلل المتناهية (٤۰۰/۲)

میں کہتا ہوں: میں نے ان کا کلام قیس بن ربیع کے حالات میں "لسان المیزان" میں درج کیا ہے۔

۳۹۲۴ شَمْعُون [1]

بقول بعض: سمعون۔ ابوریحانہ کنیت میں شہرت ہے، ازدی بقول بعض انصاری یا قرشی۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: سارے انصار "ازد" سے تعلق رکھتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ کسی قریشی کے حلیف ہوں۔ یوں سب اقوال متفق ہو جاتے ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شام میں فروکش ہوئے، اہل مصر سے ان کی حدیث مروی ہے۔ ابوالحسین رازی تمام کے والد کا بیان ہے کہ میرے دمشقی شیوخ کا قول ہے: پہلے پہل جب دمشق فتح ہوا تو اپنے بیٹوں کی حویلی میں فروکش ہوئے جہاں محمد بن حکیم بن ابی ریحانہ رہائش پذیر تھے جو دمشق کے اکابرین میں سے ہیں۔ یہی پہلے محدث ہیں جنھوں نے سب سے پہلے طومار صحیفہ لپیٹا اور اس میں "مُدْرَج" کو "مقلوب" شکل میں لکھا تھا۔ امام بخاری [2] حرف شین میں لکھتے ہیں: شمعون ابوریحانہ انصاری۔ بقول بعض قرضی۔ ان کا یہی نام ابن ابی اویس نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ شام فروکش ہوئے اور صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم [3] نے بھی اپنے والد سے یہی نقل کیا ہے۔ البتہ اس میں قدرے اضافہ ہے۔ ان سے ابوعلی ہمدانی، ثمامہ بن شفی اور شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن بن سمیع "کتاب الصحابہ" میں لکھتے ہیں: شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ابوریحانہ اسدی بھی ہیں۔ بقول ابن البرقی: بیت المقدس رہتے تھے۔ ان کی پانچ احادیث ہیں۔ ابن حبان: [4] ان کا نام عبداللہ بن نضر بتایا جاتا ہے جبکہ شمعون اصح ہے۔ حضر موت کے حلیف ہیں۔ بیت المقدس کے رہائشی تھے۔ الکنی میں دولابی لکھتے ہیں: انہیں ابوریحانہ کنانی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ یہ مصر کب آئے۔ اہل مصر میں سے کریب بن ابرہہ عمرو بن مالک اور ابوعاحجری بقول بعض عجری یہی صحیح نقل کرتے ہیں۔ ابن ماکولا [5] بحوالہ احمد بن وزیر مصری مصر آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اور بردیجی حرف شین میں اکیلے ناموں (Single Names) میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ عبدالغافر بن سلامہ حمصی اپنی تاریخ میں بواسطہ یحییٰ بن حسان بکری بحوالہ ابوریحانہ صحابیٔ رسول ﷺ روایت کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: "قرآن مجھے یاد نہیں رہتا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو چیز تمہارے بس میں نہیں اس کی مشقت میں کیوں پڑتے ہو، نمازیں زیادہ پڑھا کرو"۔ [6]

بقول عمیرہ: ابوریحان عسقلان آئے تو وہ بکثرت نماز نوافل پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد، نسائی اور طبرانی کی بطریق ابوعلی ہمدانی بحوالہ ابوریحانہ روایت ہے کہ وہ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک رات ہم لوگ "سرف" آئے جہاں ہمیں سخت سردی لگی، یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اپنے لئے گڑھے کھود لیے جس میں گھس کر اوپر اپنی ڈھال کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو فرمایا: آج کی رات ہمارا پہرہ جو بھی دے گا میں اس کے لیے ایسی دعا کروں گا جس کی فضیلت اسے حاصل ہوگی۔ تو ایک انصار صاحب اٹھے، عرض کی: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: فلاں ہوں۔ آپ ﷺ نے

---

[1] اسد الغابہ (۲٤٤۹) استیعاب (۱۲۰۹) تجرید (۲۵۹/۱) [2] التاریخ الکبیر (۲٦٤/۲)

[3] الجرح والتعدیل (۳۸۸/٤) [4] الثقات (۱۸۹/۳) [5] الاکمال (۳۷/۲)

[6] تهذیب تاریخ دمشق (۳٤۳/٦) کنز العمال (۲۸۱۹)

فرمایا: نزدیک آؤ۔ چنانچہ وہ صاحب قریب ہوئے آپ ﷺ نے ان کا کپڑا تھام کر دعا شروع کی، جب میں نے وہ دعا سنی تو میں نے عرض کی: میں بھی حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: ابوریحانہ۔ پھر آپ ﷺ نے میرے لیے اس کے علاوہ دعا فرمائی، پھر فرمایا: "جو آنکھ اللہ کی راہ میں پہرہ دے جہنم اس کے لیے حرام ہے"۔ (حدیث) [1] ابن المبارک "الزھد" میں بطریق ضمرہ بن حبیب بحوالہ مولا ابوریحانہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ابوریحانہ ایک غزوہ سے واپس آئے، رات کا کھانا کھا کر وضو کیا اور نماز پڑھنے چلے گئے، کوئی سورۃ پڑھنا شروع کی اور مؤذن کی اذان تک اپنی جگہ رہے۔ تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: ابوریحانہ آپ غزوہ میں شریک تھے، تھک گئے ہو کیا ہمارے لئے آپ کے ہاں کوئی حصہ نہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ مجھے اگر تم یاد آتی تو واقعی مجھ پہ تمہارا حق تھا۔ وہ کہنے لگیں: آپ کو اتنا کس چیز نے مشغول کر رکھا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی جو خوبیاں بیان کی ہیں ان میں غور و فکر نے یہاں تک کہ میں نے مؤذن کی اذان سن لی۔ اسی سند سے ضمرہ کی روایت ہے: ابوریحانہ میافارقین کی سرحد پر تھے، تو وہاں کے کسی قبطی سے چند دراہم میں ایک رسی خریدی اور واپس آ کر رستن کے عقبی مقام پر پہنچے جو حمص کے قریب ہے، اپنے غلام سے فرمانے لگے: رسی والے کو پیسے دے دیئے تھے؟ اس نے کہا: نہیں۔ چنانچہ آپ سواری سے اُترے، خرچ کے پیسے نکال کر غلام کو دیئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے: اس سے تعاون کرنا تاکہ یہ اپنے گھر پہنچ جائے۔ اور خود میافارقین لوٹ آئے۔ رسی والے کو پیسے دیئے اور پھر اپنے گھر روانہ ہوئے۔ ابراہیم بن الجنید "کتاب الاولیاء" میں لکھتے ہیں: عروہ اعمٰی مولا بنی سعد کا قول ہے: ابوریحانہ بحری سفر پہ روانہ ہوئے، ان کے پاس کچھ صحیفے تھے، وہ سوئی سے سلائی کر رہے تھے، اچانک ان کی سوئی سمندر میں جا گری تو وہ عرض کرنے لگے: اللہ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ میری سوئی واپس کر دیں، تھوڑی دیر بعد وہ ظاہر ہوئی تو انہوں نے لے لی۔

۳۹۲۵ (ز) سمیحہ انصاری

سین میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۲۶ شمیر (بے نسب)

بقول ابن حزم: مسند بقی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبی [2] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ سمیر بن عبدالمدان، ابیض بن حمال سے روایت کرنے والے نہ ہوں۔ شاید انہوں نے مرسل حدیث کی ہو اور مذکورہ سند والے صحابی کا دھیان نہ رہا ہو، اس طرح ان کی کئی روایات ہیں۔

باب شین کے بعد نون

۳۹۲۷ (ز) شُنْبُر

شہاب میں دیکھیں۔

۳۹۲۸ شُنْتُم [3] (بے نسب)

دارقطنی، بغوی اور ابن السکن وغیرہ نے نون سے ہی قلمبند کیا ہے۔ بعض نے شنیتم بھی لکھا ہے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن

[1] نسائی کتاب الجهاد باب ثواب عین سهرت فی سبیل الله (۳۱۱۷) مسند احمد (۱۳۴/۴) المستدرک (۸۳/۲)
[2] میزان الاعتدال (۲۸۱/۲) [3] اسد الغابہ (۲۴۵۰) تجرید (۲۵۹/۱)

قانع بطریق ہمام بواسطہ شقیق بن لیث، عاصم بن شنتم بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ "نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے آپ کے گھٹنے زمین پر لگتے اور جب دو رکعت والی نماز پڑھتے تو رانوں پر ہاتھ رکھ کر گھٹنوں کے بل اٹھتے"۔ [1] بغوی اور ابن السکن فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ اس روایت کا کچھ حصہ شریک نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ وائل بن حجر نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد کی روایت بطریق ہمام ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں ان میں سے ایک کی حدیث میں ہے: میری زیادہ معلومات محمد بن جحادہ کی حدیث کے بارے میں یہ ہے کہ "جب آپ علیہ السلام رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو گھٹنوں کے بل اٹھتے"۔ یہ اضافہ صرف عاصم بن شنتم کی روایت میں ہے۔ لگتا ہے انہوں نے یہ روایت زبانی لکھی جس میں وہم ہوگیا، بغوی فرماتے ہیں: جہاں تک میرا علم ہے شریک سے یہ حدیث صرف یزید بن ہارون نے نقل کی ہے اور میں نے شنتم کا تذکرہ صرف اسی حدیث میں سنا ہے۔
ابن السکن کا قول ہے: اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ صحابہ میں نامعلوم ہیں۔ ان کا نام صرف اسی روایت میں سنا ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۲۹ (ز) شن الجُرَشیّ

انصار کے حلیف۔ الردہ میں وثیمہ نے لکھا ہے کہ مسیلمہ کو قتل کرنے میں یہ وحشی بن حرب کے شریک کار تھے۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: ع

"کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اور ان کے وحشی نے فتنہ زدہ مسیلمہ کو قتل کیا ہے۔ میں اس کے علاوہ اس کے ساتھ نہ تھا اور نہ وہ شن کے سوا اس کے ساتھ تھا"۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد ہاء

۳۹۳۰ شہاب بن اسماء [1] الکندی

بقول ابن کلبی، ابن سعد اور طبری: نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے [2] ابن شاہین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۳۱ شہاب بن خرفہ [1]

نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے فرمایا: "تم مسلم بن عبداللہ ہو"۔ [2] جس کی سند ان شاء اللہ تعالیٰ میم میں بیان ہوگی۔

۳۹۳۲ شہاب بن زہیر [1]

بن مذعور البکری۔ ابن مندہ اور ابونعیم کی روایت ہے کہ شہاب نے فرمایا: میں بکر بن وائل کے پانچ افراد کے ساتھ نبی ﷺ

---

[1] السنن الدارقطنی (۱/۳۴۴) [1] اسد الغابہ (۲۴۵۱) تجرید (۱/۲۵۹) [2] اسد الغابہ (۲/۴۳۳)
[1] اسد الغابہ (۲۴۵۲) تجرید (۱/۲۶۰) [2] جامع المسانید (۶/۲۸۳) اسد الغابہ (۲/۴۳۴) [1] اسد الغابہ (۲۴۵۴) تجرید (۱/۲۶۰)

کے پاس آیا، جن میں سے ایک مرثد بن ظبیان بھی تھے۔ پھر مرثد حنین میں شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دو جوڑے عطا کیے تھے، اور انہیں بکر بن وائل کی طرف یہ خط دے کر بھیجا: ''مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے''۔ ''القاب'' میں شیرازی کی روایت ہے کہ شہاب نے فرمایا: بکر بن وائل کے پانچ افراد نے [1] رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، مرثد بن ظبیان کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا پھر ذکر ہوگا۔

۳۹۳۳ شهاب بن عامر انصاری

وہی ہشام، تذکرہ ہونا ہے، نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کیا تھا۔

۳۹۳۴ (ز) شهاب بن كليب

بقول بعض: ابن المجنون یہی ہیں۔ جن کا تذکرہ بعد میں ہوگا۔

۳۹۳۵ شهاب بن مالك [2]

بقول بعض: یمامی ہیں۔ ابن ابی حاتم [3] کا بیان ہے: انہیں شرف صحابیت اور آمد حاصل ہے۔ ان سے ان کا پوتا بُقَیر بن عبداللہ بن شہاب بن مالک روایت کرتا ہے۔ علی بن سعید العسکری، بغوی اور ابن قانع کی روایت ہے کہ شہاب بن مالک نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، پھر ام کلثوم نے کہا.... اس کے بعد عورتوں [4] کی مذمت میں ایک حدیث بیان کی۔ لفظ بُقَیر ابن ماکولا [5] کا قلمبند کردہ ہے، جبکہ عسکری نے نفیر لکھا ہے اور ابن ابی حاتم کے ہاں بعیر اور سعید بن یعقوب کی کتاب ''الصحابہ'' میں یعیش لکھا ہے۔ یہ سارے نام لفظاً غلط ہیں۔

۳۹۳۶ شهاب بن المتروك

بقول ابن سعد: وفد عبدالقیس کے ایک فرد، ان کے والد کا نام عباد بن عبید ہے۔

۳۹۳۷ شهاب بن المجنون الجرمی [6]

بقول بعض: عاصم بن کلیب کے دادا۔ ابن حبان [7] اور بغوی کا قول ہے ''شہاب جرمی'' عاصم بن کلیب کے دادا اور صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شہاب جرمی کی حدیث اہل کوفہ سے مروی ہے، ایک قول ہے: صحابی ہیں۔ جبکہ صحابہ میں مشہور نہیں۔ طبرانی لکھتے ہیں: شہاب نام تھا کسی نے شبیب یا شنیز بھی لکھا ہے۔ ابو عمر [8] کا قول ہے: انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ ترمذی، ابو یعلی بغوی، مطین، باوردی اور طبری وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ حضرت شہاب نے فرمایا: میں مسجد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ التحیات کی حالت میں ران پر انگشت شہادت رکھ کر یہ دعا پڑھ رہے تھے:

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۴/۲) [2] اسد الغابہ (۲۴۵۳) (۳۹۶/۲) [3] الجرح والتعدیل (۳۶۱/۴)
[4] کنز العمال (۴۵۰۸۴) جامع المسانید (۲۸۴/۶) اسد الغابہ (۴۳۴/۲) [5] الاکمال (۳۴۰/۱)
[6] اسد الغابہ (۲۴۵۷) استیعاب (۱۱۹۱) تجرید (۲۶۰/۱) [7] الثقات (۱۹۰/۳) [8] استیعاب (۲۶۲/۲)

یا مقلّب القلوب ثبّت قلبی علی دینك. [1]

"اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ"۔

ترمذی اور بغوی فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جس میں محمد بن حمران، ابن معدان سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔ ابن السکن نے بطریق عباد بن عوام عاصم بن کلیب سے اسی سند سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں دیکھنے کے لیے آیا..... (حدیث) جس میں کانوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھانے اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنے کا ذکر ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: اسے ایک جماعت نے عاصم سے بحوالہ ان کے والد وائل بن حجر سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے راوی معتبر ہیں، صرف ابوداؤد نے لکھا ہے کہ عاصم بن کلیب کی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادی والی سند کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

۳۹۳۸ شھاب القرشی [2]

ان کے مولا۔ حمص فروکش ہوئے۔ ابن مندہ بطریق محفوظ بن علقمہ بحوالہ عبداللہ بن زغب [3] روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہاب قرشی کو پورا قرآن پڑھایا۔ حمص کے اکثر لوگ ان سے قرآن سیکھتے تھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، جس میں نصر بن خزیمہ منفرد ہے۔ [4]

۳۹۳۹ شھاب [5] (دوسرے بے نسب)

بقول بغوی: امام بخاری [6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک صحابی ہیں، جو مصر کے رہائشی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور حدیث ذکر نہیں کی۔ بقول ابوعمر: [7] انصاری ہیں، طبرانی کی روایت ہے شہاب ایک صحابی ہیں جو مصر ٹھہرا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی "اس کی برائی کا لوگوں میں چرچا نہ کیا) تو گویا اس نے کسی مرنے والے کو بچالیا"۔ [8]

ابن مندہ کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے شہاب نامی ایک صاحب سے فرمایا: کیا تم نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا، پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: مبارک ہو، یہ حدیث میرے اور تمہارے علاوہ کسی نے نہیں سنی۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ یہ حفص راسبی ابوسنان ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں تامّل ہے، یہی روایت حسن بن سفیان نے بطریق ابوہمام راسبی نقل کی ہے جو صدوق راوی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم سے حفص ابونصر نے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کی، جو اس سے مکمل ہے۔

---

[1] ترمذی کتاب الدعوات (۳۵۸۷) [2] اسد الغابہ (۲۴۵۵) تجرید (۲۶۰/۱) [3] الاکمال (۷/۲)

[4] اسد الغابہ (۴۳۴/۲) [5] اسد الغابہ (۲۴۵۸) استیعاب (۱۱۹۲) تجرید (۲۶۰/۱) [6] التاریخ الکبیر (۲۳۵/۲)

[7] ... (۲۶۲) [8] المعجم الکبیر (۷۲۳۱/۷) مجمع الزوائد (۲۴۷/۶) جامع المسانید (۲۸۶/۶)

۳۹۴۰ (ز) شهاب العنبری (حبیب کے والد)

مصنف[1] ابن ابی شیبہ میں ان سے ان کے بیٹے حبیب کی روایت ہے۔فرمایا: میں نے سب سے پہلے باب تستر میں آگ جلائی اور اشعری کو تیر مارا جس سے وہ چکرا کر گرا جب مسلمانوں نے اسے فتح کرلیا تو مجھے اپنی قوم کے دس آدمیوں کا امیر مقرر کر دیا، اس کی سند صحیح ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

باب شین کے بعد واؤ

۳۹۴۱ شویفع[2] (بے نسب)

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کہنے سننے میں حیا نہ کرے تو وہ نا سمجھ ہے"۔[3] اس میں ولید بن سلمہ ان سے نقل کرنے میں منفرد ہے، ناقدین نے اسے ضعیف قرار دے کر حدیثیں گھڑنے کی نسبت اس کی طرف کی ہے۔

باب شین کے بعد یاء

۳۹۴۲ (ز) شیبان بن عباد سلمی

ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب، نبی ﷺ کی پھوپھی ہیں۔سلسلۂ نسب یوں ہے۔شیبان بن عباد بن شیبان بن خالد بن سالم بن مرہ بن عبس بن حارث بن بھثہ بن سلیم۔خلیفہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۹۴۳ (ز) شیبان بن علقمه

بن زرارہ تمیمی قعقاع بن سعید بن زرارہ کے چچازاد ہیں۔ابوعبید کا بیان ہے: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، خالد بن مالک کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۳۹۴۴ شیبان بن مالك انصاری[4] سَلَمی

بقول مسلم اور ابن حبان:[5] صحابی ہیں۔مسلم نے کوفی ہونے کا اضافہ نقل کیا ہے۔بغوی لکھتے ہیں: کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ابو ہبیرہ یحییٰ بن عباد کے دادا ہوتے ہیں، ان کی ایک حدیث ہے، ابن مندہ کا قول ہے: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ابن ابی حاتم[6]

---

[1] التاريخ لابن ابی شیبه (۳۰/۸، ۳۱) [2] اسد الغابه (۲٤٦٠) تجرید (۲٦٠/۱)

[3] المعجم الكبير (۷۲۳٦/۷) مجمع الزوائد (۲۸٤/۱۰) جامع المسانید (۲۸۸/٦) اسد الغابه (٤٣٥/۲)

[4] اسد الغابه (۲٤٦٣) استیعاب (۱۱۹۳) تجرید (۲٦۱/۱) [5] الثقات (۱۸۸/۳) [6] الجرح والتعدیل (۳٥٤/٤)

کا قول ہے: شیبان سلمی مدنی انصاری ہیں۔ یحییٰ بن علاء جو ایک ضعیف راوی ہے۔ اسمٰعیل بن ابراہیم بن عباد بن شیبان سے سلسلہ بسلسلہ حدیث نقل کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آمنہ بنت عبدالمطلب کے ہاں پیام نکاح بھیجا۔ ان سے ان کا پوتا ابوہبیرہ اور بیٹا عباد بن شیبان روایت کرتا ہے وہ حدیث جس کی طرف ابن ابی حاتم [1] نے اشارہ کیا وہ ابن قانع نے بطریق حفص بن عمر بواسطہ یحییٰ بن علاء مذکورہ سند سے نقل کی ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: شیبان انصاری، پھر بیان کیا کہ ابراہیم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہاں صرف بروایت اسمٰعیل بن ابراہیم کی اپنے والد کے حوالہ سے وہی حدیث گزری ہے جس کا میں نے ابھی ابن ابی حاتم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے اس کا تعاقب کرتے لکھا ہے، یہ وہم ہے، ان کی درست سند یوں ہے: ان کے والد سے وہ اپنے دادا عباد بن عباد بن شیبان سے نقل کرتے ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔ حسن بن سفیان، ابن السکن، ابن شاہین بن ابی خیثمہ اور طبرانی نے ''اوسط'' میں بطریق ابوہبیرہ بحوالہ اپنے دادا شیبان روایت کی ہے کہ میں مسجد میں آیا تو حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹیک لگا کر کھانسا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابویحییٰ؟ میں نے عرض کی: جی ہاں ابویحییٰ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ۔ میں نے عرض کی: میرا روزے کا ارادہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا بھی روزے کا ارادہ ہے لیکن ہمارا مؤذن جو ہے اس کی نظر میں کمزوری ہے، اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی ہے''۔ [2] بقول ابن السکن: ان سے صرف یہی حدیث مروی ہے۔

ابن السکن دوسری سند سے اشعث، بواسطہ یحییٰ بن عباد، شیبان سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے پھر اسی کا مفہوم نقل کیا اور پہلی روایت کے راجح ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ یحییٰ بن عباد وہی ابوہبیرہ ہیں۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ جنادہ بن مروان نے یہ روایت اشعث نقل کی کہ یحییٰ بن عباد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ابویحییٰ، آؤ کھانا کھاؤ۔ جس کی وجہ سے ابن مندہ نے ''عباد بن شیبان'' کے لئے عنوان دے دیا، تذکرہ ہونا ہے۔ ابن مندہ نے لیث بن ابی سلیم کے طریق سے بواسطہ ابوہبیرہ بحوالہ زید بن ثابت اس کے علاوہ ایک حدیث نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۴۵ شیبان بن محرز

بن عمرو بن عبداللہ یمانی حنفی۔ علی بن شیبان کے والد۔ بقول ابوعمر: ان کی حدیث کا دارومدار محمد بن جابر پر ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند بقی میں ان کی ایک حدیث ہے جو بروایت محمد بن جابر، عبداللہ بن بدر سے بواسطہ علی بن شیبان بحوالہ ان کے والد مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک نماز پڑھی، کسی نے آپ سے پہلے سر اٹھا لیا، نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص امام سے پہلے سر اٹھائے یا جھکائے اس کی نماز نہیں''۔ [3]

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن ماجہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، لیکن انہوں نے کہا: عبداللہ بن بدر، عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان سے بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، یہی مشہور ہے۔ ان کے بیٹے علی بھی صحابی ہیں۔ جن کی حدیث ابوداؤد وغیرہ نے نقل کی ہے۔ ادھر ابن قانع نے شیبان کے سوانح میں بروایت ملازم بن عمرو، بواسطہ عبداللہ بن بدر، عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان بحوالہ اپنے والد

[1] الجرح والتعدیل (۳۵٤/٤)

[2] المعجم الکبیر (۷۲۲۸/۷) مجمع الزوائد (۱۵۳/۳) جامع المسانید (۲۸۹/٦) اسد الغابہ (٤۳٦/۲)

[3] کنز العمال (۲۰٤۸۰)

شیبان سے مرفوع حدیث نقل کی ہے: جو شخص کم سن کی اقتداء میں نماز پڑھے (یعنی اکیلے) اس کی نماز نہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث امام احمد اور ابن حبان نے اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن اس میں شیبان کا واسطہ نہیں۔ بلکہ اس کی سند یوں ہے: عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان، یوں لفظ ابن تبدیل ہو کر عن بن گیا۔ واللہ اعلم

۳۹۴۶ شیبہ بن عبدالرحمٰن سُلَمی [1]

ابونعیم ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور ان کی یہ حدیث [2] نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکری کو "برکت" کہا کرتے تھے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۴۷ شیبہ بن عتبہ [3]

بن ربیعہ بن عبدشمس، ابوہاشم، نام میں اختلاف ہے۔ طبرانی [4] نے ان کا نام شیبہ بتایا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

کعبہ کے چابی بردار

۳۹۴۸ شیبہ بن عثمان [5]

وہی اوقص بن ابی طلحہ بن عبداللہ بن عبدالعزی بن عبدالدار قرشی عبدری حجبی ابوعثمان ہیں۔ بقول ابن السکن: ان کی والدہ کا نام اُمّ جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار ہے، جو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی حضرات کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دِن اسلام لائے، ان کے والد بھی اُحد میں کافر مارے گئے۔ ان کی بیٹی صفیہ بنت شیبہ بھی صحابیہ ہیں۔ شیبہ حُنین کے روز کافروں کی طرف سے ثابت قدم رہنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا ارادہ بن گیا تھا کہ (نعوذ باللہ) نبی ﷺ کو کوئی نقصان پہنچائیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دِل میں رُعب ڈال دیا، آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا تو ایمان دِل میں جاگزیں ہوگیا، پھر آپ ﷺ کے سامنے سرفروشی سے لڑے۔ [6] یہ روایت ابن ابی خیثمہ بحوالہ مصعب زبیری نقل کی ہے۔

مغازی میں ابن اسحاق نے [7] اس کا مفہوم نقل کیا ہے، ایسا ہی ابن سعد نے بحوالہ واقدی طویل سند سے لکھا ہے اور بغوی نے دوسری سند سے بحوالہ شیبہ لکھا ہے جس میں ہے کہ میں آپ کے پیچھے سے قریب ہوتے ہوتے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔ اب بس تلوار سے وار کرنا باقی رہ گیا تھا تو میرے سامنے آگ کا انگارہ بجلی کی تیزی جیسے آگرا، میں الٹے پیر پیچھے لوٹ آیا۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: "شیبہ آگے آؤ"۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا، میں نے آنکھ اُٹھا کر آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ

---

[1] اسد الغابہ (٢٤٦٤) تجريد (٢٦١/١) [2] جامع المسانيد (٢٩٠/٦) [3] اسد الغابہ (٢٤٦٦)

[4] المعجم الكبير (٣٠١/٧) [5] اسد الغابہ (٢٤٦٦) استيعاب (١٢١٠) تجريد (٢٦١/١) [6] التاريخ الكبير (٢٤١/٢)

[7] المعجم الكبير (٧١٩٢/٧) مجمع الزوائد (١٨٤/٦) جامع المسانيد (٢٩٥/٦) اسد الغابہ (٤٣٦/٢) الطبقات (٢٧٧/١٤)

[8] السيرة النبوية (٦٨/٤)

مجھے سب سے زیادہ محبوب بلکہ اپنی ذات سے بھی زیادہ پسندیدہ محسوس ہونے لگے۔ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: ان کے اسلام لانے کے واقعہ کی سند میں تامل ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شیبہ بن عثمان کو بلا کر کعبہ کی چابی انہیں دیتے ہوئے فرمایا: ''اسے لے لو! تم اللہ تعالیٰ کے گھر امین ہو''۔ مصعب کا قول ہے: انہیں اور ان کے ساتھ عثمان بن طلحہ دونوں کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: ''ابوطلحہ کی اولاد یہ چابی لے لو، اسے تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں لے گا، یہ ہمیشہ تمہاری ملکیت رہے گی''۔ [۱] امام واقدی فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز انہیں دی تھی، اور عثمان حجابہ کی خدمت پر مامور ہوئے، جو وفات تک ان کے پاس رہی، پھر شیبہ نے یہ خدمت سنبھال لی جو ان کی اولاد میں برقرار رہی۔ ابن لہیعہ عروہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ عباس اور شیبہ اسلام تو لا چکے تھے لیکن ہجرت نہیں کی تھی۔ عباس سقایہ پر اور شیبہ حجابہ کی خدمت پر قائم تھے۔ یعقوب بن سفیان کا قول ہے: شیبہ نے انتالیس (۳۹ھ) لوگوں کے لیے حج کا بندوبست کیا، خلیفہ فرماتے ہیں: اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو حج کرانے بھیجا تھا اور امیر معاویہ نے یزید بن شجرہ کو روانہ کیا تھا۔ دونوں کی نہ بن سکی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دونوں میں پڑ کر اس پہ راضی کر لیا کہ شیبہ بن عثمان حج کرائیں گے اور وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

روایت: نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے، اور ان سے ابووائل اور بیٹا مصعب بن شیبہ اور پوتا مسافع بن عبداللہ بن شیبہ اور عبدالرحمٰن بن زجاج وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ خلیفہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں، **انتقال:** انسٹھ (۵۹ھ) میں، بقول ابن سعد: خلافت یزید بن معاویہ تک حیات رہے، عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی۔ ابن مندہ کی کتاب میں ہے: اٹھاون (۵۸ھ) میں اٹھاون برس کی عمر میں فوت ہوئے، جو غلط ہے، ایسا ہی ان کے نسب میں کھلی غلطی واقع ہوئی ہے۔

۳۹۴۹ شیبہ بن ابی کثیر اشجعی [۱]

طبرانی [۲] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے: میرا ایک عورت سے تعلق ہو گیا جو شب باشی کی نوبت تک پہنچ گیا اور یہ غزوۂ تبوک کا دور تھا، وہ فوت ہوگئی، آپ سے میں نے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کے وارث نہیں بن سکتے۔ [۳] بغوی، ابن قانع اور طبرانی کی روایت میں عمر بن شیبہ اشجعی ہے اور طبرانی کی روایت میں عمر بن شیبہ بن ابی کثیر بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیند کی وجہ سے چہرے کا ورم [۵] اور پھولنا نیکیوں کو جھاڑ دیتا ہے''۔ [۴] اس حدیث کے صحابی کے نام میں واقدی سے آگے نقل کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ والعلم عنداللہ۔

۳۹۵۰ شبیب بن سعد

حرف شین کے آغاز میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۵۱ شیحہ العوسجی [۶]

میں نے تجرید میں ذہبی کے قلم سے پڑھا ہے کہ ان کا ذکر ایسی موضوع روایت میں آتا ہے جس کا سننا بھی حرام ہے۔

---

[۱] مختصر تاریخ دمشق (۱۱/۱۱) [۲] اسد الغابہ (۲٤٦٧) تجرید (۲٦۱/۱) [۳] المعجم الکبیر (۳۰۳/۷)

[۴] المعجم الکبیر (۷۲۰٤/۷) مجمع الزوائد (۲۳۰/٤) جامع المسانید (۲۹۷/٦) [۵] چہرے کی سوجن۔

[۶] المعجم الکبیر (۳٦۳/۷) مجمع الزوائد (۷۲/۵) جامع المسانید (۲۹۷/٦) [۶] تجرید (۲٦۱/۱)

ابن عساکر نے وہ روایت جہت کی نفی کی مجلس میں لکھی ہے، تابعین میں شیحہ ضبعی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جن کا ابن ابی حاتم ❶ نے ذکر کیا ہے، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۹۵۲ (ز) شیطان

ابوداؤد نے سنن میں بغیر سند کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا نام آپ علیہ السلام نے تبدیل کیا تھا۔

۳۹۵۳ شُیَیْم ❷

ابوالولید فرفی لکھتے ہیں میں نے یہ نام منائحی سے بحوالہ بغوی شبیم پڑھا ہے، ایسا ہی ابن الاثیر ❸ نے لکھا ہے۔ بغوی کی روایت ہے شییم کا قول ہے: میں عیینہ بن حصن کے لشکر میں تھا جب وہ یہودِ خیبر کی مدد کے لیے آیا تھا۔ تو ہم لوگوں نے عیینہ کے لشکر میں آواز سنی: لوگو! تمہارے گھروں میں لوگ گھس آئے ہیں۔ فرماتے ہیں: لوگ پلٹ کر دیکھنے لگے لیکن اس کی کچھ خبر نہ ملی، جسے ہم آسمانی آواز ہی سمجھتے ہیں۔ ❹ ابن قانع اور ابونعیم نے ان کی حدیث شُیَیْم عاصم کے والد جن کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ حالات میں نقل کی ہے، جو غلطی ہے کیونکہ بغوی، حسین بن برذعی اور جعفر المستغفری وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے، دونوں نام اگرچہ لکھنے میں یکساں ہیں لیکن پڑھنے بولنے میں مختلف ہیں۔

۳۹۵۴ (ز) شییم (دوسرے)

ابن عبدالعزی بن خطل، ان کا نام عبدمناف بن اسعد بن جابر بن کبیر ابن تیم بن غالب ہے۔ ہلال بن خطل جو فتح مکہ کے روز قتل ہوا اس کے بھتیجے ہیں۔ شییم اس وقت موجود تھے، ان کا بیٹا عبداللہ جنگ جمل میں شریک ہوا اور اسی میں شہید ہوا۔ وہ حضرت طلحہ کے ساتھ تھا، اس کے بھائی قطبہ بن شییم نے اس کا مرثیہ کہا ہے، جس کا زبیر نے کتاب النسب میں ذکر کیا ہے ہم یہ بات کتنی بار دہرا چکے ہیں کہ قریش اور ثقیف کا جو آدمی بھی بچا خواہ وہ طائف میں تھا یا مکہ میں تھا مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ تو یہ شییم بھی اسی قسم میں سے ہوئے۔

قسم ثانی از حرف شین

باب شین کے بعد تاء

۳۹۵۵ شتیر بن شکل عبسی ❶

مشہور تابعی ہیں۔ ابوموسیٰ کا بیان ہے: انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا ذکر ہو چکا ہے جو صحابی ہیں اور ان کی روایت صرف ان کے اس بیٹے سے مروی ہے، نسائی

❶ تجرید (۷۳) ❷ الجرح والتعدیل (۳۸۹/٤) ❸ اسد الغابہ (۲٤٦۷، تجرید (۲٦٥/۱)

❹ اسد الغابہ (٤۳۸/۲) ❺ جامع المسانید (۲۹۸/٦) ❶ اسد الغابہ (۲۳۸٥)

میں اس کی سند صحیح ہے جس کا تقاضا ہے کہ انہیں دیدار ہوا ہے۔ ان کا اور ان کے والد کا نام دیگر ناموں میں نہیں ملتا۔ شتیر حضرت ابن مسعود، حذیفہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ اور ان سے شعبی، ابوالضحی اور بلال بن یحییٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: [1] حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولایت میں فوت ہوئے، اور ابن سعد لکھتے ہیں: مصعب کے دور میں فوت ہوئے، عجلی کا قول ہے: ابن مسعود کے تلامذہ میں سے ثقہ راوی ہیں۔

باب شین کے بعد یاء

۳۹۵۶ شُبَیْم سابقہ قسم کے اخیر میں ذکر ہو چکا ہے۔

قسم ثالث ازحرف شین

باب شین کے بعد الف

۳۹۵۷ (ز) شیابه بن مُغفّل

بن معلیٰ بن تیم طائی۔ دورِ نبوی پایا ہے ان کے بیٹے قیس کا کوفہ میں حجاج کے دور میں ذکر ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد باء

۳۹۵۸ شَبَث بن رِبْعیّ

تمیمی یربوعی۔ ابوعبدالقدوس، دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے اور حضرت حذیفہ اور علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمد بن کعب قرظی اور سلیمان تیمی روایت لیتے ہیں۔ دارقطنی کا قول ہے، بقول بعض: سجاح جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کے مؤذن تھے پھر اسلام کی طرف رجوع کر لیا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے پھر خوارج میں شامل ہوئے، وہاں سے تائب ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والوں میں آ ملے۔ مدائنی فرماتے ہیں: اس کے بعد کوفہ میں قُباع کی پولیس کے نگران مقرر ہو گئے۔ عجلی لکھتے ہیں: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں اعانت کی۔ یہ بہت برے شخص ہیں۔ معتمر اپنے والد سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شبث نے کہا: میں نے حروریت کی بنیاد رکھی۔ طبری کی روایت ہے کہ مختار نے جب وہ کرسی نکالی جس کے بارے اس کا گمان تھا کہ اس کی حیثیت تابوتِ سکینہ جو بنی اسرائیل میں تھا کی سی ہے تو شبث بن ربعی نے پکار کر کہا: اے مضر کے لوگو! واضح کفر نہ کرو، وہ سب لوگ جمع ہو گئے اور اسے نکال دیا۔ اسحاق بن طلحہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی اس کے بارے میں اُمید ہے۔ شبث کا انتقال ستر (۷۰ھ) کی حدود میں ہوا۔

---

[1] الثقات (۳۷۰/۴)

۳۹۵۹ شبر بن علقمه العبدی الکوفی

دورِ نبوی پایا ہے، اور قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ بطریق اسود بن قیس بحوالہ شبر بن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ قادسیہ کے روز میں نے ایک شخص کو مقابلہ میں للکار کر مار ڈالا جس کا سَلْب (مقتول جنگ سے حاصل ہونے والا ہتھیار و سامان) بارہ ہزار لاگت کا بنا تھا، تو امیر جنگ نے مجھے اس کا سلب دے دیا۔ ابن حبان ''الثقات'' میں بطریق اصبغ بن علقمہ [1] بواسطہ حمید بن مرہ ربعی بحوالہ شبر روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو انہیں صبح سے رات تک کے لیے وضو اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔

میں کہتا ہوں: مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ پھر ابن ابی حاتم کی کتاب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۹۶۰ شبل بن معبد[2]

بن عبید بن حارث بن عمرو.... بجلی احمسی۔ طبری [3] اور عسکری نے ان کا نسب لکھا ہے اور فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع ثابت نہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: بقول بعض: صحابی ہیں۔ والدہ کا نام سمیّہ ہے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اور زیاد کی والدہ ہیں۔ طبری نے ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابو بکرہ، نافع اور شبل بن معبد نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ گواہی دی کہ انہوں نے انہیں ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سرمہ سلائی۔ اتنے میں زیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: ایسا شخص آ چکا ہے جو صرف سچی گواہی دیتا ہے، تو وہ بولے: میں نے بڑا برا منظر دیکھا جس میں بھرپور کوشش کا مظاہرہ تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ پتہ نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تہمتِ زنا کی حد [4] جاری کی۔ یہی واقعہ ابن ابی شیبہ اور طبری بطریق زہری بحوالہ سعید بن المسیب طویل نقل کیا ہے۔ شبل بن معبد کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے ابن عیینہ کی زہری سے بواسطہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بحوالہ ابو ہریرہ، زید بن خالد اور شبل بن معبد باندی [5] زنا کر بیٹھے تو اس کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: اس میں ابن عیینہ سے غلطی ہوئی انہوں نے یہ وہ شبل بن معبد سمجھ لیے جنہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی تھی درست یہ ہے کہ ان کا نام شبل بن حامد ہے یہی قول سعید بن ابی مریم کا بحوالہ ابن معین ہے اور ابن ابی خیثمہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ ''شبل بن معبد'' زیادہ درست لگتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں تردد ہے، کیونکہ دوری کی بحوالہ ان سے مروی روایت میں وہ کہتے ہیں: اہل مصر کا کہنا ہے، شبل بن حامد، عبداللہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔ فرماتے ہیں: شبل صحابی نہیں۔

میں کہتا ہوں: جو حدیث اصحاب السنن نے بطریق ابن عیینہ نقل کی ہے اس میں انہوں نے صرف شبل لکھا ہے، ان کے

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ (۱٤/۸) المصنف لعبد الرزاق (۹٤۷۳) [2] اسد الغابہ (۲۳۷۸) تجرید (۲۵۲/۱)

[3] تاریخ طبری (٤٤۲/۲ ۔ ٤۹۳) [4] المصنف لعبدالرزاق (۱۳۵٦٦) المعجم الکبیر (۷۲۲۷/۷) مجمع الزوائد (۱۰٦۸۷)

[5] الاحاد والمثانی (۲۷٦/۲)

والد کا ذکر نہیں کیا۔ اسی روایت کو امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے نقل کیا ہے۔ لیکن شبل کا نام نہیں لیا۔ اور نسائی نے بطریق آخر زہری سے نقل کی تو انہوں نے فرمایا: شبل عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: یہی درست ہے۔ اور حدیث ابن عیینہ سنداً غلط ہے، کذا قال البغوی۔

امام ترمذی لکھتے ہیں: حدیث ابن عیینہ وہم پر مبنی ہے، شبل بن خلید نے دور نبوی نہیں پایا۔ ابن عیینہ سے منقول ہے: "یہ شبل بن حامد ہیں" جو غلط ہے حالانکہ یہ شبل بن خلید یا خالد ہیں۔ ابن حبان نے شبل بن خلید کو صحابہ میں بغیر ان کی کسی روایت کے ذکر کر کے ان میں اور شبل بن حامد میں فرق کیا ہے اور انہیں تابعین میں لکھا ہے اور لکھتے ہیں: یہ عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں۔

دار قطنی کا قول ہے: تابعین میں گنے جاتے ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: شبل بن معبد بجلی، جن کے ذریعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو معزولی کا خط بھیجا تھا، صحابہ میں ان کا ذکر صرف ابن عیینہ کی اسی روایت سے ملتا ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ دار قطنی فرماتے ہیں: تابعی ہیں۔ اور ابن الاثیر [1] نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ابن مندہ ابو عمر، ابو احمد عسکری اور ابو نعیم نے اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے کہ شبل بن معبد شبل بن خلید اور شبل بن حامد تینوں ایک شخصیت کے نام ہیں۔ شاید ان کی مراد یہ ہے کہ سب نے ابن عیینہ کی مذکورہ روایت درج کی ہے، میں نے قسم اوّل میں شبل بن خلید کے حالات میں ان کی وضاحت کی ہے۔

۳۹۶۱ (ز) شبیب بن بُرد

بن حارثہ یشکری ان کے والد کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۶۲ (ز) شبیب بن حَجَل

بن نھلہ باہلی۔ فتوحات میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے دورِ جاہلیت دیکھا اور بڑھاپے تک کی عمر پائی ہے۔ زبیر بن بکار "موفقیات" میں بغیر سند فرماتے ہیں: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے سامنے سے لشکر گزرا جس میں شبیب بن حجل بن نھلہ باہلی کا گزر ایک کمزور گھوڑے پر بیٹھے ہوا تو آپ نے فرمایا: کمزور پر کمزور سوار ہے انہیں معلوم ہوا تو یہ اشعار کہے: ؏

"مجھے اشعری نے دیکھ کر کہا کمزور پر کمزور سوار ہے، جبکہ میری جنگی مہم کا انہیں علم نہیں۔ تم جیسے لوگوں کا فیصلہ میں تیر سے کرتا ہوں جب وہ اپنی بیماری ظاہر کرتا اور میں اپنی بیماری سے شفا حاصل کر لیتا ہوں"۔

۳۹۶۳ (ز) شبیب بن عبداللہ

بن شکل بن حی بن جدّ یہ مذحجی۔ دورِ نبوی پایا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کا ساتھ دیا ہے، پھر آپ ان سے خفا ہو گئے اور انہیں کوفہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور تین دن کے اندر جلا وطن کر دیا، وہ کہنے لگے: تین دن جیسے ثمود کے تین دن، اللہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا۔ تو انہیں دس دن کی مہلت دے دی۔ ابن کلبی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

[1] اسد الغابہ (۴۱۲/۲)

۳۹۶۴ شبیل بن عوف[1]

البجلی الاحمسی، ابوالطفیل۔ بقول بعض: شبل، تصغیر کے بغیر، دورِ جاہلیت پایا ہے اور قادسیہ میں شریک ہوئے، حضرت عمر اور جبیرہ انصاری وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد، حبیب بن عبداللہ ازدی روایت لیتے ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم[2] کنیت ابوالطفیل تھی، دورِ نبوی نہیں پایا۔ ابن مندہ کا بیان ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے دورِ جاہلیت دیکھا ہے۔ ابن ابی شیبہ کا قول ہے: ہم سے عبدالرحمٰن نے بواسطہ ابن ابی خالد بحوالہ شبیل بن عوف روایت کی ہے انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ عسکری اور ابونعیم کا قول ہے، دورِ جاہلیت پایا ہے اور نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا۔ ابن سعد[3] ابن حبان انہیں تابعین میں لکھتے ہیں۔

باب شین کے بعد جیم

۳۹۶۵ (ز) شجرہ بن الاغرّ

دورِ نبی ﷺ پایا ہے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ سے حیرہ خلافت صدیقی میں بارہ (۱۲ھ) میں روانہ ہوئے تو یہ لشکر کی ''ساقہ'' فوج کی کمان کر رہے تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد حاء

۳۹۶۶ (ز) شخریب

بنی نجراۃ کے ایک فرد ہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ یمن میں مرتدوں سے جنگ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ پھر انہوں نے خوشخبری دینے کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف غنیمت کا پانچواں حصہ دے کر روانہ کیا، یہ بات سیف نے بواسطہ سہل بن یوسف بحوالہ قاسم بن محمد بن ابی بکر روایت کی ہے۔

باب شین کے بعد دال

۳۹۶۷ شدّاد بن الازمع الکوفی[4]

بقول ابوموسیٰ: بتایا جاتا ہے انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ کوفہ کے تابعی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ[5] سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان[6] تابعین میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نسب وداعی لکھتے ہیں۔ ایسا ہی عمران بن محمد نے اہل کوفہ کے تابعین کے

---

[1] اسد الغابہ (۲۳۸٤) استیعاب (۱۱۹۷) تجرید (۲۵۲/۱) [2] الجرح والتعدیل (۳۸۱/٤)

[3] الطبقات (۱۰۵/٦) [4] اسد الغابہ (۲۳۸۹) تجرید (۲۵۳/۱) [5] الطبقات (۱۳۷/٦) [6] الثقات (۳۵۸/٤)

حالات میں لکھا ہے۔

۳۹۶۸ شدّاد بن ثمامہ قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۶۹ (ز) شدید مولا ابی بکر الصدیق

دورِ نبوی پایا ہے۔ یہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی کا پروانہ لے کر آئے تھے۔ چنانچہ امام احمد بطریق قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی دیکھی، آپ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی وصیت سنو، اتنے میں مولا ابی بکر ایک تحریر لے کر آ گئے، ان کا نام شدید تھا، جو انہوں نے لوگوں کے سامنے پڑھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: اس تحریر میں جس شخص کا نام ہے اس کی بات سنو اور مانو۔ اللہ کی قسم! میں تمہارا والی نہیں بنا رہا۔ قیس فرماتے ہیں: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

باب شین کے بعد راء

۳۹۷۰ (ز) شراحیل بن مرثد

بقول ابن عمرو، ابوعثمان الصنعانی، صنعاءِ شام سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول حافظ ابن عساکر: دورِ نبوی پایا ہے، جنگ یمامہ اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ انہیں سلمان فارسی اور ابودرداء وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے۔ ان سے ابواشعث صنعانی اور اہل شام کی ایک جماعت روایت لیتی ہے۔ بقول ابن حبان: [1] شراحیل بن مرثد ابوعثمان صنعانی فتوحات والے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان سے اہل شام روایت لیتے ہیں۔ ابوالحسن بن سمیع کا قول ہے: دور صدیقی پایا ہے اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم [2] لکھتے ہیں: مسیلمہ کے قتل میں شریک تھے۔

۳۹۷۱ شَرَحْبِیْل بن حُجَیَّہ المرادی

بہادروں میں سے ایک ہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے، جب مصر فتح ہوا تو سب سے پہلے یہ اور زبیر قلعہ پر نمودار ہوئے۔

۳۹۷۲ شَرَحْبِیْل بن عبد کلال [3]

یمن کے بادشاہوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی لمبی حدیث [4] لکھ کر بھیجی تھی جو نسائی نے نقل کی ہے۔ "حارث بن عبد کلال" میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۷۳ شریح بن حارث قاضی قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] الثقات (۴۵۰/۶) [2] الجرح والتعدیل (۳۷۴/۴) [3] اسد الغابہ (۲۴۱۲) تجرید (۲۵۵/۱)

[4] نسائی کتاب القسامۃ باب ذکر حدیث عمرو بن حزم (۴۸۶۸، ۴۸۶۹) السیرۃ النبویہ (۱۷۹/۴)

۳۹۷۴ (ز) شریح بن عبدکلال

بھائیوں میں سے ایک نعیم بن عبدکلال ہیں، ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۷۵ (ز) شریح بن ھانئ[1]

بن یزید بن نہیک۔ بقول بعض: شریح بن ھانی بن یزید بن حارث بن کعب حارثی ابوالمقدام، دورِ نبوی پایا ہے لیکن آپ ﷺ کی طرف ہجرت آپ ﷺ کی وفات کے بعد کی۔ جبکہ ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے ان کے سب سے بڑے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا اس کا نام شریح ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم ''ابوشریح'' ہوئے۔[2] اس سے پہلے ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ یہ روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور مسلم نے مخضرمین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شریح کی مسلم وغیرہ میں روایت ہے، جو حضرت عائشہ، حضرت علی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، ان سے ان کے بیٹے ابوالمقدام اور محمد اور شعبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں تھے، انہوں نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحکیم کے لیے ابوموسیٰ کے ساتھ چار سو آدمی بھیجے، جن کے امیر شریح بن ہانی تھے، اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو انہیں نمازیں پڑھاتے۔ معاویہ بن صالح بحوالہ ابن معین نقل کرتے ہیں: ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بیٹے کا نام بتایا، یعقوب بن سفیان نے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابونعیم الفضل بن دکین کا قول ہے: ایک سو دس (۱۱۰) برس زندہ رہے۔ قاسم بن مخیمرہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن ابی بکرہ کے ساتھ سجستان کی جنگ میں اٹھہتر (۷۸ھ) میں شہید ہوئے۔ کفار نے مسلمانوں کے خلاف بڑی جرأت کی جس میں لشکر اسلامی کی اکثریت شہید ہوئی، اسی دن شریح بن ھانی اپنے یہ اشعار کہتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے یہ دور پایا ہے: ع

''میں غمگین ہوگیا اور بڑھاپے کی مشقت جھیل رہا ہوں، مشرکین میں کئی زمانے مَیں زندہ رہا۔ پھر میں نے ڈرانے والے نبی کا زمانہ پایا، اور ان کے بعد آپ صدیق اور عمر کا دور پایا، پھر مہران اور تستر کی جنگوں کے دِن دیکھے اور جس روز مسلمان بحری بیڑے میں اکٹھے ہوئے اور جنگ صفین میں (بغداد و موصل کے درمیانی مقام) اجمیرات اور مشقر میں، اف یہ کتنی لمبی عمر ہے''۔[3]

۳۹۷۶ (ز) شریك بن ارطاة

بن عمرو بن الوحید بن کعب بن عمرو بن کلاب۔ ارطاۃ کا لقب صبیر ہے۔ انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ جاہلیت میں شہرت رکھتے تھے۔ انہی کے ماتحت عامر بن طفیل، علقمہ بن علاثہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن شریک کا رہن ہوتا تھا۔ کوفہ میں مختار کے ساتھ تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲٤۲۷) استیعاب (۱۱۸۰) تجرید (۲٥٦/۱)

[2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح (٤۹٥٥) نسائی ک:اب آداب القضاۃ (٥٤۰۲) المستدرك (۲۷۹/٤)

[3] تاریخ طبری (٦۱٥/۳)

۳۹۷۷ شريك بن خباشه النميري

بقول ابن کلبی: بنی عمرو بن نمیر کے فرد ہیں، دورِ نبوی پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ پیش آیا جو ابن حبان نے "الثقات" میں نقل کیا ہے کہ شریک بن خباشہ فرماتے ہیں وہ بیت المقدس حضرت سلیمان کے کنویں سے پانی پینے گئے، ڈول کھینچتے رسی ٹوٹی، ڈول اندر گر گیا، یہ اسے نکالنے کے لیے کنویں میں اترے، اسی دوران انہیں ایک درخت نظر آیا، انہوں نے اس کا ایک پتا توڑا اور اسے باہر لے آئے تو وہ دنیا کے درختوں سے مختلف تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں یہ سچی بات ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اس کنویں میں اس اُمت کا ایک جنتی شخص داخل ہوگا"۔ چنانچہ انہوں نے وہ پتہ اپنے قرآن کی جلد میں رکھ لیا۔ ایسا ہی طبرانی نے مسند شامیین میں اسی سند سے لکھا ہے۔

ابن کلبی نے اسے دوسری سند سے بحوالہ شریک بن خباشہ کی اہلیہ نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں سفر پر روانہ ہوئے جن ایام میں وہ شام جا رہے تھے۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ مرفوع روایت نہیں نقل کی، اسی میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب کی طرف پیام بھیجا، کیا تمہیں سابقہ کتابوں میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ اس اُمت کا ایک شخص دنیا میں ہی جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر وہ لوگوں میں ہوا تو میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔ انہوں نے تلاش کیا تو کہنے لگے وہ یہی ہے۔ یوں بنی نمیر کا شعار (کوڈ نام) آج تک اس پتے کی وجہ سے "خضرہ" قرار دے دیا۔ ان کے والد کا نام حباشہ بھی بتایا جاتا ہے۔

۳۹۷۸ (ز) شريك بن سلمان

بن خویلد بن سلمہ اسدی والبی۔ دورِ نبوی پایا ہے ان کا بیٹا فضالہ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشہور شاعر ہو گزرا ہے، اس کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا ہے، اس نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہجو کی تھی: ع

"مجھے کیا ہوا کہ معاذ سے ابن الکاہلیہ کی طرف "ذاتِ عرق" سے مسافت طے کرتا ہوں"۔

یزید بن معاویہ کی وفات پر ابی سفیان کا مرثیہ کہا، جو مشہور ہے۔ مرزبانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۷۹ (ز) شريك بن نمله

ابو حکیم۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ طبرانی کی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا تو انہوں نے مجھے کھانے میں اونٹ کا سر تیل کے ساتھ پیش کیا۔ ابن ابی حاتم[1] کا قول ہے: جابر بن عبداللہ بحوالہ شریک بن نملہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔

۳۹۸۰ (ز) شريك الفزاري

سیف کا بیان ہے: جب خالد بن ولید طلیحہ کی جنگ سے فارغ ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، خارجہ بن حصن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل (٣٦٤/٤)

۳۹۸۱ (ز) شزیه * ابن عُبَید

بن قلیب بن خولی الجعفی عمر رسیدہ۔ جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ بقول عمر بن شبہ: ہم سے عبداللہ بن محمد بن حکیم نے بیان کیا کہ شریہ بن عبید تین سو سال زندہ رہے، دورِ اسلام پایا اور عہدِ فاروقی میں مدینہ آئے، فرمانے لگے: جب وادی میں تم لوگ ہو میں نے اس کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جس میں پانی کا ایک قطرہ نہ تھا اور نہ کوئی ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے والا تھا۔ ان کے ساتھ ان کا ایک بیٹا تھا جو بڑھاپے کی وجہ سے بہک گئے تھے، پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اسی طرح ابوحاتم * سجستانی نے ''معمرین'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن کلبی نے ابوبکر بن قیس الجعفی سے بحوالہ اپنے شیوخ ان کا یہ نسب ذکر کیا ہے۔ وہی یہ شعر کہنے والے ہیں: ؏

''اللہ کی قسم! مجھے اکیلے شخص کی مدد مغرور نہیں کرتی اور نہ میں دو کی مدد سے دھوکا کھاتا ہوں اور تین آدمیوں کی مدد سے میں معذور ہوں''۔

۳۹۸۲ (ز) شزیه الجُزهی

بقول عمر بن شبہ: ہم سے مدائنی بحوالہ عیسیٰ بن داب بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے عبید بن شریہ جرہمی کی طرف پیام بھیجا۔

باب شین کے بعد عین

۳۹۸۳ (ز) شعبه بن عمیر الطُّهَوِیّ

بقول آمدی: دورِ جاہلیت کے ہیں۔ اسلام کا زمانہ پایا، ان کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے: ؏

''میں ایسی تلوار کی دھار لے کر پلٹا جس کی پلکیں بوسیدہ ہو چکی تھیں (مراد نیام) اور اس کے ابدان پرانے ہو گئے تھے لیکن تلوار کی دھار کند نہ تھی، بلکہ تیز تھی''۔

باب شین کے بعد قاف

۳۹۸۴ شقیق بن جزء *

بن ریاح۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام جریر باہلی ہے، دورِ نبوی پایا ہے اور یرموک میں شہید ہوئے۔ حکیم بن قبیصہ بن ضرار ضبی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۸۵ شقیق بن سلمه اسدی *

ابووائل۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد، دورِ نبوی پایا ہے اور آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہجرت کی۔ حضرات شیخین،

---

* تجرید (۱/۲۵۸) *

* اسد الغابہ (۲٤٤۷) استیعاب (۱۲۰٦) * اسد الغابہ (۲٤٤٦) استیعاب (۱۲۰٦) تجرید (۱/۲۵۹)

حضرت علی، حذیفہ اور خباب وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اعمش، منصور، عاصم، عمرو بن مرہ اور ابوحصین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ [1] اعمش فرماتے ہیں: ابووائل مجھ سے فرمانے لگے: سلیمان! اگر تم ہمارا وہ منظر دیکھ لیتے جب ہم لوگ خالد بن ولید سے بھاگ رہے تھے، میں اونٹ سے گر پڑا، اگر میں مرجاتا تو تلواریں ہوتیں۔ یزید بن ابی زیاد کا قول ہے، میں نے ان سے پوچھا: آپ بڑی عمر والے ہیں یا مسروق؟ انہوں نے فرمایا: میں۔ [2]

مغیرہ بن مقسم بحوالہ ابووائل بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زکوٰۃ وصول کنندہ آیا، میں اس کے پاس دنبہ لایا، میں نے کہا: اس کی زکوٰۃ لیجیے۔ اس نے کہا: اس میں زکوٰۃ نہیں۔ عمرو بن مرہ کا قول ہے: میں نے ابوعبیدہ سے پوچھا، آپ کے والد کی حدیث کا سب سے بڑا حافظ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابووائل۔ ابن حبان [3] کا قول ہے: ان کی ولادت یکم ہجری میں ہوئی۔ بقول ابوزرعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: لگتا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے ہجرت کی ہوگی۔ امام احمد، علی بن ثابت سے بحوالہ ابوالعنبس روایت کرتے ہیں کہ ابووائل نے فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں بے ریش لڑکا تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ محمد بن حمید رازی بطریق عاصم بحوالہ ابووائل نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کے اونٹ چرا رہا تھا، میرے پاس سے ایک قافلہ گزرا جس سے میرے اونٹ بدک گئے، ایک شخص کہنے لگا: لڑکے اونٹ یکجا کر دو۔ میں نے کسی آدمی سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ [4] اس نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ابن مندہ یہ روایت ابووائل کے حالات میں نقل کر کے فرماتے ہیں: ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی صراحت نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں کہ وہ اس وقت اسلام لا چکے تھے۔ واللہ اعلم

باب شین کے بعد میم

۳۹۸۶ شمّاس بن لأی تمیمی

بغیض بن عامر کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۸۷ (ز) شمر بن جعونہ

دورِ نبوی پایا ہے۔ بقول ابن ابی حاتم: [5] ابواسحاق ہمدانی ان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشم کی قباء خریدی۔

[1] مختصر تاریخ دمشق (۳۲۷/۱۰) استیعاب (۷۱۰/۲) اسد الغابہ (۴۳۱/۲)
[2] الطبقات (۹۶/۶) مختصر تاریخ دمشق (۵۳/۸) [3] الثقات (۳۵٤/٤)
[4] اسد الغابہ (۴۳۱/۲) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۷/۱۰) [5] الجرح والتعدیل (۳۷۵/٤)

باب شین کے بعد ھاء

۳۹۸۸ (ز) شہاب بن جمرہ

بن ضرام بن مالک بن ثعلبہ بن عامر بن ثعلبہ بن جہینہ الجہنی۔ بلاذری اور رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا نسب بیان کیا ہے۔ دورِ نبوی پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مشہور واقعہ پیش آیا ہے جسے ابو حاتم سجستانی نے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ شہاب بن جمرہ جہنی کی آمد حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا نام؟ انہوں نے کہا: شہاب (آگ کی چمک)۔ فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ کہا: جمرہ (انگارے) کا۔ فرمایا: کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ کہا: حرقہ (گرمی) سے۔ ان میں سے کس کی شاخ ہو؟ کہا: بنی ضرام (بھڑک)۔ فرمایا: کہاں سے آنا ہوا؟ کہا: حرۃ النار سے۔ فرمایا: اہل وعیال کہاں چھوڑے ہیں؟ کہا: لظی میں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا ناس ہو! مجھے لگتا ہے تمہارے اہل وعیال جل گئے ہیں۔ وہ واپس گئے تو کیا دیکھتے ہیں وہ لوگ آگ کے گھیرے میں آچکے ہیں۔ ابن شہاب میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۳۹۸۹ شہر بن باذام فارسی [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے والد کی وفات کے بعد صنعاء کا گورنر بنایا تھا۔ جسے سیف نے اہل سند سے نقل کیا ہے۔ طبری [2] لکھتے ہیں: جب اسود کذاب کا صنعاء پر قبضہ ہوگیا تو اس نے شہر بن باذام کو شہید کر دیا اور ان کی بیوی سے شادی کرلی۔ اسی نے اسود کے قتل میں مدد پہنچائی تاکہ شہر کا قصاص لیا جائے۔

۳۹۹۰ (ز) شہر ذوینّاق

یمن کے رئیسوں میں سے ایک۔ بقول طبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر ذومرّان، سعید ذوزُود اور شہر ذوینّاق کو خط لکھ کر فیروز کی بات ماننے کا حکم دیا، جب وہ مرتدوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔

باب شین کے بعد واؤ

۳۹۹۱ شُوَیس بن حیّاش العَدَوِی

دورِ نبوی پایا ہے۔ شرح الامالی میں ابو عبید بکری لکھتے ہیں کہ وہ اپنے بارے فرمایا کرتے تھے: ''میں ابن التاریخ ہوں، ہجرت کے سال میری پیدائش ہوئی''۔ فرماتے ہیں: ہارون الرشید کی خلافت تک عمر پائی، سدلیس عدوی کے حالات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ امام احمد کتاب الزھد میں بطریق ابوخلدہ روایت کرتے ہیں کہ ابوالعالیہ نے مجھ سے فرمایا: بنی عدی کے بزرگوں میں سے کون رہ گیا ہے؟ میں نے کہا: ابوالسوّار۔ فرمایا: وہ تو نوجوانوں میں سے ہے۔ میں نے کہا: شویس عدوی۔ کہا: ہاں۔ یہ ان لوگوں میں

---

[1] اسد الغابہ (۲۴۵۹) تجرید (۱/۲۶۰) [2] تاریخ طبری (۲/۲۴۷، ۲۴۸)

سے ہیں جو عہد فاروقی میں وظیفہ لیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: رشید کے دور تک کی بات بالکل غلط ہے۔

باب شین کے بعد یاء

۳۹۹۲ (ز) شیبان بن دثار النمیری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضر مین ہیں اور زبرقان بن بدر کے بارے ان کا مدیحانہ کلام نقل کیا ہے: ع

''مجھ سے پوچھے کوئی اگر، میں پڑوسی ہوں زبرقان بن بدر، میں جب مسافر بن کر اس کے ہاں فروکش ہوا تو ایسا معلوم ہوا جیسے میں ابان کے مضبوط آدمی کے ہاں ٹھہرا۔ ال لأی اس کا راستہ چھوڑ دو تمہارے ان کے مقابلہ میں ہاتھ نہیں''۔

۳۹۹۳ (ز) شیبان بن محرّث

دور نبوی پایا اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

۳۹۹۴ (ز) شیبان بن المخبل السعدی

دور نبوت پایا ہے۔ اصمعی، ابوعبیدہ اور ابن الاعرابی کا قول ہے: خلافت فاروقی میں شیبان بن مخبل ہجرت کے بعد سعد بن ابی وقاص کے ساتھ فارسیوں سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے والد بڑے عمر رسیدہ بزرگ ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان کی منت سماجت کی، قریب تھا کہ وہ مغلوب العقل ہو جاتے پھر انہوں نے اپنا مال و متاع بیچ کر اپنے بیٹے سے جا ملنے کا ارادہ کر لیا۔ تو علقمہ بن ھوذہ نے انہیں روک دیا اور انہیں گھوڑا دے کر کہا: میں آپ کے بیٹے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کرتا ہوں کہ وہ واپس بھجوا دیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر مخبل کا یہ شعر نقل کیا: ع

''کیا شیبان ہر رات میرے دِل پر طاری فراق کے خوف کو روک سکتا ہے، شیبان مجھے بتا دے کہ وہ ہرگز میری نافرمانی نہیں کرے گا، ہاں جب وہ مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا تو نافرمان اور گنہگار رہو گا''۔

مزید وہ کہتے ہیں: ع

''اگر آج میرے بدن کی شاخ پرانی ہو گئی اور تیری شاخیں جوانی کی آب و تاب سے تازہ ہیں جب میرا دوست مجھے کہتا ہے دیکھ بہار آئی ہے تو مجھے قریب کا آدمی بھی دو دکھائی دیتے ہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان پر ترس آیا اور رونے لگے اور سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسے واپس بھیجو۔ چنانچہ شیبان اپنے والد کے پاس لوٹ آئے اور ان کی وفات تک انہی کے ساتھ رہے۔

۳۹۹۵ (ز) شیبان نخعی

دور نبوی پایا ہے۔ ابراہیم حربی کی روایت ہے کہ نخع کا شیبان نامی ایک شخص لشکر میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر خلافت فاروقی

میں روانہ ہوا۔ اچانک گدھا گر کر مر گیا، ان کے ساتھیوں نے انہیں اپنے ساتھ سوار ہونے اور سامان لادنے کا کہا تو وہ باز رہے، اُٹھ کر وضو کیا، دوگانہ ادا کرنے کے بعد یہ دُعا کرنے لگے:

''اے اللہ! میں رغبت سے مسلمان ہوا اور اپنے اختیار سے ہجرت کی تاکہ آپ کی خوشنودی حاصل ہو۔ میرا گدھا سواری و باربرداری میں میرا معاون تھا، اس کے ہوتے مجھے لوگوں کی ضرورت نہ تھی، اس لئے مجھے اس کے ذریعہ تقویت دے اور اسے میرے لیے زندہ فرما، اور اپنے علاوہ کسی کے احسان مجھ پر نہ رکھ''۔

تو یکایک وہی گدھا کان جھاڑتا اٹھ بیٹھا، انہوں نے اس پر اپنا سامان لادا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔

۳۹۹۶ (ز) شیبان (دوسرے، بےنسب)

میرے خیال میں یہ ابن مخمل ہی ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے ایک صاحب نے شام کی جنگ میں عہد فاروقی میں حصہ لیا۔ انہیں شیبان کہا جاتا تھا جن کا بوڑھا باپ تھا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۳۹۹۷ (ز) شیمان

پہلے نام کی طرح ہے۔ صرف باء کی جگہ میم ہے۔ ابن عُکَیف بن کیوم بن عبدالازدی ثم الحدانی، دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا صبرہ جمل میں ازدیوں کا سردار تھا جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کا ساتھ دیا۔ ابن کلبی اور ان کی پیروی میں ابوعبید نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صبرہ اس وقت قتل ہوگئے تھے۔ اس میں تامّل ہے کیونکہ ''الاشتقاق'' میں ابن درید نے لکھا ہے، انہوں نے جنگ جمل میں زیاد کو پناہ دی۔ اور مبرد ''الکامل'' میں لکھتے ہیں: مذکور ہے کہ وہ امیر معاویہ کے پاس آئے تھے، ان سے کہا: امیر المومنین! پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمل کے بعد بھی زندہ رہے۔

قسم رابع از حرف شین

باب شین کے بعد الف

۳۹۹۸ شاہ*

درست ابوشاہ یمانی ہے۔ اس حرف کے آغاز میں تنبیہ ہو چکی ہے۔

باب شین کے بعد باء

۳۹۹۹ شبل*

عبدالرحمٰن بن شبل کے والد نسب بیٹے کے سوانح میں بیان ہوگا۔ بقول ابوعمر: ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے

---

* اسد الغابہ (۲۳۷۳) * اسد الغابہ (۲۳۷۷) استیعاب (۱۱۶۱) تجرید (۲۵۲/۱)

روایت نہیں کی۔ یہ اور ان کا بیٹا مشہور بھی نہیں اور نہ صحیح ثابت ہے۔ ان کی نبی ﷺ سے منقول ''نماز [1] میں کوے کی طرح ٹھونگ مارنے سے ممانعت'' کی حدیث اور یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی جب تک کوڑے سے کسی قریشی کا جوتا اٹھا کر یہ نہ کہا جائے کہ یہ تو کسی قریشی کا جوتا ہے'' ۔[2] جو منکر حدیث ہے، جس کی کوئی اصل نہیں اور شبل مجہول و نامعلوم شخص ہیں، یہ تو ابوعمر کا قول تھا۔

ان کا یہ کہنا کہ ''مشہور نہیں نہ یہ اور نہ ان کا بیٹا'' قابل ردّ بات ہے اس واسطے کہ عبدالرحمٰن بن شبل مشہور صحابی ہیں جن کی حدیث سنن میں ہے اور ان کی ''کوے کی ٹھونگ والی حدیث'' کی تصحیح ابن خزیمہ وغیرہ نے کی ہے اور اسی طرح اسے امام احمد، اصحاب السنن، حاکم، بغوی اور ابن شاہین نے عبدالرحمٰن بن شبل سے نقل کیا ہے اس میں ''عن ابیہ'' کے الفاظ نہیں۔ اور ''قریشی کے جوتے'' والی حدیث بغوی نے عبدالرحمٰن بن شبل کے حالات میں بطریق عبدالحمید بن جعفر بواسطہ ان کے چچا بحوالہ عبدالرحمٰن بن شبل انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے شاید ابوعمر کی دلیل یہی ہے ان کے نسخہ سے لفظ ابن رہ گیا اور عن عبدالرحمٰن بن شبل عن ابیہ بن گیا یوں انہوں نے شبل کو صحابی سمجھ لیا، جس سے یہ تمام وہم پیدا ہوئے۔

پھر مجھے اس کی علت بھی معلوم ہوگئی۔ چنانچہ ابن قانع مذکورہ حدیث انہی شبل کے حالات میں اسی سند سے جس سے بغوی نے نقل کی ہے روایت کرتے ہیں، لیکن وہ فرماتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن شبل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں''۔ اور ایک بار لکھتے ہیں، عبدالرحمٰن بن شبل کے کسی بیٹے سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں ابن قانع فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔

۴۰۰۰ (ز) شبل بن حامد

ان کا تذکرہ اور ان کی روایت کی تحریر شبل بن خلید کے حالات میں قسم اوّل میں ہو چکی ہے۔

۴۰۰۱ (ز) شبل بن مالك

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور کھلی غلطی کی ہے۔ انہوں نے ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب باندی سے زنا ہو جائے تو اسے کوڑے لگاؤ''۔ (حدیث)[3] یہ خبط کچھ رہ جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، اصل میں یونس عن الزہری عن عبیداللہ عن شبل بن حامد عن عبداللہ بن مالک تھا، پھر ''ابن حامد عن عبداللہ'' چھوٹ گیا اور شبل بن مالک بن گیا۔ قسم اوّل شبل بن خلید میں زہری سے آگے اختلاف کا تذکرہ کر چکا ہوں۔

۴۰۰۲ شبیب بن ذی الکلاع[4]

ابوروح۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی آپ نے سورۃ روم کی تلاوت کی۔ ابوعمر[5] لکھتے ہیں: ان کی

---

[1] الطبقات [2] التاريخ الكبير (٢٢٤/٤) جامع المسانيد (١٨٠/٦)

[3] بخاری كتاب العتق باب كراهية التطاول على الرقيق (٢٥٥٥) مسلم كتاب الحدود باب رجم اليهود اهل الذمة فى الزنا (٤٤٢٢) ابن ماجه كتاب الحدود (٢٥٦٥) السنن الكبرىٰ (٢٤٢/٨) [4] اسد الغابه (٢٣٨٠) استيعاب (١١٩٦) تجريد (٢٥٢/١)

[5] جامع المسانيد (١٨٦/٦) اسد الغابه (٤١٣/٢) [6] استيعاب (٢٦٢/٢)

حدیث کی سند میں گنجلک ہے، ان سے عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہ ہے کہ یہ شبیب بن ابی روح یا شبیب بن نعیم ابوروح الکلاعی حمصی ہیں، ایسا ہی امام بخاری ❶ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، دوسرے نسب پر ابن ابی حاتم ❷ کا اعتماد ہے کہ وہ حمصی اور حاظنی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ اور یزید بن حمید سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے حریز بن عثمان اور ایک جماعت روایت لیتی ہے۔ یہ حدیث ابن قانع نے اسی طرح نقل کی ہے اس کی سند سے ایک راوی رہ گیا ہے۔ حفاظ نے یہ حدیث بطریق عبدالملک بن عمیر بواسطہ شبیب ابوروح بحوالہ ایک صحابی نقل کی ہے بعض نے ان کا نام اغرّ بھی بتایا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابوالاشہب صحابی کا تذکرہ نہ کرنے میں منفرد ہیں اس لئے جس نے شبیب کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے اس کی بنا پر ان کی روایت معتبر بن سکتی ہے، جبکہ یہ وہم ہے۔

باب شین کے بعد حاء

۴۰۰۳ سُخرور الحضرمی

تجرید میں ذہبی ❸ نے اسی مقام پر یہ نام دہرایا ہے جو ان کا وہم اور لفظی غلطی ہے۔ درست سحر در ہے ایسا ہی ابن یونس وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔ دیکھیں (۳۱۰۱)۔

باب شین کے بعد راء

۴۰۰۴ شراحیل الحنفی ❹

ایسا ہی ابن عبدالبر نے بحوالہ ابن مدائنی نقل کیا ہے جبکہ درست شرحبیل ہے، ان کا ذکر اور حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ امام بخاری ❺ بحوالہ علی بن المدینی ان کا درست نام شرحبیل نقل کرتے ہیں۔ رہا نسب حنفی تو یہ جعفی سے بگڑا ہوا لفظ ہے۔ ابوعمر نے شرحبیل میں شک کے ساتھ ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: شرحبیل یا شراحیل۔

۴۰۰۵ شرحبیل بن حبیب ❻

شفاء بنت عبداللہ کے خاوند۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کر کے شفاء بنت عبداللہ کی حدیث نقل کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نبی ﷺ کے ❼ ہاں گئی اس وقت وہ شرحبیل بن حبیب سے منسوب تھیں، وہ گھر میں تھے، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انہیں دو جگہ وہم ہوا ہے۔ (۱) اوّل تو نام غلط ہے، ابن حبیب کہا جبکہ ابن حسنہ ہیں۔ (۲) دوم: ''میں نبی ﷺ کے پاس گئی'' اصل میں ہے ''میں اپنی بیٹی کے پاس گئی''۔ پھر دوسری سند سے یہ حدیث نقل کی، شفاء بنت عبداللہ فرماتی ہیں: میں اپنی بیٹی

---

❶ التاریخ الکبیر (۲/۲۳۱) ❷ الجرح والتعدیل (۴/۳۶) ❸ تجرید (۷۱)

❹ اسد الغابہ (۲٤۰۱) استیعاب (۱۱٦۸) ❺ التاریخ الکبیر (۲/۲٥۰)

❻ اسد الغابہ (۲٤۰۸) تجرید (۱/۲٥٥) ❼ اسد الغابہ (۲/٤۱۹)

کے ہاں گئی جو شرحبیل بن حسنہ کے عقد میں تھی، اس وقت شرحبیل گھر میں تھے، میں نے ان سے کہا: نماز کا وقت ہے۔ وہ کہنے لگے: خالہ مجھے ملامت نہ کریں.....۔ (حدیث) پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کو ''شفاء کے خاوند'' کہنے میں بھی وہم ہوا، حالانکہ اُن کے داماد ہیں۔

۴۰۰۶ (ز) شرحبیل عَبْسی

عبدالرحمٰن کے والد۔ ابن فتحون نے ان میں اور شرحبیل الجعفی میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک شخصیت کے نام ہیں۔

۴۰۰۷ (ز) شرحبیل العَبْسی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ان بد بودار سبزیوں میں سے کھا بیٹھے تو وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے''۔ [1] انہوں نے شرحبیل نامی حضرات میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے جو واضح غلطی ہے، یہ حدیث شریک بن حنبل کے حوالہ سے ہے جس کا قسم اوّل میں وضاحت سے درست بیان ہوگا۔ اور انہوں نے ان کے دوبارہ ذکر سے اس حدیث کا بھی اعادہ کیا ہے۔ جہاں ''سوید'' نامی حضرات کا ذکر ہے، لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا۔ حنبل کی جگہ شرحبیل لکھ دیا۔

۴۰۰۸ شرحبیل (بے نسب)

بقول مُغلطائی صنعانی نے جن صحابہ کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا ہے ان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: صنعانی نے ''اسد الغابہ'' میں جو عبارت ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ قسم اوّل میں جن حضرات کا ذکر ہوا ہے ان میں سے یہ ایک ہیں۔

۴۰۰۹ شرحبیل [2]

عمرو کے والد۔ ابن قانع اور بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ پھر دونوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ شرحبیل فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: ایک شخص اپنی بیوی سے مشغول کسی شخص کو دیکھ کر اسے تلوار سے قتل کر ڈالتا ہے.....۔ (حدیث) [3]

میں کہتا ہوں: سند میں عن جدہ کی ضمیر عمرو کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ عبدالوہاب کی طرف۔ شرحبیل وہی ابن سعید بن سعد بن عبادہ ہیں۔ یہ حدیث بحوالہ سعید یا ان کے والد سعد کی ہے، جسے امام احمد رحمہ اللہ نے مسند میں مسند سعید بن سعد بن عبادہ سے بطریق ابو معشر اسی سند سے نقل کیا ہے۔

---

[1] مسلم کتاب المساجد باب نهی من اکل ثوما او بصلا او کراثا (۱۲۵۶) المصنف لعبدالرزاق (۱۷۴۱) کنز العمال (۴۰۹۱۳)

[2] اسد الغابہ (۲٤۱۳) تجرید (۲۵۵/۱) [3] اسد الغابہ (٤۲۲/۲)

۴۰۱۰ (ز) شریح بن حارث ✿

درست نام حارث بن شریح ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ عمر بن شبہ کی کتاب میں اُلٹ لکھا ہے۔

۴۰۱۱ شریح بن عمرو خزاعی ✿

قسم اوّل میں اس کے متعلق تنبیہ بیان ہوگئی ہے۔

۴۰۱۲ (ز) شریح بن ابی وھب حمیری ✿

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پڑھتے سنا، ان سے مخلم بن وداعہ روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے جو وہم ہے جس کی وجہ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی بنی۔ درست نام شریح بن ابرہہ ہے جیسا کہ پہلے حرف بحرف بیان ہو چکا ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ابرہہ کی کنیت ابو وہب ہو۔

۴۰۱۳ شریح الیافعی

تجرید ✿ میں، ان میں اور ابن ابرہہ میں فرق کیا گیا ہے جبکہ ایک ہی شخص ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ تابعی ہیں۔

۴۰۱۴ شریق (اخنس کے والد)

مسند احمد میں بلا روایت ان کا ذکر ملتا ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند احمد میں شریق، حسنہ کے والد کا ذکر ہے۔ ان کا تذکرہ ان سے پہلے کیا ہے اور اخنس کے والد شریق تو جاہلیت کے فوت ہو چکے ہیں، ان کے بیٹے اخنس بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ جو والدۂ نبی ﷺ کا خاندان ہے۔ انہی کے ساتھ بدر کے معرکہ میں شریک ہوئے اور انہیں واپس لے گئے۔ جنگ وقتال میں حصہ نہیں لیا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ قسم اوّل میں حرف الف کے دوران بیان ہو چکا ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، اس میں اختلاف ہے آیا وہ مسلمان فوت ہوئے یا نہیں؟

۴۰۱۵ (ز) شریك بن شرحبیل

قسم اوّل، شریک بن حنبل میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب شین کے بعد عین

۴۰۱۶ شعبه بن التَّوأم ضبّی ✿

مشہور تابعی ہیں۔ مسند بقی میں اور سعید بن یعقوب کی کتاب الصحابہ میں ان کی مرسل حدیث درج ہے۔ دونوں بطریق مغیرہ

✿ اسد الغابہ ۲۴۲) استیعاب (۱۱۷۷) ✿ اسد الغابہ (۲۴۲۶) تجرید (۲۵۶/۱) ✿ استیعاب (۱۱۸۱) تجرید (۲۵۷/۱)
✿ استیعاب (۲۵۹/۲) ✿ الجرح والتعدیل (۳۳۲/۴) ✿ تجرید (۷۲) ✿ اسد الغابۃ (ت: ۲۴۴۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۵۸/۱)

بواسطہ ان کے بیٹے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن عاصم نے نبی ﷺ سے حلیف بننے کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں حلیف بننے کی کوئی حیثیت نہیں رہی''۔ [1] (ہر مسلمان مسلمان کا بھائی پہلے صرف ایک خاندان سے اب پورے مسلم معاشرے سے یہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے، اس لیے اس کی ضرورت نہ رہی)۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں اکثر راوی شعبہ سے بواسطہ تو اُم بحوالہ قیس بن عاصم نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم [2] بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں شعبہ بن تو اُم کی ولادت عہد فاروقی یا عثمانی میں ہوئی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت حدیث حاصل ہے۔ ابواحمد العسکری کا قول ہے: نبی ﷺ کی ان کی روایت مرسل ہے، مسند جریر بن عبدالحمید میں ان کی روایت ''وحدان'' میں ہے جو وہم ہے۔

۴۰۱۷ (ز) شعیب بن زریق الکُلفیّ

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم سب احکامات کی بجا آوری نہیں کر سکتے، لہٰذا راہ راست پہ ہو اور آسانی پیدا کرو''۔ [3]

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ الفاظ رہ جانے سے پیدا ہوئی، درست سند یوں ہے: شعیب بن زریق طائفی سے منقول ہے کہ میں حکم بن حزن کلفی نامی ایک صاحب کے پاس بیٹھا تھا، وہ فرمانے لگے، ہم آئے..... ایسا ہی ابوداؤد اور ابویعلی وغیرہ نے نقل کیا۔ یہی نام حرف حاء میں درست بیان ہو چکا ہے۔ طائفی سے حزن تک کی عبارت چھوٹ گئی اور ''ابن زریق کلفی'' سے آخر تک رہ گئی جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شعیب صحابی ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں۔ بلکہ یہ کم حدیث بیان کرنے والے تابعی ہیں۔ اور صدوق ہیں۔ ان سے صرف شہاب (بن خراش) روایت لیتے ہیں۔ ابن قانع ہی حرف حاء میں دوسری سند سے بواسطہ شہاب بن خراش بحوالہ شعیب بن زریق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکم بن حزن کلفی ایک بزرگ کو فرماتے سنا جو صحابی تھے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پھر وہی حدیث بیان کی جس کے آخر میں ہے ''لوگو! تمہیں ہرگز اس کی طاقت نہیں....''۔ پھر وہ حدیث نقل کی۔

۴۰۱۸ (ز) شعَیب العنبری

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کی کتاب میں حرف شین میں یہ آخری نام ہے اور ان کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ثبوت پر فیصلہ کیا۔ یہ کھلی غلطی ہے۔ اسی روایت کو حرف زاء میں زبرقان سے پہلے اور زرعہ کے بعد اسی سند سے درست نقل کیا ہے۔ اور ان کا نام شعیث بن عبداللہ بن زُبَیب بن ثعلبہ عنبری نقل کیا ہے اور دوسری سند سے یہ روایت طویل لکھی ہے جو شعیث سے مروی ہے۔ حرف زاء میں زبیب کا صحیح بیان ہو چکا ہے۔ وللہ الحمد

---

[1] بخاری کتاب الکفالۃ باب قول اللہ عزوجلّ ﴿ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ﴾ (۲۲۹٤)
مسلم کتاب فضائل الصحابہ (٦٤١٠) ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی الحلف (۲۹۲٦)

[2] الجرح والتعدیل (٣٦٨/٤)

[3] مسند احمد (٢١١/٤) تہذیب تاریخ دمشق (٣٤٤/٦) الطبقات (٣٧٨/٥)

۴۰۱۹ شعیث ابن شدّاد

ایک مرسل حدیث نقل کی ہے، جس کی بنا پر کسی نے انہیں صحابی سمجھ لیا۔ ابن ابی حاتم ✿ نے اعتماد سے لکھا ہے وہ روایت مرسل ہے۔ ابوبکر بن ابی سبرہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔

باب شین کے بعد فاء

۴۰۲۰ شفی بن ماتع

اصبحی ابوعثمان مشہور تابعی ہیں۔ ابن شاہین اور طبرانی وغیرہ نے ایک حدیث کی وجہ سے جو انہوں نے مرسل روایت کی ہے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار افراد جہنمیوں کی اذیت میں مزید اضافہ کردیں گے....''۔ ✿ (حدیث)

اسی سند سے مرفوع روایت ہے: آسمان میں چار فرشتے ہیں جو بلندی سے پستی تک یہ صدا بلند کرتے ہیں: ''اے خیر والے! خوش ہوجا اور اے شر والے! بس کر....''۔ (حدیث) ✿

میں کہتا ہوں: بقی نے اپنی مسند میں بھی ان کی حدیث درج کی ہے، مجھے صحابہ میں سے ان کی روایت صرف عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ملی ہے۔ ان سے مروی ان کی حدیث سنن میں ہے۔ اور امام بخاری، ✿ ابن حبان ✿ اور ابن ابی حاتم ✿ وغیرہ نے اعتماد سے کہا ہے: یہ تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

باب شین کے بعد یاء

۴۰۲۱ شیبان بن محرز ✿

الحنفی الیمامی، علی بن شیبان کے والد، ان کے بارے ابن قانع کی غلطی کا بیان گزر چکا ہے۔ حرف طاء کے ''طلق'' میں ان کی دوسری غلطی کا بیان ہوگا۔ ابن عبدالبر ✿ کا قول ہے: شیبان پدر علی کی حدیث کا مدار محمد بن جابر پر ہے۔

۴۰۲۲ شیبان اسلمی

حرملہ بن عمرو کے چچا۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر ابو یوسف علوی کا گمان ہے کہ حرملہ کے چچا کا نام شیبان ہے کسی اور کا قول ہے: ان کا نام سنان ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی صحیح ہے، جیسا کہ سین کی قسم اوّل میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

✿ الجرح والتعدیل (۳۸۶/٤) ✿ اسد الغابہ (۲٤٤۳) تجرید (۲۵۸/۱) ✿ المعجم الکبیر (۳۱۰/۷)
✿ اسد الغابہ (۷۲۲٦/۷) مجمع الزوائد (۲۰۹/۱) جامع المسانید (۲۷۵/٦، ۲۷٦)
✿ جامع المسانید (۲۷۷) اسد الغابہ (٤۳۰/۲) ✿ التاریخ الکبیر (۲٦٦/۲) ✿ [illegible]
✿ الجرح والتعدیل (۳۸۹/٤) ✿ اسد الغابہ (۲٤٦۲) استیعاب (۱۱۹٤) تجرید (۲٦۰/۱) ✿ استیعاب (۲٦۳/۲)

۴۰۲۳ شیبان انصاری

ابن مندہ نے شیبان بن مالک سلمی انصاری سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ وہی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں لکھا ہے۔

۴۰۲۴ شیبہ المہری

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور ابن الامین نے اسی طرح اپنے استدراک میں لکھا اور ذہبی نے ان کا اتباع کیا ہے جو وہم ہے جس کی وجہ سقوطِ عبارت ہے۔ درست ابوشیبہ ہے۔ لفظ کنیت ''ابو'' چھوٹ گیا تھا۔ العلل میں دارقطنی لکھتے ہیں: حماد بن سلمہ، عبدالکریم بن عمیر بحوالہ ابوشیبہ نبی ﷺ کی حدیث نقل کرتے ہیں: ''تین باتیں تیرے بھائی کی محبت کو خالص کر دیں گی''۔ [1] (حدیث) یہی روایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر نے اپنے والد اور شیبہ بن عثمان سے انہوں نے اپنے چچا سے نقل کی ہے، اگر انہوں نے اسے یاد رکھا تو خوب سند ہے۔

۴۰۲۵ (ز) شیبہ الخیر

ابن قانع ان کا ذکر کرتے ہیں جو لفظی غلطی کا پیش خیمہ ہے، وہ یوں کہ انہوں نے بطریق معلی بن زیاد دبّال سے کہ مجھ سے میرے دادا بحوالہ شیبہ الخیر روایت کی جو صحابی ہیں، فرمایا: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم لوگ ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جس برتن میں کھا کر اسے (انگلی سے) چاٹ لے تو وہ اس کے لیے دعاءِ مغفرت کرتا ہے''۔ [2]
یہ حدیث یا تو نبیشہ سے مروی ہے جو ترمذی اور ابن ماجہ میں اسی سند سے درست لکھی ہوئی ہے۔

الحمدللہ آج 23 مارچ 2010ء بروز منگل 01:45 بجے الاصابہ جلد اوّل کا بامحاورہ سلیس اُردو ترجمہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

فقط دُعا گو و دُعا جو
ابو رجب عامر شہزاد علوی

---

[1] المستدرک (۴۲۹/۳) تهذيب تاريخ دمشق (۲۵۱/۴) الترغيب والترهيب (۲۲۵/۳)

[2] ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء في اللقمة تسقط (۱۸۰۴) ابن ماجه كتاب باب تنقية الصحفة (۳۲۷۱) اتحاف السادة المتقين (۲۲۵/۵)